شرح ترمذی شریف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی



لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شرح جامع ترمذی شریف

هو القادر

مترجم ——— ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
شرح ——— محمد یسین قصوری نقشبندی
کمپوزنگ ——— ورڈز میکر
باہتمام ——— ملک شبیر حسین
سن اشاعت ——— اکتوبر 2016ء
سرورق ——— اے ایف ایس ایڈورٹائزر، ومو
0322-7202212
طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ——— روپے فی جلد

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ابوطاہر زکی محمد زین العابدین

ترتیب

كِتَابُ الْقَدْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرِّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْإِيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

کِتَابُ الْاَدَبِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

طب کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

چند قابل توجہ امور

روایات طب نبوی کا مطالعہ کرنے سے قبل چند ایک اہم امور کا جاننا ازبس ضروری ہے، جو درج ذیل ہیں:

1-اقسام احادیث

احادیث کی دو اقسام ہیں:

(۱) پیغام رسانی سے متعلق روایات: وہ احادیث مبارکہ ہیں جو احکام شرعی بیان کرنے کے لیے وارد کی گئی ہوں۔

(۲) پیغام رسانی سے غیر متعلق روایات: وہ احادیث مبارکہ ہیں جو احکام شرعیہ کے طور پر وارد نہ کی گئی ہوں بلکہ دنیوی امور بیان کرنے کے لیے ہوں۔ روایات طب نبوی کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ ان کا تعلق قسم ثانی سے ہے اور ان میں امور شرعیہ بیان نہیں کیے گئے۔

۲-امراض وادویہ کی اقسام

امراض وادویہ کی دو اقسام ہیں:

(۱) مفرد مرض: وہ ہے، جو مفرد غذا کے فساد سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا علاج بھی مفرد دوائی سے ممکن ہوسکتا ہے۔

(۲) مرکب امراض: وہ ہیں جو مرکب غذاؤں کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں اور مفرد دواؤں سے ان کا علاج نہیں کیا جاسکتا بلکہ مرکب دواؤں سے کیا جاسکتا ہے۔ زمانہ قدیم میں انسان سادہ زندگی گزارتا تھا اور مفرد غذائیں استعمال میں لاتا تھا۔ اس لیے احادیث میں مفرد علاج کے جو طریقے بیان کیے گئے ہیں، وہ مفید ثابت ہوتے تھے لیکن عصر جدید کے لوگ مرکب غذائیں استعمال کرتے ہیں تو اب مفرد دوائیں علاج کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوسکتیں بلکہ مرکب دواؤں کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اس طرح طب نبوی پر مشتمل احادیث مبارکہ کا معمول بہ ہونا دشوار ہے۔

۳-روایات طب عطیہ الٰہی

زمانہ قدیم میں ڈاکٹروں اور حکیموں کی تعداد قلیل ہونے کے باوجود ہر آدمی ڈاکٹر اور حکیم تھا، ہر مرض کے لیے کئی طریقہ ہائے علاج تجویز کرتا تھا اور جس کے پاس بھی مرض کا ذکر کیا جاتا تھا وہی علاج تجویز کرسکتا تھا لیکن دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ شہری لوگ نزلہ تک کا علاج نہیں جانتے اور ہر مریض ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ الغرض ماضی بعید میں امراض کا علاج

لوگ خود تجویز کرتے تھے۔ نوجوان طبقہ بڑوں سے امراض کے علاج کرنے کا علم سیکھتا تھا اور اس طرح ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہو جاتا تھا۔ طب نبوی کی روایات اسی قبیل سے متعلق ہیں کیونکہ آپ اپنے تجربہ اور عطاء الٰہی سے امراض کے علاج معالجہ کے طرق جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے وہ اپنی امت کو بیان فرما دیے تا کہ ان سے استفادہ کر سکے۔

۴-روایات طب نبوی کو معمول بنانے کی شرائط

احادیث طب نبوی کو معمول بہ بنانے کے لیے دو شرائط ہیں:

(الف) مرض کی تشخیص: ہر مرض پیدا ہونے کے اسباب معلوم کرنا' کیونکہ بعض امراض پیچیدہ ہوتے ہیں اور بعض متشابہ بھی ہوتے ہیں' لہٰذا بغیر تحقیق کے کسی تجویز کردہ نسخہ پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) دوائی استعمال کرنے کا طریقہ: دوائی استعمال کرنے کا طریقہ معلوم کرنا بھی ازبس ضروری ہے کہ وہ مفرد استعمال کی جائے یا مرکب؟ پھر وہ کتنی مقدار اور کتنی بار استعمال کرنی ہے؟ چونکہ ان باتوں کی تفصیلات روایات میں نہیں ہے' لہٰذا ان پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو سکتا۔

۵-از خود علاج کرنے کے ذوق کا فقدان:

زمانہ قدیم میں ڈاکٹر اور حکیم نایاب' یا کمیاب ہونے اور بازار میں تیار شدہ دوائیاں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے لوگ از خود نسخہ تجویز کرتے اور علاج کرتے تھے۔ اب صورتحال بدل چکی ہے' ڈاکٹروں اور حکیموں کی کثرت ہے اور مختلف کمپنیوں کی طرف سے تیار کردہ دوائیاں بازار میں دستیاب ہیں' جس کے نتیجہ میں لوگوں میں از خود علاج کرنے کا ذوق باقی نہیں ہے' لہٰذا لوگ طب نبوی پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

۶-اقسام علاج:

امراض دو قسم کے ہوتے ہیں:

(الف) امراض روحانی: یہ وہ امراض ہیں جن کا تعلق جسم سے نہ ہو اور ان کا علاج اعمال خیر' دعاؤں' تعویذات اور جھاڑ سے ہو سکتا ہے۔

(ب) امراض جسمانی: یہ وہ امراض ہیں جن کا تعلق جسم سے ہو اور ان کا علاج دوائیوں سے ممکن ہے۔ امراض مختلف ہونے کی وجہ سے اس کے علاج کی بھی مختلف اقسام ہیں یعنی روحانی اور جسمانی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِمْيَةِ

باب 1: (طبیعت کے لیے ناموافق چیز کھانے سے) پرہیز کرنا

1959 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيْمَهُ الْمَاءَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ صُهَيْبٍ وَّاُمِّ الْمُنْذِرِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيُّ هُوَ اَخُو اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ لِاُمِّهٖ وَمَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآهُ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيْرٌ

◆◆ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے' تو اسے دنیا سے اسی طرح بچاتا ہے' جس طرح کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور سیّدہ اُم منذر رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہی روایت محمود بن لبید کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

محمود بن لبید کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہی روایت منقول ہے' جس کی سند میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان ظفری رضی اللہ عنہ یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے شریک بھائی ہیں۔

حضرت محمود بن لبید نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے' آپ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ یہ اس وقت بچے تھے۔

1960 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اَبِي يَعْقُوْبَ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ

متنِ حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَّلَنَا دَوَالٍ مُّعَلَّقَةٌ قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَاْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ مَهْ مَهْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَ فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَّشَعِيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهُ اَوْفَقُ لَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ فُلَيْحٍ

اسنادِ دیگر: وَيُرْوٰى عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ وَّاَبُوْ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اَبِي يَعْقُوْبَ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ

1959- انفرد به الترمذي- ينظر (تحفة الاشراف) (۸/۲۷۹) حديث (۱۱۰۷٤) واخرجه الحاكم في (المستدرك) (٤/۲۰۹)، والطبراني (۱۹/۱۲) حديث (۱۷)-

1960- اخرجه ابو داؤد (۲/۳۹٦): كتاب الطب: باب: في الحمية حديث (۳۸۵٦) و ابن ماجه (۲/۱۱۳۹): كتاب الطب: باب الحمية، حديث (۳٤٤۲) و احمد (٦/۳٦۳ - ۳٦٤) من طريق يعقوب بن ابي يعقوب عن ام المنذر، فذكره-

الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ اَنْفَعُ لَكَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِیْ حَدِيْثِهِ وَحَدَّثَنِيْهِ اَيُّوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا حَدِيْثٌ جَيِّدٌ غَرِيْبٌ

◄► سیدہ اُمّ منذر ﷞ بیان کرتی ہیں، ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی ﷜ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو کھانا شروع کیا' حضرت علی ﷜ نے بھی ان کو کھانا چاہا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! رک جاؤ' رک جاؤ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ سیدہ ام منذر ﷞ بیان کرتی ہیں یہ سن کر حضرت علی ﷜ بیٹھے رہے اور نبی اکرم ﷺ اسے کھاتے رہے۔ پھر اس کے بعد ان حضرات کے لیے چقندر اور جو تیار کیے گئے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! اسے کھاؤ کیونکہ یہ تمہاری طبیعت کے لیے موافق ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف فلیح کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔
یہی روایت فلیح کے حوالے سے ایوب بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

سیّدہ ام منذر انصاریہ ﷞ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، انہوں نے اس کے بعد حسب سابق حدیث نقل کی ہے' جیسے یونس بن محمد سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔''

محمد بن بشار نے اپنی روایت میں یہ بات نقل کی ہے ایوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''جید غریب'' ہے۔

شرح

علم طب کے بنیادی اصول

علم طب کے بنیادی اصول تین ہیں' جو درج ذیل ہیں:

اصول اوّل: حفظانِ صحت: پہلا اصول یہ ہے کہ انسان اپنی صحت کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے۔ ایسی غذا ہرگز استعمال نہ کرے جس سے صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جن سے مرض لاحق ہونے کا قوی امکان ہو۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف:۳۱) ''تم کھاؤ' پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔'' علاوہ ازیں اس بارے میں مشہور حدیث ہے: ''تم کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو''۔ اس آیت اور حدیث میں ''حفظان صحت'' کا اصول بیان کیا گیا ہے۔

اصول ثانی: پرہیز کرنا: مرض لاحق ہونے سے قبل' مرض لاحق ہونے کی حالت میں اور مرض ختم ہونے کے بعد بھی پرہیز اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے: وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ (النساء:۴۳) اور اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا قضائے حاجت کی ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو' تو پھر تم پانی

نہ پاؤ' تم پاک مٹی سے تیمم کرو اور تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا' بخشنے والا ہے''۔ جب پانی سے وضو یا غسل کرنا مضر ثابت ہو' تو پانی سے احتراز کرتے ہوئے پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیکا یا کچا خربوزہ کھجور سے ملا کر تناول کیا اور فرمایا: ہم ایک چیز کی گرمی سردی' دوسرے کی گرمی سردی سے ختم کرتے ہیں''۔ یعنی پھیکا یا کچا خربوزہ بارد ہوتا ہے جبکہ کھجور حار ہوتی ہے' ان کے باہم استعمال سے دونوں میں اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے' جو پرہیز کی مثال ہے۔ علاوہ ازیں حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخار سے نجات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کھانے سے روک دیا تھا۔ اس آیت اور حدیث میں پرہیز اختیار کرنے کی مثال بیان کی گئی ہے۔

اصول ثالث: مادہ فاسدہ کا اخراج: کسی مرض کے مکمل علاج کے لیے ضروری ہے کہ مادہ فاسدہ کا جسم سے اخراج کیا جائے ورنہ علاج مفید ثابت نہیں ہوگا۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حالت احرام میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں جوئیں پیدا ہو گئیں جس سے وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس موقع پر یہ ارشاد خداوندی نازل ہوا: فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (البقرہ:۱۹۶)''پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو' تو اس کا فدیہ روزے سے یا صدقہ یا قربانی سے دیا جائے''۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈوا کر فدیہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک سر کا میل ختم نہیں ہوگا' جوؤں کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ یہ جسم سے مادہ فاسدہ دور کرنے کی مثال ہے۔ مادہ فاسدہ مرض کا سبب ہے اور جب تک اسے دور نہیں کیا جاتا' شفاء حاصل نہیں ہوسکتی۔ (علامہ ابن قیم' زاد المعاد ج ۳' ص ۹۷)

فائدہ نافعہ: علم طب میں سبب مرض کا علاج کیا جاتا ہے' جب تک مرض کا سبب ختم نہیں ہوتا مسبب (مرض) ختم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی دوائی سے مرض جلدی سے ختم نہیں ہوتا۔ اس دوائی کا کوئی کورس نہیں ہوتا بلکہ جب تک مرض کا سبب ختم نہیں ہوتا دوائی کھانا پڑتی ہے۔ انگریزی دوائی کا باقاعدہ کورس ہوتا ہے' اس کے ذریعے مسبب (مرض) کا علاج کیا جاتا ہے اور اس کی پہلی خوراک مؤثر ہوتی ہے۔

دنیا سے بچانے کی صورتیں

کسی شخص کو دنیا سے بچانے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) کسی نیک آدمی کو دنیا بالکل نہ دی جائے بلکہ اسے تاحیات غریب و مسکین رکھا جائے اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہو جائے۔

(۲) کسی آدمی کو دنیا کی دولت خوب دی جائے لیکن اس کا دل ہمہ وقت دولت میں اٹکا نہ رہے' بلکہ وہ مال و متاع کو حقیر چیز تصور کرے اور اسے نیک کاموں میں اور غرباء و مساکین پر خرچ کرتا رہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت اس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد (غبطہ) دو آدمیوں کے لیے جائز ہے۔

(۱) وہ شخص ہے جسے قرآن کی دولت دی گئی ہو اور وہ ہمہ وقت اس کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہتا ہو۔

(۲) وہ آدمی ہے جسے دولت دی گئی ہو اور وہ ہمہ وقت اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

دنیا کی دولت بری چیز نہیں ہے بشرطیکہ انسان کا دل اس کے ساتھ اٹکا نہ رہے۔ صحابہ کرام، صالحین اور اولیاء میں سے بہت سے لوگ اہل ثروت گزرے ہیں، جو اپنی دولت پانی کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر خرچ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں دو واقعات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ رئیس الاولیاء حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ثروت تھے۔ جب آپ اپنے خدام کے جھرمٹ میں کہیں روانہ ہوتے تو سلاطین کے جلوس بھی حقیر معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ قرب و بعد میں پہنچا ہوا تھا۔ خانقاہ میں ہمہ وقت لنگر کا سلسلہ جاری رہتا تھا جس سے خواص و عوام سب لوگ استفادہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی ولایت کی شہرت سن کر نہایت عقیدت و محبت سے خانقاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی خدام کی کثرت، لوگوں کی آمد و رفت، لنگر کی وسعت اور آپ کی شان و شوکت کا جائزہ لیا تو آپ سے متنفر ہو گیا۔ اس نے واپسی سے قبل خانقاہ کے دروازہ پر یہ عبارت تحریر کر دی:

''نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد''

''یہ کیسا ولی ہے، جو کثیر دولت کا مالک ہے''۔

خدام نے آپ کی خدمت میں ایک شخص کی اس شکایت اور اس کی لکھی ہوئی عبارت کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اس عبارت کے نیچے یہ بھی لکھ دو:

''وگر دارد برائے دوست دارد''۔

اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے لیے دولت رکھتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟

مشہور صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صاحب ثروت تھے۔ رمضان المبارک آپ نے پر افطاری کے وقت شاہانہ دسترخوان لگایا کرتے تھے، جس پر انواع و اقسام کے کھانے سجائے جاتے تھے۔ آپ دسترخوان کو دیکھ کر رو پڑتے اور ان صحابہ کرام کی غربت و مفلسی کا ذکر کرتے جو غربت و افلاس کی حالت میں وصال کر گئے تھے۔ پھر آپ تمام دسترخوان غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب میں دنیا سے بچانے کی دو صورتیں کی گئی ہیں۔ اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہ بیان کی ہے، جس طرح ہر آدمی اپنے مریض کو پانی سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ پانی ہر مریض کے لیے ضرر رساں ہرگز نہیں ہے، کیونکہ گردے میں پتھری والے مریض کو کثرت سے پانی پلانا مفید ہے اور اہل عرب بخار والے مریض کا علاج پانی سے غسل کرنا تجویز کرتے ہیں۔ اسی طرح مال کی حالت پانی سے مختلف نہیں ہے یعنی مال ہر حالت میں نقصان دہ نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

باب 2: دوا کا حکم اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب

1961 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ

1961- اخرجه ابوداؤد (۴/ ۳۹۳): کتاب الطب: باب فی الرجل یتداوی، حدیث (۳۸۵۵)، و البخاری فی (الادب المفرد) (۲۹۱) وابن ماجه (۲/ ۱۱۳۷): کتاب الطب: باب: ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء، حدیث (۳۴۳۶)، و احمد (۴/ ۲۷۸)، والحمیدی (۲/ ۳۶۳) حدیث (۸۲۴) من طریق زیاد بن علاقة عن اسامة بن شریك فذكره۔

متن حدیث: قَالَ قَالَتِ الْاَعْرَابُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَتَدَاوٰى قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً اَوْ قَالَ دَوَاءً اِلَّا دَاءً وَّاحِدًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُوَ قَالَ الْهَرَمُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ دیہاتیوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم دوائی استعمال نہ کیا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! دوائی استعمال کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے لیے دوا بھی رکھی ہے' البتہ ایک بیماری ایسی ہے (جس کی کوئی دوا نہیں ہے) لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑھاپا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابوہریرہ' ابوخزامہ کی ان کے والد کے حوالے سے' اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مریض کے لیے دوائی کا استعمال مسنون ہونا

کائنات دارالاسباب ہے اور اس میں ہر مشکل مسئلہ کا حل اسباب ظاہرہ پر مبنی ہے اور اسباب ظاہری کو اختیار کرنا مامور بہ اور مطلوب ہے۔ اسی طرح مریض کا علاج بالدواء مسنون ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث باب میں اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپا (موت) کے علاوہ ہر مرض کی دوائی پیدا کی ہے۔ تاہم دوائی کو دستیاب کرنے میں انسان کامیاب ہوتا ہے یا نہیں' یہ ایک الگ بات ہے۔ یہاں بڑھاپا سے مراد ''موت'' ہے' کیونکہ بڑھاپا موت کا مقدمہ اور تمہید ہے۔

سوال: قرآن وسنت کی نصوص میں اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرنے کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے اور حدیث باب میں مریض کے علاج کا حکم دیا گیا ہے' بظاہر نصوص اور حدیث باب میں تعارض ہے؟

جواب: دنیا دارالاسباب ہے' مرض کے اسباب سے احتراز کرنا اور صحت کے اسباب کے اختیار کرنا ازبس ضروری ہے ورنہ اسباب غیر مفید ثابت ہوں گے۔ اسباب کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-سبب ظاہری: یہ وہ ہے' جس کا سبب ہونا ہر شخص یقینی طور پر چاہتا ہے مثلاً روٹی سے انسان شکم سیر ہوتا ہے اور پانی سے سیراب جبکہ دواء سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

۲-سبب خفی: یہ وہ ہے' جس کے سبب ہونے میں آدمی کو یقین نہ ہو بلکہ گمان ہو مثلاً تعویذات اور جھاڑ پھونک کا نافع ومفید ہونا۔

۳-سبب اخفی: یہ وہ سبب ہے' جس کا سبب ہونا لوگ نہیں جانتے' مثلاً علویات (ستاروں) اور سفلیات (حوادث زمانہ مثلاً عزت وذلت اور صحت ومرض وغیرہ) پر اثرات کا مرتب ہونا۔ نجومیوں کے علاوہ سبب اخفی کو کوئی نہیں جانتا۔

شریعت اسلامیہ نے سبب اخفی کی ممانعت فرمادی ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد باری ہے: ''جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ

فلاں پچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی اور وہ پچھتروں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور پچھتروں کا انکار کرتے ہیں۔" شریعت نے اسباب خفیہ سے منع تو نہیں کیا لیکن اس کے ترک کو افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے: قیامت کے دن ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو نہ جھاڑتے ہیں اور نہ جھڑواتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۲۰)

فائدہ نافعہ: اسباب ظاہری اختیار کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد از بس ضروری ہے، اسباب ظاہرہ اختیار کرنا نہ توکل کے خلاف ہے اور نہ تقدیر کے منافی ہے، کیونکہ اسباب تقدیر کا حصہ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُطْعَمُ الْمَرِيضُ

باب 3: بیمار کو کیا کھلایا جائے؟

1962 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ عَنْ اُمِّهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ اَهْلَهُ الْوَعَكُ اَمَرَ بِالْحِسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّهُ لَيَرْتُقُ فُؤَادَ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو اِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَآءِ عَنْ وَّجْهِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا بِهِ اَبُوْ اِسْحٰقَ الطَّالْقَانِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کی کسی اہلیہ کو اگر بخار ہو جاتا تو آپ ﷺ ان کے لیے حریرہ تیار کرنے کا حکم دیتے تھے اور پھر انہیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ وہ گھونٹ گھونٹ کر کے اسے پئیں۔ آپ ﷺ یہ فرماتے تھے: یہ غمگین دل کو تقویت پہنچاتا ہے اور بیمار شخص کے دل کی تکلیف کو دور کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی عورت پانی کے ذریعے اپنے چہرے کا میل دور کرتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہری نے عروہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ

1962- اخرجه ابن ماجه (۲ / ۱۱٤۰): كتاب الطب: باب: التلبينة، حديث (۳٤٤٥)، و احمد (٦ / ۳۲) من طريق اسماعيل بن ابراهيم بن علية- قال: حدثنا محمد بن السائب بن بركة عن امه عن عائشة، فذكرته-

سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

باب 4: بیمار کو کچھ کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے

1963 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، اپنے بیماروں کو کھانے پر مجبور نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

مریض کی خوراک

مریض دو قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) ایسا مریض جسے بھوک تو ہوتی ہے لیکن علالت کی وجہ سے اس کی طبیعت خوراک کو پسند نہیں کرتی' ایسے مریض کو بطور خوراک حریرہ دینا چاہیے۔

(۲) ایسا مریض ہے جسے بھوک نہیں ہوتی اور نہ وہ کوئی چیز کھانا پسند کرتا ہے' اسے زبردستی کوئی چیز نہیں کھلانی چاہیے' کیونکہ وہ اس حالت میں مرض کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ مشیت باری تعالیٰ سے وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوتا۔ اطباء سخت علالت بالخصوص شدید بخار کی حالت میں مریض کو خوراک دینے سے منع کرتے رہیں۔

حریرہ کے فوائد

چھنے ہوئے آٹے میں گھی' دودھ اور شہد ملا کر ڈش (خوراک) تیار کی جاتی جسے "حریرہ" کہا جاتا ہے۔ مریض کے لیے یہ کھانا مفید و نافع ہے اور وہ اسے چھوٹے چھوٹے گھونٹ کی شکل میں استعمال کرے۔ اہل بیت اطہار میں جب کوئی فرد علیل ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے "حریرہ" تیار کراتے اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ میں اسے پینے کا حکم فرماتے تھے۔

حریرہ کے کثیر فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- اس کے استعمال سے مریض کے دل سے یہ غم ختم ہو جاتا ہے کہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی۔

۲- مریض کے لیے یہ بہترین غذا ہے' جس سے طاقت و قوت حاصل ہوتی ہے اور نقاہت ختم ہوتی ہے۔

1963- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۳۹): كتاب الطب: باب: لا تكرهوا المريض على الطعام' حديث (۳۴۴۴) من طريق بكر يونس بن بكير' عن موسى بن علي بن رباح' عن ابيه عن عقبة بن عامر الجهني' فذكره۔

۳- اس سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: انها تغسل بطن احدکم کما تغسل احداکن وجهها من الوسخ (مسند امام احمد بن حنبل ج ٦، ص ٧٩) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حریرہ تم میں سے ہر ایک کے پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے، جس طرح کوئی عورت اپنے چہرے کے میل کو دور کرتی ہے۔" معدہ بیماریوں کا مرکز ہے۔ جب یہ صاف وشفاف ہو جاتا ہے تو امراض از خود ختم ہو جاتے ہیں اور مریض کو شفاء وصحت حاصل ہو جاتی ہے۔

بیمار کو غذا کے لیے مجبور نہ کرنے کی وجہ

بیماروں کو علالت کی حالت میں غذا کے لیے مجبور نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں غذا فراہم فرماتا ہے یعنی انہیں کمزور ونحیف نہیں ہونے دیتا۔ یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے کہ مریض کوئی چیز کھائے پیے بغیر ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں زندہ رہ سکتا ہے، جو بظاہر یہ عقل کے خلاف ہے لیکن پروردگار کی طرف سے اسے روحانی خوراک فراہم کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

باب 5: سیاہ دانے (کلونجی) کا بیان

1964 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَاِنَّ فِيْهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَّالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ هِيَ الشُّوْنِيْزُ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، تم کلونجی استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) سام سے مراد موت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بریدہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

"اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ" سے مراد کلونجی ہے۔

شرح

کلونجی کی تعریف، اہمیت اور استعمال کے طریقے

عربی زبان میں: الحبۃ السوداء سے مراد کلونجی ہے، جس کے دوسرے نام یہ ہیں: شونیز، سیاہ دانہ۔ کلونجی کے دانے پیاز کے بیج

1964- اخرجه البخاری (١٠/ ١٥٠): كتاب الطب: باب: الحبة السوداء، حديث (٥٦٨٨) و مسلم (٤/ ١٧٣٥): كتاب السلام: باب: التداوى با لحبة السوداء، حديث (٨٨، ٨٩/ ٢٢١٥) وابن ماجه (٢/ ١١٤١): كتاب الطب: باب: الحبة السوداء، حديث (٣٤٤٨) من طريق ابو سلمة بن عبد الرحمٰن، و سعيد بن المسيب، فذكراه، و احمد (٢/ ٢٤١، ٢٦١، ٤٢٩، ٥٠٤، ٥١٠) و الحميدى (٢/ ٤٧١) حديث (١١٠٧) من طريق ابن شهاب، عن سعيد بن المسيب، عن ابى هريرة، فذكره وليس فيه: (ابو سلمة بن عبد الرحمٰن)۔

کے برابر سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔اس کی تاثیر گرم خشک ہوتی ہے اور ذائقہ تلخ ہوتا ہے۔کلونجی کی اہمیت وافادیت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ یہ موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج ہے۔کلونجی پرچون اور عطاروں کی دکان سے دستیاب ہوتی ہے۔کلونجی مختلف مقاصد کے لیے استعمال کی جاتی ہے جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مرچ مسالہ میں ڈالنے کے لیے (۲) اچار میں ڈالنے کے لیے (۳) مفرد دوائی کے لیے (۴) مرکب دوائیوں کے لیے (۵) سفوف بنا کر کھانے یا کھلانے کے لیے (۶) جوشاندہ بنانے کے لیے (۷) روغن (تیل) نکالنے کے لیے (۸) زکام کے مریض کو سنگھانے یا دھونی دینے کے لیے۔

حدیث باب کے عام یا خاص ہونے میں مذاہب آئمہ

حدیث باب عام ہے یا خاص ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس حدیث کا حکم خاص ہے یعنی کوئی جڑی بوٹی ایسی نہیں ہے، جس میں ہر بیماری کا علاج ہو سوائے کلونجی کے، تاہم موت کے لیے یہ علاج نہیں ہے۔اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اس کی تاثیر گرم خشک ہے اور جو دوائی گرم خشک ہو اس میں اعتدال ہوتا ہے اور معتدل دوائی ہر مرض کے لیے مفید اور باعث شفا ہوتی ہے۔

(۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کسی چیز میں موت کا علاج ہوتا تو وہ ''سنا'' ہے۔دونوں روایات کا مفہوم یہ ہے کہ سنا مکی اور کلونجی دونوں کثیر المنافع دوائیں تسلیم کی گئی ہیں۔

۲-جمہور علماء کے نزدیک حدیث باب کا حکم عام ہے لیکن اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں: (الف) یہ مفرد دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔(۲) یہ مرکب دوائیوں میں استعمال ہوتی ہے۔علاوہ ازیں مرض کی رعایت اور قواعد طب کے اعتبار سے یہ (کلونجی) ہر مرض کا علاج بن جاتی ہے۔نیز انہوں نے ''الا السام'' کے الفاظ سے ''موت'' کا استثنٰی کر کے کلونجی کو ہر مرض کا علاج قرار دیا ہے، جس طرح اس ارشاد ربانی میں استثنٰی واقع ہوا ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بیشک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان والے ہیں۔''

حضرت علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ یعنی کلونجی کثیر المنافع دواء ہے۔اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔جب اسے دوسری ادویات کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے گا تو کلونجی کا نتیجہ غالب رہے گا۔جہاں تک جمہور علماء کا آیت قرآنی سے استدلال کا تعلق ہے، یہ درست نہیں ہے، کیونکہ طب نبوی پر مشتمل روایات تبلیغ رسالت کی قسم سے ہرگز نہیں ہیں۔تاہم اس سے استفادہ کے لیے مرض کی رعایت اور قواعد کا اعتبار ازبس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شُرْبِ اَبْوَالِ الْاِبِلِ

باب 6: اونٹوں کا پیشاب (دوائی کے طور پر) پینا

1965 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا حُمَیْدٌ وَّثَابِتٌ وَّقَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ اشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے، وہاں کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں زکوٰۃ کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: تم ان کا دودھ اور پیشاب (دوائی کے طور پر) پیو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ماکول اللّحم جانوروں کے فضلات کی طہارت میں مذاہب آئمہ

غیر ماکول اللّحم جانوروں کے فضلات کے بارے میں آئمہ فقہ کا اجماع ہے کہ وہ نجس و پلید ہیں۔ ماکول اللّحم جانوروں کے فضلات کے نجس یا طاہر ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک ہیں۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا جو ان کی طہارت کی دلیل ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نجس ہیں۔ انہوں نے حدیث باب کی دلیل کا جواب یوں دیا ہے کہ یہ روایت علاج اور ضرورت پر محمول ہے۔

فائدہ نافعہ: کیا حرام یا نجس چیز سے علاج درست ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے دو اقوال ہیں (۱) حرام یا نجس چیز سے علاج جائز ہے۔ (۲) کسی حرام یا نجس چیز میں شفاء ہو تو اس سے علاج درست ہے، بشرطیکہ کوئی پاک دوا موجود نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ اَوْ غَيْرِهٖ

باب 7: زہر یا کسی اور چیز کے ذریعے خودکشی کرنا

1966 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ

1965- اخرجه البخاری (۳/۴۲۸) كتاب الزكاة: باب: استعمال ابل الصدقة و البانها لابناء السبيل: حديث (۱۵۰۱) و (۷/۵۲٤): كتاب المغازی: باب: قصة عكل و عرينة: حديث (٤۱۹۲) و مسلم (۳/۱۲۹۸): كتاب القسامة: باب: حكم المحاربين و المرتدين: حديث (۱۶۷۱/۱۳) و النسائی (۱/۱۵۸): كتاب الطهارة: باب: بول ما يؤكل لحمه: حديث (۳۰۵) و (۷/۹۷): كتاب تحريم الدم: باب تاويل قول الله عزوجل: (انما جزؤا الذين يحاربون الله) المائدة: ۳۳، حديث (٤۰۲۲، ٤۰۳۳، ٤۰۳٤) و احمد (۳/۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۷، ۲۳۳، ۲۸۷، ۲۹۰) و ابن خزيمة (۱/۶۱) حديث (۱۱۵) من طريق قتادة، فذكره۔

1966- اخرجه البخاری (۱۰/۲۵۸): كتاب الطب: باب: شرب السم والدواء به وما يخاف منه والخبيث: حديث (۵۷۷۸) و مسلم (۱/۳۹۵ - نووی): كتاب الايمان باب: غلظ تحريم قتل الانسان نفسه: حديث (۱۷۵/۱۰۹) وابن ماجه (۲/۱۱٤۵): كتاب الطب: باب: النهی عن الدواء الخبيث: حديث (۳٤۶۰) من طريق ابو صالح، عن الاعمش، عن ابی هريرة،

هُرَيْرَةَ اَرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا اَبَدًا وَّمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا اَبَدًا

◄◄►► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے "مرفوع" حدیث کے طور پر بیان کیا ہے (یعنی نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے) جو شخص لوہے کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ قیامت کے دن آئے گا تو لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس چیز کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا' اور جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا' اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا۔

1967 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَّمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَّمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیث دیگر: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ عُذِّبَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَّهٰكَذَا رَوَاهُ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ لِاَنَّ الرِّوَايَاتِ اِنَّمَا تَجِيْءُ بِاَنَّ اَهْلَ التَّوْحِيْدِ يُعَذَّبُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّهُمْ يُخَلَّدُوْنَ فِيْهَا

◄◄►► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص لوہے کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا' اور جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا' اور جو شخص پہاڑ سے نیچے گر کر خودکشی کرے گا' تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ نیچے گرتا رہے گا۔

یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' تاہم یہ پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے کئی راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

محمد بن عجلان نے سعید مقبری کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:
جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی کرے گا اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔
اس روایت میں ''ہمیشہ ہمیشہ رہنے'' کا ذکر نہیں ہے۔
ابوزناد نے بھی اعرج کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ توحید کے قائل لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا' لیکن پھر وہاں سے نکال لیا جائے گا' اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ توحید کے قائل لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

1968 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
متنِ حدیث: نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ
قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: يَعْنِي السُّمَّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے خبیث دوائی استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ (امام مہدی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد زہر ہے۔

شرح

خودکشی کرنے کی وعید

جس طرح کسی کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور قاتل کو قتل کے جرم میں جہنم میں سزا دی جائے گی۔ اسی طرح خودکشی اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی جہنم میں سزا دی جائے گی۔ انسان اپنی ذات اور اعضاء کا مالک نہیں ہے' بلکہ مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور غیر مملوک چیز میں تصرف کرنا گناہ ہے۔ خودکشی کا مرتکب شاید یہ خیال کرتا ہے کہ مرنے کے بعد وہ دنیا کی مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کر لے گا لیکن اسے اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب میں گرفتار ہوگا۔

احادیث باب میں خودکشی کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی لوہے یعنی چھری یا چاقو وغیرہ سے خودکشی کرتا ہے' وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہی ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا' وہ اسے اپنے پیٹ میں گھونپ رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک دوزخ میں رکھا جائے گا۔ جو شخص زہر پی کر خودکشی کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہ زہر کے گھونٹ پی رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک عذاب جہنم میں رکھا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ کی بلندی سے گرا کر خودکشی کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک یا ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رکھا جائے گا۔

1968- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۳۹۹): كتاب الطب: باب: في الادوية المكروهة' حديث (۳۸۷۰) و ابن ماجه (۲/ ۱۱۴۵): كتاب الطب: باب النهي عن الدواء الخبيث' حديث (۳۴۵۹) من طريق مجاهد' عن ابي هريرة۔

مرتکب کبیرہ کے بارے میں معتزلہ اور اہل سنت کا اختلاف

کیا مرتکب کبیرہ کافر ہوگا نہیں؟ اس بارے میں معتزلہ اور اہل سنت کے مابین اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-معتزلہ اور دیگر گمراہ فرقوں کا مؤقف ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے۔انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے کہ خودکشی گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہے گا۔دائمی عذاب میں گرفتار ہونا یا مبتلا ہونا' اس کے کافر ہونے کی علامت ہے۔

۲-اہل سنت و جماعت کا مؤقف ہے کہ مرتکب کبیرہ گناہگار تو ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔خودکشی کا مرتکب گناہگار تو ہوگا مگر کافر نہیں ہوگا۔احادیث باب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے کئی جوابات دیے گئے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(الف) احادیث باب مستحل پر محمول ہیں یعنی ایسا گناہ' جس کا کبیرہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہو اور جو شخص اسے حلال خیال کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(ب) احادیث باب میں خلود سے مراد مکث طویل ہے یعنی تادیر یا عرصہ دراز یا طویل مدت عذاب میں مبتلا ہونا۔عمداً مسلمان کو قتل کرنے والے کی سزا قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے: فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (النساء:۹۳) قاتل کی سزا جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔'' اس آیت میں بھی ''خلود'' سے مراد ''مکث طویل'' ہے۔

(ج) احادیث باب میں مکث جہنم اور خلود دوزخ کی سزا بطور زجر و توبیخ بیان کی گئی ہے اور دیگر نصوص سے یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں پر یہ سزا نافذ نہیں ہوتی۔علاوہ ازیں تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفر و شرک کے بغیر کسی کے لیے خلود فی النار کی سزا ہرگز نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِيْ بِالْمُسْكِرِ

باب 8: نشہ آور چیز کو دوائی کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے

1969 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلَهٗ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ اَوْ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّا نَتَدَاوٰى بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَّلٰكِنَّهَا دَاءٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَّشَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِهٖ قَالَ مَحْمُوْدٌ قَالَ النَّضْرُ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ وَّقَالَ شَبَابَةُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1969-اخرجه ابوداؤد (۱/۴۰۰): كتاب الطب: باب: في الادوية المكروهة' حديث (۳۸۷۳) من طريق طارق بن سويد او سويد بن طارق' فذكره' و اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۵۷) كتاب الطب: باب: النهي ان يتداوى بالخمر' حديث (۳۵۰۰)' و احمد (۴/۳۱۱)' (۵/۲۹۲) عن سماك بن حرب' عن علقمة بن وائل فذكره-

◆◆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، وہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے جب حضرت سوید بن طارق یا شاید طارق بن سوید نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی ہم اسے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دوا نہیں' بلکہ بیماری ہے۔

محمود نامی راوی نے نضر کے حوالے سے' شبابہ کے حوالے سے' شعبہ کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے نضر کے قول کے مطابق راوی کا نام طارق بن سوید ہے۔

جبکہ شبابہ نے سوید بن طارق نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نشہ آور چیز کو بطور علاج استعمال کرنے کی ممانعت

نشہ آور اشیاء کا حکم ایک روایت میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: کل مسکر حرام یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' نجس و ناپاک' نشہ آور اور حرام اشیاء سے علاج و معالجہ منع ہے۔ تاہم جب علاج ان اشیاء میں سے کسی پر منحصر ہو اور متبادل چیز سے ممکن نہ ہو' تب عذر و مجبوری کے سبب اس سے علاج کرانے کی گنجائش ہے' کیونکہ فقہاء کرام نے اس صورت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

حدیث باب کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(۱) اگر حدیث ''خمر'' کے بارے میں ہے تو بغیر تاویل کے حقیقت پر محمول ہے' کیونکہ انگوروں کی شراب قطعی طور پر حرام ہے اور اس کو علاج کے طور پر استعمال کرنا بھی منع ہے۔

(۲) اگر حدیث ''مسکر'' (نشہ آور) چیز کے بارے میں ہو' تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اہل عرب کے خیالات کے مطابق ''شراب'' میں ذاتی طور پر ''شفاء'' تھی' ان کے اس نظریہ کی نفی کی گئی ہے کہ شراب دواء نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں شفاء نہیں ہے' بلکہ بیماری ہے۔

فائدہ نافعہ: چار شرابیں بالاتفاق نجس و حرام ہیں:

(۱) انگور سے کشید کردہ کچی شراب

(۲) انگور سے کشید کردہ پکی شراب

(۳) منقی سے تیار کردہ شراب

(۴) کھجور سے تیار کردہ شراب۔ ان شرابوں کی قلیل و کثیر مقدار حرام ہے اور کسی بھی طریقہ سے ان کا استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

نشہ آور خشک اشیاء پاک ہیں' طبیب حاذق کی مشاورت سے نہایت مجبوری کی حالت میں بقدرِ ضرورت علاج کے طور پر ان کا استعمال میں لانا جائز ہے بشرطیکہ ان سے نشہ نہ ہو۔ وہ نشہ آور اشیاء جو سیال ہوں' جنہیں شراب کہا جاتا ہے' ان میں سے چار مذکورہ شرابیں قطعی حرام ہیں۔ باقی شرابوں کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں:

(۱) بعض روایات سے ان کا نجس و حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) بعض روایات سے ان کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے اور بطور دوا ان کا بقدر ضرورت پینا جائز ہے بشرطیکہ نشہ نہ ہو۔ جس چیز کی حلت و حرمت میں اختلاف ہو مسلمان طبعی طور پر اسے پسند نہیں کرتا۔ تاہم ضرورت کے تحت اور عموم بلوی کی بنیاد پر اس میں گنجائش ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعُوطِ وَغَيْرِهٖ

باب 9: ناک میں دوائی ڈالنا وغیرہ

1970 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ الشُّعَيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ فَلَمَّا اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَّهُ اَصْحَابُهُ فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ لُدُّوهُمْ قَالَ فَلُدُّوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہم لوگ جو علاج کے طریقے استعمال کرتے ہیں' ان میں ناک میں دوا ڈالنا منہ کے ایک طرف سے دوائی پلانا' پچھنے لگوانا اور اسہال سب سے بہترین طریقے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے گھر والوں نے آپ ﷺ کے منہ میں دوائی ڈالی۔ جب وہ لوگ اس سے فارغ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان سب کے منہ میں دوائی ڈالو۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر ان سب کے منہ میں دوائی ڈالی گئی صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے منہ میں نہیں ڈالی گئی۔

1971 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُوْدُ وَالسَّعُوطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرُ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْإِثْمِدُ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تم لوگ جو علاج کرتے ہو ان میں سب سے بہترین منہ میں دوائی پلانا ہے ناک میں دوائی ڈالنا ہے پچھنے لگوانا ہے اور اسہال (کی دوائی دینا) ہے تم لوگ سرمے کے طور پر جو چیز آنکھ میں ڈالتے ہو اس میں سب سے بہترین اثمد ہے یہ نظر کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے آپ ﷺ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ ڈالتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے اور یہ عباد بن منصور سے منقول روایت ہے۔

شرح

مختلف امراض کے طریقہ ہائے علاج

الفاظ ومعانی: **السعوط:** وہ دوائی جو ناک میں ٹپکائی جاتی ہے۔ **لدود:** مریضوں کی زبان ایک طرف کر کے زبان کی دوسری طرف منہ میں دوائی ڈالنا۔ **الحجامة:** سینگی لگانا جس کے سبب جسم سے فاسد خون چوس کر نکالا جاتا ہے۔ **المشی:** ایسی دوائی جس سے اسہال آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ **المکحلة:** سرمہ دانی۔

احادیث باب میں مختلف امراض کے علاج کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- دماغی امراض کے علاج کا بہترین طریقہ ناک میں دوائی ٹپکانا ہے۔

سوال یہ ہے دماغی امراض کثیر ہیں ان میں سے ہر ایک مرض کے لیے مناسب دوائی کا انتخاب کیسے کیا جائے گا؟

جواب: کتب طب کا مطالعہ کر کے یا اطباء کے مشورے سے دماغی مرض کے علاج کی مناسب دوائی تجویز کی جائے گی۔

۲- نمونیا وغیرہ امراض کا علاج لدود کر کے کیا جائے گا' جس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اس کی زبان کو ایک طرف کیا جائے پھر اس کی دوسری جانب منہ میں مجوزہ دوائی ڈالی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو لوگوں نے خیال کیا شاید آپ کو نمونیا ہو گیا ہے جبکہ آپ کو یہ مرض لاحق نہیں ہوا تھا بلکہ اس زہر کا اثر عود کر آیا تھا جو خیبر میں دیا گیا تھا۔ صحابہ نے مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لدود کیا جائے لیکن آپ نے انہیں لدود کرنے سے منع کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اہل خانہ نے پریشان ہو کر لدود کیا اور جب آپ ہوش میں آئے تو اپنے منہ مبارک میں دوائی کا اثر ملاحظہ کیا۔ اس پر آپ شدید ناراض ہوئے اور دریافت کیا: مجھے کس نے لدود کیا ہے؟ اس پر اہل خانہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ آپ نے تمام اہل خانہ کے منہ میں دوائی ڈالنے کا حکم دیا۔ تمام اہل خانہ کے منہ میں دوائی ڈالی گئی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حالت روزہ میں ہونے کے باوجود ان کے منہ میں بھی دوائی ڈالی گئی۔ تاہم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں دوائی نہیں ڈالی گئی تھی۔ کیونکہ وہ آپ کو لدود کرنے میں شامل نہیں تھے۔

۳- جب کسی شخص کے جسم کا خون فاسد شکل اختیار کر لے' تو اس کا بہترین علاج سینگی لگوانا ہے' جس کے نتیجہ میں فاسد خون خارج ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ میں صحت مند خون آ جاتا ہے۔ فساد خون کا یہ علاج فقط خشک ممالک میں معتبر ہو سکتا ہے۔ تاہم مرطوب و بارد خطوں میں یہ علاج مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ سینگی لگوانے سے فاسد خون خارج ہو جانے کی وجہ سے خون کا دباؤ (پریشر) کم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ صحیح خون لے لیتا ہے' جس کے نتیجہ میں بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

۴- جب معدہ خراب ہونے کی وجہ سے خوراک وغذا ہضم نہ ہوتی ہو' تو اس مرض کا علاج سہل (دست آور دوائی) ہے۔ اس طریقہ علاج سے پیٹ کے تمام امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بذریعہ سہل جو شخص اپنے پیٹ کے امراض کا علاج کرواتا رہتا ہے' اسے کسی طبیب و حکیم کے پاس جانے کی ہرگز ضرورت پیش نہیں آتی۔

فائدہ نافعہ: آنکھوں کی روشنی بحال رکھنے اور کمزوری سے بچاؤ کے لیے سرمہ استعمال کرنا چاہیے۔ بہترین سرمہ "اثمد" ہے جو حرمین شریفین میں دستیاب ہے۔ سرمہ کے استعمال سے پلکوں کے بال بھی مضبوط ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے دانتوں اور دماغ کو بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِيْ بِالْكَيِّ

باب 10: (علاج) میں داغ لگوانا مکروہ ہے

1972 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْكَيِّ قَالَ فَابْتُلِيْنَا فَاكْتَوَيْنَا فَمَا اَفْلَحْنَا وَلَا اَنْجَحْنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے داغ لگوانے سے منع کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب ہم بیمار ہوئے ہم نے (علاج کے طور پر) داغ لگوائے' لیکن ہمیں بیماری سے چھٹکارا نہیں ملا اور ہم کامیاب نہیں ہوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1973 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: قَالَ نُهِيْنَا عَنِ الْكَيِّ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں داغ لگوانے سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 11: (علاج کے طور پر) اس کی اجازت

1974 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ

1972- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۵۵): كتاب الطب: باب: الكي، حديث (۳٤۹۰)، و احمد (٤/٤۲۷، ٤۳۰) من طريق الحسن، فذكره-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَوٰی اَسْعَدَ بْنَ زُرَارَۃَ مِنَ الشَّوْکَۃِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ اُبَیٍّ وَّجَابِرٍ وَّھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پھوڑے پر داغ لگوایا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت اُبی اور حضرت جابر (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1975 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا شَبَابَۃُ عَنْ شُعْبَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَوَاہُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

وَرَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَوٰی اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں داغ لگوائے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت "غریب" ہے۔ کئی راویوں نے اعمش' ابوسفیان کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو داغ لگوائے تھے۔

شرح

جسم کو لوہا سے داغ کر علاج کرنا

لفظ "الکیّ" کا معنی ہے۔ گرم لوہا سے جسم کو داغنا۔ زمانۂ جاہلیت میں بعض امراض کا علاج گرم لوہا سے جسم کو داغ کر کیا جاتا تھا' یہ طریقہ علاج نہایت پریشان کن اور تکلیف دہ تھا۔ خواہ جسم کو گرم لوہا سے داغنے سے قبل دوائی سے جسم کو سن کیا جاتا تھا مگر دوائی کا اثر زائل ہوتے ہی ناقابل برداشت درد عود کر آتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ علاج سے منع کیا ہے' جس کی صراحت احادیث باب سے عیاں ہے۔

سوال: احادیث باب سے گرم لوہا سے جسم کو داغ کر امراض کا علاج کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باب کی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے' اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلے باب کی روایات میں اصل مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ گرم لوہا سے جسم کو داغ کر کسی مرض کا علاج کرنا منع ہے' کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے تو اس میں تصرف کا بھی مجاز نہیں ہے۔ دوسرے باب کی روایات مجبوری پر محمول ہیں یعنی جب متبادل علاج نہ ہو سکتا ہو' تو مجبوری کی بنا پر یہ طریقہ علاج اختیار کیا جا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس طریقہ علاج کو اختیار بھی فرمایا تھا۔ یہی حکم خطرناک آپریشن کے ذریعے کسی مرض کا علاج کرانے کا ہے۔ اگر

متبادل طریقہ علاج موجود ہو تو آپریشن کے ذریعے علاج کرانے سے مکمل احتراز کرنا چاہیے ورنہ مجبوری کی بنا پر جائز ہے۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کبار میں ہوتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا جس وجہ سے ان کے زیادہ کارنامے سامنے نہ آ سکے۔ ہجرت سے قبل آپ مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کے سرپرست تھے اور مدینہ طیبہ میں نماز جمعۃ المبارک کا آغاز آپ کی سعی جمیلہ سے ہوا تھا۔ آپ کو ''شوکۃ'' کا مرض لاحق ہوا یعنی فساد خون کی وجہ سے چہرہ اور جسم پر سرخ پھنسیاں نکل آئیں۔ اس مرض کی وجہ سے انہیں بہت تکلیف تھی جس کا علاج جسم کو داغ کو ہی کہا جا سکتا تھا' اس مجبوری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گرم لوہا سے ان کے جسم کو داغ کر علاج کیا تھا۔ غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو کی ایک رگ کٹ گئی' اس کا خون بند کرنے کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ انہیں گرم لوہا سے داغا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِجَامَةِ

باب 12: پچھنے لگوانا

1976 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَّجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْاَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سر کی دونوں جانب کی رگوں میں اور کندھے کے درمیان والے حصے میں پچھنے لگوائے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ عمل سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت معقل بن یسار (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

1977 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ اَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا اَمَرُوْهُ اَنْ مُّرْ اُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ

1976- اخرجه ابو داؤد (٢/ ٣٩٧): كتاب الطب: باب: ما جاء في موضع الحجامة' حديث (٣٨٦٠)' و ابن ماجه (٢/ ١١٥٣): كتاب الطب: باب: موضع الحجامة' حديث (٣٤٨٣)' واحمد (٣/ ١١٩' ١٩٢)من طريق قتادة' فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنا معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ بات ذکر کی: آپ ﷺ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرے انہوں نے آپ ﷺ سے صرف یہی گزارش کی کہ آپ ﷺ اپنی امت کو (علاج کے طور پر) پچھنے لگوانے کی ہدایت کریں۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''حسن غریب'' ہے۔

1978 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُوْنَ فَكَانَ اثْنَانِ مِنْهُمْ يُغِلَّانِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَحْجُمُهُ وَيَحْجُمُ اَهْلَهُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يُذْهِبُ الدَّمَ وَيُخِفُّ الصُّلْبَ وَيَجْلُو عَنِ الْبَصَرِ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُرِجَ بِهٖ مَا مَرَّ عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ وَقَالَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَقَالَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَّهُ الْعَبَّاسُ وَاَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَدَّنِيْ فَكُلُّهُمْ اَمْسَكُوْا فَقَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ مِّمَّنْ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ غَيْرَ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ قَالَ عَبْدٌ قَالَ النَّضْرُ اللَّدُوْدُ الْوَجُوْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ

◆◆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام تھے جو پچھنے لگایا کرتے تھے۔ان میں سے دو اجرت پر کام کرتے تھے اور ایک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے گھر والوں کو پچھنے لگانے کے لیے مخصوص تھا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پچھنے لگانے والا غلام بہترین ہوتا ہے' جو خون نکال دیتا ہے اور پشت کو ہلکا کر دیتا ہے اور نظر کو صاف کر دیتا ہے۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے' جب نبی اکرم ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ کا گزر فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی ہوا انہوں نے آپ ﷺ سے یہی گزارش کی (آپ ﷺ اپنی امت سے یہ کہیں) تم لوگ پچھنے لگوایا کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے: پچھنے لگانے کی بہترین تاریخ سترہ تاریخ ہے' انیس تاریخ ہے یا اکیس تاریخ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے: تم لوگ جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہتر ناک میں دوا ڈالنا ہے' منہ میں دوا ڈالنا ہے' پچھنے لگوانا ہے اور اسہال (کی دوا دینا) ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بھی بیان کی ہے: ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ

1978- اخرجہ ابن ماجہ (۲/۱۱۵۱): کتاب الطب: باب: الحجامۃ، حدیث (۳۴۷۸) من طریق عباد بن منصور، عن عکرمۃ، فذکرہ۔

(کی بیماری کے دوران زبردستی) آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھر میں موجود ہر شخص کے منہ میں دوا ڈالی جائے' البتہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے۔

نضر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: لدود کا مطلب منہ کے ایک طرف سے دوائی پلانا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اسے صرف عباد بن منصور کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

پچھنے لگوا کر علاج کرنا

جب کسی شخص کو فساد خون کا مرض لاحق ہو' تو پچھنے لگوا کر اس کا علاج کیا جا سکتا ہے اور فساد خون سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پچھنے لگوائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے لگوانی کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گردن کی رگوں اور کندھے میں پچھنے لگوائے تھے۔ شب معراج میں بعض فرشتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم کریں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تین غلام تھے جو پچھنے لگانے کا کام کرتے تھے۔ ایک غلام تو آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو پچھنے لگانے کے لیے تعینات تھا جبکہ دو غلام پچھنے لگانے کا کاروبار کرتے تھے اور اس کی آمدنی آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے کو بہترین غلام قرار دیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قمری مہینہ کی سترہ' انیس اور اکیس تواریخ میں پچھنے لگواتے تھے۔ شاید آپ طاق عدد کی اہمیت وفضیلت کی وجہ سے ان تواریخ میں پچھنے لگواتے تھے۔ پچھنے لگوانے کے کثیر فوائد ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) فاسد خون سے نجات ملنا (۲) پیٹھ ہلکی ہونا (۳) آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہونا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّدَاوِيْ بِالْحِنَّاءِ

باب 13: مہندی کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

1979 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ حَدَّثَنَا فَائِدٌ مَوْلًى لِآلِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا كَانَ يَكُوْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْحَةٌ وَّلَا نَكْبَةٌ اِلَّا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ فَائِدٍ

1979- اخرجه ابو داؤد (۲/۳۹۷): كتاب الطب' باب في الحجامة' حديث (۳۸۵۸) و ابن ماجه (۲/۱۱۵۸): كتاب الطب: باب: الحناء' حديث (۳۵۰۲) و احمد (۶/۴۶۲)-

اسنادِ دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ فَائِدٍ وَّقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ اَصَحُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ فَائِدٍ مَوْلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

◆◆ علی بن عبید اللہ اپنی دادی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں وہ فرماتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی زخم وغیرہ لگ جاتا تو آپ مجھے یہ ہدایت کرتے تھے کہ میں اس پر مہندی لگا دوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف فائد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض محدثین نے اسے فائد کے حوالے سے نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ عبید اللہ بن علی سے ان کی دادی سلمہ کے حوالے سے منقول ہے۔

عبید اللہ بن علی سے منقول ہونا زیادہ مستند ہے۔

محمد بن علاء نے یہ بات بیان کی ہے: عبید اللہ بن علی کے غلام فائد نے یہ بات بیان کی ہے: ان کے آقا عبید اللہ بن علی نے اپنی دادی کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

شرح

مہندی سے علاج کرنا

دوسری مختلف اشیاء کی طرح ''مہندی'' سے بھی مرض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ مہندی انار کی شکل کا ایک پودا ہے' جس کے پتے ''سنا مکی'' سے ملتے جلتے ہیں' خواتین اس کے پتوں کی خشک کر کے پیستی ہیں اور اس کا سفوف تیار کرتی ہیں۔ اس کی تاثیر بیک وقت سرد اور گرم ہے لیکن گرم تاثیر غالب ہوتی ہے۔ یہ پانی میں ملا کر ہاتھوں' تلووں اور سر پر لگائی جاتی ہے۔ یہ مختلف امراض کے لیے مجرب ہے۔ مہندی ورموں کو ختم کرتی ہے' پیشاب آور ہے اور خون کو صاف کرتی ہے۔

مہندی کا استعمال مسنون ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مہندی لگوائی تھی' جس طرح کہ حدیث باب میں اس کی تصریح ہے۔ پھوڑا پھنسی سے نجات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی لگوایا کرتے تھے۔

راوی حدیث کا تعارف

حدیث باب کی راویہ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ آپ کی خوب خدمت کرتی تھیں۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حدیث باب حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے پوتے حضرت عبید اللہ بن علی بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ بعض سیرت نگاروں نے ان کا نام تبدیل کر کے علی بن عبید اللہ بتایا ہے' جو درست نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت عبید اللہ نامی تھے جو خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرر تھے۔ کچھ لوگوں نے اس علی کو ان کا صاحبزادہ تصور کر لیا جبکہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ''علی'' نامی ایک لڑکا تھا جن کا بیٹا ''عبید اللہ'' نامی تھا۔ پھر حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے آزاد کردہ غلام ''فائد'' نامی شخص اس روایت کو بیان کرتے

ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے فائد کے شاگرد حماد کی سند لائے ہیں جس میں علی بن عبید اللہ کا تذکرہ کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ بعدازاں فائد کے شاگرد ثانی کی سند بیان کی ہے جس میں "عبید اللہ بن علی" نام لائے ہیں جو درست ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الرُّقْيَةِ

باب 14: دم کا مکروہ ہونا

1980 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے داغ لگوایا یا دم کروایا وہ توکل سے بری الذمہ ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ ذٰلِكَ

باب 15: اس بارے میں رخصت کا بیان

1981 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِى الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بچھو کے کاٹنے، نظر لگنے اور پھوڑے پھنسیوں وغیرہ میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

1982 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ يُّوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

1980-اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۱۵۴)، كتاب: الطب: باب الكي، حديث (۳۴۸۹)، واحمد (۴/ ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۳) وعبد بن حميد (۱۵۱)، حديث (۳۹۳) من طريق مجاهد، عن عقار بن المغيرة، فذكره۔

1981-اخرجه مسلم (۷/ ۳۷۸ - نووي): كتاب السلام: باب: استحباب الرقية من العين و النملة و الحمة و النظرة، حديث (۵۷، ۲۱۹۶/۵۸)، و ابن ماجه (۲/ ۱۱۶۲): كتاب الطب: باب: مارخص فيه من الرقى، حديث (۳۵۱۶) من طريق يوسف بن عبد الله۔

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا عِنْدِىْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّجَابِرٍ وَّعَائِشَةَ وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَّعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّاَبِىْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بچھو کے کاٹنے اور پھوڑے پھنسیوں میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

یہ روایت میرے نزدیک معاویہ بن ہشام کی سفیان سے نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت بریدہ حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت طلق بن علی، حضرت عمرو بن حزم (رضی اللہ عنہم) اور ابوخزامہ کی ان کے والد کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

1983 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دم صرف نظر لگنے کی صورت میں اور بچھو کے کاٹنے کی صورت میں کیا جا سکتا ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو حصین کے حوالے سے شعبی کے حوالے سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب 16: معوذتین کے ذریعے دم کرنا

1984 سند حدیث: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ

1983- اخرجه البخاری (١٠/١٦٣، ١٦٤): كتاب الطب: باب: من اكتوى او كوى غيره، حديث: (٥٧٠٥)، طرفه: (٦٥٤١)، و ابوداؤد (٢/ ٤٠٢): كتاب الطب: باب الرقى، حديث (٣٨٨٤)، واحمد (٤/ ٤٣٦، ٤٣٨، ٤٤٦) و الحميدى (٢/ ٣٦٩)، حديث (٨٣٦)، من طريق حصين بن عبد الرحمٰن، عن الشعبى: فذكره-

1984- اخرجه النسائی (٢٧١٨)، كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من عين الجان، حديث (٥٤٩٤)، وابن ماجه (٢/ ١١٦١): كتاب الطب: باب: من استرقى من العين، حديث (٣٥١١) من طريق الجريرى، عن ابى نضرة، فذكره-

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر لگ جانے سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوئیں۔ جب یہ دونوں نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں (پڑھ کر دم کرنا) اختیار کرلیا اور دیگر دعاؤں کو ترک کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

جھاڑ پھونک سے علاج کرنا

پہلی حدیث باب سے جھاڑک پھونک کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور باقی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ان متعارض روایات میں تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(۱) شروع میں کسی مرض کا جھاڑ پھونک سے علاج کرنا منع تھا پھر اسے جائز قرار دیا گیا۔ ممانعت والی روایت منسوخ اور جواز والی روایات ناسخ ہیں۔

(۲) گزشتہ اوراق میں بیان کیا جا چکا ہے کہ جسمانی امراض کا علاج دوائی سے اور روحانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے ممکن ہے۔ جسمانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے اور روحانی امراض کا علاج دوائی سے نہیں ہوسکتا۔ ممانعت والی روایت جسمانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنے پر محمول ہے اور جواز والی روایات روحانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنے پر محمول ہیں۔

فائدہ نافعہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امراض کے علاج کے لیے جھاڑ پھونک کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس کی اجازت دے رکھی تھی۔ مرض وصال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین سے اپنے آپ کو جھاڑتے تھے۔ جب آپ میں ہمت نہ رہی تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخری دونوں قل پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھاڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

باب 17: نظر لگنے کا دم

1985 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ وَهُوَ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ

1985- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۱۶۰): كتاب الطب: باب: من استرقى من العين، حديث (۳۵۱۰) واحمد (٦/ ٤۳۸)، و الحميدى (۱/ ۱۵۸)، حديث (۳۳۰) من طريق عبيد بن رفاعة الزرقى، قال: قالت اسماء، نحوه۔

عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ

متن حدیث: اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ اِلَيْهِمُ الْعَيْنُ اَفَاَسْتَرْقِي لَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّبُرَيْدَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا

◆◆ سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (حضرت) جعفر کے بچوں کو نظر بڑی جلدی لگ جاتی ہے کیا میں ان پر دم کر دیا کروں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی ہے، تو وہ نظر لگنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایوب کے حوالے سے عمرو بن دینار کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے عبید بن رفاعہ کے حوالے سے سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1986 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَيَعْلٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُوْلُ اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَّيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يُعَوِّذُ اِسْحٰقَ وَاِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمُ السَّلَام

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین کو دم کرتے ہوئے یہ پڑھا

1986-اخرجه البخاری (٦/ ٤٧٠): كتاب احاديث الانبياء: باب: حدثنا موسى بن اسماعيل' حدثنا عبد الواحد---' حديث (٣٣٧١) و ابوداؤد (٢/ ٦٤٨): كتاب السنة: باب: في القرآن' حديث (٤٧٣٧) و ابن ماجه (٢/ ١١٦٤' ١١٦٥): كتاب الطب: باب: ما عوذ به النبي صلى الله عليه وسلم حديث (٣٥٢٥) و احمد (١/ ٢٣٦' ٢٧٠)- من طريق المنهال' عن سعيد بن جبير' فذكره-

کرتے تھے۔

''میں تم دونوں کو ہر شیطان ہر تکلیف اور ہر لگنے والی نظر سے' اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں''

نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: حضرت ابراہیم بھی حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق (علیہم السلام) کو ان الفاظ کے ذریعے دم کیا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَّالْغَسْلُ لَهَا

باب 18: نظر کا لگنا حق ہے اور اس کے لیے غسل کرنا

1987 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنُ حَقٌّ

◆◆ حیہ بن حابس تمیمی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہام کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نظر لگ جانا حق ہے۔

1988 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّحَدِيْثُ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى شَيْبَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ لَّا يَذْكُرَانِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی ہے' تو نظر اس پر سبقت لے جاسکتی ہے اور جب تم سے غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو تم غسل کرلو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ حیہ بن حابس کی نقل کردہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شیبان نے اسے یحییٰ بن ابی کثیر کے حوالے سے حیہ بن حابس کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے' حضرت

1987- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) (٩٣٣) ' واحمد (٦٧/٤) ' (٧٠/٥) من طريق حية التميمي ' فذكره-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
علی بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حرب بن شداد نے اپنی سند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

شرح

نظر بد کا جھاڑ پھونک سے علاج کرنا

کچھ لوگوں کی نظر بد تیزی سے زہر کی طرح مؤثر ہوتی ہے' جس طرح بعض قسم کے سانپوں کی آنکھوں میں آنکھیں ملانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے یا آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا ہے اور حاملہ عورت کا حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ یہی حال بدنظری کا ہے۔ بعض اوقات عام لوگوں کی نظر بھی لگ جاتی ہے مثلاً والدین کی نظر اپنی اولاد کو لیکن یہ نظر' نظر بد اور مرض کی نظر نہیں ہوتی بلکہ پیار کی ہوتی ہے۔ تاہم یہ ایک اٹل حقیقت ہے نظر بد برحق ہے۔ نظر بد سے معیون روحانی مرض کا شکار ہو جاتا ہے' جس کا علاج جھاڑ پھونک سے کیا جا سکتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں نظر بد کا علاج یوں کیا جاتا تھا کہ جس کی نظر بد لگتی تو اس کے پاس ایک بڑا برتن (بالٹی وغیرہ) پانی سے بھر کر بھیجا جاتا تھا۔ وہ شخص اس میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالتا' پھر اس میں کلی کرتا' اس میں اپنا چہرہ دھوتا' پھر اس میں بایاں ہاتھ ڈال کر اس سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دھوتا' پھر اس میں دایاں ہاتھ ڈال کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دھوتا' پھر بائیں ہاتھ کے ساتھ اس میں دائیں ہاتھ کو کہنی تک دھوتا' پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ اس میں بائیں ہاتھ کو کہنی تک دھوتا۔ پھر بایاں ہاتھ اس میں داخل کر کے دائیں پاؤں کو دھوتا' بعد میں دایاں ہاتھ داخل کر کے بائیں پاؤں کو دھوتا' بائیں ہاتھ سے دایاں گھٹنا دھوتا' پھر دایاں ہاتھ اس میں داخل کر کے بایاں گھٹنا دھوتا پھر آخر میں جسم کا اندرونی حصہ دھوتا اور برتن کا وہ پانی یکبارگی معیون پر پھینک دیا جاتا۔ اس طرح نظر بد کا علاج ہو جاتا تھا۔ (شرح السنۃ' ج ۶' ص ۲۶۳)

اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد کے علاج کا اس سے بہتر طریقہ ہمارے لیے تجویز فرمایا ہے' لہٰذا ہمیں نظر بد کے قدیم طریقہ علاج کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق جب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نظر بد لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بایں الفاظ جھاڑا: **اعیذ کما بکلمات اللّٰہ التامة من کل شیطان وھامة ومن کل عین لامة** 'میں نے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان' زہریلے کیڑے اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے اللہ کی پناہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بھی اسی طرح جھاڑا تھا۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِي اَخْذِ الْاَجْرِ عَلَى التَّعْوِيْذِ

باب 19: دم کرنے کا معاوضہ وصول کرنا

1989 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ

1989- اخرجه ابن ماجه (۲/۷۲۹): كتاب التجارات: باب: اجر الراقي' حديث (۲۱۵٦) واحمد (۳/۱۰) و عبد بن حميد (۸٧٤) حديث (۸٦٦)- من طريق جعفر بن اياس' عن ابي نضرة' فذكره-

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَأَلْنَاهُمُ الْقِرَى فَلَمْ يَقْرُونَا فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا وَلَكِنْ لَا أَرْقِيهِ حَتَّى تُعْطُونَا غَنَمًا قَالَ فَأَنَا أُعْطِيكُمْ ثَلَاثِينَ شَاةً فَقَبِلْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ قَالَ فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوا حَتَّى تَأْتُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ قَالَ وَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْبِضُوا الْغَنَمَ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ

مذاہب فقہاء: وَرَخَّصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَجْرًا وَيَرَى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى ذٰلِكَ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ وَهُوَ أَبُو بِشْرٍ وَرَوٰى شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ

◆◆ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا ہم نے ایک قوم کے ہاں پڑاؤ کیا ہم نے ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا' تو انہوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی۔ ان کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا: تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے' جو بچھو کے کاٹے کا دم کرتا ہو میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں ہوں لیکن میں اسے دم نہیں کروں گا' جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو تیں بکریاں دیں گے ہم نے انہیں قبول کر لیا میں نے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا' تو وہ ٹھیک ہو گیا ہم نے وہ بکریاں لیں پھر ہمیں اس بارے میں کچھ الجھن محسوس ہوئی تو ہم نے کہا تم لوگ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو جب تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤ۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے میں نے اپنے طرز عمل کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دم ہے؟ تم لوگ بکریوں کو اپنے قبضے میں لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابونضرہ نامی راوی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم دینے والے شخص کو اس بات کی اجازت دی ہے: وہ قرآن کی تعلیم دینے کا معاوضہ وصول کر سکتا ہے اور اسے یہ حق حاصل ہے: وہ اس کے لیے شرط طے کر لے انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

شعبہ ابوعوانہ اور دیگر راویوں نے اسے ابومتوکل کے حوالے سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1990 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

متن حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوْهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ فَاشْتَكٰى سَيِّدُهُمْ فَاَتَوْنَا فَقَالُوْا هَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ قُلْنَا نَعَمْ وَلٰكِنْ لَمْ تَقْرُوْنَا وَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا عَلٰى ذٰلِكَ قَطِيْعًا مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَّا يَقْرَاُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَاَ فَلَمَّا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ وَّلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِّنْهُ وَقَالَ كُلُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ وَحْشِيَّةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

توضیح راوی: وَجَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ وَحْشِيَّةَ

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ عربوں کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے ان لوگوں نے ان حضرات کی مہمان نوازی نہیں کی پھر ان کا سردار بیمار ہو گیا' تو وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا: تمہارے پاس کوئی دوا ہے ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ لیکن تم لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی تو ہم اس وقت تک ایسا نہیں کریں گے' جب تک تم ہمیں معاوضہ نہیں دو گے' تو ان لوگوں نے انہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا وعدہ کیا' تو ہم میں سے ایک شخص سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرنے لگا تو وہ ٹھیک ہو گیا جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دم کرنے کا طریقہ ہے۔" اس روایت میں آپ کے منع کرنے کا ذکر نہیں ہے" پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے کھا لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

یہ روایت اعمش کی جعفر بن ایاس سے نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

کئی راویوں نے اسے ابوبشر' جعفر بن ابووحشیہ کے حوالے سے ابومتوکل کے حوالے سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جعفر بن ایاس نامی راوی ہی جعفر بن ابی وحشیہ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّقٰى وَالْاَدْوِيَةِ

باب 20: دم کرنا اور دوا دینا

1991 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

1990- اخرجه البخاری (۱۰/ ۲۰۸): كتاب الطب: باب: الرقى بفاتحة الكتاب' حديث (۵۷۳۶)' (۱۰/ ۲۲۰): كتاب الطب: باب: النفث في الرقية' حديث (۵۷۴۹)' و مسلم (۷/ ۴۴۳' ۴۴۴ - نووی): كتاب السلام: باب: جواز اخذ الاجر على الرقية بالقرآن و الاذكار' حديث (۶۵/ ۲۲۰۱)' و ابوداؤد (۲/ ۲۸۶): كتاب البيوع: باب: في كسب الاطباء' حديث (۳۴۱۸)' (۲/ ۴۰۶): كتاب الطب: باب: كيف الرقى' حديث (۳۹۰۰)' و ابن ماجه (۲/ ۷۲۹): كتاب التجارات: باب: اجر الراقي' حديث (۲۱۵۶)' و احمد (۳/ ۴۴۳)۔

1991- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۱۳۷): كتاب الطب: باب: ما انزل الله داء الا انزل له شفاء' حديث (۳۴۳۷)' واحمد (۳/ ۴۲۱)' من طريق خزامة' عن ابيه' فذكره۔

متن حدیث: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ ابْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَهٰذَا اَصَحُّ وَلَا نَعْرِفُ لِاَبِيْ خِزَامَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ ابوخزامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا دم کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے ہم دم کریں یا دوا استعمال کریں یا پرہیز کریں کیا یہ تقدیر کے لکھے کو ٹال سکتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر میں شامل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہیں۔

◆◆ ابن ابی خزامہ اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔

ابن عیینہ کے حوالے سے یہ دونوں روایات نقل کی گئی ہیں۔ بعض راویوں نے اسے ابن ابوخزامہ کے حوالے سے ان کے والد سے روایت کیا ہے جبکہ ابن عیینہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے زہری کے حوالے سے ابوخزامہ کے والے سے ان کے والد سے اور یہ زیادہ مستند ہے۔

ابوخزامہ کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی منقول حدیث ہمارے علم میں نہیں ہے۔

شرح

تعویذ کا معاوضہ وصول کرنا

جس طرح جسمانی مرض کے علاج بالدواء کا معاوضہ وصول کرنا جائز ہے اسی طرح روحانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک اور تعویذ کے ذریعے کیا جائے تو اس کا معاوضہ لینا بھی جائز ہے' کیونکہ مرض کا علاج ہونے میں دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر یا طبیب علاج کرنے کا معاوضہ وصول کرتا ہے تو اس کا یہ عمل قابل اعتراض نہیں ہے بالکل اسی طرح کوئی عامل جھاڑ پھونک یا تعویذ کے ذریعے علاج کر کے معاوضہ وصول کرتا ہے تو قابل اعتراض نہیں ہوسکتا' لہٰذا ہر عامل پر طعن و تشنیع کرنا اور اسے مورد الزام ٹھہرانا جائز نہیں ہے۔ جس طرح ڈاکٹروں اور اطباء میں مستند و با اعتماد لوگ ہوتے ہیں اور غیر مستند و دھوکہ باز بھی بالکل اسی طرح عاملوں میں اچھے لوگ ہوتے ہیں اور قابل گرفت بھی۔ جس طرح کسی ڈاکٹر یا حکیم سے چند ایام تک علاج کرانے سے مرض میں افاقہ نہ ہونے کی صورت میں اسے چھوڑ کر دوسرے ڈاکٹر یا حکیم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح ایک عامل سے مرض میں افاقہ نہ ہونے پر دوسرے عامل کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔

احادیث باب سے متعدد مسائل معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں:

☆ جہاد تبلیغ اور حصول علم کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

☆ دوران سفر کھانے پینے کی دقت پیش آئے تو صبر و برداشت سے کام لینا چاہیے۔

☆ روحانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنا جائز ہے اور یہ صحابہ کے معمولات کا حصہ تھا۔

☆ جھاڑ پھونک اور تعویذ کا معاوضہ وصول کرنا اور اسے اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے۔

☆ حلال و حرام کے حوالے سے مشکوک چیز سے اجتناب کرنا چاہیے۔

☆ کلام الٰہی مؤثر ہے اور اسے جھاڑ پھونک کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

☆ سورہ فاتحہ ہر مرض کا علاج ہے اور جھاڑ پھونک کے لیے مؤثر ہے۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک اور متاخرین فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع و اتفاق ہے کہ اذان و امامت' تصنیف و خطابت' تعلیم قرآن اور تدریس علوم اسلامیہ میں اجارہ جائز ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کے ثبوت پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ

باب 21: کھنبی اور عجوہ کھجور کا بیان

1992 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءٌ مِّنَ السُّمِّ وَالْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عجوہ جنت سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں زہر کے لیے شفا ہے اور کھنبی من (وسلویٰ) کا ایک حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سعید بن زید' حضرت ابوسعید اور حضرت جابر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

محمد بن عمرو سے منقول ہونے کے طور پر ہم اسے سعید بن عامر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1993 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

کھنبی من (وسلویٰ) کا حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1994 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا الْكَمْاَةُ جُدَرِيُّ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِّنَ السُّمِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد نے عرض کی: کھنبی زمین کی چیچک ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھنبی من (وسلویٰ) کا حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے' جبکہ عجوہ جنت سے تعلق رکھتی ہے اور یہ زہر کے لیے شفاء ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

1995 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذْتُ ثَلَاثَةَ اَكْمُؤٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَائَهُنَّ فِىْ قَارُوْرَةٍ فَكَحَلْتُ بِهٖ جَارِيَةً لِّىْ فَبَرَاَتْ

◄► قتادہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ حدیث سنائی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: تین' پانچ یا سات کھنبیاں لے کر میں نے انہیں نچوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں رکھ لیا پھر میں نے اپنے ایک لڑکی کی آنکھوں میں سرمے کے طور پر لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔

1996 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ

آثارِ صحابہ: اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الشُّوْنِيْزُ دَوَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ قَتَادَةُ يَاْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِىْ خِرْقَةٍ فَلْيَنْقَعْهُ فَيَتَسَعَّطُ بِهٖ كُلَّ يَوْمٍ فِىْ مَنْخَرِهِ الْاَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِى الْاَيْسَرِ قَطْرَةً

1993-اخرجه البخارى (٨/ ١٤): كتاب التفسير: باب: (و ظللنا عليكم الغمام و انزلنا عليكم المن و السلوى) (البقرة: ٥٧)' حديث (٤٤٧٨) وطرفاه: (٤٦٣٩' ٥٧٠٨)' ومسلم (٣/ ١٦١٩' ١٦٢٠' ١٦٢١): كتاب الاشربة: باب: فضل الكماة' و مداواة العين بها' حديث (١٥٧' ١٥٨' ١٥٩' ١٦٠' ١٦١' ١٦٢/ ٢٠٤٩)' و ابن ماجه (٢/ ١١٤٣): كتاب الطب: باب الكماة' و العجوة' حديث (٣٤٥٤)' من طريق عمرو بن حريث' فذكره-

1994-اخرجه ابن ماجه (٢/ ١١٤٣): كتاب الطب: باب: الكماة والعجوة' حديث (٣٤٥٥)' واحمد (٢/ ٣٠١' ٣٠٥' ٣٥٦' ٣٦٧' ٤٢١' ٤٤٨' ٤٩٠' ٥١١)' من طريق شهر بن حوشب' عن ابى هريرة' فذكره-

وَّالثَّانِيْ فِي الْاَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْاَيْمَنِ قَطْرَةً وَّالثَّالِثُ فِي الْاَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْاَيْسَرِ قَطْرَةً

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: وہ روزانہ کلونجی کے اکیس دانے لیتے تھے اور اسے ایک کپڑے میں رکھتے تھے اسے پانی میں تر کر لیتے تھے پھر ناک کے دائیں نتھنے میں دو قطرے بائیں میں ایک قطرہ دوسرے دن دائیں نتھنے میں ایک قطرہ بائیں میں دو قطرے اور تیسرے دن دائیں نتھنے میں دو قطرے اور بائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالا کرتے تھے۔

شرح

کھمبی اور عجوہ کھجور کے فوائد

لفظ: الـکـمـاۃ: سے مراد کھمبی ہے یہ ایک سفید پودا ہے جو موسم گرما میں برسات کے دوران زمین سے پیدا ہوتا ہے یہ خوبصورت ہوتا ہے اس کو سبزی کے طور پر پکاتے ہیں یہ اگر سفید ہو تو آنکھوں کی تکلیف کے لیے مفید ہوتا۔ اسے سانپ کی چھتری بھی کہا جاتا ہے۔ العجوۃ: یہ ایک مشہور کھجور ہے اس کی گٹھلی موٹی ہوتی ہے اس کی تاثیر گرم ہوتی ہے اہل عرب مکھن کے ساتھ ملا کر اسے کھاتے ہیں غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے۔ ہمارے دیار میں نایاب ہے اور حجاز مقدس میں دستیاب ہے لیکن گرانی ہے۔

احادیث باب میں تین اشیاء کے فوائد بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- عجوہ کھجور: یہ جنتی پھل ہے۔ اس کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(الف) یہ نہایت نافع اور بابرکت پھل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص روزانہ نہار منہ اس کے سات دانے کھاتا ہے وہ زہر اور سحر (جادو) سے محفوظ رہتا ہے۔

(ب) حدیث باب: حقیقت پر محمول ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیجا تو انہیں پھلوں کا توشہ عنایت فرمایا انہیں ہر صنعت کا فن سکھایا تمہارے یہ پھل جنت سے متعلق ہیں ان میں تبدیلی آ چکی ہے اور جنت کے پھل اپنی حالت میں ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۹۷)

۲- کھمبی من وسلویٰ سے ہے: حدیث نبوی کے اس فقرہ کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(الف) اگر یہ فقرہ بطور تمثیل بیان ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کھمبی ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفت میں ہمیں میسر آئی ہے جس طرح بنی اسرائیل کو من وسلویٰ (جنتی کھانا) مفت میں عنایت کیا گیا تھا۔ (ب) اگر اس سے بیان واقعہ مراد ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل کو جو زمین میں آسمانی یا جنتی کھانے دیے جاتے تھے وہ ختم ہو گئے لیکن ان سے بطور علامت کھمبی باقی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں حاصل کیں۔ ان کو نچوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔ ان کی کنیز تھی جو چندھیا تھی وہ پانی اس کی آنکھوں میں ڈالا تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔

۴-کلونجی کی افادیت: اس کی تفصیلی بحث گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ تاہم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس میں موت کے علاوہ ہر چیز کا علاج رکھا ہے۔ کلونجی دنیا کے ہر خطہ میں پائی جاتی ہے' جو مختلف مقاصد کے لیے مختلف طریقوں سے استعمال کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَجْرِ الْكَاهِنِ

باب 22: کاہن کا معاوضہ

1997 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت' فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کے معاوضے کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

کاہن کو اجرت دینے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ذاتی طور پر عالم الغیب نہیں ہے۔ تاہم اللہ کی عنایت سے انبیاء کرام علیہم السلام عالم الغیب ہیں' جس کے ثبوت کے لیے کثیر آیات مبارکہ اور بہت سی احادیث مقدسہ موجود ہیں۔ کسی بھی مقصد کے لیے کاہن کے پاس جانا' اس سے استفادہ کرنا اور اسے اجرت و معاوضہ فراہم کرنا گناہ ہے۔ حدیث باب میں اسے اجرت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ ہر قسم کا معاوضہ دینا منع ہے خواہ مقرر کیا گیا ہو یا نہ' اپنی مرضی سے کوئی پیش کرے یا اس کے مطالبہ سے۔ اس اجرت کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کاہن و کہانت سے نفرت کریں اور اس کے مکروہ دھندے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ کاہن کی کفریہ بات کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيْقِ

باب 23: تعویذ لٹکانا مکروہ ہے

1997- اخرجه مالك فی (الموطا) (۲/۶۵٦): كتاب البيوع: باب: ما جاء فی ثمن الكلب' حديث (٦٨)' و البخاری (٤/٤٩٧): كتاب: البيوع: باب: ثمن الكلب' حديث (۲۲۳۷)' و اطرافه: (۲۲۸۲' ۵۳٤٦' ۵۷٦۱)' ومسلم (۳/۱۱۹۸): كتاب المساقاة: باب: تحريم ثمن الكلب' حديث (۱۵٦۷/۳۹)' و النسائی (۷/۱۸۹): كتاب الصيد و الذبائح: باب: النهی عن ثمن الكلب' حديث (٤۲۹۲)' (۷/۳۰۹): كتاب البيوع: باب: بيع الكلب' حديث (٤٦٦٦)' و ابن ماجه (۲/۷۳۰): كتاب التجارات: باب: النهی عن ثمن الكلب و مهر البغی ----' حديث (۲۱۵۹)' واحمد (٤/۱۱۸' ۱۱۹' ۱۲۰)' و الحميدی (۱/۲۱٤)' حديث (٤۵۰)' و الدارمی (۲/۲۵۵): كتاب البيوع: باب: النهی عن ثمن الكلب' من طرق ابوبكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام' فذكره-

1998 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عِيسٰى اَخِيهِ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ اَبِىْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ اَعُودُهُ وَبِهٖ حُمْرَةٌ فَقُلْنَا اَلَا تُعَلِّقُ شَيْئًا قَالَ الْمَوْتُ اَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ

قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُكَيْمٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِىْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

فی الباب: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عکیم یعنی حضرت ابومعبد جہنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوا ان کے جسم پر سرخی موجود تھی میں نے کہا آپ کوئی تعویذ کیوں نہیں ڈال لیتے۔ انہوں نے فرمایا: موت اس سے زیادہ قریب ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی تعویذ لٹکائے گا اسے اس کے حوالے کر دیا جائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے (براہِ راست) احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ ویسے یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں موجود تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خط بھیجا۔

محمد بن بشار نے اس روایت کو اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

کوڑی وغیرہ لٹکانے کی ممانعت

لفظ "التعلیق" کا معنی ہے: کسی چیز کا لٹکانا' باندھنا۔ لوگ امراض کے علاج یا احتیاط کے طور پر مختلف اشیاء لٹکاتے ہیں۔ قرآن وحدیث پر مشتمل تیار کردہ تعویذ لٹکاتے ہیں۔ اعداد سے تیار کردہ تعویذ پہنتے ہیں' جھڑواتے ہیں' گنڈے' ٹونے اور ٹوٹکے کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف روایات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ان الرقی والتمائم والتولة شرك (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۸۸۳) "بیشک جھاڑ پھونک' گھونگھے اور تسخیر شوہر کا عمل شرک

1998- اخرجه احمد (۴/۳۱۰، ۳۱۱) من طریق محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ' عن اخیه عیسیٰ' فذکرہ۔

ہے۔"

زمانہ قدیم میں لوگ بطور علاج منتروں سے جھاڑتے وقت شیاطین اور مورتیوں سے استمداد کرتے تھے۔ یہ ایک دریائی جانور کا خول ہے' جو سینگ یا ہڈی کی شکل کا ہوتا ہے' تعویذ کے طور پر اسے استعمال کیا جاتا ہے' تاکہ نظر بد سے حفاظت رہے' عموماً بچوں کے گلے میں باندھا جاتا ہے۔ اب ہندو لوگ دیہات کے داخلی راستہ پر اور گھروں کے دروازوں پر درختوں کے پتے باندھتے ہیں' مرچوں کے کھیت میں سیاہ ہنڈیا لٹکاتے ہیں اور پپیتے کے ساتھ سیاہ بال باندھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ آپ نے ایک دفعہ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں ڈورا ملاحظہ کیا اور دریافت کیا: یہ کیا چیز ہے؟ بیوی نے عرض کیا: یہ پڑھا ہوا ڈورا ہے۔ آپ نے اس ڈورے کو کاٹ دیا۔ پھر فرمایا: تمہارا عبداللہ کے گھر سے تعلق ہے اور تم کو ایسی چیزوں کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ حدیث بیان کی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری آنکھ میں تکلیف تھی' میں فلاں یہودی سے جھڑوایا کرتی تھی اور جس وقت وہ جھاڑتا تو تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑنے کا فائدہ ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: وہ شیطانی حرکت تھی' شیطان اپنی انگلی چھوتا تھا اور جب یہودی جھاڑتا تھا تو شیطان باز آ جاتا تھا۔
(مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۴۵۵۲)

۲- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: لا رقية الا من عين او حمة "صرف نظر بد یا زہر کو جھڑوایا جا سکتا ہے۔" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر منتر منع نہیں ہے اور جھاڑ کے مرض کا جھڑوا کر علاج کرنا جائز ہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک کنیز تھی جسے جن کی نظر بد لگ جاتی تھی۔ آپ نے اسے جھڑوانے کا حکم دیا تھا۔

۳- حدیث باب کے راوی محمد بن ابی لیلیٰ ہیں۔ وہ اپنے بھائی عیسیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عکیم جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمارداری کے لیے گئے۔ انہیں خسرہ کا مرض لاحق تھا۔ یہ ایک جسمانی بیماری ہے' جس کے سبب جسم سرخ ہو جاتا ہے اور شدید بخار کا تسلط ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر عیسیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مشورہ کہا: آپ کوئی چیز کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: الموت اقرب من ذلك "اس لٹکانے سے مر جانا زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" من تعلق شيئا و كل اليه" جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی' اسے اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔" اس سے ثابت ہوا کہ صرف قرآن وحدیث سے تیار کردہ تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے اور دوسرے ممنوع ہیں۔

۴- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: من تعلق تميمة فلا اتم الله له ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له (مسند امام احمد ج ۴' ص ۱۵۴) جس شخص نے کوڑی لٹکائی اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقصد میں کامیاب نہ کرے اور جس نے گھونگا باندھا اللہ تعالیٰ اسے راحت نہ دے۔" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعویذ کے بغیر کوئی چیز بھی باندھنا منع ہے۔

بعض علماء قرآنی تعویذ سے بھی منع کرتے ہیں لیکن اس سے جھاڑ کو جائز مانتے ہیں۔ جمہور علماء قرآن وحدیث سے تیار کردہ تعویذات اور جھاڑ پھونک کو جائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: اعوذ بكلمات الله التامات من غضبه وعقابه و شر عباده ومن همزات الشياطين الخ
(مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۲۴۷۷)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَبْرِيْدِ الْحُمّٰى بِالْمَآءِ

باب 24: بخار کو پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرنا

1999 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْحُمّٰى فَوْرٌ مِّنَ النَّارِ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَامْرَاَةِ الزُّبَيْرِ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بخار آگ کا جوش ہے اسے پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2000 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِىْ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بخار جہنم کی تپش کا حصہ ہے تم اسے پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرو۔

سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کرتی ہیں' سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کے بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے ویسے یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

2001 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ

1999- اخرجه البخاری (٦/ ٣٨٠): كتاب بدء الخلق: باب: صفة النار و انها مخلوقة' حديث (٣٢٦٢) وطرفه في: (٥٧٢٦) ومسلم (١٧٣٢/٤): كتاب السلام: باب: لكل داء دواء' و استحباب التداوي' حديث (٨٣' ٨٤ /٢٢١٢) و ابن ماجه (٢ /١١٥٠): كتاب الطب: باب الحمى في فيح جهنم فابردوها بالماء' حديث (٣٤٧٣) واحمد (٣ /٤٦٣)' (١٤١/٤) و الدارمي (٢ /٣٦٦): كتاب الرقائق: باب: الحمى من فيح جهنم' وعبد بن حميد (١٥٨)' حديث (٤٢٤) من طريق عباية بن رفاعة بن رافع بن خديج' عن ابيه عن جده' فذكره۔

2000- اخرجه البخاری (٦/ ٣٨٠): كتاب بدء الخلق: باب: صفة النار و انها مخلوقة' حديث (٣٢٦٣) وطرفه: (٥٧٢٥) ومسلم (٤/ ١٧٣٢): كتاب السلام: باب: لكل داء دواء' و استحباب التداوي' حديث (٨١ /٢٢١٠) و ابن ماجه (٢/ ١١٤٩) كتاب الطب: باب: الحمى من فيح جهنم فابردوها بالماء' حديث (٣٤٧١) واحمد (٦/ ٥٠' ٩٠) وعبد بن حميد (٤٣٤)' حديث (١٤٩٨)' من طريق هشام بن عروة' عن ابيه' فذكره۔

حَبِيبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمَّى وَمِنَ الْاَوْجَاعِ كُلِّهَا اَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَبِيبَةَ

توضیح راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

اختلاف روایت: وَيُرْوٰى عِرْقٌ يَّعَّارٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو بخار اور دردوں کے بارے میں یہ دعا بتائی تھی کہ وہ یہ پڑھیں۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو سب سے بڑا ہے میں عظیم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں' ہر پھڑ کنے والی رگ اور جہنم کی تپش کے شر سے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف ابراہیم بن اسماعیل کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جبکہ ابراہیم کو حدیث میں ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے۔

ایک روایت کے الفاظ میں لفظ ''عرق یعار'' یعنی ''آواز کرنے والی رگ ہے''۔

شرح

بخار کا پانی اور دعا سے علاج

بخار آگ یا جہنم کی گرمی کا نتیجہ ہوتا ہے' کیونکہ جہنم ایک سال میں دو سانس لیتا ہے:

(۱) گرم سانس

(۲) سرد سانس' گرم سانس لینے سے موسم گرما آجاتا ہے اور سرد سانس لینے سے موسم سرما کا آغاز ہو جاتا ہے۔ بخار کا علاج دو طریقوں سے کیا جا سکتا ہے:

(۱) پانی سے علاج: بخار سے نجات یا علاج کے لیے کئی طریقوں سے پانی استعمال کیا جاتا ہے:

(الف) ٹھنڈے پانی میں غسل کیا جائے

(ب) ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر سر' ماتھے اور پاؤں پر رکھا جائے۔

(ج) سر اور پاؤں پر حسب برداشت وقفہ وقفہ سے برف رکھی جائے۔

(د) بار بار ٹھنڈے پانی سے وضو کیا جائے یا اعضاء وضو دھوئے جائیں۔

2001-اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۶۵): كتاب الطب: باب: مايعوذ به من الحمى' حديث (۳۵۲۶)' واحمد (۱/۳۰۰)' وعبد بن حميد (۲۰۴): حديث (۵۹۴)- من طريق ابراهيم بن اسماعيل بن ابى حبيبة الاشهلى' عن داؤد بن حصين عن عكرمة' فذكره-

سوال: کیا پانی سے بخار کا علاج ہر بخار کا ہے یا خاص کا ہے؟

جواب: اس بارے میں محدثین کے دو قول ہیں:

(۱) پانی سے علاج ہر بخار کا ہے، کیونکہ احادیث باب میں تعمیم ہے، جو ہر بخار کو شامل ہے۔

(۲) خاص بخار کا علاج ہے، جو گرم خشک علاقہ میں کوئی شخص اس سے متاثر ہو جائے۔ احادیث باب میں خواہ عمومی حکم بیان کیا گیا ہے لیکن ان سے خاص بخار مراد ہی۔

۲- دعا سے علاج: پانی کی طرح دعا سے بھی بخار کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا سکھایا کرتے تھے:

"بِسْمِ اللهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ"۔ اللہ بزرگ و برتر کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اللہ بزرگ و برتر کی پناہ مانگتا ہوں ہر حرکت کرنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی شدید گرمی کی برائی سے۔"

فائدہ نافعہ: بخار زدہ شخص خود بھی سات بار دعا کر کے اپنے آپ پر دم کر سکتا ہے اور دوسرے سے بھی کروا سکتا ہے۔ وقفہ وقفہ سے یہ دعا پڑھ کر دم کرے یا دوسرے سے دم کراتا رہے۔ انشاء اللہ بخار سے شفاء حاصل ہو جائے گی۔

نوٹ: بخار سے علاج کے یہ نبوی دو نسخے ہیں۔ حسن اعتقاد سے ان دونوں یا ایک کو اپنانے سے کامیابی حاصل ہوگی۔ تاہم ضرورت محسوس ہو، تو ڈاکٹر یا حکیم سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے، کیونکہ دوائی سے علاج کرانا بھی مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغِيلَةِ

باب 25: (بچے کو) دودھ پلانے والی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا

2002 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ ابْنَةِ وَهْبٍ وَّهِيَ جُدَامَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَرَدْتُّ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيَالِ فَاِذَا فَارِسُ وَالرُّوْمُ يَفْعَلُوْنَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَهُمْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ مَالِكٌ وَّالْغِيَالُ اَنْ يَّطَاَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ تُرْضِعُ

◆◆ جدامہ بنت وہب بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ

2002- اخرجه مالك فی (الموطا) (۲ /۶۰۷، ۶۰۸): كتاب الرضاع: باب: جامع ماجاء فی الرضاعة، حديث (۱۶)، و مسلم (۲/۱۰۶۶، ۱۰۶۷): كتاب النكاح: باب: جواز الغيلة وهی وطء المرضع، و كراهة العزل، حديث (۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲ /۱۴۴۲)، و ابو داؤد (۲/۴۰۲): كتاب الطب: باب: فی الغيل، حديث (۳۸۸۲)، و النسائی (۶/۱۰۷): كتاب النكاح: باب: الغيلة، حديث (۳۳۲۶)، و ابن ماجه (۱/۶۴۸): كتاب النكاح: الغيل، حديث (۲۰۱۱)، واحمد (۶/۳۶۱، ۴۳۴)، و الدارمی (۲/۱۴۶، ۱۴۷): كتاب النكاح: باب: فی الغيلة- من طريق محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل الاسدی ابی الاسود، عن عروة، عن عائشة ام المومنين، فذكرته-

کیا کہ میں لوگوں کو عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے دوران اس کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کر دوں لیکن ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں اور اس سے ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا' اس لیے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا'

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابواسود کے حوالے سے' عروہ کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے سیّدہ جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں: غیال کا مطلب یہ ہے: جب عورت دودھ پلا رہی ہو' تو مرد اس کے ساتھ صحبت کرے۔

2003 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ وَّالْغِيلَةُ اَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَهِىَ تُرْضِعُ قَالَ عِيْسٰى بْنُ اَحْمَدَ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیّدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ بچے کو دودھ پلانے کے دوران عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کروں پھر مجھے پتا چلا کہ ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں' اس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: غیلہ کا مطلب یہ ہے مرد عورت کے ساتھ اس وقت صحبت کرے جب وہ دودھ پلا رہی ہو۔

عیسیٰ بن احمد بیان کرتے ہیں: اسحٰق بن عیسیٰ نے اس روایت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابواسود کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

شرح

غیلہ کی تعریف اور اس کا شرعی حکم

بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر کا اپنی بیوی سے جماع کرنا یا حالت حمل میں بیوی سے جماع کرنا' غیلہ کہلاتا ہے۔ یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ غیلہ نہیں کرتے تھے' ان کا خیال تھا کہ یہ عمل بچے کے لیے نقصان دہ ہے لیکن اسلام نے غیلہ کو جائز قرار دیا ہے' کیونکہ اس سے بچہ کے نقصان کا امکان نہیں ہے۔

سوال: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم خاموشی سے اپنی'

اولاد کو ہلاک نہ کرو‘ زمانہ رضاعت میں بیوی سے جماع کرنا‘ شاہ سوار کو پاتا ہے۔ پس اسے گھوڑے سے بچھاڑ دیتا ہے یعنی بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس سے بچہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ضرر مخفی رہتا ہے‘ بچہ جب جوان ہو کر شہسوار بنتا ہے تو یہ اچانک گھوڑے سے گر جاتا ہے۔ یہ غیلہ یعنی بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر کا بیوی سے جماع کا نتیجہ ہے‘ لہٰذا غیلہ سے احتراز کیا جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح‘ رقم الحدیث ۳۱۹۶) اس روایت سے غیلہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے‘ اس کے برعکس احادیث باب میں اس کے جواز کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کرنے کا قصد کیا پھر ملاحظہ فرمایا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں اور اس عمل سے بچے کا نقصان بھی نہیں ہوتا تو آپ نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا۔“ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی روایت یعنی غیلہ سے ممانعت والی منسوخ ہے اور دوسری (جواز غیلہ والی روایت) ناسخ ہے‘ لہٰذا دونوں روایات میں تعارض نہ رہا۔

فائدہ نافعہ: حمل کے ابتدائی زمانہ میں عورت کا دودھ درست ہوتا ہے لیکن چند مہینوں بعد دودھ پیلی رنگت اختیار کر لیتا ہے‘ جو بچہ کی صحت کے لیے مفید نہیں ہوتا‘ لہٰذا دودھ کے رنگ میں تبدیلی آتے ہی بچے کو دودھ پلانا چھڑا دینا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ

باب 26: نمونیہ کا علاج

2004 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

قَالَ قَتَادَةُ يَلُدُّهُ وَيَلُدُّهُ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِيْ يَشْتَكِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهُ مَيْمُوْنٌ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زیتون اور ورس کو نمونیہ کا علاج قرار دیا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: یہ بیمار کے منہ میں دوا کے طور پر ڈالا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اور اس طرف سے ڈالا جائے گا جس طرف شکایت ہے۔

ابوعبداللہ نامی راوی کا نام میمون ہے یہ بصری شیخ ہیں۔

2005 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُذْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ رَزِيْنٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنَا مَيْمُوْنٌ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَال سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ

2004- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۱۴۸): كتاب الطب: باب: دواء ذات الجنب، حديث (۳۴۶۷)، و احمد (۴/ ۳۶۹، ۳۷۲)، من طريق ميمون ابى عبد الله، فذكره۔

متن حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّتَدَاوٰى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَيْمُوْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَقَدْ رَوٰى عَنْ مَيْمُوْنٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ

قولِ امام ترمذی: وَذَاتُ الْجَنْبِ يَعْنِى السِّلَّ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم نمونیہ کے مریض کو قسط بحری یا زیتون دوا کے طور پر دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

ہم اسے صرف میمون کی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت سے جانتے ہیں۔

میمون کے حوالے سے اس روایت کو کوئی اہلِ علم نے نقل کیا ہے۔

ذات الجنب سِل کی بیماری کو کہتے ہیں۔

2006 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيِّ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ

متن حدیث: اَتَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِىْ وَجَعٌ قَدْ كَانَ يُهْلِكُنِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِىْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِىْ وَغَيْرَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے مجھے اتنی تکلیف تھی جو مجھے ہلاک کر دے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ سات مرتبہ (اپنی تکلیف والی جگہ پر پھیرو) اور یہ پڑھو" میں اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت اور اس کے غلبہ کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں"۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا' تو اللہ تعالیٰ نے میری اس تکلیف کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اسی کی ہدایت کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2006- اخرجه مالك فى (الموطا) (۲/۹۴۲): كتاب العين: باب: التعوذ والرقية فى المرض' حديث (۹)' و ابو داؤد (۲/۴۰۴): كتاب الطب: باب: كيف الرقى' حديث (۳۸۹۱)' و ابن ماجه (۲/۱۱۶۳' ۱۱۶۴): كتاب الطب' باب: ما عوذ به النبى صلى الله عليه وسلم' حديث (۳۵۲۲)' واحمد (۲۱/۴)' و عبد بن حميد (۱۴۸)' حديث (۳۸۲)' من طريق نافع بن جبير' فذكره-

شرح

نمونیا کے علاج کا طریقہ

ذات الجنب' کا معنی ہے: نمونیا۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے' اس کے سبب پھیپھڑے کی جھلی میں ورم آ جاتا ہے۔ جھلی اور پھیپھڑوں کے درمیان پانی رسنا شروع ہو جاتا ہے۔ (اسے ٹی بی بھی کہتے ہیں) اس مرض کے سبب اعضاء انسانی میں شدید درد ہوتا ہے' جس کے نتیجہ میں بخار شروع ہو جاتا ہے۔

احادیث باب میں نمونیا (مرض) کا علاج تین طریقوں سے تجویز کیا گیا ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- زیتوں اور ورس سے علاج: زیتون' مشہور درخت کا تیل ہے' جو دنیا کے ہر خطہ میں دستیاب ہے۔ ورس: یہ ایک پودا ہے' جو رنگائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پایا جاتا ہے' خضاب لگاتے وقت اسے مہندی میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے پتوں کو پیس کر زیتون میں ملایا جاتا ہے۔ پھر اس سے ''نمونیا'' کا علاج کیا جاتا ہے۔ بطور علاج اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں:

(۱) اس دوائی کو منہ میں اسی جانب سے ڈالا جاتا ہے' جس طرف تکلیف ہو۔

(۲) جسم کے درد والے حصہ پر اس دوائی سے لیپ کیا جائے۔

۲- قسط بحری اور زیتون سے علاج: قسط بحری: یہ ایک پودے کی جڑ ہے' اس کی تین اقسام ہو سکتی ہیں:

(۱) شیریں: یہ سفید زردی مائل ہوتی ہے' جو خوشبودار اور وزن میں ہلکی پھلکی ہوتی ہے۔ اس کو قسط بحری اور قسط عربی بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) تلخ: باہر کی جانب سے اس کا رنگ سیاہی مائل اور اندر سے زردی مائل ہوتا ہے۔ یہ وزن میں ہلکی اور حجم میں موٹی ہوتی ہے۔ اس کو قسط ہندی کہا جاتا ہے۔

(۳) سرخی مائل: یہ خوشبودار ہوتی ہے' وزن میں ثقیل مگر کڑوی نہیں ہوتی۔ زہریلی ہونے کے سبب استعمال میں نہیں لائی جاتی۔

قسط بحری کو پیس کر سفوف بنایا جائے اور اسے زیتون کے تیل میں ملایا جائے۔ یہ دوائی نمونیا کے لیے اکسیر ہے۔ اس کے استعمال کے بھی دو طریقے ہیں:

(۱) مریض کو کھلائی جائے

(۲) جسم کے تکلیف والے حصہ پر لیپ کیا جائے۔

۳- دعا سے علاج: تیسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جسم کے درد والی جگہ پر دایاں ہاتھ سات بار پھیر کر بایں الفاظ دعا کرنے کی تعلیم دی: ''اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ''۔ میں اللہ تعالیٰ کی عزت' قدرت اور بادشاہی سے پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کی برائی سے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّنَا

باب 27: سَنَا (مکی) کا بیان

2007 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهَا بِمَ تَسْتَمْشِيْنَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيْهِ شِفَاءٌ مِّنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ يَعْنِيْ دَوَاءَ الْمَشِيِّ

◆◆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم کس چیز کو مسہل کے طور پر استعمال کرتی ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: شبرم کو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو بہت گرم اور سخت ہوتا ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں نے سنا مکی کو اس کے لیے استعمال کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو اس میں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس سے مراد وہ دوا ہے' جو اسہال کے لیے استعمال کی جاتی ہے (یعنی سنا مکی)۔

شرح

سنا مکی کی اہمیت

سنا: یہ ایک جنگلی پودا ہے' جو دو بالشت بلند ہوتا ہے' اس کے پتے مہندی جیسے ہوتے ہیں۔ اس کا پھول گول ہوتا ہے' یہ سہل (دست آور) ہوتا ہے۔ اس کے پتے بطور دوائی استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی تاثیر گرم خشک ہوتی ہے' یہ پودا مکہ معظمہ کے قرب و جوار میں پایا جاتا ہے' جس وجہ سے اسے ''سنا مکی'' کہا جاتا ہے۔

''سنا مکی'' کی اہمیت وافادیت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر موت کا علاج کسی چیز میں ہوتا' وہ سنا میں ہوتا''۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ''سنا مکی'' وہ بابرکت ومقدس پودا ہے' جس میں اللہ تعالیٰ نے موت کے علاوہ ہر چیز کا علاج رکھا ہے۔'' اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا کسی مریض کو لاعلاج قرار دینا جائز نہیں ہے' کیونکہ ہر مرض کا علاج بھی پیدا کیا گیا ہے۔ تاہم انہیں اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے یوں کہنا چاہیے کہ اس مرض کی تشخیص اور علاج سے ہم قاصر ہیں۔

فائدہ نافعہ: شبرم چنے کے برابر دانہ ہے۔ اس کا پانی بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تاثیر گرم ہے' اس کی جڑ اور دانہ بھی مسہل (دست آور) ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی چیز مسہل نہیں ہوسکتی۔ طبی قانون کے مطابق مہینہ میں ایک بار مسہل لینا چاہیے۔ معدہ خالی کر کے امراض سے نجات حاصل کرنا چاہیے لیکن لوگ بے احتیاطی سے کھانا زیادہ کھاتے ہیں' معدہ خالی نہیں کرتے'

امراض خریدتے ہیں اور ڈاکٹروں کی جیب بھی نذرانوں سے بھرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّدَاوِيْ بِالْعَسَلِ

باب 28: شہد کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

2008 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِی اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَآئَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا فَبَرَاَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے بھائی کو پیچش لگے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے شہد پلاؤ۔ اس نے اسے پلایا پھر آیا اور عرض کی: میں نے اسے شہد پلایا ہے لیکن اس سے پیچش زیادہ ہو گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے شہد پلاؤ۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس نے پھر شہد پلایا پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے شہد پلایا ہے لیکن اس کے نتیجے میں پیچش زیادہ ہو گئے ہیں راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس شخص نے اسے پھر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

شہد سے پیچش کا علاج

شہد کی اہمیت و افادیت سے کون ناواقف ہے؟ اسے عربی میں عسل اور فارسی میں انگبیں کہا جاتا ہے۔ مخصوص مکھیاں مختلف پھولوں اور پھلوں کا رس جوس کر اپنے چھتے میں بیٹھ کر مواد اگلتی ہیں جنہیں شہد کہا جاتا ہے، یہ شکر کی طرح شیریں ہوتا ہے، اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔ جسم میں طاقت پیدا کرتا ہے، جسم کے ورم تحلیل کرتا ہے، دافع قبض و معاون ہضم ہے، مختلف امراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ آنکھوں کی روشنی تیز کرتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کی افادیت بایں الفاظ بیان کی: فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (القرآن) "شہد میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔"

2008- اخرجه البخاری (۲/ ۱۷۸): كتاب الطب: باب: دواء البطون، حديث (۵۷۱۶) و مسلم (۴/ ۱۷۳۶): كتاب السلام: باب: التداوی بسقی العسل، حديث (۹۱/ ۲۲۱۷) و احمد (۳/ ۱۹، ۹۲) و عبد بن حميد (۲۹۲) حديث (۹۳۸) من طريق قتادة، عن ابی المتوكل الناجی، فذكره۔

حدیث باب سے بھی شہد سے علاج کی افادیت واضح ہوتی ہے۔ پیچش والے شخص کے علاج کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد تجویز کیا' اس کا کورس بھی بتایا اور اس پر عمل بھی کرایا جس کے نتیجہ میں مریض کو شفاء حاصل ہوگئی۔

2009 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ اَجَلُهُ فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَشْفِيَكَ اِلَّا عُوْفِيَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو مسلمان کسی ایسے بیمار کی عیادت کرے' جس کا آخری وقت ابھی نہ آیا ہو اور وہ سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

''میں عظیم اللہ تعالیٰ' جو عظیم عرش کا پروردگار ہے' سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا کردے''۔

تو اس شخص کو شفا نصیب ہو جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف منہال بن عمرو کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

دعا سے مرض کا علاج

حدیث باب میں دعا سے مرض کا علاج کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی مرض میں مبتلا ہو اور عیادت کرنے والا اس کے لیے سات بار بایں الفاظ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے شفاء عطا کرتا ہے:

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ اَنْ يَشْفِيَكَ میں عظیم اللہ عرش کے مالک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا کرے۔''

یہ دعا سات بار پڑھے اور ہر بار مریض پر دم کرے' جونہی سات کی تعداد مکمل ہوگی مریض کو شفاء حاصل ہو جائے گی۔ جس سے معلوم ہوا کہ جو دعا خلوص نیت اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کی جائے' اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ دعا کسی خاص مرض کی نہیں ہے' بلکہ ہر مرض کی ہے' کیونکہ حدیث میں تعمیم ہے۔

2010 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشْقَرُ الرِّبَاطِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَرْزُوْقٌ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ اَخْبَرَنَا ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمُ الْحُمّٰى فَاِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَآءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ نَهْرًا جَارِيًا لِيَسْتَقْبِلَ جِرْيَتَهُ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ

2009- اخرجه ابو داؤد (۳ /۲۰۴): كتاب الجنائز: باب: الدعاء للمريض عند العيادة: حديث (۳۱۰۶) و احمد (۱ /۲۳۹' ۲۴۳)- من طريق شعبة: قال: حدثنا يزيد ابو خالد-

2010- اخرجه احمد (۵/۲۸۱) من طريق سعيد رجل من اهل الشام فذكره-

الشَّمْسِ فَلْيَغْتَمِسْ فِيْهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ ثَلَاثٍ فَخَمْسٍ وَّاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ سَبْعٍ فَتِسْعٍ فَاِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو بخار ہو جائے تو بے شک بخار آگ کا ایک حصہ ہے تو وہ اسے پانی کے ذریعے بجھائے اور بہتی ہوئی نہر میں اتر کر جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف رخ کرے اور یہ پڑھے:

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفاء عطا کر اور اپنے رسول ﷺ کی تصدیق کر دے"۔

وہ یہ عمل صبح کی نماز کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے کرے اور اس میں تین مرتبہ ڈبکی لگائے اور ایسا تین دن تک کرے۔ اگر تین دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو پانچ دن تک کرے اگر پانچ دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو سات دن کرے اور اگر سات دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو نو دن تک یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ نو دن سے زیادہ کی نوبت نہیں آئے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

بخار کا پانی اور دعا سے علاج

حدیث باب میں پانی اور دعا سے بخار کے علاج کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ جب کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو تو وہ فجر کی نماز کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل تین دن سے لے کر نو دن تک نہر میں ہر روز تین بار غسل کرے اور بایں الفاظ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ شفاء عطا کرے گا۔ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَ صَدِّقْ رَسُوْلَكَ" اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفاء عطا کر اور تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ کر دکھا۔" اس روایت کے بخار میں بھی تعمیم ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ طریقہ کار اور دعا ہر بخار کے لیے نافع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ التَّدَاوِيْ بِالرَّمَادِ

باب 29: راکھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

2011 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّاَنَا اَسْمَعُ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2011- اخرجه البخارى (٧/ ٤٣٠)؛ كتاب المغازى؛ باب؛ ما اصاب النبى صلى الله عليه وسلم من الجراح يوم احد، حديث (٤٠٧٥)؛ ٩/ ٢٥٤، ٢٥٥)؛ كتاب النكاح؛ باب؛ تستحد المغيبة و تمتشط الشعثة، حديث (٥٢٤٨)، و ابن ماجه (٢/ ١١٤٧)؛ كتاب الطب؛ باب؛ دواء الجراحة، حديث (٣٤٦٤)، و احمد (٥/ ٣٣٠، ٣٣٤)، و الحميدى (٢/ ٤١٥)، حديث (٩٢٩)، و عبد بن حميد (١٦٧)، حديث (٤٥٣)، من طريق ابوحازم، فذكره-

فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَاْتِيْ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ وَاُحْرِقَ لَهٗ حَصِيْرٌ فَحَشَا بِهٖ جُرْحَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ابوحازم بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا میں اس بات کو سن رہا تھا: نبی اکرم ﷺ کو کونسی چیز زخم پر لگانے کے لیے دوا کے طور پر دی گئی تھی تو انہوں نے جواب دیا: اب کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جو اس بات کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لے کر آئے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے خون کو دھویا تھا اور میں نے آپ ﷺ کے لیے چٹائی کو جلایا تھا جسے آپ ﷺ کے زخم پر لگا دیا گیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

راکھ سے خون بند کرنے کا علاج

اللہ تعالیٰ نے جو بھی مرض پیدا فرمایا اس کی دوا بھی پیدا فرما دی۔ حدیث باب میں راکھ سے علاج کرنے کی صراحت ہے۔ جس طرح زخم سے بہتا ہوا خون روئی یا سوتی کپڑا زخم پر رکھنے سے بند ہو جاتا ہے اسی طرح کسی بھی چیز کی راکھ زخم پر رکھنے سے خون بند ہو جاتا ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق غزوہ احد کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ٹوٹ کر پیشانی میں دھنس گیا اور خون جاری ہو گیا تھا' ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں لگائی گئی جس سے خون بند ہو گیا تھا۔ یہ بات مشاہدہ اور تجربہ میں آ چکی ہے کہ بہتے ہوئے خون کے زخم میں راکھ بھرنے سے وہ فوراً بند ہو جاتا ہے۔

2012 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّمَا مَثَلُ الْمَرِيْضِ اِذَا بَرَاَ وَصَحَّ كَالْبَرْدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَآءِ فِيْ صَفَائِهَا وَلَوْنِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیمار شخص جب تندرست اور ٹھیک ہو جائے تو صفائی اور رنگت کے حوالے سے وہ آسمان سے نازل ہونے والے اولوں کی طرح ہو جاتا ہے۔

2013 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُوْنِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّيُطَيِّبُ نَفْسَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس

2013- اخرجه ابن ماجه (۲/۴۶۲): كتاب الجنائز: باب: ما جاء في عيادة المريض، حديث (۱۴۳۸) من طريق موسى بن محمد بن ابراهيم التيمي، عن ابيه، فذكره۔

کی درازی عمر کے لیے دعا کرو۔ یہ چیز تقدیر کو تو نہیں بدل سکتی لیکن اس سے بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

عیادت کے دوران مریض کی حوصلہ افزائی کرنا

دونوں روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی مریض کی عیادت کی جائے تو اس موقع پر اس کی خوب حوصلہ افزائی کی جائے' اسے زندگی کی امید دلائی جائے' درازی عمر کے لیے دعا کی جائے اور جلدی صحت یاب ہونے کی خوشخبری سنائی جائے۔ اس طرح مریض خوش ہو جائے گا اور تیمارداری کرنے والے کے حق میں دعا کرے گا۔ اس اسلوب عیادت سے خواہ تقدیر تو نہیں ٹل سکتی لیکن مریض کی مایوسی ختم ہو جائے گی اور اس کے چہرے پر مسرت وراحت کے آثار نمایاں ہو جائیں گے۔ یہ انداز عیادت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند ہے۔

2014 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ الْاَشْعَرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنْ وَّعَكٍ كَانَ بِهٖ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ هِىَ نَارِىْ اُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِى الْمُذْنِبِ لِتَكُوْنَ حَظَّهٗ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری میں مبتلا ایک شخص کی عیادت کی تو ارشاد فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: یہ میری آگ ہے' جو میں اپنے گناہگار بندے پر مسلط کر دیتا ہوں تا کہ یہ جہنم سے (نجات کے لیے) اس کا کفارہ بن جائے۔

2015 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِىٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانُوْا يَرْتَجُوْنَ الْحُمّٰى لَيْلَةً كَفَّارَةً لِّمَا نَقَصَ مِنَ الذُّنُوْبِ

حسن بصری فرماتے ہیں: پہلے لوگ (یعنی صحابہ کرام) ایک رات کے بخار کو کفارہ سمجھتے تھے کیونکہ اس کی وجہ سے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔

شرح

بخار گناہوں کا کفارہ

جب بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے' وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے' حتیٰ کہ کانٹا لگنے سے بھی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح مرض مریض کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ احادیث باب میں بتایا گیا ہے کہ بخار مریض کے گناہوں کا کفارہ ثابت ہوتا ہے۔ گویا صحت کی طرح مرض بھی اللہ تعالیٰ کا انعام اور نعمت ہے' جو مغفرت سیئات کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں مریض حالت مرض میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

2014- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۴۹): كتاب الطب: باب: الحمى' حديث (۳۴۷۰) و احمد (۲/۴۴۰) من طريق اسماعيل بن عبيد الله' عن ابى صالح الاشعرى فذكره۔

كِتَابُ الْفَرَائِضِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وراثت کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط

کتاب الطب کی تقدیم اور کتاب الفرائض کی تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الطب میں امراض کے علاج کی بحث تھی۔ انسان شدت مرض کا شکار ہو کر مر جاتا ہے۔ مرنے کے فوراً بعد وراثت کے قوانین جاری ہوتے ہیں۔ اسی مناسبت سے کتاب الطب کے بعد کتاب الفرائض لائی گئی ہے۔

علم میراث کی تفصیلی بحث سے قبل چند امور کا جاننا ازبس ضروری ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱- علم الفرائض کی تعریف: علم فقہ اور علم ریاضی کے چند قوانین جاننے کا نام ہے، جن کے سبب میت کا ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

۲- علم الفرائض کا موضوع: میت کا مال اور اس کے ورثاء

۳- علم الفرائض کی غرض: میت کا ترکہ اس کے حقداروں تک پہنچا دینا

۴- ضرورت واہمیت: (۱) علم میراث کے احکام شب معراج میں آسمانوں پر نافذ کیے گئے۔ (۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف علم قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

باب 1: آدمی جو مال چھوڑ کر جائے وہ وہ اس کے وارثوں کا ہوگا

2016 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ ضَيَاعًا فَاِلَيَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَنَسٍ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْوَلَ

مِنْ هٰذَا وَاَتَمّ

قولِ امام ترمذی: مَعْنٰی ضَيَاعًا ضَائِعًا لَيْسَ لَهٗ شَیْءٌ فَاَنَا اَعُوْلُهٗ وَاُنْفِقُ عَلَيْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی جو مال چھوڑ کر جائے وہ اس کے اہلِ خانہ کو ملے گا اور جو شخص کوئی چیز چھوڑ کر نہ جائے تو اُس کے اہلِ خانہ کا خرچ میرے سپرد ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے اور یہ اس سے زیادہ طویل اور مکمل ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ جو شخص "ضیاع" چھوڑ کر جائے اس سے مراد یہ ہے: جس شخص کے پاس کوئی مال نہ ہو تو یہ میرے سپرد ہوگا۔ یعنی میں اس کے بال بچوں کی پرورش کروں گا اور ان پر خرچ کروں گا۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ورثاء میت پر شفقت

شروع شروع میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے میت پیش کی جاتی تو آپ میت کے قرض اور اثاثوں کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر عرض کیا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے یا قرض کے برابر مال وراثت ہے یا قرض کی ادائیگی کسی نے اپنے ذمہ لے لی ہے تو آپ میت کی نماز جنازہ پڑھا دیتے۔ اگر عرض کیا جاتا میت پر قرض ہے لیکن مال وراثت نہیں ہے یا اتنا مال نہیں ہے جس سے قرض ادا ہوسکتا ہو یا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری کوئی قبول نہ کرتا تو آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے بلکہ فرماتے: جاؤ تم خود اس پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ تاہم فتح مکہ کے بعد جب بیت المال قائم ہوگیا اور مال غنیمت و مال فئی وغیرہ جمع ہونا شروع ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل تبدیل ہوگیا تھا جس کی صراحت حدیث باب میں ہے وہ یہ کہ جب آپ کی خدمت میں میت پیش کی جاتی تو آپ اعلان فرما دیتے: اگر میت کی نادار اولاد ہے اس کی کفالت ہمارے ذمہ ہے یا قرض ہے اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ تاہم اس کا مال وراثت یا کسی سے اس نے قرض لینا ہو وہ سب کچھ ورثاء میت کے لیے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ

باب 2: علم وراثت کی تعلیم دینا

2017 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ وَاصِلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْاَسَدِیُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَالْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ اضْطِرَابٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى اَبُوْ اُسَامَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ بِهٰذَا بِمَعْنَاهُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْاَسَدِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّغَيْرُهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وراثت اور قرآن کا علم حاصل کرو لوگوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

ابواسامہ نے اس روایت کو عوف کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے سلیمان بن جابر کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت حسین بن حریث نے ابواسامہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی ہے۔

محمد بن قاسم اسدی کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شرح

علم الفرائض کی اہمیت

لفظ: فرائض فریضۃ کی جمع ہے جو ''فرض'' سے ماخوذ ہے۔ اس لفظ کے چند معانی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر لازم کیا ہوا قانون وعمل

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے مقرر کردہ وہ حدود یعنی اوامر ونواہی جن کی پابندی لازم ہے۔

(۳) فریضہ فرض

(۴) مال وراثت

علم فرائض کی اہمیت وافادیت پر درج ذیل دلائل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّيْ مَقْبُوْضٌ'' تم علم فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میرا انتقال ہو جائے گا۔ (سنن دارمی رقم الحدیث ۲۸۸۴)

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَاِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ (سنن دارمی رقم الحدیث ۲۸۹۰) تم علم فرائض سیکھو بیشک یہ تمہارے دین سے ہے۔''

۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا فَاِنَّهٗ نِصْفُ الْعِلْمِ (سنن ابن ماجہ ص ۱۹۵)

علم الفرائض کے ماخذ: علم الفرائض کے چار ماخذ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) اجتہاد صحابہ کرام

قرآن کے مقرر کردہ حصص: قرآن کریم میں چھ حصص مقرر کیے گئے ہیں:

(۱) نصف (۲) سدس (۳) ربع (۴) ثمن (۵) ثلث (۶) ثلثان

یہ حصص جن لوگوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں' ان کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چار مرد اور آٹھ خواتین ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

چار مرد: (۱) باپ (۲) دادا (۳) ماں شریک بھائی (۴) شوہر

آٹھ خواتین: (۱) دادی (۲) ماں (۳) بیوی (۴) بیٹی (۵) پوتی (۶) حقیقی بہن (۷) باپ شریک بہن (۸) ماں شریک بہن۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ

باب 3: بیٹیوں کی وراثت

2018 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: جَآئَتِ امْرَاَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَّاِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَّلَا تُنْكَحَانِ اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِى اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ اَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شَرِيْكٌ اَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے والد آپ کے ہمراہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں ان دونوں بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا تو ان دونوں کی شادی تو اسی وقت ہو سکتی ہے' جب ان کے پاس مال موجود ہو' راوی بیان کرتے ہیں: اللہ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا اور وراثت سے متعلق آیت نازل ہوئی' تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے چچا کو بلوایا اور فرمایا: سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچ جائے گا وہ تمہیں ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2018- تفرد به ابو داؤد (۲/۱۳۵): كتاب الفرائض: باب: ما جاء في ميراث الصلب' حديث (۲۸۹۱' ۲۸۹۲) و ابن ماجه (۲/۹۰۸): كتاب الفرائض: باب: فرائض الصلب' حديث (۲۷۲۰) واحمد (۳/۳۵۲) عن طريق عبد الله محمد بن عقيل' فذكره۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن محمد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔
شریک نے بھی اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

وراثت میں بیٹیوں کا حصہ

میت کی اگر ایک بیٹی ہو تو اسے مال وراثت سے نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں انہیں دو تہائی حصہ ملے گا۔ اگر میت کے بیٹے بھی ہوں تو بیٹیاں اور بیٹے باہم عصبہ قرار پاتے ہیں۔ اس صورت میں مال وراثت سے بیٹی کو ایک گنا اور بیٹے کو دوگنا حصہ ملے گا۔ بیٹیوں کی تعداد دو سے زیادہ ہونے پر قرآن نے ان کا حصہ دو تہائی مقرر کیا ہے لیکن سورۃ النساء کی آخری آیت میں دو بہنوں کا حصہ دو تہائی بیان کیا گیا ہے اور یہی حصہ دو بیٹیوں کو دیا جائے گا۔ اس طرح بیٹیوں کے جملہ احوال کتاب اللہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم حدیث باب میں آیت میراث کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ ابْنَةِ الْاِبْنِ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ

باب 4: بیٹی کے ساتھ پوتی کی وراثت کا حکم

2019 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ الْاَوْدِيِّ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَسَاَلَهُمَا عَنِ الْاِبْنَةِ وَابْنَةِ الْاِبْنِ وَاُخْتٍ لِاَبٍ وَّاُمٍّ فَقَالَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ مَا بَقِيَ وَقَالَا لَهُ انْطَلِقْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْاَلْهُ فَاِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا فَاَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَاَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ وَلٰكِنْ اَقْضِيْ فِيْهِمَا كَمَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَلِلْاُخْتِ مَا بَقِيَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ قَيْسٍ الْاَوْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ الْكُوْفِيُّ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ

◆◆ ہزیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں: ایک شخص ابوموسیٰ اور سلیمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور ان دونوں حضرات سے ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن (کے وراثت میں حصے) کے بارے میں دریافت کیا' تو ان دونوں حضرات نے یہ جواب دیا: بیٹی کو نصف حصہ ملے گا' جو باقی بچ جائے گا وہ سگی بہن کو ملے گا پھر ان دونوں حضرات نے اس شخص کو ہدایت کی وہ حضرت عبداللہ

2019-اخرجه البخاری (۱۲/ ۱۸): كتاب الفرائض: باب: ميراث ابنة ابن مع ابنه' حديث (۶۷۳۶)' و ابوداؤد (۲/ ۱۳۴): كتاب الفرائض: باب: ما جاء في ميراث الصلب' حديث (۲۸۹۰)' و ابن ماجه (۲/ ۹۰۹): كتاب الفرائض: باب: فرائض الصلب' حديث (۲۷۲۱)' و الدارمی (۲/ ۳۴۸): كتاب الفرائض: باب في بنت و ابنة ابن واخت لاب و ام' من طريق ابی قيس عن هزيل بن شرحبيل عن ابی موسى الاشعری به۔

کے پاس جائے اوران سے دریافت کرے تو وہ ہمارے جیسا جواب دیں گے وہ شخص حضرت عبداللہ کے پاس آیا اوران کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ ان دونوں حضرات نے جو جواب دیا ہے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: (اگر میں یہ جواب دوں) تو پھر تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت پانے والا نہ رہوں گا۔ میں اس کے بارے میں وہ فیصلہ دوں گا جو نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ بیٹی کو نصف مال ملے گا پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا تا کہ یہ دونوں مل کر دو تہائی کو مکمل کریں اور باقی بچ جانے والا مال بہن کو مل جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوقیس اودی نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان کوفی ہے۔ شعبہ نے بھی اس روایت کو ابوقیس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

وراثت میں ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ

حدیث باب میں ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ میراث بیان کیا گیا ہے۔ جب میت کی کوئی بیٹی نہ ہو تو پوتیاں بیٹیوں کے قائم مقام قرار پاتی ہیں۔ ایک پوتی ہو تو اسے نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زائد ہونے کی صورت میں انہیں دو ثلث ملے گا۔ ایک صلبی بیٹی ہونے کی صورت میں پوتیوں کو چھٹا حصہ ملے گا اس طرح لڑکیوں کا دو تہائی حصہ پورا ہو جائے گا کیونکہ نصف اور ثلث کا مجموعہ ثلثان بنتا ہے۔ جب لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو پوتیاں میراث سے محروم رہیں گی۔ تاہم ان کے ساتھ یا ان کے نیچے کوئی پوتا یا پڑپوتا موجود ہو تو پوتیاں ان کے ساتھ مل کر عصبہ بالغیر قرار پاتی ہیں اور ذوی الفروض کو حصص دینے کے بعد باقی ماندہ مال وراثت انہیں ملتا ہے۔ ہاں میت کا بیٹا موجود ہونے کی صورت میں پوتیاں محروم رہیں گی کیونکہ بیٹا میت کا اقرب ہے اور قریب کا حق بھی مقدم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ

باب 5: سگے بھائیوں کی وراثت

2020 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ) وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاِنَّ اَعْيَانَ بَنِى الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِى الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِيْهِ لِاَبِيْهِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

2020- اخرجه ابن ماجه (۲/۹۰۶): كتاب الوصايا: باب: الدين قبل الوصية، حديث (۲۷۱۵)، (۲/۹۱۵): كتاب الفرائض: باب: ميراث العصبة، حديث (۲۷۳۹)، و احمد (۱/۷۹، ۱۳۱)، و الحميدی (۱/۳۰)، حديث (۵۵، ۵۶)- من طريق ابو اسحاق، عن الحارث، فذكره-

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تم لوگ اس آیت کی تلاوت کرتے ہو:

''یہ اس وصیت کی بعد ہے جو تم نے کی ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہے''۔

جبکہ نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے جبکہ علاتی بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ آدمی اپنے اس بھائی کا وارث بنتا ہے جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہو صرف باپ کی طرف سے شریک بھائی وارث نہیں بن سکتا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2021 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ وَّقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِی الْحَارِثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا: حقیقی بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے سوتیلے بھائی نہیں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کو صرف ابواسحٰق سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں جو حارث کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض اہلِ علم نے حارث کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

حقیقی بھائیوں کا وراثت میں حصہ

بھائی تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) حقیقی: وہ بھائی ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے شریک ہوں۔

(۲) علاتی: وہ بھائی ہیں جو صرف باپ کی طرف سے شریک ہوں۔

(۳) اخیافی: وہ بھائی ہیں جو صرف ماں کی طرف سے شریک ہوں۔

پہلے دونوں عصبہ ہیں اور اخیافی بہن بھائی ذوی الفروض سے متعلق ہیں۔ وہ اپنا مقرر شدہ حصہ وصول کریں گے لیکن عصبہ کی صورت میں علاتی بھائی محروم رہیں گے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں کا میت سے دوہرا رشتہ ہے باپ کی جانب سے اور ماں کی طرف سے بھی جبکہ علاتی بھائیوں کا صرف ایک رشتہ ہے وہ صرف باپ کی جانب سے ہے۔ علم میراث کا مشہور قاعدہ ہے الاقرب فالاقرب حقیقی بھائی اقرب ہیں لہٰذا یہ عصبہ قرار پائیں گے اور وارث بھی بنیں گے جبکہ علاتی

بھائی وراثت سے محروم رہیں گے۔ تاہم حقیقی بھائی موجود نہ ہونے کی صورت میں علاتی بھائی عصبہ قرار پائیں گے۔

سوال: حقیقی اور علاتی بھائی ایک باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے حقیقی بھائی عصبہ بن کر وراثت سے حصہ پاتے ہیں اور علاتی محروم رہتے ہیں؟

جواب: حقیقی بھائی میت سے اقرب کا رشتہ رکھتے ہیں' اس لیے وہ وارث بنتے ہیں جس طرح میت کا باپ اور دادا دونوں موجود ہوں تو باپ وارث بنتا ہے۔ بیٹا اور پوتا دونوں موجود ہونے کی صورت میں صرف بیٹا وارث بنتا ہے۔ اس لیے کہ باپ اور بیٹا دونوں اقرب ہیں۔ حقیقی علاتی باپ کی اولاد ہونے میں دونوں برابر ہیں لیکن اس مقام پر میت بھائی ہے اس کے رشتہ سے حقیقی اقرب بنتے ہیں اور علاتی ابعد قرار پاتے ہیں' لہٰذا حقیقی وارث بنیں گے۔

سوال: اخیافی کا رشتہ صرف ماں کی جانب سے ہوتا ہے' پھر وہ حقیقی اور علاتی بھائیوں سے مل کر وارث کیوں بنتے ہیں؟

جواب: اخیافی ذوی الفروض میں شمار ہوتے ہیں جبکہ حقیقی اور علاتی دونوں عصبہ ہیں' یہ دونوں الگ الگ جہتیں ہیں۔ ان میں علم میراث کا قانون ''الاقرب فالاقرب'' صرف عصبات میں جاری ہوتا ہے اور ذوی الفروض میں جاری نہیں ہوتا۔

بَاب مِيْرَاثِ الْبَنِيْنَ مَعَ الْبَنَاتِ

باب 6: بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی وراثت

2022 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِیْ وَاَنَا مَرِيْضٌ فِیْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْسِمُ مَالِیْ بَيْنَ وَلَدِیْ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَیَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ (يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ) الْاٰيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے میں بنو سلمہ کے محلے میں بیمار تھا میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اپنا مال اپنی اولاد کے درمیان کیسے تقسیم کروں تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا' تو یہ آیت نازل ہوئی:

2022- اخرجه البخاری (۱۱۸/۱۰): كتاب المرضى: باب: عيادة المغمى عليه' حديث (۵٦۵۱)' (۱۳ /۵): كتاب الفرائض: باب: قول الله تعالىٰ: (يوصيكم الله فى اولادكم) (النساء: ۱۱) ' حديث (٦۷۲۳)' (۱۳ /۳۰۳): كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة: باب: ما كان النبى صلى الله عليه وسلم سال مما لم ينزل عليه الوحى: حديث (۷۳۰۹)' و مسلم (۳ /۱۲۳٤' ۱۲۳۵): كتاب الفرائض: باب: ميراث الكلالة' حديث (۵' ٦' ۷' ۸/۱٦۱٦)' و ابوداؤد (۲/ ۱۳۲): كتاب الفرائض: باب: فى الكلالة' حديث (۲۸۸٦)' (۲ /۲۰۲): كتاب الجنائز: باب: المشى فى العيادة' حديث (۳۰٦۹)' والنسائى (۱/ ۸۷): كتاب الطهارة: باب: الانتفاع بفضل الوضوء' حديث (۱۳۸)' و ابن ماجه (۱/ ٤٦۲): كتاب الجنائز: باب: ما جاء فى عيادة المريض' حديث (۱٤۳٦)' (۲ /۹۱۱): كتاب الفرائض: باب: الكلالة' حديث (۲۷۲۸)' و احمد (۳ /۲۹۸' ۳۷۳)' و البخارى فى الادب المفرد (۵۰۸)' و ابن خزيمة (۱/ ۵٦)' حديث (۱۰٦)' و الحميدى (۲/ ۵۱٦)' حديث (۱۲۲۹)' و الدارمى (۱/ ۱۸۷): كتاب الصلاة و الطهارة: باب: الوضوء بالماء المستعمل' من طريق محمد بن المنكدر' فذكره۔

''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے: ایک مذکر کو دو مونث جتنا حصہ ملے گا''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ ابن عیینہ اور دیگر راویوں نے اسے محمد بن منکدر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَاب مِيْرَاثِ الْاَخَوَاتِ

باب 7: بہنوں کی وراثت کا حکم

2023 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ

اسنادِ دیگر: مَرِضْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَوَجَدَنِيْ قَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَاَتٰى وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَّضُوْئِهٖ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْضِي فِيْ مَالِيْ اَوْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ شَيْئًا وَّكَانَ لَهٗ تِسْعُ اَخَوَاتٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ (يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ) الْاٰيَةَ قَالَ جَابِرٌ فِيَّ نَزَلَتْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں بیمار ہو گیا' نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ حضرات پیدل آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں ''راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں'' میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں؟ تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نو بہنیں تھیں' یہاں تک کہ وراثت سے متعلق آیت نازل ہو گئی۔

''لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں تم فرمادو! اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

بیٹوں کا بیٹیوں کے ساتھ حصہ وراثت

حدیث باب درحقیقت ارشاد ربانی:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ الخ کا شان نزول ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی اولاد میں اپنی دولت کیسے تقسیم کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ دولڑکیوں کے برابر ایک لڑکے کا حصہ ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹوں کو بیٹیوں کے ساتھ مال وراثت سے دوگنا حصہ ملے گا۔ بالفرض اگر لڑکی کا حصہ وراثت ۴/۱ ہو تو لڑکے کا حصہ وراثت ۲/۱ ہوگا۔

غشیان اور اغماء میں فرق اور اغماء کے اسباب

سوال: غشیان اور اغماء میں کیا فرق ہے؟

جواب: (۱) غشیان اور اغماء دونوں مترادف ہیں

(۲) غشیان میں کم بے ہوشی ہوتی ہے اور اغماء میں زیادہ

(۳) غشیان کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے اور اغماء کے تین اسباب ہیں:

(۱) اغماء: اس میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے

(۲) جنون: اس میں مسلوب العقل ہوتا ہے

(۳) نیند: اس میں ستور العقل ہوتا ہے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِ وَضُوْئَهُ کا مفہوم

اس کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(۱) وضوء سے بچا ہوا لوٹے کا پانی گرایا گیا۔

(۲) وضوء میں استعمال شدہ پانی کسی برتن میں جمع کر کے ان پر گرایا گیا۔

کلالہ کی تعریف

وہ شخص ہے، جس کے اصول و فروع (اوت، پوت) نہ ہوں خواہ بہن بھائی موجود ہوں۔

بَابُ فِيْ مِيْرَاثِ الْعَصَبَةِ

باب 8: عصبہ کی وراثت

2024 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2024- اخرجه البخاری (۱۲/ ۱۲): كتاب الفرائض: باب: ميراث الولد من ابيه وامه، حديث (۶۷۳۲) و اطرافه في : (۶۷۳۵، ۶۷۳۷، ۶۷۴۶) ومسلم (۳/ ۱۲۳۳): كتاب الفرائض: باب: الحقوا الفرائض باهلها، حديث (۲/ ۱۶۱۵) و ابوداؤد (۲/ ۱۳۷): كتاب الفرائض: باب: في ميراث العصبة، حديث (۲۸۹۸) وابن ماجه (۲/ ۹۱۵): كتاب الفرائض: باب: ميراث العصبة، حديث (۲۷۴۰) و احمد (۱/ ۲۹۲، ۳۱۳، ۳۲۵) من طريق عبد الله بن طاؤس، عن ابيه، فذكره۔

متنِ حدیث: اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: فرائض ان کے حق داروں کو دو جو باقی بچ جائے وہ قریبی مرد رشتے دار کا ہوگا۔

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے متصل حدیث کے طور پر منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض راویوں نے اِس روایت کو طاؤس کے صاحبزادے کے حوالے سے طاؤس سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

عصبات کا حصہ وراثت

لغوی اعتبار سے عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جو باپ کی طرف سے میت کے رشتہ دار ہوں۔ علم میراث کی اصطلاح کے مطابق "عصبات" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصص وراثت متعین نہ ہوں۔ تاہم ذوی الفروض کو ان کے مقرر کردہ حصص دینے کے بعد جو مال وراثت باقی بچتا ہے وہ انہیں دیا جاتا ہے۔ اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں تو تمام مال وراثت انہیں ملتا ہے۔

عصبات کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- عصبہ بنفسہ: وہ مرد ہے' جو کسی عورت کے واسطہ کے بغیر میت سے رشتہ داری رکھتا ہو مثلاً چچا کا بیٹا

۲- عصبہ بغیرہ: اس سے مراد وہ خواتین ہیں جن کا مقرر کردہ حصہ نصف یا دو تہائی ہو۔ یہ عورتیں اپنے بھائیوں سے مل کر عصبہ بنتی ہیں اور بطور عصوبت حصہ پاتی ہیں۔

۳- عصبہ مع غیرہ: اس سے مراد وہ خاتون ہے' جو دوسری عورت سے مل کر عصبہ بن جاتی ہے' جس طرح حقیقی بہن یا باپ شریک بہن بیٹی کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے۔

سوال: بیٹے صرف عصبات ہیں جبکہ باپ اور دادا عصبات ہیں اور ذوی الفروض بھی' ایسا کیوں ہے؟

جواب: بیٹوں کو عصبات اس لیے بنایا گیا ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ مال وراثت سے حصہ ملے' کیونکہ ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصص دینے کے بعد باقی ماندہ مال وراثت سب کا سب بیٹوں کو ملے گا۔ باپ اور دادا دوسرے درجہ کے عصبات ہیں' لہٰذا انہیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں عصبات بنایا گیا ہے اور ذوی الفروض بھی۔ میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں باقی ماندہ مال وراثت انہیں ملے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْجَدِّ

باب 9: دادا کی وراثت

2025 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ مَاتَ فَمَا لِیْ فِیْ مِيْرَاثِهٖ قَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَكَ سُدُسٌ اٰخَرُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ اِنَّ السُّدُسَ الْاٰخَرَ طُعْمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے مجھے اس کی وراثت میں سے کیا ملے گا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں چھٹا حصہ ملے گا۔ جب وہ مڑ کر گیا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: تمہیں دوسرا چھٹا حصہ بھی ملے گا' جب وہ مڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: دوسرا چھٹا حصہ تمہیں اضافی طور پر ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دادا کا میراث میں حصہ

دادا باپ کے قائم مقام ہوتا ہے: ذوی الفروض میں شامل ہونے کی وجہ سے اسے چھٹا حصہ ملے گا اور عصبات میں داخل ہونے کی وجہ سے مزید چھٹا حصہ وراثت پائے گا۔ گویا کل حصہ وراثت ثلث وصول کرے گا۔ تاہم میت کا باپ موجود ہونے کی صورت میں دادا محروم رہے گا اس لیے کہ میت کے رشتہ میں باپ اقرب ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو مال وراثت سے چھٹا بتایا اور دوبارہ اسے طلب کر کے پھر چھٹا بتا دیا' آپ نے پہلی بار ہی دونوں کو جمع کر کے ثلث حصہ کیوں نہ بتایا؟

جواب: اگر دونوں حصوں کو جمع کر کے سائل کو ثلث (تیسرا حصہ) بتایا جاتا تو اس حصہ کی فرضیت کا گمان ہوتا' حالانکہ پہلا سدس ذوی الفروض سے ہونے کی وجہ سے بتایا اور دوسرا سدس اس کے عصبہ ہونے کے باعث بتایا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2025- اخرجه ابو داؤد (۲/۱۳۶): كتاب الفرائض: باب: ما جاء فى ميراث الجد' حديث (۲۸۹۶) و احمد (۴/۴۲۸، ۴۳۶) من طريق همام بن يحيى' عن قتادة' عن الحسن' فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

باب 10: دادی یا نانی کی وراثت کا حکم

2026 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ مَرَّةً قَالَ قَبِيصَةُ وَقَالَ مَرَّةً رَجُلٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ

متنِ حدیث: قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اُمُّ الْاُمِّ وَاُمُّ الْاَبِ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَ ابْنِي اَوِ ابْنَ بِنْتِي مَاتَ وَقَدْ اُخْبِرْتُ اَنَّ لِي فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقًّا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا اَجِدُ لَكِ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَّمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى لَكِ بِشَيْءٍ وَّسَاَسْاَلُ النَّاسَ قَالَ فَسَاَلَ النَّاسَ فَشَهِدَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ قَالَ وَمَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ فَاَعْطَاهَا السُّدُسَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى الَّتِي تُخَالِفُهَا اِلٰى عُمَرَ

قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَنِي فِيْهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ اَحْفَظْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلٰكِنْ حَفِظْتُهُ مِنْ مَعْمَرٍ

آثارِ صحابہ: اَنَّ عُمَرَ قَالَ اِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ لَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا انْفَرَدَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا

◆◆ حضرت قبیصہ بن ذویب بیان کرتے ہیں: دادی یا شاید نانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: میرا پوتا (راوی کو شک ہے شاید) نواسہ فوت ہو گیا ہے مجھے یہ پتا چلا ہے: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مجھے بھی اس میں کوئی حصہ ملے گا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں حصے کا حکم مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ملا۔ میں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی زبانی بھی کوئی بات نہیں سنی۔ تاہم میں اس بارے میں تمہارے حق میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔ میں لوگوں سے اس بارے میں دریافت کر لیتا ہوں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسی رشتہ دار خاتون کو چھٹا حصہ عطا کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمہارے ہمراہ کس نے اس حدیث کو سنا ہے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ایسی خاتون کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ پھر ایک اور دادی یا نانی حضرت عمر کے پاس آئی۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں: معمر نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس میں کچھ اضافہ نقل کیا ہے' جو مجھے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یاد نہیں ہے۔ لیکن مجھے معمر کے حوالے سے یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو یہ تم دونوں کو ملے گا' اور تم میں سے جو بھی اکیلی ہوگی یہ اس کو ملے گا۔

2027 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ خَرَشَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا قَالَ فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ

2026- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۵۱۳): كتاب الفرائض: باب: ميراث الجدة' حديث (٤)' و ابوداؤد (۳/۱۳٦): كتاب الفرائض: باب: في ميراث الجدة' حديث (۲۸۹٤)' و ابن ماجه (۲/۹۰۹-۹۱۰) كتاب الفرائض: باب: ميراث الجدة' حديث (۲۷۲٤)' من طريق الزهري' قال مرة: قال قبيصة' وقال مرة: عن رجل عن قبيصة بن ذؤيب۔

شَیْءٌ وَّمَا لَكِ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ فَارْجِعِی حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ فَسَاَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَاَنْفَذَهُ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ ثُمَّ جَائَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ شَیْءٌ وَّلٰكِنْ هُوَ ذَاكَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيْهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَهٰذَا اَحْسَنُ وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

◆◆ حضرت قبیصہ بن ذویب بیان کرتے ہیں: ایک دادی یا نانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے وراثت کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے لیے کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت میں بھی تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ تم واپس جاؤ! میں لوگوں سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا' تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا جب آپ نے ایسی رشتہ دار خاتون کو چھٹا حصہ عطا کیا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تمہارے علاوہ اور بھی تمہارے ساتھ کوئی اس کی گواہی دے گا' تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی کی مانند ذکر کیا جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون رشتہ دار کے بارے میں اس حکم کو نافذ کر دیا۔

پھر ایک اور دادی یا نانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اپنی وراثت کے بارے میں دریافت کیا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے لیے کوئی حصہ نہیں ہے لیکن یہ چھٹا حصہ ہے اگر تم دونوں اس میں اکٹھی ہو جاتی ہو تو یہ تم دونوں کو ملے گا' اور اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک بھی ہو تو یہ اسے مل جائے گا۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ روایت ابن عیینہ کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

دادی کا وراثت میں حصہ

عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں کو "جدہ" کہا جاتا ہے۔ جدہ کی دو اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱- جدہ صحیحہ: وہ مؤنث اصل بعید ہے' جس کا میت سے رشتہ ملانے کے لیے جد فاسد کے واسطہ کی ضرورت پیش نہ آئے۔ مثلاً باپ کی ماں اور دادا کی ماں۔ یہ ذوی الفروض سے متعلق ہوتی ہے۔

۲- جد فاسد: وہ مذکر اصل بعید ہے' جس کا میت کے ساتھ رشتہ ملانے کے لیے کسی مؤنث کے واسطہ کی ضرورت پیش آئے مثلاً نانا کی ماں۔ یہ ذوی الارحام سے متعلق ہوتی ہے۔ جب جدہ صحیحہ کا کوئی حاجب نہ ہو' تو اسے وراثت کا چھٹا حصہ ملتا ہے خواہ وہ پدری ہو یا مادری اور خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ ہوں تو سب کو چھٹا ملے گا (یعنی چھٹے حصہ میں سب شریک ہوں گی)

فائدہ نافعہ: ماں موجود ہونے کی وجہ سے تمام جدات ساقط قرار پاتی ہیں' وہ خواہ مادری ہوں یا پدری۔ باپ کے موجود ہونے

کی وجہ صرف پدری جدات (دادیاں) ساقط قرار پاتی ہیں اور مادری جدات (نانیاں) ساقط نہیں ہوتیں۔
نوٹ: قوانین علم الفرائض کے لحاظ سے دادی اور نانی دونوں کے احکام یکساں ہیں لہٰذا نانی کا حصہ وراثت الگ سے بتانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا

باب 11: باپ کی موجودگی میں دادی کی وراثت کا حکم

2028 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا اِنَّهَا اَوَّلُ جَدَّةٍ اَطْعَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُسًا مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ وَرَّثَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدَّةَ مَعَ ابْنِهَا وَلَمْ يُوَرِّثْهَا بَعْضُهُمْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باپ کی موجودگی میں دادی کے بارے میں فرماتے ہیں: سب سے پہلی دادی جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے اس کے بیٹے کی موجودگی میں فیصلہ دیا تھا اسے چھٹا حصہ دیا گیا تھا جبکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔

ہم اس روایت کو "مرفوع" ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی کو حصہ دیا ہے جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے وارث قرار نہیں دیا۔

شرح

باپ کی موجودگی میں دادی کا میراث میں حصہ

پوتا فوت ہو جائے جبکہ میت کا باپ اور جدہ دونوں موجود ہوں تو جدہ کو وراثت سے کتنا حصہ ملے گا؟ اس سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ اس صورت میں جدہ کو چھٹا حصہ ۱/۶ ملے گا۔ محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اختلاف تھا۔ تاہم جمہور صحابہ اور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں دادی کو حصہ نہیں ملے گا۔ میت کی ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ الْخَالِ

باب 12: ماموں کی وراثت

2029 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰى اَبِیْ عُبَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ اور اس کے رسول اس شخص کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اور ماموں اس کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2030 اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ اَرْسَلَهٗ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

آثارِ صحابہ: وَاخْتَلَفَ فِيْهِ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَرَّثَ بَعْضُهُمُ الْخَالَ وَالْخَالَةَ وَالْعَمَّةَ

مذاہبِ فقہاء: وَاِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ ذَهَبَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ تَوْرِيْثِ ذَوِی الْاَرْحَامِ وَاَمَّا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ يُوَرِّثْهُمْ وَجَعَلَ الْمِيْرَاثَ فِیْ بَيْتِ الْمَالِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ماموں اس کا وارث بنے گا جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا اور اس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے بعض حضرات نے ماموں، خالہ اور پھوپھی کو وارث قرار دیا ہے۔

ذوی الارحام کو وارث قرار دینے کے بارے میں اکثر اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

جہاں تک حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو انہوں نے انہیں وارث قرار نہیں دیا ایسی صورت میں وہ مال میراث کو بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیتے ہیں۔

2029- اخرجه ابن ماجه (۲/۹۱۴): كتاب الفرائض: باب: ذوى الارحام، حديث (۲۷۳۷) و احمد (۱/۲۸، ٤٦) من طريق عبد الرحمٰن بن الحارث بن عياش بن ابى ربيعة، عن حكيم بن حكيم بن عباد، عن ابى امامة، فذكره-

2030- تفرد به الترمذى و اخرجه النسائى فى (الكبرى) كما فى (التحفة) (۱۱/٤۲۵ - ٤۳٦)-

شرح

ماموں کا وراثت میں حصہ

ماموں کا شمار ذوی الارحام میں ہوتا ہے۔ ذوی الارحام سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا قرآن وحدیث میں مقرر حصہ نہ ہو، نہ اجماع سے متعین ہوا اور نہ وہ عصبات میں سے ہوں مثلاً خالہ، ماموں، پھوپھی اور نواسہ وغیرہ۔

ذوی الارحام کی توریث کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات نہ ہونے کی صورت میں ذوی الارحام کو ترکہ دیا جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہ تھا کہ ذوی الارحام کو ترکہ نہیں دیا جائے گا۔ کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء ومساکین پر خرچ کیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف بھی یہی تھا۔

سوال: مشہور حدیث ہے کہ انبیاء کرام نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ مورث، یہ روایت دوسری حدیث باب سے متعارض ہے؟

جواب: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ میت جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں یعنی اس (میت) کا مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء پر صرف کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الَّذِيْ يَمُوْتُ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ

باب 13: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو

2031 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّهُوَ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ عِذْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا هَلْ لَهُ مِنْ وَّارِثٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَادْفَعُوْهُ اِلٰى بَعْضِ اَهْلِ الْقَرْيَةِ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا آزاد کردہ ایک غلام کھجور کے درخت سے گر کر فوت ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اس کا کوئی وارث ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کوئی نہیں ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا مال اس کی بستی والوں کو دے دو۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

2031- اخرجه ابو داؤد (۲/۱۲۸): كتاب الفرائض: باب: في ميراث ذوي الارحام، حديث (۲۹۰۲)، و ابن ماجه (۲/۹۱۳): كتاب الفرائض: باب: ميراث الولاء، حديث (۲۷۳۳)، و احمد (۶/۱۳۷، ۱۸۱)- من طريق عبد الرحمن بن الاصبهاني، عن مجاهد بن وردان، عن عروة، فذكره-

شرح

لاوارث کی وراثت کا مسئلہ

مال وراثت میں بالترتیب تصرف یوں ہوگا کہ سب سے قبل اس سے کفن دفن کا اہتمام کیا جائے گا۔ بعدازاں میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا (اگر ہوتو) پھر تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی (اگر اس نے کی ہو) باقی ماندہ ترکہ ورثاء میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ذوی الفروض کو ان کے حصص دیے جائیں گے۔ بعدازاں عصبات کو حصص فراہم کیے جائیں گے پھر ذوی الارحام کو اور اس کے بعد مولی الموالات کو حصہ دیا جائے گا۔ اگر ان ورثاء میں سے کوئی موجود نہ ہو تو وہ آدمی وارث قرار پائے گا جس کے بارے میں میت نے اپنے غیر سے نسب کا اعتراف واقرار کیا ہو مثلاً اس نے کسی کو اپنا بھائی یا چچا وغیرہ قرار دیا ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو پھر میت کی اس وصیت کو پورا کیا جائے گا جو اس نے تہائی مال سے زائد یا کل مال وراثت کے بارے میں کی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو کل مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا جو غرباء، مساکین اور دیگر مستحقین میں خرچ کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام مورث نہیں ہوتے لیکن وارث ہوتے ہیں۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وارث ہونے کی حیثیت سے غلام کا سامان دیہات کے غریب کو دینے کا حکم دیا اور وارث کو ترکہ میں تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ فِيْ مِيْرَاثِ الْمَوْلٰى الْاَسْفَلِ

باب **14**: غلام کو وراثت دینا

2032 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهُ فَاَعْطَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً اَنَّ مِيْرَاثَهُ يُجْعَلُ فِیْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص فوت ہو گیا اس کا کوئی وارث نہیں تھا صرف ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی وراثت اس غلام کو دے دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا کوئی عصبہ رشتہ دار نہ ہو تو اس کی وراثت

2032- اخرجه ابوداؤد (۲/۱۳۹): كتاب الفرائض: باب: فی ميراث ذوی الارحام' حديث (۲۹۰۵)' و ابن ماجه (۲/۹۱۵): كتاب الفرائض: باب: من لا وارث له' حديث (۲۷۴۱)' واحمد (۱/۲۲۱' ۳۵۸)' و الحميدی (۱/۲۴۱)' حديث (۵۲۳)- من طريق عمرو بن دينار' عن عوسجة' فذكره-

بیت المال میں جمع کروادی جائے گی۔

شرح

آزادشدہ غلام کا ترکہ میں حصہ

آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق واجماع ہے کہ لاوارث آدمی کا ترکہ کسی فردواحد کو نہیں دیا جائے گا بلکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء ومساکین اور دیگر مستحقین پر صرف کیا جائے گا۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہے کہ لاوارث شخص کا ترکہ کسی غلام کو دیا جاسکتا ہے اور آئمہ اربعہ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اصل مسئلہ یہی ہے کہ لاوارث میت کا ترکہ کسی کو نہ دیا جائے بلکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔ لاوارث کا ترکہ بیت المال میں جمع کرانے کے بجائے غلام کو دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نہایت غریب وحاجتمند تھا اور اس کی ضرورت پوری کرنا مقصود تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وارث ہونے کی حیثیت سے خصوصی تصرف فرماتے ہوئے ایسا کیا تھا یا یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِبْطَالِ الْمِيْرَاثِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ

باب 15: مسلمان اور کافر کے درمیان وراثت کا حکم جاری نہیں ہوگا

2033 سندِحدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

اسنادِدیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَ هٰذَا وَرَوٰى مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَحَدِيْثُ مَالِكٍ وَّهَمٌ

2033-اخرجه البخاري (٧/٦٠٦): كتاب المغازي: باب: اين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، حديث (٤٢٨٣)، (١٢/٥٧): كتاب الفرائض: باب: لا يرث المسلم الكافر، ولا الكافر المسلم، حديث (٦٧٦٤)، ومسلم (٣/١٢٣٣): كتاب الفرائض: حديث (١/١٦١٤)، و ابوداؤد (٣/١٤٠): كتاب الفرائض: باب: هل يرث المسلم الكافر، حديث (٢٩٠٩)، و ابن ماجه (٢/٩١١، ٩١٢): كتاب الفرائض: باب: ميراث اهل الاسلام من اهل الشرك، حديث (٢٧٢٩، ٢٧٣٠)، واحمد (٥/٢٠٠، ٢٠١، ٢٠٨)، والحميدي (١/٢٤٨)، حديث (٥٤١)، والدارمي (٢/٣٧٠): كتاب الفرائض: باب: في ميراث اهل الشرك و اهل الاسلام، من طريق الزهري، عن علي بن الحسين، عن عمرو بن عثمان، فذكره۔

وَّهِمَ فِيْهِ مَالِكٌ وَّقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ وَاَكْثَرُ اَصْحَابِ مَالِكٍ قَالُوْا عَنْ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ

توضیح راوی: وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُوْرٌ مِّنْ وَّلَدِ عُثْمَانَ وَلَا يُعْرَفُ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مِيْرَاثِ الْمُرْتَدِّ فَجَعَلَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْمَالَ لِوَرَثَتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَرِثُهٗ وَرَثَتُهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حدیث دیگر: وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہوگا' اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام زین العابدین کے حوالے سے عمرو بن عثمان کے حوالے سے' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت میں وہم ہے اس کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے۔

بعض راویوں نے اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ بات بیان کی ہے: یہ عمرو بن عثمان سے منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر شاگردوں نے اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عمرو بن عثمان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

عمرو بن عثمان بن عفان مشہور راوی ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

جبکہ عمر بن عثمان نامی راوی کا ہمیں علم نہیں ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

اہلِ علم نے مرتد شخص کی وراثت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے ایسے شخص کا مال اس کے مسلمان وارثوں کو دیا ہے۔ جبکہ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: مسلمان اس کے وارث نہیں ہوں گے۔

ان حضرات نے دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ

باب 16: دومختلف مذاہب کے لوگ' آپس میں وارث نہیں بنیں گے

2034 سندِحدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دو مذہبوں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف ابن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ اِبْطَالِ مِيْرَاثِ الْقَاتِلِ

باب 17: قاتل کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا

2035 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا يَصِحُّ لَا يُعْرَفُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِسْحٰقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ فَرْوَةَ قَدْ تَرَكَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْقَاتِلَ لَا يَرِثُ كَانَ الْقَتْلُ عَمْدًا اَوْ خَطَاً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ الْقَتْلُ خَطَاً فَاِنَّهٗ يَرِثُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قاتل وارث نہیں بنے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے یہ صرف اسی سند کے حوالے سے منقول ہے۔

اسحٰق بن عبداللہ نامی راوی کو اہلِ علم نے ترک کردیا ہے جن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے یعنی قاتل وارث نہیں بن سکتا خواہ قتل' خطا کے طور پر ہو یا عمد کے طور پر۔

2035-اخرجه ابن ماجه(۲ /۸۸۳): كتاب الديات: باب: القاتل لا يرث' حديث (۲٦٤٥)' (۲ /۹۱۳): كتاب الفرائض: باب: ميراث القاتل' حديث (۲۷۳۵) من طريق الزهري' عن حميد بن عبد الرحمٰن فذكره۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر قتل خطا کے طور پر ہو تو قاتل وارث بنے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مسلمان اور کافر کا باہم ایک دوسرے کا وارث نہ ہونا

وارث کو میراث سے محروم کرنے والے اسباب پانچ ہیں جنہیں موافق ارث بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ قتل: جب کوئی بالغ اپنے مورث کو ظلماً قتل کر ڈالے تو قاتل میراث سے محروم رہے گا۔ نوٹ: قتل کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قتل شبہ خطا ر (۵) قتل بالسبب۔

پہلی چار قسموں میں قاتل، مقتول کی وراثت سے محروم رہے گا۔ پانچویں قسم (قتل بالسبب) میں قاتل وراثت سے محروم نہیں رہے گا۔

۲۔ اختلاف دین: جب وارث کافر ہو اور مورث مسلمان ہو یا وارث مسلمان ہو اور مورث کافر ہو، دونوں باہم ایک دوسرے کی وراثت سے محروم رہیں گے۔ اس کی دلیل حدیث باب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔'' علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۴۰۲۸) دو مختلف دین والے باہم وارث نہیں ہو سکتے۔

۳۔ اندھی موت: کسی حادثہ کا شکار ہو کر ایسے رشتہ دار لوگ مر جائیں جو باہم شرعی طور پر ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہوں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا ہے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

۴۔ اختلاف دارین: وارث اور مورث دونوں ایسے مختلف ملکوں کے باشندے ہوں کہ ان کی افواج الگ الگ ہوں اور وہ ایک دوسرے کے خون کو حلال قرار دیتے ہوں۔

نوٹ: یہ حکم غیر مسلم لوگوں کا ہے جبکہ مسلمان باہم وارث بنیں گے۔

۵۔ مرتد ہونا: اگر کوئی مسلمان شخص اسلام چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لے تو اسے مرتد کہا جاتا ہے اور اس فعل کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ مسلمان مرتد کا وارث بنے گا لیکن مرتد مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ارتداد موت کے قائم مقام ہے۔ زندہ شخص میت کا وارث بنتا ہے لیکن میت زندہ کی وارث نہیں بن سکتی۔ مرتد کی دولت مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ حکم اس مال کا ہے، جو مرتد نے حالت اسلام میں کمایا تھا۔

فائدہ نافعہ: جو دولت اس نے حالت ارتداد میں کمائی ہو، اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مال فی ہے، لہٰذا اسے بیت المال میں جمع کرایا جائے گا، جو مستحقین پر خرچ ہوگا۔

(۲) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مرتد کی تمام دولت خواہ اس نے حالت اسلام میں کمائی یا حالت ارتداد میں وہ بیت المال میں جمع کرائی جائے گی۔

(۳) حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی یہ دولت بھی مسلمانوں میں تقسیم کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْمَرْاَةِ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

باب 18: شوہر کی دیت میں سے بیوی کو وراثت میں حصہ ملے گا

2036 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عُمَرُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْاَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا فَاَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنْ وَّرِّثِ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سعید بن میسب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: دیت کی ادائیگی خاندان کے ذمے ہوگی اور کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوگی' تو ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں خط میں لکھا تھا: وہ اشیم ضبابی کی اہلیہ کو ان کے شوہر کی دیت میں وارث بنائیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

زوج کی دیت میں بیوی کا حصہ

شوہر قتل ہو جانے کی صورت میں بیوی جس طرح مال وراثت سے حصہ لے گی اس کی دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی اور دیت خاندان کے ذمہ ہوگی۔ عقل کا تقاضا ہے کہ بیوی کو دیت سے کوئی حصہ نہ ملے کیونکہ شوہر کی موت واقع ہونے سے نکاح ختم ہو گیا اور دیت کے وجوب کا مسئلہ اختتام نکاح کے بعد پیش آیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ کی اسی صورت کے مطابق فتویٰ جاری کیا تھا۔ تاہم اس مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ عورت جب تک حالت عدت میں ہوتی ہے اس کا نکاح بھی باقی رہتا ہے۔ اس طرح دیت بھی حالت نکاح میں واجب ہوئی' لہٰذا بیوی مال وراثت کی طرح دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی۔ یہ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اور ان کے نام جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب ارسال کیا تھا' اس کا مضمون بھی یہی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس روایت کا علم ہوا تو انہوں نے یہ قانون بنا دیا تھا کہ بیوی شوہر کی وراثت کی طرح اس کی دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی۔

2036- اخرجه ابوداؤد (۳/۱۴۴): كتاب الفرائض: باب: في المراة ترث من دية زوجها' حديث (۲۹۲۷) و ابن ماجه (۲/۸۸۳): كتاب الديات: باب: الميراث من الدية' حديث (۲۶۴۲) من طريق سفيان بن عيينة عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن عمر بن الخطاب' به-

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَمْوَالَ لِلْوَرَثَةِ وَالْعَقْلَ عَلَى الْعَصَبَةِ

باب 19: وراثت وارثوں کو ملے گی اور دیت کی ادائیگی عصبہ رشتہ داروں کے ذمہ ہوگی

2037 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِىْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِىْ لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِىْ قُضِىَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى يُوْنُسُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَمَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنولحیان سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں ایک غلام یا کنیز تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ کیا تھا جو بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ پھر جس عورت کے خلاف تاوان کی ادائیگی کا فیصلہ دیا گیا تھا اس کا انتقال ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس کی وراثت اس کے بچوں اور شوہر کو ملے گی اور اس کی طرف سے دیت کی ادائیگی اس کے خاندان والوں کے ذمے لازم ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سعید بن میسّب کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" طور پر بھی روایت کیا ہے۔

شرح

وراثت ورثاء کے لیے اور دیت خاندان پر واجب ہونا

اس مسئلہ پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ مقتول کی وراثت صرف ورثاء کو ملے گی اور اس کی دیت خاندان کے ذمہ ہوگی۔ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ جب خاندان نے دیت ادا کرنے کی مشقت برداشت کرنی ہے تو وراثت بھی اسے ملنی چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے۔ حدیث باب میں بھی حقیقت پر مبنی مسئلہ کی صراحت موجود ہے۔

فائدہ نافعہ: وراثت اور دیت دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ وراثت کا مدار ہمدردی تعاون اور تناصر ہے۔ خاندان کے لوگ

2037- اخرجه البخاری (۱۲/ ۲۵): كتاب الفرائض: باب: ميراث المراة و الزوج مع الولد و غيره، حديث (۶۷۴۰)، (۱۲/ ۳۶۳): كتاب الديات: باب: جنين المراة و ان العقل علي الوالد و عصبة الوالد لا علي الولد، حديث (۶۹۰۹، ۶۹۱۰)، و مسلم (۳/ ۱۳۰۹): كتاب القسامة: باب: دية الجنين، و وجوب الدية في قتل الخطا، حديث (۳۵، ۱۶۸۱/۳۶)، و النسائي (۸/ ۴۸، ۴۹): كتاب القسامة: باب: دية جنين المراة، حديث (۴۸۱۸، ۴۸۲۰، ۴۸۲۱)۔ من طريق سعيد بن المسيب۔

باہم نفع وضرر کو اپنا نفع اور نقصان سمجھتے ہیں اور باہم نصرت و مدد اور دفاع ضرر کرتے ہیں' یا یہی وجہ ہی وراثت کے حقدار قرار پاتے ہیں۔ دیت کی بنیاد برائی سے روکنے پر ہے' ہاتھ پکڑ کر روکنے کے باوجود لوگ نواہی سے نہ روکیں تو سزا کے مستحق بھی وہی ہوں گے۔ وہ سزا یہ ہے کہ جب کوئی شخص قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو قبیلہ کے تمام لوگ اس کی طرف سے مقتول کی دیت ادا کریں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الَّذِيْ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ

باب 20: جو شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے

2038 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَّوَكِيْعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَوْهَبٍ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَىْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ

اختلافِ سند: وَّيُقَالُ ابْنُ مَوْهَبٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ وَقَدْ اَدْخَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ وَّبَيْنَ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ وَّلَا يَصِحُّ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ وَزَادَ فِيْهِ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ عِنْدِيْ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْعَلُ مِيْرَاثُهٗ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

حدیثِ دیگر: وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ

◆◆ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: وہ مشرک شخص جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیتا ہے اس کے بارے میں حکم کیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی زندگی اور موت میں دیگر سب لوگوں کے مقابلے میں وہ زیادہ مستحق ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن وہب کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام ابن موہب ہے۔ انہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

بعض راویوں نے عبداللہ بن وہب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے درمیان قبیصہ بن ذویب نامی راوی کا اضافہ نقل کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔

اسی کو یحییٰ بن حمزہ نے عبدالعزیز بن عمر کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں قبیصہ بن ذویب کا ذکر ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

2038- اخرجه ابوداؤد (۳/ ۱۴۳): كتاب الفرائض: باب: في الرجل يسلم على يدى الرجل' حديث (۲۹۱۸)' وابن ماجه (۲/ ۹۱۹): كتاب الفرائض: باب: الرجل يسلم على يدى الرجل' حديث (۲۷۵۲)' و احمد (۴/ ۱۰۲' ۱۰۳) والدارمی (۲/ ۳۷۷): كتاب الفرائض: باب: في الرجل يوالى الرجل- من طريق عبد الله بن موهب' عن عبد العزيز بن عمر بن عبد العزيز' فذكره۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسے شخص کی وراثت کو بیت المال میں جمع کروادیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

''ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے''۔

شرح

مولی الموالات کی وراثت میں مذاہب آئمہ

مولی الموالات ایک خاص دوستی ہے' جو اس طرح کی جاتی ہے کہ جس شخص کا کوئی وارث موجود نہ ہو وہ دوسرے آدمی سے یوں کہتا ہے: تم میرے مولیٰ (ذمہ دار۔ضامن) بن جاؤ کہ میں تمہیں اپنا وارث قرار دیتا ہوں' جب مجھ سے کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جس کے سبب دیت واجب ہو' تو وہ آپ ادا کریں گے اور دوسرا آدمی اسے بخوشی قبول کرے۔ اس معاہدہ کو ''عقد موالات'' اور قبول کرنے والے کو ''مولیٰ الموالات'' کہا جاتا ہے۔ یہ دوستی کا معاہدہ طرفین سے بھی ہو سکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے مولی الموالات اور وارث قرار پائیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاہدہ قابل اعتبار و معتبر ہے۔ عقد موالات کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) عقد موالات کرنے والا آزاد ہو (۲) عاقل ہو (۳) بالغ ہو (۴) کسی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو (۵) پہلے کسی سے عقد موالات کرنے والا نہ ہو (۶) عقد موالات میں وراثت و دیت کی وضاحت ہو۔ تاہم معاہدہ کو قبول کرنے والے کے لیے صرف ایک شرط ہے' وہ عاقل ہوتا ہے۔

آپ نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ ۔(النساء:۳۳) اور ہر وہ مال جو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں' ہم نے وارث متعین کر دیے ہیں اور جن لوگوں سے تم معاہدہ کرتے ہو' ان کو ان کا حصہ دو۔'' مطلب یہ ہے کہ ورثاء کی موجودگی میں ''عقد موالات'' معتبر نہیں ہوگا اور رشتہ دار لوگ ہی وارث قرار پائیں گے۔ جب کوئی وارث نہ ہو' تو عقد موالات معتبر ہوگا اور وارث وہ شخص ہوگا جس سے عقد موالات کیا گیا ہو۔

جب کوئی خوش نصیب آدمی اسلام قبول کرتا ہے۔ وہ اپنے خاندان سے الگ ہو جاتا ہے اور وقتی طور پر بے سہارا ہوتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر وہ قبول اسلام کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اس سے عقد موالات کرتا ہے تو جائز ہے' جس کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا ہو' وہ اس کا وارث بنے گا۔ حدیث باب بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔

حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ''عقد موالات'' کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ''اِنَّمَا الْوِلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ'' بیشک ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔'' دیگر آئمہ کا کہنا ہے کہ مولی الموالات وارث نہیں ہوگا بلکہ ترکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا جو حسب ضرورت مستحقین پر خرچ کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کے مطابق اس روایت میں جو ولاء کا حصہ کیا گیا ہے وہ خاص ہے یعنی

ولاء عتاقہ ہے' جو صرف آزاد کرنے والے کو ملے گی۔ مولی الموالات کو جو میراث دی جاتی ہے اس کا مدار الگ ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان کرنے والے آدمی نے نومسلم کو کفر سے نکال کر اسلام میں داخل کیا اور گویا اس نے مردہ شخصیت کو زندہ کیا' پھر نومسلم نے کوئی وارث نہ ہونے کی وجہ سے اس سے عقد موالات کیا ہے۔ وہ تا حیات نومسلم کی معاونت و مدد بھی کرتا رہا ہے اور اس کی حیات و ممات کے زیادہ قریب ہے۔ اگر نومسلم کا کوئی بھی وارث نہ ہوتا تو اس کا ترکہ بیت المال میں جمع ہوتا لیکن اب اس نے عقد مولی الموالات کیا ہے تو اس کا اعتبار ہوگا جس کے ہاتھ پر اس نے قبول اسلام کیا تھا اور معاہدہ بھی کیا تھا وراثت اسے ملے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِبْطَالِ مِیْرَاثِ وَلَدِ الزِّنَا

باب 21: ناجائز اولاد وارث نہیں ہوگی

2039 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

متنِ حدیث: اَیُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ اَوْ اَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ رَوٰی غَیْرُ ابْنِ لَهِیعَةَ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ وَلَدَ الزِّنَا لَا یَرِثُ مِنْ اَبِیْهِ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت یا کسی کنیز کے ساتھ زنا کرے تو بچہ ولد الزنا شمار ہوگا' نہ وہ کسی کا وارث ہوگا' اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن لہیعہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اس روایت کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اپنے باپ کا وارث نہیں بن سکتا۔

شرح

ناجائز اولاد کا وارث نہ ہونا

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زنا سے نسب جاری نہیں ہوتا' صحت نسب توریث کی بنیاد ہے' لہٰذا زانی اور اس کی اولاد کے درمیان سلسلہ توریث جاری نہ ہوگا۔ اگر زانی اپنی اولاد کو عطیہ یا تحفہ دے گا' وہ اس کی مالک قرار پائے گی۔ غیر مسلم ممالک میں بیت المال قائم نہیں ہے' وہاں زنا کی اولاد بیت المال کا مصرف بن سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْمَنْ یَّرِثُ الْوَلَاءَ

باب 22: کون شخص ولاء کا وارث بنے گا

2040 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

2039- اخرجہ ابن ماجہ (۲/۹۱۷): کتاب الفرائض: باب: فی ادعاء الولد: حدیث (۲۷۴۵) من طریق عمرو بن شعیب عن ابیہ فذکرہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَّرِثُ الْمَالَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ولاء کا وارث وہ شخص بنے گا' جو مال کا وارث ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

ولاء کا وارث کون بنے گا؟

آزاد شدہ غلام فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی وراثت کا مالک کون ہوگا؟ اس بارے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سب سے قبل ذوی الفروض کو وراثت ملے گی۔ بعد میں عصبہ نسبی کو دی جائے گی۔ ان میں سے کوئی موجود نہ ہو' تو عصبہ نسبی یعنی آزاد کنندہ کو ملے گی اور وہ موجود نہ ہو' تو آزاد کنندہ کے ورثاء کو ملے گی۔ عورتوں کو ولاء سے حصہ نہیں ملے گا مگر آزاد کنندہ عورت ہو تو اسے حصہ ملے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَرِثُ النِّسَآءُ مِنَ الْوَلَاءِ

باب 23: خواتین' ولاء کی وارث نہیں ہوں گی

2041 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ اَبُوْ مُوْسَى الْمُسْتَمْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُؤْبَةَ التَّغْلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ النَّصْرِيِّ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْمَرْاَةُ تَحُوْزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَلَيْهِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا يُعْرَفُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ

◄► حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت تین (قسم کے) ترکوں کی وارث ہوتی ہے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کے ترکے کی' جس بچے کو اس نے اٹھا کر پالا ہو اس کی (وارث بنتی ہے) اور اس کی وہ اولاد جس کے حوالے سے اس نے اپنے شوہر کے ساتھ لعان کیا ہو۔

یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کے محمد بن حرب سے منقول ہونے کو صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2041- اخرجه ابوداؤد (۲ /۱۳۹)؛ كتاب الفرائض؛ باب: ميراث ابن الملاعنة؛ حديث (۲۹۰٦)؛ و ابن ماجه (۲/ ۹۱٦)؛ كتاب الفرائض؛ باب: تحوز المراة ثلاث مواريث؛ حديث (۲۷٤۲)؛ و احمد (۳/ ۴۹۰،۱۰٦)؛ من طريق عبد الواحد بن عبد الله النصري؛ فذكره۔

شرح

خواتین کو ولاء سے حصہ ملنے کی صورتیں

آزادشدہ غلام فوت ہو جانے پر اس کے مال وراثت کو "ولاء" کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ صورتوں میں خواتین کو ولاء سے حصہ مل سکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) خواتین نے غلام کو آزاد کیا ہو (۲) خواتین کے آزاد کیے ہوئے غلام نے آگے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔ (۳) خواتین نے کسی غلام کو اپنا مکاتب بنایا ہو۔ (۴) خواتین کے مکاتب نے آگے مزید کسی کو مکاتب بنایا ہو (۵) خواتین نے کسی غلام کو مدبر قرار دیا ہو۔ (۶) خواتین کے مدبر نے آگے کسی کو مدبر بنایا ہو (۷) خواتین کے آزاد کردہ غلام نے ولاء حاصل کی ہو (۸) خواتین کے آزاد کردہ غلام کے آزاد غلام نے ولاء حاصل کی ہو۔

حدیث باب کے مطابق وہ عورت جس نے بچہ کے بارے میں اپنے شوہر سے لعان کیا ہو اور نکاح کا تعلق ختم کر دیا ہو اور بچے کا نسب ماں کے ساتھ جوڑا گیا ہو تو وہ بچہ اور ماں ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے۔

سوال: حدیث باب کے مطابق عورت لقیط یعنی پڑے ہوئے بچے کی میراث بھی سمیٹتی ہے اس طرح عورتوں کے ولاء سمیٹنے کی دس صورتیں ہونی چاہییں؟

جواب: محدثین نے لقیط میں توریث کی صورت کو بیت المال کے مصرف پر محمول کیا ہے اس طرح کل صورتیں دس نہیں بلکہ نو ہوئیں۔



كِتَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وصیت کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: الوصایا' وصیۃ کی جمع ہے۔ وصیت پختہ عہد ہوتا ہے' جو ورثاء موصی کے مرنے کے بعد پورا کرتے ہیں۔ عام طور پر وصیت تبرع ہے یعنی موصی کسی منفعت کے بغیر کسی کو کوئی چیز پیش کرتا ہے۔ یہ تبرعات چار قسم کی ہوسکتی ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) صدقہ: اس تبرع سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مقصود ہے۔

(۲) ہدیہ: اس تبرع سے اس شخص کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے جسے چیز پیش کی گئی ہو۔

(۳) وصیت: کوئی شخص مرتے وقت اپنے رشتہ سے یہ معاہدہ کر لیتا ہے کہ میری وراثت سے اتنا حصہ فلاں شخص کو بطور تعاون دیا جائے۔

(۴) وقف: باقی رہنے والی جائیداد کو اس طرح محفوظ کر دینا کہ اس کے منافع لوگوں کے لیے صدقہ جاریہ ہوں۔

وصیت کی حکمت: کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے' اس لیے اسے مالک مجازی بنایا گیا ہے۔ اس ملکیت کے سبب انسانوں میں اختلافات' جھگڑے' عداوتیں اور قتل و غارت کے بازار گرم ہوتے ہیں۔ انسان کے علاوہ دوسری مخلوق یعنی چرند اور پرند وغیرہ میں تملیک کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف انسان اپنے مملوکہ مال و متاع کی وصیت کرنے کا مجاز ہے۔

وصیت صرف ثلث مال کی اور غیر وارث کے لیے جائز ہونا: انسان اپنی زندگی میں اپنے ثلث مال یا اس سے کم مال کی وصیت کرنے کا مجاز ہے' اس سے زائد یا کل مال کی وصیت جائز نہیں ہے' بلکہ باطل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ورثاء کی حق تلفی اور نقصان ہوگا۔ وہ عمل جس کے سبب کسی کی حق تلفی یا نقصان ہو' وہ ممنوع و حرام ہے۔ یہ وصیت بھی غیر وارث کے حق میں جائز ہے' کیونکہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے ورثاء میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

وصیت کے ارکان: وصیت کے ارکان تین ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- موصی (وصیت کنندہ): اس کے لیے شرط یہ ہے کہ عاقل و بالغ ہو اور وصیت غلطی سے یا جبراً یا مذاق سے نہ کی ہو۔ علاوہ ازیں وہ مال کے برابر مقروض بھی نہ ہو۔

۲- موصیٰ لہ (جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو) اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وصیت کے وقت وہ بقید حیات ہو' مالک بننے کا اہل ہو' اس نے موصی کو عملاً قتل نہ کیا ہو اور موصیٰ لہ معلوم ہو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو۔

۳- موصیٰ بہ (جس بات کے بارے میں وصیت کی گئی ہو): اس کے لیے شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں وصیت کی ہو

وہ ملکیت میں آ سکتی ہو خواہ وہ مال و زر ہو یا منفعت ہو۔ وصیت کے وقت موصیٰ بہ کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ موصیٰ بہ کا صرف ایک تہائی ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: وصیت کے دو درجات ہیں:

(۱) واجب: اگر کسی شخص کے ذمہ قرض ہو یا کوئی حق ہو، تو وصیت کرنا واجب ہے۔

(۲) اگر مصارف خیر سے متعلق ہو مثلاً کسی غریب یا عزیز یا یتیم کی مالی معاونت مقصود ہو، تو وصیت کرنا مستحب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

باب 1: ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا

2042 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَّلَيْسَ يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ اَفَاُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَدَعْ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً اِلَّا اُجِرْتَ فِيْهَا حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَاَتِكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَّلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّوْصِيَ بِاَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ

2042- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۷٦۳): كتاب الوصية: باب: الوصية في الثلث لا تتعدى، حديث (۱٤)، و البخاري (۳/۱۹٦): كتاب الجنائز: باب: رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة، حديث (۱۲۹٥) و مسلم (۳/۱۲٥۰، ۱۲٥۱): كتاب الوصية: باب: الوصية بالثلث، حديث (٥/۱٦۲۸) و ابوداؤد (۲/۱۳٥): كتاب الوصايا: باب: ماجاء فيما يجوز للموصي في ماله، حديث (۲۸٦٤) و النسائي (٦/۲٤۱، ۲٤۲، ۲٤۳): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث، حديث (۳٦۲٦، ۳٦۲۷، ۳٦۲۸، ۳٦۲۹، ۳٦۳۰، ۳٦۳۱) و ابن ماجه (۲/۹۰۳، ۹۰٤): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث، حديث (۲۷۰۸) و احمد (۱/۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷٦، ۱۷۹، ۱۸٤) و البخاري في (الادب المفرد) (٥۱۷) و الحميدي (۱/۳٦) حديث (٦٦) و الدارمي (۲/٤۰۷): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث، و عبد بن حميد (۷٥، ۷٦) حديث (۱۳۲) من طريق عامر بن سعد، فذكره۔

◄► عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' غزوۂ فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا اتنا بیمار ہوا کہ موت کے قریب پہنچ گیا نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے تمام مال کی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے) کی وصیت کر دوں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں' میں نے عرض کی: اپنے دو تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں میں نے عرض کی: نصف مال کے بارے میں کر دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں' میں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں کر دوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک تہائی کے بارے میں کر دو' ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ' یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں' تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا' یہاں تک کہ جو کچھ بھی تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (تمہیں اس کا بھی اجر ملے گا)۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد بھی زندہ رہو گے' اور ایسا عمل کرو گے جس کے ذریعے تم اللہ کی رضا چاہو گے' اور اس کے نتیجے میں تمہاری قدر و منزلت اور مرتبے میں اضافہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے: تم میرے بعد بھی زندہ رہو اور بہت سے لوگ تم سے نفع حاصل کریں' اور بہت سے لوگوں کو تمہارے ذریعے نقصان حاصل ہو (پھر آپ ﷺ نے دعا کی) "اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو برقرار رکھ اور انہیں ایڑھیوں کے بل واپس نہ لوٹا"۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) لیکن سعد بن خولہ پر افسوس ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ان پر افسوس کا اظہار اس لیے کیا کیونکہ ان کا انتقال مکہ میں ہو گیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی آدمی کو اپنے مال کے بارے میں ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: ایک تہائی سے بھی کم مال کی وصیت کرے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔

شرح

تہائی مال کی وصیت جائز ہونا

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تہائی مال یا اس سے کم مال کی وصیت کرنا جائز ہے لیکن اس سے زائد یا کل مال کی وصیت ممنوع ہے۔ یہ قانون فطرت ہے کہ جب کوئی شخص علالت کا شکار ہوتا ہے اور اسے موت دکھائی دیتی ہے تو ورثاء کی نظریں مال وراثت کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ ورثاء کا حق متعلق ہو جاتا ہے اور اغیار کے نام وصیت کر کے ورثاء کو اس سے مایوس کرنا درست نہیں ہے' البتہ اگر کسی کی غمخواری یا مالی اعانت یا صدقہ جاریہ مقصود ہو' تو تہائی مال کی وصیت جائز رکھی گئی ہے۔ تاہم جب کوئی بھی شخص وراثت کا حقدار موجود نہ ہو' تو کل مال کی وصیت کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی کا قرض نہ دینا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الضِّرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ

باب 2: وصیت میں (کسی وارث کو) ضرر پہنچانا

2043 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْاَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ

ثُمَّ قَرَاَ عَلَيَّ اَبُوْ هُرَيْرَةَ (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصَى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ) اِلٰى قَوْلِهِ (ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ جَابِرٍ هُوَ جَدُّ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی مرد یا کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں پھر جب موت ان کے قریب آتی ہے‘ تو وہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے یہ آیت پڑھی۔

”وصیت کے بعد‘ جو کی گئی ہو‘ اور قرض کی ادائیگی کے بعد‘ کوئی نقصان پہنچائے بغیر‘ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے“۔

یہ آیت یہاں تک ہے ”یہ بڑی کامیابی ہے“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

نصر بن علی جنہوں نے اسے اشعث بن جابر کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ نصر جہضمی کے دادا ہیں۔

شرح

وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانے کی وعید

وصیت کرتے وقت ورثاء کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ بذریعہ وصیت نقصان پہنچانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) تہائی مال سے زائد یا کل مال کی وصیت کرنا

2043- اخرجه ابوداؤد (۱۲۶/۲، ۱۲۷): كتاب الوصايا: باب: كراهية الاضرار بالوصية، حديث (۲۸۶۷)؛ و ابن ماجه (۹۰۲/۲): كتاب الوصايا: باب: الحيف في الوصية، حديث (۲۷۰٤)؛ و احمد (۲۷۸/۲)؛ من طريق الاشعث بن عبد الله بن جابر، عن شهر بن حوشب، فذكره۔

(۲) کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا

(۳) نوٹ: یہ دونوں صورتیں نا قابل عمل اور شرعاً باطل ہیں

(۳) مرض موت کے دوران کسی وارث یا غیر وارث کو مال بطور عطیہ دینا

(۴) اپنی زندگی میں اپنے ورثاء میں سے بعض کو زیادہ بعض کو کم مال دینا اور یا بعض کو محروم کرنا۔

اس نقصان کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ خواہ کوئی شخص زندگی بھر اطاعت الٰہی اور اسلامی اصولوں کی پابندی کرتا رہا مگر وصیت کے وقت وہ ورثاء کو نقصان پہنچائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں بایں الفاظ وعید بیان کی گئی ہے:

مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۰۷۸)

''جس شخص نے اپنے وارث کو وراثت سے محروم کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کی وراثت سے محروم کر دے گا''

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

باب 3: وصیت کی ترغیب دینا

2044 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهٗ مَا يُوْصِيْ فِيْهِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس مسلمان کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو: جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو' تو اسے اس بات کا حق حاصل نہیں ہے: کہ دو راتیں گزر جائیں (اور اس نے وصیت نہ لکھی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' سالم کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

2044- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۷۶۱): كتاب الوصايا: باب: الامر بالوصية: حديث (۱) و البخاري (۵/۴۱۹): كتاب الوصايا: باب الوصايا وقول النبي صلى الله عليه وسلم وصية الرجل مكتوبة عنده: حديث (۲۷۳۸) و مسلم (۳/۱۲۴۹): كتاب الوصية: حديث (۱۶۲۷/۳۱) و ابو داؤد (۲/۱۲۵): كتاب الوصايا: باب: ما جاء فيما يومر به من الوصية: حديث (۲۸۶۲) و ابن ماجه (۲/۹۰۱): كتاب الوصايا: باب: الحث على الوصية: حديث (۲۶۹۹) و النسائي (۶/۲۳۸، ۲۳۹): كتاب الوصايا: باب: الكراهية في تاخير الوصية: حديث (۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷) و احمد (۲/۵۰، ۵۷، ۸۰، ۱۱۳) و الحميدي (۲/۳۰۶): حديث (۶۹۷) و الدارمي (۲/۴۰۳): كتاب الوصايا: باب: من استحب الوصية: من طريق نافع: بذكره۔

شرح

وصیت کی اہمیت وترغیب

حدیث باب میں وصیت کرنے کی ترغیب واہمیت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اس نظریہ کا شکار نہیں ہونا چاہیے کہ ابھی زندگی کافی ہے' بڑھاپا آئے گا۔ موت کا وقت قریب آنے پر وصیت کر دی جائے گی اور قبل از وقت وصیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ اور فکر بالکل باطل ہے' کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور یہ جوانی' بڑھاپے اور مرض کا انتظار نہیں کرتی' لہٰذا وصیت نامہ تیار کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے' بلکہ تعمیل سے کام لیتے ہوئے فوراً مرتب کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوصِ

باب 4: نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت نہیں کی تھی

2045 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ لِابْنِ اَبِی اَوْفٰی اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قُلْتُ كَيْفَ كُتِبَتِ الْوَصِيَّةُ وَكَيْفَ اَمَرَ النَّاسَ قَالَ اَوْصٰی بِكِتَابِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ

◆◆ طلحہ بن مصرف بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں میں نے کہا: لوگوں پر وصیت کیوں لازم کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کا حکم کیوں دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی کتاب (پر عمل پیرا رہنے کی) وصیت کی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف مالک بن مغول کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

وصیت کرنا کتاب اللہ پر عمل ہے

حدیث باب کے مطابق جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں فرمائی تو یہ مامور بہ کیسے ہوئی؟

جواب: (ا) اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کے بارے میں لب کشائی کی

2045- اخرجه البخاری (٥/ ٤٢٠): كتاب الوصايا: باب: الوصايا' و قول النبی صلی الله عليه وسلم وصية الرجل مكتوبة عنده- حديث (٢٧٤٠) وطرفاه فی: (٤٤٦٠' ٥٠٢٢) ومسلم (٣/ ١٢٥٦): كتاب الوصية: باب: ترك الوصية لمن ليس له شیء يوصی فيه' حديث (١٦٣٤/١٧) و النسائی (٦/ ٢٤٠): كتاب الوصايا: باب: هل اوصی النبی صلی الله عليه وسلم ؟ حديث (٣٦٢٠) و ابن ماجه (٢/ ٩٠٠): كتاب الوصايا: باب: هل اوصی رسول الله صلی الله عليه وسلم ؟ حديث (٢٦٩٦) و احمد (٤/ ٣٥٤' ٣٥٥' ٣٨١) و الحميدی (٢/ ٣١٥) حديث (٧٢٢) و الدارمی (٢/ ٤٠٣): كتاب الوصايا: باب: من لم يوص' من طريق مالك بن مغول' عن طلحة بن مصرف' فذكره-

ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرہ:۱۸۰)"تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اور کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔"

(۲) حدیث باب میں دنیوی وصیت کی نفی ہے نہ کہ مطلق وصیت کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی وصیت ایک نہیں بلکہ کثیر فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور وصیت کے الفاظ یہ ہیں: تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِهِ (الحدیث) "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' جب تک تم ان پر عمل پیرا رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ ایک کتاب اللہ (قرآن کریم) اور دوسری چیز اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے۔"

ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ یہ وصیت آپ کی شایان شان نہیں تھی مگر دینی وصایا کثیر تعداد میں فرمائی تھیں جو مستند کتب احادیث میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

باب 5: وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی

2046 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى لِكُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ التَّابِعَةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُنْفِقُ امْرَاَةٌ مِّنْ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا ثُمَّ قَالَ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَّالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَّالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَّالزَّعِيْمُ غَارِمٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: وَهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: وَرِوَايَةُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَاَهْلِ الْحِجَازِ لَيْسَ بِذٰلِكَ فِيْمَا تَفَرَّدَ بِهٖ

2046-اخرجه ابوداؤد (۲/۱۲۷): كتاب الوصايا: باب: ما جاء في الوصية للوارث' حديث (۲۸۷۰) (۲/۳۱۹): كتاب البيوع: باب: في تضمين العارية' حديث (۳۵۶۵) وابن ماجه (۱/۶۴۷): كتاب النكاح: باب: الولد للفراش وللعاهر الحجر' حديث (۲۰۰۷) و (۲/۷۷۰): كتاب التجارات: باب: ما للمراة من مال زوجها' حديث (۲۲۹۵) (۲/۸۰۱-۸۰۲): كتاب الصدقات: باب: العارية' حديث (۲۳۹۸) (۲/۸۰۴): كتاب الصدقات: باب: الكفالة' حديث (۲۴۰۵) (۲/۹۰۵): كتاب الوصايا: باب: لا وصية لوارث' حديث (۲۷۱۳) واحمد (۵/۲۶۷) من طريق شرحبيل بن مسلم الخولاني' فذكره-

لِاَنَّهُ رَوٰى عَنْهُمْ مَنَاكِيْرَ وَرِوَايَتُهُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ اَصَحُّ هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ اَصْلَحُ حَدِيْثًا مِّنْ بَقِيَّةَ وَلِبَقِيَّةَ اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ عَنِ الثِّقَاتِ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ خُذُوْا عَنْ بَقِيَّةَ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَاْخُذُوْا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا عَنْ غَيْرِ الثِّقَاتِ

◄► حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجتہ الوداع کے موقع پر خطبے کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے' تو وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی بچہ شوہر کا ہوگا' اور زنا کرنے والا محروم ہوگا اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا' اور جو شخص خود کو اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے' تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی جو قیامت تک چلتی رہے گی۔

کوئی بھی عورت اپنے گھر سے اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ کھانے کی چیز بھی نہیں' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارے اموال میں سے سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مانگی ہوئی چیز' دوہنے کے لیے ادھار لیے ہوئے جانور کو واپس کیا جائے' قرض واپس کیا جائے اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہوگا جس چیز کی اس نے ضمانت دی ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن خارجہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

اسماعیل بن عیاش نے اہلِ عراق اور اہلِ حجاز سے جو روایات نقل کی ہیں وہ زیادہ مستند نہیں ہیں۔ بطورِ خاص وہ روایات جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں کیونکہ ان کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں تاہم انہوں نے اہلِ شام کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ مستند ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے یہی بات بیان کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش نامی راوی بقیہ کے مقابلے میں زیادہ مستند روایات نقل کرتے ہیں: کیونکہ بقیہ نے ثقہ راویوں کے حوالے سے بہت سی منکر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (یعنی امام دارمی) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے زکریا بن عدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابواسحٰق فزاری نے یہ بات بیان کی ہے: بقیہ نے ثقہ راویوں سے جو

روایات نقل کی ہیں انہیں حاصل کرلو لیکن اسماعیل بن عیاش جو بھی حدیث بیان کرے خواہ وہ ثقہ راوی کے حوالے سے بیان کرے یا غیر ثقہ راوی کے حوالے سے بیان کرے اسے اختیار نہ کرو۔

2047 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَاَنَا تَحْتَ جِرَانِهَا وَهِیَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَاِنَّ لُعَابَهَا يَسِيْلُ بَيْنَ كَتِفَیَّ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَعْطٰى كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَّالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ رَغْبَةً عَنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

قَالَ: وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَّا اُبَالِیْ بِحَدِيْثِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَوَثَّقَهٗ وَقَالَ اِنَّمَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰى ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر خطبہ دیا میں اس کی گردن کے نیچے کھڑا تھا اور وہ جگالی کر رہی تھی اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان گر رہا تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اس لیے وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی اور بچہ شوہر کا ہوگا' اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی۔ اور جو شخص خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے' یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے' اُن سے منہ پھیرتے ہوئے' تو اُس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں شہر بن حوشب کی نقل کردہ روایت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے شہر بن حوشب کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے اس کی توثیق کی' اور بولے: ابن عون نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے' لیکن پھر ابن عون نے ہلال بن ابوزینب کے حوالے سے شہر بن حوشب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2047- اخرجه النسائی (٦/٢٤٧): كتاب الوصايا: باب: ابطال الوصية للوارث، حديث (٣٦٤١، ٣٦٤٢، ٣٦٤٣)، و ابن ماجه (٢/٩٠٥): كتاب الوصايا: باب: لا وصية لوارث، حديث (٢٧١٢)، واحمد (٤/١٨٦، ٢٣٨، ٢٣٩)، و الدارمی (٢/٢٤٤): كتاب السير: باب: فی النهی ينتمی الی غير مواليه، (٢/٤١٩): كتاب الوصايا: باب: الوصية للوارث، من طريق شهر بن حوشب، عن عبد الرحمن بن غنم، فذكره۔

شرح

وارث کے حق میں وصیت کرنے کی ممانعت

عہد جہالت میں تقسیم وراثت کے حوالے سے معقول قوعد وضوابط نہیں تھے بلکہ اس کا مدار صرف وصیت پر تھا۔ لوگ وصیت کرتے وقت وراثت کے حقداروں کے حقوق کو پیش نظر نہیں رکھتے تھے۔ ورثاء کو محروم کر دیتے یا کم حصہ دیتے اور دوسرے لوگوں کو نواز دیتے تھے۔ اس ظلم وزیادتی کے سدباب اور اصلاح کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ اسلام نے علم میراث کے حوالے سے جامع نظام فراہم کیا اور ظلم کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ (النساء:۱۱) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں' بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر صرف لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی۔ اگر ایک لڑکی ہو' تو اس کا آدھا۔ میت کے والدین میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا حصہ اگر میت کی اولاد ہو' اگر اس کی اولاد نہ ہو اور والدین چھوڑے تو ماں کا تہائی حصہ ہوگا۔ اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد پورا کرنے اس وصیت کے جو اس نے کی ہو اور قرض ادا کرنے کے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کو کیا علم کہ ان میں سے تمہارے کون زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

احادیث باب اور نص قرآنی سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وصیت صرف ثلث مال کی روا ہے اور وہ بھی غیر ورثاء میں سے کسی کے بارے میں کی جا سکتی ہے لیکن کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا منع ہے' کیونکہ اس سے دیگر ورثاء کی حق تلفی ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے نظام میراث میں تمام لوگوں کے حقوق کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور کسی کی حق تلفی نہیں کی گئی۔

بَابُ مَا جَآءَ يُبْدَاُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

باب 6: وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کیا جائیگا

2048 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاَنْتُمْ تُقِرُّوْنَ الْوَصِيَّةَ قَبْلَ الدَّيْنِ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ يُبْدَاُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ دیا

2048-اخرجه ابن ماجه(۲ /۹۰٦): كتاب الوصايا: باب: الدين قبل الوصية ' حديث (۲۷۱۵) ' (۲ /۹۱۵): كتاب الفرائض: باب: باب ميراث العصبة' حديث (۲۷۳۹)' واحمد (۱/ ۷۹' ۱۳۱' ۱٤٤)' و الحميدى (۱ /۳۰' ۳۱)' حديث (٥٥' ٥٦)- من طريق ابو اسحاق' عن الحارث' فذكره-

ہے۔ جب کہ تم لوگ جو آیت تلاوت کرتے ہو اس میں وصیت کا حکم قرض سے پہلے ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔

شرح

قرضہ وصیت سے پہلے ادا کرنا

سب سے قبل میت کے کفن دفن کا اہتمام کیا جائے گا پھر اس کا قرض ادا کیا جائی گا۔ بعد ازاں ثلث مال سے وصیت پوری کی جائے گی۔ بعد میں ذوی الفروض اور عصبات وغیرہ میں حسب حصص ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ ترکہ سے قرض کی ادائیگی قبل از وصیت ہوگی۔ قرآن کریم میں وصیت کا تذکرہ قرض سے پہلے کیا گیا ہے وہاں ترتیب مقصود نہیں ہے بلکہ تاکید مراد ہے۔

میت کے قرض کی کل تین صورتیں بنتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ترکہ قرض کے مساوی ہو: اس صورت میں کل ترکہ سے قرض ادا کیا جائے گا' نہ وصیت پوری ہوگی اور نہ ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

۲- ترکہ قرض سے زیادہ ہو: ترکہ سے قرض ادا کر کے وصیت پوری کی جائے گی اور باقی ماندہ ترکہ علم میراث کے اصولوں کے مطابق ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

۳- ترکہ قرض سے کم ہو: کل ترکہ قرض خواہوں میں ان کے قرض کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا نہ وصیت پوری کی جائے گی اور نہ ورثاء کو ملے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَتَصَدَّقُ اَوْ يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب 7: جو شخص مرتے وقت' صدقہ کرنے کی تلقین کرے' یا کوئی غلام آزاد کر دے

2049 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ حَبِيْبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اَوْصٰى اِلَىَّ اَخِىْ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَالِهٖ فَلَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ اِنَّ اَخِىْ اَوْصٰى اِلَىَّ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَالِهٖ فَاَيْنَ تَرٰى لِىْ وَضْعَهُ فِى الْفُقَرَاءِ اَوِ الْمَسَاكِيْنِ اَوِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ اَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِيْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَثَلُ الَّذِىْ يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ اِذَا شَبِعَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2049- اخرجه ابوداؤد (۲/۴۲۰): كتاب العتق: باب: في فضل العتق في الصحة، حديث (۳۹۶۸)، و النسائي (۶/۲۳۸): كتاب الوصايا: باب: الكراهية في تاخير الوصية، حديث (۳۶۱۴)، واحمد (۵/۱۹۶، ۱۹۷)، (۶/۴۴۸)، و الدارمي (۲/۴۱۳): كتاب الوصايا: باب: من احب الوصية ومن كره، وعبد بن حميد (۹۹)، حديث (۲۰۲)، من طريق ابواسحاق، عن ابى حبيبة الطائى، فذكره۔

◆◆ حضرت ابوحبیبہ طائی بیان کرتے ہیں: میرے بھائی نے مجھے اپنے مال کے ایک حصے کے بارے میں وصیت کی' میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے یہ کہا: میرے بھائی نے مجھے اپنے مال کے ایک حصے کے بارے میں وصیت کی ہے' تو آپ میرے لیے کیا مناسب سمجھتے ہیں: میں اسے غریبوں اور مسکینوں میں یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں پر خرچ کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے' تو میں کسی بھی شخص کو مجاہدین کے برابر نہیں سمجھتا لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مرتے ہوئے غلام کو آزاد کرے' تو اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی شخص نے بھرے ہوئے پیٹ والے شخص کو کوئی (کھانے کی) چیز تحفے کے طور پر دی ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2050 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ بَرِيرَةَ جَائَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي اِلَى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ لِيْ وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَائَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَلْتَفْعَلْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِي فَاَعْتِقِي فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ ان کے پاس مدد مانگنے کے لیے آئی تا کہ وہ اس کی کتابت کا معاوضہ ادا کریں کیونکہ وہ اپنی کتابت کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کر سکتی تھی تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اگر وہ پسند کرے تو میں تمہاری کتابت کا معاوضہ تمہاری طرف سے ادا کر دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق میرے پاس رہے گا۔ بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالک سے کیا' تو انہوں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے یہ کہا: اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں' تو وہ تمہاری طرف سے ادائیگی کر سکتی ہیں لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل رہے گا' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو

2050- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/ ۷۸۰، ۷۸۱): كتاب العتق و الولاء: باب مصير الولاء لمن اعتق' حديث (۱۷)' و البخاري (۱/ ۶۵۵): كتاب الصلاة: باب: ذكر البيع و الشراء على المنبر في المسجد' حديث (۴۵۶)' و اطرافه في : (۱۴۹۳، ۲۱۵۵، ۲۱۶۸، ۲۵۳۶، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۷۸، ۲۷۱۷، ۲۷۲۶، ۲۷۲۹، ۲۷۳۵، ۵۰۹۷، ۵۲۷۹، ۵۲۸۴، ۵۴۳۰، ۶۷۱۷، ۶۷۵۱، ۶۷۵۴، ۶۷۵۸، ۶۷۶۰)- و مسلم (۲/ ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳): كتاب العتق: باب: انما الولاء لمن اعتق' حديث (۶، ۷، ۸، ۹/ ۱۵۰۴)' و ابو داؤد (۱/ ۶۷۸): كتاب الطلاق: باب: في المملوكة تعتق و هي تحت حر او عبد' حديث (۲۲۳۳)' (۲/ ۴۱۵): كتاب العتق: باب: في بيع المكاتب اذا فسخت الكتابة' حديث (۳۹۲۹، ۳۹۳۰)' و النسائي (۶/ ۱۶۴، ۱۶۵): كتاب الطلاق: باب: خيار الامة تعتق وزوجها مملوك' حديث (۳۴۵۱، ۳۴۵۲)' (۷/ ۳۰۵، ۳۰۶): كتاب البيوع: باب: بيع المكاتب' حديث (۴۶۵۵)' باب: المكاتب يباع قبل ان يقضي من كتابته شيئاً' حديث (۴۶۵۶)' و ابن ماجه (۲/ ۸۴۲، ۸۴۳): كتاب العتق: باب: المكاتب' حديث (۲۵۲۱)' و احمد (۶/ ۳۳، ۸۱، ۱۷۰، ۱۸۳، ۲۰۶، ۲۱۳، ۲۶۹، ۲۷۱)' من طريق عروة بن الزبير' فذكره۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اسے خرید کر آزاد کردو، کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو ملتا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ اس طرح کی شرطیں عائد کرتے ہیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے، جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو، تو اسے اس کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا، اگرچہ اس نے سو مرتبہ شرط عائد کی ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی گئی ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی ولاء کا حق اس (غلام یا کنیز) کے آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

شرح

وفات کے وقت صدقہ وخیرات کرنا اور غلام آزاد کرنا

جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے، مرض وفات کا شکار ہو جائے اور موت سامنے دکھائی دے رہی ہو۔ اس وقت وہ کوئی چیز بطور صدقہ وخیرات غرباء کو دے یا غلام آزاد کرے، اس کی یہ نیکی معتبر اور قابل ثواب تو ہوگی لیکن اسے اعلیٰ قسم کی عبادت یا نیکی نہیں کہا جا سکتا۔ اس نیکی کی حیثیت اس شخص کی نیکی سے مختلف نہیں ہے، جو پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتا ہے اور باقی ماندہ کھانا غرباء میں تقسیم کر دیتا ہے۔ تاہم اعلیٰ اور کمال درجہ کی ریاضت یہ ہے کہ وہ جوانی کے عالم میں یا مرض وفات میں مبتلا ہونے سے قبل مساکین کے ساتھ کوئی مالی معاونت کرنے، صدقہ وخیرات کرنے اور یا غلام آزاد کرنے کی نیکی انجام دیتا۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں قرآنی نصوص کے منافی شرائط عائد نہیں کرنی چاہیے۔ نیز غلام کی ولاء اس کے آزاد کنندہ کو ملے گی، آزاد کنندہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔



کِتَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ولاء اور ہبہ کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ

باب 1: ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے

2051 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِىَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ اَوْ لِمَنْ وَّلِيَ النِّعْمَةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا' اس کے مالکان نے ولاء کی شرط رکھی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولاء کا حق اس کو ہوتا ہے' جو قیمت ادا کرتا ہے۔ (راوی کو شک ہے: شاید یہ الفاظ ہیں) جو نعمت کا مالک ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

ولاء اور ہبہ کا مسئلہ

جب کوئی شخص اپنا غلام یا کنیز آزاد کرے تو ان کی وراثت آزاد کرنے والے کو ملے گی بشرطیکہ ان کے ورثاء میں سے ذوی الفروض اور عصبہ نسبی وغیرہ موجود نہ ہو' اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد شدہ آزاد کنندہ کے خاندان کا ایک مستقل فرد قرار پاتا ہے اور خاندان کے لوگ اس کی معاونت و نصرت کرتے ہیں۔ جب آزاد شدہ کا کوئی قریبی وارث موجود نہ ہو' تو آزاد کنندہ اس کا وارث بنتا ہے اور

وہ بھی نہ ہو تو خاندان کے لوگ اس کی وراثت کے حقدار بنتے ہیں۔ آزاد شدہ غلام یا کنیز کی وراثت کو ''ولاء'' اور کسی معاوضہ کے بغیر محض ثواب کی نیت سے (خواہ ثواب مقصود نہیں ہو) کسی کو کوئی چیز دینے کو ''ہبہ'' کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

باب 2: ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت

2052 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّيُرْوٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَوَدِدْتُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِيْنَارٍ حِيْنَ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَذِنَ لِيْ حَتّٰى كُنْتُ اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاُقَبِّلُ رَاْسَهٗ وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَهْمٌ وَّهِمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ وَّالصَّحِيْحُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَتَفَرَّدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے یا ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن دینار کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے' نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شعبہ' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شعبہ فرماتے ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ عبداللہ بن دینار نے جب اس حدیث کو بیان کیا' تو وہ مجھے اجازت دیتے اور میں ان کے سامنے کھڑا ہو کر ان کے سر کو بوسہ دیتا۔

یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ وہم پر مشتمل ہے' جس کے بارے میں یحییٰ بن سلیم نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔

صحیح روایت یہ ہے: یہ عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے' عبداللہ بن دینار کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

2052- اخرجه النسائي (۳۰۶/۷) كتاب البيوع: باب: بيع الولاء' حديث (۴۶۵۷' ۴۶۵۸' ۴۶۵۹)۔

کئی راویوں نے اسے عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار منفرد ہیں۔

شرح

ولاء اور ہبہ فروخت کرنے کی ممانعت

ولاء ایک حق میراث ہے‘ جو آزاد کنندہ کو غلام یا کنیز کے آزاد کرنے کے سبب ملتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پا جائے تو اس کے ورثاء میں سے کوئی ذوی الفروض اور عصبہ نسبی موجود نہ ہو‘ اس صورت میں آزاد کنندہ عصبہ سببی بن کر وراثت وصول کرتا ہے۔ اہل عرب اپنا حق ولاء اور ہبہ کی خرید وفروخت کے عادی تھے‘ جس میں کئی ایک قباحتیں تھیں‘ ان کے خاتمہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی خرید وفروخت سے منع کر دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ اَوِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ

باب 3: جو شخص اپنے آپ کو آزاد کرنے والے کے علاوہ‘ یا اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے منسوب کرے

2053 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ

متنِ حدیث: مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ صَحِيفَةٌ فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِّنَ الْجِرَاحَاتِ فَقَدْ كَذَبَ وَقَالَ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2053-اخرجه البخاری (٤/١٩٧): كتاب فضائل المدينة: باب: حرم المدينة، حديث (١٨٧٠)، (٦/٣١٥)، كتاب الجزية و الموادعة: باب: ذمة المسلمين و جوارهم واحدة، يسعى بها ادناهم، حديث (٣١٧٢)، (٣٢٢، ٣٢٣): كتاب الجزية الموادعة: باب: اثم من عاهد ثم غدر، حديث (٣١٧٩)، (١٢/٤٢، ٤٣): كتاب الفرائض: باب: اثم من تبرا من مواليه، حديث (٦٧٥٥)، (١٣/٢٨٩، ٢٩٠): كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب: مايكره من التعمق و التنازع و الغلو في الدين و البدع، حديث (٧٣٠٠)، ومسلم (٢/٩٩٤، ٩٩٥): كتاب الحج: باب: فضل المدينة، ودعاء النبي صلى الله عليه وسلم فيها بالبركة، حديث (١٣٧٠/٤٦٧)، (٢/١١٤٧): كتاب العتق: باب: تحريم تولي العتيق غير مواليه، حديث (١٣٧٠/٢٠)، و ابوداؤد (١/٦٢٠، ٦٢١): كتاب المناسك: باب: في تحريم المدينة، حديث (٢٠٣٤)- من طريق ابراهيم التيمي، عن ابيه، فذكره-

◄► ابراہیم تیمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز ہے' جس کو ہم پڑھ کے (لوگوں کو باتیں سناتے ہیں) تو ایسا نہیں ہے۔ ہمارے پاس صرف اللہ کی کتاب ہے اور یہ صحیفہ ہے' جس میں اونٹوں کی دیت اور کچھ زخموں سے متعلق احکام ہیں جو شخص ایسا سمجھتا ہے' وہ غلط سمجھتا ہے اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مدینہ منورہ "عیر" سے "ثور" تک حرم ہے' جو شخص یہاں پہ کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا' تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔ اور اس میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ جو شخص اپنے باپ یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرے' تو اس پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی اور اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں ہوگی اور مسلمانوں کی دی ہوئی پناہ یکساں حیثیت رکھتی ہے ان کا عام فرد بھی اسے پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔

بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے ابراہیم تیمی کے حوالے سے حارث بن سوید کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

غیر آقا اور غیر باپ کی طرف منسوب کرنے کی ممانعت و وعید

ابتدائی دور سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا کہ آزاد شدہ غلام اپنی نسبت آزاد کنندہ کی طرف یا اس کے خاندان کی طرف کرتا تھا لیکن بعض آزاد شدہ اپنی نسبت غیر آقا کی طرف کرتے اور ان سے دوستی قائم کر لیتے تھے۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اپنا نسب نامہ بدل دینے یعنی حقیقی باپ کی جگہ دوسرے شخص (لے پالک وغیرہ کا) نام استعمال کرنا یا خاندان تبدیل کرنے کی ممانعت فرما دی ہے۔ مثلاً غیر سید کا اپنے آپ کو "سید" قرار دینا حرام ہے۔

حدیث باب کے حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

۱- اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنے کی وعید: جو شخص اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

۲- ثور (پہاڑ): یہ پہاڑ کہاں ہے؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) مکہ میں ہے

(۲) یہ پہاڑ مدینہ میں بھی ہے۔ مفہوم حدیث: مکہ کے حرم کی طرح مدینہ کا بھی حرم ہے۔ عیر اور ثور دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جگہ مقدس و قابل احترام ہے۔ جہاں شکار کرنا' گھاس کاٹنا اور کسی جانور کو مارنا منع ہے۔

حرم مکہ اور حرم مدینہ کا حکم: حرم مکہ اور حرم مدینہ دونوں یکساں ہیں یا مختلف؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام مالک‘ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں حرم درجہ کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ تاہم حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ حرم مدینہ میں شکار کی جزاء واجب قرار نہیں دیتے۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دونوں حرم کا درجہ مختلف ہے‘ حرم مدینہ طیبہ کو سرکاری چراگاہ کا درجہ حاصل ہے۔

۳- حدث کا مفہوم: اس کا لغوی معنی ہے: نئی بات۔ اس کا شرعی معنی ہے: وہ نئی چیز جو قرآن وحدیث کی نصوص سے متصادم ہو‘ یہ حرام ہے اور اس کا ارتکاب بھی حرام ہے۔ اگر وہ قرآن وحدیث کی نصوص سے متصادم نہ ہو‘ وہ حرام نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: معصیت‘ غلط اور برا کام ہر جگہ حرام ہوتا ہے جبکہ جائز عمل ہر جگہ روا ہوتا ہے۔ تاہم مقامات مقدسہ میں برے کام کے ارتکاب کی برائی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً جھوٹ بولنا اور شراب پینا دونوں امور ہر جگہ حرام ہیں لیکن مسجد میں جھوٹ بکنا اور شراب پینا زیادہ گناہ ہیں۔

۴- صرف وعدل کا مفہوم: لفظ صرف کا حقیقی معنی ہے خرچ کرنا‘ استعمال میں لانا۔ اس کا مجازی معنی ہے کہ غیر واجب چیز کو اپنی ذات پر لازم کر لینا‘ مراد نفلی عبادت ہے۔ لفظ عدل کا لغوی معنی ہے: برابر۔ مجازی معنی ہے: لازم وضروری امر کو پورا کر کے بری الذمہ ہو جانا۔ مراد فرض عبادت ہے۔ مطلب یہ ہے‘ جو شخص غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے‘ تو اس پر اللہ تعالیٰ‘ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ علاوہ ازیں قیامت کے دن اس کی نفلی اور فرض عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِيْ مِنْ وَّلَدِهٖ

باب 4: جو شخص اپنی اولاد کی نفی کر دے

2054 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيْهَا اَوْرَقُ قَالَ نَعَمْ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ اَنّٰى اَتَاهَا ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهَا قَالَ فَهٰذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ فام لڑکے کو جنم دیا ہے‘ نبی اکرم ﷺ نے اس سے

2054- اخرجه مسلم (۲/۱۱۳۷): كتاب اللعان‘ حديث (۱۵۰۰/۱۹۰۱۸)‘ و ابوداؤد (۱/۶۸۷): كتاب الطلاق: باب: اذا شك في الولد‘ حديث (۲۲۶۰)‘ و النسائي (۶/۱۷۸‘ ۱۷۹): كتاب الطلاق: باب: اذا عرض بامراته و شكت في ولده و اراد الانتفاء منه‘ حديث (۳۴۷۸‘ ۳۴۷۹‘ ۳۴۸۰)‘ و ابن ماجه (۱/۶۴۵) كتاب النكاح: باب: الرجل يشك في ولده‘ حديث (۲۰۰۲)‘ من طريق الزهري‘ عن سعيد بن المسيب۔

دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں' اس نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کے رنگ کیا ہیں' اس نے جواب دیا: سرخ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ان میں خاکستری بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کہاں سے آ گیا' اس نے عرض کی: ہوسکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ہوسکتا ہے: اسے بھی (یعنی تمہارے بچے کو بھی) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرنا

گزشتہ باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرنا حرام ہے اور ایسی حرکت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ حدیث باب میں اس کے برعکس مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ باپ کا اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرنا بھی حرام ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ سفید تھا اور ان کے ہاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ جن کا رنگ گندمی تھا اور لوگ مختلف رنگ دیکھ کر آپ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ ایک قیافہ شناس نے محض پاؤں دیکھ کر دونوں کو باپ بیٹا قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اور بیٹے کا ہم رنگ اور ہم شکل ہونا کوئی ضروری نہیں ہے' کیونکہ بعض اوقات نومولود کسی خاندانی بزرگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور شکل وصورت اپنا لیتا ہے۔ کسی دلیل قوی کے بغیر محض قیافہ یا شک کی بنا پر اولاد کا انکار کرنا اسی طرح حرام ہے' جس طرح اولاد کا اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَافَةِ

باب 5: قیافہ شناسی کا بیان

2055 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ اٰنِفًا اِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ هٰذِهِ الْاَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى ابْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ وَزَادَ فِيْهِ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا مَرَّ عَلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ

2055- اخرجه البخاری (۱۲/۵۷): كتاب الفرائض: باب: القائف، حديث (۶۷۷۰، ۶۷۷۱)، ومسلم (۲/۱۰۸۱، ۱۰۸۲): كتاب الرضاع: باب: العمل بالحاق القائف الولد، حديث (۳۸، ۳۹، ۱۴۵۹/۴۰)، و ابو داؤد (۱/۶۸۷): كتاب الطلاق: باب: في القافة، حديث (۲۲۶۷)، والنسائی (۶/۱۸۵): كتاب الطلاق: باب: القافة، حديث (۳۴۹۳، ۳۴۹۴)، و ابن ماجه (۲/۷۸۷): كتاب الاحكام: باب: القافة، حديث (۲۳۴۹)- من طريق سفيان، عن الزهری، عن عروة به۔

الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَّهٰكَذَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ اِقَامَةِ اَمْرِ الْقَافَةِ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ بہت خوش تھے خوشی آپ ﷺ کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں پتہ ہے؟ قیافہ شناس شخص نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھ کر کیا کہا ہے؟ اس نے کہا ہے: یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے عروہ کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے: قیافہ شناس زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کے پاس سے گزرا ان دونوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور ان کے پاؤں ظاہر ہو رہے تھے' تو وہ بولا: یہ پاؤں باپ بیٹے کے ہیں۔

یہی روایت سعید بن عبدالرحمٰن اور دیگر راویوں نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ یعنی قیافہ شناسی کے ذریعے حکم جاری کیا جاسکتا ہے۔

شرح

قیافہ شناسی سے ثبوت نسب میں مذاہب آئمہ

قیافہ شناسی کا مطلب یہ ہے کہ نومولود کے رنگ' شکل وصورت اور پاؤں کو دیکھ کر نسب کی صحت یا عدم صحت کا حکم لگانا۔ قیافہ شناسی دلیل ظنی ہے' جس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

سوال یہ ہے کہ قیافہ شناسی سے نسبت ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قیافہ شناسی کا اعتبار ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیافہ شناس (مجزز) کی بات کو معتبر قرار دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ خوش خوش گھر تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوشخبری بھی سنائی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیافہ شناسی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ آپ نے اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے۔ ''اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ'' ''بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔'' اسی طرح کسی اگر شخص نے اپنی بیوی تصور کرتے ہوئے غیر عورت سے جماع کر لیا تو وہ شخص بچے کا باپ نہیں بنے گا۔ تاہم اگر دو شخصوں کی ملک میں لونڈی ہو اور وہ دونوں اس سے جماع کرتے ہیں' بچہ پیدا ہونے کی صورت میں وہ دونوں کا ہوگا۔ بچہ دونوں کا وارث بنے گا اور وہ دونوں باپ کی حیثیت سے اس کے وارث بنیں گے اور وراثت پائیں گے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب میں جو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا مذکور ہے' وہ خوشی قیافہ شناس پر اعتبار کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے منہ بولے بیٹے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے محبوب تھے۔ ان کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے لوگ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تو آپ پر گراں گزرتا تھا۔ اب قیافہ شناس (مجزز) کے بتانے سے کم از کم لوگوں کے منہ تو بند ہوں گے۔

علاوہ ازیں اگر قیافہ شناسی معتبر ہوتی تو اس کے ذریعے پکڑے جانے والے چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا ملنی چاہیے تھی حالانکہ اس بات پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ قیافہ شناسی کی بنا پر پکڑے جانے والے چور کو سزا دینا درست نہیں ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ قیافہ شناسی غیر معتبر ہے۔

بَابُ فِيْ حَثِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّهَادِيْ

باب 6: نبی اکرم ﷺ کا ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے بارے میں ترغیب دینا

2056 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَعْشَرٍ اسْمُهٗ نَجِيْحٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو کیونکہ تحفے دل کی ناراضگی کو دور کر دیتے ہیں اور کوئی بھی عورت اپنی پڑوسن کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا پایہ (پاؤں) ہو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

ابو معشر نامی راوی کا نام نجیح ہے یہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

بعض اہلِ علم نے ان کے حافظے کے حوالے سے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شرح

ہدیہ لینے دینے کی اہمیت

اسلام محبت اور پیار والا دین ہے' جس میں باہم محبت پیدا کرنے والے امور کی تعلیم دی گئی ہے مثلاً سلام کرنا' سلام کا جواب دینا' مریض کی عیادت کرنا' کسی معاملہ میں کسی کے کام آنا' چھوٹوں پر شفقت کرنا اور بڑوں کا ادب واحترام کرنا۔ ان میں سے ایک چیز حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ وہ ہے کسی کو "ہدیہ" پیش کرنا یا ہدیہ قبول کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم باہم ہدیہ دیا کرو' کیونکہ اس سے دل کی کدورت ختم ہو جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَهَادُوْا تَحَابُّوْا۔ تم باہم ہدیہ دو' اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حدیث باب کے بعد والے جملہ میں ایک

اہم سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہدیہ اتنی اہمیت کی حامل چیز ہے' جس سے دلوں کی کدورت ختم ہو جاتی ہے اور باہم محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے یہ دولت کوئی اہم اور قیمتی چیز بطور "ہدیہ" پیش کرنے سے حاصل ہوتی ہو؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ دولت کوئی بڑی یا قیمتی چیز بطور ہدیہ پیش کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ معمولی سے معمولی چیز پیش کرنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے مثلاً کسی کے پاس بکری کے پائے ہوں وہ انہیں کسی کو بطور "ہدیہ" پیش کر دے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ الرُّجُوْعِ فِی الْهِبَةِ

باب 7: ہبہ کو واپس لینا مکروہ ہے

2057 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْاَزْرَقُ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُكْتِبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَثَلُ الَّذِیْ يُعْطِی الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَالْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِیْ قَيْئِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے: جب وہ کچھ کھائے اور سیر ہو جائے' تو قے کر دے پھر اسے دوبارہ چاٹ لے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2058 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِیْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَّرْفَعَانِ الْحَدِيْثَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّعْطِیَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِی وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِیْ يُعْطِی الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَيْئِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ الشَّافِعِیُّ لَا يَحِلُّ لِمَنْ وَّهَبَ هِبَةً اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْمَا اَعْطٰى وَلَدَهٗ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے: وہ کوئی عطیہ دینے کے بعد اسے واپس لے' سوائے والد کے' جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے اور جو شخص کوئی عطیہ دے کر اسے واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے' جو کچھ کھاتا ہے اور جب وہ سیر ہو جاتا ہے' تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اس قے کو چاٹ لیتا ہے۔

2057- اخرجه ابو داؤد (٣/ ٢١٣): كتاب البيوع: باب: الرجوع في الهبة' حديث (٣٥٣٩)' و النسائي (٦/ ٢٠٥): كتاب الهبة: باب: رجوع الوالد فيما يعطي ولده' حديث (٣٦٩٠)' و ابن ماجه (٢/ ٧٩٥): كتاب الهبات: باب: من اعطى ولده ثم رجع فيه' حديث (٢٣٧٧)' و احمد (١/ ٢٣٧)' (٢/ ٢٧' ٨٧)- من طريق طاؤس' فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص کوئی چیز ہبہ کرے اس کے لیے اسے واپس لینا جائز نہیں ہے' البتہ والد کو اس بات کا حق حاصل ہے: اس نے اپنی اولاد کو جو دیا ہو' اسے واپس لے سکتا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

شرح

ہدیہ دینے کے بعد رجوع کرنے میں مذاہب آئمہ

باپ اگر بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے تو وہ بلا کراہت رجوع کر سکتا ہے' کیونکہ باپ سرپرست ہے اور باپ بیٹا میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص کسی کو بطور ہدیہ چیز پیش کر کے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سات موانع میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو' تو کراہت تحریمی کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے۔ وہ سات موانع درج ذیل ہیں:

۱- زیادت متصلہ: موہوب لہ نے موہوب بہ کے ساتھ کسی چیز کا اضافہ کر دیا ہو مثلاً کسی نے کتاب "ہبہ" کی اور موہوب لہ نے وہ جلد کروالی۔ اس میں رجوع نہیں ہو سکتا۔

۲- موت: جب موہوب لہ وفات پا جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۳- عوض: موہوب لہ نے بھی موہوب بہ کے عوض کوئی چیز "ہبہ" کی ہو' تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۴- خروج: موہوب بہ چیز موہوب لہ کی ملکیت سے خارج ہو جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۵- زوجیت: زوجین باہم ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کریں تو رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

۶- قرابت محرمہ: واہب اور موہوب لہ کے درمیان ایسا رشتہ ہو کہ ان کا باہم نکاح ممکن نہ ہو' تو رجوع کرنا جائز نہیں ہے مثلاً بہن اور بھائی

۷- ہلاکت: موہوب بہ ہلاک ہو جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باپ بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے رجوع کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے لیے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں مثال کے ساتھ عدم رجوع کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے۔ کوئی چیز ہبہ کر کے رجوع کرنا اس طرح ہے کہ جس طرح کتا سیر ہو کر کھانا کھاتا ہے پھر قے کر کے اسے دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں کوئی حلال و حرام کا مسئلہ نہیں بیان کیا گیا بلکہ بایں الفاظ استثنیٰ بیان کیا گیا ہے: لَا تَحِلُّ: یعنی باپ موہوب بہ میں رجوع کر سکتا ہے۔

كِتَابُ الْقَدَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

تقدیر کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

قدر وتقدیر کا مفہوم

لفظ قدر و تقدیر کا لغوی معنی ہے: اندازہ لگانا' حکم لگانا' فیصلہ کرنا۔ اس کا شرعی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ نے روز اول میں اپنے علم ازلی کے مطابق کائنات چلانے کا جو نظام تشکیل دیا تھا' کا نام ہے۔ اسے "تقدیر الٰہی" بھی کہا جاتا ہے اور دونوں الفاظ مترادف ہیں۔

قضاء وقدر میں فرق

سوال یہ ہے کہ قضاء وقدر میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) قضاء وقدر ایک حقیقت کے دو نام ہیں

(۲) حکم ازلی کو قضاء اور اس کے وقوع کا نام قدر ہے

(۳) قدر و تقدیر کائنات کے نظام کی تشکیل کا نام ہے اور قضاء اس کے وقوع کا نام ہے۔

اقسام تقدیر:

تقدیر کی دو اقسام ہیں: (۱) تقدیر خیر (۲) تقدیر شر۔ حدیث جبریل علیہ السلام کے الفاظ ہیں: تُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ یعنی اچھی اور بری تقدیر بھی ایمانیات سے متعلق ہے۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھنا بھی اسلامی عقائد وافکار کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکم اول خیر پر مبنی ہے لیکن خیر وشر کی طرف اس کی تقسیم انسانوں کے اعتبار سے ہے۔ جو لوگ نیکی کرنے والے تھے' ان کے لیے تقدیر خیر اور جو برائی کرنے والے تھے' ان کے لیے تقدیر شر مقدر فرما دی گئی۔ اسی طرح اعمال صالحہ دخول جنت کا باعث ہیں۔ یہ انسان کے لیے نافع ہیں اور انہیں خیر قرار دیا جاتا ہے۔ اعمال سیۂ انسان کے لیے دخول جہنم کا باعث ہیں۔ وہ انسان کے لیے نقصان دہ ہیں' لہٰذا انہیں شر قرار دیا جاتا ہے۔ الغرض لوگ جو اعمال خیر اور اعمال شر کرنے والے تھے' اسی کے مطابق لکھ دیے گئے اور تقدیر کو خیر وشر میں تقسیم کر دیا گیا۔

تقدیر کی وسعت

تقدیر کا دائرہ تمام کائنات پر حاوی ہے اور کائنات کا کوئی ذرہ اس سے خارج نہیں ہے۔ تقدیر محض اجمالی نہیں ہے' بلکہ تفصیلی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے متعلق ہے حتیٰ کہ انسان کا ناکارہ ہونا اور ہوشیار

ہونا بھی۔ (صحیح مسلم) دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جھاڑ پھونک کرواتے ہیں' دوائیوں سے اپنا علاج کرتے ہیں اور اجتناب کی تدابیر اختیار کرتے ہیں' تو کیا ان سے تقدیر ٹل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ سب چیزیں تقدیر کا حصہ ہیں۔'' الغرض تمام افعال واعمال خواہ خیر ہوں یا شر سب کے سب تقدیر میں شامل ہیں۔

تقدیر کی ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے' اس پر کوئی چیز واجب وضروری نہیں ہے اور نہ وہ کسی معاملہ میں کسی کا پابند ہے۔ وہ پوری کائنات میں جس طرح چاہے تصرف فرماسکتا ہے۔ اگر تمام لوگ اس کے فرمانبردار بن جائیں تو اس کی شان میں اضافہ نہیں ہوسکتا اور اگر تمام نافرمان بن جائیں تو اس کی عظمت میں کمی نہیں ہوسکتی۔ تقدیر کی ضرورت واہمیت اس سے واضح ہوجاتی ہے کہ انسان اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کرے۔ اعمال صالحہ اختیار کرے اور اعمال بد سے احتراز کرے۔

مسئلہ تقدیر آسان ترین ہونا

مسئلہ تقدیر کا تعلق عقائد وافکار سے ہے' عقائد وافکار کا تعلق۔ ایمانیات سے ہے اور ایمانیات کا تعلق قلوب سے ہے۔ اس کے برعکس اعمال کا تعلق اعضاء وجوارح سے ہے۔ دین نے انسان کے لیے آسان ترین راستہ یہ تجویز کیا ہے کہ وہ عقائد پر کاربند رہتے ہوئے اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے اور لایعنی سوالات کا دروازہ ہمیشہ بند رکھے۔ اس طرح مسئلہ تقدیر آسان ترین قرار پاتا ہے۔

مسئلہ تقدیر پر مشکل بننے کی وجہ

درحقیقت مسئلہ تقدیر صفات باری تعالیٰ سے متعلق ہے۔ صفات الٰہی کی حقیقت تک پہنچنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم کسی حد تک انسان صفات الٰہی تک رسائی حاصل کرسکتا ہے اور اس حد سے آگے بڑھنا انسان کے لیے نافع نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کی بھی ایک حد ہے جہاں تک انسان رسائی حاصل کرسکتا ہے اور اس سے آگے تجاوز کرنے کی نہ تو اسے اجازت ہے اور نہ اس میں طاقت ہے۔ انسان ایک حد تک رکنے کا عادی نہیں ہے۔ جس وجہ سے وہ تقدیر کی حد کو بھی پھلانگنے کی سعی کرتا ہے اور اسی ناکام کوشش نے انسان کے لیے مسئلہ تقدیر مشکل ترین بنادیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب لوگوں کے لیے جہنمی یا جنتی ہونا لکھا جاچکا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر کیا ہم نوشتہ پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی عمل کرنے سے رک جائیں؟ آپ نے فرمایا: تم عمل کیے جاؤ' ہر انسان کے لیے وہی عمل آسان کیا گیا ہے' جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ نیک بخت کو اعمال صالحہ کرنے کی طاقت ملتی ہے اور بدقسمت کو برے اعمال کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۸۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوال کا جواب دینے کے بجائے انہیں عبادات واعمال صالحہ اختیار کرنے کی ترغیب دی کیونکہ مسئلہ تقدیر جہاں تک آپ نے بتایا تھا اسی حد تک سمجھا جاسکتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان کا طاقت سے زیادہ کوشش کرنا لایعنی سوالات کا دروازہ کھولنا اور فضول ابحاث کا شکار ہونا' مسئلہ تقدیر کے مشکل ہونے کا باعث بنا' لہٰذا ان امور سے احتراز ازبس ضروری ہے۔

تقدیر کے موافق عمل کرنے پر انسان کا مجبور نہ ہونا

یہ بات قطعاً درست نہیں ہے کہ جس طرح تقدیر میں لکھا جا چکا ہے' اسی طرح انسان کرنے پر مجبور ہے اور اعمال بد کرنے کی وجہ سے وہ مجرم قرار نہ پائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسان اعمال خیر وشر کرنے والا تھا' اسی کے مطابق تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور اور اختیار دیا ہے کہ وہ اعمال خیر کو سمجھے اور انہیں انجام دے۔ اسی طرح اعمال بد کو سمجھے اور ان سے احتراز کرنے کی کوشش کرے۔

تقدیر پر ایمان رکھنے کے فوائد

تقدیر پر ایمان رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں چند یہ ہیں:

(۱) تقدیر کے مطابق از اول تا آخر کائنات کا تمام نظام مرتب ومنظم ہے۔ اس کی ترتیب وتشکیل اپنے خالق ومالک کی متقاضی ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کا عقیدہ توحید مضبوط ومستحکم ہوتا ہے۔ مسئلہ تقدیر کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے۔

(۲) تقدیر پر ایمان رکھنے کی وجہ سے انسان میں یہ شعور پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اعمال کا حساب دینا ہے اور اپنے اعمال خواہ صالحہ ہوں یا طالحہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری یقینی ہے۔ اس طرح انسان میں یہ شعور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ نیک اعمال انجام دے اور اعمال بد سے اجتناب کرے۔

تقدیر کے منکر کا حکم

مسئلہ تقدیر کا شمار اسلامی عقائد وافکار میں ہوتا ہے اور اس پر ایمان رکھنا ایمانیات کا حصہ ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔ مسئلہ تقدیر کے انکار کرنے والے لوگوں کو اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے اور ان سے معاشرتی بائیکاٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ منکرین میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کی جائے' مر جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے اور ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ کوئی آدمی اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب جنت میں داخل ہوگا۔ قرآن و حدیث کی کثیر نصوص سے ثابت ہے کہ اعمال خیر کی وجہ سے آدمی جنت میں جائے گا اور اعمال سیۂ کی سبب جہنم میں جائے گا۔ اس طرح یہ نصوص' حدیث اول سے متعارض ہیں؟

جواب: بعض مسائل ذو جہتین ہوتے ہیں۔ دونوں جہتوں کے احکام مختلف ہوتے ہیں اور دونوں جہتوں کے احکام کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو مسئلہ کا حل ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسی ہی صورت درپیش ہے۔ پہلی روایت میں عقیدہ کی بات بیان کی گئی ہے اور نصوص قرآن وحدیث میں اسباب بیان ہوئے ہیں جو عمل کے لیے ہوتے ہیں اور مؤثر ومسبب الاسباب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس طرح محض اشیاء خورد ونوش سے انسان کو شکم سیری اور سیرابی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ درحقیقت اللہ کی مشیت سے شکم سیری اور سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ اصل ہے اور اس کے بغیر مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ تاہم شکم سیری اور سیرابی کے اسباب

اختیار کرنا ازبس ضروری ہیں، جو عمل کے لیے ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدَرِ

باب1: تقدیر کے بارے میں بحث کرنے کی شدید ممانعت

2059 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِئَ فِيْ وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَلَّا تَتَنَازَعُوْا فِيْهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ صَالِحِ الْمُرِّيِّ

توضیح راوی: وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ لَهٗ غَرَائِبُ يَنْفَرِدُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت تقدیر کے موضوع پر بحث کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ غصہ میں آ گئے، یہاں تک کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا یوں جیسے انار کے دانوں کا عرق نچوڑ دیا گیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ یا اس لیے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہے؟ تم سے پہلے کے لوگ اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے جب انہوں نے اس معاملے میں اختلاف کیا۔ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں، آئندہ اس بارے میں بحث نہ کرنا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو صالح مری سے منقول ہے اور ان سے دیگر کئی غریب روایات منقول ہیں، جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔ ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

شرح

تقدیر میں بحث و تکرار کی ممانعت کی وجہ

حدیث باب میں تقدیر کے بارے میں بحث و تکرار کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ تقدیر کے بارے میں سوال کرنا نہیں ہے، کیونکہ تقدیر کے بارے میں سوالات تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی کیے تھے۔ دراصل اس کی وجہ تقدیر کو اپنے عقل کے دائرہ میں لانا، دلائل عقلیہ سے اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا اور اس بارے میں فضول بحث و تکرار کرنا ہے۔ تقدیر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی حقیقت تک پہنچنا انسانی طاقت سے باہر اور محال ہے۔ اس کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو افراط و تفریط کا شکار ہو کر قدری یا جبری بن جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔

منکرین تقدیر کے مشہور فرقے

حدیث باب میں اس حقیقت کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ پہلی امتوں کے لوگ تقدیر کے بارے میں بحث وتکرار کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے تھے۔ امت محمدیہ کے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کا سبب بھی تقدیر میں فضول بحث وتکرار بنا ہے۔ وہ گمراہ دو مشہور فرقے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ فرقہ قدریہ: یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہو کر گمراہ ہوا۔ انہوں نے کہا: الامر انف: معاملہ اچھوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کا نظام پہلے سے طے شدہ نہیں ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ کسی کام کے وقوع پذیر ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا، انسان اپنے اعمال کا خالق ہے، اس کے مکلف ہونے کی وجہ یہی ہے اور وہ اپنے اعمال وافعال کا خود ذمہ دار ہے۔ یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ''قدریہ'' کہلاتا ہے، جو حقیقت میں قدریہ نہیں ہے، بلکہ لاقدریہ ہے۔

۲۔ فرقہ جبریہ: تقدیر کا انکار کر کے گمراہی کا راستہ اختیار کرنے والا یہ دوسرا فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کا نظام طے شدہ ہے، جو ہو کر رہے گا۔ انسان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے، بلکہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے۔ پتھر کی طرح اسے جہاں چاہیں اٹھا کر رکھ سکتے ہیں۔ ایمان وکفر اور اعمال خیر واعمال سیۂ کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ جب انسان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو اسے جزا وسزا کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، حالانکہ انسان کو اپنے افعال کا پوری دنیا ذمہ دار قرار دیتی ہے جبکہ جانوروں کو ان کے افعال کے بارے میں کوئی بھی ذمہ دار قرار نہیں دیتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض نہیں ہے، بلکہ اپنے افعال کا مالک ومختار اور ذمہ دار ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حِجَاجِ اٰدَمَ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَام

باب 2: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بحث

2060 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَبِیبِ بْنِ عَرَبِیٍّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی یَا اٰدَمُ اَنْتَ الَّذِیْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیكَ مِنْ رُّوْحِهٖ اَغْوَیْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ اٰدَمُ وَاَنْتَ مُوْسَی الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهٖ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی عَمَلٍ عَمِلْتُهٗ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ قَالَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجُنْدَبٍ

وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنِ الْاَعْمَشِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی بَعْضُ اَصْحَابِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان بحث ہوگئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے حضرت آدم! آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ذریعے پیدا کیا۔ آپ میں اپنی روح کو پھونکا اور آپ نے لوگوں کو گمراہ کروا دیا اور انہیں جنت سے نکلوا دیا نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حضرت آدم نے فرمایا: آپ وہی حضرت موسیٰ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لیے منتخب کیا' کیا آپ ایک ایسے عمل کے بارے میں مجھے ملامت کررہے ہیں؟ جو میں نے کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی میرے مقدر میں لکھ دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس طرح حضرت آدم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو سلیمان تیمی نے اعمش سے نقل کی ہے۔

اعمش کے بعض شاگردوں نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے' ابو صالح کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

بعض شاگردوں نے اعمش کے حوالے سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے بھی منقول ہے۔

شرح

حضرات آدم و موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ کہاں ہوا؟

حدیث باب میں حضرات آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کا ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ مناظرہ کہاں ہوا تھا؟ اس بارے میں مشہور تین اقوال ہیں:

(۱) دنیا میں شب معراج کے موقع پر ہوا

(۲) عالم ارواح میں ہوا۔

(۳) قیامت کے دن ہوگا لیکن مایئول کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بیان فرما دیا۔ قیامت کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کرائے گا اور دونوں بزرگوں کے مابین یوں مناظرہ ہوگا جس کی تفصیل حدیث باب میں مذکور ہے۔

سوال: لفظ: اغواء: خطا' غلطی اور لوگوں کو غلط راہ پر گامزن کرنے کے معنی میں آتا ہے' جس کا مطلب گمراہ کرنا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی اللہ تھے اور نبی معصوم ہوتا ہے اور وہ تو لوگوں کو گمراہی سے نکالتا ہے نہ کہ گمراہ کرتا ہے؟

جواب: آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا لیکن بظاہر شجر ممنوعہ کا پھل کھانا سبب بنا۔ اگر آپ جنت میں رہتے تو سب لوگ نیکوکار ہوتے اور دنیا میں آنے کی وجہ سے آپ کی اولاد دو حصوں میں تقسیم ہوگئی: نصف جنتی اور نصف جہنمی۔ سبب بننے کی وجہ سے ان کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔

سوال: حدیث باب میں ہے: قبل ان یخلق السموات والارض (یعنی آسمان وزمین کی تخلیق سے قبل) دوسری روایت میں ہے۔ قبل خلقی اربعین سنۃ (میری پیدائش سے چالیس سال قبل) بظاہر دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: یہ فیصلہ لکھا تو پہلے جاچکا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چالیس سال قبل بتایا تھا۔

فائدہ نافعہ: نوشتہ تقدیر کو کوتاہی کے ازالہ کے لیے تو پیش نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے سبب کسی الزام کا دفاع کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء اجتہادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر مؤاخذہ ہوا تو فوراً توبہ بھی کر لی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے الزام عائد کیا گیا تو آپ نے نوشتہ تقدیر کے ذریعے دفاع کیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ

باب 3: بدبختی اور خوش بختی کا بیان

2061 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيْهِ اَمْرٌ مُبْتَدَعٌ اَوْ مُبْتَدَاٌ اَوْ فِيْمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ فِيْمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّحُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے آدمی جو عمل کرتا ہے وہ نئے سرے سے ایجاد ہوتا ہے یا وہیں سے آغاز ہوتا ہے۔ یا اس کے بارے میں تقدیر طے ہو چکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! اس بارے میں تقدیر طے ہو چکی ہے اور ہر شخص کے لیے وہ کام آسان ہوگا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے جو شخص سعادت مندوں میں سے ہوگا وہ اہلِ سعادت کے سے عمل کرے گا اور جو شخص بدبخت ہوگا وہ بدبختوں کے سے عمل کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن اُسید حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2062 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

2061- اخرجه احمد (۱/۲۹)- من طريق سالم بن عبد الله بن عمر عن ابن عمر فذكره و عبد بن حميد (۳۶، ۳۷) حديث (۲۰) من طريق عبد الله بن دينار عن ابن عمر فذكره-

متن حدیث: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَنْكُتُ فِي الْاَرْضِ اِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ عُلِمَ وَقَالَ وَكِيعٌ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا اَفَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ زمین کرید رہے تھے۔ اچانک آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک شخص کے بارے میں یہ طے ہو چکا ہے۔

وکیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے: اس کا جہنم میں مخصوص ٹھکانہ کیا ہوگا۔ (یا پھر) جنت میں مخصوص ٹھکانہ کیا ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم اس پر اکتفا نہ کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! تم عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوتا ہے، جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

انسان کے شقی اور سعید ہونے کا معیار

تقدیر کے بارے میں سوال کرنا منع نہیں ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقدیر کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ جو واقعات ہمیں پیش آتے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور ازل سے طے شدہ ہیں یا معاملہ اچھوتا ہے یعنی اس بارے میں پہلے سے طے شدہ نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تقدیر الٰہی ازل سے طے شدہ ہے لیکن بندوں کو اس جہت سے غور وفکر نہیں کرنا چاہیے ورنہ ان کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ پھر ہمیں عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس لیے بندوں کو محض اپنے معاملات کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہیے کہ جو ہم نیک امور انجام دیتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور امور بد کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔

انسان دنیوی امور کے بارے میں یہ نظریہ رکھتا ہے کہ اگر وہ کوئی کام کرے گا تو کھانے کا اہتمام ہوگا ورنہ بھوکا رہے گا لیکن اسے تردد صرف اعمال خیر اور اعمال سیئہ کے بارے میں ہے۔ اعمال کو بھی دنیوی امور کی طرح سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ تقدیر اجمالی نہیں ہے، بلکہ تفصیلی ہے۔ جو شخص از خود ایمان لائے گا، اعمال صالحہ انجام دے گا اور اسی حالت میں فوت ہوگا تو اسے نیک لوگوں میں شمار کیا جائے گا جبکہ دوسرے شخص کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ معلوم ہوا کہ انسان کے شقی اور سعید ہونے کا معیار محض اعمال ہیں۔ جو شخص اعمال سیئہ اختیار کرتا ہے وہ شقی ہے اور جو آدمی اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے وہ سعید ہے۔

2062- اخرجه البخاری (۲/ ۳۶۷): كتاب الجنائز: باب: موعظة المحدث عند القبر، و قعود اصحابه حوله، حديث (۱۳۶۲)، و اطرافه في: (۴۹۴۵، ۴۹۴۶، ۴۹۴۷، ۴۹۴۸، ۴۹۴۹، ۶۲۱۷، ۶۶۰۵، ۷۵۵۲)، و مسلم (۴/ ۲۰۳۹، ۲۰۴۰): كتاب القدر: باب: كيفية خلق الآدمي في بطن امه، حديث (۲۶۴۷/۷۶)، و ابوداؤد (۲/ ۶۳۴، ۶۳۵): كتاب السنة: باب: في القدر، حديث (۴۶۹۴)، و ابن ماجه (۱/ ۳۰/ ۳۱): المقدمة: باب: في القدر، حديث (۷۸)، و احمد (۱/ ۸۲، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۵۷)، و البخاري في الادب المفرد (۹۱۰)، و عبد بن حميد (۵۷، ۵۸)، حديث (۸۴)، من طريق ابو عبد الرحمٰن السلمي، فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالْخَوَاتِيْمِ

باب 4: اعمال میں خاتمے کا اعتبار ہوتا ہے

2063 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ

متنِ حدیث: اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ فِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ يَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَعَمَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ

توضیحِ راوی: وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ قَال سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدٍ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے: ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رہتا ہے (نطفے کی شکل میں) ہوتا ہے پھر اتنے ہی عرصے تک جمے ہوئے خون کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے ہی عرصے تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ فرشتہ اس شخص کا رزق اس کی موت اس کا عمل اور اس کا بدبخت ہونا یا خوش بخت ہونا لکھتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں

2063- اخرجه البخاری (٦/ ٣٥٠): كتاب ابدء الخلق: باب: ذكر الملائكة، حديث (٨-٣٢)- و اطرافه في: (٣٣٣٢، ٦٥٩٤، ٧٤٥٤) و مسلم (٤/ ٢٠٣٦): كتاب القدر: باب: كيفية خلق الادمي في بطن امه، حديث (١/ ٢٦٤٣) و ابو داؤد (٢/ ٦٤٠): كتاب السنة: باب: في القدر، حديث (٤٧٠٨) و ابن ماجه (١/ ٢٩): المقدمة، باب: في القدر، حديث (٧٦) و احمد (١/ ٣٨٢، ٤١٤، ٤٣٠) و الحميدي (١/ ٦٩) حديث (١٣٦)، من طريق الاعمش، عن زيد بن وهب، فذكره۔

ہے' کوئی شخص اہلِ جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے' لیکن پھر تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور اس کا خاتمہ اہلِ جہنم کے سے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص اہلِ جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن تقدیر کا لکھا اس پر غالب آتا ہے اور اس کا خاتمہ اہلِ جنت کے سے عمل پر ہوتا ہے اور وہ اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق ذکر کی ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحییٰ بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو شعبہ اور ثوری نے اعمش کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

محمد بن علاء نے اس کو وکیع کے حوالے سے' اعمش کے حوالے سے' زید کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

آخرت میں فیصلہ کا معیار

بعض اوقات انسان کی حالت یکساں نہیں رہتی مثلاً پہلے گمراہ یا کافر تھا' پھر مسلمان ہوا اور بعد میں دوبارہ گمراہ یا کافر ہو گیا۔ سوال یہ ہے کہ آخرت میں اس کا فیصلہ زندگی کے پہلے یا درمیانے یا آخری حصہ کے مطابق ہوگا یا مجموعہ کا اعتبار ہوگا یا خیر و شر میں سے اغلب کے مطابق ہوگا؟ اس اہم سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ انسان کا فیصلہ زندگی کے آخری حصہ کے مطابق ہوگا یعنی زندگی کے آخری حصہ میں اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کی حالت میں اعمال صالحہ ادا کرتا رہا ہو تو اسے مسلمان شمار کر کے اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص زندگی کے آخری حصہ مین گمراہ یا کافر ہو تو اس کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مشہور روایت ہے: انما الاعمال بالخواتیم یعنی اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے۔

بچہ کی تخلیق کے مراحل

حدیث باب میں تصریح ہے کہ انسانی نطفہ چالیس دن تک اصل شکل میں باقی رہتا ہے' چالیس دن کے بعد اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور چالیس دن بعد اسے گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ آتا ہے' جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ بعد ازاں فرشتہ چار چیزیں لکھ دیتا ہے:

(۱) رزق (۲) زندگی (۳) اس کا عمل کیسا ہوگا (۴) اس کا شقی یا سعید ہونا۔

بَابُ مَا جَآءَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

باب 5: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

2064 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَبِيعَةَ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْمِلَّةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُشَرِّكَانِهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ هَلَكَ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ بِهٖ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

اختلافِ روایت: وَقَالَ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهٗ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر پیدا ہونے والا بچہ ملت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی عیسائی یا مشرک بنا دیتے ہیں عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! جو اس سے پہلے فوت ہو جائے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے: انہوں نے کیا عمل کرنا تھا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو شعبہ اور دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اسے فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔

اس بارے میں اسود بن سریع سے بھی حدیث منقول ہے۔

2064- اخرجه البخاری (۳/۲۶۰): کتاب الجنائز: باب: اللحد و الشق فی القبر، حدیث (۱۳۵۸)، واطرافه فی: (۱۳۵۹، ۱۳۸۵، ۴۷۷۵، ۶۵۹۹)، و مسلم (۴/ ۲۰۴۸): کتاب القدر: باب: معنی کل مولود یولد علی الفطرة، حدیث (۲۳ /۲۶۵۸)، واحمد (۲/۴۱۰، ۴۸۱) من طریق ابو صالح بنحوه۔

شرح

مفہوم حدیث

متعدد احادیث ہیں جن کے الفاظ بھی مختلف ہیں۔ ایک روایت میں ''ملۃ'' کا لفظ دوسری میں ''فطرت'' کا لفظ اور تیسری میں ''اسلام'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تینوں الفاظ کا مطلب ایک ہے یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی اور یا مشرک بنا دیتے ہیں۔ قرآنی تصریحات کے مطابق انسان دنیا میں نیا پیدا نہیں ہوتا بلکہ جسم نیا پیدا کیا جاتا ہے جس میں عالم ارواح میں پہلے سے موجود روح شکم مادر میں پھونک دی جاتی ہے کیونکہ دنیا عالم اجساد ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ (الاعراف:۱۷۲) اور یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم کو ان کی پشت سے نکالا ان سے انہی کے بارے میں اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں کہا: ہاں ہم سب گواہ ہیں تا کہ تم لوگ قیامت کے دن یہ بات نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔''

جس عہد و پیمان کا ذکر اس ارشاد خداوندی میں ہوا ہے یہ عہد عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ان کی صلبی اولاد پیدا کی پھر پشت در پشت ان کی اولاد کی تخلیق کی گئی۔

فوت ہونے والے نابالغ بچوں کے احکام

فوت ہونے والے نابالغ بچوں کے احکام دو قسم کے ہو سکتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نابالغ بچوں کے دنیوی احکام: وہ بچے خیر الابوین کے تابع ہوتے ہیں۔ والدین میں سے ایک یا دونوں مسلمان ہوں تو انہیں مسلمان سمجھا جائے گا ان کی تجہیز و تکفین کی جائے گی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کی جائے گی اور باقاعدہ ان کی وراثت ورثاء میں تقسیم ہوگی۔

۲- نابالغ بچوں کے اخروی احکام

وہ بچے جو مسلمان ہوں اور نابالغ ہونے کی حالت میں فوت ہو جائیں وہ مسلمان ہیں جنتی ہیں اور ان پر تمام احکام مسلمانوں کے جاری ہوں گے۔ اطفال مشرکین کے بارے میں چھ اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) وہ دوزخ میں جائیں گے۔

(۲) وہ اعراف میں رہیں گے (یہ مقام جنت و دوزخ کے درمیان ہے)

(۳) ان کا آخرت میں امتحان لیا جائے گا (جس طرح پاگلوں اور اصحاب فترت کا امتحان ہوگا) جو امتحان میں کامیاب ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جو ناکام ہوں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔

(۴) وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے

(۵) وہ جنتی ہوں گے

(۶) ان کے بارے میں سکوت ہے (ان پر اسلام یا کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا)۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ

باب 6: تقدیر کو صرف دعا ٹال سکتی ہے

2065 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ عَنْ اَبِيْ مَوْدُوْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ اَسِيْدٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ الضُّرَيْسِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ مَوْدُوْدٍ اثْنَانِ اَحَدُهُمَا يُقَالُ لَهُ فِضَّةُ وَهُوَ الَّذِيْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اسْمُهُ فِضَّةُ بَصْرِيٌّ وَّالْاٰخَرُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ اَحَدُهُمَا بَصْرِيٌّ وَّالْاٰخَرُ مَدَنِيٌّ وَّكَانَا فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تقدیر کو صرف دعا بدل سکتی ہے اور صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن ضریس کے حوالے سے جانتے ہیں۔

"ابومودود" نامی راوی دو ہیں' ان میں سے ایک کا نام فضہ بصری ہے اور یہ وہی راوی ہے' جس نے یہ حدیث نقل کی ہے اور دوسرے کا نام عبدالعزیز بن ابوسلیمان ہے۔ ان میں سے ایک بصری کا رہنے والا ہے اور دوسرا مدینہ منورہ کا رہنے والا ہے۔ البتہ یہ دونوں ایک ہی زمانے کے ہیں۔

شرح

دعا کی تاثیر اور حسن سلوک کی اہمیت

قضاء اور قدر کی تین اقسام ہیں۔ ان کی تعریفات اور احکام درج ذیل ہیں:

۱- قضائے مبرم حقیقی: یہ وہ قضاء ہے' جو علم الٰہی میں کسی چیز پر معلق نہ ہو' اس میں تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ اکابر میں سے کوئی اس بارے میں عرض کرتا ہے تو اسے رجوع کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

۲- قضاء معلق محض: یہ وہ قضاء ہے' جس کا صحف ملائکہ میں کسی چیز پر معلق ہونا ظاہر ہو۔

۳-قضاءشبیہ بہ مبرم: یہ وہ قضاء ہے جس کا صحف ملائکہ میں معلق ہونا مذکور نہ ہو لیکن علم الٰہی میں معلق ہو۔

حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قضاء مبرم کو تبدیل کر سکتا ہوں۔ دعا قضا مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

سوال: قضاء وقدر کو صرف دعا پھیر سکتی ہے مگر قضاء اٹل ہے اور حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن موت کا وقت مقرر ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پھر حدیث باب کا مطلب کیا ہے؟

جواب: حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تقدیر کو اللہ کی صفت تصور کرتے ہوئے محض اس پر یقین رکھا جائے اور بندوں کی طرف سے تقدیر معلق ہوتی ہے لہٰذا اعمال کو ذریعہ تصور کرتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے۔ چونکہ انسان کو پیشگی اس کا علم نہیں ہوتا اس طرح دعا کرنے سے بندوں کے حال کے اعتبار سے صورتحال بدل جاتی ہے۔ یہی حال حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہونے کا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اُصْبُعَيِ الرَّحْمٰنِ

باب 7: (لوگوں کے) دل رحمان کی دوانگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں

2066 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَنَسٍ اَصَحُّ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بکثرت یہ پڑھا کرتے تھے۔

''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا''۔

میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ جو (تعلیمات) لے کر آئے اس پر بھی ایمان لائے تو کیا آپ ﷺ کو ہماری طرف سے کوئی اندیشہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! بے شک (لوگوں کے) دل اللہ تعالیٰ کی دوانگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں وہ انہیں جیسے چاہے تبدیل کر سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اسی روایت کو دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے' ابوسفیان کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اس کو اعمش کے حوالے سے' ابوسفیان کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

تاہم ابوسفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے۔

شرح

مفہوم حدیث

احادیث مبارکہ اور ارشادات نبوی میں یہ پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ان میں امت کی تعلیم بھی مقصود ہوتی ہے۔ ہمیں بکثرت دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور کثرت سے دعا وہی شخص کرے گا جو اپنے انجام اور اعمال کے نتائج سے غافل ہو' اس لیے کہ اسے انتظار ہوتا ہے کہ اعمال کے مثبت نتائج مرتب ہوتے ہیں یا منفی؟ اسی تصور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اسے تقدیر کہا جاتا ہے اور اگر بندوں کی طرف کی جائے تو اسباب کہا جا سکتا ہے۔

حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ بیان کی گئی ہے' دنیا کی کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اگر کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کی قدرت سے خارج تصور کیا جائے تو اس کی قدرت کاملہ نہیں ہوگی اور اس کا معبود حقیقی ہونا بھی درست نہیں ہوگا؟ کیونکہ معبود ہونے کے لیے قدرت ناقصہ نہیں بلکہ قدرت کاملہ کا مالک ہونا ازبس ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا: کیا انسان اپنے افعال میں مختار ہے یا مجبور؟ آپ نے جواب میں فرمایا: انسان مختار ہے اور مجبور بھی۔ اس نے مزید لب کشائی کرتے ہوئے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ مختار ہو اور مجبور بھی؟ آپ نے اسے حقیقت سمجھانے کے لیے کہا: تم کھڑے ہو جاؤ' وہ کھڑا ہو گیا۔ فرمایا: تم اپنا ایک پاؤں اٹھاؤ؟ اس نے اپنا ایک پاؤں زمین سے اٹھا لیا۔ پھر فرمایا: تم اپنا دوسرا پاؤں بھی اٹھاؤ؟ اس نے جواب دیا: حضور! دوسرا پاؤں اٹھانے کی صورت میں' میں گر جاؤں گا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: پہلا پاؤں اٹھاتے وقت تم مختار تھے اور دوسرا اٹھاتے وقت مجبور۔ اسی طرح مشیت کے ابتدائی حصہ میں بندہ مختار ہوتا ہے اور آخری حصہ میں مجبور۔ گویا انسان جزوی اختیار کا مالک ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ

باب 8: اللہ تعالیٰ نے اہلِ جہنم اور اہلِ جنت کے لیے کتاب لکھ دی ہے

2067 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِىْ قَبِيْلٍ عَنْ شُفَيِّ بْنِ مَاتِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ يَدِهٖ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِىْ فِىْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ

2067- اخرجه احمد (۲/۱۶۷) من طريق شفي بن ماتع' فذكره۔

اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُهٗ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَّاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرٍ عَنْ اَبِيْ قَبِيْلٍ نَحْوَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ قَبِيْلٍ اسْمُهٗ حُيَيُّ بْنُ هَانِئٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دستِ مبارک میں دو تحریریں تھیں آپ نے دریافت کیا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ دو تحریریں کس چیز سے متعلق ہیں؟ ہم نے عرض کی: نہیں! یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی ہمیں بتائیں تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دائیں دستِ مبارک میں موجود تحریر کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تحریر ہے جس میں اہلِ جنت کے نام ہیں ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں مہر لگا دی گئی ہے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا اور کوئی کمی نہیں ہوسکتی پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود تحریر کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تحریر ہے۔ اس میں جہنمیوں کے نام ہیں ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں اور ان کے آخر میں بھی مہر لگا دی گئی ہے ان میں بھی کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا اور کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! پھر عمل کیوں کیا جائے اگر معاملہ طے ہو چکا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدھے راستے پر چلو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی شخص کے نصیب میں اہلِ جنت کا عمل لکھ دیا گیا ہے اگرچہ وہ کوئی بھی عمل کرے اور جہنمی کے نصیب میں اہلِ جہنم کا عمل لکھ دیا گیا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی عمل کرے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں تحریروں کو رکھ دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے حوالے سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ابوقبیل نامی راوی کا نام حیی بن ہانی ہے۔

2068 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ

2068- اخرجه احمد (۳/۱۰۶، ۱۲۰، ۲۳۰) و عبد بن حميد (۱۴۱۰) حديث (۱۳۹۳) من طريق حميد، فذكره۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا اسْتَعْمَلَہٗ فَقِیْلَ کَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ یُوَفِّقُہٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' تو اس سے وہ عمل لیتا ہے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ اس سے کیا عمل لیتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے نیکی کرنے کی توفیق دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دو رجسٹروں میں تمام انسانوں کے نام تحریر ہونا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دو رجسٹر دیے گئے تھے' وہ محسوس کیفیت کے تھے یا معنوی نوعیت کے تھے؟ دونوں رجسٹر محسوس نوعیت کے تھے کیونکہ دوسری دنیا کی مختلف اشیاء انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے متمثل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے بھی ہو جاتی تھیں مثلاً حضرت جبرائیل علیہ السلام بعض اوقات صحابہ کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں نظر آتے تھے۔ اسی طرح اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دونوں رجسٹر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں محسوس حالت میں دیکھے ہوں تو یہ حقیقت سے بعید نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رجسٹر عطا کیے گئے' جو دائیں ہاتھ میں تھا اس میں اہل جنت کے اسماء گرامی مع ولدیت وقبائل درج تھے اور بائیں ہاتھ والے رجسٹر میں اہل جہنم کے اسماء مع ولایت وقبائل درج تھے۔ سوال یہ ہے کہ ان رجسٹروں پر تمام اہل جنت اور اہل جہنم کے اسماء کا درج ہونا محال ہے؟

جواب: ایک رجسٹر میں اہل جنت اور دوسرے میں تمام اہل جہنم کے اسماء درج ہونا محال نہیں ہے' بلکہ ممکن ہے اور درج بھی تھے۔ جس طرح کمپیوٹر کے میموری کارڈ میں دنیا بھر کی لائبریریوں کی کتب جمع کی جا سکتی ہیں' بالکل اسی طرح اہل جنت اور اہل جہنم کے اسماء دو رجسٹروں میں درج ہو سکتے ہیں۔

تقدیر کا طے شدہ ہونا

تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ کن سے ازآفرینش انسان تا قیامت تمام کے اسماء اور معاملات درج کر کے طے شدہ اور رجسٹروں کے مندرجات کا میزان کر کے اس میں کمی واضافہ کے امکان کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

سوال: جب فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ کے مطابق ان کے اسماء رجسٹروں میں درج ہیں تو پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: حدیث باب میں اس سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ بندوں کو معاملات میں اپنی جانب سے غور وفکر کرنا چاہیے' کیونکہ ان کی جانب سے تقدیر معلق ہے' جس میں اعمال کے باعث تبدیلی ممکن ہے۔ یہ تبدیلی بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ دوسری حدیث

باب اسی سوال کے جواب پر مشتمل ہے بلکہ اس میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو موت سے قبل بھی اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے جو اس کا سرمایہ افتخار اور فلاح کا سبب بن جاتے ہیں۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **لایزال اللہ یغرس فی ھذا الدین غرسا یستعملھم فی طاعتہ** (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۸) اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین کے پودے لگاتا رہتا ہے جن کو اپنی اطاعت میں استعمال کرتا ہے۔"

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا حضور دنیا سے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: فرشتوں نے حسب حکم مجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: اگر تیرے ساتھ خیر کا معاملہ کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے علم عطا نہ کرتا' جا تو بخشا ہوا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

باب 9: عدویٰ' ہامہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے

2069 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَاحِبٌ لَنَا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يُعْدِیْ شَیْءٌ شَيْئًا فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْبَعِيْرُ الْجَرِبُ الْحَشَفَةُ بِذَنَبِهٖ فَتَجْرَبُ الْاِبِلُ كُلُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ وَّكَتَبَ حَيَاتَهَا وَرِزْقَهَا وَمَصَائِبَهَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ

توضیح راوی: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِیَّ الْبَصْرِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ الْمَدِيْنِیِّ يَقُوْلُ لَوْ حَلَفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَحَلَفْتُ اَنِّیْ لَمْ اَرَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِیٍّ

◆◆ ابوزرعہ بن عمرو کہتے ہیں ہمارے ایک ساتھی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بتائی ہے' وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی ایک دیہاتی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایک خارش زدہ اونٹ جب دوسرے اونٹوں کے درمیان آتا ہے' تو انہیں بھی خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے اونٹ کو کس نے خارش میں مبتلا کیا تھا؟ عدویٰ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا ہے اور اس کی زندگی اس کا رزق اور اس کے مصائب مقرر کر دیے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن عمرو ثقفی بصری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے علی بن مدینی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اگر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان مجھ سے حلف لیا جائے' تو میں قسم اٹھا کر یہ بات کہوں گا کہ میں نے

2069- اخرجہ احمد (۱/۴۴۰) من طریق ابوزرعۃ بن عمرو بن جریر' قال: حدثنا صاحب لنا' فذکرہ۔

عبدالرحمٰن بن مہدی سے زیادہ علم والا کوئی شخص نہیں دیکھا (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں)

شرح

زمانہ جاہلیت کے اوہام کا رد

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کے تین اوہام کا رد مقصود ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-لاعدوی (مرض کا متعدی نہ ہونا): لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مرض متعدی ہوسکتا ہے لہٰذا مریض سے احتراز واجتناب ضروری ہے ورنہ دوسرا شخص یا جانور بھی مرض کا شکار ہوسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد کی تردید فرمائی تو ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک خارش زدہ اونٹ ہو تو اس سے یہ مرض دوسرے اونٹ کو لگ جاتا ہے اور یہی متعدی مرض ہے؟ آپ نے فرمایا: تم بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو مرض کیسے لاحق ہوا تھا؟ یعنی مرض متعدی نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ہر جاندار کی زندگی، رزق اور مصائب تحریر ہیں۔

۲-ولاهامة (چمگادڑ کا عقیدہ غلط ہے): هامه (چمگادڑ) کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ تھا:

(۱) جس گھر میں یہ داخل ہوتا ہے اس کے افراد کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوتا ہے۔

(۲) یہ نحوست کی علامت ہے۔

(۳) مقتول کے سر سے ایک پرندہ برآمد ہوتا ہے، جو اس کے انتقام لینے تک یوں پکارتا رہتا ہے: مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ۔ یہ عقیدہ غلط ہے اور اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳- ولاصفر: اس کے کئی مطالب بیان کیے گئے:

(۱) یہ پیٹ کے مرض کا نام ہے اور جو اس کا شکار ہوتا ہے اس کی موت یقینی ہوتی ہے۔

(۲) پیٹ کے سانپ کا نام ہے اور جب یہ پیدا ہوتا ہے تو انسان مر جاتا ہے۔

(۳) ایک متعدی مرض کا نام ہے، جو یکے بعد دیگرے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

(۴) ماہ صفر میں نحوست ہے۔

(۵) وہ لوگ ماہ محرم کی طرح ماہ صفر کا احترام کرتے تھے۔ نبی اخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مفاہیم ومطالب اور عقائد وافکار کی تردید فرمادی کیونکہ یہ مہینہ بھی دوسرے مہینوں کی مثل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِيْمَانِ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

باب 10: تقدیر پر ایمان رکھنا خواہ وہ اچھی ہو یا بُری ہو

2070 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَهٗ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهٗ وَاَنَّ مَا اَخْطَاَهٗ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُبَادَةَ وَجَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ

توضیح راوی: وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيْثِ

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اچھی یا بری تقدیر (یعنی وہ جیسی بھی ہو) پر ایمان نہ لے آئے اور وہ یہ بات نہ جان لے کہ اسے جو مصیبت لاحق ہوتی ہے' وہ اسے ضرور لاحق ہوگی اور جو لاحق نہیں ہوتی وہ اسے کبھی لاحق نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف عبداللہ بن میمون نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عبداللہ بن میمون ''منکر الحدیث'' ہیں۔

2071 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ رِبْعِيٌّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عِنْدِىْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّضْرِ

وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْجَارُوْدُ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّ رِبْعِيًّا لَمْ يَكْذِبْ فِى الْاِسْلَامِ كِذْبَةً

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوتا جب تک وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اور وہ موت پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوداؤد نامی راوی نے شعبہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ میرے نزدیک نضر نامی

2071- اخرجه ابن ماجه (۱/۳۲): المقدمة: باب: في القدر' حديث (۸۱) و احمد (۱/۹۷) من طريق ربعي بن حراش' فذكره' واخرجه احمد (۱/۱۳۳) وعبد بن حميد (۵۴) حديث (۷۵) من طرق ربعي عن رجل' عن علي' فذكره۔

راوی سے منقول اس حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

دیگر کئی راویوں نے منصور نامی راوی سے' ربعی نامی راوی کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جارود بیان کرتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے ہوئے سنا ہے مجھے یہ پتا چلا ہے: ربعی بن حراش نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

شرح

تقدیر کی اہمیت

تقدیر پر ایمان ویقین رکھنا اسلامی عقائد کا حصہ ہے اور اس کا انکار گمراہی و بددینی ہے۔ تقدیر کی دو اقسام ہیں:

(۱) تقدیر خیر

(۲) تقدیر شر۔ دونوں پر ایمان ضروری ہے۔ تقدیر معاملہ اچھوتا نہیں ہے' بلکہ طے شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ اٹل ہے لیکن بندوں کی طرف سے یہ معلق بھی ہے۔ طے شدہ تقدیر کے مطابق جو تکلیف انسان کے حق میں لکھی گئی ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو بھلائی اس کے لیے لکھی گئی ہے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔ انسان کے حق میں تقدیر معلق ہے' جو اس کے اعمال صالحہ کے سبب تبدیل ہوسکتی ہے اور یہ تبدیلی بھی تقدیر کا حصہ ہے۔

دوسری حدیث باب میں ایمان وتقدیر کا مدار چار چیزوں کو قرار دیا گیا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان

(۳) موت کے وقوع پر یقین

(۴) قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین۔ ان امور کو تسلیم کرنے سے انسان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ اعمال خیر کا خوگر بن جاتا ہے اور اعمال سیۂ سے اجتناب کرتا ہے۔ مرنے اور دوبارہ زندہ ہونے کے نظریہ سے انسان میں خوف کا تصور غالب رہتا ہے' جس کے نتیجہ میں وہ معصیت کی راہ سے احتراز کرتا ہوا "صراط مستقیم" کو اختیار کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّفْسَ تَمُوْتُ حَيْثُ مَا كُتِبَ لَهَا

باب 11- ہر شخص نے وہیں مرنا ہے' جو اس کے مقدر میں لکھا ہے

2072 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ عَزَّةَ

2072- اخرجه احمد (۵/۲۲۷) من طريق ابو اسحاق، فذكره۔

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَلَا يُعْرَفُ لِمَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيْثِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ وَّاَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت مطر بن عکامس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کی موت کسی جگہ پر لکھی ہو تو اس جگہ پر اس بندے کے لیے کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔ (جس کی وجہ سے بندہ وہاں پہنچ جاتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوعزہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

حضرت مطر بن عکامس کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول اس حدیث کے علاوہ ہم کسی اور حدیث کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔

یہی روایت اور ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2073 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ عَزَّةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً اَوْ قَالَ بِهَا حَاجَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَزَّةَ لَهٗ صُحْبَةٌ وَّاسْمُهٗ يَسَارُ بْنُ عَبْدٍ وَّاَبُو الْمَلِيْحِ اسْمُهٗ عَامِرُ بْنُ اُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ وَيُقَالُ زَيْدُ بْنُ اُسَامَةَ

◆◆ حضرت ابوعزہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں فیصلہ کر دے کہ اس نے فلاں جگہ پر مرنا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے اس جگہ پر کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔

راوی کو شک ہے: اس حدیث کے لفظ میں کچھ اختلاف ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

ابوعزہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں' ان کا نام یسار بن عبد ہے۔

ابوالملیح بن اسامہ نامی راوی کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہے۔ ایک قول کے مطابق زید بن اسامہ ہے۔

شرح

وفات سے قبل مقررہ جگہ پر آدمی کا پہنچنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے پیدا ہونے سے قبل جہاں اس کی عمر' رزق اور آسانی و مشکلات کا فیصلہ لکھ دیا جاتا ہے' وہاں اس جگہ کا تعین بھی کر دیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات واقع ہونا ہوتی ہے۔ انسان دوسری جگہ سے وہاں پر

2073- اخرجه احمد (٤/٤٢٩) و البخاری فی (الادب المفرد) (٧٨٨) من طریق ایوب' عن ابی الملیح بن اسامة' فذکرہ۔

کشش انداز میں پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام کی بود وباش اور سکونت کو انسان خوشگوار تصور کرتا ہوا وہاں جا کر قیام پذیر ہو جاتا ہے۔ اگر بالفرض انسان مقررہ جگہ میں نہ پہنچا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے ایسا اہتمام کر دیتا ہے کہ وہ وہاں ضرور پہنچ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نظام تبدیلی کو پسند نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَرُدُّ الرُّقَى وَلَا الدَّوَاءُ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا

باب 12: جھاڑ پھونک اور دوائی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں کسی چیز کو نہیں ٹال سکتے

2074 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا فَقَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَهٰذَا اَصَحُّ هٰكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ ابن ابوخزامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ کا کیا خیال ہے: اگر ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور اگر کوئی دوائی استعمال کرتے ہیں یا بچاؤ کا کوئی اور طریقہ اختیار کرتے ہیں تو کیا یہ چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے کوئی چیز ٹال سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تقدیر کا حصہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم اسے صرف زہری رحمۃ اللہ علیہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

دیگر راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابوخزامہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابوخزامہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

جھاڑ پھونک اور دواء سے علاج بھی تقدیر کا حصہ ہونا

تقدیر کا اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق ہونا اور منجانب اللہ طے شدہ ہونا یقینی اور بندوں کی جانب سے اعمال صالحہ اور سبب کے حوالے سے متعلق ہونا بھی حقیقت ہے۔ اسی طرح ہر انسان کا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت میں داخل ہونا عقیدہ سے متعلق ہے اور اعمال صالحہ کے باعث دخول جنت بندوں کی نسبت سے اسباب ہیں اور دونوں امور اپنی اپنی جگہ میں درست ہیں۔ یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ اعمال صالحہ اور اسباب کا مؤثر بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کی تصریح کی گئی ہے کہ جھاڑ

2074- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۳۷): كتاب الطب: باب: ما انزل الله داء الا انزل له شفاء، حديث (۳۴۳۷)- من طريق ابن ابى خزامة، عن

پھونک اور دواء سے کسی مرض کا علاج کرنا بھی تقدیر کا حصہ ہے، جس کا انکار کوئی باشعور صاحب تقویٰ اور حقیقی مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا۔ سائل کی عبارت کہ تقدیر کو پھیرنے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تمام امور تقدیر کا حصہ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَدَرِيَّةِ

باب 13: تقدیر کے منکرین

2075 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَبِيبٍ وَّعَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

حکمِ حدیث: وَّهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کے دو گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ایک مرجیہ اور دوسرا قدریہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما و حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض رویوں نے دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

مشہور اسلامی فرقوں کے اختلافات کی بنیادیں

اسلامی فرقوں کے اختلافات کی چار بنیادیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صفاتِ الٰہی کا اثبات و نفی: نصوص قرآن میں جو الفاظ ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں مثلاً ہاتھ، چہرہ، انگلیاں، عرش پر متمکن ہونا اور قیامت کے دن فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لانا وغیرہ اپنے حقیقی معانی میں مستعمل ہیں یا مجازی معانی ہیں؟ اس بارے میں تین گروہ ہیں:

2075- اخرجه ابن ماجه (۱/۲۴): المقدمة: باب: في الايمان: حديث (۶۲) و عبد بن حميد (۲۰۱) حديث (۵۷۹) من طريق عكرمة فذكره۔

(الف) پہلا گروہ ان الفاظ کو حقیقی معانی میں تسلیم کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء جسمانی کا قائل ہے جو گمراہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(ب) دوسرے گروہ نے حقیقی معانی اور صفات کا بالکل انکار کرتا کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان الفاظ کو حقیقی معانی میں تسلیم کیا جائے تو متعدد الٰہ کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو درست نہیں ہے۔ اگر ان صفات کو حادث تسلیم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ صفات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات سے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس گروہ کا نام معتزلہ ہے۔

(ج) تیسرے گروہ نے تنزیہہ مع التفویض کا طریقہ نکالا ہے۔ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو تسلیم کرتا ہے لیکن حقیقی معانی کے اعتبار سے نہیں کیونکہ حقیقی معانی کے حقائق کو سمجھنے سے انسان قاصر ہے۔ تاہم اس کی صفات سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اس گروہ کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا نظریہ حقیقت کے قریب تر اور خیر الامور اوسطھا کا مظہر ہے۔

۲- افعال کا خالق اللہ یا بندہ؟ سوال یہ ہے کہ افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یا بندہ؟ نصوص قرآنی میں دونوں امور کی صراحت ہے۔ بعض نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ مجبور محض ہے۔ اس صورت میں انسان کے مکلف ہونے اور ثواب و عقاب کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ یہ فرقہ جبریہ کا نظریہ ہے۔ معتزلہ کا نظریہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ معاملہ طے شدہ نہیں ہے بلکہ جب بندہ کوئی کام سرانجام دیتا ہے تب اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے جبکہ اس سے قبل نہیں (استغفر اللہ)۔ بندے کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قوت میں کمی نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت کا مؤقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جزوی اختیار دیا ہے اور وہ قصد و کسب کا اختیار ہے بندہ کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ جزوی اختیار مکلف اور ثواب و عقاب کی بنیاد پر ہے۔

۳- اعمال ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا اعمال ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تین گروہ ہیں:

(الف) پہلے گروہ کا نظریہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور اس کا حصہ ہیں۔ انہوں نے حدیث حیاء کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: انہ من الایمان ۔ بیشک حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ ان کے نزدیک ایمان تین اشیاء کے مجموعہ کا نام ہے:

(۱) تصدیق قلب (۲) اقرار لسان (۳) اعمال صالحہ

(ب) دوسرے گروہ کا نظریہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ایمان محض تصدیق قلب کا نام ہے جبکہ اقرار لسان اور اعمال صالحہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس گروہ کو مرجۂ کہا جاتا ہے

(ج) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اعمال خواہ ایمان میں داخل نہیں ہے لیکن ایمان کامل کے لیے اعمال حصہ قرار پاتے ہیں۔ اقرار لسان اور تصدیق لب کی حیثیت بھی اعمال صالحہ سے مختلف نہیں ہے۔

۴- عقل و نقل کا معیار: عقل و نقل کا معیار یا حدود کیا ہیں؟ کیا دونوں مترادف ہیں یا مختلف؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں نقل کو افضل قرار دیتے ہیں۔ تاہم معتزلہ عقل کو افضل قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں فرقہ مرجۂ کا نقطہ نظر ہے کہ محض تصدیق کا نام ایمان ہے اس کے لیے عمل صالح مفید ہے اور نہ عمل سیہ مضر ہے۔ قدریہ گروہ تقدیر کا انکار کرتا ہے۔

بندوں کو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق تسلیم کرتا ہے۔

2076 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مُثِّلَ ابْنُ اٰدَمَ وَاِلٰى جَنْبِهٖ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً اِنْ اَخْطَاَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِى الْهَرَمِ حَتّٰى يَمُوْتَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ .

وَاَبُو الْعَوَّامِ عِمْرَانُ وَهُوَ ابْنُ دَاوُدَ الْقَطَّانُ

◆◆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ابن آدم کی تخلیق یوں کی گئی ہے کہ اس کے پہلو میں ننانوے ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو اُسے موت تک پہنچا دیں اور اگر وہ اسے موت تک نہیں پہنچا پاتیں تو بھی آدمی بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوالعوام کا نام عمران ہے اور یہ ابن داؤد القطان ہے۔

شرح

انسان کا اسباب موت کے دائرہ میں ہو

لفظ'مُثِّلَ' صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ بمعنی: مثال بیان کرنا' تصویر بنانا۔ یہاں مراد انسان کو نفس الامر میں پیدا کرنا ہے۔ لفظ: المنية: اس کی جمع المنایا ہے۔ اس کا معنی ہے: موت لیکن یہاں اسباب موت مراد ہیں۔

کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے تین ظرف ہوتے ہیں:

(۱) ظرف خارج۔ یہ وہ چیز ہے جو خارج میں موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ حسیہ کیا جاتا ہے۔

(۲) ظرف ذہن: یہ وہ چیز ہے' جو ذہن میں موجود ہوتی ہے اور اعتبار معتبر کے تابع ہوتی ہے۔

(۳) ظرف نفس الامر: یہ وہ چیز ہوتی ہے' جو پہلی دونوں اقسام سے عام ہے۔ اس کی طرف اشارہ حسیہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ وہ اعتبار معتبر کے تابع ہوتی ہے' بلکہ اس کا وجود حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ حدیث باب میں موت کے ننانوے اسباب سے مراد تقدیر الٰہی ہے۔ انسان بے احتیاطی یا اپنے اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اسباب کا مرتکب ہوتا ہے یا ان سے محفوظ رہتا ہے مگر آخری سبب یعنی بڑھاپے سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا جو موت کا باعث ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الرِّضَا بِالْقَضَاءِ

باب 14: (تقدیر کے) فیصلے پر راضی رہنا

2077 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ حُمَيْدٍ

توضیح راوی: وَيُقَالُ لَهُ اَيْضًا حَمَّادُ بْنُ اَبِىْ حُمَيْدٍ وَهُوَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ الْمَدَنِىُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِىِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کی سعادت مندی میں یہ بات بھی شامل ہیں: اس فیصلے پر راضی رہے: جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا ہے اور ابن آدم کی بدبختی میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو ترک کردے اور ابن آدم کی بدبختی میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ناپسند کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف محمد بن ابی حمید کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام حماد بن ابوحمید ہے اور یہ ابوابراہیم مدنی ہیں۔

یہ اسناد محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

شرح

اللہ کے فیصلہ کو بخوشی قبول کرنا

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان اسباب اختیار کرنے میں کوتاہی سے کام نہ لے بلکہ دلچسپی کا مظاہرہ کرے؛ اعمال صالحہ کو اختیار کرے اور اعمال سیۂ سے اجتناب کرے۔ قضاء وقدر کے حوالے سے جو خوش کن امور پیش آئیں؛ ان پر اظہار مسرت کرے۔ دو چیزیں انسان کی بدقسمتی کا سبب بنتی ہیں:

(۱) کسی اہم کام میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے میں غفلت برتنا

(۲) قضاء وقدر کے حوالے سے جو پریشانی پیش آئے اس سے پریشان ہونا۔

2078 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ صَخْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ

متن حدیث: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ اِنَّهُ بَلَغَنِىْ اَنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّى السَّلَامَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِىْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوْ فِىْ اُمَّتِىْ الشَّكُّ مِنْهُ خَسْفٌ اَوْ مَسْخٌ اَوْ قَذْفٌ فِىْ اَهْلِ الْقَدَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

2078- اخرجه ابوداؤد (۲/ ٦١٤): كتاب السنة: باب: لزوم السنة، حديث (٤٦١٣) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۵۰): كتاب الفتن: باب: الخسوف، حديث (٤٠٦١) واحمد (۲/ ۹۰، ۱۰۸، ۱۳٦) من طريق ابى صخر حميد بن زياد عن نافع: فذكره۔

توضیح راوی: وَاَبُوْ صَخْرٍ اسْمُهٗ حُمَيْدُ ابْنُ زِيَادٍ

◄► نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور بولا: فلاں شخص نے آپ کو سلام بھیجا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ وہ نئے عقائد قائم کرنے چلا ہے اگر تو اس نے نیا عقیدہ قائم کر لیا ہے تو تم اسے میری طرف سے سلام کا جواب نہ دینا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اس آیت (راوی کو شک ہے: شاید یہ الفاظ ہیں) میری اس امت میں زمین میں دھنسنا ہوگا' چہروں کا مسخ ہو جانا ہوگا اور قذف ہوگا جو تقدیر کے منکرین کے لیے ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ابوصخر نامی راوی کا نام حمید بن زیاد ہے۔

2079 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْقَدَرِ

حضرت ابن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت میں (کچھ لوگوں کو) زمین میں دھنسائے جانے اور چہرے مسخ کر دیے جانے کا عذاب ہوگا اور یہ (عذاب) تقدیر کو جھٹلانے والوں کو ہوگا۔

2080 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الْمَوَالِي الْمُزَنِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ الزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ اَذَلَّ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهٰذَا اَصَحُّ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے اور ہر نبی نے اُن پر لعنت کی ہے۔ وہ یہ ہیں: اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا' اللہ کی (مقرر کردہ) تقدیر کو جھٹلانے والا' زبردستی حکومت پر قبضہ کرنے والا تاکہ وہ اُسے عزت دے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہو اور اُسے ذلیل کر دے جسے اللہ نے عزت عطا کی ہو' اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینے والا' میری عترت سے متعلق اُن امور کو حلال کرنے والا جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا

2080- تفرد به الترمذي- واخرجه الحاكم في (المستدرك) (۱/۳٦) (٤/۹۰) من طريق عبد الرحمن بن ابي الموال عن عبد الله بن موهب عن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة' فذكره-

ہو اور میری سنت کا تارک۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابوموالی نے اس روایت کو اسی طرح عبیداللہ بن عبدالرحمٰن' عمرہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سفیان ثوری' حفص بن غیاث اور دیگر راویوں نے اسے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ درست ہے۔

2081 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَاءَ ابْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اَهْلَ الْبَصْرَةِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْقَدَرِ قَالَ يَا بُنَيَّ اَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَاِ الزُّخْرُفَ قَالَ فَقَرَاْتُ (حم وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهُ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ) فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا اُمُّ الْكِتَابِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَقَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْاَرْضَ فِيْهِ اِنَّ فِرْعَوْنَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَفِيْهِ (تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ) قَالَ عَطَاءٌ فَلَقِيْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ مَا كَانَ وَصِيَّةُ اَبِيْكَ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ دَعَانِيْ اَبِيْ فَقَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ اتَّقِ اللّٰهَ وَاعْلَمْ اَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ فَاِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اكْتُبْ فَقَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ عبدالواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں: میں مکہ مکرمہ آیا میری ملاقات عطا بن ابی رباح سے ہوئی میں نے ان سے کہا: اے ابومحمد! اہلِ بصرہ تقدیر کے بارے میں کچھ اعتراضات کرتے ہیں عطاء نے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا: تم سورۂ زخرف پڑھو۔ راوی کہتے ہیں: میں نے پڑھنا شروع کیا۔

"حٰم' اس واضح کتاب کی قسم! ہم نے اس کو عربی میں قرآن بنایا ہے' تاکہ تم سمجھ لو اور بے شک یہ لوحِ محفوظ میں ہے' جو ہمارے پاس ہے' یہ بلند مرتبہ اور حکمت آمیز ہے"۔

عطاء نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو یہاں ام الکتاب سے کیا مراد ہے؟ میں نے جواب دیا: خدا اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا: یہ وہ کتاب ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کرنے سے پہلے' زمین کو پیدا کرنے سے پہلے لکھا تھا۔ اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے: ابولہب تباہ و برباد ہو جائے۔

عطا نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں حضرت ولید بن عبادہ سے ملا۔ میں نے ان سے دریافت کیا: آپ کے والد (حضرت عبادہ بن صامت) جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے مرتے وقت کیا نصیحت کی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مجھے بلایا اور بولے: اے میرے بیٹے! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو درحقیقت اس

پر ایمان رکھتے ہو گے اور تم تقدیر پر مکمل طور پر ایمان رکھنا چاہیے وہ اچھی ہو یا بری ہو اگر تم اس کے علاوہ کسی اور عقیدے پر مرے تو تم جہنمی ہو جاؤ گے کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا: لکھو! اس نے عرض کی: اس سند کے حوالے سے میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وہ سب) لکھ دو! جو پہلے ہو چکا ہے اور جو ابد تک ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

منکرین تقدیر کی وعید وسزا

زیر مطالعہ احادیث میں منکرین تقدیر سے مقاطعہ کرنے، زمین میں دھنسائے جانے، جہنم میں سزا دیے جانے اور لعنت کیے جانے کی وعیدیں اور سزائیں وارد ہوئی ہیں۔ پہلی حدیث میں تصریح ہے کہ بصرہ کا ایک باشندہ جو منکر تقدیر تھا، نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی شخص کے ذریعے ''سلام'' بھیجا تھا لیکن آپ نے اس کا سلام قبول نہ فرمایا اور نہ جواب دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرین تقدیر سے مقاطعہ کرنا درست ہے۔ دوسری حدیث میں منکرین تقدیر کے بارے میں یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ انہیں اس جرم کی پاداش میں زمین میں دھنسائے جانے کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ سزا علامات قیامت میں سے بھی شمار کی گئی ہے۔ تیسری حدیث میں چھ قسم کے لوگوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک منکر تقدیر بھی ہے۔ وہ چھ لوگ یہ ہیں:

(۱) قرآن میں تبدیلی کا خواہشمند

(۲) تقدیر کا انکار کرنے والا

(۳) اسلامی حکومت کے خلاف ناجائز طور پر بغاوت کرنے والا

(۴) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے والا

(۵) اہل بیت کے لیے حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے والا

(۶) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تارک۔ چوتھی حدیث میں منکر تقدیر کو جہنم میں سزا دیے جانے کی وعید بیان کی گئی ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد گرامی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے تو انہوں نے آپ سے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ آپ نے جواب دیا: ہاں میرے والد گرامی نے وفات کے وقت مجھ سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹا! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا در حقیقت اس پر ایمان ہے۔ تم تقدیر پر پختہ ایمان رکھنا خواہ وہ اچھی ہو یا بری اور اگر تم اس کے علاوہ کسی عقیدہ پر رہتے ہوئے فوت ہوئے تو جہنم میں جاؤ گے''۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکر تقدیر کی سزا جہنم ہے۔

2082 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْبَاهِلِيُّ الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ

2082- اخرجه مسلم (۲۰۴۴/۴): کتاب القدر: باب: حجاج آدم و موسیٰ علیہما السلام، حدیث (۲۶۵۲/۱۶)، و احمد (۱۶۹/۲)۔

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: قَدَّرَ اللّٰهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیر مقرر کردی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

تقدیر الٰہی کے مراحل خمسہ

اللہ تعالیٰ کے حکم کن سے تقادیر طے شدہ ہیں اور زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تقادیر کے تمام مراحل کی تکمیل ہوگئی تھی۔ جب کسی شخص نے گھر تعمیر کرانا ہو تو انجینئر کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جو سب سے قبل اپنے ذہن میں اس کا نقشہ بناتا ہے، پھر وہ نقشہ کاغذ پر منتقل کیا جاتا ہے اور بعد میں معمار اس نقشہ کی مدد سے خوبصورت گھر تعمیر کرتا ہے۔ بلاتشبیہ اسی طرح تقدیر الٰہی کی تکمیل بھی کئی مراحل میں ہوئی ہے۔ چنانچہ تقدیر الٰہی کے مراحل خمسہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سب سے قبل اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق کائنات کی تمام اشیاء کا خاکہ تیار ہوا۔

(۲) زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل عرش اعظم کی قوت خیالیہ میں تمام اشیاء تیار ہوئیں

(۳) جب ارواح انبیاء سے میثاق "الست بربکم" لیا گیا تو تقدیر متحقق ہوئی۔

(۴) شکم مادر میں جب گوشت کے لوتھڑے میں روح پھونکنے کا وقت آتا ہے تو تقدیر کا ایک تحقق ہوجاتا ہے۔

(۵) کائنات میں کوئی بھی خوشگوار واقعہ پیش آنے سے قدرے قبل تقدیر ظاہر ہوتی ہے۔ تقدیر کے یہ مراحل خمسہ لوگوں کے احوال کی مناسبت سے ہیں لیکن دوسری مخلوق کے احوال اس سے مختلف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (رحمۃ اللہ الواسعۃ، ج۱، ص ۲۶۸)

2083 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: جَآءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُوْنَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والے کچھ مشرکین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ تقدیر کے بارے میں بحث کررہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:

2083-اخرجه مسلم (۲۰٤٦/٤): كتاب القدر: باب: كل شیء بقدر، حديث (۲٦٥٦/۱۹)؛ و ابن ماجه (۳۲/۱): المقدمة: باب: فی القدر، حديث (۸۳)- من طريق زياد بن اسماعيل، عنه به۔

''جس دن انہیں چہروں کے بل جہنم میں گھسیٹا جائے گا' اور (کہا جائے گا) آگ کا مزہ چکھو اور بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے''۔

- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تقدیر الٰہی کا نص قرآنی سے ثبوت

تقدیر الٰہی کے ثبوت میں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کے علاوہ نصوص قرآنی بھی موجود ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق مشرکین قریش حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقدیر کے مسئلہ میں بحث و تکرار شروع کر دی۔ اس موقع پر یہ ارشاد ربانی نازل ہوا: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ (القمر: ۴۸،۴۹) جس دن وہ لوگ مونہوں کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے' ان سے کہا جائے گا کہ تم دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک سلیقہ سے پیدا کیا ہے۔'' اس ارشاد میں بتایا گیا ہے کہ مشرکین کا جہنم میں جانا طے شدہ ہے لیکن اس کا وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ایک اسلوب سے تیار کی ہے اور وقت آنے پر وہ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔



كِتَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فتنوں کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

فتنہ کا معنی و مفہوم اور اقسام

لفظ: فتنہ کا اصل مادہ ''فتن'' ہے اس کی جمع ''فتن'' ہے اس کا لغوی معنی ہے۔ سونا کو بھٹی میں گرم کر کے اس کے کھوٹ کو الگ کرنا۔ یہ لفظ آزمائش اور امتحان کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جبکہ آزمائش میں جسمانی یا ذہنی تکلیف دینا مقصود ہوتا ہے' تاکہ کسی معاملہ میں کسی کو دھوکا نہ ہو بلکہ اصل صورتحال نکھر کر سامنے آ جائے۔ لفظ فتنہ اپنے مشتقات کے اعتبار سے متعدد معانی میں استعمال کیا جاتا ہے: آفت' تکلیف دینا' ہنگامہ' دنگا فساد' آزمائش' تختۂ مشق بنانا اور امتحان میں ڈالنا وغیرہ۔

دنیا دارالامتحان ہے اور یہاں انسان ہمہ وقت امتحان میں مبتلا رہتا ہے۔ البتہ اس امتحان کی مختلف شکلیں ہیں مثلاً کہیں ایمان و کفر کا معرکہ ہے تو کہیں امن و فساد کا مسابقہ ہے' بلکہ مؤمن مختلف امتحانات کا شکار رہتا ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی آزمائش کی اور میری امت کی آزمائش دولت سے کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۵۱۹۴)

مختلف اعتبار سے فتنوں کی مختلف اقسام ہیں اور ایک اعتبار سے اس کی مشہور چھ اقسام ہیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- انسان کا باطنی فتنہ: انسان کے باطنی احوال جب تکبر و غرور اور شقاوت کا شکار ہو جائیں تو اس کی روحانیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عبادت و ریاضت کی لذت بھی باقی نہیں رہتی۔ انسان کے اندر تین اہم چیزیں موجود ہوتی ہیں:

(۱) قلب

(۲) عقل

(۳) نفس۔ ان کے احوال اچھے ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اگر ان کے احوال اچھے ہوں تو انسان پر سکون رہتا ہے اور اگر برے احوال کا غلبہ ہو' تو انسان پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

قلب کے احوال

قلب کے اچھے احوال دو ہیں:

(الف) جب قلب پر ملکی خصائل کا غلبہ ہوتا ہے تو یہ حسن اعتقاد' عقیدت و محبت اور تقویٰ کا محور بن جاتا ہے۔

(ب) جب قلب کو نور قوی اور صفائی کی دولت حاصل ہو جاتی ہے' یہ تکبر و نخوت سے پاک ہو کر عجز و انکسار کا مرکز بن جاتا ہے جسے تصوف کی اصطلاح میں ''روح'' کہا جاتا ہے۔

قلب کے برے احوال بھی دو ہیں:

(الف) جب قلب ہمہ وقت بیداری اور خواب میں شیطانی تصورات و وساوس کا شکار ہوتا ہے تو قلب شیطانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس میں حقانیت و روحانیت کا تصور بھی نہیں گزر سکتا۔

(ب) جب قلب پر بہیمی خصائل کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں جانوروں جیسی خواہشات پیدا ہو جاتی ہیں، جس وجہ سے اسے قلب بہیمی کہتے ہیں۔

عقل کے احوال: عقل کے اچھے احوال تین ہیں:

(الف) جب عقل پر ملکی خصائل تسلط حاصل کر لیتی ہیں تو وہ احسان، ارتفاق اور ضروری و بدیہی تصورات کی تائید و تصدیق کرنا شروع کرتی ہے۔

(ب) جب عقل کو نور قوی اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ ایسے علوم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، جو روحانیت، کشف اور غیبی صدا سے متعلق ہوتے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے "سر" کہا جاتا ہے۔

(ج) جب عقل ایسی ذات کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو مکان و زمان سے پاک ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے "عقل خفی" کہا جاتا ہے۔ عقل کے برے احوال دو ہیں:

(الف) جب بہیمی خصائل عقل پر مسلط ہو جاتی ہیں تو وہ شریر بن جاتی اور انسان ایسے تصورات کا شکار ہو جاتا ہے، جو فطری تقاضوں سے دور ہوتے ہیں مثلاً کثرت جماع، شہوت کی فراوانی اور انواع و اقسام کھانوں کے خیالات

(ب) جب شیطانی تصورات عقل پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں تو انسان نظام شکست و ریخت کا شکار ہو کر ایسے شکوک و شبہات کی طرف مائل ہو جاتا ہے جنہیں صرف بدکردار لوگ انجام دیتے ہیں۔ نفس کے احوال: نفس کے احوال تین ہیں:

(الف) جب نفس بہیمی خصائل کا شکار ہو جائے، اسے "نفس امارہ" کہا جاتا ہے۔

(ب) جب نفس بہیمی اور ملکی خصائل کے درمیان ہو، وہ کبھی بہیمیت کی طرف مائل اور کبھی ملکیت کی جانب ہوتا ہے، اسے "نفس لوامہ" کہا جاتا ہے۔

(ج) جب نفس احکام شریعت کا پابند ہو جائے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے پر امارہ نہ ہو اسے "نفس مطمئنہ" کہا جاتا ہے۔

الحاصل: قلب، عقل اور نفس کے احوال خارجی کے باعث انسان میں جو فتنے موجود ہیں، ان سے تحفظ و دفاع از بس ضروری ہے۔ مختلف روایات اور آیات مبارکہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ ایک ارشاد ربانی ہے: وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط (الانبیاء: ۳۵) ہم برائی اور بھلائی کے ذریعے تمہیں آزماتے ہیں یعنی صحت و مرض، کشادگی و تنگی، نرمی و سختی اور راحت و مصیبت وغیرہ کے سبب انسان کا امتحان لیتے ہیں۔

۲- گھر میں فتنہ: ان فتنوں میں سے ایک گھر کے نظام خانہ داری میں عدم توازن اور بگاڑ کی صورت ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ شیطان فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے ڈیرے لگاتا ہے، اپنا تخت پانی بچھاتا ہے اور اپنے کارندوں کی جماعتیں روانہ کرتا ہے۔ ان میں سے جو زیادہ فتنہ برپا کرے، اسے اپنے ہاں ممتاز مقام دیتا ہے۔ وہ کارندے واپس آ کر شیطان کے پاس اپنی کارکردگی بیان کرتے ہیں لیکن شیطان یہ بات کہہ کر انہیں دور کر دیتا ہے کہ تم نے کوئی اہم کارنامہ انجام نہیں دیا۔ ان میں سے جو یہ بات کہتا ہے کہ

میں نے میاں بیوی کے مابین جدائی کر کے گھر میں فتنہ وفساد کی فضا قائم کر دی ہے' شیطان اسے اپنے پاس بٹھاتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ اصل کارنامہ تو نے انجام دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

۳- سمندر کی موجوں کی طرح برپا ہونے والا فتنہ: وہ ہے نظام حکومت میں بگاڑ پیدا کرنا اور عوام کا حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابلیس اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نمازی حضرات اس کی عبادت کریں تاہم وہ لوگوں کو باہم لڑا سکتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۴- قومی وملی فتنہ: ابلیس کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ اولوالعزم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا سے رخصت ہو جائیں اور دین وشریعت پر جہلاء قابض ہو جائیں۔ عوام علماء صالحین اور صوفیاء کے بارے میں غلوم سے کام لیں۔ پھر حکومت اور عوام کے درمیان مخالفت کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس طرح پوری روئے زمین پر فتنہ برپا ہو جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قبل جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے' ان کی امت میں مخصوص لوگ ہوتے تھے جو ان کے طریقہ کو اپناتے تھے اور ان کے دین کی پیروی میں زندگی گزارتے تھے۔ پھر ان کے جانشین نالائق وناخلف لوگ پیدا ہو گئے تھے جن کے قول وفعل میں تضاد تھا اور وہ ایسے امور انجام دیتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ جو شخص ان سے اپنے ہاتھ یا اپنی زبان یا اپنے دل سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص معمولی ایمان والا بھی نہیں ہو سکتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۱۵۷)

۵- عالمگیر فتنہ: یہ جہالت وبے دینی اور بے عملی کا فتنہ ہے' جس کے نتیجہ میں انسان' انسانی تقاضوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ لوگ تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) وہ لوگ ہیں جو تارک دنیا ہو کر اپنے افراد خانہ' دوست واحباب اور اعزا واقارب سے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی ماحول میں رہنا ان کے نزدیک عظیم عبادت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے

(۲) وہ لوگ ہیں جن میں بہیمانہ خصائل کمال درجہ کے ہوتے ہیں بلکہ ان کے کردار سے جانور بھی شرماتے ہیں

(۳) ان دو اقسام کے درمیان والے لوگ ہیں لیکن ان کا میلان نہ اوپر والے لوگوں کی طرف ہوتا ہے اور نہ نیچے والے لوگوں کی طرف۔

۶- بڑے حوادث کا فتنہ: دور حاضر میں کہیں ہوائی جہاز حادثہ کی نذر ہو جائے تو سینکڑوں لوگ لقمہ اجل بن جاتے ہیں' کہیں زلزلہ برپا ہو جائے تو ہزاروں لوگ زیر زمین دب کر جام شہادت نوش کر جاتے ہیں' وبائیں اور امراض پھیلنے کے باعث ایک دن میں درجنوں جنازے اٹھانے پڑتے ہیں اور زمین میں دھنس جانے کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔

فتنوں کی تفصیلات بیان کرنے کی وجوہات: فتنوں کے حوالے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلات بیان فرمائی ہیں' جس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

☆ تشخیص کے بغیر کسی مرض کا علاج کرنا ناممکن ہے' فتنوں کی تفصیلات معلوم ہونے سے ان کا سد باب کرنا ممکن ہو سکتا ہے' کیونکہ فتنے اختیاری ہیں اور اختیاری امور کی دونوں اطراف اختیاری ہوتی ہیں۔

☆ خواہ بعض فتنے غیر اختیاری ہیں مثلاً فتنہ دجال' اس کی تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ

رکھنے میں کامیاب ہو سکے۔

☆ بعض فتنوں کے بتانے سے اس سے تحفظ کا طریقہ بھی معلوم ہو جاتا ہے مثلاً دریائے فرات کا پانی خشک ہونے سے اس کا سونا نمایاں ہونا اور فرمادیا گیا: اس سونے کو حاصل نہ کرنا۔"

☆ تمام فتنے علامات قیامت میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیلات کا مقصد انسان کو قرب قیامت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ آخرت کی تیاری کر سکے۔

☆ امتحان کا مقصد مخلص وغیر مخلص کے درمیان امتیاز کرنا ہے یعنی کس نے پڑھا تھا اور کس نے نہیں پڑھا تھا۔ علی ھذا القیاس مؤمن سے بھی امتحان لیا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے کون دعویٰ ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ ہجرت کے بعد صرف مدنی دور میں دس بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے امتحان لیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت ہے کہ آپ نے اپنی امت کو ان امور سے آگاہ فرمادیا جن کے سبب انسان فیل ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے امتیوں کو ناکام وفیل دیکھنا ناپسند ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ

باب 1: کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے حلال ہوتا ہے

2084 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوِ ارْتِدَادٍ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِىْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا فِىْ اِسْلَامٍ وَّلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ فَبِمَ تَقْتُلُوْنَنِىْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فَرَفَعَهٗ وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاَوْقَفُوْهُ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْفُوْعًا

2084- اخرجه احمد (۱/۶۱، ۶۵، ۷۰) و ابوداؤد (۴/۱۷۰): كتاب الديات: باب: الامام يامر بالعفو في الدم، حديث (۴۵۰۲)، و ابن ماجه (۲/۸۴۷): كتاب الحدود: باب: لا يحل دم امرى مسلم الا في ثلاث، حديث (۲۵۳۳) و النسائي (۷/۹۱-۹۲): كتاب تحريم الدم: باب: ذكر ما يحل به دم المسلم، حديث (۴۰۱۹)، والدارمي (۲/۱۷۱): كتاب الحدود: باب: ما يحل به دم المسلم، من طريق سهل بن حنيف عن عثمان بن عفان به۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے گھر سے جھانک کر ارشاد فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے حلال ہوتا ہے۔ محصن ہونے کے باوجود زنا کرنا' اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جانا یا کسی شخص کو ناحق قتل کر دینا تو اس شخص کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے زمانہ جاہلیت میں اور زمانہ اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس سے اسلام قبول کیا ہے میں مرتد نہیں ہوا اور میں نے ایسے کسی شخص کا قتل نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' تو تم کس وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس روایت کو حماد بن سلمہ' یحییٰ بن سعید کے حوالے سے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر راویوں نے اسے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر راویوں کے حوالے سے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

شرح

تین وجوہات کی بنا پر مسلمان کا خون حلال ہونا

خون مسلم نہایت محترم ہے اور اسے گرانا حرام ہے۔ ایک انسان کو ناجائز قتل کرنا اتنا بڑا جرم ہے گویا قاتل نے تمام انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین صورتوں میں مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے:

(۱) جب شادی شدہ شخص زنا کا ارتکاب کرے' اس پر شرعی گواہی قائم ہو جائے یا خود زنا کرنے کا اقرار کرے۔

(۲) جب کوئی شخص قبول اسلام کے بعد مرتد ہو جائے کیونکہ مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔

(۳) ایسا قاتل جس نے کسی شخص کو ناحق قتل کے گھاٹ اتار دیا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ دِمَاؤُكُمْ وَاَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ

باب 2: جان اور مال کو قابلِ احترام قرار دینا

2085 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ اَىُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ قَالَ فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ

2085- اخرجه احمد (۳/۴۲۶، ۴۹۸) و ابوداؤد (۲/۲۴۴): كتاب البيوع: باب: في وضع الربا' حديث (۳۳۳۴) و ابن ماجه (۱/۵۹۴): كتاب النكاح: باب: حق المراة على الزوج' حديث (۱۸۵۱) من طريق سليمان بن عمرو بن الاحوص عن ابيه به-

وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ مِنْ اَنْ يُّعْبَدَ فِيْ بِلَادِكُمْ هٰذِهٖ اَبَدًا وَّلٰكِنْ سَتَكُوْنُ لَهٗ طَاعَةٌ فِيْمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضٰى بِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّحِذْيَمِ بْنِ عَمْرٍو السَّعْدِيِّ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَرَوٰى زَائِدَةُ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ نَحْوَهٗ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ

سلمان بن عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آج کونسا دن ہے لوگوں نے عرض کی: حج اکبر کا دن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری جانیں تمہارا مال اور تمہاری عزتیں آپس میں اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح یہ دن اس شہر میں قابلِ احترام ہے۔ خبردار ہر شخص صرف اپنا کیا ہوا بھگتے گا کوئی شخص اپنی اولاد کی طرف سے سزا نہیں بھگتے گا کوئی شخص اپنے والد کی طرف سے سزا نہیں بھگتے گا۔ خبردار شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ تمہارے ان شہروں میں اس کی پوجا کی جائے تاہم تم لوگ اس کی فرمانبرداری کرو گے ان چیزوں کے بارے میں جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو گے اور وہ اس پر بھی راضی ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حذیم ابن عمرو سعدی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

زائدہ نے شبیب بن غرقدہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

ہم اس روایت کو صرف شبیب بن غرقدہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

مسلمان کی جان و مال کا محترم ہونا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسلمان کے خون مال اور اس کی عزت کو اسی طرح محترم و قابل عزت قرار دیا جس طرح مکہ معظمہ شہر اور ذی الحجہ کا یوم حج محترم ہے۔ اس موقع پر آپ نے چار اہم باتیں ارشاد فرمائیں جن کا مفہوم درج ذیل ہے:

۱- جس طرح حرم شریف میں امور ثلاثہ میں تصرف منع ہے اسی طرح مسلمان کے خون مال اور اس کی عزت میں دست درازی بھی حرام ہے۔ ترجمۃ الباب سے متعلق حدیث باب کا صرف یہی حصہ ہے۔

۲- زیادتی اور ظلم کرنے والے کی سزا صرف ظالم پر ہے اس کی سزا کا حقدار دوسرا شخص ہرگز نہیں ہو سکتا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ مشہور تھا کہ قاتل کے باپ یا اس کے بیٹے یا خاندان کے کسی شخص کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان دشمن طریقہ سے منع کر دیا اور اعلان فرما دیا گیا کہ باپ بیٹے کی جگہ یا بیٹا باپ کی جگہ قصاص میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم قاتل کو قتل کے جرم میں قتل کیا جا سکتا ہے۔

۳- باپ کے جرم میں بیٹے کو اور بیٹے کے جرم میں باپ کو قتل کرنا حرام ہے' کیونکہ مجرم اپنے کیے کی سزا خود بھگتے گا نہ کہ دوسرے شخص پر اس کی سزا نافذ کی جائے گی۔ یہ اعلان دراصل پہلے اعلان کا ہی ایک حصہ ہے۔

۴- ابلیس اس بات سے محروم ہو گیا ہے کہ لوگ اس کی عبادت کریں گے۔ تاہم وہ امور جن کو لوگ معمولی تصور کرتے ہوں گے ان میں اس کی پیروی کرتے رہیں گے اور وہ اس سے خوش ہوتا رہے گا مثلاً بروقت نماز ادا نہ کرنا' زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت برتنا اور کسی کی حق تلفی کرنا وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمایا تھا۔ جسے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ محدثین اپنی ضرورت کے مطابق اس کا حصہ نقل کر دیتے ہیں' یہاں بھی اس خطبہ کا ایک حصہ نقل کیا گیا ہے۔ پورا خطبہ بھی کتب حدیث میں محفوظ ہے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کو ''خطبہ حجۃ الوداع'' کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: (۱) لفظ: الوداع کا معنی ہے: روانہ کرنا' چونکہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف وفود عالم میں روانہ فرمائے تھے تاکہ وہ تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں اور لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کریں۔

(۲) یہ حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کا آخری تھا۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن میں خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: (۱) اس بارے میں تین اقوال ہیں: یوم عرفہ تھا (۲) یوم نحر تھا (۳) یوم عید تھا۔

سوال: حجۃ الوداع کو ''حج اکبر'' کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: (۱) اکثر ارکان و مناسک حج مثلاً رمی جمار' حلق' نحر اور طواف زیارت اسی روز ادا کیے جاتے ہیں

(۲) عمرہ حج اصغر ہے۔ اس کے مقابلے میں اس کو اکبر قرار دیا گیا۔

(۳) مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس حج میں شامل ہوئی تھی۔

(۴) اتفاق سے یہ حج جمعۃ المبارک کے دن پیش آیا تھا۔

(۵) دنیا کے ہر خطہ سے اس حج میں لوگ شامل ہوئے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا

باب 3: کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات جائز نہیں: وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے دھمکائے

2086 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَاْخُذْ اَحَدُكُمْ عَصَا اَخِيْهِ لَاعِبًا اَوْ جَادًّا فَمَنْ اَخَذَ عَصَا اَخِيْهِ فَلْيَرُدَّهَا اِلَيْهِ

2086- اخرجه البخارى فى (الادب المفرد) (۷۶) حديث (۲۳۶) و ابو داؤد (۴ / ۷۱۹) : كتاب الادب: باب: ما جاء فى المزاح' حديث (۵۰۰۲) و اخرجه عبد بن حميد (۱۶۲) حديث (۴۳۷) من طريق عبد الله بن السائب بن يزيد عن ابيه عن جده به-

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدَ وَجَعْدَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ

توضیح راوی: وَّالسَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَهُ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ وَهُوَ غُلَامٌ وَّقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَوَالِدُهُ يَزِيْدُ بْنُ السَّائِبِ لَهُ اَحَادِيْثُ هُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ ابْنُ اُخْتِ نَمِرٍ

◆◆ عبداللہ بن سائب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص مذاق کے طور پر اپنے بھائی کی لاٹھی نہ پکڑے یا پریشان کرنے کے لیے ایسا نہ کرے، جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی اٹھالی ہو وہ اسے واپس کر دے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سلمان بن صرد جعدہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ابن ابی ذئب کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، انہوں نے بچپن میں نبی اکرم ﷺ سے احادیث سنی ہیں، جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اُس وقت ان کی عمر سات برس تھی، ان کے والد حضرت یزید بن سائب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں اور وہ بھی نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، نمر کے بھانجے ہیں۔

2087 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: حَجَّ يَزِيْدُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ

توضیح راوی: فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ كَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ ثَبْتًا صَاحِبَ حَدِيْثٍ وَّكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ جَدَّهُ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِى السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ وَهُوَ جَدِّىْ مِنْ قِبَلِ اُمِّىْ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، (میرے والد) حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شرکت کی تھی۔ میری عمر اُس وقت سات برس تھی۔

علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید القطان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: محمد بن یوسف احادیث نقل کرنے کے حوالے سے مستند ہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ان کے نانا تھے۔

محمد بن یوسف کہتے ہیں: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، وہ میرے نانا تھے۔

2087- اخرجه البخاری (۴/ ۸۵): کتاب جزاء الصید: باب حج الصبیان: حدیث (۱۸۵۸)، و اخرجه احمد (۳/ ۴۴۹) من طریق محمد بن

شرح

مسلمان کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ممانعت

لفظ: ورع' فزع کے معنی کے ساتھ ہے یعنی ڈرانا' خوفزدہ کرنا۔ لَاعِبًا جَادًّا: یہ دونوں الفاظ لَايَاْخُذُ کے فاعل سے حال واقع ہو رہے ہیں یعنی پہلے بطور مذاق کوئی کام کرنا پھر اس میں سنجیدگی اختیار کر لینا۔ یہ متضاد صفات جمع ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) مزاح کے انداز میں کسی کی لاٹھی لی' پھر اس پر قبضہ جما لیا اور واپس نہ کی۔ شروع میں کھیل کی صورت تھی اور بعد میں سنجیدگی اختیار کر لی۔

(۲) کسی کا سامان چرانے کے ارادہ کے بغیر لیا جبکہ مقصد صرف اسے غصہ دلانا اور پریشان کرنا تھا۔ مال چرانے کی جہت سے تو وہ لاعب ہے لیکن غصہ دلانے اور پریشان کی جہت سے وہ سنجیدہ ہے۔ اس طرح دو متضاد صفات جمع ہو گئیں۔

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے ایسا مذاق ہرگز نہ کیا جائے جس سے اسے اذیت پہنچتی ہو یا مالی نقصان ہوتا ہو' کیونکہ یہ فعل مسلمان کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کو اپنے بھائی سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے تاکہ باہم محبت میں اضافہ ہو۔ اس طرح کوئی فتنہ برپا نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِشَارَةِ الْمُسْلِمِ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ

باب 4: مسلمان کا ہتھیار کے ذریعے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرنا

2088 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ لَّعَنَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: وَّهٰـذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰـذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ اَيُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَادَ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ قَالَ وَاَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰـذَا

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی ہتھیار کے ذریعے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرے' تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2088- اخرجه احمد (۲/۲۵٦' ۵۰۵) و مسلم (۸/۵۸۵ - ابی) كتاب البر والصلة و الآداب: باب: النهى عن الاشارة بالسلاح الى مسلم حديث (۱۲۵/۲٦۱٦) من طريق محمد بن سيرين عن ابى هريرة به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔
خالد حذاء کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر اسے غریب قرار دیا گیا ہے۔
ایوب نامی راوی نے اس کو محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
تاہم انہوں نے اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔
تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی کیوں نہ ہو
یہی روایت اور ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ہتھیار سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرنے کی وعید

اپنے بھائی کو ہتھیار کے ذریعے مرعوب وخوفزدہ کرنا حرام وممنوع ہے مثلاً اپنے چاقو سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا: تمہیں مار دوں گا! یا پستول تان کر کہا: تمہیں اڑا دوں گا۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ خواہ ظاہری طور پر یہ ایک ڈرامہ کی شکل ہے لیکن بعض اوقات شیطان اسے حقیقت یا واقعہ کا رنگ بھی دے دیتا ہے' جو فتنہ کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسی قبیح حرکت کے مرتکب شخص کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی مذموم اور قابل نفرت حرکت سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

باب 5: بے نیام تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے آنا

2089 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى ابْنُ لَهِيعَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ بَنَّةَ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدِىْ اَصَحُّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: بے نیام تلوار کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے آیا جائے۔

2089- اخرجه احمد (۳/ ۳۰۰، ۳۶۱) وابو داؤد (۳/ ۳۷): کتاب الجهاد: باب: فی النهی ان یتعاطی السیف مسلولا حدیث (۲۵۸۸) من طریق حماد بن سلمة عن ابی الزبیر عن جابر به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
یہ حدیث "حسن" ہے اور حماد بن سلمہ کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔
ابن لہیعہ نے اس حدیث کو ابو زبیر کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' حضرت بنہ جہنی کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
میرے نزدیک حماد بن سلمہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

بے نیام ہتھیار لے کر کسی کے سامنے آنے کی ممانعت

جب کسی کو ہتھیار پیش کرنا مقصود ہو' تو وہ بے نیام یا سونتا ہوا نہیں ہونا چاہیے بلکہ بند کر کے دیا جائے' مثلاً چاقو بند کر کے' تیر نیام میں ڈال کر اور تلوار میان میں بند کر کے پیش کی جائے۔ سونتا ہوا یا بغیر پردے کے کسی کو ہتھیار پیش کرنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ننگا ہتھیار کسی فتنہ یا واقعہ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ

باب 6: جو شخص صبح کی نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے

2090 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مَعْدِیُّ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يُتْبِعَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذِمَّتِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ جُنْدَبٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح کی نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے' تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی پناہ کے بارے میں کوئی حساب نہ لے (یعنی تم اس کا خیال رکھو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جندب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل ہونا

اللہ تعالیٰ بندے کی ہر نیکی کا اجر و ثواب عطا کرتا ہے اور کسی معمولی عمل خیر کے اجر سے محروم نہیں کرتا۔ نماز وہ عبادت ہے' جو

2090- انفرد به الترمذی بروایة من اصحاب الکتب الستة من طریق ابی هریرة' واخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۰۱): کتاب الفتن: باب: المسلمون فی ذمة الله عزوجل' حدیث (۳۹۴۵) من طریق ابی بکر الصدیق' (۳۹۴۶) من طریق سمرة بن جندب فذکره بنحوه۔

ایک دن میں کم از کم پانچ بار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے احکام لامکان پر نافذ فرمائے۔ زبان نبوت سے اسے مؤمن کی معراج قرار دیا گیا اور جنت کے تالا کی چابی بھی۔ دنیا سے جانے کے بعد انبیاء و صالحین کا بہترین وظیفہ نماز ہے۔ جو مسلمان باقاعدگی سے فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا یا فجر کی نماز باجماعت نہیں پڑھتا' اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و پیمان نہیں ہے' بلکہ اسے بطور سزا امتحان سے گزرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے فتنوں بالخصوص اپنی نافرمانی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ

باب 7: جماعت کے ساتھ رہنا

2091 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ اَبُو الْمُغِیْرَةِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِیَةِ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قُمْتُ فِیْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْنَا فَقَالَ اُوْصِیْكُمْ بِاَصْحَابِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰی یَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا یُسْتَحْلَفُ وَیَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا یُسْتَشْهَدُ اَلَا لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ عَلَیْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِیَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْیَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَآءَتْهُ سَیِّئَتُهُ فَذٰلِكُمُ الْمُؤْمِنُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں تمہارے درمیان کھڑا ہوا ہوں اس طرح جس طرح نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں ساتھیوں کے بارے میں تلقین کرتا ہوں پھر ان کے بعد میں آنے والوں کے بارے میں پھر ان کے بعد آنے والوں کے لیے' اس کے بعد جھوٹ رواج پکڑ جائے گا' یہاں تک کہ ایک آدمی قسم اٹھالے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی گئی ہوگی۔ ایک گواہ گواہی دے گا' لیکن اس سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی۔ خبردار کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے ورنہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔ تم جماعت کے ساتھ رہنا اور علیحدگی سے بچنا کیونکہ شیطان ایک شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے وہ زیادہ دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنت کے وسط میں رہنا چاہتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہے' جس شخص کو نیکی اچھی لگتی ہو اور برائی بری لگتی ہو وہی مؤمن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2091- اخرجه الحمیدی (۱/۱۹، ۲۰) حدیث (۳۲) من طریق ابن سلیمان بن یسار عن ابیه فذکره۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو محمد بن سوقہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2092 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2093 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَسُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ هُوَ عِنْدِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَتَفْسِيْرُ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ هُمْ اَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ وَالْحَدِيْثِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ ابْنَ مُعَاذٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ مَنِ الْجَمَاعَةُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قِيْلَ لَهٗ قَدْ مَاتَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ قِيْلَ لَهٗ قَدْ مَاتَ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاَبُوْ حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ جَمَاعَةٌ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ حَمْزَةَ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ وَّكَانَ شَيْخًا صَالِحًا وَّاِنَّمَا قَالَ هٰذَا فِيْ حَيَاتِهٖ عِنْدَنَا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو اکٹھا نہیں کرے گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت محمد ﷺ کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت "جماعت" پر ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہوا وہ الگ ہو کر جہنم کی طرف چلا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔
میرے خیال میں سلیمان مدنی نامی راوی سلیمان بن سفیان ہیں۔ امام ابوداؤد طیالسی' ابو عامر عقدی اور دیگر اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک اس روایت میں مذکور ''جماعت'' سے مراد فقہاء' علماء اور محدثین ہیں۔
جارود بن معاذ' علی بن حسن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: ''جماعت'' سے مراد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ ان سے کہا گیا یہ دونوں حضرات اب اس دنیا میں نہیں ہیں' انہوں نے فرمایا: فلاں اور فلاں صاحب (اس سے مراد ہو سکتے ہیں) ان سے کہا گیا: فلاں اور فلاں بھی انتقال کر چکے ہیں' تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے زمانے کے ایک عالم کے بارے میں) فرمایا: ابوحمزہ سکری ''جماعت'' (کے مصداق لوگوں میں شامل) ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابوحمزہ (سکری) کا نام محمد بن میمون تھا۔ یہ ایک نیک بزرگ تھے۔
ہم یہ سمجھتے ہیں شیخ عبداللہ بن مبارک نے یہ بات اپنی زندگی کے حوالے سے کی تھی (یعنی ہمارے زمانے میں یہ بزرگ اس کا مصداق ہیں)۔

شرح

جماعت واجتماعیت کے فوائد

دنیا دارالامتحان اور دارالفتن ہے۔ ان سے بچنے اور دارین کی فوز وفلاح کا طریقہ لزوم جماعت ہے۔ فرد واحد کی قوت و طاقت کالعدم ہو سکتی ہے لیکن جماعت کی قوت وطاقت مسلمہ ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو لزوم جماعت کا درس بایں الفاظ دیا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اورتم اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔''
نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنا' نماز جمعۃ المبارک کی ادائیگی' نماز عیدین اور حج بیت اللہ کا عالمگیر اجتماع بھی مسلمانوں کو اجتماعیت اور لزوم جماعت کا درس دیتا ہے۔
ملک شام کا مشہور گاؤں ''جابیہ'' جو دمشق سے جنوب کی طرف ۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ زمانہ قدیم سے فوجی لشکر کی چھاؤنی رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی اسلامی فوج کا مرکز تھا۔ آپ نے اسلامی لشکر کے سامنے پہلی حدیث باب بیان کی' جس میں پانچ امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہ امور خمسہ درج ذیل ہیں:
۱- خیر القرون تین زمانے ہیں: تین زمانوں کو خیر القرون قرار دیا گیا ہے:
(۱) صحابہ کا زمانہ
(۲) تابعین کا زمانہ
(۳) تبع تابعین کا زمانہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ لوگ تھے جنہوں نے براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فیوض و برکات' ایمان وایقان اور اصلاح اعمال کی دولت حاصل کی۔ یہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ۱۱ھ سے شروع ہو کر

۱۱۰ھ تک ہے۔ تابعین وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے براہ راست کسب فیض کیا۔ تبع تابعین وہ خوش قسمت لوگ تھے جنہوں نے صحابہ کے فیض یافتہ بزرگوں سے کسب فیض کیا۔ یہ تینوں ادوار خیر القرون ہیں۔

۲-عورت کے ساتھ تنہا ہونے کی ممانعت: اس روایت میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اجنبی عمارت سے تنہائی میں ہرگز ملاقات نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں تیسرا شیطان موجود ہوتا ہے، جو کسی وقت بھی دونوں کو گناہ میں مبتلا کرسکتا ہے۔ زنا گناہ کبیرہ ہے، جس کی سزا ذلت وخواری، کوڑے یا سنگ ساری اور آخرت کا عذاب ہے۔

۳-لزوم جماعت: اس حدیث میں تیسرا درس لزوم جماعت کا دیا گیا ہے۔ فرمایا: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ یعنی تم پر لزوم جماعت واجب ہے۔'' جماعت کی برکات ہوتی ہیں، اس کے برعکس انفرادیت شکست وریخت اور ذلت وخواری کا نام ہے۔ شیطان تین اشخاص کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا دو کو پہنچا سکتا ہے اور دو سے زیادہ نقصان فرد واحد کو پہنچا سکتا ہے، کیونکہ فرد واحد القلیل کالمعدوم کے مطابق کالعدم ہوتا ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، لہٰذا درس دیا جارہا ہے کہ ہر معاملہ میں جماعت واجتماعیت کو پیش نظر رکھا جائے تو انسان بے شمار قباحتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔

۴-طالب جنت لزوم جماعت کرے: حدیث باب میں ایک قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے، جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسے وسط جنت میں جگہ میسر آئے تو وہ دائمی طور پر التزام جماعت کرے، کیونکہ انفرادیت کی وہ برکت ہرگز نہیں ہوسکتی جو جماعت و اجتماعیت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کی باربار تاکید کی گئی ہے۔

۵-نیکی سے خوشی اور برائی سے تکلیف ہونا معیار ایمان: معیار ایمان کا ضابطہ یہ بیان کیا گیا کہ جس شخص کو نیکی کے بعد خوشی اور برائی کے بعد تکلیف محسوس ہو، وہ مؤمن ہے۔'' جب کسی کے مؤمن ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو، تو اس کا کوئی ذاتی ضابطہ ہرگز کارگر ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا فیصلہ اسی معیار کے مطابق کرنا ہوگا۔ جو اس ضابطہ پر پورا اترے گا، وہ مؤمن ہے ورنہ نہیں۔

دوسری حدیث باب میں بھی لزوم جماعت کا درس دیا گیا ہے: یـد اللّٰہ عـلـی الجماعۃ 'جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے جماعت میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی نیکی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ اس کے برعکس فرد واحد کا گمراہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی کیونکہ اس کے ساتھ شیطان موجود ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جماعت میں صالحین موجود ہوتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور فرد واحد اس سے محروم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد ونصرت اور حمایت جماعت کے لیے ہوتی ہے۔

تیسری حدیث باب میں لزوم جماعت کے علاوہ دو مزید مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(الف) امت محمدیہ کا گمراہ نہ ہونا: اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ سابقہ امتوں کی طرح گمراہ نہیں ہوگی۔ قرآن کریم نے اسے خیر الامم اور امت وسطہ کے القاب سے نوازا ہے اور اسی کا اجماع حجت ہوسکتا ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل حساب اسی امت کا لیا جائے اور سب سے قبل جنت میں بھی یہی داخل ہوگی۔

(ب) جماعت سے علیحدگی گمراہی ہونا: قرآن واحادیث میں جہاں جماعت واجتماعیت کے لزوم کا درس دیا گیا ہے اور اس کی اہمیت وافادیت بیان کی گئی ہے، وہاں اس سے علیحدگی کے ناسور کی مذمت ووعید بھی بیان کی گئی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

یَدُاللّٰہِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد جماعت کے ساتھ ہے' جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں داخل کیا گیا۔ جماعت میں شامل ہونا یا اس کا فرد ہونا کامیابی کی علامت ہے' اس کے برعکس اس سے علیحدگی وانفرادیت صرف گمراہی نہیں ہے' بلکہ دخول جہنم کا باعث ہے۔

الغرض جماعت سے علیحدگی فتنہ اور گمراہی کا سبب ہے' جس سے احتراز واجتناب ازبس ضروری ہے۔

فائدہ نافعہ: ہم الحمدللہ! اہل سنت و جماعت ہیں۔ ہمارا یہ نام احادیث باب سے ماخوذ ہے اور احادیث مبارکہ قرآن کی تفسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا التزام کرتے ہیں اور اس سے علیحدگی کو گمراہی و بے دینی قرار دیتے ہیں۔

سوال: امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد کون لوگ ہیں؟

جواب: اس میں کئی اقوال ہیں: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۲) خیر القرون کے لوگ (صحابہ' تابعین' تبع تابعین) مراد ہوں۔ (۳) جماعت المجتہدین

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نُزُوْلِ الْعَذَابِ اِذَا لَمْ یُغَیِّرِ الْمُنْکَرُ

باب 8: جب منکر کو ختم نہ کیا جائے' تو عذاب کا نازل ہونا

2094 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَئُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ) وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَكَ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ نَحْوَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحُذَیْفَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَّهٰکَذَا

رَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ نَحْوَ حَدِیْثِ یَزِیْدَ وَرَفَعَهٗ بَعْضُهُمْ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ وَاَوْقَفَهٗ بَعْضُهُمْ

◆◆ قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو تم نے یہ آیت پڑھی ہے۔

"اے ایمان والو تم اپنی فکر کرو جو شخص گمراہ ہو گیا ہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو"

2094- اخرجہ ابوداؤد (۲/۵۲۵): کتاب الملاحم: باب: الامر و النہی حدیث (۴۳۳۸) و ابن ماجہ (۲/۱۳۲۷): کتاب الفتن: باب: الامر بالمعروف و النہی عن المنکر' حدیث (۴۰۰۵) و احمد (۱/۲' ۵' ۷' ۹) والحمیدی (۱/۳' ۴) حدیث (۳) و عبد بن حمید (۴۹) حدیث (۱) من طریق قیس بن ابی حازم' فذکرہ۔

میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لوگ ظالم شخص کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو اسماعیل نامی راوی کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے، جو یزید سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسمٰعیل نامی راوی کے حوالے سے مرفوع روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور بعض نے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

برائی سے نہ روکنا، نزول عذاب کا باعث ہونا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اور آپ کی امت پر نیابت ودعوت کی خدمات انجام دینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط (آل عمران:۱۱۰) ''تم بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لیے بھیجے گئے ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

لفظ 'دعوت' کا لغوی معنی ہے: بلانا، پکارنا۔ اس کا شرعی معنی ہے کسی کو نیکی کی طرف راغب کرنا اور برائی سے روکنا۔ دعوت کی دو اقسام ہیں:

(۱) اغیار کو دین کی طرف بلانا، دین کی خوبیوں سے آگاہ کرنا اور نواہی کے نقائص سے خبردار کرنا

(۲) اپنوں کو دعوت دینا یعنی اپنے اہل خانہ، اعزاء واقارب اور احباب کو دینی اصولوں پر کاربند رہنے کا پیغام دینا۔ اس آیت میں دونوں دعوتوں کا تذکرہ ہے۔ الفاظ: اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اغیار کو دعوت دینے کا ذکر ہے، کیونکہ الناس سے مراد غیر لوگ ہیں۔ اس کے بعد تَاْمُرُوْنَ سے لے کر تا آخر اپنوں کو دعوت دینے کا بیان ہے۔ دونوں دعوتوں میں سے دوسری دعوت کی اہمیت وافادیت زیادہ ہے، کیونکہ اپنوں کی اصلاح کرنے سے اغیار کو بھی پیغام پہنچ سکتا ہے اور اپنوں کے بگاڑ کی وجہ سے اغیار بھی متنفر ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں پہلی دعوت میں کوتاہی کے باعث نزول عذاب کا اندیشہ ہرگز نہیں ہے مگر دوسری دعوت میں سستی کے سبب نزول عذاب کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔

دوسرا ارشاد ربانی ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ج لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ط (المائدہ:۱۰۵) ''اے ایمان والو! جب تم راستہ میں چل رہے تو اپنی فکر کرو، جو شخص گمراہ ہو جائے اس سے تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔'' اس آیت میں انسان کو دوسرے کے بجائے اپنے عمل کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

برائی سے روکنے کے حوالے سے ایک مشہور روایت ہے کہ جب تم کسی برائی کو دیکھو اسے اپنے ہاتھ سے روکو، اگر اس کی طاقت

نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو پھر اسے دل سے برا تصور کرو۔ یہ ایمان کا کمترین درجہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے، پھر خواہ اسے کامیابی نہ ہو اور لوگ نہ سنیں تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۳۴۱) دعوت کا سلسلہ جاری نہ رکھنے کے نتیجہ میں جہالت و بے عملی کا فتنہ برپا ہوسکتا ہے۔ یہ عملی دعوت ازبس ضروری ہی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

باب 9: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا

2095 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم لوگ ضرور نیکی کا حکم دو گے، اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا پھر تم اس سے دعا مانگو گے، اور وہ تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2096 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيُّ الْاَشْهَلِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو

◆◆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جس وقت تک تم اپنے امام کو قتل نہیں کرو گے، اور اپنی تلواروں سے لڑو گے نہیں۔ تمہاری دنیاوی معاملات کے نگران تمہارے بدترین لوگ ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔ ہم اسے صرف عمرو بن ابوعمرو کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2095- اخرجه احمد (۵/۳۸۹)۔

2097 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: أَنَّهُ ذَكَرَ الْجَيْشَ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِمْ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهُ قَالَ إِنَّهُمْ يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس لشکر کا تذکرہ کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا' تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہوسکتا ہے ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں جو مجبوری کے عالم میں آئے ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں' ان کی نیتوں کے مطابق زندہ کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہی روایت نافع بن جبیر کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فریضہ امت

وہ عمل جسے کرنے سے انسان کو مسرت حاصل ہو اور عقل و شریعت اسے قبول کرے' وہ معروف ہے۔ وہ عمل جس کو کرنے سے انسان کو راحت حاصل نہ ہو بلکہ دل میں کھٹکا پیدا ہو' اور عقل و شریعت بھی اسے قبول نہ کرے' وہ منکر (برائی) ہے۔ اغیار کو دعوت دین دینا ضروری ہے اور اپنوں کی اصلاح کرنا بھی دعوت دین کا حصہ ہے۔ اپنوں کی اصلاح کرنا' اغیار کو پیغام دینے سے بہتر ہے' اس میں کاہلی برتنے کی وجہ سے نزول عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ یہ وعید اصلاح معاشرہ نہ کرنے کے سبب وارد ہوئی ہے اور اغیار کو دعوت دینے میں سستی کی یہ وعید نہیں ہے' کیونکہ اہل اسلام کی عملی اصلاح سے اغیار کو دعوت دین کا پیغام پہنچ جائے گا۔

دوسری حدیث باب میں ایک فتنہ کو علامت قیامت قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے' باہم جنگ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کریں گے اور جہلاء حکمران بن جائیں گے۔ اگر حدیث باب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اور غور و فکر سے کام لیا جائے تو بلا مبالغہ دور حاضر اس کا مصداق بنتا ہے۔

اسی طرح تیسری حدیث باب میں بھی علامت قیامت بیان کی گئی ہے کہ واقعہ خسف یعنی زمین میں ایک لشکر دھنسا دیا جائے گا۔ پھر قیامت کے دن اس لشکر کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

فائدہ نافعہ: اگر اس بات کا ظن غالب ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مثبت نتیجہ سامنے آئے گا تو امور واجبہ میں امر بالمعروف و نہی المنکر کرنا واجب اور امور مستحبہ میں یہ خدمت انجام دینا مستحب ہوگا۔ اگر اس بات کا ظن غالب ہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا منفی نتیجہ سامنے آئے گا تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر امور واجبہ اور امور مستحبہ دونوں میں واجب نہیں ہے۔ تاہم

2097- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۵۱): كتاب الفتن: باب: جيش البيداء، حديث (۴۰۶۵)، واحمد (۶/۲۸۹) من طريق نافع بن جبير، فذكره۔

دعوت واصلاح کی خدمت انجام دینا باعث اجر وثواب ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ اَوْ بِاللِّسَانِ اَوْ بِالْقَلْبِ

باب 10: منکر کو ہاتھ یا زبان یا دل کے ذریعے ختم کرنا

2098 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَرْوَانَ خَالَفْتَ السُّنَّةَ فَقَالَ يَا فُلَانُ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَاَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ بِيَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے (عید کے دن) مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا' تو ایک شخص کھڑا ہوا' اس نے مروان سے کہا تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے' تو اس نے جواب دیا: اے فلاں! جس سنت کی تم تلاش میں ہو' اسے ترک کر دیا گیا ہے' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں تک کہ پہلے شخص کا تعلق ہے' تو اس نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی منکر کو دیکھے وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے ختم کرے' جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ اسے منہ کے ذریعے کہے' جو اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور حصہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

منکر کو روکنے کے درجات ثلاثہ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک یا چند افراد یہ فریضہ انجام دیں گے تو سب بری الذمہ ہوں گے ورنہ سب مکلفین گناہگار ہوں گے۔ تبلیغ کا یہ فریضہ حکمران طبقہ اور رعایا سب حسب علم وقدرت انجام دیں گے' کیونکہ قرون اولیٰ میں ہر شخص یہ فریضہ انجام دیتا تھا۔ تاہم جہلاء کی نسبت علماء کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ وہ یہ خدمت انجام دیں۔

تاریخ میں مروان نے سب سے پہلے عیدین کا خطبہ نماز سے قبل دیا' جب وہ خطبہ کے لیے کھڑا ہوا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یہ نماز سے قبل خطبہ درست نہیں ہے؟ مروان نے جواب دیا: اب وقت کی ضرورت ہے' کیونکہ لوگ خطبہ سنے بغیر تیز رفتاری

2098- اخرجه مسلم (١/٢٩٦، ٢٩٧ - نووی): كتاب الايمان: باب: بيان كون النهي عن المنكر من الايمان' حديث (٧٨/٤٩)' و ابو داؤد (١/٣٦٦): كتاب الصلاة: باب: الخطبة يوم العيد' حديث (١١٤٠)' و النسائي (٨/١١١، ١١٢): كتاب الايمان وشرائعه: باب: تفاضل اهل الايمان' حديث (٥٠٠٨، ٥٠٠٩)' و ابن ماجه (١/٤٠٦): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة العيدين' حديث (١٢٧٥)' (٢/١٣٣٠): كتاب الفتن: باب: الامر بالمعروف و النهي عن المنكر' حديث (٤٠١٣)' واحمد (٣/١٠، ٢٠، ٤٩، ٥٤، ٩٢)' من طريق قيس بن مسلم' عن طارق بن شهاب' فذكره۔

سے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مروان دونوں عیدگاہ اکٹھے پہنچے۔ مروان منبر کی طرف بڑھنے لگا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ نماز عید کا خطبہ بعد میں پڑھنے کا مسئلہ انہیں سمجھا سکیں، وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر منبر کی طرف بڑھ گیا اور اس نے کہا: جو بات آپ کہنا چاہتے ہیں اس کا زمانہ گزر گیا۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تجھ سے بہتر جانتا ہوں، آپ نے تین بار یہ بات کہی پھر صف میں بیٹھ گئے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۸۹)

حدیث باب میں منکر کو روکنے کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) جو شخص منکر کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔

(۲) جو شخص منکر کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ اپنی زبان سے روکے۔

(۳) جو شخص منکر کو اپنی زبان سے نہیں روک سکتا وہ اسے اپنے دل میں برا تصور کرے، یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

فائدہ نافعہ: ابتداء میں جمعۃ المبارک اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد تھا، کیونکہ اصل مقصود نماز ہے اور خطبہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر جمعۃ المبارک کے موقع پر کوئی اہم واقعہ پیش آنے پر اس کا خطبہ مقدم کر دیا گیا اور عیدین کا خطبہ اپنے اصل پر رکھا گیا۔

بَابُ مِنْهُ

باب 11: بلاعنوان

2099 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فِى الْبَحْرِ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِىْ اَسْفَلِهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِىْ اَعْلَاهَا فَقَالَ الَّذِيْنَ فِىْ اَعْلَاهَا لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا فَقَالَ الَّذِيْنَ فِىْ اَسْفَلِهَا فَاِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ اَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِى فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ فَمَنَعُوْهُمْ نَجَوْا جَمِيْعًا وَّاِنْ تَرَكُوْهُمْ غَرِقُوْا جَمِيْعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے والا اور اس معاملے میں سستی کرنے والا، ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جو ایک کشتی میں سوار ہو کر سمندر میں سفر کرتے ہیں، کچھ لوگ کشتی کے اوپر والے حصے میں چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ نیچے والے حصے میں چلے جاتے ہیں۔ نیچے والے لوگ پانی لانے کے لیے چڑھ کر اوپر جاتے ہیں، تو وہ کچھ پانی اوپر والے لوگوں پر گرا دیتے ہیں، تو اوپر والے یہ کہتے ہیں: اب ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے کیونکہ تم ہمیں تکلیف پہنچاتے ہیں تو نیچے والے یہ کہیں ہم کشتی کے زیریں حصے میں سوراخ

2099- اخرجه البخاری (۵/۱۵۷): کتاب الشرکة: باب: هل یقرع فی القسمة؛ و الاستهام فیه، حدیث (۲۴۹۳)، وطرفه فی: (۲۶۸۶)، واحمد (۴/۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۳)، و الحمیدی (۹۰۴)، حدیث (۲/۹۱۹)، من طریق عامر الشعبی، فذکره۔

کر دیتے ہیں تاکہ (سمندر سے) پانی حاصل کرلیں۔ اب اگر وہ (اوپر والے) لوگ ان کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور انہیں روک دیں گے تو وہ سب لوگ نجات پالیں گے لیکن اگر وہ (اوپر والے) لوگ ان (نیچے والے لوگوں) کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو وہ سب لوگ غرق ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

منکر کو دل سے برا تصور نہ کرنے کی مثال

ماقبل باب کی روایت میں منکر کو روکنے کے تین درجات بیان کیے گئے تھے۔ آخری درجہ منکر کو دل سے برا خیال کرنا تھا اور اسے ایمان کا ادنیٰ درجہ قرار دیا گیا تھا۔ حدیث باب میں منکر کو دل سے برا تصور نہ کرنے کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو برقرار رکھنے والوں اور اس بارے میں کاہلی سے کام لینے والے لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ لوگ ایک کشتی میں سوار ہو کر سمندر کا سفر کرنا چاہتے ہیں، کشتی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ وہ لوگ قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی کے اپنے اپنے حصہ پر سوار ہو جاتے ہیں۔ نیچے والے لوگوں کو پانی کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اوپر والے حصہ میں جاتے ہیں، بار بار ان کی آمد ورفت کی وجہ سے اوپر والے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے اور اوپر پانی گرنے کی وجہ سے کیچڑ بھی ہو جاتی ہے، جس وجہ سے اوپر والے لوگ انہیں اوپر آنے سے منع کرتے ہیں۔ نیچے والے لوگ بار بار اوپر جانے اور اوپر والوں کی فضول باتیں سننے کی وجہ سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم پانی لینے کی غرض سے اوپر نہیں جائیں گے، بلکہ کشتی کے نیچے والے حصہ سے سوراخ کر کے پانی حاصل کرلیں گے۔ اگر اوپر لوگ نیچے والے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اس حرکت سے روک دیں گے تو سب لوگ محفوظ رہیں گے ورنہ سب سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: منکر کو برا تصور کرنا اور حسب طاقت اس کا سد باب کرنا ضروری ہے، ورنہ اس کا نقصان سب لوگوں کو متاثر کرسکتا ہے۔ اسی طرح حدود الٰہی کی پاسداری سب کے لیے مفید ہے اور اس بارے میں تھوڑی سی سستی کثیر لوگوں کو متاثر کرسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

باب 12: سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق کی بات کہنا ہے

2100 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُصْعَبٍ اَبُوْ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ,

متن حدیث: اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ

2100- اخرجه ابو داؤد (۲/۵۲۷، ۵۲۸): کتاب الملاحم: باب: الامر و النہی، حدیث (۴۳۴۴)، وابن ماجه (۲/۱۳۲۹): کتاب الفتن: باب: الامر بالمعروف و النہی عن المنکر، حدیث (۴۰۱۱) من طریق محمد بن جحادة، عن عطیة العوفی، فذکرہ۔

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے عظیم جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا' جہاد اکبر ہونے کی وجہ

کتب حدیث میں مختلف روایات میں الفاظ بھی مختلف ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہاد اکبر ہے۔ دشمن سے جہاد کرنیوالا اگر دنیا سے رخصت ہو جائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور اگر بچ جائے تو اسے غازی کہا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس جہاد کو جہاد اکبر کیوں نہیں کہا گیا اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کو جہاد اکبر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب (۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ دشمن سے جہاد کرنے کی صورت میں ۱۵ فیصد شہادت کا امکان ہوتا ہے اور ۸۵ فیصد غازی بننے کا امکان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے سے ۱۵ فیصد غازی بننے کا اور ۸۵ فیصد شہید ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ چونکہ سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے میں شہادت کا امکان زیادہ اور غازی بننے کا کم ہوتا ہے اس وجہ سے اس جہاد کو ''جہاد اکبر'' قرار دیا گیا ہے۔

(۲) دشمن سے جہاد کرنے سے سلطان جابر سے حق بات کہنا مشکل ہے۔

(۳) دشمن سے جہاد کی وجہ سے ایک دو یا چند دشمنوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور سلطان جابر سے حق بات کہنے کا فائدہ پوری قوم کو ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُؤَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فِيْ اُمَّتِهٖ

باب 13: نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں تین مرتبہ سوال کرنا

2101 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متن حدیث: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَّمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلَاةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا فَاَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُذِيْقَ

2101- اخرجه النسائی (۳/۲۱۶-۲۱۷): کتاب قیام اللیل وتطوع النهار' باب احیاء اللیل' حدیث (۱۶۳۸)' و احمد (۵/۱۰۸-۱۰۹) من طریق عبد الله بن عبد الله بن الحارث بن نوفل' عن عبد الله بن خباب' فذکره۔

بَعْضُهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

◈ عبداللہ بن خباب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی آپ نے طویل نماز ادا کی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج آپ نے جس طرح نماز ادا کی تھی' آج سے پہلے اس طرح پہلے ادا نہیں کی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی ہے یہ وہ نماز تھی جس میں کچھ امید بھی تھی اور کچھ خوف بھی تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس میں تین سوال کیے اس نے دو مجھے عطا کر دی اور ایک کے بارے میں منع کر دیا میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی کی وجہ سے ہلاک نہ کرے اس نے یہ بات مجھے عطا کر دی۔ میں نے عرض کی: وہ ان پر ان کے دشمن کو پوری طرح مسلط نہ کرے' تو اس نے مجھے یہ بھی عطا کر دیا میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں نہ لڑیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات قبول نہ کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2102 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّي سَاَلْتُ رَبِّي لِاُمَّتِي اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَاِنِّي اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا اَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ اَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَّيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◈ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زمین کر دی تو میں نے اس میں مشرق اور مغرب میں دیکھ لیا میری امت کی حکومت عنقریب اس حد تک پہنچ جائے گی جتنے حصے کو میرے سامنے کیا گیا تھا اور مجھے دو طرح کے خزانے عطا کیے گئے سرخ اور سفید پھر میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لیے سوال کیا کہ وہ قحط سالی کے ذریعے انہیں ہلاک نہ کرے' اور ان کے دشمن کو ان پر مکمل طور پر مسلط نہ کرے جو انہیں سرے سے ختم کر دے تو میرے پروردگار نے ارشاد فرمایا اے محمد ﷺ میں نے فیصلہ کر دیا ہے ایسا فیصلہ جو واپس نہیں لیا جاتا اور میں نے تمہاری امت کے حوالے

2102- اخرجه مسلم (۴/۲۲۱۵، ۲۲۱۶): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: هلاك هذه الامة بعضهم من بعض، حديث (۱۹/۲۸۸۹)، و ابو داؤد (۲/۴۹۹): كتاب الفتن و الملاحم: باب: ذكر الفتن و دلائلها، حديث (۴۲۵۲)، و ابن ماجه (۲/۱۳۰۴): كتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن، حديث (۳۹۵۲)، و احمد (۵/۲۷۸، ۲۸۴) من طريق ابو قلابة، عن ابي اسماء، فذكره۔

سے یہ تمہیں عطا کر دیا کہ میں تمہاری امت کو قحط سالی کے ذریعے ہلاک نہیں کروں گا' اور میں ان کے دشمن کو ان پر مسلط نہیں کروں گا کہ وہ ان کا سرے سے خاتمہ کر دے۔ اگر چہ دشمن تمام روئے زمین سے اکٹھا ہو کر ان کے مقابلے میں آ جائے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) زمین کے تمام حصوں سے نہ آ جائے۔ البتہ یہ لوگ خود ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے' اور قیدی بنا لیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور ان کی قبولیت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دعائیں مانگیں:

(۱) امت قحط سالی میں مبتلا نہ ہو

(۲) ان پر کوئی دشمن مسلط نہ ہو۔

(۳) امت آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو دعاؤں کو قبول فرمالیا لیکن تیسری دعا کو قبول نہیں فرمایا۔ تیسری دعا قبول نہ ہونے کی متعدد وجوہات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) بروقت قبول نہ ہوئی مگر بعد میں قبول کر لی گئی (۲) آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی گئی (۳) یہ دعا قضاء مبرم سے متعلق تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِي الْفِتْنَةِ

باب 14: فتنہ کے زمانے میں آدمی کیسے رہے؟

2103 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ

متنِ حدیث: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا قَالَ رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَرَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيْفُوْنَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ مُبَشِّرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سیّدہ ام مالک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فتنے کا تذکرہ کیا اور اسے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا یہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس وقت کون شخص بہتر ہوگا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو اپنے جانوروں میں ہو' اور ان کے حق کو ادا کرے' اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہو یا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کے سر کو تھامے اور دشمن پر حملہ کر دے اور دشمن اس پر حملہ کر دے۔

2103- اخرجه احمد (٦/٤١٩) من طريق طاؤس ولم يذكره

اس بارے میں سیّدہ اُمِّ مبشر رضی اللہ عنہا' ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ روایت اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

لیث بن ابوسلیم نے طاؤس کے حوالے سے سیّدہ ام مالک رضی اللہ عنہا سے اسے نقل کیا ہے۔

2104 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ سِيْمِيْنَ كُوْشَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيْهَا اَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ لَا يُعْرَفُ لِزِيَادِ بْنِ سِيْمِيْنَ كُوْشَ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيْثِ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ فَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ فَاَوْقَفَهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایسا فتنہ آئے گا' جو عربوں کو گھیر لے گا اس میں مرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے اس فتنے کے دوران زبان تلوار سے زیادہ تیز ہوگی۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق زیاد بن سیمین سے اس کے علاوہ کوئی اور روایت منقول نہیں ہے۔

اس کو حماد بن سلمہ نے لیث کے حوالے سے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

اس روایت کو حماد بن زید نے لیث کے حوالے سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

فتنہ کے زمانہ میں بہترین شخص کی نشاندہی

پہلی حدیث باب میں دو آدمیوں کو بہترین قرار دیا گیا ہے:

(۱) جو شخص سادہ زندگی گزارتا ہوا اپنے جانوروں کی خدمت کرے گا ان کی زکوٰۃ ادا کرے گا' اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے گا۔

(۲) وہ شخص ہے' جو ہمہ وقت دشمن سے جہاد کرنے کے لیے اپنا گھوڑا تیار رکھتا ہو۔

دوسری حدیث باب میں جہنم میں جانے والے مقتولوں سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقتولین نہیں ہیں کیونکہ دونوں بزرگوں کے درمیان لڑائی غلط فہمی یا اجتہاد یا منافقین کی چال پر مبنی تھی اور جام شہادت نوش کرنے والے بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو پوری امت کے مقتداء اور امام تھے' لہٰذا ان کا جہنم میں جانا ان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تاہم مسلمانوں کو لڑانے والے منافقین اور یہودی مراد لیے جائیں تو زیادہ مناسب ہے' کیونکہ

2104- اخرجه ابوداؤد (۴ / ۵۰۱): كتاب الفتن و الملاحم: باب: في كف اللسان' حديث (۴۲۶۵)' و ابن ماجه (۲ / ۱۳۱۲): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة' حديث (۳۹۶۷)' و احمد (۲ / ۲۱۱) من طريق ليث' عن طاؤس' عن زياد بن سيمين كوش' فذكره۔

یہ لوگ فتنہ انگیزی اور فساد برپا کرنے کی وجہ سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ

باب 15: امانت کا اٹھالیا جانا

2105 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

متنِ حدیث: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَتْ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَیْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهٖ قَالَ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدُهُمْ يُؤَدِّی الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَّحَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ وَاَظْرَفَهٗ وَاَعْقَلَهٗ وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَیَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِیْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ فِيْهِ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ دِيْنُهٗ وَلَئِنْ كَانَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ سَاعِيهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں سنائی تھیں ان میں سے ایک ہم دیکھ چکے ہیں اور دوسری کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں یہ بتایا تھا: امانت لوگوں کے دلوں کے اندر نازل ہوئی' پھر قرآن نازل ہوا تو انہوں نے قرآن کے ذریعے علم حاصل کیا اور سنت کے ذریعے علم حاصل کیا' پھر آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ امانت کو اٹھالیا جائے گا ایک آدمی سویا ہوا ہوگا' تو اس کے دل سے امانت کو اٹھالیا جائے گا۔ اس کا اثر ایک داغ کی صورت میں رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا' تو اس کے دل سے امانت کو اٹھالیا جائے گا' اور اس کا اثر آبلے کے نشان کی طرح رہ جائے گا۔ جیسے تم اگر انگارے اپنے پاؤں پر لڑھکا دو تو چھالا بن جاتا ہے لیکن اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک کنکری اٹھا کر اپنے پاؤں پر لڑھکا دی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح ہوگی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے' لیکن ان میں سے کوئی ایک ایسا نہیں ہوگا جو امانت کو ادا کرے' یہاں تک کہ کسی آدمی کے بارے میں یہ کہا جائے گا: وہ کتنا ذہین اور تیز طرار اور کتنا عقل مند ہے' حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے جتنا ایمان موجود نہیں ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: مجھ پر وہ زمانہ بھی آیا جب مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کی تھی کہ میں کس کے ساتھ سودا کر رہا ہوں؟ کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو (دھوکہ دینے سے) باز رکھتا اور اگر وہ کوئی یہودی یا عیسائی ہوتا تو سرکاری اہلکار اسے باز

2105- اخرجه البخاري (۱۱ / ۳۴۷): كتاب الرقاق: باب: رفع الامانة، حديث (٦٤٩٧) وطرفاه في: (٧٠٨٦، ٧٢٧٦) و مسلم (١ / ٤١٧ - الابي): كتاب الايمان: باب: رفع الامانة و الايمان من بعض القلوب و عرض الفتن على القلوب، حديث (٢٣٠ / ١٤٣) و ابن ماجه (٢ / ١٣٤٦): كتاب الفتن: باب: ذهاب الامانة، حديث (٤٠٥٣) واحمد (٥ / ٣٨٣، ٣٨٤) و الحميدي (١ / ٢١٧) حديث (٤٤٦) من طريق الاعمش، عن زيد بن وهب، فذكره۔

رکھتے لیکن آج کے دور کا جہاں تک تعلق ہے تو میں تم لوگوں میں سے صرف فلاں فلاں شخص کے ساتھ خرید وفروخت کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

امانت کا نزول وارتفاع

لفظ: امانة' کا لغوی معنی ہے راست بازی' فرض منصبی' دیانتداری' ذمہ داری۔ اس کا شرعی واصطلاحی معنی ہے: ایسی ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر عائد کی جاتی ہے یا بندوں کی جانب سے لازم کی گئی ہو۔ یہ لفظ اس ارشاد ربانی میں استعمال ہوا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (سورۃ الاحزاب: ۷۲)

بیشک ہم نے امانت آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان میں اس کی ذمہ داری اٹھانے کی ہمت نہیں تھی اور انسان نے اسے اٹھالیا۔''

جس شخص میں امانت کا عنصر موجود نہ ہو اسے خائن کہا جاتا ہے۔ خائن کی وعید اور عہد وپیان کی اہمیت احادیث مبارکہ میں یوں بیان ہے: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ (مسند امام احمد ج ۳' ص ۱۳۵)

لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (مشکوۃ المصابیح' رقم الحدیث ۳۵) جو امانتدار نہیں' وہ ایماندار نہیں۔'' جو وعدہ پورا نہیں کرتا' اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

حدیث باب میں دو امور بیان کیے گئے ہیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نزول امانت: اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل پر امانت کو اتارا۔ پھر قرآن کریم اتارا گیا جس کے ذریعے لوگوں نے ہدایت کا راستہ سیکھا۔ لوگوں کے دلوں میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے کا جذبہ بھی موجزن ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی فیضان حاصل کیا۔

۲- ارتفاع امانت: اس حدیث میں ارتفاع امانت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ انسان نوم ویقظہ کی حالت میں تھا کہ اس کے دل سے امانت کا ارتفاع کیا گیا اور بعد میں بھی اسی حالت میں انسان کے دل سے ارتفاع امانت کیا گیا جس کے نتیجہ میں اس کے جسم پر اثر ونشان باقی رکھا گیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مسئلہ کو تفصیلاً ملاحظہ کیا لیکن دوسرے مسئلہ کو اجمالاً یا اشارۃً دیکھا۔

سوال: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے فرمایا تھا کہ میں نے دوسری بات ملاحظہ نہیں کی اور اب یوں فرمارہے ہیں کہ میں نے تبدیل شدہ زمانہ دیکھا ہے' اس طرح تو تعارض ہوا؟

جواب: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے قول سے مراد تفصیل ہے اور دوسرے قول سے مراد اجمال ہے یعنی آپ نفی تفصیل کی کر رہے ہیں اور اثبات اجمال کا فرمارہے ہیں' لہٰذا دونوں اقوال میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

سوال: یہاں امانت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) ایمان مراد ہے (۲) عام امانت مراد ہے جس طرح اس ارشاد ربانی میں ہے: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۳) وہ پوشیدہ امور مراد ہیں جو انسان کے دل میں رکھے گئے ہیں اور انسان کو ان کا امین بنایا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

باب 16: تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر عمل کرو گے

2106 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانٍ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوواقد لیثی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب حنین کی طرف روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ ایک درخت کے پاس سے گزرے جو مشرکین کا تھا جس کا نام "ذات انواط" تھا لوگ اس پر اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ جس طرح ان لوگوں نے اپنے لیے ذات انواط کو مقرر کرلیا تھا اس طرح ہمارے لیے بھی آپ ذات انواط مقرر کر دیجئے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ یہ تو اسی طرح ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا: وہ ان کے لیے ایک معبود مقرر فرما دیں جس طرح ان لوگوں کا معبود ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور عمل کرو گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابوواقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

غلط طریقوں کو اپنانے کی ممانعت

لفظ: السنن بمعنی طرز، نمونہ، طریقہ عربی محاورہ ہے: اِسْتَقَامَ فُلَانٌ عَلٰى سُنَنٍ وَّاحِدٍ۔ فلاں شخص ایک طریقہ پر قائم رہا۔

دوسرا لفظ ہے: اَلسُّنَّةِ: اس کی جمع سنن آتی ہے' جس کا معنی ہے: سیرت' خاص طریقہ۔ یہ لفظ یہاں استعمال نہیں ہوا۔

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کی رسوم کی بیخ کنی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ "ذات انواط" اس درخت کا نام ہے جس پر زمانہ جاہلیت میں مشرکین و کفار اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جس طرح کفار و مشرکین "ذات انواط" (نام درخت) پر اپنے ہتھیار وغیرہ لٹکاتے ہیں آپ ہمارے لیے بھی کوئی "ذات انواط" مقرر فرما دیں؟ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کیا اور فرمایا: تم لوگ بھی قوم بنی اسرائیل کی طرح مطالبہ کرتے ہو جس طرح قوم موسیٰ نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا: اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰـهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (الاعراف: ۱۳۸) دوسرے لوگوں کے خداؤں کی طرح آپ بھی ہمارے لیے کسی ایک خدا کا تعین کر دیں۔" مزید دوسری روایت میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت پر بھی ایسا وقت آئے گا جیسا قوم بنی اسرائیل پر آ چکا ہے حتیٰ کہ ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے ارتکاب زنا کیا تھا تو میری قوم میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ حرکت ضرور کریں گے۔

فائدہ نافعہ: زمانہ جاہلیت کی وہ رسوم جو شریعت مطہرہ سے متصادم ہوں' کی بیخ کنی کرنا' لوگوں کو ان سے احتراز کرنے کا درس دینا اور ان کے نقصانات سے آگاہ کرنا از بس ضروری ہے۔ اس طرح معاشرہ کئی فتنوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَلَامِ السِّبَاعِ

باب 17: درندوں کا کلام کرنا

2107 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ الْعَبْدِىُّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ

توضیح راوی: وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں کے ساتھ کلام نہیں کرنے لگیں گے' یہاں تک کہ آدمی کے چابک کی رسی اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی اس کے ساتھ کلام کریں گے' اور اسے اس کا زانو یہ بتا دے گا کہ اس کے بعد اس کی بیوی نے کیا حرکت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔
ہم اسے صرف قاسم بن فضل کے حوالے سے جانتے ہیں۔
قاسم بن فضل نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ اور مامون ہیں۔
یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

شرح

جانوروں کا گفتگو کرنا

مختلف روایات میں مختلف علامات قیامت بیان کی گئی ہیں۔ حدیث باب میں تین علامات قیامت بیان کی گئی ہیں:
(۱) جانوروں کا انسانوں سے باتیں کرنا
(۲) کوڑے کے کنارے اور جوتے کے تسمہ کا آدمی سے باتیں کرنا
(۳) آدمی کی ران کا گھر کے احوال سے مطلع کرنا۔ جب تک یہ علامات نہیں پائی جائیں گی' قیامت برپا نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ ان علامات میں سے کچھ ظاہر ہو چکی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم کچھ حقائق تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں جن پر غور و فکر کر کے اس کی حقیقت کو معلوم کیا جا سکتا ہے مثلاً کنکریوں کا کلمہ طیبہ پڑھنا۔ احد پہاڑ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبوت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احد پہاڑ سے محبت کرنا۔ پتھروں کا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کا وظیفہ پڑھنا' شیر اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین مکالمہ ہونا' ستون حنانہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا اور دریائے نیل کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی اطاعت سے جاری ہونا وغیرہ۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں پلاسٹک کے ٹی وی' کمپیوٹر' لیپ ٹوپ اور موبائلز کی شکل میں انسان سے گفتگو کرنے نے' اس مسئلہ کو سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب 18: چاند کا شق ہونا

2108 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے

2108- اخرجه مسلم (۲۱۵۹/٤): كتاب صفات المنافقين و احكامهم: باب: انشقاق القمر، حديث (۲۸۰۱)-

ارشاد فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ۔

اس بارے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

معجزہ شق القمر کا ظہور

معجزات کا تعلق عجائبات عالم سے ہے، جن کا ظہور جہاں کچھ لوگوں کے ایمان واستقامت کا باعث بنتا ہے، وہاں بعض لوگوں کی گمراہی کا باعث بھی بنتا ہے۔ قرآن وسنت میں معجزہ شق القمر کا تذکرہ ہے، جو اہل ایمان کے لیے باعث استحکام ایمان تو بنا لیکن کفار کے لیے باعث ایمان نہ بنا بلکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کا انکار کر دیا۔

معجزہ شق القمر کے ظہور پذیر ہونے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہجرت سے چند سال قبل مشرکین مکہ میں سے چند سرکردہ لوگ مثلاً ابوجہل، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، اسود بن مطلب، زمعہ بن الاسود، عاص بن ہشام اور نضر بن حارث وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا: اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں تو ہمیں کوئی آسمانی معجزہ دکھائیں۔ آپ ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے اور میری نبوت کو تسلیم کر لیں گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، اسی لیے تو ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر تیرتے ہوئے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین میں آ گیا، جس کا ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر اور دوسرا جبل قیقعان میں آ گرا اور دونوں پہاڑ چمک اٹھے۔ کفار مکہ آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا یعنی تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ۔ آپ کا معجزہ دیکھ کر انہوں نے تسلیم کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر قرار دیا۔ کچھ لوگوں نے کہا: ہم اس معجزہ کی تصدیق بیرونی لوگوں سے کرائیں گے۔ جو لوگ مختلف اطراف عالم سے مکہ میں آتے تو وہ لوگ ان سے معجزہ شق قمر کے بارے میں دریافت کرتے اور وہ لوگ اس کی تائید وتصدیق کرتے لیکن مشرکین مکہ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

معجزہ شق القمر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں کفار کے مطالبہ کے جواب میں ظہور پذیر ہوا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے: اِنْشَقَّ الْقَمَرُ۔ چاند دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ حدیث باب بھی اس کی دلیل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرما رہے تھے: اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا۔ تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ۔''

سوال: چاند کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا محال ہے اور یہ واقعہ کسی تاریخی کتاب میں موجود نہیں ہے؟

جواب: معجزہ شق القمر ہی نہیں بلکہ ہر معجزہ عقلی طور پر ناممکن ہوتا ہے اور اس کا عقلی طور پر ممکن ہونا، اس کے عدم معجزہ کی دلیل ہوتا ہے، کیونکہ معجزہ کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو عقل میں نہ آ سکے۔ گویا اس واقعہ کا استحالہ ہی اس کے وقوع کی دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان معجزہ دنیا بھر میں دیکھا گیا۔ خواہ مطالبہ کرنے والے لوگ تو مسلمان نہ ہوئے لیکن ان کے علاوہ یہ معجزہ دیکھ کر

کثیر لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہوتے ہوئے کسی تاریخی کتاب کی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ہزاروں امور ایسے ہیں جو تاریخ کی کتب میں محفوظ نہیں ہیں لیکن لوگ ان کو تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں۔نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے ہمیں عقلی یا تاریخی دلائل کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔کئی بار سورج اور چاند گرہن کے واقعات پیش آتے ہیں لیکن دنیا کے تمام لوگ اسے ملاحظہ نہیں کرتے بلکہ ایک خطہ کے لوگ اسے ملاحظہ کرتے ہیں۔پھر یہ معجزہ قلیل وقت یعنی از عصر تا مغرب جتنا وقت (گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ) ظہور پذیر رہا اور اتنے قلیل وقت میں کچھ لوگوں نے دیکھا اور کچھ محروم رہے۔معجزہ شق القمر کا اقرار ایمان کا تقاضا اور استحکام ایمان کا باعث جبکہ اس کا انکار گمراہی اور بے دینی ہے۔گمراہی کا ناسور ایک فتنہ سے کم نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَسْفِ

باب 19: زمین میں دھنس جانا

2109 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيدٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُرْفَةٍ وَّنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَرَوْا عَشْرَ اٰيَاتٍ طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَالدَّابَّةَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوْقُ النَّاسَ اَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ الدُّخَانَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَالْمَسْعُوْدِيِّ سَمِعَا مِنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ وَّزَادَ فِيْهِ الدَّجَّالَ اَوِ الدُّخَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِجْلِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ فُرَاتٍ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيْهِ قَالَ وَالْعَاشِرَةُ اِمَّا رِيْحٌ تَطْرَحُهُمْ فِي الْبَحْرِ وَاِمَّا نُزُوْلُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے بالا خانہ میں سے دیکھا ہم اس وقت قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جس وقت تک تم دس نشانیاں نہیں

2109- اخرجه مسلم (٤/ ٢٢٢٥): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب في الآيات التي تكون قبل الساعة، حديث (٣٩ / ٢٩٠١) (٤/ ٢٢٢٦): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب في الآيات التي تكون قبل الساعة، حديث (٤٠، ٤١ / ٢٩٠١) من طريق ابو الطفيل، عن ابي سريحة، و ابو داؤد (٢/ ٥١٧): كتاب الملاحم: باب: امارات الساعة، حديث (٤٣١١) و ابن ماجه (٢/ ١٣٤١): كتاب الفتن: باب: اشراط الساعة، حديث (٤٠٤١) و احمد (٤/ ٧-٦) و الحميدي برقم (٨٢٧) من طريق الفرات، عن ابي الطفيل، فذكره-

دیکھو گے سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا یا جوج ماجوج' دابتہ الارض' زمین کا تین جگہ سے دھنس جانا' ایک مرتبہ دھنسا مشرق میں ہوگا' ایک مرتبہ دھنسا مغرب میں ہوگا اور ایک مرتبہ جزیرہ عرب میں ہوگا اور وہ آگ جو عدن کے ایک گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ (راوی کو شک ہے شائد یہ الفاظ ہیں) لوگوں کو اکٹھا کر دے گی' تو وہ ان کے ساتھ رات رہے گی جہاں وہ رات بسر کریں گے اور ان کے ساتھ دوپہر کرے گی جہاں وہ دوپہر کریں گے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں لفظ "دھواں" زائد ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں دجال اور دھواں کا لفظ زائد ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ لفظ زائد ہیں دسویں چیز وہ ہوا ہے' جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی اور حضرت عیسٰی بن مریم کا نزول ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2110 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْمُرْهِبِيِّ عَنْ مُسْلِمِ ابْنِ صَفْوَانَ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يَغْزُوَ جَيْشٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ اَوْسَطُهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا یہ بات بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ اس گھر پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے' یہاں تک کہ ایک لشکر اس پر حملہ کرنے کے لیے آئے گا' اور جب وہ "بیداء" کے مقام پر پہنچے گا۔ (یہاں پر راوی کو الفاظ میں شک ہے) تو ان کے ابتدائی اور آخری حصے کو دھنسا دیا جائے گا' اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔ (یعنی وہ سب دھنس جائیں گے) میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ان میں سے جو شخص اس بات کو ناپسند کرتا ہوں (یعنی زبردستی آیا ہو) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے حساب سے (یعنی ان کی نیتوں کے حساب سے) انہیں زندہ کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2111 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا صَيْفِيُّ بْنُ رِبْعِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2110- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۵۱): كتاب الفتن: باب: جيش البيداء: حديث (۴۰۶۴) و احمد (۶/ ۳۳۶-۳۳۷) من طريق مسلم بن صفوان' فذكره-

متن حدیث: يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّقَذْفٌ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا ظَهَرَ الْخُبْثُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ عَآئِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس امت کے آخر میں زمین میں دھنسا چہروں کا مسخ ہوجانا' آسمان سے پتھروں کی بارش (کی طرح کے عذاب) ہوں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاکت کا شکار کردیے جائیں گے۔ جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب فسق عام ہوجائے گا (تو ایسا ہی ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر نامی راوی کے بارے میں یحییٰ نے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا۔

شرح

علامات قرب قیامت

علامات قیامت از قبیل عجائبات ہیں اور عجائبات لوگوں کے لیے فتنہ کا باعث بنتے ہیں۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار بھی علامات قیامت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت اور درمیانی دونوں انگلیوں کو ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت دونوں متصل بھیجے گئے ہیں۔"

گزشتہ باب میں شق القمر کو علامات قیامت سے بتایا گیا تھا اور احادیث باب میں بارہ علامات قیامت بیان کی گئی ہیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: قرب قیامت کے وقت آفتاب مشرق کے بجائے مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

۲- خروج یاجوج وماجوج: علامات قیامت میں سے ایک یاجوج وماجوج کا خروج ہے' اس کا ذکر اس ارشاد ربانی میں موجود ہے: یہ امر ممکن ہے کہ مردہ لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں حتیٰ کہ یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں۔ وہ بلندی سے پھسلتے آئیں گے اور سچا وعدہ آجائے گا۔ (الانبیاء:۹۶)

۳- خروج دابۃ الارض: قیامت کے قریب مکہ مکرمہ کی مشہور پہاڑی "صفا" پھٹ جائے گی اور وہاں سے ایک جانور برآمد ہوگا جو لوگوں سے گفتگو کرے گا' قرب قیامت کی اطلاع دے گا اور نیک وبد لوگوں پر علامات امتیاز لگائے گا۔

۴ تا ۶- تین مقامات سے زمین نیچے کو دھنس جائے گی: (۱) مشرق سے (۲) مغرب سے (۳) جزیرۃ العرب سے۔

۷- خروج نار: عدن شہر سے آتش برآمد ہوگی جو لوگوں کو ہنکا کر ملک شام لے جائے گی۔ وہ آگ ہمہ وقت لوگوں کے ساتھ ہوگی۔

۸- ارتفاع دخان: علامات قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان پر دھواں چھا جائے گا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: اس دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان کی طرف ایک دھواں دکھائی دے گا جو سب لوگوں پر چھا جائے گا اور یہ خطرناک سزا ہے۔ (الدخان: ۱۰،۱۱)

۹- خروج دجال: دجال کا برآمد ہونا بھی علامات قیامت سے ہے اور اس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔

۱۰- نزول عیسیٰ علیہ السلام: علامات قیامت میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول ہے۔ آپ کے نزول کی تفصیل قرآن وسنت میں موجود ہے۔

۱۱- لوگوں کی شکلوں کا مسخ ہونا: علامات قیامت میں سے ایک لوگوں کی شکلوں کا مسخ ہونا ہے۔ شکلوں کا بگڑنا لوگوں کی بدکرداری، بے عملی اور جہالت کی وجہ سے ہوگا۔

۱۲- پتھروں کی بارش ہونا: قیامت کے قریب لوگوں کی بے عملی آسمان کو چھوئے گی اور لوگ حدود الٰہی کی پرواہ نہیں کریں گے جس کے نتیجہ میں ان پر پتھروں کی بارش ہوگی۔

فائدہ نافعہ: ان بارہ علامات قیامت میں سے ترجمۃ الباب سے مطابقت صرف علامت خسف ہے یعنی مشرق ومغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین کا نیچے کی طرف دھنس جانا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

باب 20: سورج کا مغرب سے نکلنا

2112 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ

متنِ حدیث: قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِىْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا اطْلُعِىْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذٰلِكَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَّحُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا جب سورج غروب ہو چکا تھا، نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا تم جانتے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جاتا ہے تا کہ اسے سجدہ کرنے کی اجازت مل جائے تو (ایک دن اسے) اجازت مل جائے گی یعنی گویا اسے یہ کہا جائے گا کہ تم جہاں سے

2112- اخرجه البخاری (۲۴۳/۶)؛ کتاب بدء الخلق؛ باب: صفة الشمس و القمر، حدیث (۳۱۹۹) و اطرافه فی: (۴۸۰۲، ۴۸۰۳، ۷۴۲۴، ۷۴۳۳) و مسلم (۴۷۳/۱، ۴۷۳ - نووی)؛ کتاب الایمان؛ باب: بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان، حدیث (۲۵۰، ۲۵۱/ ۱۵۹) و ابوداؤد (۴۳۲/۲): کتاب الحروف و القراءات، حدیث (۴۰۰۲) و احمد (۱۴۵/۵، ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۷۷) من طریق ابراهیم بن یزید التیمی، عن ابیه، فذکره۔

آئے ہو تم وہاں سے طلوع ہو جاؤ! تو یہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت بیان کی۔

''اور اس کا مخصوص راستہ ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ قرأت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سورج کے مستقر کی توضیح

علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ کچھ علامات قیامت سے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ آفتاب حکم خداوندی سے مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہو جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو کر مشرق کی طرف آتا ہے پھر طلوع ہو جاتا ہے۔ جب اسے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا تو مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔

سوال: آفتاب طلوع و غروب میں حکم خداوندی کا پابند ہے اس کا مستقر کیا ہے؟

جواب: آفتاب کے مستقر کے بارے میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) جمہور کا مؤقف ہے کہ آفتاب کا مستقر عرش اعظم کے نیچے ہے۔ وہ طالب سجدہ ہوتا ہے اور اجازت ملنے پر سجدہ ریز ہوتا ہے پھر حسب حکم مشرق کی طرف آ کر طلوع ہوتا ہے۔ جب مشیت خداوندی ہوگی اور اسے سجدہ کی اجازت نہ ملے گی تو مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ نصف النہار تک آئے گا پھر مغرب کی طرف لوٹ جائے گا۔

(۲) مستقر الشمس سے مراد طویل ترین دن ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس دن آفتاب کو کالعدم ہو جانے کا حکم دیا جائے گا وہی اس کا مستقر ہوگا۔

سوال: زمانہ قدیم کی سائنس کا یہ اعلان تھا کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ جس وجہ سے طلوع و غروب ہوتا اور شب و روز تیار ہوتے ہیں۔ جدید ماہرین فلکیات کا کہنا ہے کہ زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے، جس کے سبب شب و روز تیار ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سوال یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش الٰہی کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہونے اور طلوع ہونے کی اجازت سے کیا مراد ہے؟

جواب: کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے اور اس کے حضور سجدہ ریز بھی ہوتی ہے لیکن آفتاب کا طلوع و غروب اور سجدہ ریز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے۔ جب اسے سجدہ ریز ہونے کی اجازت نہیں ملے گی اور مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا تو وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ سورج کا سجدہ ریز ہونا ہماری طرح

نہیں ہے بلکہ اس سے مراد حکم خداوندی کی اطاعت ہے۔

سوال: خواہ آفتاب زمین کے گرد چکر لگاتا ہے یا زمین اپنے محور میں گھومتی ہے اس کا طلوع وغروب ہونا ہمارے سامنے ظاہر ہونے اور پوشیدہ ہونے کے لحاظ سے ہے۔ سوال یہ ہے آفتاب کس نقطہ سے واپس آئے گا اور دنیا کے کس خطہ میں مغرب سے طلوع کرے گا؟ نیز دوسرے ممالک کی صورتحال کیا ہوگی؟

جواب: قرب قیامت میں پیش آنے والے واقعات کو عصر حاضر میں مکمل طور پر سمجھنا اور سمجھانا ممکن نہیں ہے بلکہ جب پیش آئیں گے تو لوگ انہیں خود بخود سمجھ جائیں گے۔ تاہم عصر حاضر میں ان کا اجمالی خاکہ ہی پیش کر دینا کافی ہے جس طرح حدیث باب سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

باب 21: یاجوج ماجوج کا نکلنا

2113 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتِ

متن حدیث: اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّوْمٍ مُّحْمَرًّا وَّجْهُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ عَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف سند: وَقَدْ جَوَّدَ سُفْيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثَ هٰكَذَا رَوَى الْحُمَيْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ نَحْوَ هٰذَا وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَفِظْتُ مِنَ الزُّهْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَرْبَعَ نِسْوَةٍ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ وَهُمَا رَبِيبَتَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَّغَيْرُهٗ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ حَبِيبَةَ وَقَدْ رَوَى بَعْضُ اَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ

◆◆ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور آپ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسے پڑھا پھر ارشاد فرمایا عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے

2113- اخرجه البخاري (٦/٤٤٠): كتاب احاديث الانبياء: باب: قصه يا جوج و ماجوج حديث (٣٣٤٦) و اطرافه في: (٣٥٩٨، ٧٠٥٩، ٧١٣٥) و مسلم (٤/٢٢٠٧، ٢٢٠٨): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: اقتراب الفتن و فتح ردم يا جوج و ماجوج حديث (١/٢٨٨٠، ٢) و ابن ماجه (٢/١٣٠٥): كتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن حديث (٣٩٥٣) و احمد (٦/ ٤٢٨، ٤٢٩) و الحميدي (١/ ١٤٧، ١٤٨) حديث (٣٠٨) من طريق عروة بن الزبير عن زينب بنت ام سلمة عن ام حبيبة فذكرته ليس فيه: حبيبة بنت ام حبيبة-

بربادی ہے جو قریب آ چکی ہے۔ آج یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلی سے گول دائرے کا نشان بنا کر دکھایا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے؟ جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب برائی زیادہ ہو جائے گی تو (سب ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان نے اس روایت کو بہترین قرار دیا ہے۔

حمیدی نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: میں نے زہری رحمہ اللہ کی زبانی اس روایت کی سند میں چار خواتین کا نام یاد کیا ہے یعنی یہ سیّدہ زینب بنت سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے سیّدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی سوتیلی صاحبزادیاں ہیں سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے یہ دو خواتین نبی اکرم ﷺ کی ازواج ہیں۔

معمر نے اس روایت کو زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اس کی سند میں حبیبہ نامی خاتون کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

خروج یاجوج وماجوج

علامات قیامت میں سے ایک یاجوج وماجوج کا خروج ہے۔ قرب قیامت میں ان کا ظہور وخروج ہوگا۔ سوالیہ ہے کہ یہ کیسی مخلوق ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت سے ہیں۔ ان کی شکل وصورت اور اعضاء جسمانی انسانوں کی طرح ہیں (البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۱۱۰)

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یاجوج وماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ دو قبائل پر مشتمل ہے۔

(۳) بعض محققین کی رائے ہے کہ یاجوج وماجوج سے مراد منگولیا یعنی تاتار قوم ہے جو وحشی قبائل پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ امریکہ یورپ اور روس کے خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے دو قبائل ہیں:

(۱) موگ (۲) یوچی

سوال: حدیث باب میں: "استیقظ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم" کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں دخل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کے الفاظ ہیں یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیدار ہوئے ہوں پھر گھر تشریف لائے ہوں لہٰذا دونوں روایات میں تعارض نہ رہا۔

سوال: "وَعَقَدَ عُشْرًا" سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب انگشت شہادت اور ابہام کو ملایا جائے تو دس کا عدد مراد ہوتا ہے اور ان کا سوراخ خواہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا جائے گا۔

سوال: وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ میں شر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ا) اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا اور آج تک باقی ہے (۲) قوم یاجوج و ماجوج کے ظہور کا فتنہ مراد ہو۔

سوال: عرب کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: مخاطب عرب تھے اس لیے ان کا ذکر کر دیا گیا ورنہ بالتبع عجم بھی اس میں شامل ہیں۔ قوم یاجوج و ماجوج کا تعارف: یہ قوم دو جماعتوں پر مشتمل ہے ایک کو یاجوج اور دوسری کو ماجوج کہا جاتا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے چار لاکھ افراد ہیں۔ ان میں سے کسی کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک اس کی ایک ہزار اولاد جوان نہیں ہو جاتی۔ ایک قول کے مطابق یہ لوگ اتنے کثیر ہیں کہ تمام انس و جنات اس کا دسواں حصہ ہیں۔ بعض نے کہا: ان کے بائیس (۲۲) قبائل ہیں جن میں سے ۲۱ دیوار میں محبوس ہیں اور ایک باہر ہے جو ترکی میں ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین صاحبزادے تھے:

(ا) سام یہ ابو العرب تھے

(۲) حام یہ اہل سوڈان کے باپ تھے

(۳) یافث یاجوج و ماجوج اور ترکی ان کی اولاد ہیں۔ ان کے قد تین یا چار گز ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کے قد تین بالشت ہیں جب ان کا خروج ہوگا تو تمام پانی پی جائیں گے اور تمام چیزیں کھا جائیں گے۔ لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے ان کے پاس خوراک کا انتظام نہیں ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو یاجوج و ماجوج ہلاک ہو جائیں گے۔ مرنے کے بعد ان کے جسموں میں کیڑے پڑ جائیں گے پھر بدبو اور وباء پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوگی جس سے ان کی بدبو کا خاتمہ ہو جائے گا۔

بَابُ فِي صِفَةِ الْمَارِقَةِ

باب 22: خارجی گروہ کی علامت

2114 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ وَصَفَ هَؤُلَاءِ

2114- اخرجه ابن ماجه (۱/۵۹): المقدمة: باب فی ذکر الخوارج، حدیث (۱۶۸) و احمد (۱/۴۰۴) من طریق عاصم، عن زر، فذکره۔

اَلْقَوْمَ الَّذِیْنَ یَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ اِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ الْحَرُوْرِیَّةُ وَغَیْرُهُمْ مِنَ الْخَوَارِجِ

◄► حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے، جن کی عمریں کم ہوں گی اور عقل نہیں ہوگی وہ قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ لفظ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا وہ سب سے بہترین (یعنی نبی اکرم ﷺ کے) اقوال بیان کریں گے، لیکن وہ دین سے یوں باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار (کے پار) ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس کے علاوہ دیگر روایات جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں، ان میں ان لوگوں کی صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے: یہ وہ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا، اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے باہر نکل جاتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں) اس سے مراد وہ خوارج ہیں جو حروری ہیں اور اس کے علاوہ دیگر خوارج ہیں۔

شرح

خوارج کا تعارف

مسلمانوں میں کثیر فتنوں نے جنم لیا جن میں سے ایک فتنہ خوارج ہے، ان کو سارقہ اور حروریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت پیدا ہوا لیکن جنگ صفین کے موقع پر نمایاں طور پر سامنے آیا۔ جنگ صفین کے موقع پر جب مسئلہ تحکیم پیش آیا تو فریقین نے دو افراد پر مشتمل حکم بنایا اور خوارج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "حکم" کے لیے مجبور کیا تھا ورنہ انہیں تو اس مسئلہ کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ جنگ جیت چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا نمائندہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن خوارج نے چال چل کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمائندہ مقرر کرنے کے لیے مجبور کیا۔ جب پنچایت نے فیصلہ سنایا جو ان کے نظریہ کے خلاف تھا تو انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہ نعرہ بلند کر دیا: اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔" انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ فریقین حکم خداوندی کی خلاف ورزی کر کے کافر ہو گئے ہیں۔ یہ باغی گروہ دس ہزار افراد پر مشتمل "حروراء" دیہات میں جمع ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ یہ فرقہ ۳۶ھ میں ظاہر ہوا پھر نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ مرتکب الکبائر کافر ہو جاتا ہے۔ خوارج دور اول کا بڑا فتنہ تھا۔ ان کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ اگر خلیفہ وقت کسی سنت کی خلاف ورزی کرے تو اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت امیر معاویہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بیزار تھے کیونکہ انہیں مسلمان تسلیم نہیں

کرتے تھے۔

حدیث باب میں خوارج کی چند علامات بیان کی گئی ہیں: (۱) نوعمر ہوں گے (۲) بیوقوف ہوں گے (۳) قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے اترے گا۔ (۴) اسلامی تعلیمات میں سے بعض کا انکار کریں گے اور بعض کو تسلیم کریں گے (۵) وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

بَابُ فِي الْاَثَرَةِ

باب 23: ترجیحی سلوک کرنا

2115 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَّلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپ نے فلاں شخص کو سرکاری اہلکار مقرر کیا ہے اور آپ مجھے کیوں نہیں مقرر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ میرے بعد اپنے ساتھ ترجیحی سلوک دیکھو گے' تو صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ تمہاری ملاقات حوض پر مجھ سے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2116 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً وَّاُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا قَالَ فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَدُّوْا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگ میرے بعد اپنے ساتھ ترجیحی سلوک دیکھو گے' اور کچھ ایسے امور دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہوں گے لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں کے حق ادا کرنا اور جو تمہارا حق ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔

2115- اخرجه البخاری (۷/ ۱٤٦): كتاب مناقب الانصار: باب: قول النبی صلى الله عليه وسلم للانصار (اصبروا حتى تلقونی على الحوض) حديث (۳۷۹۲) و طرفه فی: (۷۰۵۷) و النسائی (۸/ ۲۲٤): كتاب آداب القضاة: باب: ترك استعمال من يحرص على القضاء' حديث (۵۳۸۳) و احمد (٤/ ۳۵۱' ۳۵۲) من طريق شعبة' عن قتادة' عن انس' فذكره۔

2116- اخرجه البخاری (۱۳/ ۷): كتاب الفتن: باب قول النبی صلى الله عليه وسلم (سترون بعدی امورا تنكرونها) حديث (۷۰۵۲) و مسلم (۳/ ۱٤۷۲): كتاب الامارة: باب: وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء' الاول فالاول' حديث (۱۸٤۳/٤۵)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اہل کو منصب پر فائز کرنا

لفظ: الاثر' کا معنی ہے: ترجیحی دینا۔ بعض اوقات اہل کو منصب پر تعینات کرنا بھی فتنہ کا باعث بن جاتا ہے' کیونکہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ منصب ہمیں کیوں نہیں سونپا گیا۔ پھر کسی نااہل کو منصب پر فائز کرنا تو زیادہ باعث فتنہ ہوتا ہے۔ نااہل کو منصب پر فائز کرنا اور اہل کو محروم کرنا' ظلم و زیادتی کے علاوہ یہ علامات قیامت سے ہے۔ اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ جب کسی نااہل کو ترجیح دی جائے اور اسے منصب سونپا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔''

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیگر صحابہ کی نسبت علمی مجلس میں اپنے قریب بٹھاتے تھے' جو کچھ لوگوں پر دشوار گزرا۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سورۃ النصر کے نزول کا مقصد کیا ہے؟ سب نے جواب دیا: اس سورۃ میں غلبہ اسلام کی اطلاع دی گئی ہے۔ پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس گفتگو کے بعد اہل مجلس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی برتری کو تسلیم کر لیا اور اپنی غلط فہمی پر نادم ہوئے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو منصب پر تعینات کیا تو دوسرے نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی اس منصب پر تعینات فرما دیں لیکن آپ نے جواب دیا: تم لوگ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے تو صبر سے کام لینا۔ دوسری حدیث باب میں ہے کہ آپ سے صحابہ کرام نے دریافت کیا: یارسول اللہ! جب آپ کے بعد ترجیحی سلوک ہوگا تو اس بارے میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے اپنا حق طلب کرنا اور لوگوں کا حق ادا کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا اَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب 24: نبی اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو ان چیزوں کے بارے میں بتانا جو قیامت تک ہوں گی

2117 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِیُّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ثُمَّ قَامَ خَطِيْبًا فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُوْنُ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا اَخْبَرَنَا بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ وَكَانَ فِيْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ وَكَانَ فِيْمَا قَالَ اَلَا لَا

2117- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۲۵) كتاب الفتن: باب: فتنة النساء، حديث (۴۰۰۰) من طريق علي بن زيد، عن ابي نضرة۔

يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهُ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ قَدْ وَاللّٰهِ رَاَيْنَا اَشْيَاءَ فَهِبْنَا فَكَانَ فِيْمَا قَالَ اَلَا اِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ وَلَا غَدْرَةَ اَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ اِمَامِ عَامَّةٍ يُرْكَزُ لِوَاؤُهُ عِنْدَ اسْتِهِ فَكَانَ فِيْمَا حَفِظْنَا يَوْمَئِذٍ اَلَا اِنَّ بَنِيْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيَا مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَّمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ كَافِرًا وَّيَحْيَا كَافِرًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا وَّمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيَا مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا وَّمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ كَافِرًا وَّيَحْيَا كَافِرًا وَّيَمُوْتُ مُؤْمِنًا اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ وَمِنْهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمْ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ اَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيْءُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ بَطِيْءُ الْفَيْءِ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ حَسَنُ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ حَسَنُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ اَلَا وَاِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّئَ الْقَضَاءِ السَّيِّئَ الطَّلَبِ اَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ اَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ اَلَا وَاِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِيْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَمَا رَاَيْتُمْ اِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ اِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَرْيَمَ وَاَبِيْ زَيْدِ بْنِ اَخْطَبَ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَذَكَرُوْا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ابتدائی وقت میں پڑھادی پھر آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا پھر آپ نے قیامت تک واقع ہونے والی کسی چیز کوترک نہیں کیا۔ آپ نے ہمیں اس کے بارے میں بتادیا جس نے جو یادرکھنا تھاوہ رکھا اور جو بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ آپ نے اس میں یہ بات ارشادفرمائی کہ دنیا سرسبز وشاداب اور میٹھی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں خلیفہ بنایا ہے تا کہ اس بات کو ظاہر کرے کہ تم کیا عمل کرتے ہو خبردار دنیا سے بچے رہنا اور خواتین سے بچتے رہنا اور جو باتیں ارشادفرمائی۔ اس میں یہ بات بھی ارشادفرمائی: خبردار کوئی بھی شخص لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کوئی حق بات بیان کرنے سے باز نہ آئے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے کچھ چیزیں دیکھی تھیں اور ہم ان سے خوفزدہ ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشادفرمائی: ہرغداری کرنے والے شخص کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ جو اس کی غداری کے حساب سے ہوگا اور مسلمانوں کے حکمران سے غداری کرنے سے زیادہ اور کوئی غداری نہیں ہے ایسے شخص کا جھنڈا اس کی سرین پر لگادیا جائے گا۔

اس دن کی جو بات ہم نے یادرکھی اس میں یہ بھی تھا: اولادِ آدم کو مختلف طبقات میں پیدا کیا گیا ہے ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں

جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں اور مؤمن کے طور پر زندہ رہتے ہیں اور مؤمن ہونے کی حالت میں مرجاتے ہیں' ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں' ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں۔ مؤمن کے طور پر زندہ رہتے ہیں لیکن مرتے وقت کافر ہوجاتے ہیں' ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں لیکن مرتے وہ مؤمن ہوتے ہیں۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آتا ہے اور ٹھنڈا جلدی ہوجاتا ہے اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور ٹھنڈا بھی جلدی ہوجاتا ہے یہ دونوں برابر ہیں۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگوں ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور ٹھنڈا دیر سے ہوتا ہے یاد رکھنا ان میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آتا ہو' اور ٹھنڈا جلدی ہوجاتا ہو' اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ان میں سب سے برے لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہو' اور ٹھنڈا دیر سے ہوتا ہے۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو اچھے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں اور اچھے طریقے سے طلب کرتے ہیں' ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں لیکن اچھے طریقے سے طلب کرتے ہیں' اِن میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو اچھے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں لیکن برے طریقے سے مطالبہ کرتے ہیں' اور یہ سب برابر ہیں اور یاد رکھنا کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں اور برے طریقے سے طلب کرتے ہیں اور یاد رکھنا ان میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سب سے بہتر طریقے سے ادائیگی کرتے ہوں اور اچھے طریقے سے طلب کرتے ہوں اور ان میں سب سے برے وہ ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہوں اور برے طریقے سے طلب کرتے ہوں۔

یاد رکھنا غصہ ابنِ آدم کے دل میں موجود ایک انگارہ ہے کیا تم نے اس کے آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا تو جو شخص غصہ محسوس کرے وہ زمین پر لیٹ جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے سورج کی طرف دیکھنا شروع کردیا' کہ کچھ باقی تو نہیں رہ گیا۔ (یعنی پورا غروب ہوچکا ہے)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے میں دنیا صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جتنے گزرے ہوئے دن کا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ' حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔ ان سب حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے قیامت تک ہونے والی سب باتوں کے بارے میں انہیں بتادیا تھا۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تا قیامت پیش آنے والے واقعات کو بیان کرنا

انبیاء کرام علیہم السلام تلامیذ الٰہی ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں تمام علوم سے نوازتا ہے اور وہ معلمون بن کر

اپنی اقوام میں بیٹھتے ہیں اور انہیں احکام الٰہی کا درس دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز عصر پڑھا کر اپنے صحابہ کو درس دینے کا آغاز کیا جو تا نماز مغرب جاری رہا' اس مختصر وقت میں آپ نے تا قیامت پیش آنے والے واقعات بیان کر دیے۔ اس خطاب کا خلاصہ اور اہم امور درج ذیل ہیں:

۱- دنیا کے سبز باغ سے بچنا: دنیا انسان کو گمراہ کرنے کے لیے بہترین شکل میں آتی ہے لیکن اس سے بچنا کمال ایمان کی علامت ہے۔ اگر دولت اس مقصد کے لیے جمع کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے گی' محتاجوں کی معاونت کی جائے گی اور غرباء کی ضرورتوں پر خرچ کی جائے گی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲- غیر محرم عورتوں سے احتراز کرنا: دنیا کی طرح عورت بھی انسان کو گمراہ کرتی ہے اور اسے سبز باغ دکھا کر اپنے قریب کرتی ہے۔ غیر محرم عورتوں سے احتراز و اجتناب کرنا بھی کمال ایمان کی علامت ہے۔

۳- خلیفہ وقت کی بے وفائی کا جھنڈا: جو شخص خلیفہ کی مخالفت و بے وفائی پر کمربستہ ہوگا' قیامت کے دن اس کی سرین کے گوشت میں جھنڈا گاڑا جائے گا' جتنا بڑا وہ مخالف ہوگا اتنا بڑا جھنڈا ہوگا جو لہرا رہا ہوگا۔

۴- انسان کی پیدائش کے درجات: انسان کی پیدائش کے چار درجات ہو سکتے ہیں:

(۱) کوئی انسان مؤمن پیدا ہوتا ہے' مؤمن زندہ رہتا ہے اور ایمان کی حالت میں مرتا ہے

(۲) کوئی انسان کافر پیدا ہوتا ہے' کافر زندگی گزارتا ہے اور کفر کی حالت میں مرتا ہے

(۳) کوئی انسان مؤمن پیدا ہوتا ہے' مؤمن ہونے کی حیثیت میں زندگی گزارتا ہے اور کفر کی حالت میں مرتا ہے۔

(۴) کوئی انسان کافر پیدا ہوتا ہے' کفر کی حالت میں زندگی گزارتا ہے اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

(۵) غصہ کے اعتبار انسان کی حالتیں: غصہ کے اعتبار سے انسان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) کسی شخص کو غصہ دیر سے آتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے

(۲) کسی شخص کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی سے ختم ہو جاتا ہے

(۳) کسی شخص کو غصہ جلدی آتا ہے مگر دیر سے اترتا ہے۔ ان لوگوں میں سے بہترین وہ شخص ہے جسے غصہ دیر سے آتا ہے اور جلدی سے اتر جاتا ہے۔ ان میں سے بدترین وہ شخص ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔

۶- حق ادا کرنے کے اعتبار سے انسان کی اقسام: حق کی ادائیگی اور حق کا مطالبہ کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف اقسام ہیں:

(۱) بعض لوگ بہتر طریقہ سے حق ادا کرتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرتے ہیں

(۲) بعض لوگ حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بہتر ہوتے ہیں

(۳) بعض لوگ حق ادا کرنے میں بہتر ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں برے ہوتے ہیں

(۴) بعض لوگ حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی برے ہوتے ہیں۔ لوگوں میں بہترین وہ ہوتے ہیں جو حق ادا کرنے میں بہتر ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی بہتر ہوتے ہیں۔ لوگوں میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی برے ہوتے ہیں۔

۲-غصہ دور کرنے کا طریقہ: غصہ انسان کے دل میں چنگاری کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا اثر چہرے اور آنکھوں سے نمایاں ہوتا ہے جس شخص کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ اس طرح غصہ ختم ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّامِ

باب 25: اہلِ شام کا بیان

2118 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوَالَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیثِ دیگر: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَأْمُرُنِي قَالَ هَا هُنَا وَنَحَا بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ معاویہ بن قرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اہلِ شام میں خرابی آئے گی تو تب تمہارے درمیان کوئی بھلائی نہیں رہے گی۔ میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ مدد حاصل ہوتی رہے گی اور جو شخص انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرے گا وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا' یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن مدینی نے یہ بات فرمائی ہے اس سے مراد محدثین ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حوالہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرف (چلے جانا) نبی اکرم ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی۔

2118-اخرجه ابن ماجه (١/٤): المقدمة: باب: اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (٦) واحمد (٣/٤٣٦) (٥/٣٤، ٣٥) من طريق شعبة' عن معاوية بن قرة' فذكره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اہل شام کی فضیلت

ملک شام اب چار ریاستوں میں تقسیم ہو چکا ہے:

(۱) لبنان

(۲) سوریہ: حمص، دمشق، حلب اور حمات اس کے مشہور شہر ہیں

(۳) اردن: یہ ریاست خلیج عقبہ اور عمان پر مشتمل ہے

(۴) فلسطین: غزہ اور فلسطین اس میں شامل ہیں۔

ملک شام کی فضیلت کے حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ'' جب اہل شام میں فساد برپا ہو جائے گا تو تم میں بھی خیر باقی نہیں رہے گی۔ (اس فتنہ کا ظہور اول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہو چکا ہے)

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب رہے گا، قیامت تک انہیں ضرر رسانی کے ذریعے لوگ ذلیل وخوار نہیں کر سکیں گے۔

۳- حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا میرے بارے میں کہاں کا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہاں، آپ نے انگلی مبارک سے ملک شام کی طرف اشارہ کیا۔

۴- حضرت ابن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کا معاملہ ایسی صورتحال اختیار کر جائے گا کہ لوگ مختلف گروپوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک لشکر شام میں، دوسرا یمن میں اور تیسرا عراق میں ہوگا۔ راوی (ابن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں وہ زمانہ پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: عَلَيْكَ بِالشَّامِ۔ تم شام کا التزام کرنا کیونکہ ملک شام بہترین مقام ہے اور نیک لوگ وہاں سمٹ جائیں گے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۴۸۳)

سوال: طائفہ منصورین سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: اس طائفہ منصورہ سے مراد تمام اہل سنت و جماعت ہیں وہ محدثین، مفسرین، فقہاء، ارباب سیف وسنان اور ارباب زوایا وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: پہلی حدیث میں خواہ اہل شام کے بگاڑ کا ذکر ہے اور باقیوں میں ان کی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ اکثر روایات فضیلت پر مبنی ہیں، لہٰذا ان کی فضیلت کا اعتبار ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

باب 26: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا

2119 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَرِيْرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَكُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ وَوَاثِلَةَ وَالصُّنَابِحِيِّ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت جریر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ناحق قتل کرنے کی مذمت

زمین پر ظاہر ہونے والے فسادات میں سے جو سب سے زیادہ قابل مذمت اور قابل وعید ہے وہ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا ہے۔ ایک انسان کا قتل تمام انسانوں کے قتل کے برابر ہے۔ جو شخص قتل کو حرام تصور کرتا ہوا عمداً کسی کو قتل کرتا ہے' اس کا یہ اقدام (فعل) کافروں جیسا ہوگا۔ اگر کوئی شخص قتل کو حلال قرار دے کر کسی کو قتل کرتا ہے' تو وہ کافر ہو جائے گا۔ حدیث باب میں بھی قتل ناحق سے منع کیا گیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ كُفْرٌ۔ یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ اس روایت میں بھی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرنے کا مسئلہ بیان ہوا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ اسی اصول کے مطابق یزید ملعون جمہور علماء کے نزدیک فاسق ہے لیکن کافر نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

باب 27: ایسا فتنہ آئے گا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا

2120 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ

2119- اخرجه البخاری (۶۷۰/۳): کتاب الحج: باب: الخطبة ایام منی' حدیث (۱۷۳۹)' وطرفه فی: (۷۰۷۹) من طریق عکرمة' فذکره۔

بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ

متن حدیث: اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِىْ وَالْمَاشِىْ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ قَالَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلَىَّ بَيْتِىْ وَبَسَطَ يَدَهُ اِلَىَّ لِيَقْتُلَنِىْ قَالَ كُنْ كَابْنِ اٰدَمَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ وَاَبِىْ بَكْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ وَاقِدٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى وَخَرَشَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلاف سند: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّزَادَ فِىْ هٰذَا الْاِسْنَادِ رَجُلًا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانے میں یہ بات ارشاد فرمائی: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات گواہی دے کر کہتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا کہ بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا' اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

انہوں نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ شخص میرے گھر آ جائے اور اپنا وہ ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لیے بڑھائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم آدم کے بیٹے کی مانند ہو جانا جو (اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا)۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو لیث بن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں ایک شخص کا اضافہ نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

شرح

فتنہ سے کنارہ کش ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے جب دو مسلمان گروہ کسی غلط فہمی کی بنا پر لڑ رہے ہوں اور دونوں گروہ حق پر ہوں' تو ان میں سے کسی کی معاونت یا مخالفت نہ کی جائے' بلکہ اس لڑائی کو ختم کرنے کی اور مصالحت کرانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم جب اسلام اور کفر کی لڑائی ہو' تو اسلامی مجاہدین کی معاونت کرنا ضروری ہے۔ فتنہ کے موقع پر اپنے دفاع کی اجازت ہے لیکن دفاع کرتے

2120- اخرجه ابو داؤد (٤/ ٩٩ احياء التراث): كتاب الفتن والملاحم: باب: في النهي عن السعي في الفتن' حديث (٤٢٥٧)' واحمد (١/ ١٦٨' ١٨٥) من طريق بكير بن عبد الله' عن بسر بن سعيد' فذكره۔

ہوئے حملہ آور کو نا قابل تلافی نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے ورنہ اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

باب 28: عنقریب ایسا فتنہ ہوگا جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوگا

2121 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِىْ كَافِرًا وَّيُمْسِىْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيْعُ اَحَدُهُمْ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: نیک اعمال میں جلدی کرو! اس سے پہلے کہ تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنہ آ جائے جس میں آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا اور جو شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر ہو چکا ہوگا کوئی شخص دنیا کے تھوڑے سے سامان کے عوض میں اپنے ایمان کو فروخت کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2122 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِى الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِى الْاٰخِرَةِ

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! آج رات کتنے فتنے نازل ہوئے ہیں اور آج رات کتنے خزانے نازل ہوئے ہیں۔ کون ہے؟ جو حجروں میں رہنے والیوں کو بیدار کرے؟ دنیا میں لباس پہننے والی کتنی ہی عورتیں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2123 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّيُمْسِىْ كَافِرًا

2121- اخرجه مسلم (۱/ ۳۷۷ - نووی): کتاب الایمان: باب: الحث على المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن، حدیث (۱۸۶/ ۱۱۸)، واحمد (۲/ ۳۰۳، ۳۷۲، ۵۲۳) من طريق العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، فذكره-

2122- اخرجه البخاری (۱/ ۲۵۳): کتاب العلم: باب: العلم و العظة بالليل، حدیث (۱۱۵)، و اطرافه في: (۱۱۲۶، ۳۵۹۹، ۵۸۴۴، ۶۲۱۸، ۷۰۶۹)، واحمد (۶/ ۲۹۷)، و الحميدی (۱/ ۱۴۰)، حدیث (۲۹۲) عن الزهری، عن هند بنت الحارث، فذكرته،

وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ اَقْوَامٌ دِيْنَهُمْ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَجُنْدَبٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت سے پہلے کچھ ایسے فتنے ہوں گے جو تاریک رات کے ٹکڑے کی طرح ہوں گے ان میں آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا' تو شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا' اور جو شام کے وقت مؤمن ہوگا' تو صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا لوگ دنیا ساز وسامان کے عوض میں اپنا دین فروخت کر دیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت جندب رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2124 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ

اختلافِ روایت: قَالَ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِىْ كَافِرًا وَّيُمْسِىْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا قَالَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُحَرِّمًا لِدَمِ اَخِيْهِ وَعِرْضِهٖ وَمَالِهٖ وَيُمْسِىْ مُسْتَحِلًّا لَّهٗ وَيُمْسِىْ مُحَرِّمًا لِدَمِ اَخِيْهِ وَعِرْضِهٖ وَمَالِهٖ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلًّا لَّهٗ

◆◆ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے اندر یہ بات نقل کرتے ہیں: آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا' تو شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا اور جو شام کو مؤمن ہوگا وہ صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی صبح کے وقت اپنے بھائی کی جان عزت اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا' لیکن شام کے وقت اسے حلال سمجھے گا یا شام کے وقت اپنے بھائی کی جان' عزت اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا' تو صبح کے وقت اسے حلال سمجھتا ہوگا۔

2125 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ سَاَلَهٗ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَيْنَا اُمَرَاءُ يَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا وَيَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک شخص نے آپ سے سوال کیا وہ بولا: آپ کا کیا خیال ہے اگر ہم پر ایسے حکمران مقرر ہو جائیں جو ہمارا حق ادا نہ کریں' اور ہم سے

2125- اخرجه مسلم (۳/۱۴۷۴): كتاب الامارة: باب: فى طاعة الامراء و ان منعوا الحقوق: حديث (۴۹- ۵۰/ ۱۸۴۶) من طريق شعبة عن سماك بن حرب عن علقمة بن وائل بن حجر: فذكره۔

اپنے حق کا تقاضا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کیونکہ ان کا فرض ان کے ذمے اور تمہارا فرض تمہارے ذمے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

چند فتنوں کا ذکرہ

احادیث باب میں مختلف فتنوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ جب فتنے سر اٹھاتے ہیں تو احوال میں تبدیلی یقینی ہو جاتی ہے۔ صبح کی حالت اور رات کی یکساں نہیں ہوتی۔ انسان اپنی جہالت یا دین سے دوری کی وجہ سے ''دین'' کو چند کوڑیوں کے عوض فروخت کر دیتا ہے۔ ''شب تار'' سے سنگین فتنے مراد ہیں جو پوری قوم کو متاثر کر سکتے ہیں مثلاً فتنہ دجال اور حضرت علی و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور کا فتنہ وغیرہ۔

نبی علیہ السلام کا خواب یقینی اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، جو تعبیر کا محتاج ہرگز نہیں ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خزانوں کی شکل میں فتنوں کو اترتے ہوئے ملاحظہ کیا۔ مال و دولت فتنہ کا باعث ہے۔ کثرت مال کے سبب آدمی متکبر بن جاتا ہے۔ عیش و عشرت کا عادی بن جاتا ہے اور عبادات میں غفلت برتنے لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بیدار کیا جائے تاکہ فتنوں ظہور سے قبل وہ اپنے پروردگار کی عبادت و ریاضت کی عادی بن جائیں اور دنیا سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔ بعض اوقات ماڈرن ہونا اور فیشن بھی فتنہ کا باعث بن جاتا ہے۔ خواتین کپڑا تو زیب تن کرتی ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے آخرت میں عریانی حالت میں ہوں گی۔

کائنات میں ہر شخص کے فرائض و حقوق ہیں۔ اسے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اپنے حقوق حاصل کرنا چاہیے۔ اپنے فرائض کی ادائیگی کے بغیر حقوق کے حصول کی کوشش کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ ہر آدمی فرائض کو نظر انداز کر کے محض حصول حقوق کی طرف توجہ دیتا ہے، جو قانون عدل و انصاف کے منافی ہے۔ والدین پر اولاد، حکمرانوں پر رعایا، اساتذہ پر تلامذہ اور شوہر پر بیوی کے حقوق ہیں اور وہی ان کے فرائض بھی ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اپنے فرائض کو ادھورا چھوڑ کر اپنے حقوق کا مطالبہ شروع کر دیا جاتا ہے، جو انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا درس دیا ہے کہ اپنے فرائض انجام دینے میں کوتاہی نہ کی جائے اور حقوق کو بھی عدل کی بنیاد پر حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْهَرْجِ وَالْعِبَادَةِ فِيْهِ

باب 29: ھرج کا بیان اور اس (زمانے میں) عبادت

2126 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ،

2126- اخرجه البخاری (۱۳/ ۱۶): کتاب الفتن: باب: ظهور الفتن حديث (۷۰۶۳) و طرفاه فی: (۷۰۶٤، ۷۰۶۵) و مسلم (٦/ ۲۰۵۷): کتاب العلم: باب: رفع العلم و قبضه حديث (۱۰/ ۲٦۷۲) و ابن ماجه (۲/ ۱۳٤۵): کتاب الفتن: باب: ذهاب القرآن و العلم حديث (٤۰۵۰، ٤۰۵۱) و احمد (۱/ ۳۸۹، ٤۰۲، ٤۰۵، ٤۵۰) (٤/ ۳۹۲، ٤۰۵) من طريق الاعمش، عن شقيق، عن عبد الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم--- الحديث- ليس فيه (ابو موسى)- ومن طريق و اصل، عن ابى وائل، عن عبد الله- و قال فی آخره: فقال ابو موسى-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ مِنْ وَّرَائِكُمْ اَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم کو اٹھا لیا جائے گا' اور اس میں ھرج بکثرت ہوگا لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہرج کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قتل (وغارت گری)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

2127 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ رَدَّهُ اِلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْعِبَادَةُ فِى الْهَرْجِ كَالْهِجْرَةِ اِلَيَّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلّٰى

◄► معلیٰ بن زیاد نے اس روایت کو معاویہ بن قرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں: ''ہرج'' کے زمانے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی مانند ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے ہم اسے صرف حماد بن زید کی معلیٰ بن زیاد نامی راوی کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2128 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِىْ اُمَّتِىْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2127- اخرجه مسلم (٤/٢٢٦٨): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب فضل العبادة في الهرج، حديث (١٣٠/٢٩٤٨)، و ابن ماجه (٢/١٣١٩): كتاب الفتن: باب الوقوف عند الشبهات، حديث (٣٩٨٥)، واحمد (٥/٢٥)، و عبد بن حميد (١٥٢)، حديث (٤٠٢)، من طريق معاوية بن قرة، فذكره۔

2128- اخرجه ابو داؤد (٢/٤٩٩): كتاب الفتن و الملاحم: باب ذكر الفتن و دلائلها، حديث (٤٢٥٢)، و ابن ماجه (٢/١٣٠٤): كتاب الفتن: باب ما يكون من الفتن، حديث (٣٩٥٢)، و احمد (٥/٢٧٨، ٢٨٤) من طريق ابو قلابة، عن ابي اسماء،

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ تلوار قیامت تک ان سے اٹھائی نہیں جائے گی (یعنی قیامت تک ان میں قتل و غارت گری ہوتی رہے گی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

قتل و غارت کے زمانہ میں عبادت کرنے کی فضیلت

دنیا دارالامتحان ہے۔ لوگوں کی بدعلمی، جہالت اور بے عملی کے نتیجہ میں مختلف فتنے سر اٹھاتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور قابل مذمت فتنہ قتل و غارت ہے۔ احادیث باب میں خصوصیت سے اس فتنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس فتنہ کا نام قتل و قتال، فتنہ و فساد، ہرج مرج اور شورش و بلوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام کیا جاتا ہے اور ان کی قیمتی جانوں اور اموال کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ایسے فتنہ کے زمانہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف ہونا اور اپنے پروردگار کی یاد میں وقت گزارنا بہت بڑا مجاہدہ اور جہاد سے کم نہیں ہے۔ حدیث باب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے پرفتن دور میں لوگوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے ریاضت میں مصروف ہونے کا ہجرت کرنے کے برابر اجر و ثواب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اتِّخَاذِ سَيْفٍ مِّنْ خَشَبٍ فِي الْفِتْنَةِ

باب 30: فتنے کے زمانے میں لکڑی سے تلوار بنانا

2129 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ اُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ

متنِ حدیث: قَالَتْ جَآءَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِلٰى اَبِيْ فَدَعَاهُ اِلَى الْخُرُوْجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ اَبِيْ اِنَّ خَلِيْلِيْ وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ اِلَيَّ اِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ اَنْ اَتَّخِذَ سَيْفًا مِّنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهُ فَاِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ

◆◆ عدیسہ بیان کرتی ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ نکلنے کی دعوت دی تو میرے والد نے ان سے کہا: میرے دوست اور آپ کے چچا زاد (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا: جب لوگوں کے درمیان اختلاف ہوگا، تو میں لکڑی سے تلوار بنا لوں گا وہ میں نے بنا لی ہے اگر آپ چاہیں، تو میں وہ لے کر آپ کے ساتھ نکل پڑتا ہوں۔

عدیسہ نامی خاتون بیان کرتی ہیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ترک کر دیا۔

اس بارے میں حضرت محمد بن مسلمہ سے بھی روایت منقول ہے۔

2129- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۰۹): كتاب الفتن: باب: التثبت في الفتنة، حديث (۳۹۶۰)، و احمد (۵/ ۶۹)، (۶/ ۳۹۳) من طريق عديسة، فذكرته۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن عبید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2130 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَرْوَانَ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ فِی الْفِتْنَةِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ هُوَ اَبُوْ قَيْسٍ الْاَوْدِيُّ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فتنے کے زمانے کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم کمانوں کو توڑ دینا اپنی تانتوں کو کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندر بند ہو کر رہنا اور آدم (علیہ السلام) کے بیٹے کی مانند ہو جانا (جس نے اپنے بھائی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

عبدالرحمٰن بن ثروان نامی راوی ابوقیس اودی ہیں۔

شرح

قتل وغارت کے دور میں کنارہ کش ہونا

لفظ: القوس' کی جمع اقواس ہے۔ اس کا معنی ہے: کمان۔ لفظ الوتر' کی جمع اوتار ہے۔ اس کا معنی ہے: کمان کی تانت۔ ابن آدم سے مراد ہے: حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا "ہابیل"۔

احادیث باب میں خاص درس یہ ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں کسی لڑائی میں حصہ نہ لیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عدیسہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے والد گرامی حضرت اُہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حمایت کے لیے لڑائی میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی' تو انہوں نے جواب میں کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد و پیمان لیا تھا کہ فتنہ کے دور میں' میں اپنی تلوار کو لکڑی کی بنالوں یعنی میں کسی لڑائی میں شامل ہونے سے بالکل الگ تھلگ رہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی اصرار یا ناراضگی کا اظہار کیے بغیر واپس تشریف لے گئے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

باب 31: قیامت کی علامات

2131 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ

2130- اخرجه ابوداؤد (۲/۵۰۲): كتاب الفتن والملاحم: باب: النهي عن السعي في الفتنة' حديث (۴۲۵۹)' وابن ماجه (۲/۱۳۱۰): كتاب الفتن: باب: التثبت في الفتنة' حديث (۳۹۶۱)' واحمد (۴/۴۰۸' ۴۱۶) من طريق عبد الرحمن بن ثروان' عن هزيل بن شرحبيل' فذكره-

مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِي اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَفْشُوَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةٍ قَيِّمٌ وَّاحِدٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں تمہیں ایسی حدیث سناتا ہوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے میرے بعد کوئی بھی تمہیں یہ حدیث نہیں سنا سکے گا۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ حدیث سنی ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کی علامات میں یہ بات شامل ہے: علم کو اٹھا لیا جائے گا' جہالت ظاہر ہو جائے گی زنا عام ہو جائے گا' شراب پی جائے گی' خواتین زیادہ ہو جائیں گی۔ مرد کم رہ جائیں گے' یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2132 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ

متنِ حدیث: قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں: ہم ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے ان کی خدمت میں حجاج کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: ہر سال کے بعد آنے والا سال اس سے زیادہ برا ہو گا' یہاں تک کہ تم لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ گے میں نے یہ بات تمہارے نبی ﷺ کی زبانی سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2133 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2131- اخرجه البخاري (۱/۲۱۴): كتاب العلم: باب: رفع العلم و ظهور الجهل حديث (۸۱) و اطرافه في: (۵۲۳۱، ۵۵۷۷، ۶۸۰۸) و مسلم (۴/۲۰۵۶): كتاب العلم: باب: رفع العلم و قبضه، و ظهور الجهل و الفتن، حديث (۹/۲۶۷۱) و احمد (۳/۹۸، ۱۷۶، ۲۷۳، ۲۸۹) و عبد بن حميد (۲۵۹) حديث (۱۱۹۲) من طريق قتادة، فذكره۔

2132- اخرجه البخاري (۱۳/۲۳): كتاب الفتن: باب: لا ياتي زمان الا الذي بعده شر منه، حديث (۷۰۶۸) و احمد (۳/۱۱۷، ۱۳۲، ۱۷۷، ۱۷۹، ۳۶۱) من طريق الزبير بن عدي، فذكره۔

2133- اخرجه احمد (۳/۱۰۷، ۲۰۱) و عبد بن حميد (۴۱۴) حديث (۱۴۱۲) من طريق حميد، فذكره۔

متن حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تاہم اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا گیا۔

یہ روایت پہلی کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2134 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: تَقِيءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ فَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ وَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ. وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زمین اپنے خزانوں کو سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح اگل دے گی' تو چور آئے گا' اور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا' قاتل آئے گا' تو کہے گا اسی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا' رشتے داری کے حقوق پامال کرنے والا آئے گا' تو کہے گا کہ اسی وجہ سے میں نے رشتہ داری کے حقوق کو پامال کیا تھا' پھر وہ اسے چھوڑ دیں گے' اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 32: بلاعنوان

2135 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

2134- اخرجه مسلم (۷۰۱/۲) كتاب الزكاة: باب الترغيب في الصدقة قبل ان لا يوجد من يقبلها' حديث (۱۰۱۳/۶۲) من طريق محمد بن فضيل' عن ابيه' عن ابي حازم' فذكره۔

2135- اخرجه احمد (۲۸۹/۵) من طريق عمرو بن ابي عمرو' عن عبد الله به۔

الْاَنْصَارِیُّ الْاَشْهَلِیُّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک خاندانی احمق' دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند نہیں سمجھے جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ہم اسے صرف عمرو بن ابوعمرو کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

علامات قیامت

احادیث باب میں بعض علامات قیامت بیان کی گئی جن میں سے کچھ کا ظہور ہو چکا ہے اور کچھ کا ظہور ابھی باقی ہے۔ مشہور علامات قیامت درج ذیل ہیں:

(۱) علم اٹھ جانا (۲) جہالت کا عام ہونا (۳) زنا عام ہونا (۴) شراب نوشی عام ہونا (۵) کثرت نساء (۶) قلت رجال (حتیٰ کہ ایک مرد کے حصہ میں پچاس عورتیں آئیں گی)

سوال: تکثر النساء سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) جہاد کی کثرت ہوگی جس میں مرد مارے جائیں گے

(۲) لوگوں میں تنازعات زیادہ ہوں گے جس میں مرد مارے جائیں گے۔

(۳) مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی پیدائش زیادہ ہوگی۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کی کثرت اتنی ہوگی کہ ایک مرد کے حصہ میں پچاس عورتیں آئیں گی اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرد کے حصہ میں چالیس عورتیں آئیں گی' یہ تعارض ہوا؟

جواب: یہاں مخصوص تعداد مراد نہیں ہے' بلکہ کثرت مراد ہے' لہٰذا تعارض نہ رہا۔

سوال: ما من عام الا والذی بعدہ شر منہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعد والا زمانہ مسلسل برے سے برا آتا جائے گا مثلاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مجرم کی سزا سر سے پگڑی اتارنا تھی' بعد ازاں اس سزا میں اضافہ ہو گیا کہ کوڑوں کی سزا شروع ہوگئی اور حجاج بن یوسف کے دور میں مجرم کی سزا قتل قرار دی گئی۔ مجرم کی سزا قتل ہونے پر لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس کے بعد اس (حجاج بن یوسف) سے بھی برے لوگ آئیں گے۔

سوال: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور تو برا نہیں تھا؟

جواب: (۱) لوگوں پر مسلسل سختی برتی جاتی تو لوگ اسلامی تعلیمات سے تنگ آ جاتے۔ اس لیے اس دور میں نرمی برتی گئی۔
(۲) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اکیلے اچھے تھے جبکہ دوسرے لوگ (وزراء وغیرہ) برے تھے (۳) حجاج بن یوسف کا دور علوم وفنون کا دور تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور اس وصف سے خالی تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَلَامَةِ حُلُوْلِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ

باب 33: (چہرے) مسخ ہو جانے (اور انسانوں کو زمین میں) دھنسائے جانے (کا عذاب قریب آ جانے) کی علامات کیا ہوں گی

2136 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التِّرْمِذِیُّ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ اَبُوْ فَضَالَةَ الشَّامِیُّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ فَقِیْلَ وَمَا هُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَّاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَبَرَّ صَدِیْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِیْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ اَوْ خَسْفًا وَّمَسْخًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ غَیْرَ الْفَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ

توضیح راوی: وَالْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ قَدْ تَكَلَّمَ فِیْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ وَضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَقَدْ رَوَاهُ عَنْهُ وَكِیْعٌ وَّغَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ

◆◆ حضرت علی ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی تو ان پر بلائیں ٹوٹ پڑیں گی عرض ہے: یارسول اللہ! وہ کون سی ہوں گی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت ذاتی دولت بن جائے گی امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔ آدمی اپنی بیوی کی پیروی کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔ آدمی اپنے دوست کے ساتھ بہتری کرے گا اور باپ کے ساتھ زیادتی کرے گا مساجد میں اونچی آواز سے باتیں کی جائیں گی ذلیل لوگ حکمران بن جائیں گے کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی شراب پی جائے گی ریشمی کپڑا پہنا جائیگا گانا بجانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان حاصل کیا جائے گا اور اس امت کے آخر میں

2136- تفرد به الترمذی من اصحاب الكتب الستة، ينظر: (تحفة الاشراف) (۷/ ۴۴۴، ۴۴۵)، و اخرجه الخطيب البغدادی فی (تاريخ بغداد): (۳/ ۱۵۸)، (۱۲/ ۳۹۶)۔

آنے والے لوگ پہلے والوں پر لعنت کریں گے' تو اس وقت وہ انتظار کریں یا تو سرخ آندھی آئے گی یا زمین میں دھنسنے کا عذاب ہوگا یا چہرے مسخ ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے' ہم اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہونے کے حوالے کو صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق فرج بن فضالہ کے علاوہ اور کسی نے اسے یحییٰ بن سعید سے نقل نہیں کیا ہے۔

بعض محدثین نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

وکیع اور دیگر ائمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

2137 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ رُمَيْحٍ الْجُذَامِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَعَقَّ اُمَّهُ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهُ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب مالِ غنیمت کو ذاتی ملکیت سمجھا جانے لگے گا' اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگے گا' زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور دین کے علاوہ دیگر علوم حاصل کیے جائیں اور آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے' اور ماں کی نافرمانی کرے وہ اپنے دوست کے ساتھ اچھا سلوک کرے' اور باپ کے ساتھ زیادتی کرے' اور مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں اور قبیلے کا سب سے گناہگار شخص ان کا سردار اور سب سے بدترین شخص قوم کا رہنما ہو' اور اس کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے اور گانے بجانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو جائے' شراب پی جائے' امت کے آخری زمانے کے لوگ پہلے کے لوگوں کو برا کہنا شروع کر دیں تو ان لوگوں کو اس وقت سرخ آندھی' زلزلے' زمین میں دھنسنے' چہرے مسخ ہو جانے یا آسمان سے پتھر نازل ہونے کا انتظار کرنا چاہیے' یہ نشانیاں اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی ہار کا دھاگہ ٹوٹ جائے (تو دانے بکھر جاتے ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "غریب" ہے' ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2138 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: فِىْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰى ذَاكَ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ

اختلاف روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس امت میں زمین میں دھنسنے چہرے مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسائے جانے کا (عذاب ہوگا) مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور گانے کے آلات کا رواج ہو جائے گا' اور شراب (عام) پی جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت اعمش سے بھی عبدالرحمٰن بن سابط کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مرسل" روایت کے طور پر منقول ہے۔ یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

علامات نزول عذاب

احادیث باب میں علامات نزول عذاب بیان کی گئی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرہ علامات جب پائی جائیں گی تو میری امت پر (جزوی طور پر) نزول عذاب ہوگا۔ کسی کے دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ علامات بیان فرمادیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) بعض لوگ قوت وطاقت کی بنیاد پر دوسروں کے مال پر قابض ہو جائیں گے اور مال ودولت ایک قوم میں گھومتی رہے گی۔ (۲) لوگ امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال سمجھیں گے۔ (۳) لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کو ٹیکس (جرمانہ) خیال کریں گے۔ (۴) شوہر اپنی بیوی کا اطاعت گزار ہوگا۔ (۵) اولاد اپنے دوستوں سے احسان ونیکی کرے گی لیکن اپنے باپ کی حق تلفی اور نافرمانی کرتے ہوئے دور بھاگے گی (۶) لوگ مساجد میں اپنی آوازیں بلند کریں گے (۷) قوم کے پیشوا (لیڈر) بدترین لوگ ہوں گے۔ (۸) خوف کی وجہ سے بعض لوگوں کی عزت کی جائے گی۔ (۹) شراب نوشی عام ہوگی۔ (۱۰) بغیر کسی عذر کے ریشم کا استعمال عام ہوگا۔ (۱۱) گانے باجے والی عورتوں کو لوگ اپنے گھروں میں رکھیں گے۔ (۱۲) بعد میں آنے والے لوگ اپنے پہلے والے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ (۱۳) الات لہو ولعب کو پسند کیا جائے گا۔ لوگ دنیوی تعلیم کو دینی تعلیم پر ترجیح دیں گے۔ لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔

فائدہ نافعہ: سابقہ امتوں کی طرح کلی طور پر امت محمدیہ پر عذاب نازل نہیں ہوگا لیکن خسف' مسخ' زلزلہ' گرانی' وباء اور فتنہ و فساد کی شکل میں جزوی طور پر عذاب آتا رہے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى

باب 34: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ''مجھے اور قیامت کوان دو (انگلیوں) کی طرح بھیجا گیا ہے'' یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی

2139 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ الْاَسَدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَرْحَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بُعِثْتُ فِي نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ لِاُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں اور قیامت ایک ساتھ مبعوث کیے گئے ہیں۔ لیکن میں اس سے اس طرح پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے پہلے ہے نبی اکرم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت مستورد بن شداد کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔ ہم اسے صرف اس سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

شرح

بعثت نبوی اور قیام قیامت قریب ہونا:

احادیث نبوی میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بعثت نبوی اور قیامت قائم ہونے میں اتنا قرب زمانی ہے کہ دونوں کے درمیان نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یقام قیامت کا زمانہ دور نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسئلہ ایک مثال کے ذریعے بھی واضح فرمایا کہ جس طرح انگشت شہادت اور درمیان والی انگشت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے بلکہ دونوں متصل ہیں، اسی طرح زمانہ قیامت بھی قریب ہے۔

سوال: الفاظ حدیث: بعثت انا فی نفس الساعة، اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ بعثت نبوی اور قیامت قائم ہونے کا زمانہ ایک ہے حالانکہ بعثت نبوی ہو چکی ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی؟

جواب: ۱- الفاظ حدیث: بعثت انا فی نفس الساعة' سے مراد قرب قیامت کا زمانہ ہے' کیونکہ بعثت نبوی علامات قیامت یا شرائط قیامت میں سے ہے اور شرط پہلے ہوتی ہے جبکہ مشروط بعد میں ہوتا ہے۔ ۲- ابہام کی جانب سے انگشتان دست کو

شمار کیا جائے تو انگشت سبابہ پہلے اور انگشت وسطیٰ بعد میں ہے، اسی طرح بعثت نبوی پہلے اور قیامت کا قیام بعد میں ہے۔ ۳-ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ (التکویر، ۱۸) کا معنی ہے: حِین ظہرت آثار طلوعہ، یعنی قیامت قائم ہونے کی علامات کا ظاہر ہونا۔ اسی طرح اس حدیث سے مراد ہے یعنی بعثت نبوی کے بعد علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی۔

سوال: الفاظ حدیث: کھاتین، کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ۱- جس طرح انگشت سبابہ اور انگشت وسطیٰ کی طوالت میں زیادہ فرق نہیں ہے، اسی طرح بعثت نبوی اور قیام قیامت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ۲- جس طرح انگشت سبابہ اور وسطیٰ کے مابین زیادہ فاصلہ نہیں ہے، بالکل اسی طرح بعثت نبوی کے بعد قیامت قائم ہونے میں زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج۶ ص۴۶)

2140 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ اَبُوْ دَاوُدَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَمَا فَضَّلَ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اور قیامت کو ان دو کی طرح مبعوث کیا گیا ہے۔

ابوداؤد نامی راوی نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کیا فضیلت حاصل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

باب 35: ترکوں کے ساتھ جنگ کرنا

2141 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَاَنَّ

2140- اخرجه احمد (۳/۱۲۴، ۱۳۰، ۲۷۴) و عبد بن حميد (۱۱۶۷) (۳۵۳) و اخرجه مسلم (۹/۳۱۴ - نووی) كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب قرب الساعة، حديث (۱۳٤/۲۹۵۱) من طريق شعبة عن قتادة عن انس به- و اخرجه البخاری (۱۱/۳۵۵) كتاب الرقاق: باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم--- حديث (٦٥٠٤) من طريق شعبة عن قتادة و ابی التياح عن انس-

2141- اخرجه البخاری (٦/١٢٣): كتاب الجهاد و السير: باب: قتال الذين ينتعلون الشعر، حديث (۲۹۲۹) و مسلم (۹/۳٦۳ - نووی) كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتی يمر الرجل بقبر الرجل، حديث (٦٢ - ۲۹۱۲) و ابوداؤد (۲/٥١٥): كتاب الملاحم: باب: فی قتال الترك، حديث (٤٣٠٤) و ابن ماجه (۲/۱۳۷۱): كتاب الفتن: باب الترك: حديث (٤٠٩٦) و اخرجه احمد (۲/۲۳۹، ۲۷۱) و الحميدی (۲/٤٦٩) حديث (۱۱۰۰) من طريق الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابی هريرة به-

وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَبُرَيْدَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ وَمُعَاوِيَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اس قوم کے ساتھ جنگ نہیں کرو گے، جن کے جوتے بالوں سے بنے ہوتے ہیں اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم کے ساتھ جنگ نہیں کرو گے، جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ترکوں سے قتال کرنا:

حدیث باب میں علامات قیامت میں سے ایک بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عرب ترکوں سے قیام قیامت سے قبل جنگ کریں گے۔ عرب اور رومیوں کے درمیان خلفاء راشدین کے زمانہ میں معرکے پیش آئے تھے۔ عربوں اور ترکوں کے درمیان چنگیز خان اور ہلاکو خان کے زمانہ میں جنگیں ہوئیں اور ترکوں کے ہاتھ خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے وہ اسلام کے پاس بن گئے۔ اور خلافت عثمانیہ کی شکل سے اس کی نشاط ثانیہ ہوئی۔

ترک کا اصل اور علامات:

اصل ترک کے بارے میں پانچ اقوال ہیں:

۱- قطوراء کی اولاد ہیں جن کا تعلق قوم ابراہیم علیہ السلام سے ہے،

۲- یافث بن نوح کی اولا ہیں۔

۳- یاجوج و ماجوج کے عم زاد ہی، جب حضرت ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور یاجوج و ماجوج کو اس میں بند کیا تو کچھ لوگ باقی رہ گئے جو بند نہ ہو سکے تو انہیں ترک کیا جانے لگا، ان کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔

۴- سلطان تبع کی اولاد سے ہیں،

۵- افریدون بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ (فتح القدیر ج ۶ ص ۱۲۲)

صحیح یہ عرب سام بن نوح کی اولاد ہیں جبکہ ترک و روم یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ حدیث باب میں ان کے مابین جنگوں اور معرکوں کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ یہ لڑائیاں اور معرکے خلفائے راشدین اور مابعد ادوار میں پیش آ چکے ہیں۔ ترکوں کی دو

علامات بیان کی گئی ہیں:

۱- لڑائی کے وقت وہ اون کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے،

۲- ان کے چہرے گول اور تہہ بہ تہہ چمڑا چڑھائی ڈھالیں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا ذَهَبَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ

باب 36: جب کسریٰ رخصت ہو جائے گا' تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا

2142 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا' تو اس کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا۔ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا' تو اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

کسریٰ کے خاتمہ کا اعلان:

دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو سپر پاور حکومتیں قائم تھیں:

۱- شام و فارس پر مشتمل جس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ تھا۔

۲- عراق و روم پر مشتمل جس کے سلطان کا لقب قیصر تھا۔ ان دونوں حکومتوں نے دنیا بھر کو باہم تقسیم کر رکھا تھا۔ قریش تجارت پیشہ لوگ تھے، وہ بغرض تجارت عراق اور شام جاتے تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کے لیے شام و عراق دشوار ہو گیا۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے انہیں تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: کسریٰ و قیصر کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ان کے بعد نہ کوئی قیصر باقی رہے گا اور نہ کسریٰ، اور ان کی دولت اللہ کی راہ میں خرچ ہو گی۔ بظاہر ایسا ہونا مشکل تر تھا لیکن زبانِ نبوت سے نکلے ہوئے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں پورا کر دکھایا۔ نہ تو یہ دونوں حکومتیں باقی رہیں اور نہ کسریٰ و قیصر باقی رہے۔

2142- اخرجه البخاری (۶/۷۲۳): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة' حديث (۳۶۱۸) و مسلم (۹/۳۶۷ - نووی) کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل' حديث (۷۵ - ۲۹۱۸)' و اخرجه احمد (۲/۲۳۳، ۲۴۰، ۲۷۱) و الحميدی (۲/۳۶۷) حديث (۱۰۹۴)' من طريق الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابی هريرة به۔

سوال: فارسیوں اور رومیوں کی حکومتیں کسی نہ کسی شکل میں تو باقی رہ گئی تھیں؟
جواب: ۱- پہلے جیسی ان کی حکومتیں باقی نہیں رہیں گی، کسریٰ کی مکمل طور پر ختم ہوئی اور قیصر کی بھی عراق سے ختم ہو گئی تھی۔ ۲- القاب کا خاتمہ مراد ہو تو اس کے بعد قیصر و کسریٰ کے القاب والے لوگوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔
سوال: کسریٰ کی حکومت مکمل طور پر ختم ہو گئی اور قیصر کی حکومت کسی حد تک باقی رہی اور اس کی وجہ کیا ہے؟
جواب: اس کی مشہور وجہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر قاصد قیصر کے پاس پہنچا تو اس نے ادبا پہلے تو اسے بوسا دیا پھر ایمان لانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ جب قاصد کسریٰ کے پاس نامہ مبارک لے کر پہنچا تو اس نے بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے پھاڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح کسریٰ نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں اسی طرح اس کے اور اس کی حکومت کے ٹکڑے کیے جائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ قِبَلِ الْحِجَازِ

باب 37: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک حجاز کی سمت سے آگ نہیں نکلے گی

2143 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متنِ حدیث: سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ اَوْ مِنْ نَّحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ
فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ
حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حضر موت سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضر موت کے سمندر کی طرف سے قیامت سے پہلے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کر دے گی' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم شام چلے جانا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ احادیث منقول ہیں۔
یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

حضر موت کی جانب سے خروج آتش:

حدیث باب میں ایک علامت قیامت بیان کی گئی ہے کہ حضر موت کی جانب سے خروج آتش ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

2143- اخرجه احمد (۲/ ۸، ۵۳، ۶۹، ۹۹، ۱۱۹) من طریق سالم بن عبد اللّٰہ بن عمر عن ابیہ به-

عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام چلے جانا۔

سوال: حدیث باب ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے' کیونکہ ترجمۃ الباب میں حجاز کا ذکر ہے اور حدیث میں حضرموت یا اس کے سمندر کا ذکر ہے؟

جواب: ۱- جامع ترمذی میں جو فرمایا گیا ہے: وفی الباب عن فلان، ان کی روایات میں حجاز مقدس کا ذکر موجود ہے۔

۲- بعض روایات میں یمن کا ذکر ہے جبکہ یمن اور حضرموت دونوں حجاز کی جہت میں واقع ہیں۔ خروج کے بعد آتش یمن جائے گی پھر حضرموت سے گزرتی ہوئی حجاز مقدس میں پہنچے گی' لہٰذا کوئی تضاد نہیں ہے۔

سوال: آتش سے مراد حسی ہے یا حکمی ہے؟

جواب: روایت میں لفظ نار سے مراد آتش حسی و حقیقی ہو سکتی ہے اور آتش حکمی یعنی فتنہ وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

سوال، خروج آتش کے وقت اس سے تحفظ کی غرض سے ملک شام جانے کا تعین کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ملک شام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ملک ہے اور اس کی راہوں پر اللہ کی طرف سے فرشتے تعینات ہیں جس وجہ سے وہ آگ ملک شام میں داخل نہیں ہو سکے گی۔ (تحفۃ الاحوذی ج۶ ص۴۶۴)

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ كَذَّابُوْنَ

باب 38: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کذاب ظاہر نہیں ہوں گے

2144 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْبَعِثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کذاب اور فریب دینے والے لوگ' جو تقریباً تیس ہوں گے' ظاہر نہیں ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2145 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2144- اخرجه البخاری (٦/ ٧١٢): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الاسلام' حديث (٣٦٠٩)' و مسلم (٤/ ٢٢٣٩): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل' فيتمنى ان يكون مكان الميت' من البلاء' حديث (٨٤/ ١٥٧)' و احمد (٢/ ٣١٣)' من طريق معمر' عن همام بن منبه' فذكره۔

متن حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَّاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل نہیں جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا نہیں کریں گے اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ظاہر ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جھوٹے نبیوں کا پیدا ہونا:

احادیث باب میں جھوٹے نبیوں کے پیدا ہونے کے فتنوں کو بیان کیا گیا ہے اور یہ فتنے علامات قیامت سے شمار ہوتے ہیں:

دوسری حدیث باب میں فتنہ ارتداد کا بھی ذکر ہے، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض لوگ مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملے اور انہوں نے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور اسے منطقی انجام تک پہنچایا۔ جھوٹے نبیوں کا فتنہ مسیلمہ کذاب سے شروع ہوا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور کیفر کردار تک پہنچایا لیکن یہ فتنہ وقتی نہیں تھا بلکہ تا قیامت جاری رہنے والا تھا۔ جھوٹی نبوت کے دعویٰ داروں کی تعداد تیس ہے۔ یہ وہ ہیں جن کی شہرت ہوگی لوگ انہیں پہچانیں گے ان کی جماعتیں ہوں گی اور ان کے جانشینوں کا سلسلہ چل نکلے گا۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو شہرت حاصل نہیں ہوگی اور وقتی طور پر اعلان نبوت کر کے ذلت وخوار کی موت مر جائیں گے ان کی تعداد کثیر ہوگی بلکہ ان میں کچھ عورتیں بھی ہوں گی جو نبوت کا دعویٰ کریں گی۔

سوال: پہلی حدیث باب میں جھوٹی نبوت کا ذکر کرنے والوں کی تعداد تیس کے قریب بتائی گئی ہے، دوسری حدیث باب میں تعداد تیس بتائی ہے، ایک روایت میں ستائیس کا ذکر ہے اور چوتھی روایت میں تعداد ستر (۷۰) کی گئی ہے۔ اس طرح تعداد کے حوالے سے روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ۱- دعویٰ نبوت کرنے والے جو لوگوں میں مشہور ہوں گے ان کی تعداد تیس ہے اور باقی غیر مشہور ہوں گے۔ ۲- تیس جھوٹے ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ بھی کریں گے لیکن دوسرے محض جھوٹے ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے مگر دعویٰ نبوت نہیں کریں گے۔ (تحفۃ الاحوذی، ج۶ ص۴۷۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اس عقیدہ کا منکر مرتد اور واجب القتل ہے۔

2145- اخرجه ابو داؤد (۴/۴۹۹): كتاب الفتن و الملاحم: باب: ذكر الفتن ودلائلها' حديث (۴۲۵۲) و ابن ماجه (۲/۱۳۰۴): كتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن' حديث (۳۹۵۲) و احمد (۵/۲۷۸) من طريق عن ابي قلابة' عن ابي اسماء الرحبي فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ثَقِیْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِیْرٌ

باب 39: ثقیف قبیلے میں جھوٹے شخص اور خونریزی کرنے والے کا ظہور ہونا

2146 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ شَرِیْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُصْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فِیْ ثَقِیْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِیْرٌ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: یُقَالُ الْكَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ وَّالْمُبِیْرُ الْحَجَّاجُ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَیْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِیُّ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَّعِشْرِیْنَ اَلْفَ قَتِیْلٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا شَرِیْكٌ نَحْوَهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ شَرِیْكٍ وَّشَرِیْكٌ یَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُصْمٍ وَّاِسْرَآئِیْلُ یَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِصْمَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا شخص اور ایک خون بہانے والا شخص (پیدا ہوگا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق کذاب سے مراد مختار بن ابوعبید ہے اور خون بہانے والے سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔

ہشام بیان کرتے ہیں: تم ان لوگوں کی گنتی کرو جن کو حجاج نے قتل کیا' تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

عبدالرحمٰن بن واقد نے بھی شریک کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے' جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

ہم اسے صرف شریک نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ شریک نامی راوی نے دوسرے راوی کا نام عبداللہ بن عصم نقل کیا ہے۔

اسرائیل نامی راوی نے اس کا نام عبداللہ بن عصمہ نقل کیا ہے۔

شرح

قبیلہ ثقیف میں جھوٹا نبی اور ہلاکو پیدا ہونا:

ثقیف: یہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے، طائف اور حنین میں اس کے لوگ موجود ہیں۔ لفظ کذاب: یہ مبالغہ واحد مذکر کا صیغہ ہے۔

2146- اخرجه احمد (۲/۲۶، ۸۷، ۹۱، ۹۲) من طریق شریك، عن عبد الله بن عصم، وذكره.

اس کا معنی ہے: بہت جھوٹا، بڑا جھوٹا، جھوٹا مدعی نبوت۔ لفظ: مبیر' یہ ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: ہلاک کرنے والا۔ کذاب: کا مصداق مختار بن ابی عبید ثقفی اور مبیر کا مصداق حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ دونوں کا تعارف درج ذیل ہے:

1- مختار بن ابی عبید ثقفی کا تعارف: یہ قبیلہ ثقیف کا مشہور شخص تھا جو 01 ہجری میں پیدا ہوا، طائف کا باسی تھا اور اس کی شجاعت و بہادری مسلمہ تھی۔ اس نے بنوامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ اس کی ہمشیرہ صفیہ بن عبید ثقفیہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ 61ھ میں سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت بدلہ لینے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلیفہ تعینات ہوئے تو ان سے مل گیا۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ جھوٹی نبوت کا دعویدار تھا۔ 67ھ میں ابن زیاد کے ہاتھوں قتل ہوا۔

2- حجاج بن یوسف ثقفی کا تعارف: قبیلہ ثقیف کا مشہور شخص تھا۔ 4 ہجری کو طائف میں پیدا ہوا۔ شام میں پرورش پائی۔ بڑا بہادر و دلیر تھا۔ عبدالملک نے اسے امیر لشکر بنایا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں جنگی مقابلہ کیا۔ قرآن کریم پر اعراب لگوانے کی خدمت انجام دی، کوفہ اور بصرہ کے درمیان ''واسط'' شہر کی بنیاد رکھی اور اسے آباد کیا۔ اس نے محمد بن قاسم سے ملک ہندوستان کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خواہ اس نے بعض قابل داد کارنامے انجام دیے لیکن اس کے مظالم کی طویل فہرست ہے۔ جنگ کے علاوہ ایک لاکھ بیس ہزار بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جن میں جلیل القدر تابعین، صالحین اور اولیاء کرام شامل تھے۔ 95ھ میں وہ مارا گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَرْنِ الثَّالِثِ

باب 40: تیسری صدی کا بیان

2147 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَاْتِىْ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُوْنَ وَيُحِبُّوْنَ السِّمَنَ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلُوْهَا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَّرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَلِيَّ بْنَ مُدْرِكٍ قَالَ وحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَهٰذَا اَصَحُّ عِنْدِىْ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ وَّقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں

2147- اخرجه احمد (٤/٤٣٦)- من طريق الاعمش، قال: حدثنا هلال بن يساف، فذكره-

میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے' پھر اس کے بعد کا زمانہ پھر اس کے بعد میں آنے والوں کا زمانہ ہے' پھر ان کے بعد میں وہ لوگ آئیں گے جو موٹا ہونا چاہیں گے' اور وہ موٹاپے کو پسند کریں گے۔ وہ گواہی دیں گے اس سے پہلے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے۔

محمد بن عقیل نے اس روایت کو اسی طرح اعمش کے حوالے سے علی بن مدرک کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

دیگر راویوں اعمش کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے اس کی سند میں علی بن مدرک کا تذکرہ نہیں کیا۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

میرے نزدیک محمد بن فضیل سے منقول روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2148 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ وَلَا اَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَنْشَأُ اَقْوَامٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السِّمَنُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں سب سے بہتر وہ زمانہ ہے' جس میں مجھے مبعوث کیا گیا پھر اس کے بعد کا زمانہ ہے (راوی کہتے ہیں) مجھ علم نہیں (یعنی یاد نہیں) نبی اکرم ﷺ نے تیسری دفعہ یہ فرمایا تھا (یا کہا تھا) پھر وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی جائے گی اور وہ خیانت کریں گے' اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا' اور ان کے درمیان موٹاپا پھیل جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

تین ادوار کا تذکرہ:

احادیث باب میں تین ادوار کو بہترین قرار دیا گیا ہے:

1- صحابہ کا دور: خیر الناس قرنی سے مراد دورِ صحابہ ہے، یہ دور 110ھ تک ہے' کیونکہ آخری صحابی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال بر قول صحیح 110ھ میں ہوا تھا۔

2- تابعین کا دور، تابعین کا دور 180ھ تک ہے' کیونکہ آخری تابعی کا وصال 180ھ میں ہوا تھا۔

2148- اخرجه مسلم (۴/۱۹۶۵): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضل الصحابة، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، حديث (۲۱۵/۲۵۳۵) و ابو داؤد (۴/۶۲۵۳): كتاب السنة: باب: في فضل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۴۶۵۷) واحمد (۴/۴۲۶) من طريق قتادة، عن زرارة بن اوفى، فذكره۔

3- تبع تابعین کا دور: اکثر اقوال مؤرخین کے مطابق یہ دور 220ھ میں ختم ہوا، کیونکہ آخری تبع تابعی کا وصال 220ھ میں ہوا تھا۔ (تحفۃ الاحوذی ج6 ص470)

تینوں ادوار کی عظمت وفضیلت صحبت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی وجہ سے تھی۔ درحقیقت تینوں ادوار کا عرض و طول ایک ساتھ چلتا رہا یعنی دور رسالت میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سب موجود تھے۔ وعلیٰ ہذا القیاس دور صحابہ، دور تابعین اور دور تبع تابعین میں بھی ایسا ہی تھا۔ آفتاب نبوت کی نورانی کرنیں تینوں ادوار کے لوگوں پر پڑیں لیکن اپنی قسمت اور حصہ کے مطابق فیضان حاصل کیا۔ بارش کا فیض عام ہوتا ہے مگر زمین کا ہر خطہ اپنی قوت کے مطابق اس سے استفادہ کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُلَفَاءِ

باب 41: خلفاء کا بیان

2149 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِى اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَىْءٍ لَّمْ اَفْهَمْهُ فَسَاَلْتُ الَّذِىْ يَلِيْنِىْ فَقَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے راوی کہتے ہیں پھر آپ نے کوئی بات ارشاد فرمائی جو میں سمجھ نہیں سکا میں نے ساتھ والے سے دریافت کیا' تو اس نے کہا آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: وہ سب قریش سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے اسے ابوبکر بن موسیٰ نامی راوی کی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کی وجہ سے غریب قرار دیا ہے۔

2149- اخرجه مسلم (۲/۱۴۵۲): كتاب الامارة: باب: الناس تبع لقريش والخلافة في قريش' حديث (۱۸۲۱/۷) - و احمد (۵/۹۰، ۹۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۰۸) من طريق سماك بن حرب' فذكره۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2150 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ اَبِىْ بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَّهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ اَبُوْ بِلَالٍ انْظُرُوْا اِلٰى اَمِيْرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ زیاد بن کسیب عدوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے تھا وہ خطبہ دے رہا تھا اس نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے' تو حضرت ابو بلال نے فرمایا: ہمارے اس امیر کو دیکھو جو فساق کے کپڑے پہنے ہوئے ہے' تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو زمین پر اللہ کے (نامزد) حکمران کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

خلفاء کا تذکرہ:

لفظ: خلفاء: خلیفۃ کی جمع ہے، جس سے مراد ہے: اسلوب نبوت پر حکومت کرنا، اصل حاکم اللہ تعالیٰ کو خیال کرنا، حکومت کو اس کی امانت تصور کرنا، خود کو اس کا نائب و امین سمجھنا، حکومت سے ذاتی فائدہ حاصل نہ کرنا۔ سب خلفاء قریش سے متعلق ہوں گے اور قیامت سے قبل ان کی تعداد بارہ (12) مکمل ہو جائے گی۔

پہلی حدیث باب میں بارہ امراء کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے تو ان کے درمیان کوئی فرق نہیں بلکہ مترادف ہیں۔ بارہ خلفاء سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

1- خلفاء اربعہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بعد باقی خلفاء عادل آ چکے ہیں یا ابھی آئیں گے۔

2- ان سے مراد بنو امیہ کے خلفاء ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد گزرے ہیں۔

3- جمہوری کا مؤقف ہے کہ ان سے مراد وہ خلفاء ہیں جن پر لوگ متفق تھے، جو یہ ہیں:

1- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

2- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

4- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

2150- اخرجه احمد (٥/٤٢، ٤٨) من طريق سعد بن اوس، عن زياد بن كسيب العدوى، فذكره۔

5-حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

6-یزید،

7-عبدالملک بن مروان (اس کے چار بیٹے)

8-ولید،

9-سلمان،

10-یزید،

11-ہشام بن ولید،

12-حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ خلیفہ وقت کا ادب واحترام ضروری ہے' کیونکہ جس کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا اکرام تو اس سے بھی مقدم ہے، ورنہ اس کے لیے حکومت کرنا دشوار ہو جائے گا۔ تاہم اس کے غیر شرعی حکم کی پیروی ضروری نہیں ہے۔ اولی الامر کے تحت جو شخص خلیفۂ وقت کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وعید و مذمت بھی فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ذلیل و خوار کرے گا۔

سوال: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدت خلافت تیس سال بیان کی گئی ہے، اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا۔ تیس سال خلفاء اربعہ کے ادوار' حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ماہ شامل کر کے مکمل ہو جاتے ہیں اور بارہ خلفائے پورے نہیں ہوتے؟

جواب: حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلفاء جن کی خلافت علی منہاج النبوت ہوگی ان کی مدت تیس سال ہے۔ باقی خلفاء بعد میں بھی آسکتے ہیں، ان کا متصل ہونا ضروری نہیں ہے، منفصل بھی آسکتے ہیں اور قیامت قائم ہونے سے قبل ان کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اربعہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور شامل کر کے خلافت علی منہاج النبوت کے تیس سال مکمل ہو گئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مابعد عادل خلفاء آچکے ہیں یا آتے رہیں گے۔ اس طرح روایات میں تعارض باقی نہیں رہا۔ (تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، ج6، ص472)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخِلَافَةِ

باب42: خلافت کا بیان

2151 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ

متنِ حدیث: قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاِنْ لَمْ

2151-اخرجه مسلم (۳/۱۴۵۵): كتاب الامارة: باب: الاستخلاف و تركه، حديث (۱۲/۱۸۲۳) وابو داؤد (۳/۱۴۸): كتاب الخراج و الفیٔ و الامارة: باب: فی الخليفة يستخلف، حديث (۲۹۳۹) واحمد (۱/۴۷) من طريق سالم، عن ابن عمر، فذكره-

اَسْتَخْلِفْ لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا گیا اگر آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا جانشین مقرر کیا تھا' اگر میں کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کرتا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔

اس حدیث میں طویل قصہ بیان کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔

2152 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَفِيْنَةُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْخِلَافَةُ فِىْ اُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لِىْ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِىْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ لِىْ اَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ قَالَ فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِيْنَ سَنَةً قَالَ سَعِيْدٌ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ بَنِىْ اُمَيَّةَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْخِلَافَةَ فِيْهِمْ قَالَ كَذَبُوْا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوْكٌ مِّنْ شَرِّ الْمُلُوْكِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ قَالَا لَمْ يَعْهَدِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْخِلَافَةِ شَيْئًا

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ

◆◆ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد بادشاہت آجائے گی۔

راوی کہتے ہیں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک اور بار کہا: تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو پھر انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو' پھر انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار کرو (راوی کہتے ہیں) جب ہم نے شمار کیا تو اسے تیس سال پر مشتمل پایا۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا بنو امیہ یہ کہتے ہیں خلافت ان کے درمیان ہے' تو انہوں نے فرمایا: بنو زرقا نے غلط کہا ہے یہ لوگ بادشاہ ہیں اور بدترین بادشاہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ احادیث منقول ہیں ان دونوں نے یہ بات

2152- اخرجه ابو داؤد (٦٣٢/٢): كتاب السنة: باب: فى الخلفاء: حديث (٤٦٤٦، ٤٦٤٧) واحمد (٥/ ٢٢٠، ٢٢١) من طريق سعيد بن جهمان، فذكره.

بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے سعید بن جمہان نامی راوی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق یہ صرف ان سے ہی منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ

شرح

مدت خلافت کا ذکر:

احادیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(1) خلافت علی مناج النبوت کی مدت،

(2) انعقاد خلافت کا طریقہ کار، اس کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

1- خلافت علی منہاج النبوت کی مدت: پہلی حدیث باب میں خلافت علی منہاج النبوت کی مدت تیس سال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا، خلفاء اربعہ مع حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجموعی دور خلافت تیس سال کا عرصہ بنتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت دو سال چند ماہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 10 سال چھ ماہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 13 سال، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 6 سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور 6 ماہ۔ (تحفۃ الاحوذی جلد 6 ص 478)

2- انعقاد خلافت کے مشہور چار طریقے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

i- اصحاب علم وفضل اور ارباب تقویٰ وورع کسی کو خلیفہ تعینات کریں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا ہے۔

ii- خلیفہ وقت دنیا سے رخصت ہوتے وقت کسی شخصیت کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اسی طریقہ سے انعقاد پذیر ہوئی۔

iii- خلیفہ وقت خلافت کو ایک جماعت میں دائر کر دے اور اعلان کر دے کہ ان میں سے لوگ جسے چاہیں خلیفہ متعین کر لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اسی نوعیت کی تھی۔

iv- بر سبیل تغلب یعنی ایسا شخص جو شرائط خلافت کا جامع ہو، وہ عوام الناس پر غلبہ حاصل کرے۔ خلافت پر قبضہ جمالے اور لوگ بھی اطاعت قبول کر لیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج 6 ص 477)

سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کس طرح انعقاد پذیر ہوئی تھی؟

جواب: 1- مدینہ طیبہ میں موجود مہاجرین وانصار کے بیعت کرنے سے خلیفہ بنے۔ 2- مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ان کی خلافت منعقد ہوئی تھی۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ، ج5ص262)

باب 43: قیامت تک' خلفاء کا تعلق قریش سے رہے گا

2153 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي الْهُذَيْلِ يَقُولُ

متنِ حدیث: كَانَ نَاسٌ مِّنْ رَبِيعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◆◆ عبداللہ بن ابوہذیل بیان کرتے ہیں: ربیعہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ حضرت عمرو بن عاص کے پاس موجود تھے' تو بکر بن وائل قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے کہا: یا تو قریش (اپنی زیادتیوں) سے باز آ جائیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ اس حکومت کو دیگر عربوں کے سپرد کر دے گا' تو حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا: تم نے غلط کہا ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بھلائی اور برائی (ہر طرح کی صورتحال میں) قیامت کے دن تک' قریش لوگوں کے حکمران رہیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

2154 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے' جب تک غلاموں سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حکمران نہیں بن جائے گا جس کا نام جہجاہ ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

2153- اخرجه احمد (۲۰۲/٤) من طريق حبيب بن الزبير' قال: سمعت عبد الله بن ابي الهذيل' فذكره-

2154- اخرجه مسلم (٤/ ۲۲۳۳): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل' حديث (۲۹۱۷/٦۱)

شرح

تا قیامت خلافت قریش کا حق ہونا:

احادیث باب میں ایک اہم مسئلہ کا حل پیش کیا گیا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ خلافت وامارت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ ہر دور میں ہر قبیلہ یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ خلافت وامارت ہمارا حق ہے؟ اگر اس مسئلہ کا حل پیش نہ کیا جاتا تو مختلف قبائل میں قتل وغارت اور فتنہ و فساد کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ وفساد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کرتے ہوئے خلافت و امارت کا تعین فرمادیا کہ قبیلہ قریش تا قیامت اس منصب وخدمت کا زیادہ حقدار ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص استیلاء وتغلب کی بناء پر خلافت پر قابض ہو جاتا ہے تو یہ الگ بات ہے ورنہ خلافت قریش کا حق ہے۔ چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ روایت منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آلائمة من القریش ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج7 ص32)

سوال: ایک طرف تو امارت وخلافت کا حقدار قریش کو قرار دیا گیا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت اسامہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امارت عنایت فرمائی، یہ تعارض فی الروایات ہوا؟

جواب: 1 - والی اعظم قریش سے ہوگا لیکن ماتحت وزراء دیگر قبائل کے بھی ہوسکتے ہیں۔

2 - امارت وخلافت حق قریش ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، 3 - حضرت اسامہ، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت وفضیلت بیان کرنا مقصود تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ

باب 44: گمراہ کرنے والے حکمران

2155 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِي الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ

حدیثِ دیگر: قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ يَّخْذُلُهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِيْنِيِّ يَقُوْلُ وَذَكَرَ هٰذَا

2155- اخرجه مسلم (۱۵۲۳/۳): كتاب الامارة: باب: قوله صلى الله عليه وسلم: (لا تزال طائفة من امتى ظاهرين---) حديث (۱۷۰/ ۱۹۲۰) و ابوداؤد (۴۹۹/۲): كتاب الفتن و الملاحم: باب: ذكر الفتن و دلائلها' حديث (۴۲۵۲) و ابن ماجه (۵/۱): المقدمة: باب: اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (۱۰) (۱۳۰۴/۲): كتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن' حديث (۳۹۵۲) واحمد (۲۷۸/۵' ۲۷۹' ۲۸۰۴) و الدارمى (۷۰/۱): المقدمة: باب: فى كراهية اخذ الراى' (۳۱۱/۲) كتاب الرقائق: باب: فى الائمة المضلين' من طريق ابى اسماء الراحبى' فذكره-

الْحَدِیْثَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ فَقَالَ عَلِیٌّ ھُمْ اَھْلُ الْحَدِیْثِ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا اندیشہ ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: میری امت کا ایک گروہ حق پر ثابت قدم رہے گا' اوران کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) آ جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے علی بن مدینی کو سنا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی: ''میری امت کا ایک گروہ حق پر ثابت قدم رہے گا''۔ پھر علی بن مدینی نے فرمایا: اس سے مراد محدثین ہیں۔

شرح

گمراہ کن حکمرانوں کا ذکر:

لفظ: الائمۃ: امام کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: پیشوا، رہنما، حکمران۔ لفظ: اَلْمُضِلِّیْنَ، فعل ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ یعنی گمراہ کن لوگ۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کا بت پرستی کی طرف جانا تو مشکل ہے' تاہم اگر کسی ملک کا حکمران گمراہ و بے دین ہوگا تو وہ عوام کے لیے فتنہ عظیمہ سے کم نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی پوری قوت استعمال کرے گا' لیکن اہل ایمان اس کے جال میں نہیں پھنس سکیں گے۔ اس طرح حکمرانوں اور رعایا کے درمیان کھینچا تانی ہوگی تو علم بغاوت بلند ہونا یقینی ہے۔ جس کے نتیجہ میں وطن عزیز کو بھی نا قابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ گمراہ اور نا اہل حکمرانوں نے معتزلہ کی مشاورت سے خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا کیا تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حق کو کامرانی حاصل ہوئی اور باطل اپنی موت آپ مر گیا۔ ہندوستان میں اکبر بادشاہ نے گمراہ کن خانہ ساز دین الٰہی نافذ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آواز حق بلند کرنے کے لیے اس کے سامنے کھڑا کر دیا، اکبر بادشاہ صدائے مجددی کی تاب نہ لاتے ہوئے دنیا سے آنجہانی ہوا اور عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی شکل میں اسلام کو بت خانہ سے پاسبان میسر آ گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمَهْدِیِّ

باب 45: (امام) مہدی کا تذکرہ

2156 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِیُّ الْکُوْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

2156- اخرجہ ابو داؤد (۲/ ۵۰۸): کتاب المہدی: باب: اول کتاب المہدی' حدیث (۴۲۸۲) و احمد (۱/ ۳۷۶' ۴۴۸) من طریق عاصم بن ابی النجود' عن زر بن حبیش' فذکرہ۔

متن حدیث: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اسْمِىْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہلِ بیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص عرب کا حکمران نہیں بن جائے گا اس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2157 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَلِىْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اسْمِىْ

حدیثِ دیگر: قَالَ عَاصِمٌ وَّاَخْبَرَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِىَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میرے اہلِ بیت میں سے ایک حکمران ہوگا جس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دنیا ختم ہونے میں اگر ایک دن باقی رہ جائے گا' تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کو طویل کر دے گا' یہاں تک کہ وہ شخص حکمران بن جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2158 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الصِّدِّيْقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: خَشِيْنَا اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَاَلْنَا نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فِىْ اُمَّتِى الْمَهْدِىَّ يَخْرُجُ يَعِيْشُ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا زَيْدٌ الشَّاكُّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِيْنَ قَالَ فَيَجِىْءُ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِىُّ اَعْطِنِىْ اَعْطِنِىْ قَالَ فَيَحْثِىْ لَهٗ فِىْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2158-اخرجه ابن ماجه (۲ /۱۳٦٦): كتاب الفتن: باب: خروج المهدی' حديث (٤٠٨٣) واحمد (۳ /۲۱ '۳٦) من طريق زيد العمی ابی الحواری' عن ابی الصديق' فذكره-

توضیح راوی: وَاَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد بے دینی ہو جائے گی' تو ہم نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مہدی آئے گا وہ پانچ یا سات' یا نو سال تک رہے گا۔

یہ شک زید راوی نامی کو ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سے مراد سال ہیں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ایک شخص اس کے پاس آئے گا' اور کہے گا: اے مہدی! ہمیں آپ عطا کیجئے آپ مجھے عطا کیجئے تو مہدی اس کے کپڑے میں (سازوسامان) بھرنے کا حکم دیں گے اتنا کہ جتنا وہ شخص اٹھا سکتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابوصدیق نامی راوی کا نام بکر بن عمرو ہے اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

شرح

حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد:

احادیث باب میں مزید ایک علامت قیامت بیان کی گئی ہے' وہ ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد۔ لفظ: مہدی: ثلاثی مجرد ناقص یائی باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے اسم مفعول واحد مذکر کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: ہدایت یافتہ، رشد و ہدایت ان کی گھٹی میں رچی بسی ہوگی، اس لیے اسے لفظ "مہدی" کے ساتھ پکارا جاتا ہے۔ یہ اسم صفت خلفاء راشدین کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، تم پر میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ لازم ہے، تم اس طریقے کو مضبوطی سے تھام لو اور ان کے طریقے کو دانتوں سے پکڑ لو۔ لفظ: مہدی' خلفاء راشدین کے علاوہ بھی خلفاء کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ احادیث باب میں آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ آپ کا اصل کا نام محمد، باپ کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ، بنوہاشم سے متعلق ہوں گے۔ باپ کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سیّد ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 429)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے چھ ماہ بعد حکومت ترک کر دی تھی۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکومت عطا کرے گا۔ آپ پانچ یا سات یا نو سال تک حکومت کریں گے۔ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اس بارے میں راوی کو اشتباہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین میں سے ایک عدد کا ذکر کیا۔

(المنار المنیف ص 151)

کچھ فرقوں نے لفظ: مہدی: اپنے پیشوا کے لیے جھوٹی شہرت کی بناء پر بھی استعمال کیا ہے۔ مثلاً قادیانی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے اسے 'مہدی' قرار دیتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: بعض فرقوں کا خیال ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہو چکے ہیں' لیکن اہلسنت و جماعت کا مؤقف ہے کہ آپ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ ظہور امام مہدی، نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خروج دجال اور خروج یاجوج و ماجوج کا زمانہ ایک ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نُزُوْلِ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَام

باب 46: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول

2159 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں' جزیہ کو ختم کر دیں گے' اور مال اتنا تقسیم کریں گے' اس کو لینے والا کوئی نہیں بچے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

علامات قیامت میں سے ایک نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب دجال کا فتنہ عروج پر ہوگا' تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے زمین پر لائے گا۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ خلیفہ بنیں گے۔ عدل و انصاف قائم کریں گے۔ سولی جو آپ کے نام پر بطور علامت ایجاد کی گئی ہے' کو آپ توڑنے کا حکم دیں گے۔ خنزیر جس کی حلت کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے، آپ اسے قتل کرنے کا حکم دیں گے۔ مال و دولت اس قدر وافر ہوگی کہ کوئی وصول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور جزیہ کو ختم کرنے کا اعلان کریں گے یعنی کوئی غیر مسلم، مسلمان حکومت کے تحت شہری بن کر نہیں رہے گا۔ صرف دو راستے ہوں گے یا تو جنگ کے لیے تیار ہو جائے یا اسلام قبول کر کے مسلمان حکومت کا شہری بن جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے، نزول کے وقت آپ زرد کپڑوں میں ملبوس ہوں

2159- اخرجه البخاری (۴/۴۸۳): كتاب البيوع: باب: قتل الخنزير حديث (۲۲۲۲) و اطرافه في: (۲۴۷۶، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹) و مسلم (۱/ ۲۶۶- ۲۶۷ - نووی): كتاب الايمان: باب: نزول عيسى ابن مريم حكما لشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۴۲/۱۵۵) و ابن ماجه (۲/۱۳۶۳): كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال و خروج عيسى ابن مريم، حديث (۴۰۷۸) واحمد (۲/ ۲۴۰، ۲۷۲، ۵۳۸) و الحميدى (۲/۴۶۸) حديث (۱۰۹۷) من طريق ابن شهاب الزهرى، قال: اخبرنى سعيد بن المسيب، فذكره۔

گے' جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اس عالم میں اتریں گے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے، وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو ان کے بالوں سے پانی کے قطرات گریں گے۔ چالیس سال تک حکومت کریں گے، آپ شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوں گے اور آپ کی طرف سے حج وعمرہ کرنے کا حکم ہوگا، آپ حج وعمرہ ادا کریں گے، آپ کا وصال ہوگا۔ مسلمان تجہیز وتکفین کریں گے، نماز جنازہ پڑھیں گے اور روضۂ رسول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خالی جگہ میں تدفین عمل میں لائی جائے گی۔

سوال: نزول کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟ حالانکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی موجود ہیں؟

جواب: 1- نزول عیسیٰ علیہ السلام سے یہود کی تردید مقصود ہے' کیونکہ ان کے خیال کے مطابق انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آ جائے گا کہ وفات کے بعد آپ کا مزار زمین میں بن سکے، کیونکہ زمین کے جس حصہ سے کسی کا جسم تیار ہوتا ہے' وہاں اس کی تدفین عمل میں لائی جاتی ہے۔ 3- جب انہوں نے امت محمدی کی عظمت و شان ملاحظہ کی تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی: یا اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو جامہ قبولیت عطا فرمایا۔ (تحفۃ الاحوذی، ج6 ص489)

فائدہ نافعہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ فی الارض قرار پائیں گے، عدل وانصاف قائم کریں گے، شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کریں گے اور آپ بعض امور کی تجدید فرمائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدَّجَّالِ

باب 47: دجال کا بیان

2160 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهٗ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ فَوَصَفَهٗ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّهٗ سَيُدْرِكُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِيْ اَوْ سَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ اَوْ خَيْرٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزَيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

2160- اخرجه ابو داؤد (۴/۱۶۴): كتاب السنة: باب: في الدجال' حديث (۴۷۵۶)' واحمد (۱/۱۹۵)' من طريق عبد الله بن شقيق' عن عبد الله بن سراقة' فذكره۔

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

◆◆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تم لوگوں کو اس سے ڈرار ہا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے اس کا حلیہ بیان کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوسکتا ہے: جس نے مجھے دیکھا یا میرے کلام کو سنا ان میں سے کوئی ایک اسے پالے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس وقت ہمارے دلوں کی کیا کیفیت ہوگی' آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ہوں گے (راوی کہتے ہیں: جیسے آج ہیں) یا اس سے بہتر ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے ہم اسے صرف خالد حذاء نامی راوی کی روایت کے طور جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَلَامَةِ الدَّجَّالِ

باب 48: دجال کی نشانی

2161 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ وَلَقَدْ اَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ لَنْ يَّرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَاِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء بیان کی ہے اور دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تم لوگوں کو اس سے ڈرار ہا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں تم کو اس بارے میں ایک ایسی بات بتا رہا

2161-اخرجه البخاری (٦/١٩٩): کتاب الجهاد و السیر: باب: کیف یعرض الاسلام علی الصبی' حدیث (٣٠٥٧) و اطرافه فی: (٣٣٣٧' ٣٤٣٩' ٤٤٠٢' ٦١٧٥' ٧١٢٣' ٧١٢٧' ٨٤٠٧) و مسلم (٤/٢٢٤٥): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذکر ابن صیاد: حدیث (٢٩٣١/١٦٩) و ابوداؤد (٢/٦٥٤): کتاب السنة: باب فی الدجال' حدیث (٤٧٥٧) و احمد (٢/١٤٨' ١٤٩) و البخاری فی (الادب المفرد) (٩٦٧) من طریق الزهری' عن سالم بن عبد الله' فذکره۔

ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تم لوگ یہ بات جان لو کہ وہ کانا ہوگا' اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے اس دن لوگوں کو دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے یہ فرمایا: تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ کوئی بھی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کی زیارت نہیں کر سکتا (اور دجال کو تم دنیا میں دیکھ لو گے) اور اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا' اسے وہ شخص پڑھ سکے گا جو اس کے عمل کو ناپسند کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2162 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِيْ فَاقْتُلْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے' اور تم ان پر غالب آ جاؤ گے' یہاں تک کہ پتھر یہ کہے گا: اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے' تم اسے قتل کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دجال کا فتنہ اور اس کی نشانی:

لفظ: دجال، بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: انتہائی فریب کار، دھوکا باز، دغاباز۔ یہ شخص آخری زمانہ میں بطور علامت قیامت ظاہر ہوگا، مسیح کذاب اس کا لقب ہے اور یہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا، یہ مسیح ضلالت ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہوں گے۔ یہود کا خیال ہے کہ انہوں نے مسیح ضلالت کو ہلاک کر دیا ہے اور مسیح ہدایت کی آمد کے منتظر ہیں؛ حالانکہ آنے والا مسیح ضلالت ہوگا اور اس کی آمد پر وہ فوراً اس کی پیروی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل کے خاتمہ ہیں اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک ابرو بالکل نہیں ہوگی۔ ہر نبی علیہ السلام نے دجال فتنہ سے اپنی قوم کو ڈرایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس فتنہ سے اپنی قوم کو آگاہ کیا اور اس کی علامات بھی بتائیں۔

2162- اخرجه البخاري (٦/٦٩٩): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة في الاسلام، حديث (٣٥٩٣) و مسلم (٤/٢٢٣٩): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، فيتمنى ان يكون مكان الميت، حديث (٢٩٢١/٨١) و احمد (٢/١٢١، ١٢٢، ١٤٩، ١٣٥) من طريق الزهري، عن سالم بن عبد الله فذكره.

بَابُ مَا جَآءَ مِنْ اَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ

باب 49: دجال کا خروج کہاں سے ہوگا؟

2163 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوبَةَ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَوْذَبٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيثِ اَبِی التَّيَّاحِ

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی ہے: دجال مشرق کی سرزمین میں سے نکلے گا اس جگہ کا نام خراسان ہوگا کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوں گے۔

جن کے چہرے چپٹی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

عبداللہ بن شوذب نے اس روایت کو ابوتیاح راوی سے نقل کیا ہے اور یہ روایت صرف ابوتیاح سے ہی منقول ہے۔

شرح

خروج دجال کا مقام:

خروج دجال کے دو معانی ہو سکتے ہیں:

1- دجال کا مہم پر نکلنا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آنا۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ سرزمین مشرق سے نکلے گا، جسے "خراسان" کہتے ہیں۔ اس کی تصریح حدیث باب میں ہے۔ خراسان ایک خطہ کا نام ہے' جس میں نیشاپور، مرو، طوس، بلخ، سرخس، طالقان، فاریاب اور انبار وغیرہ شہر موجود ہیں۔

2- اس کا مطلقاً نکلنا اور ظاہر ہونا۔ اس معنی کے اعتبار سے دجال کا شام و عراق کے مابین گھاٹی سے خروج ہوگا۔ سوال:

2163- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۵۳): كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال و خروج عيسى ابن مريم، حديث (۴۰۷۲) واحمد (۱/ ۴،۷) و عبد بن حميد (۳۰) حديث (۴) من طريق المغيرة بن سبيع، عن عمرو بن حريث، فذكره۔

روایات میں خروج دجال کے چار مقامات بتائے گئے ہیں:

1-شام وعراق کے مابین گھاٹی۔

2-اصبہان میں مقام یہودیہ،

3-سرزمین مشرق یعنی خراسان۔

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان مقامات اربعہ سے خروج میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: ابتداء دجال کا خروج شام وعراق کے مابین گھاٹی سے ہوگا، لیکن اس وقت اس کا کسی کو علم نہ ہوگا جبکہ مقام یہودیہ پر اس کے انصار ومعاونین موجود ہوں گے‘ جو اس کے منتظر ہوں گے۔ وہ وہاں پہنچ کر انہیں اپنے ساتھ لے کر جوزو کرمان میں جائے گا جہاں پہلا پڑاؤ کرے گا، مسلمانوں کے خلاف اس کا خروج خراسان سے ہوگا‘ جبکہ یہودی مقام یہودیہ میں اس کے منتظر ہوں گے۔ اور وہ ترک نسل سے ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَلَامَاتِ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ

باب 50: دجال کے خروج کی علامات

2164 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُوْنِيِّ عَنْ اَبِيْ بَحْرِيَّةَ صَاحِبِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: زبردست خونریزی‘ قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج (یہ تینوں علامات) سات مہینوں کے اندر ظاہر ہو جائیں گی۔

اس بارے میں حضرت مصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ‘ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ‘ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2165 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

2164-اخرجه ابو داؤد (۲/۵۱۳): كتاب الملاحم: باب: في تواتر الملاحم، حديث (۴۲۹۵) و ابن ماجه (۲/۱۳۷۰): كتاب الفتن: باب: الملاحم، حديث (۴۰۹۲) واحمد (۵/۲۳۴) من طريق يزيد بن قطيب السكوني عن ابي بحرية، فذكره۔

آثار صحابہ: قَالَ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ

قَالَ مَحْمُوْدٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّالْقُسْطَنْطِيْنِيَّةُ هِيَ مَدِيْنَةُ الرُّوْمِ تُفْتَحُ عِنْدَ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ وَالْقُسْطَنْطِيْنِيَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِيْ زَمَانِ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قسطنطنیہ کی فتح قیامت قائم ہونے کے قریب ہوگی۔

محمود نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اور قسطنطنیہ روم کا ایک شہر ہے جو دجال کے خروج کے وقت فتح ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) قسطنطنیہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا۔

شرح

خروج دجال کی علامات:

حدیث باب میں تین امور کا ذکر ہے جو سات ماہ میں نمایاں ہوں گے:

1- جنگ عظیم،

2- قسطنطنیہ کا فتح ہونا،

3- خروج دجال شہر قسطنطنیہ روم کا دارالحکومت ہے اور قسطنطین سلطان کا نام ہے جس نے یہ شہر آباد کیا تھا اور اس نے اپنے نام پر اس کی بنیاد رکھی تھی۔

سوال: حدیث باب میں سات ماہ کا ذکر ہے اور شرح السنہ میں سات سال کا ذکر ہے لہٰذا روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: جامع ترمذی کی روایت قوی ہے جس میں سات ماہ کا ذکر ہے اور شرح السنہ کی روایت ضعیف ہے جس میں سات سال کا ذکر ہے، لہٰذا قوی روایت کو لیں گے اور ضعیف روایت کو ترک کر دیں گے۔

قسطنطنیہ شہر دو بار فتح ہو چکا ہے۔ 1-50ھ میں۔ 2-800ھ میں۔ پھر تیسری بار بالکل قرب قیامت کے زمانہ میں فتح ہو گا۔ پہلی مرتبہ یزید کی کاوش سے فتح ہوا تھا۔ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا، اور دوسری باری سلطان محمد فاتح نے فتح کیا تو اس کا نام "استنبول" تجویز کیا تھا۔ فی الحال مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن روایات کے مطابق اس کا مسلمانوں کے قبضہ سے نکلنا اور قرب قیامت میں پھر فتح ہونا یقینی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

باب 51: دجال کا فتنہ

2166 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ دَخَلَ حَدِيْثُ اَحَدِهِمَا فِيْ حَدِيْثِ الْاٰخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ

2166-اخرجه مسلم (٤/ ٢٢٥٠): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذكر الدجال و صفته و ما معه، حديث (١١١/١١٠، ٢١٣٧/١١١)، و ابو داؤد (٢/ ٥٢٠): كتاب الملاحم: باب: ذكر خروج الدجال، حديث (٤٣٢١)، و ابن ماجه (٢/ ١٣٥٦): كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال و خروج عيسى ابن مريم و خروج ياجوج و ماجوج، حديث (٤٠٧٥، ٤٠٧٦)، و احمد (٤/ ١٨١) من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير- قال حدثني ابي، فذكره-

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ

متن حدیث: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعْنَا اِلَيْهِ فَعَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا فَقَالَ مَا شَاْنُكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُ لِيْ عَلَيْكُمْ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِئَةٌ شَبِيْهٌ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ رَاٰهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالَ يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اثْبُتُوْا قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَّسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِيْ كَالسَّنَةِ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلَاةُ يَوْمٍ قَالَ لَا وَلٰكِنِ اقْدُرُوْا لَهٗ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا سُرْعَتُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُكَذِّبُوْنَهٗ وَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَتَتْبَعُهٗ اَمْوَالُهُمْ وَيُصْبِحُوْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ وَيُصَدِّقُوْنَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ اَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَاْمُرُ الْاَرْضَ اَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَاَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًا وَّاَمَدِّهٖ خَوَاصِرَ وَاَدَرِّهٖ ضُرُوْعًا قَالَ ثُمَّ يَاْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَيَتْبَعُهٗ كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا شَابًّا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جِزْلَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هَبَطَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام بِشَرْقِيِّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَّانٌ كَاللُّؤْلُؤِ قَالَ وَلَا يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ يَعْنِيْ اَحَدًا اِلَّا مَاتَ وَرِيْحُ نَفَسِهٖ مُنْتَهٰى بَصَرِهٖ قَالَ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهٗ قَالَ فَيَلْبَثُ كَذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ يُوْحِي اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ حَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ فَاِنِّيْ قَدْ اَنْزَلْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ قَالَ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ (مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ) قَالَ فَيَمُرُّ اَوَّلُهُمْ بِبُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيْهَا ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَّاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ بَيْتِ مَقْدِسٍ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُحْمَرًّا دَمًا وَّيُحَاصَرُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لِّاَحَدِهِمْ مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ قَالَ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ اِلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى مَوْتٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ قَالَ وَيَهْبِطُ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَلَا يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا وَقَدْ مَلَاَتْهُ زَهَمَتُهُمْ وَنَتَنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيْسٰى اِلَى اللّٰهِ وَاَصْحَابُهٗ قَالَ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ قَالَ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ

بِالْمَهْبِلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ قَالَ وَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَّا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ وَبَرٍ وَّلَا مَدَرٍ قَالَ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَخْرِجِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقَحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ لَيَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْاِبِلِ وَاِنَّ الْقَبِيْلَةَ لَيَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ وَاِنَّ الْفَخِذَ لَيَكْتَفُوْنَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا فَقَبَضَتْ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقٰى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ

◆◆ حضرت نواس بن سمعان کلابی رٹائٹنڈ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے دس چیزوں کو بیان کیا تو ہم نے یہ سمجھا کہ وہ کھجوروں کے جھرمٹ میں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر واپس چلے گئے پھر جب ہم (اگلے دن) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری پریشانی کو محسوس کر لیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے کل دجال کا تذکرہ کیا تھا۔ اس کی اونچ نیچ کو بیان کیا تھا' یہاں تک کہ ہم تو یہ سمجھے کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کی بجائے دوسری چیز کا تمہارے بارے میں زیادہ خوف ہے۔ اگر وہ دجال نکلا اور اس وقت میں تمہارے درمیان موجود ہوا' تو میں تمہارے لیے رکاوٹ ہوں گا' اور اگر وہ اس وقت نکلا جب میں تمہارے درمیان موجود نہ ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے مقابلہ کرے گا' اور ہر مسلمان کا میری جگہ اللہ تعالیٰ نگہبان ہوگا۔ دجال ایک جوان آدمی ہوگا اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے اس کی آنکھ کانی ہوگی۔ اس کی شکل عبدالعزی بن قطن (زمانہ جاہلیت کے شخص) سے ملتی ہوگی تم میں سے جو شخص اسے دیکھ لے' وہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے۔

وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا' اور دائیں بائیں خرابی پیدا کرے گا' اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس دن' ان میں سے ایک دن ایک سال جتنا ہوگا۔ ایک دن ایک مہینے کی طرح ہوگا ایک دن ایک ہفتے کی طرح ہوگا' اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! تم اندازے کے ساتھ نماز پڑھ لینا ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے حرکت کرے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس طرح وہ بادل حرکت کرتے ہیں' جسے تیز ہوا چلاتی ہے' وہ لوگوں کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا لوگ اسے جھٹلائیں گے' اور اس کی بات کو مسترد کر دیں گے' جب وہ ان کے پاس سے واپس جائے گا' تو ان لوگوں کے اموال بھی اس کے ساتھ چلے جائیں گے' اور ان لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا پھر وہ دوسری قوم کے پاس آئے

گا انہیں دعوت دے گا وہ لوگ اس کی دعوت قبول کریں گے اس کی بات کی تصدیق کریں گے وہ آسمان کو حکم کرے گا کہ بارش نازل کر! تو آسمان بارش نازل کردے گا وہ زمین کو حکم دے گا کہ پھل اُگاؤ! تو وہ اگا دے گی شام کے وقت ان لوگوں کے جانور (چراگاہوں سے) جب واپس آئیں گے تو ان کے کوہان لمبے ہوں گے کولہے چوڑے اور پھیلے ہوئے ہوں گے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے پھر دجال ایک ویران جگہ آ کر یہ کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دو تو جب وہ وہاں سے واپس آئے گا تو وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے آئیں گے پھر دجال ایک بھرپور جوان شخص کو بلا کر تلوار کے ذریعے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کی طرف آئے گا۔

اسی دوران حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے جامع دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اس عالم میں اتریں گے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے جب وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو ان کے بالوں میں سے پانی کے قطرات ٹپکیں گے وہ اسے اوپر اٹھائیں گے تو وہ (قطرات) یوں چمکتے ہوئے محسوس ہوں گے جیسے موتی ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک جائے گی جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے "لد" کے دروازے کے پاس اس کو پا کر اسے قتل کر دیں گے پھر اللہ تعالیٰ کو جب تک منظور ہوگا وہ زمین پر قیام کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر اکٹھا کرو کیونکہ میں ایک ایسی مخلوق کو اتارنے والا ہوں جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور وہ بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے"۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ان کا پہلا گروہ طبرستان کے سمندر کے پاس سے گزرے گا اور اس کے پورے پانی کو پی جائے گا اور جب دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ یہ سوچیں گے کہ کیا یہاں پر پانی بھی ہوا کرتا تھا؟ پھر وہ لوگ آگے آئیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ کے پاس پہنچ جائیں گے اور یہ کہیں گے ہم نے زمین میں بسنے والے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور اب ہم آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں گے پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو جب لوٹائے گا تو وہ خون آلود ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے اس وقت ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان کے نزدیک گائے کا ایک سر ایک سو دیناروں کی طرح قیمتی ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردن میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ لوگ بیک وقت قتل ہو جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پہاڑ سے نیچے اتریں گے تو) ان لوگوں کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی طرح کے پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر ویران جگہ پر پھینک دیں گے پھر مسلمان ان لوگوں کے تیروں کمانوں اور ترکشوں کو سات سال تک ایندھن کے طور پر

استعمال کریں گے' پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل کرے گا' جو ہر گھر اور ہر خیمے تک پہنچے گی وہ تمام زمین کو اس طرح صاف کر دے گی جیسے شیشہ ہوتا ہے' پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے اندر سے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لے آؤ! اس وقت ایک انار کئی لوگ کھالیں گے' اور لوگ اس کے درخت کے سائے میں آرام کریں گے دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ سیر ہو جائے گا' ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا وہ لوگ اسی طرح زندگی بسر کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجے گا وہ ہر اس شخص کی روح کو قبض کرے گی جو ایمان والا ہو گا اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو راستے میں سرِ عام یوں صحبت کریں گے جیسے گدھے کرتے ہیں انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ

باب 52: دجال کا حلیہ

2167 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا وَاِنَّهُ اَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّحُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَسْمَاءَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے دجال کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: یاد رکھنا! تمہارا پروردگار ''کانا'' نہیں ہے اور دجال ''کانا'' ہوگا' اس کی دائیں آنکھ یوں ہو گی جیسے پھولا ہوا انگور ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما'' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2167-اخرجه البخاری (٦/٥٥٠): كتاب احاديث الانبياء: باب قوله تعالىٰ: (واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (مريم: ١٦)، حديث (٣٤٣٩)، و مسلم (٤/٢٢٤٧، ٢٢٤٨)، كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذكر الدجال و صفته و ما معه، حديث (١٠٠/ ١٦٩)، واحمد (٢/٣٧، ٣٣، ٣٧، ١٢٤، ١٣١)، من طريق نافع، فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدَّجَّالِ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ

باب 53: دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا

2168 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ،

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّمِحْجَنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا وہ فرشتوں کو پائے گا کہ وہ اس (مدینہ منورہ) کی حفاظت کر رہے ہیں' اگر اللہ نے چاہا تو دجال اور طاعون (کبھی بھی) یہاں (مدینہ منورہ) میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت محجن رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2169 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ لِاَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْخَيْلِ وَاَهْلِ الْوَبَرِ يَأْتِي الْمَسِيْحُ اِذَا جَآءَ دُبُرَ اُحُدٍ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلَكُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف سے ہوگا' بکریاں چرانے والوں میں سکینت پائی جاتی ہے' جب کہ گھوڑے پالنے والوں میں تکبر' غرور اور کرختگی پائی جاتی ہے۔ دجال جب "احد" پہاڑ کے پاس آئے گا' تو فرشتے اس کا رخ موڑ کر شام کی طرف کر دیں گے' اور وہیں وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2168- اخرجه البخاري (۱۳/ ۱۰۹): كتاب الفتن: باب: لا يدخل الدجال المدينة' حديث (۷۱۳٤) و (۱۳/ ٤٥٦): كتاب التوحيد: باب: في المشيئة و الارادة' حديث (۷٤۷۳) و احمد (۲/ ۱۲۳' ۲۰۲' ۲۰٦' ۲۲۹' ۲۷۷) من طريق قتادة' عن انس' فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلِ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ

باب 54: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا

2170 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیِّ مِنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَمِّیْ مُجَمِّعَ ابْنَ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متنِ حدیث: یَقْتُلُ ابْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَّنَافِعِ ابْنِ عُتْبَةَ وَاَبِیْ بَرْزَةَ وَحُذَیْفَةَ بْنِ اَسِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَکَیْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ وَجَابِرٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّحُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

حضرت ابن مریم علیہ السلام دجال کو "باب لد" کے پاس قتل کر دیں گے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2171 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ك ف ر

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ہر نبی نے اپنی امت کو "جھوٹے کانے" سے ڈرایا ہے یاد رکھنا وہ "کانا" ہوگا اور تمہارا پروردگار "کانا" نہیں ہے اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا

2170- اخرجه احمد (۴۲۰،۲۲۶/۳) (۳۹۰،۲۲۶/۴) و الحمیدی (۳۶۵/۲) حدیث (۸۲۸) من طریق عبد الله بن یزید، قال: سمعت مجمع بن جاریة، فذکره۔

2171- اخرجه البخاری (۹۷/۱۳): کتاب الفتن: باب: ذکر الدجال، حدیث (۷۱۳۱) و طرفه فی: (۷۴۰۸) و مسلم (۲۲۴۸/۴): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذکر الدجال و صفته و ما معه، حدیث (۱۰۱، ۱۰۲ / ۲۹۳۳) و ابوداؤد (۵۱۹/۲): کتاب الملاحم: باب: ذکر خروج الدجال، حدیث (۴۳۱۶) و احمد (۱۰۳/۳، ۱۷۳، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۲۳، ۲۹۰) من طریق قتادة، فذکره۔

ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دجال کے فتنہ کی تفصیل:

دجال قوم یہود کا ایک شخص ہے' جو فی الحال اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے طبرستان کے جزیرہ میں مقید ہے۔ ایک وقت آئے گا یہ وہاں سے پہاڑ کی بلندی پر آئے گا اور وہاں سے اپنی آواز بلند کرے گا، اس کی دوسری صداء پر بدقسمت لوگ اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ یہ لشکر عظیم کے جھرمٹ میں فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا۔ یہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور دوسری آنکھ کا ابرو موجود نہیں ہوگا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا اور اس کے ساتھ یہودی افواج ہوں گی۔ اس کی پیشانی پر لفظ ''کافر'' تحریر ہوگا جو مسلمان تو پڑھ سکے گا مگر کافر نہیں پڑھ سکے گا۔ اس کا وجود فتنہ عظیمہ کا سبب ہوگا۔ اس دور میں پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینہ کے مساوی، تیسرا دن ایک ہفتہ کی مثل ہوگا اور باقی عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ تیز رفتار بادل کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا، خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا، اس کے ساتھ باغ ہوگا جس کا نام جنت اور آگ ہوگی جس کا نام دوزخ ہوگا۔ وہ دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی لیکن حقیقت میں آگ ہوگی اور آگ دیکھنے میں دوزخ معلوم ہوگی' مگر درحقیقت راحت ہوگی، بادل اس کے حکم سے بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا تو واحد میں اس سے کھیتی اُگ آئے گی، جو لوگ اسے نہ مانیں گے انہیں چھوڑ کر دوسرے مقام میں چلا جائے گا، وہ میدان میں جائے گا تو شہد کی مکھیوں کی طرح دفینے اس کے پاس جمع ہوں گے۔ اس طرح کے وہ لوگوں کو شعبدے دکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ تمام واقعات جادو کا کرشمہ ہوں گے۔ قحط کا دور ہو گا۔ مسلمانوں کی خوراک تسبیح وتہلیل کا وظیفہ ہوگا۔ ذکر الٰہی کرنے سے ان کی بھوک پیاس ختم ہو جائے گی۔ چالیس دن میں وہ دنیا بھر کا چکر پورا کرے گا۔ وہ حرمین شریفین (مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ) میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ وہ جب حرمین شریفین میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا، تو فرشتے اسے روک دیں گے۔ جب دجال دنیا بھر کا چکر مکمل کر کے ملک شام پہنچے گا تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

جب دجال ملعون کا فتنہ عروج کو پہنچ جائے گا، اہل عرب بھی شام میں جمع ہو چکے ہوں گے جن میں بائیس ہزار جنگجو مرد اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی۔ یہ سب کا محاصرہ کیے ہوئے ہوگا؟ مسلمانوں کو یہ آواز سنائی دے گی کہ پریشان مت ہوں' فریادرس آنے والا ہے، صبح کا وقت ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے۔ نماز فجر کی اقامت کہی جا چکی ہوگی، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کرانے کا کہیں گے۔ آپ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کے لیے آگے کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام عادل اور مجدد ملت کی حیثیت سے ہوگا۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اس جانب ستر ہزار یہودیوں کی معیت میں دجال موجود ہوگا۔ مجاہدین اسلام لشکر دجال پر حملہ آور ہوں گے، دونوں فوجوں کے مابین گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر دجال پر پڑے گی، تو وہ پانی میں نمک کیطرح پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ پھر

وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا، آپ اس کا تعاقب فرمائیں گے، بیت المقدس کے پاس مقام "لُدّ" میں اسے پکڑ لیں گے اور اس کی پشت میں نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے۔ اس طرح فتنہ دجال اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاحات قوم میں مصروف ہو جائیں گے۔ اس طرح فتنہ دجال کا خاتمہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امارت وحکومت کا منصب سنبھالیں گے اور زمین پر عدل وانصاف قائم کریں گے۔

سوال: فتنہ دجال اتنا بڑا ہونے کے باوجود اس کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟

جواب، ارشاد ربانی ہے: يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ ، یہاں آیات سے مراد طلوع الشمس، نزول عیسیٰ اور خروج دجال ہیں۔ 2- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اس آیت میں جہاں نزول عیسیٰ اور آمد مسیح الہدیٰ علامات قیامت سے ہیں وہاں ان کا مدمقابل مسیح الدجال کا بھی علامات قیامت سے ثابت ہوتا ہے۔

سوال: فتنہ دجال جب قرب قیامت میں ظہور پذیر ہوگا تو انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اقوام کو اس سے کیسے ڈرایا؟

جواب: بے شک فتنہ دجال کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو تلامیذ خداوندی ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اس فتنہ عظیمہ کے بارے میں خوب جانتے تھے، لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء نے اپنی اپنی امت کو اس سے ڈرایا تا کہ دجال کے فتنہ سے وہ محفوظ رہ سکیں۔

سوال: مدینہ طیبہ میں دجال کیوں نہیں داخل ہو سکے گا؟

جواب: دجال دنیا بھر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن حرمین شریفین میں داخل نہیں ہوگا' کیونکہ ان کے راستوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تعینات کر رکھا ہے' جو اسے داخل نہیں ہونے دیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ "اے اللہ! تو اہل مدینہ کو برکات سے نواز"۔ اس شہر میں نہ طاعون مرض داخل ہوگا اور نہ فتنہ دجال۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ ابْنِ صَائِدٍ

باب 55: ابن صائد کا تذکرہ

2172 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ صَحِبَنِيْ ابْنُ صَائِدٍ اِمَّا حُجَّاجًا وَّاِمَّا مُعْتَمِرِيْنَ فَانْطَلَقَ النَّاسُ وَتُرِكْتُ اَنَا وَهُوَ فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهٖ اقْشَعْرَرْتُ مِنْهُ وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهِ فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهٗ ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَاَبْصَرَ غَنَمًا فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَانْطَلَقَ فَاسْتَحْلَبَ ثُمَّ اَتَانِيْ بِلَبَنٍ فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا سَعِيْدٍ اشْرَبْ فَكَرِهْتُ اَنْ اَشْرَبَ مِنْ يَّدِهٖ شَيْئًا لِمَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهِ فَقُلْتُ لَهٗ هٰذَا الْيَوْمُ يَوْمٌ صَائِفٌ وَّاِنِّيْ اَكْرَهُ فِيْهِ اللَّبَنَ قَالَ لِيْ يَا اَبَا سَعِيْدٍ هَمَمْتُ اَنْ اٰخُذَ حَبْلًا فَاُوْثِقَهٗ اِلٰى شَجَرَةٍ ثُمَّ اَخْتَنِقَ لِمَا يَقُوْلُ النَّاسُ لِيْ وَفِيَّ اَرَاَيْتَ مَنْ

2172- اخرجه مسلم (۴/۲۲۴۲، ۲۲۴۳): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذكر ابن صياد، حديث (۹۰، ۹۱/ ۲۹۲۷) و احمد (۳/ ۲۶، ۴۳، ۷۹، ۹۷) من طريق ابي نضرة، فذكره۔

خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثِي فَلَنْ يَخْفَى عَلَيْكُمْ اَلَسْتُمْ اَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ كَافِرٌ وَّاَنَا مُسْلِمٌ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ عَقِيمٌ لَّا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ خَلَّفْتُ وَلَدِي بِالْمَدِينَةِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَوْ لَا تَحِلُّ لَهُ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ ذَا اَنْطَلِقُ مَعَكَ اِلَى مَكَّةَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيءُ بِهٰذَا حَتّٰى قُلْتُ فَلَعَلَّهُ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا سَعِيدٍ وَّاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّكَ خَبَرًا حَقًّا وَّاللّٰهِ اِنِّي لَاَعْرِفُهُ وَاَعْرِفُ وَالِدَهُ وَاَعْرِفُ اَيْنَ هُوَ السَّاعَةَ مِنَ الْاَرْضِ فَقُلْتُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حج یا شاید عمرے کے سفر میں ابن صائد بھی میرے ساتھ تھا لوگ آگے بڑھ گئے' میں اور وہ پیچھے رہ گئے' جب میں اس کے ساتھ تنہا رہ گیا' تو میرا دل خوف کی وجہ سے تیزی سے دھڑ کنے لگا اور مجھے اس سے وحشت محسوس ہونے لگی' کیونکہ لوگ اس کے بارے میں (دجال ہونے کا) کہا کرتے تھے' جب میں نے پڑاؤ کیا' تو میں نے اس سے کہا: تم اپنا سامان اس درخت کے پاس رکھ دو! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس نے پیالہ لیا اور دودھ دوہنے کے لیے چلا گیا' پھر وہ میرے پاس دودھ لے کر آیا اور بولا: اے ابوسعید! آپ اسے پی لیجئے تو مجھے اس کے ہاتھ سے لی ہوئی کوئی چیز لینا ناپسند ہوا کیونکہ لوگ اس کے بارے میں طرح' طرح کی باتیں کیا کرتے تھے میں نے اس سے کہا: آج گرمی کچھ زیادہ ہے اور میں اس موسم میں دودھ پینا پسند نہیں کرتا وہ بولا: اے ابوسعید! لوگ میرے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں' اس وجہ سے میں نے یہ پختہ ارادہ کیا ہے: ایک رسی لے کر اس درخت کے ساتھ باندھوں اور خودکشی کرلوں آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا معاملہ کسی دوسرے سے پوشیدہ رہ سکتا ہے لیکن آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ لوگ نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو دیگر تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں اے انصار کے گروہ! کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ (دجال) کافر ہوگا' جبکہ میں مسلمان ہوں کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ بانجھ ہوگا اس کی اولاد نہیں ہوگی' جبکہ میرے بچے مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ مکہ اور مدینہ میں نہیں آسکے گا' تو کیا میرا تعلق مدینہ منورہ سے نہیں ہے؟ اور اب میں آپ کے ساتھ مکہ جا رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ اس طرح کی باتیں کرتا رہا' یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ اس کے بارے میں غلط کہتے ہیں پھر وہ بولا: اے ابوسعید! اللہ کی قسم میں آپ کو صحیح بات بتاتا ہوں اللہ کی قسم میں دجال کو جانتا ہوں اور اس کے باپ کو بھی جانتا ہوں اور وہ اس وقت زمین میں کہاں ہے؟ (یہ بھی جانتا ہوں) میں نے کہا: تمہارا ہمیشہ ستیاناس ہو (تم نے میرے دل میں خوش گمانی پیدا کر دی تھی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2173 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ

2173- اخرجه مسلم (٤/ ٢٢٤١): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذكر ابن صياد' حديث (٨٧/ ٢٩٢٥) و احمد (٣/ ٦٦' ٩٧) من طريق ابي نضرة' فذكره-

متن حدیث: لَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَاحْتَبَسَهُ وَهُوَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ ذُؤَابَةٌ وَمَعَهُ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْتَ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰى قَالَ اَرٰى عَرْشًا فَوْقَ الْمَاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرٰى عَرْشَ اِبْلِيسَ فَوْقَ الْبَحْرِ قَالَ فَمَا تَرٰى قَالَ اَرٰى صَادِقًا وَكَاذِبَيْنِ اَوْ صَادِقِينَ وَكَاذِبًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحَفْصَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ابن صائد سے ملے تو آپ نے اسے روک لیا' وہ ایک یہودی لڑکا تھا اس کے سر پر لمبے بال تھے' نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' تو وہ بولا: کیا آپ یہ گواہی دیتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں' اللہ تعالیٰ کے اس فرشتوں' کتابوں' اس کے (سچے) رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم کیا دیکھتے ہو' اس نے جواب دیا: میں ایک تخت دیکھتا ہوں جو پانی پر موجود ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سمندر پر ابلیس کے تخت کو دیکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم اور کیا دیکھتے ہو اس نے جواب دیا: میں ایک سچے اور دو جھوٹے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دو سچے اور ایک جھوٹے (قاصد) کو دیکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ معاملہ اس پر مشتبہ ہو گیا ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوذر غفاری' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

2174 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَمْكُثُ اَبُو الدَّجَّالِ وَاُمُّهُ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضَرُّ شَيْءٍ وَاَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ اَبُوهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَاَنَّ اَنْفَهُ مِنْقَارٌ وَاُمُّهُ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ اَبُو بَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ اَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَبَوَيْهِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضَرُّ شَيْءٍ وَاَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ

2174- اخرجه احمد (۵/۴۰، ۴۹، ۵۱) من طريق حماد بن سلمة عن علی بن زيد عن عبد الرحمن بن ابی بكرة عن ابيه به-

وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَتَكَشَّفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

◄► حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دجال کے ماں باپ کے ہاں تیس سال تک اولاد نہیں ہوگی پھر ان کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو "کانا" ہوگا جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہوگا اور سب سے کم نفع بخش ہوگا اس کی آنکھیں سو جائیں گی لیکن اس کا ذہن بیدار رہے گا' راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے ماں باپ کا حلیہ ہمارے سامنے بیان کیا آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے باپ کا قد لمبا اور دبلا پتلا ہوگا اس کی ناک مرغ کی چونچ کی طرح ہوگی جبکہ اس کی ماں لمبے پستان والی عورت ہوگی۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سنا کہ مدینہ منورہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ ہوا ہے' تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ وہاں گئے ہم ان کے ماں باپ کے ہاں پہنچے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے بیان کردہ حلیہ کے مطابق تھے' ہم نے دریافت کیا: کیا تمہاری پہلے بھی کوئی اولاد ہے انہوں نے جواب دیا: نہیں تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی' اب ہمارے ہاں ایک "کانا" لڑکا ہوا ہے' جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہے اور سب سے کم نفع بخش ہے اس کی آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن ذہن بیدار رہتا ہے راوی بیان کرتے ہیں: ہم ان دونوں کے ہاں سے نکلے تو وہ لڑکا ایک چادر لے کر دھوپ میں لیٹا ہوا تھا اور کچھ بڑبڑا رہا تھا اس نے اپنے سر سے چادر کو ہٹایا اور دریافت کیا: تم دونوں کیا کہتے ہو ہم نے دریافت کیا: ہم نے جو کہا' کیا وہ تم نے سن لیا؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا ذہن بیدار رہتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2175 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ اُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنْتَ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْتِيكَ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَّخَبَاَ لَهُ (يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ) فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فَاَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُ حَقًّا فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّا يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَعْنِي الدَّجَّالَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ چند صحابہ کرام کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس سے گزرے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ اس وقت بنو مغالہ کے گھر کے پاس کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ بھی ان دنوں بچہ تھا۔ اسے پتا نہیں چلا نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کی پشت پر مارا اور کہا: تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' ابن صیاد نے نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھا اور بولا: میں یہ گواہی دیتا ہوں' آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کیا آپ یہ گواہی دیتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے (سچے) رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: تمہارے پاس کیا چیز آتی ہے' ابن صیاد نے کہا: میرے پاس ایک سچا (خبر دینے والا آتا ہے) اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا معاملہ تم پر مشتبہ ہو گیا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے۔

''جس دن آسمان دھواں لے کر آئے گا''

ابن صیاد بولا یہ دخ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دفعہ ہو جاؤ! تم اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے حکم دیجئے' میں اس کی گردن اڑا دوں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو یہ حقیقی طور پر (دجال ہے) تو تم اس پر قابو نہیں پا سکو گے' اور اگر یہ وہ نہیں ہے' تو اسے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں: اس سے مراد دجال ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

فتنہ ابن صیاد کا تعارف:

احادیث باب میں فتنہ ابنِ صیاد کا تذکرہ ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن صیاد یا ابن صائد مدینہ طیبہ کے ایک یہودی کا بیٹا تھا جس کے دجال ہونے میں لوگوں کو اشتباہ تھا۔ تاہم اس کے اقوال و افعال اور صفات دجال والی تھیں، یہ دجال تیس مشہور دجالوں میں سے نہیں تھا۔ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مختلف اقوال تھے: بعض اسے دجال قرار نہیں دیتے تھے، لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے حلفاً دجال قرار دیتے تھے۔ بعض اسے دجال نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کا باسی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں لیکن تجھ پر ایمان نہیں رکھتا، کیونکہ تو نبی نہیں ہے کیا تو بھی میرے نبی ہونے پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا: جب آپ میری نبوت کے قائل نہیں ہیں تو میں بھی آپ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں۔ اس نے مزید آپ سے کہا: آپ امیوں (جہلاء) کے نبی ہیں۔

دوران سفر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے دجال ہونے پر اشتباہ پیدا ہوا، اس نے آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا تو آپ نے نفرت کی وجہ سے قبول نہ فرمایا۔ اس نے دوران گفتگو اپنے دجال ہونے کی نفی پر دلائل دیے کہ میں مدینہ طیبہ کا

باسی ہوں جبکہ دجال قطعاً مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ میں دجال اور اس کے باپ کے بارے میں جانتا ہوں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی وجوہات کی وجہ سے اسے قتل نہ کیا تھا:

1- وہ نابالغ تھا،

2- شہر کا دفاع کرنے کا اس سے معاہدہ تھا،

3- اگر دجال نہ ہو تو اسے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

4- اگر دجال ہو تو اسے قتل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے خود قتل کریں گے۔

5- دجال کی اولاد نہیں ہوگی جبکہ اس کی اولاد موجود تھی۔

6- دجال کا حرمین شریفین میں داخلہ ممنوعہ تھا لیکن یہ مدینہ طیبہ کا رہائشی اور مکہ کی طرف حج یا عمرہ کی غرض سے عازم سفر بھی تھا۔

ابن صیاد اپنے آپ کو نبی قرار دیتا تھا۔ نزول وحی اور فرشتوں کی آمد کا بھی اعلان کرتا تھا۔ اس نے اعلان کیا، میرے پاس دو آتے ہیں:

1- ایک صادق، 2- ایک کاذب۔

ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے اسے مشتبہ قرار دیا اور دفع ہونے کا فرمایا تھا۔

2176 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا عَلَى الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ يَعْنِى الْيَوْمَ تَاْتِى عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِى سَعِيْدٍ وَّبُرَيْدَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس وقت روئے زمین پر موجود ہر زندہ شخص (زیادہ سے زیادہ) سو سال تک زندہ رہے گا (اس وقت تک ضرور فوت ہو جائے گا)

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

2177 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ حَثْمَةَ

2176- اخرجه مسلم (٤/١٩٦٧): كتاب فضائل الصحابة: باب: قوله صلى الله عليه وسلم لا تاتى مائة سنة و على الارض---) حديث (٢٥٣٩/٢٢٠) من طريق ابي نضرة فذكره-

2177- ينظر مسلم (٤/١٩٦٥): كتاب فضائل الصحابة: باب: قوله صلى الله عليه وسلم (لا تاتى مائة سنة و على الارض---) حديث (٢٥٣٧/٢١٧) وابو داؤد (٢/٥٢٨): كتاب الملاحم' باب: قيام الساعة' حديث (٤٣٤٨)- من طريق عبد الرزاق' عن معمر' عن الزهرى' عن سالم و ابى بكر بن سليمان بن ابى حثمة' كلاهما عن ابن عمر به-

متن حدیث: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ عَلٰى رَاْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيْمَا يَتَحَدَّثُوْنَهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَنْ مِّائَةِ سَنَةٍ وَّاِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ يُّرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَّنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اپنی ظاہری حیات کے آخری زمانے میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا' تو آپ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو آج کی اس رات کے ٹھیک ایک سو سال بعد کوئی ایسا شخص باقی (یعنی زندہ) نہیں رہے گا' جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے اور اسے اس مفہوم میں نقل کیا ہے: ایسا تقریباً ایک سو سال سال تک ہوگا جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا: آج روئے زمین پر جو شخص موجود ہے اس سے مراد یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ٹھیک ایک صدی گزرنے کے بعد (موجودہ زندہ لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

احادیث باب کا مفہوم:

احادیث باب کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ دنیا کی زندگی صرف ایک سو سال ہے اور اس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی، ان کی یہ بات درست نہیں ہے' بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ زمین پر موجود ہیں یہ ایک سو سال کے اندر اندر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے' اور ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا' تاہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ضابطے سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ السلام آسمان پر ہیں اور فرشتے بھی فضا اور آسمانوں میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ابلیس بھی اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے' کیونکہ اس کا تخت زمین پر نہیں ہے' بلکہ پانی پر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پورا ہوا' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی حضرت ابوالطفیل ہیں جن کا وصال 110ھ میں ہوا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے مستثنیٰ ہونے کے بارے میں قطعی علم نہیں ہے' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں گفتگو کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بھیجا کہ انہیں جا کر کہوں کہ وہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں! جب ان تک آپ کا پیغام پہنچا تو انہوں نے جواب میں کہا وہ تو امام الانبیاء ہیں۔ خادم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون شخص تھا جس کے پاس آپ نے مجھے دعا کرانے کے لیے

روانہ کیا تھا؟ فرمایا: وہ خضر علیہ السلام تھے، مزید ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک شخص جا رہا تھا، کسی خادم نے دیکھ لیا اور عرض کیا: حضور! آپ کے ساتھ کون شخص تھا؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا؟ عرض کیا: حضور: جی ہاں! اسی لیے تو میں نے ان کے بارے میں آپ سے دریافت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم تو پھر بہت نیک آدمی ہو، وہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ واقعات بھی ایک صدی کے اندر کے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عربی وغیرہ علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بقید حیات نہیں ہیں اگر وہ بقید حیات ہوتے تو عہد میثاق کے مطابق غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت کے لیے شامل ہوتے۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا تھا: اے اللہ! اگر اس موقع پر تو نے ہماری معاونت و مدد نہ کی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی موجود نہیں رہے گا۔ اگر حضرت خضر علیہ السلام بقید حیات ہوتے تو آپ نے یہ کیوں فرمایا: زمین پہ تیری عبادت کرنے والا کوئی موجود نہیں رہے گا؟

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيَاحِ

باب 56: ہوا کو برا کہنے کی ممانعت

2178 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَأَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "ہوا کو برا نہ کہو جب تم ایسی صورتحال دیکھو جو ناپسندیدہ ہو تو تم یہ کہو:

"اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس میں موجود بھلائی کا اور اس کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے اس ہوا کے شر اور اس میں موجود شر اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں"۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2178- اخرجه احمد (۵/۱۲۳) و عبد بن حميد (۸٦) حديث (۱٦۷) من طريق سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه فذكره۔

شرح

ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور اس سے تحفظ کی دعا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہوا طوفانی یا گرم یا سرد چلنے کی وجہ سے طیش میں آ کر اسے برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ برائی اس کے خالق کی طرف عود کرتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس طرح زمانہ کی گردش کی وجہ سے زمانہ کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ زمانہ خود ذات باری تعالیٰ ہے۔ تاہم ہوا کے حوالے سے جب بھی کوئی فتنہ برپا ہو تو اس سے تحفظ کے لیے یہ دعا کرنی چاہیے: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہوا کی بھلائی، اس میں موجود بھلائی اور اس کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی بھلائی طلب کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے ہوا کے شر، اس میں موجود شر اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

2179 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَضَحِكَ فَقَالَ اِنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ حَدَّثَنِيْ بِحَدِيْثٍ فَفَرِحْتُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ رَكِبُوْا سَفِيْنَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتّٰى قَذَفَتْهُمْ فِيْ جَزِيْرَةٍ مِّنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَاِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ نَاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوْا مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوْا فَاَخْبِرِيْنَا قَالَتْ لَا اُخْبِرُكُمْ وَلَا اَسْتَخْبِرُكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اَقْصَى الْقَرْيَةِ فَاِنَّ ثَمَّ مَنْ يُّخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ فَاَتَيْنَا اَقْصَى الْقَرْيَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قُلْنَا مَلَای تَدْفُقُ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنِ الْبُحَيْرَةِ قُلْنَا مَلَای تَدْفُقُ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَّخْلِ بَيْسَانَ الَّذِیْ بَيْنَ الْاُرْدُنِّ وَفِلَسْطِيْنَ هَلْ اَطْعَمَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنِ النَّبِيِّ هَلْ بُعِثَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ كَيْفَ النَّاسُ اِلَيْهِ قُلْنَا سِرَاعٌ قَالَ فَنَزّٰى نَزْوَةً حَتّٰى كَادَ قُلْنَا فَمَا اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ وَاِنَّهٗ يَدْخُلُ الْاَمْصَارَ كُلَّهَا اِلَّا طَيْبَةَ وَطَيْبَةُ الْمَدِيْنَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

◄◄ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسکراتے ہوئے منبر پر چڑھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمیم داری نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے جو مجھے اچھا لگا میں یہ چاہتا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دوں، فلسطین سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی موجوں میں گھر گئی اور اس نے انہیں سمندر میں موجود ایک جزیرے تک پہنچا دیا۔

2179- اخرجه مسلم (٤ /٢٢٦١): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: قصة الجساسة، حديث (١١٩، ١٢٠، ١٢١، ١٢٢ /٢٩٤٢) و ابو داؤد (٢ /٥٢١، ٥٢٢): كتاب الملاحم: باب: في خبر الجساسة، حديث (٤٣٢٥، ٤٣٢٦، ٤٣٢٧) و ابن ماجه (٢ /١٣٥٤): كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال و خروج عيسى بن مريم، حديث (٤٠٧٤) و احمد (٣٧٣، ٣٧٤، ٤١١، ٤١٣، ٤١٥، ٤١٦، ٤١٨) و الحميدي (١ /١٧٧، ١٧٨) حديث (٣٦٤) من طريق عامر الشعبي، فذكره۔

وہاں ایک عورت تھی جس کے بال اتنے لمبے تھے کہ وہ بال ہی لباس کا کام دے رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں جساسہ ہوں' لوگوں نے کہا تم ہمیں کچھ بتاؤ وہ بولی میں کچھ نہیں بولوں گی اور نہ ہی تم سے کچھ پوچھوں گی تم اس بستی کے دوسرے کنارے کے پاس چلے جاؤ وہاں وہ شخص موجود ہوگا' جو تمہیں بتائے گا بھی اور تم سے دریافت بھی کرے گا۔

راوی کہتے ہیں: ہم اس بستی کے انتہائی کنارے تک گئے' تو وہاں زنجیروں میں بندھا ہوا ایک شخص موجود تھا وہ بولا: تم لوگ مجھے بتاؤ کہ زغر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا وہ بھرا ہوا ہے اور چھلک رہا ہے' وہ بولا: مجھے بحیرہ کے بارے میں بتاؤ ہم نے کہا وہ بھی بھرا ہوا ہے اور جوش مار رہا ہے۔ وہ بولا: اردن اور فلسطین کے درمیان بیسان کے نخلستان کے بارے میں بتاؤ کیا وہ ابھی بھی پھل دیتا ہے۔ ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ وہ بولا: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بتاؤ کیا وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ وہ بولا: تم لوگ مجھے بتاؤ کہ تم لوگوں کا ان کی طرف رجحان کیسا ہے؟ ہم نے جواب دیا: بڑی (تیزی کے ساتھ جا رہے ہیں) راوی کہتے ہیں: وہ تیزی سے اچھلا' یہاں تک کہ قریب تھا: وہ (زنجیروں سے آزاد ہو جاتا) ہم نے کہا تم کون ہو' وہ بولا: میں دجال ہوں۔

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:) دجال "طیبہ" کے علاوہ ہر ایک شہر میں داخل ہو جائے گا۔

(راوی کہتے ہیں) طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور قتادہ کی شعبی کے حوالے سے روایت کرنے کے طور پر غریب ہے۔ دیگر راویوں نے اسے امام شعبی کے حوالے سے اور سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

شرح

جزیرہ میں مقید دجال اور جساسہ کی نفی:

حدیث باب جامع ترمذی کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی مختلف اسناد سے موجود ہے۔ اس روایت میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

1- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ایک جہاد میں جام شہادت نوش کر گئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ام شریک انصاریہ کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ ایک مہمان نواز خاتون ہے اور لوگوں کی اس کے پاس کثرت سے آمد ورفت ہے وہ اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں عدت پوری کریں۔

2- اس روایت میں صراحت ہے کہ دجال ایک جزیرہ میں قید تھا' لوگ وہاں اچانک پہنچ گئے' وہ پہلے جساسہ عورت سے ملے پھر دجال سے ملاقات ہوئی اور آپس میں ان کی باتیں بھی ہوئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات احناف نے دونوں مسائل کو خارجی اور داخلی تناقضات کی وجہ سے مسترد کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ایک روایت کے مطابق عورت کے شوہر حضرت ابوعمرو بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں یمن گئے' وہاں سے انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تیسری طلاق بھی ارسال کر دی، جو ابھی تک باقی تھی، شوہر کی طرف سے قاصد نے عورت کے اخراجات فراہم کرنے کی کوشش کی جو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ حضو

راقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نان ونفقہ کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ ۔ان کے ذمہ تمہارا نفقہ نہیں ہے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث 148) دوسری روایت کے مطابق حضرت فاطمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوہر ابتداءِ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ایک غزوہ میں شامل ہو کر شہید ہو گئے تھے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث 2942) دونوں روایات میں تعارض وتناقص موجود ہے۔

2-ایک روایت کے مطابق کی عدت پوری ہونے پر انہیں حضرت ابوجہم اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پیغام نکاح بھیجا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پیغام نکاح بھیجا تھا۔

3-ایک روایت کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ کی عدت پوری ہونے کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منگنی کی تھی اور دوسری روایت کے مطابق اس سے قبل منگنی کی تھی۔

4-ایک روایت کے مطابق دجال سے ملاقات حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوئی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا اور دوسری روایت میں ہے یہ سفر حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی نے بیان کیا تھا اور اسے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

5-یہ قصہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا یا حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا تھا؟ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیان فرمایا تھا لیکن مسند ابویعلی کی روایت کے مطابق حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیان کیا تھا۔

6-ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: انطلقوا الی هذا الرجل بالدیر ۔میں ''الدیر'' سے مراد ہے: پادریوں کی خانقاہ، راہب خانہ۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ اذهب الی ذلك القصر (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4325)

7-حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں دور فاروقی میں جمعہ سے قبل بیان کی اجازت تھی' اور دور عثمان میں بروز ہفتہ بھی بیان کی اجازت تھی۔ اگر حدیث باب کا واقعہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے تو اسے کسی مرد کی طرف سے بیان کرنے کے بجائے عورت (حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کیوں بیان کرتی ہے؟

8-جس جزیرہ میں لوگوں نے دجال اور جساسہ سے ملاقات کی تھی، اس میں ایک پورا گاؤں آباد تھا۔ فی الحال ذرائع معلومات وسیع ترین ہونے کے باوجود اس جزیرہ کی نشاندہی کیوں نہیں کی گئی وہ کہاں واقع ہے؟

2180 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: کسی بھی مؤمن کے لیے اپنے آپ کو ذلیل

2180-اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۳۲)؛ كتاب الفتن؛ باب: قوله تعالى: (يايها الذين امنوا عليكم انفسكم) (المائدة: ۱۰۵) حديث (۴۰۱۶)؛ و احمد (۵/ ۴۰۵) من طريق حماد بن سلمة، عن على بن زيد، عن الحسن، عن جندب، فذكره۔

کرنا مناسب نہیں ہے' لوگوں نے دریافت کیا: کوئی شخص اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنے آپ کو اس آزمائش میں پیش کر دے جس کا سامنا کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

خود کو ذلیل وخوار کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ انسان کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا نہیں کرتا، کیونکہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرہ 286) "اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ نہیں ڈالتا"۔ فقہاء نے حدیث باب سے یہ ضابطہ اخذ کیا ہے کہ اگر انسان خود اپنی ذات کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کرلے خواہ کسی امر جائز میں ہو جس سے ذلت و رسوائی اور خواری ہوتی ہو' تو جائز نہیں ہے۔ مثال کے طور پر: 1- بجلی چوری کرنا۔ 2- بغیر ٹکٹ کے ریل کار کا سفر کرنا۔ 3- ٹیکس چوری کرنا۔ 4- بلیک میں چیک کیش کرانا۔ جب کوئی شخص ان قومی جرائم میں پکڑا جائے تو اس کی ذلت وخواری اور ندامت و پریشانی کی انتہا نہیں رہتی۔ مسلمان کو ایسے امور سے احتراز کرنا چاہئے' کیونکہ یہ اس کی شایان شان ہرگز نہیں ہیں۔

2181 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصَرْتُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَكُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اپنے بھائی کی مدد کرو! چاہے' وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو' عرض کی گئی: یارسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو' تو میں اس کی مدد کرلوں گا' اگر وہ ظالم ہو' تو میں اس کی کیسے مدد کروں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کو ظلم سے روکو یہ تمہارا اس کی مدد کرنا ہوگا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2181- اخرجه البخاری (٥/١١٧): كتاب المظالم: باب: اعن اخاك ظالما او مظلوما، حديث (٢٤٤٣)، وطرفاه في: (٢٤٤٤، ٦٩٥٢)، واحمد (٣/٢٠١)، و عبد بن حميد (١٤١١)، حديث (١٤٠١)، من طريق حميد، فذكره۔

شرح

ظالم ومظلوم کی مدد کرنے کا مفہوم:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنی چاہیے۔ صحابہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد کرنا تو ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ اس کا دفاع کیا جائے اور اس پر کیے جانے والے ظلم کا تدارک کیا جائے لیکن ظالم کی معاونت کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ انداز میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کرنا اس کی معاونت ہے' تاکہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر زیادتی سے باز آجائے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 2444)

2182 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ وَّهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتَتَنَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ سخت مزاج اور بداخلاق ہو گیا اور جس شخص نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا جو شخص حکمران کے دروازے پر آیا وہ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے طور پر ''غریب'' ہے ہم اسے ثوری نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

قربِ سلطان باعث فتنہ ہونا:

سلطان وقت کے پاس اس غرض سے جانا کہ اسے حق بات کہتے ہوئے اس کے فرائض منصبی سے آگاہ کیا جائے اور ظلم وزیادتی سے احتساب کرنے کا درس دیا جائے، یہ جہاد اکبر ہے' کیونکہ اس میں سلطان سمیت تمام قوم کا فائدہ ہے۔ تاہم اپنے ذاتی مفاد کے لیے یا کسی ناجائز بات میں ہاں سے ہاں ملانے کی غرض سے سلطان عصر کے پاس جانا باعث ذلت وفتنہ ہے۔ حدیث باب میں تین اہم امور پر روشنی ڈالی گئی ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

2182- اخرجه ابو داؤد (۳/۱۲۴): كتاب الصيد: باب: في اتباع الصيد، حديث (۲۸۵۹) من طريق وهب بن منبه، فذكره-

1-مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا- جنگل میں رہائش اختیار کرنا ظلم ہے۔اس ظلم کی وجہ ترک جماعت،ترک جمعہ،اہل علم کی محفل سے محرومی،مکارم اخلاق سے دوری اور خدمت خلق کے جذبہ کا معدوم ہونا ہے۔

2-ومن اتبع الصيد غفل، جو شکار کا عادی ہو وہ غفلت میں پڑ گیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شکار کرنے کا عادی بن جاتا ہے وہ اسی کام کا ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ دیگر تمام امور کو نظر انداز کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اہم اور ضروری کاموں کے انجام دینے سے بھی غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔

3-ومن اتى ابواب السلطان افتتن ۔سلطان وقت کے دروازہ کا چکر لگانا باعث فتنہ ہے۔اس کی توضیح اوپر گزر چکی ہے۔

2183 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم لوگوں کی مدد کی جائے گی تم لوگوں کو مال و دولت ملے گا تم لوگوں کے لیے کشادگی ہو گی تو تم میں سے جو شخص ایسی صورتحال کو پائے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے نیکی کا حکم دے برائی سے منع کرے اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خوشحالی باعث فتنا ہونا:

جس طرح بعض اوقات فقر و فاقہ اور غربت و افلاس بے دینی اور گمراہی کا باعث بن جاتی ہے اسی طرح بعض اوقات خوشحالی بھی دین سے دوری اور غفلت و فتنہ کا سبب بن جاتی ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں خوشحالی کی خوشخبری سنائی وہاں اس کی خرابیوں اور نقائص کی بھی نشاندہی فرما دی ہے۔بعض اوقات انسان خوشحالی کی وجہ سے اس قدر غفلت کا شکار ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اپنے ذاتی مفادات کے لیے احادیث گھڑنے سے بھی باز نہیں آتا۔خود ساز احادیث بیان کرنے اور احادیث گھڑنے کی وعید و مذمت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ومن يكذب على متعمدا فليبوا

2183-اخرجه ابن ماجه (١/ ١٣): المقدمة: باب: التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (٣٠) من طريق

مقعده من النار ۔(مسند امام احمد، ج اوّل 398) جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

2184 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَحَمَّادٍ وَّعَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ سَمِعُوْا اَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عُمَرُ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا قَالَ حُذَيْفَةُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُكَ وَلٰكِنْ عَنِ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ اَيُفْتَحُ اَمْ يُكْسَرُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَّا يُغْلَقُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ فَقُلْتُ لِمَسْرُوْقٍ سَلْ حُذَيْفَةَ عَنِ الْبَابِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے فتنے کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا وہ کس شخص کو یاد ہے' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے یاد ہے' پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی: آدمی کی بیوی اس کا مال اس کی اولاد اور اس کا پڑوسی آزمائش ہوتے ہیں اور نماز' روزہ' صدقہ کرنا نیکی کا حکم دینا' برائی سے روکنا اس کا کفارہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تم سے اس بارے میں دریافت نہیں کیا میں نے تم سے اس فتنے کے بارے میں دریافت کیا ہے' جو سمندر کی موجوں کی طرح ہوگا' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا اسے کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: اسے توڑ دیا جائے گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تو وہ اس لائق ہے کہ قیامت تک بند نہ ہو۔

ابو وائل نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے مسروق سے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیجئے؟ اس دروازے کے بارے میں انہوں نے دریافت کیا' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شرح

سمندر کی طرح فتنہ کا موجزن ہونا:

فتنے کی متعدد اقسام ہیں:

1- انسان کے اندر کا فتنہ، یہ وہ فتنہ ہے' جس سے آدمی کے احوال بگڑ جاتے ہیں اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اسے عبادت و

2184- اخرجه البخاری (۲/ ۱۱): کتاب امواقیت الصلاة: باب: الصلاة کفارة، حدیث (۵۲۵)- و اطرافه فی: (۱۴۳۵، ۱۸۹۵، ۳۵۸۶، ۷۰۹۶)، ومسلم (۴/ ۲۲۱۸، ۲۲۱۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: فی الفتنة التی تموج کموج البحر، حدیث (۳۶، ۱۴۴/۲۷)، و ابن ماجه (۲/۱۳۰۵): کتاب الفتن: باب: ما یکون من الفتن، حدیث (۳۹۵۵)، و احمد (۴۰۱/۵) من طریق الفتن، فذکره۔

ریاضت میں حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔

2- نظام خانہ داری کا فتنہ، یہ وہ فتنہ ہے، جس کی وجہ سے گھر کا امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے اور گھر کے تمام افراد پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

3- اولاد میں فتنہ: یہ وہ فتنہ ہے، جس کی وجہ سے والدین اور اولاد باہم متنفر ہو جاتے ہیں یعنی والدین اپنے فرائض اور حقوق اولاد نظر انداز کر دیتے ہیں اور اولاد والدین کے حقوق اور اپنے فرائض سے غفلت برتنا شروع کر دیتی ہے۔

4- مال ودولت کا فتنہ: یہ وہ فتنہ ہے کہ انسان ہمہ وقت دنیا اور دولت طلبی میں مصروف ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اہم اور دینی اور انجام دینے سے غافل ہو جاتا ہے۔

5- سمندر کی طرح موجزن فتنہ یہ وہ فتنہ ہے، جس وجہ سے حکمران طبقہ اور رعایا سب متاثر ہوتے ہیں۔ یہ نظام سلطنت کے بگاڑ کا فتنہ ہے۔ حدیث باب میں اسی فتنے کا ذکر ہے۔ جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں (آپ کی شہادت سے) شروع ہوا اور تا حال اس کا سد باب نہ ہو سکا۔

فائدہ نافعہ: فتنوں کا علم ہونا اس لیے ضروری ہے، تاکہ ان کا دفاع کیا جا سکے ان سے بچا سکے۔ گھریلو یا خاندانی فتنوں کا تدارک صداقت، امانت اور اپنے حقوق وفرائض کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر کیا جا سکتا ہے، مالی فتنوں کا خاتمہ مال کو حلال طریقہ سے حاصل کر کے، صدقات وخیرات ادا کر کے اور حلال وجائز امور میں خرچ کر کے کیا جا سکتا ہے۔ والدین اور اولاد کا باہم فتنہ بھی اپنے فرائض وحقوق کو پورا کر کے کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی کی پریشانی کا فتنہ اس کے دکھ درد میں شامل ہو کر ختم کیا جا سکتا ہے۔

2185 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ

متن حدیث: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مِسْعَرٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: قَالَ هَارُونُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ هَارُونُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَلَيْسَ بِالنَّخَعِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ

2185- اخرجه النسائي (٧/١٦٠): كتاب البيعة، باب: ذكر الوعيد لمن اعان اميرا على الظلم، حديث (٤٢٠٧)، واحمد (٤/٢٤٣)، و عبد بن حميد (١٤٥)، حديث (٣٧٠) من طريق ابو حصين عثمان بن عاصم، عن عامر الشعبي، فذكره۔

مِسْعَرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ حُذَیْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت نو آدمی تھے جن میں سے پانچ عرب تھے اور چار عجمی تھے یا شاید پانچ عجمی تھے اور چار عرب تھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: غور سے سنو! کیا تم نے یہ بات سنی ہے: میرے بعد امراء ہوں گے۔ جو شخص ان کے پاس جائے ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے۔ ان کے جھوٹ میں ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا حوض پر مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا' جو شخص ان کے پاس نہیں جائے گا ان کے ظلم میں ان کی مدد نہیں کرے گا ان کی تصدیق نہیں کرے گا وہ مجھ سے متعلق ہے اور میں اس سے متعلق ہوں اور وہ حوض پر میرے پاس آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے ہم اسے صرف مسعر نامی راوی کی روایت کے طور پر اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت کعب بن عجرہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

ظالم حکمرانوں کی معاونت کرنے کی وعید:

خدا ترس اور نیک حکمرانوں کی معاونت کرنا اور ان کی اطاعت گزاری بہت بڑی نیکی ہے، اللہ و رسول کے باغی اور ظالم حکمرانوں کی معانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ان کی غلط پالیسیوں کی حمایت کرنا اور اصلاح کی کوشش نہ کرنے کی وعید مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے اظہار ناراضگی کیا اور انہیں حوض کوثر سے محروم قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم وستم اور برائی میں کسی کی معاونت کرنا بھی ظلم و زیادتی ہے' جو کسی مسلمان کی شایان شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تاہم ظالم حکمرانوں کی اصلاح کرنا، ظلم و زیادتی سے روکنا اور ان کے سامنے حق بات کہنا' جہاد اکبر سے کم نہیں ہے۔ اس صورت میں حکمرانوں سے لے کر عوام تک سب کا فائدہ ہے اور سلطنت کے ہر فرد کی ترجمانی ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2186 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِیُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّیِّ الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ شَيْخٌ بَصْرِیٌّ قَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا، جب دین پر قائم رہنے والا شخص اس طرح ہوگا جس طرح اس نے اپنی مٹھی میں انگارہ رکھا ہوا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

عمر بن شاکر، بصرہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہیں، کئی اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

فتنوں کے دور میں دین پر قائم رہنے کی فضیلت:

جب فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا تو دین پر قائم رہنا انتہائی درجہ کا دشوار ہوگا بلکہ جس طرح اپنی مٹھی میں آگ کا انگار پکڑنا دشوار ہوتا ہے۔ تاہم اس دور میں دین پر قائم رہتے ہوئے کوئی عمل صالح انجام دینے کا اجر وثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: للعامل فیهن اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عمله۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث 5144) اس زمانہ میں دینی امور کو انجام دینے کا ثواب پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا، جو اس جیسا عمل کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: ان میں سے پچاس آدمیوں کا مطلب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تم لوگوں کے پچاس آدمیوں کا اجر وثواب مراد ہے"۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ پرفتن زمانہ عصر حاضر ہے۔ کیونکہ عریانی وفحاشی، قتل وغارت، ظلم وزیادتی، شراب نوشی اور زنا کاری جیسے گناہ شب وروز کیے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں اسلامی اصولوں پر کاربند رہنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے، لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ شیطانی حربوں سے بچتے ہوئے اسلامی اصولوں پر عمل پیرا رہے۔

فائدہ نافعہ: جس طرح مسلم وغیر مسلم، عالم وجاہل، اور نیک وبد شخص کی نیکی میں فرق ہے، اسی طرح صحابی اور غیر صحابی کے عمل خیر میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہے، صحابی ایک مٹھی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کا اجر وثواب غیر صحابی سے زیادہ ہے، جو احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہے۔ اس بات سے صحابی رسول کی عظمت وفضیلت کا پتہ چلتا ہے۔

2187 **سندِ حدیث:** حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا مَشَتْ اُمَّتِيْ بِالْمُطَيْطِيَاءِ وَخَدَمَهَا اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ اَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوَاهُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَا يُعْرَفُ لِحَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَصْلٌ اِنَّمَا الْمَعْرُوْفُ حَدِيْثُ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكُ بْنُ

اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت کے لوگ اکڑ کر چلنا شروع کریں گے اور بادشاہوں کی اولاد ان کی خدمت کرے گی اور فارس اور روم کے لوگ ان کی خدمت کریں گے تو ان کے بد ترین لوگ ان کے بہترین لوگوں پر مسلط کر دیے جائیں گے۔

ابومعاویہ نامی راوی نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید کے حوالے سے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ابومعاویہ کی اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔ معروف یہی ہے: اسے موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کیا گیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں عبداللہ بن دینار اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

لوگوں کا تکبر وغرور کرنا اور ان پر بدترین حکمرانوں کا تسلط ہونا:

علامات قیامت میں سے دو علامتیں حدیث باب میں بیان کی گئی ہیں:

1- لوگوں کا تکبر وغرور کرنا: مرور وقت کے ساتھ جب لوگوں میں اکل حلال اور صدق مقال صفات کا خاتمہ ہو جائے گا تو لوگ تکبر وغرور کا شکار ہو جائیں گے اور یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسندیدہ ہوگی کیونکہ تکبر وغیرہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

2- بدترین حکمرانوں کا تسلط ہونا۔ جب لوگوں میں بے عملی، بدکرداری اور تکبر وغرور کا ناسور پھیل جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقامی طور پر ان پر ظالم وجابر حکمران مسلط کر دیے جائیں گے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بعید از قیاس نہیں ہے کہ جیسی عوام ہوتی ہے ویسے ہی ان پر حکمران مسلط کیے جاتے ہیں اور حکمران ان پر عذاب وقہر الٰہی بن کر چھا جاتے ہیں۔

2188 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: عَصَمَنِي اللّٰهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ مَنِ اسْتَخْلَفُوْا قَالُوْا ابْنَتَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْبَصْرَةَ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَنِي اللّٰهُ بِهٖ

2188- اخرجه البخاري (٧/ ٧٣٢): كتاب المغازي: باب: كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرى و قيصر، حديث (٤٤٢٥) وطرفه في: (٧٠٩٩) و النسائي (٨/ ٢٢٧): كتاب آداب القضاة: باب: النهي عن استعمال النساء في الحكم، حديث (٥٣٨٨) و احمد (٥/ ٤٣، ٤٧) (٥/ ٥١)- من طريق الحسن، فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ایک بات سنی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا (نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں) جب کسریٰ مرگیا' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: لوگوں نے اپنا امیر کسے بنایا ہے' تو لوگوں نے بتایا: کسریٰ کی بیٹی کو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جن کی حکمران ایک عورت ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں' یعنی بصرہ آئیں' تو مجھے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مجھے یاد آ گیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے بچالیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

عورت کی حکمرانی قوم کی ناکامی ہونا:

جس طرح جہلاء، بے دین اور فاسق وفاجر لوگوں کی حکمرانی رعایا کے لیے عذاب ثابت ہوتی ہے، بالکل اسی طرح عورت کی حکمرانی بھی عذاب الٰہی کا مظہر، قیامت کی علامت اور عوام کی ناکامی کا باعث ہوتی ہے۔ کسریٰ کے بعد شیرویہ ایران کا سلطان مقرر ہوا تو وہ چھ ماہ بعد زہر کھا کر آنجہانی ہوا۔ پھر اس کی بیٹی بوران حکمران تعینات ہوئی' کیونکہ شیرویہ نرینہ اولاد سے محروم تا جبکہ وہ اپنے بھائیوں کو پہلے ہی قتل کر چکا تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شیرویہ کی بیٹی کے بارے میں عرض کیا گیا کہ وہ ''ایران'' کی حکمران بن چکی ہے تو آپ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: **لن يفلح قوم ولوا امرهم وامراة** (صحیح بخاری، رقم الحدیث 4425) جس قوم نے عورت کو اپنی حکمران بنایا وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نہ عورت کامیابی کے ساتھ حکومت کر سکتی ہے اور نہ قوم ترقی کر سکتی ہے' بلکہ ناکامی کے علاوہ انہیں کوئی چیز میسر نہیں ہوگی۔

سوال: کیا شرعی طور پر عورت ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب، اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے: جمہور کے نزدیک عورت ملک کی حکمران ہرگز نہیں بن سکتی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن امور میں عورت گواہ بن سکتی ہے ان میں وہ امیر بھی بن سکتی ہے اور جن معاملات میں وہ گواہ نہیں بن سکتی ان میں امیر نہیں بن سکتی۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی عورت استعلاء وتغلب کی بنیاد پر کسی ملک کی سربراہ بن جائے تو اس صورت میں بالاجماع اس کی امارت منعقد ہو جائے گی اور اس کی اطاعت لازم وضروری ہو جائے گی۔ یاد رہے! ووٹنگ، پارٹی الیکشن اور اکثریت بھی تغلب کی شکل ہے' کیونکہ جمہوری نظام میں دیگر تمام امور کو نظرانداز کر کے محض سروں کی گنتی کی جاتی ہے۔

2189 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى اُنَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ

مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَّا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں کے پاس ٹھہرے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اچھے اور تمہارے برے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں' راوی بیان کرتے ہیں: لوگ خاموش رہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تو ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ ہمیں بتائیں کہ اچھے لوگ کون سے ہیں اور ہم میں سے برے لوگ کون سے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں' جن سے بھلائی کی امید کی جائے اور ان کے شر سے محفوظ رہا جائے اور برے لوگ وہ ہیں جن سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور ان کے شر سے محفوظ نہ رہا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سب سے بدتر اور بہتر لوگوں کا معیار:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے تین بار یہ بات دریافت کی کہ سب سے بہتر کون شخص ہے اور بدتر کون؟ انہوں نے بیک زبان عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بہتر جانتے ہیں اور آپ ہی اس بارے میں بیان فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقدہ کا حل پیش کرتے ہوئے اور خیر وشر کا معیار مقرر کرتے ہوئے جواب دیا: بہتر وہ آدمی ہے' جس سے خیر کی امید واثق ہو اور اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں اس کے برعکس سب سے برا وہ شخص ہے' جس سے خیر کی امید نہ کی جاسکتی ہو اور اس کے شر سے بھی بے خوف ہونے کا تصور پیدا نہ ہو۔

2190 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ اُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتَدْعُوْنَ لَهُمْ وَيَدْعُوْنَ لَكُمْ وَشِرَارُ اُمَرَائِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ حُمَيْدٍ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدٌ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین حکمرانوں اور برے حکمرانوں کے بارے میں بتاؤں؟ ان میں سے بہترین وہ ہیں: جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کریں تم ان کے

لیے دعا کرو وہ تمہارے لیے دعا کریں' اور تمہارے حکمرانوں میں سے بدترین وہ ہیں' جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں تم لوگ ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے محمد بن ابوحمید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں اور محمد نامی راوی کو ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

شرح

بہترین اور بدترین امراء:

حدیث باب میں بہترین اور بدترین حکمرانوں کی رہنمائی کی گئی ہے۔ بہترین حکمران وہ ہیں جو قوم سے محبت کرتے ہیں اور قوم ان سے محبت کرتی ہے۔ وہ قوم کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور قوم ان کے حق میں دعا کرتی ہے۔ بدترین امراء وہ ہیں جن سے تم عداوت رکھتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ اس روایت میں بھی خیر و بھلائی کا معیار باہم محبت کرنے کو اور برائی کا معیار حکمرانوں کے بارے میں لوگوں کا اظہار نفرت کرنا ہے۔

2191 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اَئِمَّةٌ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: عنقریب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے' جن کی کچھ باتیں تمہیں اچھی لگے گی اور کچھ بری لگے گی' تو جو شخص ان کا انکار کرے وہ بری الذمہ ہوگیا اور جو ناپسند کرے وہ سلامت رہا' لیکن جو اس سے راضی رہا اس نے پیروی کی (وہ برباد ہو جائے گا) عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تک نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خیر و بدعمل حکمرانوں کے ساتھ مسلمان لوگوں کا طرزِ عمل:

جن حکمرانوں کے بعض اعمال خیر ہوں اور بعض برے ہوں تو ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے؟ اس کا جواب حدیث میں

2191- اخرجه مسلم (۳/۱۴۸۰): كتاب الامارة: باب: وجوب الانكار على الامراء فيما يخالف الشرع' حديث (۶۲' ۶۳' ۶۴/ ۱۸۵۴) و ابو داؤد (۲/۶۵۵' ۶۵۶): كتاب السنة: باب: الخوارج' حديث (۴۷۶۰' ۴۷۶۱) و احمد (۶/۲۹۵' ۳۰۲' ۳۲۱) - من طريق الحسن' عن ضبة' فذكره۔

پیش کیا گیا ہے:

1۔ جس شخص نے انہیں برا قرار دیا وہ یقیناً کامران ہوگا۔

2۔ جو شخص دل سے انہیں برا خیال کرتا ہے۔ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا، جس شخص نے دلی طور پر انہیں پسند کیا تو اس نے گویا ان کی پیروی کی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم لوگ ان سے جہاد نہ کریں؟ آپ نے جواب دیا: جب تک وہ نماز ادا کرتے ہیں ان سے لڑائی درست نہیں ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان لوگوں سے تعلقات منقطع نہ کرلیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں۔ خبردار! جس شخص پر کوئی حکمران مقرر کیا گیا اس نے اسے معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی معصیت کو پسند نہ کرے اور اس کی اطاعت کو بھی ترک نہ کرے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1855)

دوسری روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران طبقہ سے لڑائی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: تاہم اگر تم انہیں کفر کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھو، جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی دلیل موجود ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 3666)

فائدہ نافعہ: جب خلیفہ وقت ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے مثلاً فرضیت صلوٰۃ وغیرہ کا انکار کرے تو اس سے جنگ کرنا واجب ہے' کیونکہ خلیفہ کے تقرر کے مقاصد میں سے ایک اقامت دین ہے جبکہ اس نے اس کا انکار کرکے اپنا مقصد فوت کردیا۔ ایسا حکمران خود ڈوبے گا اور قوم کو بھی لے ڈوبے گا۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ، ج5 ص228)

2192 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشْقَرُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَائَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَائَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ

توضیح راوی: وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ فِيْ حَدِيْثِهٖ غَرَائِبُ يَنْفَرِدُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں مالدار ہوں مہربان ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے کے ذریعے طے ہوتے ہوں' تو زمین کا ظاہری حصہ تم لوگوں کے لیے باطنی حصے سے بہتر ہوگا' اور جب تمہارے حکمران تمہارے بدترین لوگ ہوں خوشحال ہوں لیکن بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں' تو زمین کا باطنی حصہ تمہارے لیے اوپر والے حصے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف صالح مری نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔
صالح کی روایات غریب ہوتی ہیں، جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہوتے ہیں اُن کی متابعت نہیں کی جاتی ویسے وہ نیک آدمی تھے۔

شرح

جینے اور مرنے کا معیار:

حدیث باب میں بہتر جینے اور بہتر مرنے کا معیار بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حکمران طبقہ اچھا ہو، مال دار لوگ سخی ہوں اور معاملات مشاورت سے حل ہوتے ہوں تو جینا مرنے سے بہتر ہے۔ اگر حکمران بدترین لوگ ہوں، اغنیاء بخیل بن جائیں اور معاملات عورتوں کے سپرد کیے گئے ہوں تو زندہ رہنے سے مرنا بہتر ہے، کیونکہ ایسی صورت میں زندگی کا کوئی مزہ نہیں رہے گا۔ زندگی یا موت کے بہتر ہونے کا معیار حکمران ہیں۔ اگر وہ نیک ہوں تو زندگی موت سے ہے بہتر اور اگر وہ برے ہوں تو موت زندگی سے بہتر۔

2193 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَوْزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّكُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے جس شخص کو حکم دیا گیا ہے اگر وہ اس کا دسواں حصہ ہی ترک کر دے تو ہلاکت کا شکار ہو جائے گا، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگ دیے گئے حکم کے دسویں حصہ پر عمل کر لیں گے، تو بھی نجات پالیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف نعیم بن حماد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

شرح

پرفتن دور میں احکام دین پر عمل کرنے کی فضیلت:

دورِ رسالت وہ مبارک زمانہ تھا جس میں ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی ذات باری تعالیٰ سے علمی فیضان حاصل

کر رہے تھے اور دوسری طرف اصحاب صفہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فیض یاب فرما رہے تھے۔ اس مقدس دور میں دین کے دسویں حصہ پر عمل نہ کرنا بھی ہلاکت کے مترادف تھا۔ تاہم بعد والا دور جوان فیوض و برکات سے خالی ہو، اس میں دین کے دسویں حصہ پر عمل کرنا بھی غنیمت اور باعث نجات تھا۔ ثابت ہوا بابرکت دور میں قلیل بے عملی بھی قابل مؤاخذہ جرم ہوتی ہے اور بے برکت دور میں عمل قلیل بھی باعث فلاح ثابت ہوسکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: کہیں قلیل بے علمی جرم بنتا اور کہیں قلیل عمل باعث نجات بنتا، یہ بابرکت اور پرفتن زمانہ کی وجہ سے ہے۔

2194 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ هَاهُنَا اَرْضُ الْفِتَنِ وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ يَعْنِيْ حَيْثُ يَطْلُعُ جِذْلُ الشَّيْطَانِ اَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس طرف فتنوں کی سرزمین ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا (اور فرمایا تھا:) یہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جہاں سے سورج کا کنارہ نکلتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

فتنہ مشرق کی وضاحت:

علامات قیامت میں ایک جانب مشرق سے فتنہ کا ظہور ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سر منبر مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس فتنہ عظیمہ کی نشاندہی کی، خواہ یہ حدیث عام ہے لیکن الف لام سے مخصوص مفہوم مراد ہے۔ مشرق کی جانب سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا اس سے متعدد فتنے مراد ہو سکتے ہیں۔

1- مسیلمہ کذاب مراد ہے' جو یمامہ کا باشندہ تھا اور یمامہ نجد کے علاقہ میں واقع ہے' جو مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب واقع ہے۔

2- محمد بن عبدالوہاب نجدی مراد ہے' جو مشہور گستاخ رسول گزرا ہے اور اس نے باقاعدہ اپنے عقائد و نظریات پر کار بند فرقہ چھوڑا تھا۔ جس نے باطل عقائد کی خوب اشاعت کی تھی۔

3- خروج دجال کا فتنہ مراد ہو' کیونکہ وہ بھی اسے علاقہ سے برآمد ہوگا۔

2194- اخرجه البخاری (۱۳/۴۹): كتاب الفتن: باب: قول النبی صلی الله علیه وسلم (الفتنة من قبل المشرق)، حدیث (۷۰۹۲)، و مسلم (۴/۲۲۲۹): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: الفتنة من المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان، حدیث (۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰/ ۲۴۱) (۷۳۹) من طریق سالم بن عبد الله، فذكره۔

2195 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انہیں کوئی واپس نہیں کر سکے گا' یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں نصب کر دیے جائیں گے۔

یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

خروج دجال پر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کرنا:

جب خراسان سے دجال کا خروج ہوگا تو حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آپ کا جھنڈا ہوگا جو سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل ہوگا اور یہ تعاقب کسی رکاوٹ کے بغیر ایلیاء یعنی بیت المقدس تک ہوگا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: اذا رأيتم الرايات السود، قد جاءت من قبل خراسان فائتوها ۔ فان فيها خليفة الله المهدی ۔ (مسند امام احمد، ج5 ص277) جب تم خراسان کی طرف سے جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو اس لشکر میں شامل ہو جانا' کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ امام مہدی موجود ہوں گے۔

الغرض خروج دجال اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیت المقدس تک اس کا تعاقب ہونا بھی علامات قیامت سے اہم علامات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم



كِتَابُ الرُّؤْيَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

خوابوں کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط: کتاب الفتن میں علامات قیامت بیان کی گئی ہیں، جن میں سے بعض غیب ہوتی ہیں اور خواب سے بھی غیبی خبر معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح ان دونوں ابحاث میں مطابقت پائی جاتی ہے اور دونوں کو ایک ساتھ لیکن تقدیم وتاخیر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انسان کے خیالات خمسہ:

لفظ الرؤیا: فعل ثلاثی مجرد، رای یری کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: دل سے دیکھنا، آنکھ سے دیکھنا۔ یہاں بطور اسم استعمال ہو رہا ہے۔ اسم مقصورہ کے سبب لفظ: الدنیا، کی مثل غیر منصرف ہے اور اس کی جمع لفظ: دُنی کی مثل رُائی آتی ہے۔ اس کا معنی ہے: خواب، وہ چیز جو انسان خواب میں دیکھتا ہے۔

خیالات انسان کے دل ودماغ پر منڈلاتے رہتے ہیں بلکہ بارش کے قطروں کی طرح اترتے رہتے ہیں۔ وہ قصدوارادہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اس کے عملی نتیجہ میں فعل وجود میں آتا ہے۔ انسان کے دل ودماغ میں اترنے والے خیالات کے پانچ اسباب ہیں، جو درج ذیل ہیں:

1- جبلت وفطرت: اس سے مراد انسان کی اصلی حالت ہے، جس پر اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کرتا ہے۔ ہر انسان کی جبلت وتخلیق کا اسلوب الگ ہے۔ چنانچہ ایک مشہور قول ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے جبلت بنائی ہے، جس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور اگر کوئی شخص کسی کی جبلت تبدیل ہوجانے کا بتائے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

2- انسان کا مادی مزاج: انسان کا مادی مزاج اشیاء خوردونوش کے نتیجہ میں تیار ہوتا ہے، یہ لوگوں میں مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ اچھے اور برے لوگوں کے پاس نشست وبرخواست سے بھی اس میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اچھوں کی صحبت سے اچھی اور بروں کی صحبت سے بری محبت جنم لیتی ہے۔

3- مالوف وعادت: جس چیز کے ساتھ انسان کا قلبی تعلق وعلاقہ ہوتا ہے، اس کے قلب وذہن میں اس کا تصور بار بار آتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی کا عادی ہو، تو اس کے ذہن میں سگریٹ کا تصور آئے گا اور اگر وہ شراب نوشی کا عادی ہو، تو اس کے ذہن میں شراب نوشی کا میلان ابھرے گا۔

4- اچھے، برے تصورات: بداخلاق شخص کسی ایسی محفل میں شامل ہوجائے جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا درس دیا جارہا ہو، تو وہ گفتگو سن کر انہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے تو وہ یقیناً نیک بن جائے گا۔ اسی طرح اگر نیک شخص

کسی بری محفل میں بیٹھ گیا، جس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہ بھی برا بن جائے گا۔

5- خیر و شر کی تاثیر: بعض اوقات انسان پر ابلیس یا شیاطین الانس یا شیاطین الجن کے شرکاء کا رنگ غالب آجاتا ہے اور وہ اعمال سیہ شروع کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس بعض اوقات انسان پر اچھے لوگوں اور فرشتوں کی تاثیر غالب آجاتی ہے تو وہ اعمال صالحہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔

خوابوں کی کیفیت:

انسان کے دل و دماغ پر تاثیر، خیالات اور اسباب دو طرح کے مسلط ہو سکتے ہیں:

1- خیر،

2- شر، خواب میں خیر کا غلبہ ہو تو وہ اچھا ہوتا ہے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اچھے خواب دوسروں کو بتانے کی اجازت ہے اور شر کا غلبہ ہو تو وہ برا ہوتا ہے۔ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خوابوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے۔

بَابِ اَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

باب 1: مؤمن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں

2196 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَاَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا وَّرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا مِنْ تَحْزِيْنِ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيَتْفُلْ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ

قَالَ وَاُحِبُّ الْقَيْدَ فِى النَّوْمِ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِى الدِّيْنِ

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب زمانہ قریب ہو جائے گا (یعنی قیامت کے قریب ہو جائے گا) تو مؤمن کا خواب عام طور پر جھوٹا نہیں ہوگا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچا خواب اس شخص کا ہوگا، جو سب سے زیادہ سچ بولتا ہوگا مؤمن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں خواب تین طرح کے ہوتے ہیں اچھے خواب اللہ تعالیٰ

2196- اخرجه البخاری (۱۲/ ٤٢٢): کتاب التعبير: باب: القيد في المنام، حديث (۷۰۱۷) ومسلم (٤/ ۱۷۷۳): کتاب الرؤيا، حديث (٦/ ٢٢٦٣) و ابوداؤد (۲/ ۷۳۳): کتاب الادب: باب: ما جاء في الرؤيا، حديث (٥٠١٩) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۸۵): کتاب تعبير الرؤيا: الرؤيا ثلاث، حديث (۳۹۰٦) (۲/ ۱۲۸۹): کتاب تعبير الرؤيا: باب: اصدق الناس رؤيا اصدقهم حديثا، حديث (۳۹۱۷) (۲/ ۱۲۹٤): کتاب تعبير الرؤيا: باب: تعبير الرؤيا، حديث (۳۹۲٦) و احمد (۲/ ۲٦۹، ۳۹٥، ٥٠٧) و الحميدي (۲/ ٤٨٤) حديث (۱۱٤٥) و الدارمي (۲/ ۱۲٥): کتاب الرؤيا: باب: الرؤيا ثلاث، اصدق الناس رؤيا اصدقهم حديثا، (۲/ ۱۳۰): کتاب الرؤيا: باب: في رؤية الرب تعالىٰ في النوم، من طريق محمد بن سيرين، فذكره۔

کی طرف سے خوشخبری ہوتے ہیں۔ کچھ خواب شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور کچھ خواب وہ ہیں جس میں آدمی اپنے آپ سے بات کرتا ہے تو جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اٹھے اور تھوک دے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔

(محمد بن سیرین نامی راوی بیان کرتے ہیں) مجھے خواب میں زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2197 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ رَزِيْنِ الْعُقَيْلِيِّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ قَالَ

حکمِ حدیث: وَحَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح" ہے۔

بَاب ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

باب 2: نبوت ختم ہو چکی ہے البتہ (خوابوں میں ملنے والی) بشارتیں باقی ہیں

2198 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ ابْنُ فُلْفُلٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ

2197- اخرجه البخاری (۱۲ / ۳۸۹): کتاب التعبیر: باب: الرؤیا الصالحة جزء من ستة و اربعین جزءا من النبوة، حدیث (۶۹۸۷)، ومسلم (۱۷۷٤/٤): کتاب الرؤیا، حدیث (۷ / ۲۲٦٤)، و ابو داؤد (۷۲۳/۲): کتاب الأدب: باب ما جاء فی الرؤیا، حدیث (۵۰۱۸)، و احمد (۳ / ۱۸۵، ۳۱٦/۵، ۳۱۹) و الدارمی (۱۳۳/۲): کتاب الرؤیا: باب: فی رؤیا المسلم جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة- من طریق قتادة، قال سمعت انس بن مالك فذكره-

2198- اخرجه احمد (۲٦۷/۳)- من طریق عبد الواحد بن زیاد، قال: حدثنا المختار، فذكره-

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَحُذَیْفَةَ بْنِ اَسِیدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ کُرْزٍ وَّاَبِیْ اَسِیدٍ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں میرے بعد کوئی رسول یا کوئی نبی نہیں ہوگا راوی بیان کرتے ہیں: یہ بات لوگوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: البتہ مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مبشرات سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مؤمن کو نظر آنے والے خواب' یہ نبوت کا ایک جز ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا اور حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے' جو مختار بن فلفل سے منقول ہیں۔

شرح

مؤمن کے خواب کی اہمیت وفضیلت:

مؤمن کا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور سچا ہوتا ہے اور اسے کمالات نبوت کا چھیالیسواں حصہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب میں چند اہم امور بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- زبان نبوت سے یہ الفاظ نکلے: اذا اقترب الزمان لم تکد رؤیا المومن تکذب۔ قیامت قریب آنے پر مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔

لفظ اقترب: ثلاثی مجرد باب سمع اور کرم، دونوں سے آسکتا ہے، اس کا معنی ہے: مل جانا، الگ ہونا، قریب ہونا۔ اگر ثلاثی مزید فیہ باب افتعال سے ہو تو اس کا معنی ہے: نزدیک ہونا۔ اقتراب الزمان کے متعدد مفاہیم بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- زمانہ قیامت قریب آنا: اس مفہوم کی تائید حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، فی آخر الزمان (جامع ترمذی، رقم الحدیث 2286) قیامت کے قریب ایسا ہوگا۔

2- طی زمانی مراد ہونا: جس طرح طی الارض ہوتا ہے، اسی طرح طی الزمان بھی ہوتا ہے یعنی طویل زمانہ کو سمیٹ کر بیان کرنا مثلاً سال ایک مہینے کی طرح، مہینہ ایک ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح گزر جاتا ہے۔

3- رات دن کا یکساں ہونا: رات اور دن دونوں کا مساوی ہونا مراد ہو، کیونکہ جب شب وروز مساوی ہوتے ہیں تو عموماً خواب سچے ہوتے ہیں۔ جب رات طویل ہوتی ہے تو انسان ضرورت سے زیادہ سوتا ہے اور خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں اور خواب بھی اچھے نہیں آتے۔ جب راتیں بالکل چھوٹی ہوتی ہیں تو انسان کی نیند پوری نہیں ہوتی تو خواب بھی اچھی طرح یاد نہیں رہتے۔

4- صبح کا قریب ہونا: جس شخص کو رات کے آخری حصہ بالخصوص صبح صادق کے وقت خواب آتا ہے۔ وہ اکثر حقیقت پر مبنی اور سچا ہوتا ہے' کیونکہ وہ وقت بابرکت اور قبولیت کا ہوتا ہے۔

2-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واصدقهم رؤيا اصدقهم حديثا ۔ جو شخص بات میں سچا ہوتا ہے اس کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔خوابوں کے سچا ہونے میں صدق مقال اور اکل حلال کو بہت بڑا عمل دخل ہے۔ جو آدمی حلال وطیب روزی کھاتا ہے تو اس کی تاثیر صداقت کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے اور اس کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔

3-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤيا المسلم جزء من ستة واربعين جزء من النبوة، مسلمان کا خواب کمالات نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

اس ارشادگرامی کا شان ورود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہوگیا ہے، لہٰذا نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ رسول آسکتا ہے، یہ بات سن کر صحابہ کرام کو تشویش لاحق ہوئی کہ اب خیر کی باتیں معلوم کرنے کا ذریعہ ختم ہوگیا ہے۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ پریشانی کا اظہار مت کریں' کیونکہ خیر کی باتیں معلوم کرنے کا ایک طریقہ باقی ہے۔عرض کیا گیا، وہ کونسا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ رویائے صادقہ ہیں۔مسلمان کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے۔یہ جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مطمئن ہوگئے۔

سوال: احادیث باب میں مسلمان کے خواب کو کمالات نبوت کا چھیالیسواں حصہ، دوسری روایت میں چوبیسواں حصہ، تیسری روایت میں 76 کا عدد بھی استعمال ہوا ہے۔اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: 1-روایات میں تعداد مراد نہیں ہے' بلکہ مطلق خواب مراد ہے کہ مسلمان کا خواب کمالات نبوت میں سے چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔

2-خواب دیکھنے والوں کی صلاح وتقویٰ کے مختلف ہونے کی وجہ سے نسبتیں بھی مختلف ہوجاتی ہیں' لیکن عدد چھوٹا ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب کمالات نبوت میں سے چوبیسواں حصہ ہے' جبکہ دوسرے صدیقین پچیسواں یا چھبیسواں یا ستائیسواں حصہ ہوں گے۔

سوال: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے تو مسلمان کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں وغیرہ حصہ قرار دینا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟

جواب: ان روایات سے نبوت کا حصہ مراد نہیں ہے' بلکہ کمالات نبوت کا حصہ مراد ہے، اگر اچھے خواب کی یہ خوبی بیان کی جاتی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ اعتراض ہے۔

4-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب کی تین اقسام ہیں:

1-اچھا خواب: جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری پر مبنی ہوتا ہے۔

2-وہ خواب ہے' جس کے ذریعے شیطان انسان کو غمگین کرتا ہے۔

3-ایسا خواب ہے' جس میں انسان اپنے دل سے باتیں کرتا ہے۔

رویائے صالحہ کی دو اقسام ہیں:

i-وہ خواب ہے' جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدمی کو دکھایا جاتا ہے اور وہ مؤمن کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔اس کی تائید

دوسری روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: یراھا المسلم اورتری لہ، یعنی جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ حضرت ام العلاء الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے لیے ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چشمہ ان کا عمل خیر ہے' جو جاری ہے۔

ii-ملکوتی خواب: یہ وہ خواب ہے' جو آدمی اپنی خوبیوں اور خامیوں پر مشتمل دیکھتا ہے۔ خوبی بشارت کی علامت اور خرابی متحمل اور تنبیہ کی نشانی ہے۔

فائدہ نافعہ: خوابوں کی تعبیر معلوم کرنے کا مخصوص طریقہ نہیں ہے' کیونکہ بعض اوقات مسمی بول کر اسم مراد لیا جاتا ہے' کبھی لازم بول کر ملزوم مراد لیا جاتا ہے' کبھی صفت بول کر موصوف مراد لیا جاتا ہے' کبھی حقیقت بول کر مجاز مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس کا برعکس مفہوم مراد ہوتا ہے۔

5-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فاذا را احدکم مایکرہ فلیقم ویستفل ولا یحدث بہ الناس** ۔ پس تم میں سے جب کوئی شخص برا خواب دیکھتے وہ خواب سے بیدار ہو جائے' وہ تھوک دے اور لوگوں کو اپنا خواب نہ بتائے۔

اچھا خواب نظر آنے کی صورت میں تین کام کیے جائیں:

1-حمد وثناء کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

2-اظہار مسرت وفرحت کرے۔

3-اپنے دوست واحباب سے اپنا خواب بیان کرے اور مخالفین سے ہرگز بیان نہ کرے۔

برا خواب دیکھنے کی صورت میں چھ امور کو پیش نظر رکھا جائے:

1-برے خواب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔

2-شر شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔

3-بیدار ہونے کے بعد بائیں طرف تین بار تھوکے۔

4-اپنا خواب کسی سے ہرگز بیان نہ کرے۔

5-دو نوافل ادا کرے۔ پہلو بدل کر پھر سو جائے۔

6-مجھے خواب میں بڑی بیڑی پسند ہے اور طوق ناپسند ہے، کیونکہ بیڑی دین کی مضبوطی کا باعث ہے۔

اس عبارت کے بارے میں تین اقوال ہیں:

1-یہ ارشاد نبوی ہو، اور حدیث مرفوع ہو۔

2-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہو۔

3-حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو۔ بخاری کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خواب میں بیڑی دیکھ کر اظہار مسرت کرتے تھے۔

بَاب قَوْلِهٖ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾

باب 3: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ”ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے“

2199 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ فَقَالَ مَا سَاَلَنِىْ عَنْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا سَاَلَنِىْ عَنْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ اُنْزِلَتْ هِىَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عطاء بن یسار مصر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا: ”لَهُمُ الْبُشْرٰى“ تو انہوں نے فرمایا: اس وقت سے لے کر اب تک تمہارے علاوہ صرف ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا (جب میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک تمہارے علاوہ کسی نے مجھ سے یہ دریافت نہیں کیا' اس سے مراد سچے خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اسے دکھائے جاتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2200 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (عام طور پر) زیادہ سچے خواب وہ ہوتے ہیں جو سحری کے وقت دیکھے جائیں۔

2201 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَّعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

2199- اخرجه احمد (٦/٤٤٥، ٤٤٦، ٤٤٧، ٤٥٢)، و الحميدى (٢/١٩٢)، حديث (٣٩١، ٣٩٢)- من طريق عطاء بن يسار، عن رجل من اهل مصر، فذكره-

2200- اخرجه احمد (٣/٢٨، ٦٨)، و الدارمى (٢/١٢٥)، كتاب الرويا: باب: اصدق الرويا بالاسحار، و عبد بن حميد (٢٨٩)، حديث (٩٢٧)-

متن حدیث: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرٰى لَهُ

قَالَ حَرْبٌ فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◆◆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بتائی گئی ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔

"ان لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہوگی"۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ سچے خواب ہیں جو مؤمن دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

حرب نامی راوی نے اپنی سند میں یحییٰ بن ابوکثیر کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

"لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" کا مفہوم:

یہ الفاظ اس ارشاد خداوندی کا حصہ ہیں: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو (دنیا میں) نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری، اللہ تعالیٰ کے کلمات (وعدہ) تبدیل نہیں ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

علاوہ ازیں اس ارشاد ربانی میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حم سجدہ، ۳۰ تا ۳۲) بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ ثابت قدم رہے تو ان پر یہ خوشخبری لے کر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو، ڈرومت اور تمہارے لیے جنت کی خوشخبری ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ خوشخبری بخشنے والے مہربان کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ربانی: لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ

2201- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۸۳): كتاب تعبير الرؤيا: باب: الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له، حديث (۳۸۹۸) و الدارمي (۲/۱۲۳): كتاب الرؤيا: باب: في قوله تعالىٰ: (لهم البشرى في الحيوة الدنيا) (يونس: ٦٤) و احمد (۵/۳۱۵، ۳۲۱) من طريق يحيىٰ بن ابي كثير، عن ابي سلمة، فذكره-

کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: اس سے مراد مسلمانوں کے اچھے خواب ہیں، اچھے خوابوں کے ذریعے مؤمنوں کو اچھے احوال معلوم ہو جاتے ہیں اور علماء و مشائخ کو اپنے تلامذہ اور مریدین کے احوال سے آگاہی ہو جاتی ہے۔

علماء، مشاء، صالحین، اولیاء اور اصحاب تقویٰ لوگوں کے خواب اچھے اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ بالخصوص وہ خواب جو رات کے آخری حصہ اور سحری کے وقت دیکھا جائے وہ حقیقت کے قریب ترین ہوتا ہے۔ تاہم خوابوں سے احکام ثابت نہیں ہوتے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ

باب 4: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے درحقیقت مجھے ہی دیکھا''

2202 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَاَبِيْ جُحَيْفَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ رضی اللہ عنہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

اسے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فی المنام کا مسئلہ:

خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے حوالے سے جامع ترمذی کے علاوہ صحیح مسلم و صحیح بخاری میں بھی دو روایات موجود ہیں۔ پہلے تینوں روایات پیش کی جاتی ہیں پھر ان کی توضیحات و تشریحات کی جائیں گی تاکہ مسئلہ عیاں ہو جائے۔

1 - حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی، جس نے خواب میں مجھے دیکھا پس بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت نہیں

2202- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۸٤): كتاب تعبير الرويا: باب: رؤية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام: حديث (۳۹۰۰) و الدارمي (۲/۱۲۳، ۱۲٤): كتاب الرويا: باب: في رؤية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، و احمد (۱/۳۷۵، ٤۰۰، ٤٤۰، ٤٥۰) من طريق ابي اسحاق، عن ابي الاحوص، فذكره۔

اختیار کرسکتا۔

2-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا' کیونکہ شیطان میری تشبیہ نہیں اختیار کرسکتا۔

3-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رانی فی المنام فقد رانی، فان الشیطان لا یتمثل بی، جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تشبیہ اختیار نہیں کرسکتا۔

اگر ان روایات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی پر محمول کیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ جو نیک بخت شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا تھا، تو وہ بہت جلد بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے مستفیض ہوجاتا تھا۔

اگر ان روایات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پر محمول کیا جائے تو اس میں تفصیل ہے' جو درج ذیل ہے۔

اکثر فقہاء متقدمین کا مؤقف یہ ہے کہ جو شخص خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زندگی والی حالت میں دیکھتا ہے تو اس نے آپ کو دیکھا ہے۔ وہ خواب دیکھنے والے سے اس کی تفصیل دریافت کرتے تھے' اگر وہ آپ کی آخری زندگی والا حلیہ بتاتا تو اسے صحیح قرار دیتے تھے ورنہ اس کا انکار کردیتے تھے۔

بعض فقہاء متقدمین کی رائے یہ ہے' جس شخص نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا خواہ زندگی کی ابتدائی حالت میں یا درمیانی حالت میں یا آخری حلیہ میں اس نے آپ کی زیارت کی کیونکہ شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

فقہاء متاخرین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا خواہ کسی حلیہ میں' اس نے آپ کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہرگز نہیں اختیار کرسکتا۔ (تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی، ج۶ ص۵۵۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ تو بہت بلند وبالا ہے۔ آپ کے غلاموں بالخصوص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھی شیطان دوڑتا تھا۔

بَاب اِذَا رَاٰی فِی الْمَنَامِ مَا یَکْرَہُ مَا یَصْنَعُ

باب 5: جب کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کیا کرے

2203 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّہٗ قَالَ الرُّؤْیَا مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ شَیْئًا یَکْرَہُہٗ فَلْیَنْفُثْ عَنْ یَسَارِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّہَا فَاِنَّہَا لَا تَضُرُّہٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ وَہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

2203-اخرجہ مالک فی (مؤطا) (۲/۹۵۷): کتاب الرؤیا: باب: ما جاء فی الرؤیا: حدیث (۴)، و البخاری (۱۰/۲۱۹): کتاب الطب: باب: النفث فی الرقیۃ، حدیث (۵۷۴۷)، (۱۲/۳۸۹): کتاب التعبیر: باب: الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ و اربعین جزا من النبوۃ، حدیث (۶۹۸۶) و مسلم (۴/۱۷۷۱، ۱۷۷۲): کتاب الرؤیا: حدیث (۲۲۶۱/۱، ۲، ۳، ۴) و ابوداؤد (۲/۷۲۴): کتاب الادب: باب: ما جاء فی الرؤیا، حدیث (۵۰۲۱) و ابن ماجہ (۲/۱۲۸۶): کتاب تعبیر الرؤیا: باب: من رای رؤیا یکرھھا، حدیث (۳۹۰۹)، واحمد (۵/۲۹۶، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۰) و الدارمی (۲/۱۲۴): کتاب الرؤیا: باب: فیمن یری رؤیا یکرھھا- من طریق ابی سلمۃ بعد عبد الرحمن، فذکرہ۔

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے بائیں طرف تین دفعہ تھوک دینا چاہیے اور اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

براخواب دیکھنے کے نتیجہ میں کرنے کے کام:

لغوی اعتبار سے الفاظ: الرویا اور الحلم عام ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے دونوں میں لطیف سا فرق بھی ہے۔ لفظ الرویا اچھے خوابس کے لیے اور لفظ الحلم، برے خوابوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اچھے خواب منجانب اللہ ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو اسے تین کام کرنا چاہیے۔

1- بیدار ہونے کے بعد تین بار تھوک دے۔

2- وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

3- وہ اپنا خواب کسی کو نہ بتائے۔ (تحفۃ الاحوذی ج6 ص557)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا

باب 6: خواب کی تعبیر بیان کرنا

2204 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيْعَ بْنَ عُدُسٍ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يَتَحَدَّثْ بِهَا فَاِذَا تَحَدَّثَ بِهَا سَقَطَتْ قَالَ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا اِلَّا لَبِيْبًا اَوْ حَبِيْبًا

◆◆ حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہیں اور یہ آدمی کے لیے اڑنے والی چیز کی مانند ہوتے ہیں جب تک انسان اسے بیان نہ کردے جب اسے بیان کر دیا جائے تو یہ گر پڑتے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: تم اس خواب کو صرف عقل مند شخص کو (راوی کو شک

2204- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۷۲۳، ۷۲٤): كتاب الادب: باب: ما جاء في الرويا، حديث (۵۰۲۰) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۸۸): كتاب تعبير الرويا: باب: الرويا اذا عبرت و قعت فلا يقصها الا على واد، حديث (۳۹۱٤) واحمد (٤/ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) و الدارمي (۲/ ۱۳٦): كتاب الرويا: باب: الرويا لا تقع م لم تعبر، من طريق و كيع بن عدس، فذكره۔

ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے دوست کو سناؤ۔

2205 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَّعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَّكِيْعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِىْ رَزِيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَاِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهٗ لَقِيْطُ بْنُ عَامِرٍ

اسنادِ دیگر: وَّرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَّعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَقَالَ عَنْ وَّكِيْعِ بْنِ حُدُسٍ وقَالَ شُعْبَةُ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ عَنْ يَّعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَّكِيْعِ بْنِ عُدُسٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

◄► حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں اور یہ آدمی کے لیے پرندے کی طرح ہوتے ہیں جب تک انسان اس کو بیان نہ کرے جب وہ اس کو بیان کردے تو یہ گر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کا نام لقیط بن عامر ہے۔

حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وکیع بن حدس نے یہ بات بیان کی ہے:

شعبہ ابوعوانہ اور ہشیم نے یعلیٰ بن عطا کے حوالے سے وکیع بن عدس کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور یہ درست ہے۔

شرح

خوابوں کی تعبیر کا اسلوب:

جب کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اسے تین کام کرنا چاہیے:

1-حمد وثناء کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا۔

2-اظہار مسرت کرنا۔

3-کسی صاحب عقل دوست سے خواب بیان کرنا۔ اگر خواب برا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس کا اظہار بالکل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے اور تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے۔

سوال: پہلی روایت میں مسلمان کے خواب کو کمالات نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے اور دوسری روایت میں چھیالیسواں حصہ بتایا گیا ہے۔ یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: یہاں تعداد ہرگز مقصود نہیں ہے بلکہ مطلقاً خواب مراد ہے یعنی مؤمن کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے۔

الغرض! روایت میں اچھا یا برا خواب دیکھنے کے بعد اس کی تعبیر معلوم کرنے کا اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ فِيْ تَأْوِيْلِ الرُّؤْيَا مَا يُسْتَحَبُّ مِنْهَا وَمَا يُكْرَهُ

باب 7: خواب کی کون سی تعبیر پسندیدہ ہے اور کون سی ناپسندیدہ ہے؟

2206 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ السَّلِيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَرُؤْيَا حَقٌّ وَّرُؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَرُؤْيَا تَحْزِيْنٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَكَانَ يَقُوْلُ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ

حدیثِ دیگر: وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِيْ فَاِنِّيْ اَنَا هُوَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ اَنْ يَّتَمَثَّلَ بِيْ

وَكَانَ يَقُوْلُ لَا تُقَصُّ الرُّؤْيَا اِلَّا عَلٰى عَالِمٍ اَوْ نَاصِحٍ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِيْ بَكْرَةَ وَاُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں کچھ خواب سچے ہوتے ہیں کچھ خواب ایسے ہیں جن میں آدمی اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے اور کچھ خواب وہ ہیں جو شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں' جو شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اٹھے اور نماز ادا کرے۔

(محمد بن سیرین) بیان کرتے ہیں: مجھے (خواب میں) زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: جو شخص مجھے خواب میں دیکھے تو وہ میں ہی ہوں گا' کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

آپ نے فرمایا ہے: خواب صرف کسی صاحب علم یا خیر خواہ کے سامنے بیان کرو۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام علاء رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

برے خواب کا تدارک وعلاج:

اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اچھے خواب دیکھ کر انسان خوش ہوتا

ہے اور دوسروں کو بتانا بھی پسند کرتا ہے۔ برے خواب سے انسان کو پریشانی لاحق ہوتی ہے اور دوسروں کو بتانے کی بھی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس کی تشہیر باعث ندامت ہوتی ہے۔ برا خواب دیکھنے کی صورت میں انسان کو پریشان نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی وہ کسی کو بتانا چاہیے بلکہ اس کا تدارک وعلاج حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ بیدار ہو کر نماز ادا کرے۔ نماز ادا کرنے سے اسے پریشانی لاحق نہیں ہوگی اور نہ آئندہ اسے برے خواب آئیں گے بلکہ اچھے خواب آئیں گے۔ خواب تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

1- اچھے خواب جو من جانب اللہ ہوتے ہیں۔
2- وہ خواب جو انسان کے اچھے اور برے ملے جلے خیالات پر مشتمل ہوتے ہیں۔
3- پریشان کن اور/ڈراونے خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

بَابُ فِي الَّذِيْ يَكْذِبُ فِيْ حُلْمِهٖ

باب 8: جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے

2207 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلْمِهٖ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ شُرَيْحٍ وَّوَاثِلَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے) انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر اس بات کو نقل کیا ہے: جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے اس کو قیامت کے دن جَو کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو شریح، حضرت واثلہ بن اسقع سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2208 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

2207- اخرجه احمد (۱/ ۷۶، ۹۰، ۹۱، ۱۰۱) و عبد الله بن احمد في (زوائد المسند) (۱/ ۱۲۹، ۱۳۱) و عبد بن حميد (۵۸) حديث (۸۶) من طريق عبد الاعلى بن عامر الثعلبي عن ابي عبد الرحمن السلمي، فذكره-

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَهُمَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنی طرف سے جھوٹا خواب بیان کرے گا' قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ ان کے درمیان گرہ نہیں لگا سکے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ صداقت و امانت اور دیانت کو پسند کرتا ہے، اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے انسان دیکھتا ہے اور ان کو بیان کرنے کی بھی اجازت ہے۔ برے خواب شیطان تاثیر کا نتیجہ ہوتے ہیں جن سے انسان پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بتانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ جھوٹے یا گھڑے ہوئے خواب بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤمن کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے' جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور نبوت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔ جس طرح جھوٹی نبوت قابل وعید ہے' اسی طرح جھوٹا خواب بیان کرنا بھی قابل مذمت ہے۔ مصنوعی خواب اس لیے قابل مذمت ہے کہ جھوٹ پر مشتمل ہوتا ہے اور جھوٹا شخص قابل وعید و مذمت ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی کی گئی ہے۔ حدیث باب میں جھوٹا خواب بیان کرنے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اس سے اس بات کا مطالبہ کیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر پائے گا جس کے نتیجہ میں اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ثابت ہوا کہ جھوٹا خواب بیان کرنا قابل مذمت حرکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابٌ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّبَنَ وَالْقُمُصَ

باب 9: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیص دیکھنا

2209 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا

2208- اخرجه البخاري (۱۲/ ۴۴٦): كتاب التعبير: باب: من كذب في حلمه' حديث (۷۰۴۲) و ابو داؤد (۲/ ۷۳٤): كتاب الادب: باب: ما جاء في الرؤيا' حديث (۵۰۲٤) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۸۹): كتاب التعبير الرؤيا: باب: من تحلم حلما كاذبا' حديث (۳۹۱٦) و احمد (۱/ ۲۱٦ ' ۳۵۹) و البخاري في (الادب المفرد) (۱۱٦۳) و الحميدي (۱/ ۲٤۳) حديث (۵۳۱) و الدارمي (۲/ ۲۹۸): كتاب الرقائق: باب: في حفظ السمع من طريق عكرمة' فذكره۔

2209- اخرجه البخاري (۱/ ۲۱٦): كتاب العلم: باب: فضل العلم' حديث (۸۲) و اطرافه في: (۳٦۸۱ ' ۷۰۰٦ ' ۷۰۰۷ ' ۷۰۲۷ ' ۷۰۳۲) و مسلم (٤/ ۱۸۵۹): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل عمر رضي الله عنه' حديث (۱٦/ ۲۳۹۱) و احمد (۲/ ۸۳ ' ۱۰۸ ' ۱۳۰ ' ۱۵٤) و الدارمي (۲/ ۱۲۸) كتاب الرؤيا: باب: القمص والبحر في النوم' من طريق ابن شهاب الزهري: عن حمزة بن عبد الله' فذكره۔

فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّخُزَيْمَةَ وَالطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ وَاَبِي اُمَامَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس میں سے پی لیا اور پھر باقی بچا ہوا "عمر" کو دے دیا لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ' حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ' حضرت طفیل بن سخبر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "صحیح" ہے۔

2210 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيْرِيُّ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ قَالَ وَهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ ابوامامہ بن سہل' نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سویا ہوا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے انہوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی کچھ کی قمیصیں سینے تک تھی اور کچھ کی اس سے نیچے تک تھی میرے سامنے "عمر" کو لایا گیا' تو وہ اپنی قمیص کو گھسیٹ رہے تھے (یعنی وہ زیادہ لمبی تھی) لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ آپ ﷺ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

دودھ کی تعبیر سے علم اور طویل قمیص کی شرح تعبیر دین سے کرنے کی وجوہات:

مختلف خوابوں کی تعبیر مختلف امور سے کی جاتی ہے۔ پہلی حدیث باب میں دودھ کی تعبیر علم سے کی گئی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، جس طرح دودھ کثیر الفوائد ہے مثلاً بچے کی غذا اور اعضاء جسم کی نشوونما کا سبب بنتا ہے اسی طرح علم بھی کثیر الفوائد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، مثلاً اس سے ایمان، عقائد، روح اور اعمال وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ جس طرح دودھ اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت کی دلیل بنتا ہے کہ ایک طرف گوبر ہے دوسری طرف خون ہے اور درمیان میں دودھ ہے، جس پر نہ خون کا رنگ غالب ہے اور نہ گوبر کی تاثیر، اسی طرح علم بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے مثلاً ایک طرف جہالت ہے اور دوسری طرف ظلمات و اوصاف مذمومہ ہیں جبکہ درمیان میں نورانیت یعنی علم ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح دودھ جسمانی غذاء بنتا ہے تو اسی علم بھی انسان کے لیے روحانی غذا بنتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

دوسری حدیث باب میں قمیص کی تعبیر دین سے بیان کی گئی ہے۔ مختلف لوگ مختلف قمیصوں میں پیش کیے گئے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قمیص سب سے طویل تھی۔ قمیص کی تعبیر دین سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح قمیص جسم انسان کی محافظ ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے جسم پر گرمی و سردی اور مٹی وغیرہ کے آثار نمایاں نہیں ہوتے، اسی طرح دین بھی جسم انسان کی جہنم سے حفاظت کرتا ہے اور اس سے بچاتا ہے۔ جس طرح کپڑا زمین پر گھسیٹنے کی وجہ سے نشان نمایاں ہو جاتا ہے، اسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات اور فتوحات کے آثار آپ کی شہادت کے بعد بھی نمایاں رہے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيزَانَ وَالدَّلْوَ

باب 10: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں میزان اور ڈول (دیکھنے کی تعبیر بیان کرنا)

2211 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّوُزِنَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَرَاَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم میں سے کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا: میں نے، میں نے دیکھا گویا ایک ترازو ہے، جو آسمان سے نیچے نازل ہو رہا ہے اس میں آپ ﷺ کا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو آپ ﷺ کا پلڑا بھاری تھا، ابوبکر کے مقابلے میں، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

2211- اخرجه ابو داؤد (۲/۶۱۹): كتاب السنة: باب: في الخلفاء، حديث (۴۶۳۴) من طريق اشعث، عن الحسن، فذكره۔

پلڑا بھاری تھا پھر اس ترازو کو اٹھا لیا گیا۔
راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناپسندیدگی کے تاثرات دیکھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2212 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ اِنَّهٗ كَانَ صَدَّقَكَ وَلٰكِنَّهٗ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُهٗ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ وَلَوْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِيِّ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ سے ورقہ کے بارے میں پوچھا گیا' تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی اور آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ خواب میں دکھایا گیا ہے۔ اس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس کے جسم پر دوسرا لباس ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔
عثمان بن عبدالرحمٰن نامی راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

2213 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ

متنِ حدیث: قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا فَنَزَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ فِيْهِ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرْيَهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خواب میں نظر آنے کے بارے میں بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اکٹھے ہوئے پھر ابوبکر نے ایک یا شاید دو

2212- اخرجه احمد (٦/٦٥) من طريق عروة، فذكره-

2213- اخرجه البخاري (٧/٥٠): كتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب عمر بن الخطاب ابي حفص، حديث (٣٦٨٢)، (١٢/٤٣٣): كتاب التعبير: باب: نزع الذنوب و الذنوبين من البئر بضعف، حديث (٧٠٢٠) و مسلم (٤/١٨٦٢): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل عمر رضي الله تعالى عنه، حديث (١٩/٢٣٩٢) و احمد (٢/٢٧، ٩٨، ١٠٤) من طريق سالم بن عبد الله، فذكره-

ڈول نکالے ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ ان کی مغفرت کرے پھر ''عمر'' اٹھا۔ اس نے اسے پکڑا تو وہ ایک بڑا ڈول بن گیا میں نے اس جیسا محنتی شخص کوئی نہیں دیکھا' اس نے لوگوں کو سیراب کر دیا' یہاں تک کہ وہ اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے طور پر ''غریب'' ہے۔

شرح

خواب میں ترازو کے وزنی اور ڈول نکالنے میں قوت نمایاں ہونے کی تعبیر:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسلوب ہے کہ باب کے اختتام میں کچھ احادیث مبارکہ ''باب بلا ترجمۃ'' کا عنوان قائم کر کے وارد کرتے ہیں، تاہم مترجمین اور شارحین ان کے مناسب عنوان قائم کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ پہلی اور تیسری حدیث ترجمۃ الباب سے مطابقت کرتی ہیں لیکن دوسری حدیث باب کا ترجمۃ الباب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

پہلی اور تیسری حدیث میں بالترتیب خلفاء اربعہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ ترازو میں وزن زیادہ ہونا اور ڈول نکالنے میں قوت کا مظاہرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالترتیب خلیفہ بنیں گے، ان کے بعد ملوکیت کا اور فتنوں کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے اور ان کے دور میں خوب فتوحات ہوئیں جس کے نتیجہ میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ شہادت فاروقی کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے لیکن ان کے دور میں بعض فتنوں نے جنم لیا تھا۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو مختلف فتنوں نے مزید سر اٹھانا شروع کر دیے، ان کی شہادت کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور فتنے نمایاں طور پر سامنے آ گئے۔

سفید لباس کی اہمیت:

سفید لباس مرد کی وقار کی علامت ہے، اس سے حسن شخصیت نمایاں ہو جاتا ہے اور بعض روایات میں مرد کی زینت قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سفید لباس اہل جنت کی علامت ہے' جس طرح عربی زبان اہل جنت کی علامت ہے، اسی طرح سفید لباس اہل جنت کی نشانی ہے۔ تاہم بعض روایات میں سبز لباس کو بھی اہل جنت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

2214 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَاَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ يُنْقَلُ اِلَى الْجُحْفَةِ

2214- اخرجه البخاري (۱۲/۴۴۳): كتاب التعبير: باب: اذا راى انه اخرج الشيء من كوة، حديث (۷۰۳۸)، و طرفاه في: (۷۰۳۹، ۷۰۴۰)، و ابن ماجه (۲ / ۱۲۹۳): كتاب تعبير الرؤيا: باب: تعبير الرؤيا، حديث (۳۹۲۴)، واحمد (۲ /۱۰۷، ۱۱۷، ۱۳۷)، من طريق موسى بن عقبة، قال: اخبرني سالم بن عبد الله، فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ایک خواب نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ مدینہ سے نکلی اور "مہیعہ" جا کر کھڑی ہوگی (راوی کہتے ہیں اس سے مراد "جحفہ" ہے)

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے: اس سے مراد مدینہ کی وبا ہے جو "جحفہ" کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔

یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2215 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَاَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَّالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ الْحَسَنَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ قَالَ

حدیثِ دیگر: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ اَيُّوْبَ مَرْفُوْعًا وَّرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَوَقَفَهُ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: آخری زمانے میں مؤمن کے خواب بہت کم جھوٹے ہوں گے لوگوں میں سب سے زیادہ سچے خواب وہ دیکھے گا جو بات کرنے میں سب سے زیادہ سچا ہوگا۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔ کچھ خواب وہ ہوتے ہیں جس میں آدمی اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے اور کچھ خواب وہ ہوتے ہیں جو شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں تو جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے بلکہ اٹھ کر نماز ادا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے خواب میں زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب ثقفی نے اس حدیث کو ایوب کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

حماد بن زید نے اسے ایوب کے حوالے سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

یثرب سے مدینہ طیبہ بننا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کا نام ''یثرب'' تھا، جس کا معنی ہے: امراض و وباؤں کا گھر لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس شہر میں قدم رنجہ ہوئے تو آپ کی برکت سے یہ شہر تمام امراض سے پاک ہو گیا اور اس کا نام ''یثرب'' کے بجائے ''مدینہ منورہ'' ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس شہر کو بھی ''حرم مدینہ'' کا درجہ حاصل ہو گیا۔ سیاہ فام عورت سے مراد وباء ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وباء کے ناسور سے پاک کر کے اسے اپنی خصوصی رحمتوں کا محور بنا دیا۔ یہی وہ مقدس شہر ہے، جس میں حضور اقدس نے قیام فرمایا بلکہ آج بھی محو استراحت ہیں، ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستر ہزار فرشتے شام سے صبح تک مسلسل حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مسجد نبوی اسی مقدس شہر میں ہے، جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر دیا جاتا ہے۔ اسی شہر میں مسجد ''قباء'' ہے، جس میں دو نوافل ادا کرنے سے عمرہ ادا کرنے کے مساوی ثواب ملتا ہے۔

نوٹ: دوسری حدیث باب کی توضیح گزر چکی ہے۔

2216 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ وَّهُوَ ابْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ وَّهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَهَمَّنِيْ شَاْنُهُمَا فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَاذِبَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِيْ يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں میں ان کی وجہ سے بڑا پریشان ہوا پھر میری طرف یہ بات وحی کی گئی کہ میں انہیں پھونک ماروں، میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے: میرے بعد دو ''جھوٹے نبی'' ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک کا نام مسیلمہ ہوگا، اور وہ یمامہ کا رہنے والا ہوگا اور ایک ''عنسی'' ہوگا، جو صنعاء کا رہنے والا ہوگا۔

یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے۔

2216- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۹۳): كتاب تعبير الرؤيا: باب: تعبير الرؤيا، حديث (۳۹۲۲) و احمد (۲/۳۳۸، ۳۴۴) من طريق نافع بن جبير، عن ابن عباس-

شرح

سونے کے کنگنوں کی تعبیر جھوٹی نبوت کے دعویدار:

حدیث باب میں دو کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹی نبوت کے دعویدار سے نکالی گئی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام مسیلمہ کذاب اور دوسرے کا نام اسود عنسی کذاب تھا۔ دونوں کا تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1۔ مسیلمہ کذاب کا تعارف: اس کا اصل نام "مسلمہ" تھا جو یمامہ کا باشندہ تھا، یہ قبیلہ بنو حنیفہ سے متعلق تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس قبیلہ کا وفد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوا۔ مسیلمہ اس وفد میں شامل تھا لیکن مدینہ طیبہ پہنچ کر سامان کی حفاظت کا بہانہ بنا کر خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا اور نہ قبول اسلام کیا بلکہ وفد میں شامل ہو کر جوں کا توں واپس آ گیا۔ یمامہ پہنچنے کے بعد مسیلمہ کذاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بایں الفاظ خط لکھا: من مسلمة رسول الله الى محمد رسول الله، سلام عليك، اما بعد! فانى قدر اشركت فى الامر معك، وان لنا نصف الارض ولقريش نصفها، ولكن قريشا يعتدون، اللہ کے رسول مسلمہ کی طرف اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام، آپ پر سلامتی، امابعد: آپ کے بھائی مجھے بھی رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ نصف زمین ہماری ہے اور نصف زمین قریش کی ہے لیکن قریش حد سے بڑھنے والے ہیں۔

مسیلمہ کذاب کی طرف سے یہ خط موصول ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس خط کا جواب بایں الفاظ تحریر کیا گیا تھا: بسم الله الرحمٰن الرحيم، من محمد رسول الله الى مسيلمة الكذاب، السلام على من اتبع الهدى، اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين، اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیلمہ کذاب کے نام، سلام اس شخص پر جو ہدایت پر ہے۔ امابعد! پس زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور آخرت پرہیزگار لوگوں کے لیے ہے۔

چونکہ خط میں اس کا نام حقارت کی وجہ سے صیغہ تصغیر سے استعمال کیا گیا تھا اس لیے وہ اس کے ساتھ مشہور ہو گیا تھا۔

10ھ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا، یہ فتنہ ابھی مکمل طور پر اٹھا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی جہاں منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد کیا وہاں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور مقابلہ بھی کیا۔ آپ کی خواہش اور حکم کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسیلمہ کذاب کے درمیان سخت معرکہ ہوا، جس میں بارہ سو مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہوا۔ اس طرح یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔

2۔ اسد عنسی کذاب کا تعارف: اس کا لقب ذوالخمار اور اصل نام عیہلہ یا عبہلہ تھا، بہت بڑا شعبدہ باز تھا۔ قبیلہ مذحج سے متعلق تھا، یمن کے مشہور شہر "صنعاء" کا باشندہ تھا، اہل یمن کے ساتھ مل کر مسلمان ہوا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں یہ مرتد ہو گیا تھا بلکہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا مرتد ہے۔ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، اپنی قوم کے لوگوں کو شعبدہ اور کرتب دکھا کر اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور پورا قبیلہ اس کا تابع فرمان ہو گیا۔ صنعاء اور نجران پر بھی وہ قابض ہو گیا۔ اس کی فوج سات سو افراد پر

مشتمل تھی لیکن اس فتنہ کی آگ تیزی سے ہر طرف پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامیان یمن کے نام خط ارسال فرمایا جس میں اس فتنہ کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ 10ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسود عنسی کو واصل جہنم کیا۔

زمانہ جاہلیت میں سلاطین وقت اپنی شان وشوکت اور قدر ومنزلت کے اظہار کے لیے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن استعمال کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خواب میں اپنی یہی کیفیت ملاحظہ کی تو پریشان ہوئے تو حالت خواب میں آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ان کنگنوں پر پھونک ماریں' چنانچہ آپ کے پھونک مارنے پر وہ کنگن فضاء میں اڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹی نبوت کے دعویداروں سے کی تھی اور اس کی تصریح حدیث باب میں موجود ہے۔

سونے کے کنگنوں سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ جھوٹی نبوت کے فتنے زور کے بل بوتے پر رونما ہوتے ہیں لیکن جب زور وبازو سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو ان کے ختم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔

2217 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَرَاَيْتُ سَبَبًا وَّاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَاَرَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ بَعْدَهٗ فَعَلَا ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ فَقُطِعَ بِهٖ ثُمَّ وُصِلَ لَهٗ فَعَلَا بِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ اَعْبُرُهَا فَقَالَ اعْبُرْهَا فَقَالَ اَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْاٰنُ لِيْنُهٗ وَحَلَاوَتُهٗ وَاَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ فَاَخَذْتَ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ اَصَبْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ بَعْضًا وَّاَخْطَاْتَ بَعْضًا قَالَ اَقْسَمْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَتُخْبِرَنِّيْ مَا الَّذِيْ اَخْطَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْسِمْ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے اس کو پی رہے تھے کچھ لوگ زیادہ لے رہے تھے کچھ کم لے رہے تھے پھر میں

2217- اخرجه ابوداؤد (۴ /۲۴۶): كتاب الايمان و النذور: باب: في القسم هل يكون يمينا' حديث (۳۲۶۸)' (۴ /۶۱۸): كتاب السنة: باب: في الخلفاء ' حديث (۴۶۳۲)' و ابن ماجه (۲ /۱۲۸۹): كتاب تعبير الرؤيا: باب: تعبير الرؤيا' حديث (۳۹۱۸)' من طريق الزهري' عن عبيد الله بن عبد الله ' عن ابن عباس ' فذكره-

نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین کی طرف آئی ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا یارسول اللہ ﷺ کہ آپ ﷺ نے اس کو پکڑا اور آپ اوپر چڑھ گئے۔ ایک اور شخص نے اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر اس کے بعد ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر وہ مل گئی پھر وہ شخص اوپر چڑھ گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اللہ کی قسم! آپ مجھے موقع دیجئے کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی تعبیر بیان کرو' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: بادل سے مراد اسلام کا بادل ہے اس سے شہد ٹپکنے سے مراد مطلب ہے یہ قرآن ہے' اس کی نرمی اور اس کی حلاوت ہے اور زیادہ لینے اور تھوڑا لینے سے مراد یہ ہے: کچھ لوگ قرآن کا علم زیادہ حاصل کریں گے' اور کچھ کم حاصل کریں گے۔ آسمان سے لے کر زمین تک آنے والی رسی سے مراد وہ حق ہے' جس پر آپ ﷺ گامزن ہیں آپ ﷺ نے اسے تھاما اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ کو بلندی عطا کی اور پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو تھامے گا وہ بھی اس کے ذریعے بلندی حاصل کرے گا پھر ایک اور شخص اس ک ذریعے بلندی حاصل کرے گا' پھر ایک شخص اس کو پکڑے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی پھر وہ مل جائے گی اس طرح وہ بھی بلندی حاصل کرے گا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے ٹھیک تعبیر بیان کی ہے یا غلط کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ ٹھیک ہے اور کچھ غلط کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو قسم دیتا ہوں' آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قسم نہ دو!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ایک صحابی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اس کی تعبیر:

حدیث باب میں صحابی رسول کا خواب مذکور ہے' جس کی تعبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی تھی۔ ارشاد نبوی کے مطابق خواب کی تعبیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کچھ خطاء بھی ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ خطاء کیا ہے؟ اس بارے میں محدثین کے متعدد اقوال ہیں۔

1- یہ تعبیر قرآن وحدیث سے بیان کرنے کی ضرورت تھی، لیکن صرف قرآن سے بیان کی گئی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث چونکہ قرآن کے تابع اور اس کی تفسیر ہے، لہٰذا جب قرآن کا ذکر کیا گیا تو بالتبع حدیث کا ذکر از خود ہو گیا۔

2- خواب کی تعبیر بتانے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پیش قدمی کی ہے در اصل یہی خطاء ہے۔ یہ بھی خطاء نہیں ہوسکتی کیونکہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر تعبیر بیان کی تھی۔

3- یکے بعد دیگرے رسی پکڑنے والوں کی تعیین نہ کرنا خطاء تھی۔ یہ بھی خطاء نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسے کلام کو مجمل کہہ سکتے ہیں، لیکن خطاء نہیں کہہ سکتے۔

4- خواب دیکھنے والے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: ثم اخذ به رجل فقطع به ثم وصل له فعلا به۔ کے الفاظ وضاحت طلب تھے لیکن ان کو جوں کا توں چھوڑ دیا گیا۔ یہی خطاء ہے۔

5- جس چیز کی وضاحت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تھی تو ہمیں اس کی وضاحت میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: کیا خواب کی حقیقت ہوتی ہے یا وہ تعبیر کے تابع ہوتا ہے؟

جواب: اس بارے میں دو قول ہیں:

1- خواب ایک مستقل حقیقت ہوتی ہے، اس کی دلیل حدیث باب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعبیر کے بعد سوال کے جواب میں یوں فرمایا: اصبت بعضاء واخطات بعضا۔ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب کی کچھ حقیقت کو پالیا تھا۔

2- دوسرا قول یہ ہے کہ خواب تعبیر کے تابع ہوتا ہے' اس کی دلیل وہ روایت ہے' جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ خواب پرندے کے پاؤں میں ہوتا ہے، جب تک اسی کی تعبیر نہ بیان کردی جائے یعنی خواب تعبیر سے متعلق ہوتا ہے۔

سوال: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قسم کھانے سے اس کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اور قسم دینے سے قسم کی تکمیل واجب نہیں ہوتی۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سات امور کا حکم دیا ہے جن میں سے ایک ابرار القسم بھی ہے یعنی قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 1239) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم کیوں پوری نہ فرمائی؟

جواب: ابرار القسم کا حکم وجوبی نہیں ہے' بلکہ استحبابی ہے' جس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تکمیل نہ فرمائی، بلکہ ان کی صداقت کو برقرار رکھنے کے لیے اس کی وضاحت بھی نہیں فرمائی تھی۔ اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت، عظمت وفضیلت اور صداقت وکرامت بیان کرنا بھی مقصود تھا۔

فائدہ نافعہ: اساتذہ کا اپنی نگرانی میں اپنے تلامذہ کو امامت وخطابت، درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی کی تربیت دینا، مسنون ہے' کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ کی اجازت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابی رسول کے خواب کی تعبیر بیان کی تھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی صحت وعدم صحت کی تائید بھی حاصل کرنے کی سعی فرمائی تھی۔

2218 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى بِنَا الصُّبْحَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَوْفٍ وَّجَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ

2218- اخرجه البخاري (۲/ ۲۸۸): كتاب الاذان: باب: يستقبل الامام الناس اذا سلم، حديث (۸۴۵) و اطرافه في: (۱۱۴۳، ۱۳۸۶، ۲۰۸۵، ۲۷۹۱، ۳۲۳۶، ۳۳۵۴، ۴۶۷۴، ۶۰۹۶، ۷۰۴۷) و مسلم (۴/ ۱۷۸۱): كتاب الرؤيا: باب: رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۳/ ۲۲۷۵) و ابن خزيمة (۲/ ۶۹) حديث (۹۴۲) و احمد (۵/ ۸، ۹، ۱۰، ۱۴) من طريق ابي رجاء، فذكره۔

قَالَ وَهٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ وَّهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ مُّخْتَصَرًا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب ہمیں صبح کی نماز پڑھا لیتے تھے، تو آپ اپنا چہرہٴ مبارک لوگوں کی طرف کرتے تھے اور دریافت کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی شخص نے گزشتہ رات کوئی خواب دیکھا ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہ روایت عوف اور جریر بن حازم کے حوالے سے ابورجاء کے حوالے سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طویل حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

محمد بن بشار نے یہی روایت اسی طرح ہمارے سامنے بیان کیا ہے۔ جو وہب بن جریر کے حوالے سے مختصر طور پر منقول ہے۔

شرح

خواب بیان کرنے یا سننے کی اہمیت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ فجر کی نماز کے بعد چہرہ انور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف کر کے تشریف فرما ہو جاتے، اگر خود خواب دیکھا ہوتا تو خدام کو سناتے ورنہ حکم فرماتے کہ تم لوگوں میں سے کسی نے تازہ خواب دیکھا ہے تو وہ بیان کرے۔ پرانا خواب اپنی اہمیت وافادیت کھو دیتا ہے لیکن خواب جدید سے مستقبل کے لیے بھی بعض امور میں رہنمائی مل جاتی ہے۔ مثلاً غزوۂ احد سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، جس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ اس غزوہ میں پہلے شکست سے دوچار ہونا پڑے گا پھر نصرت وفتح حاصل ہو گی۔ چنانچہ غزوہ احد کا نتیجہ ایسے ہی سامنے آیا۔ اس سے خوابوں کی بیان کرنے، ان کو سننے، ان کی تعبیر بیان کرنے اور سننے کی اہمیت وافادیت واضح ہو جاتی ہے۔



كِتَابُ الشَّهَادَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

گواہی کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشُّهَدَاءِ أَيُّهُمْ خَيْرٌ

باب 1: کون سے گواہ بہتر ہیں؟

2219 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِي عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَاْتِي بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ اَنْ يُسْاَلَهَا

اختلافِ سند: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ اَبِي عَمْرَةَ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَّاَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ وَاخْتَلَفُوا عَلٰى مَالِكٍ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ فَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِي عَمْرَةَ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِي عَمْرَةَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَهٰذَا اَصَحُّ لِاَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ اَيْضًا وَّاَبُو عَمْرَةَ مَوْلٰى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ وَلَهُ حَدِيثُ الْغُلُولِ وَاَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ

◆◆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں سب سے بہتر گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہوتا ہے' جو گواہی دینے کے لیے خود ہی آ جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس سے مطالبہ کیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابن ابوعمرہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ اکثر راویوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ بیان کیا ہے۔

اس روایت کے حوالے سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اسے ابوعمرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' جبکہ بعض نے اسے ابن ابوعمرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ صاحب عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری ہیں۔

2219- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۷۲۰): كتاب الاقضية: باب: ماجاء في الشهادات' حديث (۳) و مسلم (۳/۱۳۴٤): كتاب الاقضية: باب: بيان خير الشهود' حديث (۱۹/۱۷۱۹) و ابو داؤد (۳/۳۰٤): كتاب الاقضية: باب: في الشهادات' حديث (۳۵۹٦) و ابن ماجه (۲/۷۹۲): كتاب الاحكام: باب: الرجل عنده الشهادة لا يعلم بها صاحبها' حديث (۲۳٦٤) و احمد (۱۱۵/٤) (۱۹۳/۵) من طريق ابن ابي عمرة الانصاري' فذكره۔

ہمارے نزدیک یہی درست ہے کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر حوالوں سے یہ روایت عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے اور یہی مستند ہے۔

ابوعمرہ نامی صاحب حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

انہوں نے مالِ غنیمت میں خیانت سے متعلق روایت بھی نقل کی ہے۔ اکثر حضرات نے ان کا نام عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ ذکر کیا ہے۔

2222 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ ابْنُ بِنْتِ اَزْهَرَ السَّمَّانِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ حَدَّثَنِیْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: خَيْرُ الشُّهَدَاءِ مَنْ اَدّٰى شَهَادَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا

قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے بہتر گواہ وہ ہوتا ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

بہترین گواہی اور بہترین گواہ:

احادیث باب میں بہترین گواہی اور بہترین گواہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے ساتھ تعارض ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں موجود ہوں، پھر اس کے ساتھ متصل زمانہ ہے اور پھر اس کے ساتھ ملا ہوا زمانہ ہے۔ احادیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ بہترین وہ لوگ ہیں جو بغیر مطالبہ کے درست گواہی پیش کرتے ہیں؟

جواب: گواہی دو قسم کی ہے:

1- ایسی سچی گواہی جو کسی کے پاس کسی کے لیے موجود ہو، خواہ وہ ایسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، صاحب معاملہ کے مطالبہ سے قبل یا بعد میں پیش کر دے، ایسی گواہی خوب اور گواہ خوب تر ہے۔

2- ایسی گواہی ہے جو ناپسندیدہ ہو اور گواہ اسے پیش کرنے کے لیے بے تاب ہو، ایسی گواہی عموماً جھوٹی اور گواہ جھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ ایسا شخص جو کسی معاملہ میں گواہ بن سکتا ہو لیکن صاحب معاملہ کو اس کا علم نہ ہو، ایسے مسئلہ میں اگر گواہ گواہی پیش نہ کرے تو مسلمان اپنے حق سے محروم ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں قاضی کی عدالت میں خود گواہی پیش کرنی چاہیے۔ اگر ایسی گواہی کا صاحب معاملہ کو علم ہو وہ گواہی دینے کی درخواست بھی کرے کہ قاضی کی عدالت میں گواہی پیش

کرے گواہ گواہی پیش کرنے میں ٹال مٹول سے اکم نہ لے۔ تو وہ گواہی پسندیدہ ہے۔

حدیث کے الفاظ: قبل ان یسالھا (بصورت مضارع مجہول) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

1- صاحب معاملہ کے مطالعہ کے بغیر گواہی پیش کرنا اور صاحب معاملہ اس گواہی سے واقف بھی نہ ہو۔

2- صاحب معاملہ کے مطالبہ کے بعد فوراً گواہی پیش کرنا جبکہ صاحب معاملہ اس بارے میں جانتا بھی ہو۔ یہ دونوں صورتیں حدیث باب کا مصداق ہو سکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ لَّا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ

باب 2: کس کی گواہی قبول نہیں ہوگی؟

2221 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا مَجْلُودٍ حَدًّا وَّلَا مَجْلُودَةٍ وَّلَا ذِي غِمْرٍ لِأَخِيهِ وَلَا مُجَرَّبِ شَهَادَةٍ وَّلَا الْقَانِعِ أَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ وَلَا ظَنِينٍ فِي وَلَاءٍ وَّلَا قَرَابَةٍ قَالَ الْفَزَارِيُّ الْقَانِعُ التَّابِعُ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ وَيَزِيدُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: وَ قَالَ وَلَا نَعْرِفُ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ عِنْدِي مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا أَنَّ شَهَادَةَ الْقَرِيبِ جَائِزَةٌ لِقَرَابَتِهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي شَهَادَةِ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَالْوَلَدِ لِوَالِدِهِ وَلَمْ يُجِزْ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ شَهَادَةَ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَلَا الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَ عَدْلًا فَشَهَادَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ جَائِزَةٌ وَّكَذٰلِكَ شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي شَهَادَةِ الْأَخِ لِأَخِيهِ أَنَّهَا جَائِزَةٌ وَّكَذٰلِكَ شَهَادَةُ كُلِّ قَرِيبٍ لِقَرِيبِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا تَجُوزُ شَهَادَةٌ لِرَجُلٍ عَلَى الْآخَرِ وَإِنْ كَانَ عَدْلًا إِذَا كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ

وَذَهَبَ إِلَى حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

حدیث دیگر: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ إِحْنَةٍ

قولِ امام ترمذی: يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ وَّكَذٰلِكَ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ حَيْثُ قَالَ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ غِمْرٍ لِأَخِيهِ يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خیانت کرنے والے مرد' خیانت کرنے والی عورت' (جس مرد یا عورت کو) حدِ قذف میں کوڑے مارے گئے ہوں' جس کی ذاتی دشمنی ہو' جو جھوٹا گواہ ہو' کسی گھرانے کے

ملازم کی ان کے حق میں' ولاء یا قرابت میں تہمت زدہ شخص (ان سب کی) گواہی قبول نہیں ہوگی۔
فزاری نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "القانع" سے مراد پیروی کرنے والا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف یزید بن زیاد دمشقی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور یزید کو علم حدیث میں "ضعیف" قرار دیا گیا ہے اور یہ حدیث زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صرف یزید سے ہی منقول ہے۔
اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔
ہمیں اس حدیث کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک سند کے اعتبار سے بھی یہ مستند نہیں ہے۔
اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ اس حوالے سے کہ کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ دار کے بارے میں گواہی دے سکتا ہے۔
لیکن والد کی اپنی اولاد کے لیے یا اولاد کی اپنے والد کے لیے گواہی کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر اہلِ علم کے نزدیک اولاد' والد کے حق میں گواہی نہیں دے سکتی اور والد' اولاد کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔
بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ عادل ہوں' تو والد کی گواہی اولاد کے حق میں درست ہوگی۔ اسی طرح اولاد کی گواہی والد کے حق میں درست ہوگی۔
اہل علم کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: بھائی، اپنے بھائی کے حق میں گواہی دے سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے۔
اسی طرح ہر رشتہ دار' اپنے رشتہ دار کے بارے میں گواہی دے سکتا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ہو' تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف قبول نہیں ہوگی' اگرچہ وہ عادل ہی کیوں نہ ہو۔
انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج کی نقل کردہ "مرسل" حدیث کو اختیار کیا ہے' جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دشمن کی گواہی درست نہیں ہوتی۔
اسی طرح ایک حدیث میں یہ مفہوم بھی منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: صاحب غمر یعنی دشمنی رکھنے والے شخص کی گواہی جائز نہیں ہے۔

شرح

مردود الشہادت لوگ:

قبولیت شہادت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے: مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (البقرہ:282) "گواہ ایسے ہونے چاہییں جن کو تم پسند کرتے ہو"، چند اہم اوصاف کی وجہ سے گواہ پسندیدہ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:
1- مسلمان ہونا۔ 2- عاقل ہونا۔ 3- بالغ ہونا۔ 4- گفتگو پر قدرت حاصل ہونا۔ 5- دیندار ہونا، 6- بامروت ہونا۔ 7- متہم نہ ہونا وغیرہ، گواہوں کی گواہی معتبر ہونے کے لیے ان اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی خبر میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔ وہ سچی ہوگی یا جھوٹی ہوگی، صدق و کذب معلوم کرنے کے لیے کوئی قرینہ ہوگا۔ وہ قرینہ بیان کرنے والے میں ہوگا یا

بیان کی ہوئی بات میں ہوگا یا ان دونوں کے غیر میں موجود ہوگا، لیکن مخبر کے علاوہ کسی میں یہ صفات مدار شرعی نہیں بن سکتیں۔

حدیث: باب میں مردود الشہادت لوگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- خائن ہونا: عورت اور مرد جو امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہو کیونکہ جو شخص امانت میں خیانت کر سکتا ہے وہ گواہی میں بھی خیانت کر سکتا ہے۔

2- محدود ہونا: وہ مرد و زن جس پر حد شرعی نافذ کی گئی ہو، کی گواہی بھی غیر معتبر ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے حد نافذ ہوتی ہے، مثلاً شراب نوشی، زنا کاری اور کسی پر الزام عائد کرنا وغیرہ۔ چونکہ مرتکب کبائر فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔

سوال: مرتکب الکبائر کی گواہی نا قابل قبول ہونے کی وجہ اس کا فسق ہونا ہے، کیا توبہ سے قبل یا توبہ کے بعد یا دونوں صورتوں میں اس کی گواہی غیر معتبر ہوگی؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ توبہ سے قبل اور توبہ کے بعد اس کی گواہی نا قابل قبول ہوگی۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور:4) وہی لوگ فاسق ہیں، دیگر آئمہ کا نقطہ نظر ہے کہ توبہ سے قبل تو اس کی گواہی نا قابل ہوگی لیکن توبہ کے بعد قابل قبول ہوگی۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے، اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا (النور:5) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی۔

3- عداوت ہونا: فریقین میں عداوت و دشمنی ہو تو ان کی باہم گواہی نا قابل قبول اور غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ عداوت کی وجہ سے گواہی حقیقت اور صداقت پر مبنی نہیں ہوگی۔

4- جھوٹی گواہی کا عادی ہونا: وہ مرد یا عورت جسے بات بات پر جھوٹ بولنے کی عادت ہو اس کی گواہی غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس کی گواہی بھی جھوٹ کا پلندہ ہوگی۔

5- خاندان کا خادم ہونا: کسی خاندان کا خادم یا نوکر ہو تو اس کی گواہی متعلقہ خاندان کے حق میں غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ اس کے مفادات خاندان سے وابستہ ہوتے ہیں اور یہ گواہی دیتے وقت خاندان کی رعایت و تائید کو پیش نظر رکھے گا۔

6- ولاء یا رشتہ میں متہم ہونا۔ وہ مرد یا عورت جو ولاء یا رشتہ میں متہم ہو اس کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

باب 3: جھوٹی گواہی دینے (کا وبال)

2222 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ الْاَسَدِيِّ عَنْ فَاتِكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ اَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكًا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ)

2222- اخرجه احمد (۱۷۸/۴) من طریق سفیان بن زیاد، عن فاتک بن فضالة، فذکره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَّاخْتَلَفُوْا فِىْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَّلَا نَعْرِفُ لِاَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ایمن بن خریم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی دینا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے جتنا جرم ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف سفیان بن زیاد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

محدثین نے اس حدیث کی روایت میں سفیان بن زیاد سے منقول ہونے میں اختلاف کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ایمن بن خریم نامی راوی نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

2223 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَسَدِيِّ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْاَسَدِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالشِّرْكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا عِنْدِىْ اَصَحُّ وَخُرَيْمُ بْنُ فَاتِكٍ لَهُ صُحْبَةٌ وَّقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ وَهُوَ مَشْهُوْرٌ

حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی دینے کو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینے (کی طرح بڑا) گناہ قرار دیا گیا ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو''۔ یہ آیت آخر تک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ روایت درست ہے۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ صحابئ رسول ہیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور یہ بات مشہور ہے۔

2224 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: هَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

2223- اخرجه ابوداؤد (۲/۳۰۵): كتاب الاقضية: باب: فى الشهادة الزور، حديث (۳۵۹۹) و ابن ماجه (۲/۷۹۴): كتاب الاحكام: باب: شهادة الزور، حديث (۲۳۷۲) و احمد (۴/۳۲۱) من طريق سفيان العصفرى، عن ابيه، عن حبيب، فذكره۔

2224- اخرجه البخارى (۵/۳۰۹): كتاب الشهادات: باب: ما قيل فى شهادة الزور رقم (۲۶۵۴) و اطرافه فى (۵۹۷۶، ۶۲۷۳، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹) و مسلم (۱/۲۵۹ - نووى): كتاب الايمان: باب: بيان الكبائر و اكبرها، حديث (۸۷/۱۴۳)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹی بات کہنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اس بات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی: کاش آپ خاموش ہوجائیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 4: بلاعنوان

2225 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُوْنَ وَيُحِبُّوْنَ السِّمَنَ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلُوْهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ

اسنادِ دیگر: وَاَصْحَابُ الْاَعْمَشِ اِنَّمَا رَوَوْا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ

مذاہب فقہاء: قَالَ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلُوْهَا اِنَّمَا يَعْنِىْ شَهَادَةَ الزُّوْرِ يَقُوْلُ يَشْهَدُ اَحَدُهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّسْتَشْهَدَ

وَبَيَانُ هٰذَا فِىْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیثِ دیگر: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الشُّهَدَاءِ الَّذِىْ يَاْتِىْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا هُوَ عِنْدَنَا اِذَا اُشْهِدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّىْءِ اَنْ يُّؤَدِّىَ شَهَادَتَهٗ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الشَّهَادَةِ هٰكَذَا وَجْهُ الْحَدِيْثِ

عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے' پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے۔ یہ بات آپ نے تین زمانوں کے بارے میں ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا) پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے' جو موٹے ہوں گے' اور موٹاپے کو پسند کریں گے' اور وہ شہادت کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دیں گے۔

یہ حدیث اعمش سے منقول ہونے کے اعتبار سے "غریب" ہے۔

اعمش کے شاگردوں نے اسے اعمش کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

یہ روایت محمد بن فضیل کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے: وہ لوگ گواہی دیں گے' اس سے پہلے کہ ان سے گواہی کا مطالبہ کیا جائے' یعنی وہ جھوٹی گواہی دیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان یہ ہے: ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی' لیکن وہ پھر بھی گواہی دے دیں گے۔

اس مفہوم کا بیان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والوں کا ہے' پھر اس کے بعد والوں کا ہے' پھر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ یہاں تک آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی نہیں مانگی گئی ہوگی اور آدمی قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی گئی ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "سب سے بہتر گواہ وہ ہے' جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے" اس سے مراد یہ ہے: جب کسی شخص کو کسی چیز پر گواہ بنالیا جائے' تو وہ گواہی کو ادا کرے' اور گواہی دینے سے انکار نہ کرے۔

بعض اہل علم کے نزدیک حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

شرح

جھوٹی گواہی کی مذمت وعید:

خلاف واقع اور ظلم پر مبنی بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے، اسی طرح خلاف واقع اور عدم انصاف پر مبنی گواہی کو "جھوٹی گواہی" قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وعید و مذمت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی اور دوسری حدیث باب میں جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے کے برابر جرم قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا جرم ہے، اسی طرح جھوٹی گواہی بھی گناہ عظیم ہے۔ یہ دونوں امور (شرک اور جھوٹی گواہی) گناہ کبیرہ ہیں۔ تاہم دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ شرک نا قابل معافی گناہ ہے اور جھوٹی گواہی ایسا جرم ہے' جو توبہ سے معاف ہوسکتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکبرالکبائر تین گناہ بیان کیے ہیں، جن میں ایک جھوٹی گواہی پیش کرنا ہے۔

وہ تین گناہ یہ ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔

2- والدین کی نافرمانی کرنا۔

3- جھوٹی گواہی پیش کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی بھی اشراک باللہ اور والدین کی نافرمانی کے برابر جرم ہے، جس سے اجتناب واحتراز از بس ضروری ہے۔

احادیث باب میں جھوٹی گواہی کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ٥ (الحج:30) پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور تم جھوٹی بات (جھوٹی گواہی) سے بچو۔ بتوں کی پوجا اور جھوٹی گواہی دونوں یکساں جرم اور گناہ کبیرہ ہیں، اس لیے ان سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چوتھی حدیث کا بظاہر باب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، تاہم اس کی وضاحت گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکی ہے۔



كِتَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

زُہد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: الزہد: فعل ثلاثی مجرد صحیح باب سمع کا مصدر ہے، جس کا لغوی معنیٰ ہے: الگ ہونا، ترک کرنا۔ اس کا شرعی یا اصطلاحی معنیٰ ہے: بے رغبتی یا پریشانی یا حقارت کی بناء پر کسی چیز کو ترک کر دینا۔ چنانچہ یوں کہا جاتا ہے۔ زَهَدَ فِي الدُّنْيَا۔ فلاں شخص نے دنیا کو حقارت کی وجہ سے حرام چیزوں کو مؤاخذہ کے خوف سے اور حلال چیزوں کو محاسبہ کے اندیشہ سے ترک کر دیا۔

لفظ: زہد کے ساتھ لفظ: الرقاق، بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ الرقیق کی جمع ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ ہے: لطیف، باریک۔ اس کا اصطلاح معنیٰ ہے: ایسی باتیں جن سے دل دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور آخرت کی طرف مائل ہو جائے۔

اہم امور کی نشاندہی:

موقع کی مناسبت سے پانچ اہم امور ہیں جن کی نشاندہی اور ان کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ وہ امور خمسہ درج ذیل ہیں:

1 - دنیوی دولت کا برابر نہ ہونا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیوی دولت بنفسہ بری نہیں ہے، یہ دولت بری اس وقت ہوگی جب ناجائز طریقہ سے حاصل کی جائے یا ناجائز امور میں خرچ کی جائے۔ قرآن کریم میں بیت اللہ اور دولت کو لوگوں کا سہارا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (المائدہ:97)

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت کی جگہ ہے لوگوں کے قیام کا سبب بنایا۔

دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (النساء:5)

تم یتیموں کو اپنے وہ اموال فراہم نہ کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے "سرمایہ زندگی" بنا رکھا ہے"۔

مزید ایک مقام پر فرمایا گیا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اعراف 31)

"تم کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

یہی مال و متاع اور خیر میں خرچ کیا جائے تو عبادت بن سکتا ہے۔

2 - دولت آخرت سنوارنے کا ذریعہ ہونا: اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت کے جو مصارف بیان کیے ہیں ان میں خرچ کی جائے تو

اخروی زندگی سنوارنے کا ذریعہ بھی ہے۔ انسان ذاتی مفادات یا دنیوی فوائد کے لیے دولت خرچ کرتا ہے، تو اس کا دنیا میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب یہی دولت بطور زکوٰۃ و خیرات، حج و عمرہ میں اور یتیم و بے سہارا لوگوں کی کفالت کے لیے خرچ کی جائے تو آخرت سنوارنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

3- دنیا کی زینت کفر اور آخرت کی زینت ایمان ہونا: عام طور پر مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار و مشرکین کی مالی حالت بہتر ہوتی ہے، کیونکہ دنیا ان کے لیے جنت اور مفادگاہ قرار دی گئی ہے۔ مسلمانوں کے لیے دنیا امتحان گاہ اور آخرت کی زندگی کو راحت و آرام سے مزین کیا گیا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے کفر دنیا کی زینت ہے اور مسلمانوں کے لیے ایمان آخرت کی زینت ہے۔ مسلمان دنیوی دولت کے بجائے اپنے ایمان کی دولت پر ناز کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

4- دنیا کے حوالے سے اہل تصوف کا طرز عمل: بعض اہل تصوف نے ترک دنیا کو پسند کیا اور لوگوں سے مکمل طور پر علیحدہ ہو کر زندگی گزارنا شروع کر دی۔ بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اپنے مؤقف کی اصلاح کر لی۔ جمہور اہل تصوف نے ہمیشہ لوگوں سے میل جول رکھتے ہوئے اور ان کی اصلاح و تربیت کرتے ہوئے زندگی گزارنا پسند کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت غوث اعظم، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار، حضرت داتا گنج بخش، حضرت خاجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہم اللہ تعالیٰ و غیرھم اسلاف کی حیات مبارکہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔

5- ناداری و غربت رحمت ہونا: مسلمان کے افلاس و غربت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1- اختیاری: اختیاری ناداری پسندیدہ اور قابل ستائش ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناز کرتے ہوئے فرمایا تھا: الفقر فخری، غربت میرا فخر ہے۔ یہ دولت اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطا ہے، جو اس کے مخصوص بندوں کو میسر آتی ہے۔

2- اضطراری: اضطراری غربت قابل تعریف چیز نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات انسان کو کفر کے قریب کر دیتی ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: كاد الفقر ان يكون كفرا ۔ یعنی غربت انسان کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے، ایسی غربت سے نجات حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کسب حلال ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا: كسب الحلال فريضة بعد الفريضة۔ حلال کمائی بعض فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔

بَاب الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ

باب 1: صحت اور فراغت، ان دو نعمتوں کے حوالے سے بہت سے لوگ نقصان کا شکار ہیں

2226 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ صَالِحٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

2226- اخرجه البخاری (۱۱ / ۲۳۳): كتاب الرقاق: باب: ما جاء فی الرقاق، حديث (۶۴۱۲)، و ابن ماجه (۲/۱۳۹۶): كتاب الزهد: باب: الحكمة، حديث (۴۱۷۰)، واحمد (۱/۲۵۸، ۳۴۴)، والدارمی (۲/۲۹۷): كتاب الرقاق: باب: فی الصحة و الفراغ، و عبد بن حميد (۶۲۹)، حديث (۶۸۵) من طريق عبد الله بن سعيد بن ابی هند، انه سمع اباه: فذكره-

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ اَبِی هِنْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف روایت: وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ اَبِی هِنْدٍ فَرَفَعُوهُ وَاَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ اَبِی هِنْدٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو طرح کی نعمتوں کے بارے میں بہت سے لوگ نقصان کا شکار ہیں۔ ایک صحت اور دوسری فراغت۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

کئی راویوں نے اسے عبداللہ بن سعید کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے، جبکہ بعض راویوں نے اسے عبداللہ بن سعید کے حوالے سے "موقوف" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

خوابِ غفلت سے بیدار ہونا:

آج کا انسان دنیوی امور کو نہایت دلچسپی سے انجام دیتا ہے، صحت و تندرستی کے زمانہ میں اپنے امور تیزی سے نمٹا لیتا ہے اور فرصت کے لمحات سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے، مصروفیت کے زمانہ کا کام پیشگی کرنا اس کے معمولات میں شامل ہے۔ البتہ اخروی یا دینی معاملات میں دلچسپی نہیں ہے، بلکہ وہ خیال کرتا ہے کہ ابھی زندگی طویل ہے، عیش و عشرت سے لطف اٹھا لیا جائے اور جب بڑھاپے کا آغاز ہوگا تو دینی امور میں لگ جائیں گے۔ اس طرح دینی اور اخروی امور کو نظر انداز کیا جاتا ہے حتیٰ کہ موت کا پیغام آجاتا ہے۔ حدیث باب میں اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ صحت و تندرستی اور فراغت دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن کو غنیمت تصور کرتے ہوئے دینی امور انجام دینا چاہیے تاکہ حیاتِ اخروی و دائمی میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اس بارے میں کاہلی و سستی اور عدم توجہ کے سبب آخرت میں ندامت و پریشانی کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔

بَاب مَنِ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ اَعْبَدُ النَّاسِ

باب 2: سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے، جو حرام چیزوں سے سب سے زیادہ بچتا ہو

2227 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِی طَارِقٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2227- اخرجه احمد (۲/۳۱۰) قال العجلونی فی (كشف الخفا) (۱۱/۴۴) رواه احمد و الترمذی عن ابی هريرة بسند ضعيف

متن حدیث: مَنْ يَّاخُذُ عَنِّي هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا وَّقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُّؤْمِنًا وَّاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُّسْلِمًا وَّلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ شَيْئًا

اختلاف روایت: هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَّعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوْا لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى اَبُوْ عُبَيْدَةَ النَّاجِيُّ عَنِ الْحَسَنِ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کون شخص ہے' جو مجھ سے ان کلمات کو سیکھ کر ان پر عمل کرے' اور ان لوگوں کو ان کی تعلیم دے جو اس پر عمل کریں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: میں' یارسول اللہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے پانچ چیزیں گنوائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: حرام کاموں سے بچنا تم سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارا مقدر کیا ہے اس سے راضی رہنا سب سے بڑے بے نیاز بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کامل مؤمن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے اسی چیز کو پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو' کامل مسلمان ہو جاؤ گے' اور زیادہ نہ ہنسنا کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حسن نامی راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

یہی روایت ایوب' یونس بن عبید اور علی بن زید کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: حسن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابوعبیدہ ناجی نے اسے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

حرام وممنوع امور سے احتراز عبادت ہونا:

احکام دین دو قسم کے ہو سکتے ہیں:

١ - اوامر: جن کا بجالانا ضروری ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔

2- نواہی: وہ امور ہیں، جن سے احتراز واجتناب کرنا از بس ضروری ہے۔ مثلاً قتل، زنا، چوری، کذب بیانی، الزام عائد کرنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا اور ملاوٹ وغیرہ۔ دونوں میں سے نواہی سے اجتناب کرنا زیادہ دشوار ہے اور ان میں سستی یا عدم توجہ کا شکار ہو جانے کا نقصان بھی زیادہ ہے۔ اس بارے میں ایک مشہور ضابطہ ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے نیکیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۔ (القرآن) بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مشہور ارشاد گرامی ہے: وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات 2)"تم عام لوگوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارو کہ اس سے تمہارے اعمال تباہ ہو جائیں گے اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا"۔

حدیث باب میں چند اہم امور کی تعلیم دی گئی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ: تم محارم و ممنوعات سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے' اوامر پر عمل کرنے کی نسبت نواہی و محارم سے بچنا مشکل ہے اور اس کے فوائد و منافع کثیر ہیں' لہٰذا انسان کو چاہیے جو بھی کام ہو اس کی شرعی حیثیت کو ضرور پیش نظر رکھے تاکہ اسے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

2- وَاَرْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ: اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہارے حصہ میں لکھ دی ہے اس پر راضی ہو جاؤ' تو تم لوگوں سے زیادہ مالدار بن جاؤ گے۔ صحت و مرض، کشادگی و تنگدستی، غربت و فراوانی اور تکلیف و شادمانی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب مسلمان اللہ تعالیٰ پر ہر معاملے میں خوش ہوتا ہے اور اس کی رضا کو پیش نظر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی کا محتاج نہیں کرتا بلکہ پوری مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

3- وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا: تو اپنے ہمسائے سے حسن سلوک کر تو مومن بن جائے گا۔ انسان پر حقوق اللہ کے بعد والدین کے حقوق عائد ہوتے ہیں اور والدین کے بعد سب سے زیادہ حقوق ہمسائے کے ہیں۔ ہمسایہ وہ ہے' جو چوبیس گھنٹے بلکہ تا حیات کا ساتھی ہوتا ہے۔ کسی خوشی یا غمی کے موقع پر سب سے پہلے اس سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ جو شخص اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایمان کامل کی دولت سے نوازتا ہے۔

4- وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا: اور تو لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو کامل مسلمان بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، انسان اس کے کنبے کا اہم فرد ہے۔ جو شخص لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے مثلاً اوامر پر عمل اور نواہی سے احتراز تو انسان کامل مسلمان کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔

5- وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ ۔ تم زیادہ نہ ہنسو، بیشک زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ انسان بعض اوقات اخلاقیات کے دائرہ سے نکل کر مذاق، لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے' جو اس کی شایان شان ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ حدیث باب میں ایسی حرکات سے انسان کو منع کیا گیا ہے۔ یہ ارشاد نبوی اس ارشاد خداوندی کا مصداق ہے: لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ؟ جو کام تم خود نہیں کرتے اس کا دوسروں کو کیوں حکم کرتے ہو؟

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حرام و ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا، بہت بڑی عبادت ہے اور انسان کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ

باب 3: نیک عمل میں جلدی کرنا

2228 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنْ مُّحْرِزِ بْنِ هَارُوْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا اَوْ غِنًى مُطْغِيًا اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحْرِزِ بْنِ هَارُوْنَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى بِشْرُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُّحْرِزِ بْنِ هَارُوْنَ هٰذَا وَقَدْ رَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَمَّنْ سَمِعَ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِیَّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ تَنْتَظِرُوْنَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سات (طرح کی صورتحال) ظاہر ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو۔ کیا تم لوگ بھلا دینے والی غربت، سرکش کردینے والی خوشحالی، فاسد کردینے والی بیماری، مخبوط الحواس کردینے والے بڑھاپے، جلد رخصت کردینے والی موت یا دجال کا انتظار کررہے ہو؟ جو غیر موجود چیزوں میں سب سے برا ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے یا پھر قیامت کا انتظار کررہے ہو اور قیامت تو نہایت ہی سخت اور کڑوی ہے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اعرج کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جسے محرز بن ہارون نامی راوی نے روایت کیا ہے۔

بشر بن عمر اور دیگر راویوں نے اسے محرز بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

معمر نامی راوی نے اس حدیث کو ایک شخص سے نقل کیا ہے جس نے اسے سعید مقبری سے سنا ہے اور یہ ان کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں: ''تم انتظار کررہے ہو''۔

شرح

نیکی کے کاموں میں جلدی کرنا:

انسان کو نیکی کے معاملہ میں کاہلی و سستی نہیں بلکہ عجلت سے کام لینا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (القرآن) ''تم نیکی کے معاملہ میں سبقت کرنے کی کوشش کرو''۔ حدیث باب میں بھی یہ درس دیا گیا ہے کہ سات امور میں عوارض آنے سے قبل جلدی نیکی کرلو۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- انسان خوشحال ہو تو غربت آنے سے قبل نیکی کا کام کر۔

2- اگر حالت صحت میں ہو تو سرکش بننے سے قبل نیکی کر۔

3- جب کوئی تنگدست ہو تو مزید مرض کا شکار ہونے سے قبل نیکی کر۔

4- اگر کوئی جوان ہو تو بڑھاپا آنے سے قبل کوئی نیکی کا کام کر۔

5- زندہ شخص موت آنے سے قبل نیکی کر۔

6- اگر کسی کو ظہور دجال کا انتظار ہو تو اس کے ظاہر ہونے سے قبل نیکی کا کام کر۔

7- اگر کسی شخص کو قیام قیامت کا انتظار ہو تو اس کے قائم ہونے سے قبل نیکی کر۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ذِکْرِ الْمَوْتِ

باب 4: موت کو یاد کرنا

2229 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِى الْمَوْتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز کو یاد کرو۔ راوی کہتے ہیں اس سے مراد موت ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2230 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَحِيْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ هَانِئًا مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ عُثْمَانُ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِىْ وَتَبْكِىْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا الْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ يُوْسُفَ

◆◆ ہانی بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس ہوتے تو اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کی داڑھی

2229- اخرجه النسائي (٤/٤): كتاب الجنائز: باب: كثرة ذكر الموت، حديث (١٨٢٤) و ابن ماجه (٢/١٤٢٢): كتاب الزهد: باب: ذكر الموت و الاستعداد له، حديث (٤٢٥٨)، من طريق محمد بن عمرو، عن ابى سلمة، فذكره-

2230- اخرجه ابن ماجه (٢/١٤٢٦): كتاب الزهد: باب: ذكر القبر و البلى، حديث (٤٢٦٧) واحمد (١/٦٣) من طريق هانى، مولى عثمان، فذكره-

مبارک تر ہو جایا کرتی تھی۔ ان سے دریافت کیا گیا: (آپ کے سامنے) جنت اور جہنم کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن آپ نہیں روتے لیکن قبر پر آ کر آپ رونے لگتے ہیں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر آدمی نے اس سے نجات پالی تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جتنے بھی گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والے منظر دیکھے ان میں سب سے زیادہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والا منظر قبر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف ہشام بن یوسف کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

موت کو بکثرت یاد کرنا:

زندگی پر تو شک ہو سکتا ہے مگر موت ایک اٹل حقیقت ہے، جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بعض لوگ اپنی زندگی اس انداز سے گزرتے ہیں کہ ان کے طرز حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت سے مکمل طور پر غافل ہیں اور دنیا میں مستقل طور پر دل لگا بیٹھے ہیں۔ موت کو یاد رکھنے کے کثیر فوائد ہیں کہ انسان گناہوں سے بچتا ہے، ہمہ وقت نیکیوں کی طرف مائل رہتا ہے اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

دوسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ آخرت کی منازل میں سے قبر پہلی منزل ہے، اگر یہ منزل آسان ہو گی تو دوسری منازل بھی آسان ہو جائیں گی ورنہ سب منازل مشکل سے مشکل تر ہوتی جاتی ہیں۔ انسان کی موت کے بعد عالم برزخ کا آغاز اور جزاء و سزاء کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ قبر مقام خوف ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد مختلف احوال پیش آتے ہیں۔ وہاں منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات دینا پڑتے ہیں۔ اسی مقام کے حوالے سے زبان نبوت سے بیان کردہ احوال پر غور و فکر کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنسو بہاتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ

باب 5: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے

2231 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا

2231۔ اخرجه البخاری (۱۱ /۳٦٤): كتاب الرقاق: باب: من احب لقاء الله احب الله لقاءه، حديث (٦٥٠٧) و مسلم (٤/٢٠٦٥): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة والاستغفار: باب من احب لقاء الله، احب الله لقائه، حديث (١٤/ ٢٦٧٣) و النسائی (٤/ ١٠): كتاب الجنائز: باب فيمن احب لقاء الله، حديث (١٨٣٦، ١٨٣٧) و احمد (٥/٣١٦، ٣٢١) و عبد وبن حميد (٩٤) حديث (١٨٤) و الدارمی (٢/٣١٢): كتاب الرقاق: باب: فی حب لقاء الله، من طريق قتادة، عن انس، فذكره۔

يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى

حکم حدیث: قَالَ حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا:

اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی بارگاہ میں حاضری وہ شخص پسند کرتا ہے' جو اپنی زندگی اس کے احکام کے مطابق گزارتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہے اور ہر معاملہ میں اس کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی نہیں گزارتا بلکہ آزاد اور باغی کی حیثیت سے زندہ رہنا پسند کرتا ہے تو وہ مرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھتے ہیں' اس کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں تو وہی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہ ہو وہ نہ مرنا پسند کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ الحاصل! مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو پہلے گروہ میں شامل کرے اور دوسرے گروہ سے احتراز کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِنْذَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمَهُ

باب 6: نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کو ڈرانا

2232 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

2232۔ اخرجہ احمد (۱۳۶/۶)، ومسلم (۶۲۳۱ - الابی): کتاب الایمان باب: فی قولہ تعالیٰ: (وانذر عشیرتک الاقربین) رقم (۲۰۵/۲۵۰)، والنسائی فی الکبریٰ (۴۳۳/۶) کتاب التفسیر' باب (وانذر عشیرتک الاقربین) رقم (۱/۱۱۳۷۶)۔

سَلُوْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَا شِئْتُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ حَدِیْثُ عَآئِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

اختلافِ سند: هٰكَذَا رَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَ هٰذَا وَرَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا لَمْ یَذْكُرْ فِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے فاطمہ بنت محمد! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارے لیے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوں تم مجھ سے میرے مال میں سے جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر اس کی مانند نقل کیا ہے۔ انوں نے اس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور اصلاح اپنی امت کو ڈرانا:

مشائخ اپنے مریدین، مدرسین اپنے تلامذہ اور والدین اپنی اولاد کی تربیت واصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، تاکہ مستقبل میں تربیت یافتہ لوگ اپنے فرائض منصبی انجام دینے میں سرخرو ہو سکیں۔ بلاتشبیہ اسی طرح نبی علیہ السلام اپنی قوم کی تربیت کرتا ہے کہ قوم اپنے فرائض وخدمات انجام دینے میں غافل نہ ہو سکے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی قوم کی تربیت کرتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ (الشعراء: 214) اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ڈراتے ہوئے فرمایا: اے صفیہ بنت عبدالمطلب! (آپ کی پھوپھی محترمہ) اے فاطمہ بنت محمد! (آپ کی صاحبزادی) اور اے اولاد عبدالمطلب! میں ذاتی طور پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ تاہم تم مجھ سے مال ومتاع جتنا چاہو حاصل کر سکتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرنے، اس کی متعین کردہ حدود کو پھلانگنے اور نافرمانی سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے جب تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں آ گئے تو تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکے گا بلکہ ذاتی طور پر میں بھی نہیں بچا سکوں گا' لہٰذا تم اس کی نافرمانی اور گناہوں کے ارتکاب کرنے سے باز آ جاؤ۔ خواہ اس روایت کے مخاطب چند لوگ ہیں لیکن اس کا حکم عام ہے' جو تمام امت کو شامل ہے۔

سوال، اس روایات سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی کی طرح کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے، تو پھر آپ

سے وسیلہ وشفاعت کی امید وابستہ کرنا بھی جائز نہیں ہے؟

جواب: اس بات میں شک نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر نہ کسی کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اسی روایت کے آخری الفاظ: **سلونی من مالی ما شئتم،** سے بھی اسی عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت خداوندی کے بااختیار وزیر ہیں جسے آپ جو بھی چیز چاہیں عنایت کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

باب 7: اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ رونے کی فضیلت

2233 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رونے والا شخص جہنم میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگا' جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی یہ عملی طور پر ناممکن ہے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں (انسان کے جسم پر لگنے والا) غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اس بارے میں حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی آل طلحہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور مدنی اور ثقہ ہیں۔

شعبہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

شرح

خوف خدا سے رونے کی فضیلت:

خوف خداوندی، صالحین کی زینت ہے۔ وہ اس کے سبب ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہاتی رہتی ہیں۔

2233- اخرجه النسائی (۶/ ۱۲): کتاب الجهاد: باب: فضل من عمل فی سبيل الله على قدمه، حديث (۳۱۰۸) و ابن ماجه (۲/ ۹۲۷): کتاب الجهاد: باب: الخروج فی النفير، حديث (۲۷۷۴)۔

اسی وصف کی وجہ سے انہیں ایسا قربِ خدا حاصل ہو جاتا ہے کہ ان کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں پورا کر دیتا ہے۔

حدیث باب کے موضوع کی مناسبت سے وارد ہونے والی روایات میں تین شخصوں کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے انہیں جنتی قرار دیا گیا ہے۔ وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

1- وہ شخص جس کی آنکھ نے خشیتِ باری تعالیٰ کی وجہ سے آنسو بہائے۔

2- وہ شخص جس کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرا دیتے ہوئے بیدار رہی۔

3- وہ شخص جس کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے خاک آلود ہوئے۔

فائدہ نافعہ: تلاوت قرآن کے وقت، دوران نماز، بیت اللہ کا طواف کرتے وقت، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سوانح اولیاء اور حالات صالحین کا مطالعہ کرتے وقت مسلمان کو آنسو بہانے چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

باب 8: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "مجھے جو علم ہے اگر وہ تمہیں علم ہو تو تم لوگ تھوڑا ہنسو"

2234 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ مُّوَرِّقٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

آثارِ صحابہ: وَيُرْوٰى مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ قَالَ لَوَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں وہ چیز دیکھ لیتا ہوں جسے تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ چیز سن لیتا ہوں جسے تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے اس بات کا حق ہے: وہ چرچراتا رہے' کیونکہ اس کے اندر چار انگلیاں رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے: جہاں کسی فرشتے کا سر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم لوگ جان لو' تو تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ' اور تم بچھونوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو' بلکہ تم ویرانوں کی طرح نکل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ میری تو یہ خواہش ہے: کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2234- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۴۰۲): كتاب الزهد: باب: الحزن و البكاء: حديث (۴۱۹۰) و احمد (۱۷۳/۵) من طريق مجاهد: عن مورق العجلي، فذكره۔

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا۔

2235 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو تو تم لوگ تھوڑا ہنسو اور زیادہ رؤو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

حقائق معلوم ہونے پر لوگ ہنسنا ترک کر دیں:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور زمین پر عدل وانصاف قائم کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ کچھ حقائق انسان کی نظر سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں اگر وہ اس پر منکشف کر دیے جائیں تو پریشانی کا شکار ہو کر ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ قیامت کے لرزہ خیز مناظر اور قبر و دوزخ کے عذاب کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے لیکن معراج کی رات ان تمام حقائق کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ امت کو چاہیے کہ آپ کی بتائی ہوئی حقیقت پر مبنی باتوں پر اعتماد واعتبار کرتے ہوئے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ ان حقائق کے بارے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر لوگ معلوم کر لیں تو ان کا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا زیادہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی عبادت کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کیونکہ ارض وسماء میں بے شمار فرشتے موجود ہیں جو ہر وقت عبادت وریاضت میں مصروف ہیں۔ انسان اگر عبادت کرتا ہے تو اپنے فائدہ کے لیے کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں ہے۔

بَابُ فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ

باب 9: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات کہے

2236 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَاْسًا يَهْوِىْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فِى النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی ایک بات کہتا ہے، جس کی وہ کچھ

2235۔ اخرجه احمد (۲/۵۰۲) من طريق محمد بن عمرو، عن ابى سلمة، فذكره۔

2236۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۱۳): كتاب الفتن: باب كف اللسان في الفتنة، حديث (۳۹۷۰)۔

پروانہیں کرتا حالانکہ اس کی وجہ سے وہ جہنم میں ستر برس کی مسافت جتنی گہرائی میں گر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2237 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِي اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهٗ وَيْلٌ لَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص کے لیے بربادی ہے، جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی جھوٹی بات کہتا ہے۔ اس شخص کے لیے بربادی ہے۔ اس شخص کے لیے بربادی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے کی مذمت:

بعض اوقات انسان برسرِ محفل ایسی گفتگو کرتا ہے، جس کا حقیقت کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ لایعنی، فضول اور سراسر لغویات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایسی گفتگو قابل مذمت ہوتی ہے۔ اگر ایسی گفتگو جھوٹی نہ ہو، نہ اس سے کسی کی دل آزاری ہو، تو جائز ہے۔ اگر گفتگو جھوٹی ہو یا اس سے کسی کی دل آزاری ہو، تو وہ حرام اور قابل جرم ہے۔ اس کی وعید احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ ایسی گفتگو کے نتیجہ میں انسان ستر سال کے مسافت کے برابر دوزخ کی گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ دوسری روایت باب میں اس شخص کے لیے زبان نبوت سے ہلاکت کی دعا کی گئی ہے، جو ہنسی مذاق کرتا ہوا لوگوں سے جھوٹ بولتا ہے۔

فائدہ نافعہ: جنت اور جہنم میں مقامات ہیں، جنت کے مقامات کو درجات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان کی ترتیب نیچے سے اوپر کو آتی ہے۔ جہنم کے مقامات کو "درکات" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس میں نیچے والے درجہ میں زیادہ عذاب ہوتا ہے۔ دوزخ میں ستر سال کی مسافت کی گہرائی کا مطلب یہ ہے کہ مسخرہ شخص کو جہنم کی اتنی گہرائی میں دھنسا دیا جائے گا جتنا سفر ستر سال میں طے کیا جاتا ہے۔

2238 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَعْنِيْ رَجُلًا اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

2237- اخرجه ابو داؤد (۴/۲۹۷): كتاب الادب: باب: في التشديد في الكذب حديث (۴۹۹۰) و احمد (۵/۵۰۷)-

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب کا انتقال ہو گیا' تو ایک شخص نے (مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا: تمہیں جنت مبارک ہو' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسی بات کہی ہو' جس کی اس نے پروانہ کی ہو یا اس نے اس حوالے سے بخل سے کام لیا ہو' جس سے اس کا کوئی نقصان نہ ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

2239 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا اَبُو مُسْهِرٍ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کے اسلام کی اچھائیوں میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اس کے ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے بارے میں صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2240 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ مُّرْسَلًا وَّهٰذَا عِنْدَنَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَعَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ

◆◆ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

2239۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۱۵): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة حديث (۳۹۷۶) من طريق محمد بن شعيب عن الاوزاعي به۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کے کئی شاگردوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''مرسل'' طور پر نقل کیا ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت امام زین العابدین) نے حضرت علی بن ابوطالب کا زمانہ نہیں پایا۔

شرح

فضول باتوں کو ترک کرنا مسلمان کی خوبی ہے:

مسلمان کسی شخص کے مسلمان ہونے یا کافر ہونے کا فیصلہ تو کر سکتا ہے لیکن کسی کلمہ گو کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ بعض اوقات معمولی نیکی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہے مثلاً کتے کو پانی پلانے اور کانٹے دار چھڑی کو راستہ سے ہٹانے کے سبب۔ بعض اوقات معمولی گناہ کی پاداش میں جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک عورت محض بلی کو پیاسا رکھنے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دی گئی۔ احادیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ لایعنی، فضول اور بے مقصد گفتگو سے مکمل احتراز کرنا چاہیے۔ تاہم بامقصد، بافائدہ اور اصلاح و تربیت پر مبنی گفتگو کرنی چاہیے۔

بَابُ فِي قِلَّةِ الْكَلَامِ

باب 10: کم گوئی کا بیان

2241 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلافِ سند: وَهٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ هٰذَا قَالُوا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَدِّهِ

◆◆ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ

2241- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۹۸۵): كتاب الكلام: باب: مايؤمر به من التحفظ في الكلام، حديث (۵)، و ابن ماجه (۲/۱۳۱۲-۱۳۱۳): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة، حديث (۳۹۶۹)، و احمد (۳/۴۶۹)، و الحميدي (۲/۴۰۵)، حديث (۹۱۱)، و عبد بن حميد (۱۴۰)، حديث (۳۵۸) من طريق علقمة بن وقاص، فذكره.

کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے متعلق کوئی بات کہتا ہے حالانکہ اسے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ اس کے نتیجے میں اسے کیا کچھ مل جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس کے لیے اس دن تک کی رضامندی لکھ دیتا ہے جب وہ شخص اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے متعلق کوئی بات کہتا ہے حالانکہ اسے یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا وبال کتنا ہوسکتا ہے؟ لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دن تک کے لیے اس سے ناراضگی لکھ دیتا ہے جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اس بارے میں سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ محمد بن عمرو کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، ان کے دادا کے حوالے سے، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو محمد بن عمرو کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ان (محمد بن عمرو) کے دادا کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

کم گوئی کی فضیلت:

گفتگو دو قسم کی ہوسکتی ہے:

1- کثیر گفتگو: یعنی ہمہ وقت گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنا خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز، ایسی گفتگو کا اکثر حصہ لغویات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل مذمت اور قابل مؤاخذہ ہوتا ہے لہٰذا طویل، ہمہ وقت اور لغویات پر مشتمل گفتگو سے احتراز کرنا ازبس ضروری ہے۔

2- قلیل گفتگو: اگر بامقصد اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو تو اس کا اجر و ثواب تا قیامت بھی جاری رہ سکتا ہے مثلاً سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا، ایسی نیکی ہے جسے جہاد اکبر سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اس گفتگو کا فائدہ سلطان وقت اور قوم سب کو ہوسکتا ہے۔ یہ گفتگو تا قیام قیامت نیکی کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر مختصر گفتگو لغو یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر مشتمل ہو تو اس کا وبال تا قیامت جاری رہ سکتا ہے مثلاً ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور کہہ دیا، میں ان سے افضل ہوں اور افضل مفضول کو سجدہ نہیں کرسکتا اس نافرمانی اور فضول گفتگو کے نتیجہ میں تا قیامت اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ (تحفۃ الاحوذی ج 7 ص 25)

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کو بامقصد اور مختصر گفتگو کے لیے استعمال کرے، مختصر مگر جامع اور بامقصد گفتگو مفید ثابت ہوسکتی ہے، جبکہ طویل و بے مقصد اور لغویات پر مشتمل گفتگو قابل مؤاخذہ بھی ہوسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب 11: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کا بے حیثیت ہونا

2242 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کی حیثیت مچھر کے پر جتنی ہوئی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2243 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُّجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِيْنَ وَقَفُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيِّتَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ هَانَتْ عَلٰى اَهْلِهَا حِيْنَ اَلْقَوْهَا قَالُوْا مِنْ هَوَانِهَا اَلْقَوْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَالدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ الْمُسْتَوْرِدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں کچھ سواروں کے ساتھ تھا جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے مالک نے جب اسے پھینکا تھا اس وقت یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت تھی؟ لوگوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! اس کے بے حیثیت ہونے کی وجہ سے ہی تو لوگوں نے اسے پھینکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنی یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 12: بلا عنوان

2244 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتٍ

2243- اخرجه ابن ماجه (٢/١٣٧٧): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا، حديث (٤١١١)، و احمد (٤/٢٢٩، ٢٣٠) من طريق مجالد، عن قيس بن ابي حازم البهمانى، فذكره۔

بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ضَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دنیا ملعون ہے اور اس میں موجود ہر چیز ملعون ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کا ذکر کرنے والا اور عالم، طالب علم (ملعون نہیں ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 13: بلاعنوان

2245 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا اَخَا بَنِىْ فِهْرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِى الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَاذَا يَرْجِعُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ يُكْنٰى اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَوَالِدُ قَيْسٍ اَبُوْ حَازِمٍ اسْمُهٗ عَبْدُ بْنُ عَوْفٍ وَّهُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ

◆◆ قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں: میں نے بنوفہر سے تعلق رکھنے والے حضرت مستورد رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی صرف یہی حیثیت ہے، جس طرح کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈال کر اس بات کا جائزہ لے کہ اس نے کتنا پانی نکالا ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اسماعیل بن ابوخالد کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔ قیس کے والد ابوحازم کا نام عبد بن عوف ہے اور یہ صحابی رسول ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

باب 14: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے

2244۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۷۷): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا، حديث (۴۱۱۲)، عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن عطاء بن قرة عن عبد الله بن ضمرة عن ابى هريرة به۔

2245۔ اخرجه مسلم (۴/۲۱۹۳): كتاب الجنة و النار و صفة نعيمها و اهلها: باب: فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة، حديث (۵۵/۲۸۵۸)، و ابن ماجه (۲/۱۳۷۶): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا، حديث (۴۱۰۸) و احمد (۴/ ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰)، و الحميدى (۲/۳۷۸)، حديث (۸۵۵) من طريق قيس بن ابى حازم، فذكره۔

2246 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دنیا کا حقیر و بے حیثیت ہونا:

آخرت کے مقابلے میں دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر و بے حیثیت ہے، یہ زوال پذیر اور آخرت جاودانی ہے۔ اس کی نعمتیں عارضی اور آخرت کی نعمتیں حقیقت پر مبنی ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی حقارت کے بارے میں یوں فرمایا گیا ہے: اِنَّ الدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَطَالِبُوْهَا كِلَابٌ، "بے شک دنیا مردار ہے اور اسے حاصل کرنے والے کتے ہیں"۔ (او کما قال علیہ السلام) اس روایت کا تقاضا ہے کہ انسان دنیا کے لذائذ اور کشش سے اپنے دامن کو بچائے تا کہ اس کی گندگی سے آلودہ ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

احادیث باب میں مثالوں کے ذریعے دنیا کی حقارت اور اس کا بے حیثیت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ آج جو کفار و مشرکین کو دنیا میں وقار و حکومت دی گئی ہے یہ اس کی حقارت کی وجہ سے ہے، کیونکہ آخرت کی تمام نعمتیں مسلمانوں کے لیے ہیں۔ دنیا کفار و مشرکین کے لیے جنت کی حیثیت رکھتی ہے اور آخرت قید خانہ و عقوبت خانہ ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس دنیا مسلمانوں کے لیے قید خانہ اور آخرت آرام گاہ ہوگی۔ اگر دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح مالک کے نزدیک مردہ بکری بے حیثیت ہوتی ہے، اس کی حقارت کے سبب پھینک دی جاتی ہے اور کوئی شخص اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، بالکل دنیا کی حیثیت اس سے ہرگز مختلف نہیں ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ تیسری حدیث باب میں حقارت و ذلت کی وجہ سے دنیا اور اس کی اشیاء کو ملعون قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور ذکر سے غافل کرتی ہے۔

تاہم ذکر الٰہی، ذاکر، معلم اور متعلم کو استثنیٰ حاصل ہے۔ چوتھی حدیث باب میں مزید دنیا کی حقارت و ذلت اور بے حیثیت

2246۔ اخرجہ مسلم (۲۲۷۲/٤): کتاب الزھد و الرقائق، حدیث (۲۹۵٦/۱) و ابن ماجہ (۲ / ۱۳۷۸): کتاب الزھد: باب: مثل الدنیا، حدیث (٤۱۱۳) و احمد (۳۲۳/۲، ٤۸۵) من طریق العلاء بن عبد الرحمن بہذا الاسناد۔

ہونے کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ جس طرح سمندر میں انگلی ڈالنے سے اسے لگنے والا پانی سمندر کے پانی کے سامنے بے حیثیت ہے، اسی طرح دنیا آخرت کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ بے حیثیت ہے۔ پانچویں حدیث باب میں دنیا کو کافر کے لیے جنت اور مؤمن کے لیے قید خانہ قرار دے کر اس کی بے ثباتی، حقارت اور خواری بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کافر دنیا میں طویل زمانہ زندہ رہنا پسند کرتا ہے بالکل اسی طرح مؤمن آخرت کو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

فائدہ نافعہ: قیدی، قیدی خانہ میں دو امور کو پیش نظر رکھتا ہے۔

1- جو چیز کھانے پینے کے لیے دی جاتی ہے وہی کھاتا پیتا ہے، جہاں کھڑا ہونے یا بیٹھنے کے لیے حکم دیا جاتا ہے وہاں کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے۔

2- قیدی، قید خانہ کو اپنا گھر تصور نہیں کرتا جس وجہ سے اس میں اس کا دل نہیں لگتا اور ہمہ وقت وہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

باغ میں بھی دو امور پیش نظر رکھنا پڑتے ہیں:

1- اگر باغ میں گھومنے یا چہل قدمی کرنے کی پابندی نہ ہو تو آدمی جہاں چاہے گھوم پھر سکتا ہے۔ اگر اسے پابندی ہو تو باغ میں گھومنے یا چہل قدمی کا مزہ باقی نہیں رہتا۔

2- اگر باغ حسین جمیل ہو تو وہاں آدمی کا دل لگ جاتا ہے اور وہاں سے واپسی کو ناپسند کرتا ہے تاہم کسی مجبوری کی وجہ سے وہاں سے واپسی ممکن ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ

باب 15: دنیا کی مثال چار آدمیوں کی طرح ہے

2247 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ سَعِيْدِ الطَّائِيِّ اَبِى الْبَخْتَرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِى فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَّعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِىْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَّا يَتَّقِى فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَّمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ

2247- اخرجه احمد بن حنبل فى (مسنده) ۲۳۱/۴

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تین چیزوں کے بارے میں میں قسم دیتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتانے لگا ہوں تم انہیں یاد رکھنا۔ صدقہ کرنے کی وجہ سے آدمی کے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی جس بندے کے ساتھ کوئی زیادتی ہو وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جب کوئی شخص مانگنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے یا اس کی مانند آپ نے کوئی بات ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا) میں تم لوگوں کو ایک بات بتانے لگا ہوں۔ اسے یاد رکھنا! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اس بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہو۔ رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھتا ہو اور اسے اس بات کا علم ہو کہ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟ یہ سب سے زیادہ فضیلت والے مقام پر ہوگا۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہے لیکن اسے مال عطا نہیں کیا لیکن وہ نیت کا سچا ہے اور یہ کہتا ہے: اگر مجھے مال مل جاتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح عمل کرتا اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا لہٰذا ان دونوں کا اجر برابر ہوگا۔ ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن اسے علم عطا نہیں کیا۔ وہ اپنے مال کو اس جگہ خرچ کرتا ہے (جو درست نہیں ہے) اور ایسا لاعلمی کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے رشتہ داری کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حق کا خیال نہیں رکھتا اور ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا کیا ہے نہ علم عطا کیا ہے لیکن وہ یہ کہتا ہے: اگر مجھے مال مل جاتا تو میں بھی اس فلاں کی طرح اسے (غلط راستے پر) خرچ کرتا تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا اور ان دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دنیا کے حوالے سے لوگوں کی چار اقسام:

حدیث باب میں اصل مضمون بیان کرنے سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے جو درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ اس میں برکت کے باعث اضافہ ہوتا ہے۔

2- جب کوئی شخص کسی پر ظلم وستم کرتا ہے، اسے ستاتا ہے اور دل آزاری کرتا ہے تو مظلوم کے صبر کرنے کے سبب اس کی عزت ووقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

3- جب کوئی شخص اپنے لیے گداگری کا راستہ اختیار کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا عادی بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے فقر ومحتاجی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

دُنیا سے تعلق کی بناء پر لوگ چار قسم کے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت اور علم دونوں سے نوازا ہو۔ وہ (غیر محل میں) دولت خرچ کرنے سے ڈرتا ہو، وہ

دولت کے ذریعے اعزاء واقارب سے حسن سلوک کرتا ہو اور وہ اس دولت میں اللہ تعالیٰ کا حق (زکوٰۃ وصدقہ) ادا کرتا ہو، تو وہ اعلیٰ منصب پر فائز ہوگا۔

2- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے سرفراز فرمایا ہو لیکن دولت سے محروم رکھا ہو، وہ دل میں قصد کرتا ہے کہ اگر اسے دولت حاصل ہو جائے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مصارف میں دولت مند شخص کی مثل خرچ کرتا، ان دونوں کا مرتبہ برابر ہوگا اور اجر وثواب کے اعتبار سے دونوں مساوی ہوں گے۔

3- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی ہو لیکن علم سے محروم رکھا ہو۔ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنی دولت صحیح مصارف میں استعمال نہیں کرتا۔ لایعنی مصارف میں دولت خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، وہ صلہ رحمی نہیں کرتا اور دولت سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا، تو یہ بڑے مقام پر موجود ہوگا۔

4- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا ہو۔ وہ دل میں ارادہ کرتا ہے کہ اگر اسے دولت میسر ہو تو وہ فلاں شخص (جو عیاش وفضول خرچ ہے) کی طرح اُڑاتا، دونوں شخص برابر ہوں گے یعنی تیسرے شخص کی طرح گناہگار ہوں گے۔

فائدہ نافعہ: عمل خیر اور عمل سیہء کی جزاء وسزا کا نتیجہ اس وقت مرتب ہوتا ہے جب عزم کے درجہ میں ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے انجام نہ دے سکا۔ ایک رائے یہ ہے کہ نیکی کا عزم کرنے سے اس کا اجر وثواب مل جاتا ہے لیکن برائی کی سزا کا نتیجہ محض عزم سے مرتب نہیں ہوتا بلکہ ارتکاب سے مرتب ہوتا ہے۔

پہلی رائے کی تائید میں متعدد روایات موجود ہیں، جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

1- جس شخص نے کسی عمل خیر کا ارادہ کیا پھر وہ اسے انجام نہ دے سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ عمل خیر کر لیتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (مسند امام احمد، ج اوّل ص 361)

2- جب دو آدمی تلواریں لے کر لڑتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! قاتل کا جہنمی ہونا تو عقل میں آتا ہے کیونکہ وہ ظالم ہے لیکن مقتول کا جہنم میں جانا سمجھ میں نہیں آتا جبکہ وہ مظلوم بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کان حریصا علی قتل اخیه، وہ اپنے گھر سے تلوار لے کر مرنے کے لیے نہیں بلکہ مارنے کے قصد سے نکلا تھا، پھر اتفاق سے وہ مارا گیا، اسے بھی عزم صمیم کی وجہ سے سزا دی جائے گی۔ (مسند امام احمد ج اوّل ص 279)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا

باب 16: دنیا کے بارے میں غمگین ہونا اور اس سے محبت کرنا

2248 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيْرٍ اَبِيْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوْشِكُ

2248۔ اخرجه ابو داؤد (۲/ ۱۲۲): كتاب الزكاة: باب: في الاستعفاف، حديث (۱۶۴۵)، واحمد (۱/ ۳۸۹، ۴۴۲) من طريق سيار ابي حمزة، عن طارق بن شهاب، فذكره۔

اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو فاقہ لاحق ہو اور وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہو جائے گا' اور جس شخص کو فاقہ لاحق ہو اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے' تو عنقریب اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے رزق عطا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

2249 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ

متنِ حدیث: قَالَ جَآءَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ يَّعُوْدُهٗ فَقَالَ يَا خَالُ مَا يُبْكِيْكَ اَوَجَعٌ يُّشْئِزُكَ اَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كُلٌّ لَّا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَىَّ عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمِيْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَجِدُنِى الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى زَائِدَةُ وَعَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى اَبِىْ هَاشِمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

وَفِى الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِىِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► ابووائل بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو مریض تھے اور وہ ان کی عیادت کرنے کے لیے آئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ماموں! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا تکلیف آپ کو تنگ کر رہی ہے یا دنیا کی محبت پریشان کر رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا: دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے لیکن نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا جس پر میں عمل نہیں کر سکا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: مال جمع کرنے کے حوالے سے تمہارے لیے ایک خادم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانے کے لیے ایک سواری کافی ہے'

لیکن آج میں یہ محسوس کر رہا ہوں' میں نے مال جمع کیا۔

زائدہ اور عبیدہ بن حمید نے اسے منصور کے حوالے سے ابووائل کے حوالے سے' سمرہ بن سہم سے نقل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے حدیث منقول ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 17: بلا عنوان

2250 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ

2249- اخرجه النسائی (۸/۲۱۸): كتاب الضحايا: باب: اتخاذ الخادم و المركب' حديث (۵۳۷۲) ' و ابن ماجه (۲/۱۳۷۴): كتاب الزهد: باب: الزهد فی الدنيا ' حديث (۴۱۰۳) و احمد (۳/۴۴۳' ۴۴۴) ' (۵/۲۹۰) من طريق شقيق ابی وائل-

عَطِيَّةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْاَخْرَمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◄► حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: باغات اور کھیتیاں وغیرہ نہ بناؤ ورنہ تم دنیا ہی کے ہو کر رہ جاؤ گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

دنیا پر عدم اعتماد کرنا:

کیا دُنیا سے محبت اور آخرت پر عدم اعتماد ہے یا آخرت سے محبت اور دنیا پر عدم اعتماد ہے؟ مؤمن دنیا پر عدم اعتماد کرتا ہوا آخرت سے محبت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: حب الدنیا رأس کل خطیئة (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث 5213) دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ اپنے فقر و فاقہ کا مسئلہ مخلوق کے سامنے پیش کرنے سے نجات حاصل نہیں ہوگی بلکہ یہ التجا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے سے مقصد حاصل ہوگا۔ دوسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی ہو تو اس کا اصراف بھی اسی کے احکام کے مطابق ہونا چاہیے ورنہ مال وبال جان بن جائے گا۔ دنیا کی محبت باعث غم ہے۔ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت باعث نجات ہے اور آخرت کی محبت باعث راحت ہے۔ تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ دنیا طلبی اور جمع دولت باعث وبال ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کی جائے۔ دولت فی نفسہ بری چیز نہیں ہے بلکہ اس کے حصول اور اصراف کا مقصد دنیا ہو تو وبال جان بن سکتی ہے ورنہ نہیں۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ دنیاوی کاروباری کرتے تھے اور دینی خدمات بھی خوب انجام دیتے تھے لیکن دولت کو دین کے اور دنیا کو آخرت کے تابع رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي طُوْلِ الْعُمُرِ لِلْمُؤْمِنِ

باب 18: مؤمن کی لمبی عمر

2251 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ

2250- اخرجه احمد (۱/۳۳۷، ۴۲۶، ۴۴۳)، والحمیدی (۱/۶۷)، حدیث (۱۲۲) من طریق الاعمش، عن شمر بن عطیة، عن المغیرة بن سعد بن الاخرم، عن ابیه، فذکره۔

2251- اخرجه احمد (۴/۱۹۰)، و عبد بن حمید (۱۸۲)، حدیث (۵۰۹) من طریق عمرو بن قیس، فذکره۔

متن حدیث: اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ خَیْرُ النَّاسِ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ

◄► حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے عرض کی: یارسول اللہ! سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

طویل العمر نیکوکار شخص کی فضیلت:

طویل عمر نیکوکار شخص کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ عرصہ دراز تک وہ نیک اعمال کرتا رہا جس کا اجر و ثواب اسے آخرت میں دیا جائے گا۔ اس کے برعکس جو طویل العمر شخص اعمال سیئہ کرتا رہا ہو، وہ سب سے برا ہے۔ کیونکہ طوالت عمر کے سبب اس کی برائیوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے، جس کی سزا اسے آخرت میں بھگتنا ہوگی۔ وہ طویل العمر شخص جو اعمال خیر کرتا رہا ہو وہ سب سے افضل ہے۔ اس کے برعکس جو شخص طویل العمر ہو اور وہ اعمال سیئہ انجام دیتا رہا ہو وہ سب سے برا ہے۔

بَابٌ مِنْہُ

باب 19: بلاعنوان

2252 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَآءَ عَمَلُہٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا شخص سب سے بہتر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس شخص نے دریافت کیا: کون سا شخص سب سے برا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور عمل برا ہو۔

2252۔ اخرجہ الدارمی (۲/۳۰۸): کتاب الرقائق: باب: ای المؤمنین خیر' واحمد (۵/ ۴۰، ۴۳، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰) من طریق علی بن زید بن جدعان' عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ' فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَنَاءِ اَعْمَارِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ

باب 20: اس بات کا بیان کہ اس امت کے (افراد کی) عمریں عام طور پر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی

2253 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدٍ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِیْعَةَ عَنْ کَامِلٍ اَبِی الْعَلَاءِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: عُمْرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّیْنَ سَنَةً اِلٰی سَبْعِیْنَ سَنَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (عام طور پر) میری اُمت کی عمریں ساٹھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر "غریب" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اُمت محمدی کی عمومی عمروں کا اعلان:

شکم مادر میں جب بچے میں روح پھونکی جاتی ہے تو فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اس کا رزق، عمر اور مقام وفات لکھ دیتا ہے۔ اس نوشتہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام عالم ہے۔ حدیث باب میں امت محمدی کی عمومی عمر کا اعلان کیا گیا ہے کہ وہ ساٹھ سال سے ستر سال تک ہے۔ تاہم یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اس مدت سے کم یا زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے۔ ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی منقول ہے: وَاَقَلُّهُمْ مَنْ یَّجُوْزُ ذٰلِكَ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 4236) بہت کم لوگ ہیں جن کی عمر اس سے زائد ہوتی ہے"۔

جب آدمی کی عمر ساٹھ سال ہو جائے یا بڑھاپے کے بال نمایاں ہو جائیں یا عمر ستر سال مکمل ہو جائے تو انسان کو آخرت کی فکر اور موت کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے مثلاً کثرت عبادت، قرضہ سے فراغت، خدمت خلق اور اعمال صالحہ میں مشغولیت وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ، ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کا

عمر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے لہٰذا آدمی کو ہمہ وقت آخرت اور موت کی فکر دامن گیر ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَقَارُبِ الزَّمَانِ وَقِصَرِ الْاَمَلِ

باب 21: زمانے کا سمٹ جانا اور امیدوں کا کم ہو جانا

2254 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِیُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَکُوْنُ السَّنَةُ کَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ کَالْجُمُعَةِ وَتَکُوْنُ الْجُمُعَةُ کَالْیَوْمِ وَیَکُوْنُ الْیَوْمُ کَالسَّاعَةِ وَتَکُوْنُ السَّاعَةُ کَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَسَعْدُ بْنُ سَعِیْدٍ هُوَ اَخُوْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک زمانہ سمٹ نہیں جائے گا۔ سال مہینے کی طرح ہو جائے گا مہینہ ہفتے کی طرح ہوگا۔ ہفتہ ایک دن کی طرح ہوگا' اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح ہوگا' اور ایک گھڑی یوں ہوگی جیسے آگ کا انگارہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔

شرح

طیِ زمانی کا کرشمہ:

اس حدیث میں علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ طیِ زمانی کا کرشمہ پیش آئے گا کہ سال مہینہ، مہینہ ہفتہ، ہفتہ دن اور دن گھنٹے کی شکل اختیار کرے گا جبکہ گھنٹہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ اس حدیث کے دو مطالب ہو سکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- لوگ غفلت کا شکار ہو جائیں گے۔ وقت میں تیزی آجائے گی' اس کی برکت ختم ہو جائے گی اور لوگ آج کل کا وظیفہ کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وقت اجل آجائے گا۔

2- طیِ ارض کی طرح طیِ زمانی کا کرشمہ پیش آئے گا۔ اجزاء زمانہ سمیٹ لیے جائیں گے' زمانہ کی نبض میں تیزی آجائے گی اور زندگی کا وقت بڑی تیزی سے ختم ہو جائے گا۔ وہ وقت آچکا ہے لہٰذا موت و آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قِصَرِ الْاَمَلِ

باب 22: امیدوں کا کم ہونا

2255 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ لَیْثٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ

ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَكَ فِيْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ فَقَالَ لِيْ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَاِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ غَدًا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْاَعْمَشُ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میرے جسم کو پکڑا اور ارشاد فرمایا: تم دنیا میں یوں رہو جیسے اجنبی ہو یا مسافر ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: جب تم صبح کرو تو شام کا خیال ذہن میں نہ رکھو اور جب شام ہو جائے تو تم صبح کا خیال ذہن میں نہ رکھو اور بیماری سے پہلے صحت کو اور مرنے سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اے اللہ کے بندے! تم نہیں جانتے کل تمہارا کیا انجام ہوگا۔ (یعنی زندہ ہو گے یا مر جاؤ گے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو اعمش نے مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

2256 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَهَا فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ وَثَمَّ اَمَلُهٗ وَثَمَّ اَمَلُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ آدم کا بیٹا ہے اور یہ اس کی موت ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی گدی کے پاس ہاتھ رکھا اور پھر اسے پھیلایا اور فرمایا: یہ اس کی امیدیں ہیں۔ یہ اس کی امیدیں ہیں' او یہ اس کی امیدیں ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2255۔ اخرجه البخاری (۱۱ / ۲۳۷): كتاب الرقاق: باب: قول النبی صلی الله علیه وسلم: (كن فی الدنیا---) حدیث (٦٤١٦) و ابن ماجه (۲ / ۱۳۷۸): كتاب الزهد: باب: مثل الدنیا' حدیث (٤١١٤) و احمد (۲ / ٢٤-٤١) من طریق مجاهد' فذكره۔

2256۔ اخرجه ابن ماجه (۲ / ۱٤١٤): كتاب الزهد: باب: الامل و الاجل' حدیث (٤٢٣٢) و احمد (۳ / ١٢٣' ١٣٥' ١٤٢' ٢٥٧) من طریق حماد بن سلمة' عن عبید الله بن ابی بكر' فذكره۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2257 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِى السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

متنِ حدیث: قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْنَا قَدْ وَهٰى فَنَحْنُ نُصْلِحُهٗ قَالَ مَا اَرَى الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو السَّفَرِ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ يُحْمِدَ وَيُقَالُ ابْنُ اَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم اپنے مکان کے لیے گارا بنا رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس لیے ہے: ہم نے عرض کی: مکان پرانا ہو گیا ہے۔ ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے: معاملہ (یعنی قیامت) اس سے جلدی آ جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوسفر نامی راوی سعید بن یحمد ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ سعید بن احمد ثوری ہیں۔

شرح

دنیا سے امیدیں وابستہ نہ کرنا:

دنیا کی حیثیت درخت یا سرائے کی ہے، جس کے سائے میں مسافر ٹھہر کر اپنی راہ لیتا ہے اور چند سالوں میں ان کا وجود کالعدم ہو جاتا ہے۔ انسان کی حیثیت مسافر کی ہے، جو اس صورت کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس زیادہ سامان نہ ہو۔ دنیا و مافیہا سے امیدیں وابستہ کرنا، انسان کو آخرت اور موت سے غافل کر دیتا ہے جبکہ آخرت کی زندگی مستقل اور دنیا کی عارضی ہے۔ آدمی کو دنیا کی نسبت آخرت کی زندگی کی فکر زیادہ کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان کو رہائش کے لیے مکان تعمیر نہیں کرنا چاہیے یا بوسیدہ مکان درست نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم انسان کو حد سے زیادہ دنیا و مافیہا سے امیدیں وابستہ کرنا منع ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ (اوکما قال علیہ السلام) دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی دنیوی زندگی میں اعمال خیر و سیئہ کی جزاء و سزا آخرت میں ملے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ فِتْنَةَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِى الْمَالِ

باب 23: اس امت کی آزمائش مال ہے

2258 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

2257- اخرجه ابو داؤد (٤/٣٦٠): كتاب الادب: باب: ما جاء فى البناء، حديث (٥٢٣٥، ٥٢٣٦) و ابن ماجه (٢/١٣٩٣): كتاب الزهد: باب: فى البناء و الخراب، حديث (٤١٦٠) و احمد (٢/١٦١) و البخارى فى (الادب المفرد) (١٢٤) حديث (٤٥١) من طريق الاعمش، عن ابى السفر، فذكره۔

2258- اخرجه احمد (٤/١٦٠) من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير، عن ابيه، فذكره۔

صَالِحٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر امت کی مخصوص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی مخصوص آزمائش ''مال'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف معاویہ بن صالح کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

کثرت دولت امت محمدی کی آزمائش ہونا:

لفظ فتنہ کا معنی ہے: گمراہی، معصیت، آزمائش، امتحان؟ قرآن کریم نے مال اور اولاد دونوں کو فتنہ قرار دیا ہے۔ دونوں کے حصول اور دونوں کی حفاظت کے لیے انسان ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں آدمی کے لیے دودھاری تلوار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر ان کے استعمال میں بے احتیاطی سے کام لیا جائے تو اپنا نقصان کرتی ہیں اور اگر احتیاط برتی جائے تو دشمن کا سر کاٹتی ہیں۔ اگر دولت جائز طریقہ سے کمائی جائے اور جائز امور میں صرف کی جائے تو آخرت میں یہ نافع ہوگی۔ اگر ناجائز ذرائع سے دولت کمائی جائے اور اس کا صرف بھی شریعت کے قانون کے مطابق نہ ہو تو یہ آخرت میں قابل مؤاخذہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اولاد کی اچھے طریقہ سے پرورش کی جائے، دینی تعلیم سے آراستہ کی جائے اور نیک وصالح بنائی جائے تو صدقہ جاریہ بن جائے گی۔ اگر اس کی اچھے طریقہ سے پرورش نہ کی جائے، اس کی تعلیم وتربیت نہ کی جائے اور صالح ونیک نہ بنایا جائے تو آخرت میں قابل مؤاخذہ اور وبال جان بن جائے گی۔

حدیث باب میں خصوصیت سے یہ درس دیا گیا ہے کہ گزشتہ امتوں کی مختلف امور میں آزمائش ہوتی تھی لیکن امت محمدی کی آزمائش کثرت دولت سے کی جاتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ دولت کے حصول میں احتیاط اور جائز ذرائع کو پیش نظر رکھیں۔ مثلاً تجارت و مزدوری وغیرہ۔ اسی طرح دولت کے خرچ کرنے میں بھی احتیاط کریں اور جائز کاموں میں خرچ کریں تاکہ دارین میں نافع بن سکے مثلاً تعمیر مساجد، قیام مدارس اور دینی کتب پر مشتمل لائبریریوں کا قیام وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَّابْتَغٰى ثَالِثًا

باب 24: اگر بندے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں، تو وہ تیسری کی آرزو کرے گا

2259 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ

بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ ثَالِثٌ وَّلَا يَمْلَاُ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ وَاقِدٍ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر آدمی کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس دوسری بھی ہو۔ اس کا پیٹ صرف مٹی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

انسان کا تاحیات حریص ولالچی ہونا:

انسان تاحیات دولت کا عاشق اور اس کی کثرت کا خواہاں رہتا ہے۔ اگر اس کے لیے ایک میدان سونے کا ہو تو دوسرے میدان کی خواہش کرے گا، جس کا ایک گھر ہو تو وہ دوسرے گھر کی تمنا کرے گا، جس کا ایک بیٹا ہو دوسرے کی کوشش کرے گا اور جس کی آمدنی ایک لاکھ ماہانہ ہو وہ ڈیڑھ دو لاکھ ماہانہ ہو جانے کی کوشش کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَا بْتَغٰى ثَالِثًا ۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا دولت کے دو میدانوں کا مالک ہو تو وہ تیسرے میدان کی تمنا کرے گا۔ الغرض انسان کثرت دولت سے سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اگر وہ ایک ملک کا بادشاہ بن جائے تو دوسرے ملک کو ساتھ ملانے کی تمنا کرے گا۔

وہ انسان جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہو یا اس نے صبر وقناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہو یا اس کی عمر ستر سال سے زائد ہو چکی ہو یا کوئی شخص ولی کامل کا فیض یافتہ ہو یا کوئی آدمی اس قدر فیاض وجواد ہو کہ مخلوق پر دولت خوب خرچ کرتا ہو تو ان لوگوں میں دنیا طلبی اور جمع دولت کا حرص ولالچ باقی نہیں رہتا۔

2259۔ اخرجه البخاری (۱۱/۲۵۸): كتاب الرقاق: باب: ما يتقى من فتنة المال، حديث (۶۴۳۹)، و مسلم (۲/۷۲۵) كتاب الزكاة: باب: لو ان لابن آدم واديين لابتغى ثالثا، حديث (۱۱۷، ۱۰۴۸) و احمد (۳/۱۰۰، ۱۶۸، ۲۳۶، ۲۴۷) من طريق الزهري، فذكره، و لفظ البخاري و مسلم: لو كان لابن آدم واد من ذهب---- و اخرجه مسلم (۲/۷۲۵): كتاب الزكاة: باب: لو ان لابن آدم واديين لابتغى ثالثا، حديث (۱۱۶/۱۰۴۸) و احمد (۳/۱۲۲، ۱۷۶، ۲۷۲) و الدارمي (۲/۳۱۸، ۳۱۹): كتاب الرقاق: باب: لو كان لابن آدم واديان من مال، من طريق قتادة، بلفظ (لو كان لابن آدم واديان من ذهب----)

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ

باب 25: دو چیزوں کی محبت کے بارے میں بوڑھے شخص کا دل بھی (ہمیشہ) جوان رہتا ہے

2260 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے شخص کا دل بھی (ہمیشہ جوان) رہتا ہے۔ایک لمبی زندگی اور دوسرا مال زیادہ ہونا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2261 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔لیکن دو طرح کی حرص اس میں جوان رہتی ہے ایک (لمبی) زندگی کی اور دوسرا مال کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

بڑھاپے میں بھی دو خواہشات کا باقی رہنا:

یہ بات مشاہدہ و تجربہ کی ہے کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے' اس کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں' عقل و دانش کمزور ہو جاتی ہے اور موت کا وقت بھی قریب آ جاتا ہے لیکن اس کے دل میں دو چیزوں کی محبت عالم شباب کی طرح باقی رہتی ہے:

1- لمبی زندگی،

2- دولت کی حرص۔ انسان کے سنِ شعور کو پہنچتے ہی یہ دونوں چیزیں اس کے دل میں گھر کر لیتی ہیں، جو تا حیات باقی رہتی ہیں۔ تاہم علماء ربانیین، صالحین اور اولیاء اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی اصلاح کر لی ہوتی ہے' جس وجہ سے ان

2260- اخرجه احمد (۲/۳۷۹، ۳۸۰) من طريق ابن عجلان، عن القعقاع بن حكيم، عن ابي صالح، فذكره-

2261- اخرجه البخاري (۱۱/۲۴۳): كتاب الرقاق: باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه في العمر، حديث (۶۴۲۱)، و مسلم (۲/۷۲۴): كتاب الزكاة: باب: كراهة الحرص على الدنيا، حديث (۱۱۵/۱۰۴۷)، و ابن ماجه (۲/۱۴۱۵): كتاب الزهد: باب: الامل و الاجل، حديث (۴۲۳۴)، و احمد (۳/۱۱۵، ۱۱۹، ۱۶۹، ۱۹۲، ۲۵۶، ۲۵۷) من طريق قتادة، فذكره-

کے قلوب واذہان پر طول حیات اور متاع دنیا کی محبت تسلط نہیں جما سکتی بلکہ وہ دنیا سے نفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات و حاضری کو پسند کرتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: الفاظ حدیث: طوال الحیات وکثرۃ المال، پر تینوں حرکات پڑھی جاسکتی ہیں:

1-کسرہ: اس صورت میں ماقبل یعنی اثنین سے بدل کی بناء پر۔

2-رفع: مبتداء محذوف کی خبر ہونے کے سبب اور مبتداء، احدھا وثانیھا ہیں۔

3-نصب: اس صورت میں فعل محذوف کا مفعول بہ ہوں گے اور وہ فعل اَغْنِیْ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا

باب 26: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا

2262 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ حَلْبَسٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ مِمَّا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دنیا سے بے رغبتی سے مراد یہ نہیں ہے: حلال چیز کو حرام قرار دے دیا جائے۔ مال کو ضائع کر دیا جائے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جب تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو تو تم اس کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھو اور یہ خواہش ہو کہ یہ میرے لیے باقی رہتی (یعنی مجھے مسلسل اس کا اجر ملتا رہتا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوادریس خولانی نامی راوی کا نام عائذ اللہ بن عبداللہ ہے۔

عمرو بن واقد نامی راوی منکر الحدیث ہیں۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 27: بلاعنوان

2263 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ

2262- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۷۳): كتاب الزهد: باب: الزهد في الدنيا: حديث (۴۱۰۰) من طريق يونس بن ميسرة بن حلبس، عن ابي ادريس الخولاني، فذكره۔

قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنِي حُمْرَانُ بْنُ اَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِي سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَآءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ الْحُرَيْثِ بْنِ السَّائِبِ وَسَمِعْتُ اَبَا دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَلْمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُولُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ جِلْفُ الْخُبْزِ يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ اِدَامٌ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ابن آدم کو صرف انہی چیزوں کا حق ہے۔ ایک گھر جس میں وہ رہتا ہو، ایک لباس جس کے ذریعے وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہو۔ صرف روٹی اور پانی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہ حدیث حریث بن سائب سے منقول ہے۔ میں نے ابوداؤد سلیمان بن سلم بلخی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: نضر بن شمیل نے یہ بات بیان کی ہے۔ حدیث کے الفاظ "حلف الخبز" کا مطلب وہ روٹی جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔

بَابُ مِنْهُ

باب 28: بلاعنوان

2264 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُولُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ مطرف اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ یہ پڑھ رہے تھے۔

"کثرت تمہیں غافل کر دے گی"۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدم کا بیٹا میرا مال، میرا مال کہتا رہتا ہے' تمہارا مال تو درحقیقت صرف وہی ہے' جسے تم صدقہ کر کے آگے بھیج دو' یا کھا کر فنا کر دو' یا پہن کر پرانا کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2263۔ اخرجه احمد (۱/۶۲)، و عبد بن حميد: (۴۶)، حديث (۴۶)، من طريق حمران بن ابان، فذكره۔

2264۔ اخرجه مسلم (۴/۲۲۷۳): كتاب الزهد و الرقائق، حديث (۲/۲۹۵۸)، و النسائي (۶/۲۳۸): كتاب الوصايا: باب: الكراهية في تاخير الوصية، حديث (۳۶۱۳)، و احمد (۴/۲۴، ۲۶)، و عبد بن حميد (۱۸۳، ۱۸۴)، حديث (۵۱۴، ۵۱۵) من طريق مطرف بن عبد الله بن الشخير، فذكره۔

بَابُ مِنْهُ

باب 29: بلاعنوان

2265 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ هُوَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَّشَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُكْنٰى اَبَا عَمَّارٍ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! تمہارا اضافی مال کو خرچ کر دینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور تمہارا اسے اپنے پاس روک کر رکھنا تمہارے لیے برا ہے۔ البتہ ضرورت کے مطابق مال اپنے پاس رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور خرچ کرتے ہوئے تم اپنے زیر کفالت لوگوں سے آغاز کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شداد بن عبداللہ نامی راوی کی کنیت ابوعمار ہے۔

شرح

دنیا سے عدم رغبت اور آخرت کو ترجیح دینا:

پہلی حدیث باب کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان حیات دنیا میں ہمیشہ مصیبت اور تکلیف کا خواہشمند رہے تا کہ اسے آخرت میں اجر و ثواب کی دولت حاصل ہو کیونکہ دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ سے عافیت و راحت طلب کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ اس روایت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مصیبت و تکلیف پہنچے تو دنیا سے عدم رغبت کا تقاضا ہے کہ انسان اجر و ثواب کی نیت سے اسے راحت و عافیت سے بہتر سمجھے کیونکہ راحت و عافیت کا تعلق دنیا کے ساتھ اور اجر و ثواب کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے۔ آخرت کا تعلق بہر حال افضل و بہتر ہے۔ یہ تعلق مستقل و دائمی بھی ہے اور ایمان کا بھی تقاضا ہے کہ چندروزہ چیز سے عدم رغبت کرتے ہوئے مستقل چیز سے رغبت کی جائے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسری حدیث میں تین چیزوں کی اہمیت کے پیش نظر انسان کا استحقاق قرار دیا گیا ہے۔

1- مکان جو رہائش کے لیے ہو،

2- کپڑا جو ستر پوشی کے لیے ہو۔

2265۔ اخرجہ مسلم (۲/۷۱۸): کتاب الزکاۃ: باب: بیان ان افضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح' حدیث (۹۷/۱۰۳۶) من طریق عمر بن یونس الیمامی' عن عکرمۃ بن عمار' عنہ بہ۔

3- سادہ کھانا جو بھوک مٹانے کے لیے ہو۔

یہ امور ثلاثہ نہایت اہم نہیں نہیں جن کے بغیر زندگی گزرنا دشوار ہے۔ جس شخص کو یہ اشیاء میسر ہوں' اسے دنیا کی مزید حرص نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان پر قناعت وصبر کرتے ہوئے زندگی گزارنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ: انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا محتاج رہنا چاہئے' کیونکہ روٹی، کپڑا اور مکان وہی عنایت کرتا ہے۔ جو شخص سیاسی مقاصد کے لیے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا اعلان کرتا ہے یا نعرہ دیتا ہے وہ گمراہ، بے دین اور ظالم ہے۔

تیسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ کثرت دولت سے انسان کو احتراز کرنا چاہیے' کیونکہ اس سے احکام الٰہی پر عمل کرنے میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ انسان تو اپنی ذات کا بھی مالک نہیں ہے۔ پھر یہ دولت دنیوی کے پیچھے کیوں دوڑتا ہے؟ تاہم تین قسم کے اموال ہیں جن کا اسے فائدہ ہوسکتا ہے:

1- صدقہ وخیرات کی شکل میں جو اس نے آگے بھیج دیا۔

2- جو کچھ اس نے کھالیا۔

3- وہ کپڑا جو پہن کر بوسیدہ کر دیا۔

تاہم وہ مال ومتاع جو انسان جمع کرتا ہے اور اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد (زکوٰۃ وخیرات) ادا نہیں کرتا، وہ آخرت میں قابل مؤاخذہ وعذاب ہوگا۔ علاوہ ازیں ایسی دولت اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت سے انسان کو غافل کر دیتی ہے۔

چوتھی حدیث بات سے چند اہم مسائل ثابت ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ بقدر ضرورت مال ودولت اپنے پاس رکھنا جائز ہے، کیونکہ جمع شدہ مال پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔

☆ ضرورت سے زائد دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کے لیے نافع ہے۔

☆ مال کو خرچ کرتے وقت اس کے مصارف کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ مستحقین کے پاس مال پہنچ جائے۔

☆ خرچ کرنے میں اس قدر بھی سخاوت کا مظاہرہ نہ کیا جائے کہ دوسرے ہی لحہ میں دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا شروع کر دے۔

بَابُ فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللّٰهِ

باب 30: اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا

2266 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا

2266- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۹٤): كتاب الزهد: باب: التوكل و اليقين، حديث (٤١٦٤) واحمد (١/ ٣٠، ٥٢) و عبد بن حميد (٣٢) حديث (١٠) من طريق عبد الله بن هبيرة، عن ابي تميم الجيشاني، فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ تَمِیْمٍ الْجَیْشَانِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَالِكٍ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جیسے اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق عطا کیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوتمیم جیشانی نامی راوی کا نام عبداللہ بن مالک ہے۔

2267 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوسکتا ہے تمہیں بھی اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2268 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ شُمَيْلَةَ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْخَطْمِیِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِیْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِیْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَحِيْزَتْ جُمِعَتْ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهٗ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ

◆◆ سلمہ بن عبیداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جنہیں نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ خوشحال ہو۔ جسمانی طور پر تندرست ہو اس کے

2268- اخرجه ابن ماجه (۲ /۱۳۸۷): كتاب الزهد: باب القناعة: حديث (٤١٤١) و البخاري في (الادب المفرد) (۲۹۷) و الحميدي (٢٠٨): حديث (٤٣٩) من طريق عبد الرحمن ابن شميلة الانصاري: عن سلمة بن عبيد الله بن محصن: فذكره-

پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لیے دنیا سمیٹ دی گئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف مروان بن معاویہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ "حِیزَتْ" کا مطلب "جمع کردی گئی" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی اہمیت:

احادیث باب میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے اور ایمان کا بھی تقاضا ہے کہ انسان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوا یہ عقیدہ رکھے کہ جو بھی اسے راحت وغم لاحق ہوتا ہے وہ من جانب اللہ ہوتا ہے۔

پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے جب آدمی اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین کر لیتا ہے تو اسے ایسے مقام سے روزی میسر آتی ہے، جس کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ پھر ایک مثال کے ذریعے بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں سے صبح کے وقت روزی کی تلاش میں خالی پیٹ نکلتے ہیں تو جب شام کے وقت واپس پلٹتے ہیں تو ان کے پیٹ خوراک سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پیش نظر رکھتا ہوا اپنی دولت صحیح مصارف میں خرچ کرتا ہے تو غرباء، مساکین اور مسافر وغیرہ لوگ اس کے حق میں دعاء خیر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے مال و دولت میں برکت فرماتا ہے، یا کوئی شخص کسی عالم ربانی یا مرد صالح یا ولی کامل سے دعا کراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دولت میں اضافہ فرماتا ہے۔

فائدہ نافعہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ توسل و وسیلہ برحق ہے اور اولیاء وصالحین کا اپنے متعلقین کی امداد ونصرت کرنا برحق ہے۔ مزید اس سلسلے میں صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔ تمہارے کمزور کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تین چیزوں سے نوازتا ہے تو گویا اسے دنیا کی ہر چیز میسر ہوگئی۔ وہ اشیاء ثلاثہ یہ ہیں:

1- مکان جو رہائش کے لیے ہو۔ 2- صحت وتندرستی۔ 3- کم از کم اس دن کا رزق ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ روزمرہ زندگی کے لیے زیادہ ضروری یہی اشیاء ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ

باب 31: ضروریات کے مطابق (رزق ہونا) اور اس پر صبر کرنا

2269 اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ

عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ اَغْبَطَ اَوْلِيَائِىْ عِنْدِىْ لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِى السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِى النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَرَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، میرے دوستوں میں سب سے زیادہ قابلِ رشک وہ شخص ہے، جس کے پاس مال کم ہو۔ نماز میں اس کا حصہ زیادہ ہو وہ اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور خفیہ طور پر بھی اس کی فرمانبرداری ہی کرتا ہو۔ اس کا رزق اس کی ضروریات کے مطابق ہو اور وہ اس پر صبر سے کام لیتا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک زمین پر مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس کو موت جلدی آجائے اور اس پر رونے والے کم ہوں۔ اس کے وارث کم ہوں۔

2270 وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عَرَضَ عَلَىَّ رَبِّىْ لِيَجْعَلَ لِىْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَّاَجُوْعُ يَوْمًا وَّقَالَ ثَلَاثًا اَوْ نَحْوَ هٰذَا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَّالْقَاسِمُ هٰذَا هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنٰى اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُقَالُ اَيْضًا يُكْنٰى اَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَامِىٌّ ثِقَةٌ وَّعَلِىُّ بْنُ يَزِيْدَ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ وَيُكْنٰى اَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ

◆◆ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی منقول ہے:

''میرے پروردگار نے میرے سامنے یہ پیش کش کی کہ مکہ کا میدانی علاقہ میرے لیے سونا بن جائے' تو میں نے عرض کی: نہیں۔ اے میرے پروردگار! بلکہ میں ایک دن پیٹ بھر کر رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں''۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) تین دنوں کے بارے میں آپ نے ایسا کہا' یا اسی کی مانند کوئی اور بات ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا)

''جب میں بھوکا ہوں' تو تیری بارگاہ میں گریہ وزاری کروں اور تیرا ذکر کروں اور جب میں شکم سیر ہوں' تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد بیان کروں''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

قاسم نامی راوی قاسم بن عبدالرحمٰن ہیں اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ''ابوعبدالملک'' ہے۔ یہ صاحب' عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے غلام ہیں' اور یہ شامی ہیں اور ثقہ ہیں۔

2269۔ اخرجه احمد (٥/ ٢٥٢، ٢٥٥) من طريق عبيد الله بن زحر' عن علي بن يزيد' عن القاسم' و الحميدي (٤٠٤) حديث (٩٠٩) من طريق عبيد الله بن زحر' عن القاسم' فذكره' ليس فيه (علي بن زيد)۔

علی بن یزید نامی راوی کو علم حدیث میں ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کنیت ابوعبدالملک ہے۔

2271 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا۔ اسے ضروریات کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت عطا کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2272 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّ اَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ اَخْبَرَهٗ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا وَّقَنَعَ

توضیح راوی: قَالَ وَاَبُوْ هَانِئٍ اسْمُهٗ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص کے لیے بشارت ہے جسے اسلام کی طرف رہنمائی دی گئی اور اس کی زندگی اس کی ضروریات کے مطابق ہو اور وہ اس پر قناعت کرے۔

ابوہانی خولانی نامی راوی کا نام حمید بن ہانی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

فقر و زہد کی فضیلت:

احادیث باب میں فقر و زہد کی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث باب میں فقر و زہد کی بہترین شکل یہ بیان کی گئی ہے کہ آدمی کے پاس بقدرِ ضرورت رزق ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کرے، بحالت احسان ریاضت کرے۔ لوگوں میں

2271- اخرجه مسلم (۲/۷۳۰)؛ كتاب الزكاة؛ باب: في الكفاف و القناعة؛ حديث (۱۲۵ /۱۰۵۴)؛ و ابن ماجه (۲/۱۳۸۶)؛ كتاب الزهد؛ باب: القناعة؛ حديث (۴۱۳۸)؛ و احمد (۲/۱۶۸؛ ۱۷۳)؛ و عبد بن حميد (۱۳۶)؛ حديث (۳۴۱) من طريق ابو عبد الرحمن الحبلي؛ فذكره-

2272- اخرجه احمد (۶/۱۹) من طريق ابو علي؛ عمرو بن مالك الجنبي اخبره؛ فذكره-

گھل مل کر رہنے کے باوجود عجز وانکسار کا مجسمہ ہو، اس کی بزرگی وزہد کی وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی انگشت نمائی نہ ہو اور صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اپنا قابل رشک دوست قرار دیا ہے۔

دوسری حدیث باب میں کفاف وزہد اور قناعت کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے' جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ آپ نے دنیا کے سونا چاندی وغیرہ کو پسند کرنے کے بجائے فقر وفاقہ کو پسند فرمایا ہے۔ وہ یوں کہ ایک دن کھانا تناول فرمائیں اور ایک دن فاقہ سے رہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت اور صبر وشکر کو کمال طریقہ سے انجام دیں۔

تیسری اور چوتھی حدیث باب میں ایسے شخص کو کامیاب مسلمان قرار دیا گیا ہے' جو بقدر ضرورت روزی پر قناعت اختیار کرتا ہے یعنی قسمت میں لکھی گئی روزی پر صابر اور شاکر ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرتا ہے اور سجدہ شکر بجالاتا ہے' وہ حقیقت میں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کامران وکامیاب ہے۔ لفظ: طُوْبٰی، فعل ثلاثی مجرد اجوف وادی سے اسم تفضیل واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ یہ جنت کے درخت کا نام ہے لیکن یہاں اس کا معنیٰ ہے: آخرت کی خوشی، سعادت، بھلائی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْفَقْرِ

باب 32: غربت کی فضیلت

2273 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِیُّ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ اَسْلَمَ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ اَبُوْ طَلْحَةَ الرَّاسِبِیُّ عَنْ اَبِی الْوَازِعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ يُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شَدَّادٍ اَبِیْ طَلْحَةَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْوَازِعِ الرَّاسِبِیُّ اسْمُهٗ جَابِرُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ بَصْرِیٌّ

◄► حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس بات کا جائزہ لو جو تم کہہ رہے ہو۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو' تو غریب رہنے کے لیے تیار رہو' کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے' غربت اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتی ہے۔ جتنی تیزی سے سیلابی پانی اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ابووازع راسبی نامی راوی کا نام جابر بن عمرو ہے اور یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

فقر وفاقہ کی فضیلت:

فقر کی دو اقسام ہیں:

1- فقر اختیاری: یہ وہ ہے جسے انسان اپنی خواہش سے اختیار کرے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اسے پسند کیا تھا۔ گزشتہ باب میں حدیث گزری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کھانا تناول فرماتے، پھر کئی ایام تک فاقہ ہوتا تھا۔ حدیث باب میں بھی فقر وفاقہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ صحابی رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا بالاصرار دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کی طرف سے انہیں فقر وفاقہ کے تسلط اور اسے برداشت کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ جس کے ساتھ محبت کی جائے اس کی حالت کو اختیار کیا جائے۔ افسوس، صد افسوس! ہم صالحین اور اولیاء کرام سے محبت وعقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے فقر وفاقہ اور حالت کو پسند کرنے سے گھبراتے ہیں۔

2- فقر اضطراری: یہ وہ حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافذ ہوئی ہو اور بندے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ

باب 33: غریب مہاجرین جنت میں خوشحال مہاجرین سے پہلے داخل ہوں گے

2274 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مہاجرین، خوشحال مہاجرین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2275 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَابِدُ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ اللَّيْثِيُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ

2274- اخرجه ابن ماجه (۱۳۸۱/۲): كتاب الزهد؛ باب: منزلة الفقراء؛ حديث (۴۱۲۳)؛ من طريق عطية العوفي؛ فذكره۔

عَـآئِشَةُ لِـمَ يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيفًا يَا عَآئِشَةُ لَا تَرُدِّى الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَآئِشَةُ اَحِبِّى الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰـذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دعا کی۔

''اے اللہ! مجھے (ظاہری طور پر) غریب حالت میں زندہ رکھ اور اسی حالت میں موت دینا اور مجھے قیامت کے دن غریبوں کے ساتھ زندہ کرنا''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اس لیے کہ یہ لوگ خوشحال لوگوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! تم کسی مسکین کو واپس نہ بھیجنا' خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہو (تم وہ ہی اسے دے دینا) اے عائشہ! تم غریبوں سے محبت رکھنا' انہیں اپنے قریب رکھنا' اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنے قریب رکھے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

2276 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِى سَلَمَةَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ

حکم حدیث: قَالَ هٰـذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب لوگ خوشحال لوگوں سے پانچ سو سال پہلے (یعنی قیامت کے) نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2277 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَـدَّثَنَا الْمُحَارِبِىُّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِى سَلَمَةَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ

حکم حدیث: وَهٰـذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مسلمان' خوشحال مسلمانوں سے (قیامت کے) نصف دن، جو پانچ سو سال کا ہوگا' پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2278 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَا الْعَبَّاسُ الدُّوْرِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِى اَيُّوْبَ

2276- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۸۰): كتاب الزهد: باب: منزلة الفقراء' حديث (۴۱۲۲) من طريق محمد بن عمرو' عن ابى سلمة' فذكره-

2277- اخرجه احمد (۲/۲۹۶' ۳۴۳' ۴۱۲' ۴۵۱' ۵۱۳' ۵۱۹) و ابن ماجه (۲/۱۳۸۰): كتاب الزهد: باب: منزلة الفقراء رقم (۴۱۲۲)' و ابن حبان (۲/۴۵۷): كتاب الرقائق: باب: الفقر والزهد والقناعة' رقم (۶۷۶)-

عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄◄ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مسلمان جنت میں خوشحال مسلمانوں سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

فقراء وغرباء کی فضیلت:

امارت وامیری کی نسبت غربت وغریبی کی اہمیت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ ہے، اسی طرح امراء اور اہل دول کی نسبت غرباء وفقراء کی فضیلت زیادہ ہے۔ احادیث باب میں غرباء وفقراء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ غرباء اور فقراء امراء سے پانچ سو سال یا چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امراء اپنی عیش وعشرت میں گزاری ہوئی زندگی کا پہلے حساب وکتاب دیں گے (جس میں تاخیر ہونا یقینی بات ہے) پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کے برعکس فقراء اور غرباء مختصر حساب کتاب چکانے کے بعد یا بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت کے دن مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔

سوال: ایک روایت میں امیروں کے مقابلے میں غریبوں کے جنت میں جانے کا پانچ سو سال قبل کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں چالیس سال قبل دخول جنت کا بیان ہے، یہ تو روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- یہاں سالوں میں عرصہ دراز نہیں بلکہ طویل مراد ہے، 2- غرباء درجہ بدرجہ مراد ہوں یعنی جو زیادہ درجہ کے غرباء ہوں گے وہ امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے، ارو جو کم درجہ کے غریب ہوں وہ چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ 3- مہاجرین مسلمان پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور عام مسلمان چالیس سال قبل جنت میں اجنئیں گے۔ 4- ابتداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کا ذکر کیا ہو پھر پانچ سو سال کا ذکر کیا ہو۔ (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج7 ص67)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَعِيشَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِهِ

باب 34: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہلِ خانہ کا طرز زندگی

2279 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ

متن حدیث: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَدَعَتْ لِيْ بِطَعَامٍ وَّقَالَتْ مَا اَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَاَشَاءُ اَنْ اَبْكِيَ اِلَّا بَكَيْتُ

2278- اخرجه احمد (۳/۳۲٤) و عبد بن حميد (ص۳۳٦) رقم (۱۱۱۷) من طريق سعيد بن ابي ايوب عن عمرو بن جابر الحضرمي فذكره۔

قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ اَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِیْ فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا وَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِیْ يَوْمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ مسروق بیان کرتے ہیں: میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا پھر انہوں نے فرمایا: میں جب بھی سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں' تو مجھے رونا آجاتا ہے۔

مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے' جس حالت میں نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ سیر ہو کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2280 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی لگاتار دو دن تک جو کی بنی ہوئی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی' یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2281 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِیُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ ثَلَاثًا تِبَاعًا مِّنْ خُبْزِ الْبُرِّ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا

فی الباب: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی مسلسل تین دن تک گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی' یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

2280۔ اخرجه مسلم (٤/٢٢٨٢)؛ كتاب الزهد و الرقائق' حديث (٢٢/٢٩٧٠)' و ابن ماجه (٢/١١١٠)؛ كتاب الاطعمة؛ باب: خبز الشعير' حديث (٣٣٤٦)' من طريق محمد بن جعفر' عن شعبة' عن ابى اسحاق' عن عبد الرحمن بن يزيد به۔

2281۔ اخرجه مسلم (٤/٢٢٨٤)؛ كتاب الزهد الرقائق' حديث (٣٣٠٣٣/٢٩٧٦)' و ابن ماجه (٢/١١١٠)؛ كتاب الاطعمة؛ باب: خبز البر' حديث (٣٣٤٣)' من طريق مروان بن معاوية به۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2282 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ

متنِ حدیث: مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِيرِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَيَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ هَذَا كُوفِيٌّ وَأَبُو بُكَيْرٍ وَالِدُ يَحْيَى رَوَى لَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ مِصْرِيٌّ صَاحِبُ اللَّيْثِ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے گھر والوں کے لیے جَو کی روٹی کبھی بھی ضرورت سے زیادہ نہیں ہوئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔
یہ والے یحییٰ بن ابوبکیر کوفی ہیں۔ یحییٰ کے والد ابوبکیر سے سفیان ثوری نے احادیث نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مصری ہیں۔ اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں۔

2283 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے گھر والے کئی کئی راتوں تک مسلسل بھوکے رہتے تھے کیونکہ آپ کے گھر والوں کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا۔ ویسے بھی عام طور پر ان کی خوراک جَو کی بنی ہوئی روٹی ہوتی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کا گزر اوقات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی غربت اختیاری تھی، کیونکہ یہ حالت ان کے نزدیک محبوب

2282- اخرجه احمد (۵/۲۵۲، ۲۶۰، ۲۶۷) من طريق سليم بن عامر، عن ابى امامة، فذكره ليس فيه ابو غالب۔
2283- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۱۱) كتاب الاطعمة: باب: خبز الشعير، حديث (۳۳۴۷) و احمد (۱/۲۵۵، ۳۷۳) و عبد بن حميد (۲۰۴) حديث (۵۹۲) من طريق هلال بن خباب، عن عكرمة فذكره۔

ترتھی، باغات اور کھیتوں کی آمدنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سال بھر کا نفقہ عنایت فرما دیتے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے نفقات غرباء، مساکین، یتیموں اور مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ کر کے نادار ہو جاتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک مہینہ تک چولہا نہیں جلتا تھا' کیونکہ پکانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہوتی تھی۔ آپ سے دریافت کیا گیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ لوگوں کو سال بھر کے اخراجات فراہم کیے جاتے تھے وہ کہاں خرچ ہوتے تھے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ سب کچھ مسلمانوں کی ضرورت پر صرف ہو جاتا تھا۔

پہلی حدیث کے مطابق جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیٹ بھر کر کھانا تناول فرماتیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ناداری کو یاد کر کے آنسو بہایا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: بخدا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر ایک دن میں دوبارہ شکم سیر ہو کر گوشت نہیں کھایا۔ اس روایت سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے' جو کہتے ہیں کہ آخری سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراوانی حاصل ہو گئی تھی۔

سوال: پہلی حدیث باب میں ایک دن کا ذکر ہے، دوسری حدیث میں دو دن کا تذکرہ ہے اور تیسری روایت میں تین دن کا بیان ہے، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: ہر راوی نے اپنی دانست وعلم کے مطابق بیان کر دیا، لہٰذا روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔

چوتھی حدیث بیان میں جو کی روٹی نہ بچنے کا ذکر ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کئی ایام تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا تو ضرورت سے زائد ایک روٹی پکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جب ضرورت سے زائد روٹی پکتی نہیں تھی تو بچنے کی بھی صورت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ پانچویں حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری کا مضمون بیان ہوا ہے۔ جس گھر میں ایک مہینہ تک چولہا نہ جلتا ہو' تو اس میں مسلسل کئی راتوں میں کھانا میسر نہ آنا بعید از قیاس نہیں ہوگا۔

2284 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

"اے اللہ! محمد کے گھر والوں کو ان کی خوراک جتنا رزق عطا کر"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2285 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ

2284۔ اخرجه البخاری (۱۱/ ۲۸۷): كتاب الرقاق: باب: كيف كان عيش النبی صلی الله عليه وسلم و اصحابه و تخليهم عن الدنيا، حديث (٦٤٦٠) و مسلم (۲/ ۷۳۰): كتاب الزكاة: باب: فی الكفاف و القناعة، حديث (۱۳٦/ ۱۰۵۵) (٤/ ۲۲۸۱): كتاب الزهد والرقائق: حديث (۱۸، ۱۹/ ۱۰۵۵) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۸۷): كتاب الزهد: باب: القناعة، حديث (٤۱۳۹) من طريق وكيع به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کل کے لیے کوئی چیز سنبھال کر نہیں رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

یہ روایت جعفر بن سلیمان اور ثابت کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

2286 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَّلَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی میز پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی آپ نے کبھی نرم چپاتی کھائی، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور سعید بن ابوعروبہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2287 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْحَنَفِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِىَّ يَعْنِى الْحُوَّارٰى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِىَّ حَتّٰى لَقِىَ اللّٰهَ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِيْلَ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِيْرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُثَرِّيْهِ فَنَعْجِنُهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے کبھی میدے کی روٹی کھائی ہے، تو حضرت سہل نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے تک کبھی بھی چھنے

2286۔ اخرجه البخاری (۱۱/۲۷۸)؛ كتاب الرقاق؛ باب؛ فضل الفقر؛ حديث (٦٤٥٠)، و ابن ماجه (۲/۱۰۹۵)؛ كتاب الاطعمة؛ باب؛ الاكل على الخوان و السفرة؛ حديث (۳۲۹۲)۔

2287۔ اخرجه البخاری (۹/٤٦٠)؛ كتاب الاطعمة؛ باب؛ ما كان النبی صلى الله عليه وسلم و اصحابه يا كلون؛ حديث (٥٤١٣)۔ و ابن ماجه (۲/۱۱۰۷)؛ كتاب الاطعمة؛ باب؛ الحوارى؛ حديث (۳۳۳٥)، و احمد (٥/۳۳۲)، و عبد بن حميد (١٦٩)، حديث (٤٦١) من طريق ابو حازم؛ فذكره۔

ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔ ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں آپ کے پاس چھانی نہیں ہوتی تھی۔ تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس چھانی نہیں ہوتی تھی ان سے دریافت کیا گیا: پھر آپ جَو کا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: ہم اس پر پھونک مارتے تھے جو چیز اڑنی ہوتی تھی وہ اڑ جاتی تھی، پھر ہم اس میں پانی ڈال کر اسے گوندھ لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوحازم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

معیشت نبوی اور اہل بیت اطہار:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناداری اختیاری پسند تھی اس لیے اپنے اہل بیت اطہار کے لیے بھی اسے پسند کیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا ! اے اللہ! تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بقائے زندگی کے لیے رزق عطا کر''۔ بقاءِ زندگی کے رزق سے مراد: قوت لا یموت، ہے یعنی ایسی روزی جو صرف زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔ یہ نہ ضرورت زائد رزق ہوتا ہے اور نہ اتنا کم ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرتا پھرے۔ لفظ آل کے کئی معانی ہیں:

1- گھر کے افراد یعنی بیوی بچے۔

2- متبعین،

3- اہل تقویٰ امتی۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے افراد مراد ہیں۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ دوسرے دن کے لیے کھانا نہیں رکھا تھا، جب حسب ضرورت بلکہ ضرورت سے کم کھانا تیار ہوتا ہو تو دوسرے دن کے لیے رکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ جب پیٹ بھر کر کھانا کھایا نہ ہو تو دوسرے روز کے لیے کھانا جمع کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ دوسرے دن کے لیے کھانا رکھنا ناداری کے منافی ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر و فاقہ اور ناداری پسند تھی۔

تیسری حدیث باب میں دو امور کا ذکر ہے:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میز یا ٹیبل وغیرہ پر کھانا تناول نہیں فرمایا تھا، آپ دستر خوان پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ٹیبل پر یا کھڑے ہو کر تناول کرنا خلاف سنت ہے۔ عصر حاضر میں ہماری تقاریب میں عموماً میز پر اور کھڑے ہو کر کھانا تناول کیا جاتا ہے جو سراسر سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ 2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات چپاتی تناول نہیں فرمائی، دراصل چپاتی اس باریک روٹی کو کہا جاتا ہے جو گندم کا آٹا چھلنی سے چھاننے کے بعد تیار کی جاتی ہے۔ آپ کے زمانہ میں چھلنی نہیں ہوتی تھی تو چپاتی بھی نہیں پکتی تھی اور آپ نے تناول بھی نہیں کی تھی۔ چوتھی حدیث باب میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں چھلنی نہیں ہوتی تھی لیکن جو وغیرہ کا کچا پوست پھونک کے ذریعے دور کیا جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَعِيشَةِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 35: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا طرزِ زندگی

2288 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ اَهْرَاقَ دَمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَغْزُوْ فِي الْعِصَابَةِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَاْكُلُ اِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ اَوِ الْبَعِيْرُ وَاَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ يُعَزِّرُوْنِيْ فِي الدِّيْنِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ بَيَانٍ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (دشمن کا) خون بہایا اور میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا۔ مجھے اپنے بارے میں اچھی طرح یاد ہے: نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب کے ہمراہ میں ایک جنگ میں شریک ہوا ہم لوگ صرف درختوں کے پتے اور خاردار جھاڑیوں کے پھل کھا کر گزارا کیا کرتے تھے اور ہم میں سے ہر شخص اسی طرح پاخانہ کرتا تھا جیسے بکری یا اونٹ مینگنی کرتے ہیں۔ اب اگر بنو اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ دین کے حوالے سے مجھ پر اعتراض کریں تو پھر تو میں رسوا ہو گیا اور میرا عمل ضائع ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور بیان نامی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2289 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ

متنِ حدیث: يَقُوْلُ اِنِّيْ اَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةَ وَهٰذَا السَّمُرَ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ يُعَزِّرُوْنِيْ فِي الدِّيْنِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ

2288۔ اخرجه البخاری (۱۰٤/۷): کتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب سعد بن ابی وقاص الزهری، حدیث (۳۷۲۸)، و طرفاه فی: (٥٤١۲، ٦٤٥۳) و مسلم (٤/ ۲۲۷۸): کتاب الزهد و الرقائق: حدیث (۱۳/ ۲۹٦٦) و ابن ماجه (۱/ ٤۷): المقدمة: باب: فی فضائل اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، حدیث (۱۳۱) و احمد (۱/ ۱۷٤، ۱۸۱، ۱۸٦) و الحمیدی (۱/ ٤۲) حدیث (۷۸) و الدارمی (۲/ ۲۰۸) کتاب الجهاد باب: ما اصاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی مغازیهم من الشدة، من طریق قیس بن ابی حازم، فذکره۔

2289۔ اخرجه البخاری (۹/ ٤٦۰): کتاب الاطعمة: باب: ما کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و اصحابه یا کلون، حدیث (٥٤١۲)، (۱۱/ ۲۸٦، ۲۸۷): کتاب الرقاق: باب: کیف کان عیش النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و اصحابه، حدیث (٦٤٥۳)۔ من طریق مسدد، عن یحیی القطان۔

◆◆ قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں عربوں میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا تھا۔ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ ہماری خوراک صرف درختوں کے پتے تھے اور خاردار درختوں کے پھل تھے' یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک شخص اس طرح پاخانہ کرتا تھا جیسے بکری مینگنی کرتی ہے۔ اب اگر بنواسد دین کے حوالے سے مجھ پر اعتراض کریں تو پھر تو میں خسارے کا شکار ہو گیا اور میرا عمل ضائع ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عتبہ بن غزوان سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیشت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیشت بھی فقر و ناداری پر مشتمل تھی۔ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عُشاق صادق تھے اور عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ اسلوب محبوب اختیار کیا جائے۔ دونوں احادیث میں اس مسئلہ کی تصریح ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار السابقون الاوّلون میں ہوتا ہے عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور جو سات افراد پر مشتمل سب سے پہلے ایک سریہ روانہ کیا گیا تھا اس کے روح رواں تھے اور سب سے پہلے انہوں نے دشمن کو واصل جہنم کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں "کوفہ" کا گورنر تعینات کیا تھا۔ بنواسد نے ان کے خلاف خلیفہ وقت کی خدمت میں شکایات ارسال کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ یہ صحیح طریقہ سے نماز نہیں پڑھا سکتے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایات سن کر انہیں کوفہ سے طلب کیا اور ان کی جگہ پر کوفہ کا نیا حاکم مقرر کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد دو آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ لے جائیں اور وہاں کی ہر مسجد میں کھڑا کر کے لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ انہیں ان سے کیا شکایات ہیں؟ چنانچہ ہر مسجد میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کر کے لوگوں سے ان کے بارے میں شکایات کا جائزہ لیا گیا تو کسی نے کوئی شکایت نہ کی۔ البتہ ایک شخص نے آپ کے بارے میں تین شکایات پیش کیں تو آپ نے ان کے حق میں تین دعائیں کیں جو بعد میں وہ بددعائیں بن گئیں۔ یہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں واپس آئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے وہ گفتگو کی جو روایات باب میں مذکور ہے۔ یعنی روز اوّل سے ہم نے قبول اسلام کیا، عسر و تنگی کی حالت میں ترقیٔ اسلام کی خدمات انجام دیں اور محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں جہاد کی خدمات انجام دیں پھر بھی اگر میں نے کوئی خدمات دین نہیں کی اور نماز پڑھانے کا مجھے طریقہ نہیں آیا تو میری تمام زندگی کی محنت ضائع ہو گئی! آپ کی یہ سرد گرم گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے آپ کے بارے میں پہلے ہی اچھا گمان تھا لیکن شکایات کی چھان بین کرنا میرے فرائض میں شامل تھا۔

2290 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ

متنِ حدیث: قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِىْ اَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخٍ بَخٍ يَتَمَخَّطُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِى الْكَتَّانِ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَاِنِّىْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِيًّا عَلَىَّ فَيَجِىْءُ الْجَائِىْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِىْ يَرٰى اَنَّ بِىَ الْجُنُوْنَ وَمَا بِىْ جُنُوْنٌ وَّمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس میں سے ایک کپڑے کے ذریعے ناک صاف کیا اور پھر بولے بہت اچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے آج تم اس کپڑے سے ناک صاف کر رہے ہو۔ ایک وہ زمانہ تھا جب میں نبی اکرم ﷺ کے منبر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر گر گیا تھا اور گزرنے والے شخص یہ سوچ کر میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے شاید مجھے جنون لاحق ہو گیا ہے حالانکہ بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2291 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّوْرِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِىُّ اَنَّ اَبَا عَلِىٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِىَّ اَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِى الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ اَوْ مَجَانُوْنَ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً قَالَ فَضَالَةُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ بھوک کی شدت کی وجہ سے گر جاتے تھے۔ یہ اصحاب صفہ تھے، یہاں تک کہ دیہاتی لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ شاید پاگل ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی اور آپ نے ان کی طرف رخ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری کیا حیثیت ہے تو تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہارے فاقے میں اور ضروریات میں مزید اضافہ ہو۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان دنوں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔

2290۔ اخرجه البخاری (۱۳/۳۱۶): كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة: باب: ماذكر النبی صلی الله علیه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم، و ما اجتمع علیه الحرمان مكة و المدينة، حديث (۷۳۲۴) من طريق حماد بن زيد، عن ايوب، عن محمد بن سيرين، فذكره۔

2291۔ اخرجه احمد (۶/۱۸)۔ من طريق عبد الله بن يزيد ابی عبد الرحمن المقری، قال: حدثنا حيوة بن شريح، قال: اخبرنی ابو هانی الخولانی، ان ابا علی عمرو بن مالك الجنبی اخبره، فذكره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کی حالت ناداری:

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونے میں ایک چبوترہ بنوایا تھا جس پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ کو "اصحاب صفہ" کہا جاتا تھا جن کی تعداد عموماً ساٹھ سے ستر ہوتی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی "اصحاب صفہ" میں ہوتا تھا۔ آپ عموماً بھوک کی وجہ سے مسجد نبوی اور حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان پڑے رہتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل بیت اطہار کی طرف سے کھانا وغیرہ میسر آئے تو بھوک مٹا سکیں۔ عموماً اصحاب صفہ بھوک سے دوچار ہو کر حالت نماز میں زمین پر گر پڑتے تھے۔ اس مضمون کی تفصیل احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

2292 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَاعَةٍ لَّا يَخْرُجُ فِيْهَا وَلَا يَلْقَاهُ فِيْهَا اَحَدٌ فَاَتَاهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ خَرَجْتُ اَلْقَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْظُرُ فِيْ وَجْهِهٖ وَالتَّسْلِيْمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ قَالَ الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقُوْا اِلٰى مَنْزِلِ اَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَالُوْا لِامْرَاَتِهٖ اَيْنَ صَاحِبُكِ فَقَالَتِ انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ فَلَمْ يَلْبَثُوْا اَنْ جَاءَ اَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُفَدِّيْهِ بِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ اِلٰى حَدِيْقَتِهٖ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ اِلٰى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ تَخْتَارُوْا اَوْ قَالَ تَخَيَّرُوْا مِنْ رُطَبِهٖ وَبُسْرِهٖ فَاَكَلُوْا وَشَرِبُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مِنَ النَّعِيْمِ الَّذِيْ تُسْاَلُوْنَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَّرُطَبٌ طَيِّبٌ وَّمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ قَالَ فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا اَوْ جَدْيًا فَاَتَاهُمْ بِهَا فَاَكَلُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْيٌ فَاْتِنَا فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اخْتَرْ

2292- اخرجه مالك في (الموطا) (٢/٩٣٢): كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (٢٨) مطولا، و ابو داؤد (٤/١٣٣٢): كتاب الادب: باب: في المشورة، حديث (٥١٢٨)، و ابن ماجه (٢/١٣٣٢): كتاب الادب: باب: المستشار موتمن، حديث (٣٧٤٥) مختصراً من طريق ابو سلمة، فذكره۔

لِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُهُ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَیْثَمِ اِلَی امْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ مَا اَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنْ تَعْتِقَهٗ قَالَ فَهُوَ عَتِیْقٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیًّا وَّلَا خَلِیْفَةً اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَّا تَاْلُوْهُ خَبَالًا وَّمَنْ یُّوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِیَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَحَدِیْثُ شَیْبَانَ اَتَمُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ عَوَانَةَ وَاَطْوَلُ وَشَیْبَانُ ثِقَةٌ عِنْدَهُمْ صَاحِبُ كِتَابٍ وَّقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَیْضًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے جس میں عام طور پر آپ تشریف نہیں لاتے تھے اور ان اوقات میں کوئی آپ سے ملاقات بھی نہیں کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آپ سے ملاقات ہوئی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے ابوبکر! تم کس وجہ سے گھر سے باہر ہو۔ انہوں نے عرض کی: میں اللہ کے رسول سے ملاقات کے لیے اور ان کی زیارت کے لیے اور انہیں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: عمر! تم کس وجہ سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی بھوک محسوس ہو رہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر یہ حضرات، حضرت ابوہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ ان صاحب کے کھجوروں کے باغات تھے اور بکریاں بھی تھیں تاہم ان کا کوئی خادم نہیں تھا۔ ان حضرات نے ان صاحب کو گھر نہیں پایا تو ان کی اہلیہ سے دریافت کیا: تمہارے میاں کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوہیثم رضی اللہ عنہ آگئے۔ انہوں نے ایک مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا۔ انہوں نے اس مشکیزے کو رکھا اور آ کر نبی اکرم ﷺ سے گلے ملے اور اپنے ماں باپ کو ان پر فدا کرنے لگے پھر وہ ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے۔ ان کے لیے چٹائی بچھائی۔ پھر وہ ایک کھجور کے درخت کی طرف بڑھے اور وہاں سے کھجور کا ایک خوشہ لا کر آپ کے آگے رکھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اس میں سے چن کر تازہ کھجوریں کیوں نہیں لیں۔ انہوں نے عرض کی: میں اس وجہ سے تازہ اور نیم پختہ کھجوریں لایا ہوں تا کہ آپ جو چاہیں وہ کھا لیں۔ ان حضرات نے کھجوریں کھائیں میٹھا پانی پیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ ان نعمتوں میں شامل ہے' جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے حساب لیا جائے گا۔ ٹھنڈا سایہ، پاکیزہ کھجوریں، ٹھنڈا پانی۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر حضرت ابوہیثم چلے گئے تا کہ ان حضرات کے لیے کھانا تیار کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم ہمارے لیے دودھ دینے والی کوئی بکری ذبح نہ کرنا پھر حضرت ابوہیثم نے ان حضرات کے لیے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور اسے تیار کر کے ان کے پاس لائے تو ان حضرات نے اسے کھالیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے۔ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں گے تو تم ہمارے پاس آنا پھر (کچھ عرصے بعد) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دو قیدی پیش کیے گئے۔ ان کے ساتھ کوئی تیسرا قیدی نہیں تھا تو حضرت ابوہیثم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ میرے لیے جسے چاہیں اختیار کر لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہوتا ہے تم اسے لے لو' کیونکہ میں نے اسے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہیثم اپنی اہلیہ کے پاس گئے اور انہیں' نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں بتایا تو ان کی اہلیہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں جو بات ارشاد فرمائی ہے: آپ اس وقت تک اس پر حقیقی طور پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے جب تک اسے آزاد نہ کر دیں' تو حضرت ابوہیثم نے فرمایا: یہ آزاد ہے۔

(بعد میں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی یا جس بھی شخص کو بھیجا اس کے ساتھ دو طرح کے رفقاء ہوتے ہیں۔ ایک اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے' تو جس شخص کو برے رفیق سے بچالیا گیا اسے (خرابی سے) بچالیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔ تاہم اس روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

شیبان نامی راوی کی نقل کردہ روایت ابوعوانہ کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مکمل اور زیادہ طویل ہے۔

شیبان نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور صاحب تصنیف ہیں۔

یہی روایت دوسری سند کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری اختیاری اور پسندیدہ تھی۔ اس کا مقصد تا قیامت آنے والے لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور طلب دنیا سے احتراز کرنے کا پیغام دینا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گرمیوں کے موسم میں خلاف معمول دوپہر کے وقت کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے ہیں تو دروازے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ دریافت فرمایا: اے صدیق! اس وقت آنے کا مقصد؟ جواب میں عرض کیا: آپ کی زیارت اور سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ ادھر حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: اے عمر! اس وقت آنے کا مقصد؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! بھوک نے مجبور کیا تو میں کاشانہ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے بھی بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ دونوں صحابہ کو لے کر آپ حضرت ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے جو کثیر کھجوروں اور بکریوں والے تھے۔ وہ معزز مہمانوں کی تشریف آوری پر بہت خوش ہوئے اپنے ساتھ کھجوروں کے باغ میں لے گئے اور پکی ہوئی کھجوریں نہایت عقیدت ومحبت سے پیش کیں۔ پھر واپسی پر انہیں بکری کا بچہ ذبح کر کے کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعاؤں سے خوب نوازا پھر اپنے دونوں یاروں سمیت واپس تشریف لے آئے۔ حدیث باب میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ناداری عیاں ہو جاتی ہے۔

2293 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ

متنِ حدیث: شَكَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے (پیٹ پر موجود) پتھر سے کپڑا اٹھایا' نبی اکرم ﷺ نے کپڑا اٹھایا تو وہ دو پتھروں پر تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2294 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

متنِ حدیث: قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ اَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَرَوٰی اَبُوْ عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ وَرَوٰی شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ عُمَرَ

◆◆ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: کیا اب تم لوگ جو چاہو وہ کھا پی نہیں سکتے؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ کی زیارت کی ہے: آپ کے پاس کھانے کے لیے معمولی قسم کی کھجوریں اتنی بھی نہیں ہوتی تھیں' جو آپ کے پیٹ کو بھر لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ابوعوانہ اور دیگر راویوں نے سماک بن حرب کے حوالے سے اسی طرح نقل کی ہے

2294- اخرجه مسلم (٤/٢٢٨٤): كتاب الزهد و الرقائق: حديث (٣٤/٢٩٧٧) و احمد (٤/٢٦٨) من طريق سماك بن حرب' فذكره-

جیسے ابواحوص نے نقل کی ہے۔شعبہ نے اس روایت کو سماک کے حوالے سے،حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز زیست:

بھوک مٹانے کے اہل عرب کے ہاں دو طریقے تھے:

1-کوئی چیز کھانا: کھجور روٹی وغیرہ کھانے سے بھوک ختم ہو جاتی ہے۔

2-شکم پر پتھر باندھنا: بھوک کی حالت میں شکم پر پتھر باندھنے سے بھی قدرے بھوک سے نجات مل جاتی ہے۔غزوۂ خندق کے موقع پر ''خندق'' کھودنے کے دوران جب صحابہ بھوک سے نڈھال ہو کر گرنے لگے تو انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے شکم پر باندھے ہوئے پتھر بھی دکھائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بھوک کی وجہ سے تم لوگوں نے اپنے پیٹ پر ایک باندھا ہوا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔یہ جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حیران رہ گئے۔دوسری روایت باب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری کی حالت یہ تھی کہ بعض اوقات گھر میں کھجور تک میسر نہ ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

باب 36:اصل خوشحالی دل کی ہوتی ہے

2295 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ حَصِينٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَصِينٍ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِيُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خوشحالی ساز و سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی' بلکہ اصل خوشحالی دل کی خوش حالی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوحصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

2295۔ اخرجه البخاری (۱۱/ ۲۷۶): كتاب الرقاق: باب: الغنى غنى النفس، حديث (٦٤٤٦) واحمد (۲/ ۳۸۹) والبخاری فی (الادب المفرد) (۲۷۲) من طريق ابو صالح، فذكره۔

شرح

غنیٰ دل کے استغناء کا نام ہے:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ غناء دنیا طلبی اور دولت جمع کرنے کا نام نہیں ہے' بلکہ دل کے استغناء کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو دنیا کی دولت اور دل کی بے نیازی سے نوازا ہو وہ استغناء کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کی زندگی پرسکون اور مصائب ومشکلات سے مامون ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اکثر تابعین، علماء ربانیین، اولیاء اور صوفیاء کی حیات طیبہ اس صفت سے متصف ہوتی تھی۔ اگر ان دونوں چیزوں کو الگ الگ تصور کیا جائے تو استغناء کا درجہ بلند ہوگا، کیونکہ اس کے مقابلے میں دولت کی فراوانی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

بَابٌ مَا جَآءَ فِي اَخْذِ الْمَالِ بِحَقِّهِ

باب 37: حق کے ہمراہ مال حاصل کرنا

2296 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَّكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ مَنْ اَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا النَّارُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْوَلِيْدِ اسْمُهُ عُبَيْدُ سَنُوْطَى

◆◆ سیدہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں' وہ بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ مال سرسبز اور مزیدار ہے' جو شخص اس مال کو اس کے حق کے ہمراہ حاصل کرے گا اس کے لیے اس میں برکت رکھی جائے گی کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مال سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرتے ہیں۔ ان کے لیے قیامت کے دن صرف آگ ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوالولید نامی راوی کا نام عبید سنوطی ہے۔

شرح

حلال طریقہ سے حاصل شدہ مال کی فضیلت اور حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے کی وعید:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال ذرائع سے کمائی جانے والی دولت مثلاً تجارت، مزدوری اور اشراف نفس کے بغیر ہدیہ

2296۔ اخرجہ احمد (٦/ ٣٦٤، ٣٧٨) و الحمیدی (١٧١) حدیث (٣٥٢) و عبد بن حمید (١٥٩٠) حدیث (١٥٨٨) من طریق عبید سنوطا ابی الولید، فذکرہ۔

وغیرہ میں برکت ہوتی ہے۔اس کے برعکس حرام ذرائع سے کمائی جانے والی دولت مثلاً سود، اشراف نفس کا ہدیہ قبول کرنا اور دھوکا وغیرہ سے دولت حاصل کرنا قیامت کے دن قابل مؤاخذہ ہوگی۔

مال کو جانوروں سے متعلق ہونے کی وجہ سے سرسبز قرار دیا گیا ہے' کیونکہ جانور بے تحاشا سبز گھاس وغیرہ کھاتے ہیں۔دولت کو انسانوں کی نسبت سے شیریں قرار دیا گیا ہے' کیونکہ انسان میٹھی اشیاء کھاتا ہی جاتا ہے' لہٰذا ضروری ہے کہ دولت حلال ذرائع سے حاصل کی جائے اور حرام ذرائع سے مکمل طور پر احتراز کیا جائے۔

فائدہ نافعہ: سربراہان مالک، اداروں کے صدور اور مدارس کی انتظامیہ کو قومی فنڈز بے جا یا ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے یا خیانت کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔

2297 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ لُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا أَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَأَطْوَلَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے' درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس کے مقابلے میں زیادہ مکمل اور طویل روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

شرح

زندگی کا مقصد جمع دولت قرار دینے کی وعید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔اگر یہ دنیا طلبی یا دولت جمع کرنے کو اپنا مقصد حیات قرار دے تو اس کا یہ فیصلہ قابل مذمت ہوگا۔حدیث باب میں ایسے انسان کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے انسان کی شایان شان یہی تھا کہ یہ عبد درہم یا عبد دینار نہ بنے بلکہ عبد معبود حقیقی بنے تا کہ اپنا مقصد حیات حاصل کر سکے۔عبد درہم و دینار سے مرادم یہ ہے کہ انسان حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر دولت جمع کرنے میں لگ جائے اور احکام شرعیہ کو نظر انداز کر دے۔عبد معبود حقیقی سے مراد یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر رکھے، اسے مسبب الاسباب اور رازق حقیقی سمجھے۔

2298 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

2298- اخرجه احمد (۳/۴۵۶، ۴۶۰) والدارمی (۲/۳۰۴): كتاب الرقاق: باب: ما ذئبان جائعان من طريق محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة، عن ابن كعب بن مالك، فذكره۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَيُرْوٰى فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهٗ

◆◆ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر دو بھوکے بھیڑیوں کو بکریوں پر چھوڑ دیا جائے' تو وہ انہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال اور مرتبے کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کی گئی ہے تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے۔

شرح

دنیا طلبی، دین کی تباہی ہونا:

حدیث باب میں "ما" نافیہ ہے۔ ذِئْبان موصوف ہے۔ جائعان صفت اوّل ہے اور اُرْسِلا جملہ صفت ثانی ہے۔ لفظ: لدینہ، جار مجرور مل کر شرف سے متعلق نہیں ہے' بلکہ اَفْسَدَ سے متعلق ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کے ریوڑ پر حملہ آور بھیڑیے اتنا نقصان نہیں کر سکتے جتنا دولت کا حریص و لالچی شخص دین کا نقصان کرتا ہے، کیونکہ دنیا کے نقصان کی تلافی ممکن ہوتی ہے لیکن دین کے نقصان کی تلافی ناممکن ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دنیا کا نقصان عارضی ہوتا ہے اور دین کا نقصان مستقل ہوتا ہے۔

2299 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنِي الْمَسْعُوْدِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متن حدیث: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ مَا لِيْ وَمَا لِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک چٹائی پر سو گئے جب آپ اٹھے تو اس کا نشان آپ کے پہلو پر موجود تھا ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ اپنے لیے کوئی بچھونا استعمال کر لیں (تو مناسب ہوگا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا کے ساتھ کیا واسطہ؟ میں دنیا میں صرف ایک سوار کی طرح ہوں' جو ایک درخت کے نیچے سائے میں آتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے اور اسے وہیں چھوڑ جاتا ہے۔

2299 اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۷۶): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا، حديث (۴۱۰۹)، احمد (۱/۳۹۱، ۴۴۱)- من طريق المسعودي، عن عمرو بن مرة: عن ابراهيم النخعي، عن علقمة، فذكره-

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دنیا سے مؤمن کے تعلق کا معیار:

دنیا میں مؤمن کو کس انداز اور کس حیثیت سے رہنا چاہیے؟ اس اہم اور قیمتی سوال کا تفصیلی جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ چٹائی پر آرام کرنے کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نشانات نمایاں ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنسو بہاتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! سلاطین عالم راحت و آرام سے زندگی گزارتے ہیں اور آپ ایسی مشقت میں؟ اگر اجازت ہو تو آپ کے لیے آرام دہ بستر کا انتظام کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ہمارا دنیا سے اس سے زیادہ تعلق نہیں ہے جتنا مسافر کا دوران سفر درخت کے سایہ سے استفادہ کرنے کا ہوتا ہے۔ مسافر درخت کے سایہ سے استفادہ کرتے وقت کسی راحت کا اہتمام نہیں کرتا بلکہ چند لمحات آرام کر کے اپنی راہ لیتا ہے اور ہمہ وقت اس کے دل و دماغ پر منزل مقصود تک رسائی کا تصور چھایا رہتا ہے۔ اسی طرح اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسلمان کا دنیا سے نہایت معمولی تعلق ہونا چاہیے۔ جتنا بھی وقت دنیا میسر آئے وہ دین کی خدمت، آخرت کی تیاری اور مسلمانوں کی فلاح کے لیے گزرنا چاہیے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طویل زندگی پائی، ہزار سال سے زیادہ آپ کی عمر تھی، ساڑھے نو سو سال تک صرف اپنی امت کو تبلیغ فرماتے رہے۔ آپ سے آپ کی کثرت عمر کی لذت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ ایک حویلی کے دو دروازے ہوں، میں اس کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل آیا ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کا دنیا سے تعلق ہے تو عام مؤمن کا تعلق تو اس سے بھی کم ہونا چاہیے۔

2300 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ وَّاَبُوْ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اپنے دوست کے دین (یعنی اخلاقیات) پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کو یہ چاہیے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ اس کا دوست کون ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2300۔ اخرجه ابو داؤد (٤/٢٥٩): كتاب الادب: باب: من يؤمر ان يجالس، حديث (٤٨٣٣) و احمد (٢/ ٣٠٣، ٣٣٤) و عبد بن حميد (٤١٨) حديث (١٤٣١) من طريق موسى بن وردان، فذكره۔

شرح

تاثیرِ صحبت:

ایک دوست دوسرے دوست کے عقائد وافکار سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اگر دوست اچھا ہو تو یہ بھی اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو گا اور اگر دوست بداخلاق ہو گا تو یہ بھی بدزبان و بداخلاق ہو گا۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: عن المرء لا تسئل واسئل عن قرینہ۔ کسی شخص سے براہ راست نہ پوچھو بلکہ اس کے احوال اس کے ساتھی سے دریافت کرو۔ یعنی اس کا ساتھی حسن اخلاق کا پیکر، دین دار، نمازی و صاحبِ تقویٰ اور صادق وامین ہو گا تو یہ بھی ان صفات کا جامع ہو گا ورنہ نہیں۔ حدیث باب میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

بقول شاعر:

1- صحبت صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبت طالح ترا طالح کند

2- یک زمانہ صحبتِ باولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

3- گر تو سنگ خارہ مرمر شوی ۔۔۔ چوں صاحب دل رسی گوہر شوی

بَابُ مَا جَآءَ مَثَلُ ابْنِ اٰدَمَ وَاَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ وَعَمَلِهٖ

باب 38: انسان، اس کے اہل وعیال، مال اور عمل کی مثال

2301 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْاَنْصَارِىُّ قَال سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں۔ ان میں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے اہلِ خانہ، اس کا مال اور اس کا عمل ساتھ جاتے ہیں۔ اہلِ خانہ اور مال واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2301- اخرجه البخاري (۱۱/ ۳۶۹): كتاب الرقاق: باب: سكرات الموت حديث (۶۵۱۴) و مسلم (۴/ ۲۲۷۳): كتاب الزهد و الرقائق: حديث (۵/ ۲۹۶۰) و النسائي (۴/ ۵۳): كتاب الجنائز: باب: النهي عن سب الاموات حديث (۱۹۳۷) و احمد (۳/ ۱۱۰) و الحميدي (۲/ ۵۰۰) حديث (۱۱۸۶)- من طريق عبد الله بن ابي بكر بن عمرو بن حزم فذكره-

شرح

اعمال صالحہ کی اہمیت:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو تین چیزیں قبر تک اس کے ساتھ جاتی ہیں، جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں ایک ساتھ جاتی ہے۔ وہ تین اشیاء یہ ہیں:

1- دوست واحباب اور اعزاء واقارب، یہ جیسے ساتھ جاتے ہیں ویسے ہی واپس آجاتے ہیں۔

2- مال ودولت یعنی چارپائی اور کفن سے زائد کپڑے بھی واپس آجاتے ہیں۔

3- اعمال صالح ساتھ جاتے ہیں جو واپس نہیں آتے۔

دُنیا کا کوئی بھی معاملہ مثلاً تعمیر گھر، اولاد کی پرورش اور بیوی کی ناز برداری وغیرہ امور ایک حد تک ہونے چاہییں۔ مسلمان کو دنیوی زندگی میں ہمہ وقت خدمات دین، آخرت کی تیاری، اولاد کو صالح بنانے، انہیں دینی تعلیم دلانے اور خود اعمال صالحہ میں مشغول ومصروف رہنا چاہئے، کیونکہ یہی امور آخرت میں نافع ومفید ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْاَكْلِ

باب 39: زیادہ کھانا مکروہ ہے

2302 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ الْحِمْصِيُّ وَحَبِيْبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آدمی پیٹ سے زیادہ بُرے کسی برتن کو نہیں بھرتا۔ آدم کے بیٹے کے لیے چند لقمے کافی ہوتے ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ ہی کھانا ہو تو (پیٹ کا) ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے ایک تہائی حصہ پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے رکھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے

2302- اخرجه احمد (۴/۱۳۲) من طريق يحيى بن جابر عنه کرہ۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ اس میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

بسیار خوری کی مذمت:

جب کسی برتن کو پورا بھر دیا جائے تو وہ چھلکتا ہے لہٰذا وہ برتن کو پورا بھرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ پیٹ بھی ایک برتن کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اسے بھی پورا بھرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسے پورا بھرنا صحت کے منافی اور مرض کا سبب ہے۔ انسان کو درس دیا گیا ہے کہ "قوت لایموت" کے مطابق اپنی خوراک بنائے۔ خوراک کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے کہ ایک حصہ خوراک سے بھرا جائے، ایک حصہ پانی کے لیے استعمال کیا جائے اور ایک حصہ ہوا کی آمد و رفت کے لیے خالی رکھا جائے۔ حدیث باب میں بسیار خوری کو ناپسند قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں انسان اور حیوان میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حفظان صحت کا ایسا اصول بیان کیا گیا ہے جس کا نعم البدل اطباء کے پاس ہرگز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

باب 40: ریاء کاری اور شہرت کا بیان

2303 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِيْ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهٖ

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص دکھاوے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دکھاوے کو ظاہر کر دے گا' جو شخص شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی (مشہور ہونے کی خواہش) کو ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا۔

اس بارے میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2303- اخرجه احمد (۳/ ۴۰) و البخاری فی (الادب المفرد) (۹۵) مختصراً- من طریق شیبان' عن فراس' عن عطیة' فذکره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2304 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِى الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِى الْوَلِيْدِ اَبُوْ عُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ اَنَّ شُفَيًّا الْاَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ

متنِ حدیث: اَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ اَنْشُدُكَ بِحَقٍّ وَّبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِى حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثَ قَلِيْلًا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا اَحَدٌ غَيْرِىْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً اُخْرٰى ثُمَّ اَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَهُوَ فِىْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا اَحَدٌ غَيْرِىْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً اُخْرٰى ثُمَّ اَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فِىْ هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَهُ اَحَدٌ غَيْرِىْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَسْنَدْتُهُ عَلَىَّ طَوِيْلًا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ اِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِىَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ اُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَاَوَّلُ مَنْ يَّدْعُوْ بِهٖ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ وَرَجُلٌ يَّقْتَتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَثِيْرُ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَارِىْٓ اَلَمْ اُعَلِّمْكَ مَا اَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِىْ قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا عُلِّمْتَ قَالَ كُنْتُ اَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَآئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ فُلَانًا قَارِىٌّ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ وَيُؤْتٰى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ اَلَمْ اُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ اَدَعْكَ تَحْتَاجُ اِلٰى اَحَدٍ قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا اٰتَيْتُكَ قَالَ كُنْتُ اَصِلُ الرَّحِمَ وَاَتَصَدَّقُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَآئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ وَيُؤْتٰى بِالَّذِىْ قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ فِىْ مَاذَا قُتِلْتَ فَيَقُوْلُ اُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِىْ سَبِيْلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَآئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَرِىءٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتِىْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اُولٰٓئِكَ الثَّلَاثَةُ اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ الْوَلِيْدُ اَبُوْ عُثْمَانَ فَاَخْبَرَنِىْ عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِىْ دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَاَخْبَرَهُ بِهٰذَا قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ وَحَدَّثَنِى الْعَلَاءُ بْنُ اَبِىْ حَكِيْمٍ اَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ بِهٰذَا عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ فُعِلَ بِهٰٓؤُلَآءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِىَ مِنَ النَّاسِ

2304۔ اخرجہ ابن خزیمۃ فی (صحیحہ) (٤/١١٥) حدیث (٢٤٨٢) من طریق الولید بن ابی الولید ابو عثمان المدنی' ان عقبۃ بن مسلم حدثہ' ان شفیا الاصبحی حدثہ' فذکرہ۔

ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ هَالِكٌ وَّقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ اَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت شُفی اصحی بیان کرتے ہیں: وہ مدینہ منورہ آئے تو وہاں ایک صاحب تھے جن کے پاس لوگ اکٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفی بیان کرتے ہیں: میں ان کے قریب ہوگیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا' وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ایک سوال کرتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جسے آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا ہوا سے سمجھا ہو اس کا علم حاصل کیا ہو تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسا کرتا ہوں میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں گا' جو نبی اکرم ﷺ نے مجھے سنائی تھی۔ میں نے اسے سمجھا اور اس کو جان لیا (یعنی محفوظ رکھا) پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا میں تمہارے سامنے ایسی حدیث بیان کروں گا' جو نبی اکرم ﷺ نے میرے سامنے اس گھر میں بیان کی تھی۔ اس وقت میرے اور نبی اکرم ﷺ کے علاوہ گھر میں اور کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری جو زیادہ زوردار تھی اور بے ہوش ہو گئے پھر انہیں ہوش آیا تو انہوں نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ میں تمہارے سامنے ایسی حدیث بیان کروں گا' جو نبی اکرم ﷺ نے میرے سامنے بیان کی تھی۔ اس وقت میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں موجود تھے۔ میرے اور آپ کے علاوہ ہمارے ساتھ اور کوئی شخص نہیں تھا پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے زوردار چیخ ماری اور منہ کے بل آگے کی طرف گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر سہارا دیے رکھا پھر ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے بتایا۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سامنے نزول کرے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ سب لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جس نے قرآن پاک جمع کیا (یعنی اس کا علم حاصل کیا) اور اس شخص کو بلایا جائے گا' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا گیا اور اس شخص کو بلایا جائے گا جس کے پاس مال بہت زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے عالم سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں اس چیز کا علم نہیں دیا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی۔ وہ جواب دے گا جی ہاں! اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں رات دن اس کے ساتھ مصروف رہتا تھا (یعنی اس کی تلاوت کرتا تھا یا اس کی تعلیم دیتا تھا) تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے: تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے فلاں صاحب بڑے عالم ہیں' تو وہ کہہ دیا گیا۔

پھر مال دار شخص کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں فراخی عطا نہیں کی تھی۔ اتنی کہ تم کسی کے محتاج نہیں ہوئے؟ وہ جواب دے گا جی ہاں، اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جو تمہیں دیا تھا اس بارے میں تم نے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھا اور صدقہ و خیرات کی۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط

کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے: فلاں شخص اتنا سخی ہے' تو وہ کہہ دیا گیا۔

پھر اس شخص کو لایا جائے گا' جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تمہیں کس وجہ سے قتل کیا گیا' تو وہ جواب دے گا' تو نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا' تو میں نے جنگ میں حصہ لیا' یہاں تک کہ مجھے قتل کر دیا گیا' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے' تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے' فلاں شخص کتنا بہادر ہے' تو وہ کہہ دیا گیا۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ وہ تین لوگ ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں' ان کے ذریعے سب سے پہلے جہنم کو بھڑکایا جائے گا'

عقبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شفی نامی راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں' اس حدیث کے بارے میں بتایا۔

ابوعثمان نامی راوی بیان کرتے ہیں: علاء بن ابوحکیم نے یہ بات بیان کی ہے: وہ صاحب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلاد تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں' اس حدیث کے بارے میں بتایا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: اگر ان تینوں کے ساتھ یہ سلوک ہوگا' تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے' تو ہم نے کہا: یہ شخص ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے اپنے چہرے کو پونچھا اور بولے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش و زیبائش کا طلب گار ہوگا' ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ اسے دیں گے' اور اس بارے میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں حصہ صرف آگ ہو گی اور جو کچھ انہوں نے کیا' وہ ضائع ہو جائے گا' اور جو کچھ انہوں نے اعمال کیے تھے وہ باطل ہوں گے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

2305 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنِى الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ الضَّبِّيِّ عَنْ اَبِىْ مُعَانٍ الْبَصْرِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحَزَنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادٍ فِىْ جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّدْخُلُهُ قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جُبّ حزن'' سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو!

2305- اخرجه ابن ماجه (۱/۸۸) كتاب المقدمة: باب: الانتفاع بالعلم و العمل به ' حديث (۲۵۶) من طريق عمار بن سيف الضبي' عن ابي معان البصري' عن ابن سيرين' فذكره-

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! "جب حزن" کیا چیز ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے' جس سے جہنم بھی روزانہ ایک سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کی گئی: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اس میں داخل کون ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دکھاوے کے طور پر قرآن مجید پڑھنے والے لوگ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

ریاکاری اور شہرت سے اعمال صالحہ کا تباہ ہونا:

وہ اعمال صالحہ جو نام و نمائش، شہرت اور ریاکاری سے پاک بلکہ محض رضائے الٰہی، خلوص اور حسن نیت سے انجام دیے جائیں وہ آخرت میں مفید و نافع ہوں گے ورنہ وبال جان بن جائیں گے۔ قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے سب سے قبل ایک عالم دین کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے قرآن کی دولت سے نہیں نوازا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے اس پر عمل کیا بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! ہاں، میں نے اس پر عمل کیا اور نمازیں اہتمام کے ساتھ اپنے اوقات میں ادا کرتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے یہ سب کچھ شہرت اور ریاکاری کے لیے کیا ہے' جو تجھے مل گئی پھر حکم ہوگا تو فرشتے اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔

پھر حساب کتاب کے لیے ایک مالدار شخص کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کثیر دولت سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کرے گا: یا اللہ! ہاں، ایسا ہی ہے۔ فرمائے گا: پھر تو نے وہ مال کہاں خرچ کیا؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے اس سے زکوٰۃ و خیرات اور حقوق العباد پر خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے وہ دولت اپنی شہرت اور ریاکاری کے لیے خرچ کی تھی جو تجھے مل گئی' پھر فرشتوں کو حکم ہوگا تو وہ اسے گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔

پھر حساب کتاب کے لیے شہید کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے میں نے تجھے جان جیسی عزیز چیز عطا کی تھی تو نے وہ کس مقصد کے لیے ضائع کی تھی؟ شہید عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے اپنی جان عزیز تیری رضا کے لیے قربان کردی اور جام شہادت نوش کرلیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے محض شہرت کے لیے جان دی تھی جو تجھے حاصل ہوگئی۔ فرشتوں کو حکم ہوگا تو وہ اسے گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔

حضرت علاء بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ حدیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا: جب ان لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے گا تو دوسرے لوگوں کا کیا ہوگا؟ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب روئے۔ آنسو صاف کرنے کے بعد آپ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا ہے' کیونکہ ارشاد ربانی ہے: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (ہود، 15-16) جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے' ہم اسے اس میں پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور اس میں ہم کمی نہ دیں گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کے لیے آخرت میں عذاب ہے۔ تباہ ہوگیا جو کچھ وہ کرتے ہیں اور ختم ہوگئے ان کے اعمال"۔ جب الحزن سے مراد دوزخ کا ایسا کنواں ہے، جس سے

ایک ادن میں جہنم بھی سو بار پناہ مانگتی ہے۔

فائدہ نافعہ: دوسری حدیث باب کے ساتھ ترجمۃ الباب کا بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی تشریح گزر چکی ہے، قرون اولیٰ میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہ علماء بھی ہوتے تھے اور جو علماء ہوتے تھے وہ قراء بھی ہوتے تھے۔ اسی مناسبت سے لفظ "عالم" کے بجائے لفظ "قاری" استعمال کیا گیا ہے۔ بعد میں عمدہ تلاوت کرنے والے کو قاری اور احکام دین سمجھنے والے کو عالم کہا جانے لگا۔

بَاب عَمَلِ السِّرِّ

باب 41: پوشیدہ طور پر عمل کرنا

2306 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سِنَانِ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ فَاِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ اَعْجَبَهُ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى الْاَعْمَشُ وَغَيْرُهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَاَصْحَابُ الْاَعْمَشِ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَاَعْجَبَهُ فَاِنَّمَا مَعْنَاهُ اَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ لِهٰذَا لِمَا يَرْجُو بِثَنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ فَاَمَّا اِذَا اَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَ لِيُكْرَمَ عَلٰى ذٰلِكَ وَيُعَظَّمَ عَلَيْهِ فَهٰذَا رِيَاءٌ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَاَعْجَبَهُ رَجَاءَ اَنْ يُعْمَلَ بِعَمَلِهِ فَيَكُوْنُ لَهُ مِثْلُ اُجُوْرِهِمْ فَهٰذَا لَهُ مَذْهَبٌ اَيْضًا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک شخص جب کوئی عمل کرتا ہے اور اسے چھپانے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جائے تو اسے یہ بات اچھی لگتی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کو دوگنا اجر ملے گا۔ ایک چھپانے کا اجر اور ایک اس کے ظاہر ہونے کا اجر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اعمش اور دیگر راویوں نے اسے حبیب بن ابوثابت کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی وضاحت کی ہے: جب وہ ظاہر ہو جائے اور اسے اچھا لگے اس کا مفہوم یہ ہے: لوگوں کا

2306۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۱۲): كتاب الزهد: باب: الثناء الحسن، حديث (٤٢٣٦)۔

بھلائی کے حوالے سے اس کی تعریف کرنا اسے اچھا لگے' اس کی وجہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو''

تو لوگوں کا تعریف کرنا اسے اس لیے اچھا لگتا ہے۔

لیکن اگر اسے یہ تعریف اس لیے اچھی لگے کہ لوگوں کو جب اس کی بھلائی کا پتہ چلے' تو لوگ اس کی تعظیم و تکریم اس بنیاد پر کریں تو یہ چیز دکھاوا شمار ہوگی۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب اس کا عمل ظاہر ہو' اور اسے یہ بات پسند آئے اس سے مراد یہ ہے: اسے یہ امید ہو کہ لوگ اس کے عمل کو دیکھ کر عمل کریں گے' اور اس طرح اس کے اجر میں اضافہ ہوگا' تو یہ اس کے لیے فائدے کی چیز ہوگی۔

شرح

نادانستہ طور پر عمل خیر نمایاں ہونے کی فضیلت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کوئی شخص پوشیدہ طور پر عمل صالح کرتا ہے پھر اچانک اس پر لوگ مطلع ہو جاتے ہیں تو کیا یہ ریا کاری کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ جواب دیا گیا اس کے لیے دوگنا اجر ہے، ایک پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا اس کے نمایاں ہونے کا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی شخص کا کسی عمل خیر کو نمایاں کرنے کا ارادہ نہ ہو پھر بھی دوسرے لوگ اس پر مطلع ہو جائیں تو وہ عمل صالح ریا کاری کے زمرے میں نہیں آتا۔

تشریح دیگر احادیث سے بھی کی جا سکتی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! کوئی شخص عمل صالح کرتا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں تو کیا یہ ریا کاری نہیں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ، یہ مؤمن کو جلدی ملنے والی خوشخبری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! رات کو یہ واقعہ پیش آیا کہ میں گھر میں چھپ کر نماز ادا کر رہا تھا، اس دوران اچانک ایک صاحب گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مجھے حالت نماز میں دیکھ لیا جو مجھے اچھا لگا، تو کیا یہ ریا کاری تو نہیں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! لَكَ اَجْرَانِ، اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ، اے ابوہریرہ! تیرے لیے دو اجر ہیں ایک اجر عمل صالح (نماز) کو پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا اسے آشکارا کرنے کا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 5322) عمل خیر کے نمایاں ہونے سے دوسرے لوگوں کو عمل خیر کا درس ملتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

باب 42: آدمی' اس کے ساتھ ہوگا' جس کے ساتھ محبت کرے گا

2307 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ فَقَامَ

2307۔ اخرجه احمد (۳/ ۱۰۴، ۲۰۰) من طريق حميد، فذكره۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا كَبِيْرَ صَلَاةٍ وَّلَا صَوْمٍ إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهٰذَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے جب آپ نے نماز مکمل کی تو آپ نے دریافت کیا: قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں' یارسول اللہ! آپ نے دریافت کیا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اس کے لیے کوئی زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کیے' لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا' جس سے وہ محبت رکھے گا' اور تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلام قبول کرنے کی خوشی کے بعد' میں نے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام کو) سب سے زیادہ اس بات پر خوش ہوتے دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

2308 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَّأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ مُوْسٰى

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا' اور اسے وہی اجر ملے گا' جو اس نے عمل کیا ہوگا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے کے حوالے سے "غریب" ہے۔ یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

2308۔ اخرجه احمد (۳/۲۲۶)- من طریق الحسن' فذکره-

2309 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ

◆◆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی شخص آیا جس کی آواز بلند تھی۔ اس نے دریافت کیا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آدمی کسی قوم سے محبت رکھتا ہے' حالانکہ وہ خود ان کا حصہ نہیں ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ جیسا کہ محمود نامی راوی نے اسے روایت کیا ہے۔

شرح

جس شخص کو کسی سے محبت ہوگی آخرت میں اس کی رفاقت حاصل ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آخرت یا جنت میں محب اور محبوب کی ملاقات کا سلسلہ جاری رہے گا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جنت میں دونوں کا ایک درجہ ہوگا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ درجات تو مختلف ہوں گے لیکن ملاقات کا موقع میسر رہے گا اور درجہ ملاقات کے لیے مانع نہیں بن سکے گا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہے۔ محبت کے باب میں میری حالت یہ ہو چکی ہے کہ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں آپ یاد آتے ہیں تو میرا دل بے قرار ہو جاتا ہے اور اس وقت تک مجھے قلبی سکون حاصل نہیں ہوتا جب تک میں حاضر خدمت ہو کر آپ کی زیارت نہیں کر لیتا۔ جب میں اپنے مرنے اور آپ کے وصال کا سوچتا ہوں تو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے کہ آپ کے دنیا سے جانے کے بعد جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی بلند مقام پر تشریف فرما ہوں گے، مجھے اپنے بارے میں علم نہیں ہے کہ میں جنت میں جاؤں گا یا نہیں؟ اگر جنت میں داخل بھی ہوا تو نچلے درجہ میں ہوں گا اور آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ پس یہ بات سوچ کر پریشان ہو جاتا ہوں؟ صحابی کے اس سوال کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ یہ ارشاد ربانی نازل ہو گیا: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ

2309- اخرجه احمد (۲۳۹/٤، ۲۴۰، ۲۴۱) و الحميدى (۳۸۸/۲) حديث (۸۸۱) من طريق عن زر بن حبيش' فذكره۔

الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○ (النساء 69-70) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہوگا۔ وہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والا ہے۔

فائدہ نافعہ:

اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے' زندگی کے ہر شعبہ میں اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے اور کسی معاملہ میں بھی نافرمانی نہ کی جائے۔ افسوس ہماری حالت یہ ہے کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن نہ نماز کا اہتمام، نہ چہرے پر ڈاڑھی کی سنت، نہ زبان پر صداقت اور نہ شکم میں رزق حلال۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں شیطان کی پیروی کے بجائے اپنی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ

باب 43: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا

2310 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَانِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بارے میں' اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے' تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ذات باری تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنا:

حدیث باب، حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی وہ ہوتی ہے' جس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

2310۔ اخرجه مسلم (٤/٢٠٦٧): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار' باب: فضل الذكر و الدعاء' و التقرب الى الله تعالى' حديث (١٩ / ٢٦٧٥)' و احمد (٢ /٤٤٥' ٥٣٩) والبخارى فى (الادب المفرد) (٦٢٠)- من طريق جعفر بن برقان' عن يزيد بن الاصم' فذكره۔

اس حدیث قدسی میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- خوف و امید کی کیفیت کا نام "ایمان" ہے لیکن دونوں میں غالب امید ہوتی ہے۔ زندگی اور موت کے وقت اگر بندے کا یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ چھوٹی غلطیوں کو معاف کر دے گا تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ اگر زندگی یا موت کے وقت بندے کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ معمولی معصیات کا مؤاخذہ کرے گا تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ وہ بندہ زندگی بھر حتیٰ کہ وفات کے وقت بھی پریشان رہتا ہے' لہٰذا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن وظن رکھنا چاہیے تا کہ اس کی رحمت و مہربانی ہمہ وقت بندے کے شامل حال رہے۔

2- جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے یا اسے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرۃ:186) اے محبوب! اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو آپ ان سے فرمادیں) بے شک میں قریب ہوں جب کوئی شخص مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں"۔

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث قدسی چند الفاظ کے اضافہ سے یوں بیان کی گئی ہے:

اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے مجمع عام میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 745)

فائدہ نافعہ: حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گناہوں پر اصرار اور عفو و درگزر کی امید تو دھوکا ہے، یہ فرقہ مرجئہ کا عقیدہ ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج13 ص386) مشہور مقولہ ہے رحمت حق بہانہ می جوید، بہانمی جوید (یعنی رحمت خداوندی بہانہ تلاش کرتی ہے مگر بہاؤ تلاش نہیں کرتی) یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب سلطان جابر حجاج بن یوسف ثقفی مرض وفات میں مبتلا ہوا تو انہوں نے شدید تکلیف محسوس کی' ان کی والدہ نے کہا: یہ تکلیف لوگوں پر زندگی بھر کے مظالم کا نتیجہ ہے۔ والدہ کی یہ بات سن کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اپنی والدہ سے انہوں نے دریافت کیا: اماں جان! آخرت میں میرا فیصلہ آپ کے سپرد کر دیا جائے تو آپ مجھے جنت میں بھیجیں گی یا دوزخ میں؟ والدہ ہونے جواب دیا: بیٹا! میں تو آپ کے بارے میں جنت کا فیصلہ کرنا پسند کروں گی۔ اس پر حجاج بن یوسف ثقفی نے کہا: اماں جان! میرا پروردگار مجھ پر آپ سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ بات جب حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے اعلان فرمایا: کوئی شخص حجاج بن یوسف ثقفی کو برا نہ کہے' کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْبِرِّ وَالْاِثْمِ

باب 44: نیکی اور گناہ کا بیان

2311 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِیُّ الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ

2311- اخرجه مسلم (٤/١٩٨٠): كتاب البر و الصلة و الادب: باب: تفسير البر و الاثم، حديث (١٤ ١٥/ ٢٥٥٣)، و احمد (١٨٢/٤)، و البخاري في (الادب المفرد) (٢٩٢، ٢٩٩) و الدارمي (٣٢٢/٢): كتاب الرقاق: باب: البر و الاثم من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي، عن ابيه، فذكره۔

بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے' جو تمہارے من میں کھٹکے اور تمہیں یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نیکی اور گناہ کی پہچان کرنا:

کسی شخص نے "بِرّ" اور "اِثم" کی حقیقت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: البر حسن الخلق، اچھے اخلاق کا نام نیکی ہے۔ لفظ البر، کا اطلاق ہر نیکی پر ہوتا ہے۔ مثلاً عبادت، طاعت، خوف اور لوگوں سے حسن خلق وغیرہ۔ ممکن ہے کہ سائل میں حسن خلق کی صفت معدوم ہو' تو حسب حال اس کے لیے یہ جواب تجویز فرمایا گیا ہو ورنہ ہر نیکی کو "بِرّ" کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ (آل عمران: ۹۲) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے اس وقت تک نیکی کو نہیں پاسکتے اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو بیشک اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

سوال کے دوسرے حصے کا جواب یوں دیا گیا ہے: وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ ۔ اور گناہ وہ ہے' جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس سے باخبر ہو سکیں'۔ گناہ کی دو اقسام ہیں:

1- گناہ صغیرہ: یہ وہ گناہ ہے' جو بغیر توبہ کے محض نیکیوں کے سبب بخش دیا جاتا ہے۔

2- گناہ کبیرہ: یہ وہ گناہ ہے' جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

باب 45: اللہ تعالیٰ کے لیے (کسی سے) محبت رکھنا

2312 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ اَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَّعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثُوَبٍ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری ذات کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابومسلم خولانی نامی راوی کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔

2313 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ فَاجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّي اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ

2312- اخرجه احمد (۲۳۶/۵، ۲۳۷، ۲۳۹) و عبد الله بن احمد في (زوائد المسند) (۳۲۸/۵) - من طريق عطاء بن ابي رباح عن ابي مسلم الخولاني فذكره-

2313- اخرجه مالك في (الموطا) (۹۵۲/۲، ۹۵۳): كتاب الشعر: باب: ما جاء في المتحابين في الله، حديث (۱۴) و مسلم (۷۱۶/۲): كتاب الزكاة: باب: فضل اخفاء الصدقة، حديث (۹۱/۱۰۳۱) من طريق خبيب بن عبد الرحمن عن حفص بن عاصم-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف سند: وَهٰكَذَا رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مِّنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلَ هٰذَا وَشَكَّ فِيْهِ وَقَالَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيْهِ يَقُوْلُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِىْ خُبَيْبٌ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ بِمَعْنَاهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ وَقَالَ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سات طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا خاص سایہ نصیب کرے گا۔ اس دن جب اس کے اس سایہ رحمت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا' عادل حکمران، وہ نوجوان جس کی نشوونما' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے' ہوئی ہو۔ وہ شخص جس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا ہو جب وہ وہاں سے نکلے' یہاں تک کہ دوبارہ اس میں چلا جائے۔ دو ایسے افراد جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں اس کی وجہ سے ملتے ہوں اور جدا ہوتے ہوں۔ ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے' تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور ایک وہ شخص جسے کوئی صاحب حیثیت اور خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے تو وہ یہ جواب دے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں' اور ایک وہ شخص جو کوئی صدقہ کرے' تو اسے اتنا خفیہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت اسی طرح مالک بن انس کے حوالے سے دوسری سند کے ہمراہ نقل کی گئی ہے۔ تاہم اس میں راوی کو شک ہے: وہ بیان کرتے ہیں: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے یا شاید حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

عبیداللہ بن عمر نے یہ خبیب بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس میں یہ شک نہیں ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں: جیسے امام مالک بن انس نے نقل کی ہے۔

اس کا مفہوم یہی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: اس شخص کا دل مسجد سے متعلق رہتا ہو' اور اس میں یہ الفاظ ہیں: کوئی منصب والی اور خوبصورت عورت۔

شرح

رضائے الٰہی کے لیے محبت کرنے کی فضیلت:

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے، اس کا دوسرے لوگوں سے تعلق ہوتا ہے' تعلق کا اعلیٰ معیار محبت ہے،، جس کی بنیاد پر دوسروں سے افادہ واستفادہ ممکن ہوسکتا ہے اور باہم مانوس ہوسکتے ہیں۔ انسانوں کی باہمی محبت کا مدار بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ پہلی

حدیث باب میں بھی اسی بات کا درس دیا گیا ہے' جولوگ محض رضائے الٰہی کے لیے محبت کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ایسے منصب پر فائز کرے گا کہ ان کے عالی مقام پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک روایت میں ان کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے کہ بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل محبت ہے، جو محض اللہ تعالیٰ کے ہو اور وہ ناراضگی بھی پسند ہے' جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ دوسری روایت میں ہے میری محبت ان لوگوں کے لیے ضروری ہے' جو میری وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے جمع ہوتے ہیں' میری وجہ سے ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ ان روایات میں حسد مراد نہیں ہے' جو حرام ہے' بلکہ غبطہ مراد ہے' جو جائز ہے۔

دوسری حدیث باب میں ان سات خوش نصیب لوگوں کا ذکر ہے جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسے سایہ میں جگہ میسر آئے گی جبکہ اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان نیک بخت لوگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- انصاف پسند پیشوا۔

2- وہ شخص ہے' جو بعد از بلوغت تا حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہا ہوگا۔

3- وہ شخص ہے' جس کا دل ہمہ وقت مسجد سے اٹکا رہتا ہے،

4- وہ دو آدمی جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں، اسی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر جدا ہوتے ہیں۔

5- وہ شخص ہے' جس کی ایک یا دونوں آنکھیں یادِ الٰہی میں آنسو بہاتی ہیں۔

6- وہ شخص ہے جسے حسین وجمیل عورت نے دعوت جماع دی لیکن خوف خدا کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا ہوگا،

7- جس شخص نے نہایت خفیہ طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خیرات کی ہوگی جس کا لوگوں کا علم نہ ہوگا۔

سوال: دوسری روایات میں ان سات قسم کے لوگوں کے علاوہ کا ذکر ہے جنہیں اس سایہ میں ٹھہرنے کی سعادت حاصل ہو گی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: حدیث باب میں سات قسم کے لوگوں کا تذکرہ حصر کی بناء پر نہیں ہے' بلکہ بطور مثال بیان کیا گیا ہے، لہٰذا روایات میں تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِعْلَامِ الْحُبِّ

باب 46: محبت کی اطلاع دینا

2314 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ اِيَّاهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْمِقْدَامِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّالْمِقْدَامُ يُكْنٰى اَبَا كَرِيْمَةَ

◆◆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو وہ اسے اس بارے میں بتادے۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابوکریمہ" ہے۔

2315 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمِ الْقَصِيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ يَّزِيْدَ ابْنِ نَعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْاَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

وَلَا نَعْرِفُ لِيَزِيْدَ بْنِ نَعَامَةَ سَمَاعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهٗ

◆◆ حضرت یزید بن نعامہ ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھائی چارگی قائم کرے تو اس سے اس کا نام اور اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلے (یا علاقے) کا نام دریافت کر لے کیونکہ اس طرح محبت زیادہ ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق یزید بن نعامہ کا نبی اکرم ﷺ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی گئی ہے تاہم اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

شرح

محب کا محبوب کو محبت سے مطلع کرنا:

محبت قلبی، درحقیقت محبت اصلی کا معیار ہے۔ اس کی مثال تخم کی آبیاری سے پیش کی جاسکتی ہے۔ بعض اوقات تخم کی آبیاری نہ کرنے کی وجہ سے وہ اگتا ہی نہیں اور بعض اوقات تخم سے پودا تو نکل آتا ہے لیکن عدم التفات اور آبیاری نہ کرنے کی وجہ سے وہ مرجھا کر ختم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح محب کو چاہیے کہ محبوب کو اپنی محبت سے خبردار کرے تاکہ اس کی طرف سے التفات کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو اور یہ پروان چڑھ سکے ورنہ وہ از خود ختم ہوجائے گی۔

سوال: محبت اور عقیدت کی تعریف کرتے ہوئے ان کے فرق کو واضح کریں؟

جواب: محبت اس جذبہ قلبی کا نام ہے کہ محب کو محبوب کے بغیر چین نہیں آتا بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد اور خیال دل میں موجزن رہتا ہے۔ عقیدت محض خوبیوں کے اعتراف کا نام ہے۔ محبت اور عقیدت کے درمیان من وجہ کی نسبت ہے، جس میں ایک اجتماعی

اور دوافتراقی مادے ہوتے ہیں۔ مثلاً مریدین کو اپنے مرشد سے محبت ہوتی ہے اور عقیدت بھی۔ کبھی صرف محبت ہوتی ہے مگر عقیدت نہیں ہوتی مثلاً اولاد کو والدین سے محبت ہوتی ہے لیکن عقیدت نہیں ہوتی۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ محبّ کو محبوب کے نام، ولدیت اور قبیلہ سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ محبت میں اضافہ ہو۔ اس سلسلے میں مشہور روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ کیا کہ وہ کس طرف ملتفت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم کس کی طرف متوجہ ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں نے اس شخص کو اپنا بھائی بنایا ہے، آپ نے فرمایا: تم جب کسی سے محبت کرو تو اس کا نام دریافت کرلیا کرو۔ اسی طرح اس کے باپ کا نام بھی۔ اس سے تین فوائد حاصل ہوں گے۔

1- اس کی غیر موجودگی میں تم اس کی حفاظت کروگی۔

2- وہ علیل ہوجائے تو تم اس کی عیادت کروگے۔

3- اس کے وفات پانے کی صورت میں تم اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوسکو گے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج6 ص492)

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمِدْحَةِ وَالْمَدَّاحِيْنَ

باب 47: تعریف اور تعریف کرنے والوں کا ناپسندیدہ ہونا

2316 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ رَجُلٌ فَاَثْنٰى عَلٰى اَمِيْرٍ مِّنَ الْاُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّحْثُوَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوٰى زَائِدَةُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَدِيْثُ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ اَصَحُّ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَعْمَرٍ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ وَيُكْنٰى اَبَا مَعْبَدٍ وَّاِنَّمَا نُسِبَ اِلَى الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ لِاَنَّهٗ كَانَ قَدْ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ

◆◆ ابومعمر بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے ایک امیر کی تعریف کرنا شروع کی تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکنا شروع کی اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے: ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2316- اخرجه مسلم في (الصحيح) (٤/٢٢٩٧): كتاب الزهد و الرقائق: باب: النهي عن المدح اذا كان فيه افراط: حديث (٦٨/٣٠٠٢)، و ابن ماجه (٢/١٢٣٢): كتاب الادب: باب: المدح: حديث (٣٧٤٢)، و احمد (٦/٥)، و البخاري في (الادب المفرد) (٣٣٥) من طريق حبيب بن ابي ثابت، عن مجاهد، عن ابي معمر، فذكره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زائدہ نامی راوی نے یزید بن ابوزیاد کے حوالے سے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

مجاہد نے ابومعمر کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے۔

ابومعمر نامی راوی کا نام عبداللہ بن سنجرہ ہے۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مراد حضرت مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابومعبد ہے۔ ان کی نسبت اسود بن عبد یغوث کی طرف کی گئی ہے کیونکہ جب یہ کم سن تھے تو اس نے انہیں منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔

2317 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سَالِمٍ الْخَيَّاطِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَحْثُوَ فِىْ اَفْوَاهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے: ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت:

لفظ: مدحۃ، مصدر ہے جس کا معنی ہے: تعریف، وصف، ستائش، خوبی بیان کرنا۔ لفظ: مداح، مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

کسی کے منہ پر خوبیوں کا اعتراف کرنا اور کلمات تحسین پیش کرنا جائز ہے لیکن مبالغہ آرائی کرنا اور تعریف کے پل باندھنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کسی کے منہ پر تعریف کرنا باعث فتنہ ہے۔ کسی شخص نے امیر کے سامنے اس کی تعریف کی، تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی لے کر اس کے منہ پر ڈالنا شروع کر دی اور کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنے سے کئی قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

1- تعریف کرنے سے ممدوح تکبر وغرور کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- منہ پر تعریف کرنا منافقت ہے، کیونکہ مداح دوسرے ہی لمحہ میں اس کی تنقیص کا مرتکب ہوتا ہے۔

3- یہ ظلم ہے، کیونکہ ستائش کی وجہ سے ممدوح دوسروں کو حقیر تصور کرے گا اور ظلم کرے گا،

4- اس میں مداح کی اپنی ذلت ورسوائی ہے کیونکہ اس کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

5- خوش آمد کرنے والے کی توصیف کے بجائے تذلیل کی جائے تاکہ تکبر پیدا نہ ہو۔

منہ پر کسی کی تعریف میں رطب اللسان ہونا ممدوح کی تذلیل وہلاکت کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَتَلْتَ اَخِيْكَ، تو نے اپنے بھائی کو ہلاک کر دیا ہے۔ یعنی تو نے اپنے بھائی کو خود فریبی میں مبتلا کر دیا ہے، تو ایسے ممدوح کے بارے میں یہ حکم ہے کہ وہ مٹی اٹھا کر مداح کے منہ پر پھینک دے اور یوں کہے: تیری تعریف کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس سے میری ذلت وخواری ہوتی ہے لہٰذا میرے ساتھ ایسی حرکت سے مکمل احتراز کریں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ

باب 48: مؤمن کے ساتھ رہنا

2318 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ اَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجِيْبِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَالِمٌ اَوْ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم صرف مؤمن کے ساتھ رہا کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

صالحین کی صحبت اختیار کرنا:

صحبت خواہ اچھی ہو یا بری ہو، تاثیر رکھتی ہے۔ اگر عطار کی دکان پر جائیں خواہ خوشبو نہ بھی خریدیں تو دل ودماغ معطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لوہار کی دکان پر حاضری کی وجہ سے خواہ کوئی چیز نہ خریدیں تب بھی دھواں ضرور دماغ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

حدیث باب میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، "تو صرف مؤمن کی صحبت اختیار کر"۔ یہاں مؤمن سے مراد دیندار، صاحب تقویٰ اور سچا مسلمان ہے۔ جب وہ ایمان واسلام کے تقاضوں کو پورا کرے گا تو تاثیر صحبت نمایاں ہوگی۔ یہاں مصاحبت سے مراد ہمہ وقت یا مستقل رفاقت ہے، کیونکہ عارضی رفاقت تو کافر یا منافق سے بھی ہو سکتی ہے لیکن حسن تاثیر کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ علماء ربانیین، صالحین اور اولیاء کرام کی صحبت ورفاقت اپنا اثر دکھاتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

2318- اخرجه ابو داؤد (۴/۲۵۹): كتاب الادب: باب: من يؤمر ان يجالس، حديث (۴۸۳۲)، و احمد (۳/۳۸)، و الدارمي (۲/۱۰۳): كتاب الاطعمة: باب: من كره ان يطعم طعامه الا الاتقياء- من طريق سالم بن غيلان، عن الوليد بن قيس، عن ابي سعيد، او عن ابي الهيثم، فذكره- الشك من سالم بن غيلان-

2-وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ، تیرا کھانا صرف پرہیزگار شخص کھائے"۔ یہاں دعوت سے مراد اخوت ومودت کا کھانا ہے، جو محض رشتہ مودت ودین کے سبب کھلایا جاتا ہے۔ اس دعوت میں صرف صاحب تقویٰ، دیندار اور مخلص شخص کو مدعو کیا جائے۔ حسن سلوک خواہ غیر مسلموں سے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن خصوصی نشست طعام کا زیادہ حقدار کلمہ گو اور مسلمان ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ

باب 49: آزمائش پر صبر کرنا

2319 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے بارے میں برائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔

شرح

آزمائش پر صبر کرنے کی فضیلت:

انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ ہر انسان سے ارتکاب معصیت ہو سکتا ہے، انسان چاہتا ہے کہ اس معصیت کا ازالہ ہو جائے۔ اس کے تدارک کے کئی طریقے ہیں مثلاً صدقہ وخیرات، توبہ اور مسلسل اعمال صالحہ کرنا۔ ان میں سے اہم ترین چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے، جس پر صبر وتحمل کرنے سے معصیات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو جاتی ہے۔

2320 وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عظیم آزمائش کے نتیجے میں عظیم جزاء ملتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کچھ لوگوں کو پسند کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے تو جو شخص اس سے راضی رہتا ہے اسے رضا نصیب ہوتی ہے اور جو اس پر ناراض ہوتا ہے اسے ناراضگی نصیب ہوتی ہے۔

2319۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۳۸) كتاب الفتن: باب: الصبر على البلاء، رقم (۴۰۳۱) ولم يذكر صدر الحديث بل روى عجزه۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2321 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ

متنِ حدیث: مَا رَاَيْتُ الْوَجَعَ عَلٰى اَحَدٍ اَشَدَّ مِنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کسی بھی شخص کو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ شدید تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2322 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهِ فَاِنْ كَانَ دِيْنُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهُ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُخْتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

حدیثِ دیگر: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

◆◆ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سب سے زیادہ شدید آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء' پھر اس کے بعد جو لوگ درجہ بدرجہ ان کے قریب ہوں آدمی کو اپنے دین کے حساب سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے دین میں پختگی ہوگی' تو اس کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا' اور اگر اس کا دین کمزور ہوگا' تو اسے اپنے دین کے حساب سے آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ آدمی مسلسل آزمائش میں مبتلا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ آزمائش اسے اس حالت میں چھوڑتی ہے' جب وہ روئے زمین پر چلتا ہے' تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (یعنی وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی بہن سے بھی احادیث منقول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا' کون سے لوگ زیادہ شدید آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء

2321۔ اخرجه البخاری (۱۱۵/۱۰): کتاب المرضی: باب: شدة المرض' حدیث (۵۶۴۶) و مسلم (۱۹۹۰/۴): کتاب البر و الصلة و الادب: باب: ثواب المومن فیما یصیبه من مرض او حزن او نحو ذلك' حدیث (۲۵۷۰/۴۴) و ابن ماجه (۵۱۸/۱) کتاب الجنائز: باب: ما جاء فی ذکر مرض رسول الله صلی الله علیه وسلم' حدیث (۱۶۲۲) و احمد (۱۷۲/۶' ۱۸۱)- من طریق شعبة' عن الاعمش' به-

2322۔ اخرجه ابن ماجه (۱۳۳۴/۲): کتاب الفتن: باب: الصبر علی البلاء' حدیث (۴۰۲۳) و احمد (۱۷۲/۱' ۱۷۳' ۱۸۰' ۱۸۵) و الدارمی (۳۲۰/۲): کتاب الرقاق: باب: اشد الناس بلاء' و عبد بن حمید (۷۸) حدیث (۱۴۶) من طریق عاصم بن ابی بهدلة' عن مصعب بن سعد' فذکره-

اور پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ (ان کے پیروکار)۔

2323 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِىْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن مرد اور مؤمن عورت آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں جو ان کی جان، ان کی اولاد یا مال کے بارے میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں' تو ان کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا (ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آزمائش کے درجات ومقاصد:

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس کے تین درجات اور تین مقاصد ہیں:

1- گناہوں کی تلافی: عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش میں مبتلا کر کے ان کے گناہوں کی تلافی کر دی جاتی ہے۔

2- جب آزمائش کی وجہ سے گناہوں کی تلافی ہو جاتی ہے، تو درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد عام لوگ ہو سکتے ہیں اور خواص یعنی صالحین وغیرہ بھی۔ عام لوگوں کے گناہوں کی تلافی کے بعد ان کے درجات بلند ہوتے ہیں جبکہ خواص لوگوں کے محض درجات میں اضافہ کیا جاتا ہے' کیونکہ وہ معصیات سے محفوظ ہوتے ہیں۔

3- دوسرے لوگوں کے نمونہ بنانے کی آزمائش میں مبتلا کرنا، انبیاء کرام علیہم السلام کی آزمائش ہے، کیونکہ یہ لوگ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور ان کی آزمائش کا مقصد دوسرے کے لیے نمونہ عمل ہونا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنا کسی کا بلند و بالا مقام ہوتا ہے اسی قدر اس کی آزمائش زیادہ ہوتی ہے' چونکہ انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ معزز ہیں اس لیے ان پر آزمائش بھی زیادہ آتی ہے۔

چوتھی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح آفتیں اور بلائیں انسان میں آتی ہیں اسی طرح اس کے متعلقات یعنی اولاد اور دولت وغیرہ میں بھی آتی ہیں' جس سے اس کا حساب بے باق ہو جاتا ہے' لہٰذا آدمی کو عافیت کا طالب ہونا چاہیے لیکن بصورت دیگر اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ ذَهَابِ الْبَصَرِ

باب 50: بینائی کا رخصت ہو جانا

2324 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ ظِلَالٍ

2323- اخرجه احمد (۲/۲۸۷، ۴۵۰) من طريق محمد بن عمرو' به-

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِذَا اَخَذْتُ كَرِيْمَتَيْ عَبْدِيْ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ جَزَاءٌ عِنْدِيْ اِلَّا الْجَنَّةَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ ظِلَالٍ اسْمُهٗ هِلَالٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں دنیا میں اپنے بندے کی دو محبوب چیزیں (یعنی اس کی آنکھیں) سلب کر لیتا ہوں تو میری بارگاہ میں اس کی جزاء صرف جنت ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ ابوظلال نامی راوی کا نام ''ہلال'' ہے۔

2325 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ اَذْهَبْتُ حَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ اَرْضَ لَهٗ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کی دو محبوب (آنکھیں) میں لے جاتا ہوں اور وہ صبر سے کام لیتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میں اس کے لیے جنت سے کم کسی اور ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔

اس بارے میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کا اجر و ثواب:

انسان مختلف آفات اور مصائب کا شکار رہتا ہے لیکن سب سے بڑی مصیبت آنکھوں سے محروم ہونا ہے، آنکھوں کی قیمت اور اہمیت بینا نہیں بلکہ نابینا جانتا ہے۔ جو معمولی سے معمولی امور میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ عموماً آدمی بڑھاپے کا شکار ہوتے ہی نابینا ہو جاتا ہے اور ہر کام میں دوسرے لوگوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ تاہم اس حالت میں وہ صبر و تحمل اور بردباری سے کام لے تو اس

2324- اخرجه البخاری (۱۰/۱۳۰) کتاب (المرضی): باب: فضل من ذهب بصره تعليقاً بعد حديث (۵۶۵۳)۔
2325- اخرجه احمد (۲/۳۶۵) و الدارمی (۲/۳۲۳): کتاب الاضاحی: باب: ان الاضحية ليست بواجب-و

کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اپنی آنکھوں کا علاج نہ کرائے، علاج کرنا سنت ہے اور علاج کرانے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ پھر بھی آنکھوں کی بینائی بحال نہ ہو تو صبر و بردباری سے کام لینا چاہیے۔ احادیث باب میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس شخص کی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں تو ان کے عوض اسے جنت عنایت کرتا ہوں۔ دوسری حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس بندے کی آنکھوں کی بینائی لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر و برداشت سے کام لے تو میں اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کرتا ہوں اور اس سے اس کے عوض جنت میں عطا کرتا ہوں۔

2326 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَغْرَاءَ اَبُوْ زُهَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطَى اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَوْلَهُ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن عافیت میں رہنے والے لوگ یہ آرزو کریں گے جب (دنیا میں) آزمائش کا شکار رہنے والے لوگوں کو اجر و ثواب عطا کیا جائے گا کہ کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں کے ذریعے کاٹ دی جاتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے اور ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے، طلحہ بن مصرف کے حوالے سے، مسروق سے اس روایت کا کچھ حصہ ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

مصیبت زدہ لوگوں کا ثواب قابل رشک ہونا:

انسان پر جو بھی آزمائش یا مصیبت آتی ہے اس کا دنیا اور آخرت میں فائدہ ہوتا ہے، دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے گناہوں کی دھلائی ہو جاتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب میں اضافہ ہو جائے گا۔ اہل عافیت، مصیبت زدہ لوگوں کو قیامت کے دن دیکھ کر ان کے اجر و ثواب پر رشک کریں گے اور اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ان کے اجسام قینچی سے کاٹ دیے گئے ہوتے ان پر آزمائشیں آ چکی ہوتیں اور ان پر مصیبتوں نے تسلط جما لیا ہوتا تاکہ ان کے ثواب میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ حدیث باب سے خاص طور پر یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر دنیا میں انسان کسی آزمائش یا مصیبت وغیرہ کا شکار ہو جائے تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کر لینا

چاہیے، تاکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعام کا زیادہ حقدار قرار پائے۔

2327 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَزَعَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ شُعْبَةُ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ مَدَنِيٌّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مرنے والا ہر شخص ندامت کا شکار ہوگا' تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کی ندامت کس بات پر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ نیکی کرنے والا ہوگا' تو اس بات پر ندامت کا شکار ہوگا کہ اس نے زیادہ نیکی کیوں نہیں کی اور اگر وہ گناہگار ہوگا' تو اس بات پر ندامت کا شکار ہوگا کہ اس نے گناہ چھوڑے کیوں نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یحییٰ بن عبید اللہ نامی راوی کے بارے میں شعبہ نے کچھ کلام کیا ہے۔ یہ یحییٰ بن عبید اللہ بن موہب مدنی ہیں۔

شرح

آخرت میں ہر آدمی کو پچھتاوا لاحق ہونا:

دنیا کی زندگی مختصر اور عارضی ہے جبکہ اس کے مقابل آخرت کی زندگی طویل اور مستقل ہے، آدمی خواہ نیک ہو یا بد آخرت میں ہر ایک کو پچھتاوا لاحق ہوگا۔ نیک کو یہ پچھتاوا ہوگا کہ کاش وہ اپنی نیکیوں میں اضافہ کر لیتا مثلاً نمازی تھا تو پنجگانہ نمازوں کے علاوہ مزید نوافل وغیرہ بھی ادا کر لیتا۔ بدکار شخص کو یہ پچھتاوا ہوگا کہ کاش وہ معصیات کو ترک کر کے اعمال صالحہ اختیار کر لیتا تاکہ اس کے پاس گناہوں کے بجائے نیکیاں ہوتیں۔ ایک روایت میں دنیا کی زندگی کو آخرت کی کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے: الدنیا مزرعة الاخرة، یعنی دُنیا آخرت کی کھیتی ہے''۔ کھیت میں جس چیز کی تخم ریزی کی جاتی ہے، وہی پروان چڑھتا ہے، لہٰذا دنیا کی زندگی کو اعمال صالحہ کے لیے غنیمت تصور کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

2328 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَبِیْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ يَجْتَرِئُوْنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین کے عوض میں حاصل کریں گے۔ وہ لوگوں کے سامنے دنبوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی' لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہو؟ میرے سامنے یہ جرأت کر رہے ہو۔ میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں' میں انہیں ایک ایسے فتنے میں مبتلا کروں گا جس میں ان کا سمجھدار ترین شخص بھی حیران رہ جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2329 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ اَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بْنُ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبْرِ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا فَبِیْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ يَجْتَرِئُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ایک مخلوق کو پیدا کیا ہے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں میں ان لوگوں کو ایسی آزمائش میں مبتلا کروں گا کہ جس میں ان کا سمجھدار ترین شخص بھی حیران رہ جائے گا' کیا یہ لوگ مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یا میرے سامنے یہ جرأت کرتے ہیں؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دین کی آڑ میں دنیا کمانے کی وعید:

انسان دنیا میں باعزت زندگی گزارنے کے لیے مختلف نوعیت کے امور انجام دیتا ہے۔ کاروبار اچھے ہوتے ہیں اور برے بھی، اچھے دنیا وآخرت میں باعث عزت اور برے دنیا وآخرت میں قابل مؤاخذہ ہوتے ہیں۔ اعمال سیہء میں ایک یہ ہے کہ آدمی دین کے پردہ میں دنیا کمانے کا دھندہ کرے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ (آل عمران: 77) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے معاہدہ اور قسموں کا معمولی معاوضہ وصول کرتے ہیں' یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا''۔

احادیث باب میں ان لوگوں کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے' جو دین کے پردہ میں دنیا کو حاصل کرنے کا دھندہ کرتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عتاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ان لوگوں کی مشہور علامات درج ذیل ہیں:

1-یہ لوگ علامت قیامت کے طور پر آخری زمانہ میں نمایاں ہوں گے۔

2-یہ لوگ بھیڑ نما بھیڑیے ہوں گے۔

3-یہ لوگ زبان کے میٹھے اور دل کے کڑوے ہوں گے۔

فائدہ نافعہ: دینی مدارس کا قیام،تعمیر مساجد،درس وتدریس،تصنیف وتالیف،ترجمہ وترتیب اوراشاعت دین کا کوئی بھی پہلو ہو اس کا بنیادی مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے تا کہ آدمی کے لیے دارین میں ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ بن سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِفْظِ اللِّسَانِ

باب 51: زبان کی حفاظت کا بیان

2330 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ح وحَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! نجات کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی زبان قابو میں رکھو۔اپنے گھر میں رہو اوراپنے گناہوں پر رویا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

زبان کو قابو میں رکھنا:

انسان کے جسم میں 360 اعضاء ہیں، جن کا سردار دل ہے اور تمام اعضاء کی ترجمان زبان ہے۔زبان کی حفاظت سے دولت ایمان محفوظ رہتی ہے۔اس کو کھلا چھوڑنے یا اس کے ذریعے کسی کی دل آزاری کرنے سے خرمن ایمان کا نا قابل تلافی نقصان ہو جاتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض یا: یارسول اللہ! آخرت میں نجات حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں جو درج ذیل ہیں؟

1-اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، تم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو"۔مطلب یہ ہے کہ ایسی بات سے مکمل اجتناب کرو جس میں بھلائی نہیں ہے۔یعنی اپنی زبان کو غیر ضروری اور فضول باتوں میں استعمال نہیں کرو۔

2330۔ تفرد بہ الترمذی، ینظر (تحفۃ الاشراف) (۹۹۲۸) و ذکرہ (المنذری) فی (الترغیب) (۵۰۵/۲) و عزاہ لابن ابی الدنیا فی (العزلۃ) و فی (الصمت) و البیہقی فی کتاب: (الزھد) وغیرہ من طریق ابو امامۃ۔

2-وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ: تمہارا گھر کشادہ ہونا چاہیے''۔عموماً گھر کے معاملہ میں یہ کمزوری ہے کہ لوگ زیادہ وقت محافل، چوراہوں اور ہوٹلوں میں گزارتے ہیں جبکہ گھر میں بالکل قلیل وقت گزارتے ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیے تھا کہ لوگ زیادہ وقت گھر میں گزاریں اور برائے نام دیگر مقامات میں، کیونکہ اس طرح زبان کو قابو میں رکھنا آسان ہوگا اور انسان بہت سے گناہوں سے بچ سے گا۔

3-وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ:تم اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہر آدمی سے غلطی کا ارتکاب اور گناہوں کا صدور ہوسکتا ہے۔جب بھی انسان سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اسے فوراً توبہ کی شکل میں رونا چاہیے، تا کہ اس کی دانستہ یا غیر دانستہ غلطی کا تدارک ہوسکے۔انسان جب دل سے روتا ہے اور آنسو بہاتا ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ آدمی کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

2331 سندِ حدیث:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ

متنِ حدیث:اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى

حکمِ حدیث:قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

اختلافِ سند:وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَّلَمْ يَرْفَعُوْهُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کرتے ہیں۔(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:) صبح کے وقت ابن آدم کے تمام اعضاء زبان سے یہ التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں: تم ہمارے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کیونکہ ہم تمہارے ساتھ وابستہ ہیں۔اگر تم ٹھیک رہوگی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اگر تم ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔یہ اس روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے جسے محمد بن موسیٰ نے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حماد بن زید کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

کئی راویوں نے اسے حماد بن زید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

2331- تفرد بہ الترمذی۔ینظر (تحفۃ الاشراف) (۴۰۳۷) وذکرہ ابن المبارک فی (الزھد) (۳۵۸) حدیث (۱۰۱۲) وعزاہ لابن ابی الدنیا۔

شرح

زبان کی اعضاء جسم پر حکمرانی:

زبان اعضاء جسم کی سردار اور ان کی حکمران ہے، ہر روز اعضاء جسم زبان کے سامنے دست بستہ گزارش کرتے ہیں: اے زبان! تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، کیونکہ تیرے سیدھا رہنے سے ہم بھی سیدھے رہیں گے اور تیرے ٹیڑھا ہونے سے ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ حدیث باب میں زبان کو اچھے کاموں میں استعمال کرنے کی تاکید اور لغویات، کذب بیانی اور چغلی کھانے سے احتراز کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

سوال: حدیث باب میں زبان کو رئیس الاعضاء اور ترجمان قرار دیا گیا ہے جبکہ دوسری مشہور روایت ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح رہے گا اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے اس روایت میں مدار جسم دل کو قرار دیا گیا ہے لہٰذا روایات میں تعارض ہوا؟

جواب، حقیقی وخفیہ مدار جسم دل ہے کہ جبکہ ظاہری مدار جسم اور ترجمان زبان ہے، اس طرح اپنے اپنے محل میں قلب اور زبان دونوں مدار اور ترجمان ہیں، لہٰذا روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔

2332 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ يَّتَكَفَّلُ لِىْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَهْلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو دو داڑھوں کے درمیان ہے۔ (یعنی زبان) اور جو دو ٹانگوں کے درمیان (یعنی شرمگاہ) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس بارے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2333 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ وَّقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَبُوْ حَازِمٍ الَّذِىْ رَوٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اسْمُهٗ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ

2332۔ اخرجه البخاری (۱۱/۳۱۴): كتاب الرقاق: باب: حفظ اللسان: حديث (۶۴۷۴) و طرفه من: (۶۸۰۷) و احمد (۵/۳۳۳) من طريق عمر بن علي، سمع ابا حازم، فذكره۔

2333۔ تفرد به الترمذي: ينظر (تحفة الاشراف) (۱۳۴۲۹) و الحاكم (۴/۳۵۷) و ابن حبان (۸/۲۴۰ موارد) حديث (۲۵۴۶) و ابو يعلى (۱۱/۶۴) حديث (۶۲۰۰) و قال: اسناده حسن۔

وَهُوَ كُوْفِيٌّ وَّاَبُوْ حَازِمٍ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ اَبُوْ حَازِمٍ الزَّاهِدُ مَدَنِيٌّ وَّاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِيْنَارٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ دو جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی شر سے محفوظ کر لے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ابوحازم نامی راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ ان کا نام سلمان ہے' جو عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' اور یہ صاحب کوفہ کے رہنے والے ہیں' جو ابوحازم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں۔ یہ ابوحازم زاہد مدنی ہیں' ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھنے والے کے لیے جنت کی خوشخبری:

احادیث باب میں حصول جنت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، زبان نبوت سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ دونوں کی حفاظت کرتا ہے، تو اس کے لیے جنت کی ضمانت ہے، جو شخص زبان کو غلط استعمال کرتا ہوا کسی کی غیبت کرتا ہے تو اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جو شخص اپنی شرمگاہ کو غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہے، اسے زانی قرار دیا گیا ہے، زانی غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا، گویا زبان اور شرمگاہ کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جوان دونوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

2334 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَاعِزٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ

◆◆ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی ایسے معاملے کے بارے میں بتائیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ اعتراف کرو کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے' پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔

2334- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۱٤): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة، حديث (۳۹۷۲) و احمد (۳/٤۱۳) و الدارمي (۲/۲۹۸): كتاب الرقاق: باب حفظ اللسان من طريق الزهري، عن محمد بن عبد الرحمن بن ماعز، فذكره۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ کس بات کا اندیشہ ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور ارشاد فرمایا: اس کا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

زبان کا خطرہ، خطرۂ اعظم ہونا:

حدیث باب میں دو اہم مضامین بیان کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس پر ثابت قدم رہنا، اسلام کی اساس ہے، استقامت کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنا، راہِ ہدایت پر قائم رہنا اور تاحیات اس کی پیروی کرنا ہے۔ حدیث باب کا یہ مضمون اس ارشاد ربانی سے ماخوذ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (الاحقاف:13) "بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔ یعنی وہ لوگ ایمان لانے کے بعد صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے اس کے تقاضوں کو پورا کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کی۔

2- انسانی اعضاء میں سے آدمی کے حق میں سب سے زیادہ خطرناک زبان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کے ساتھ اسے پکڑ کر اس کی حفاظت کی تاکید فرمائی تھی۔ خواہ ایک صحابی کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت کا درس دیا تھا لیکن یہ حکم عام ہے یعنی سب لوگوں کو شامل ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 52: بلاعنوان

2335 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ ثَلْجٍ الْبَغْدَادِىُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِىْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ حَدَّثَنِىْ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

2335- تفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۷۱۴۳) و اخرجه البیهقی فی (شعب الایمان) (۴/۲۴۵) حدیث (۴۹۵۱) و ذکره المنذری فی (الترغیب) (۳/۵۲۰) حدیث (۴۲۴۲)

بْنِ حَاطِبٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بکثرت کلام نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بکثرت کلام کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوگا جس کا دل سخت ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن عبداللہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 53: بلاعنوان

2336 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُوْمِيَّ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُلُّ كَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهٗ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُّنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ

◆◆ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا' یہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کا ہر کلام اس پر بوجھ ہوتا ہے۔ اس کا اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے' جو نیکی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن یزید نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

فضول گفتگو سے دل سخت ہونا اور اللہ کی رحمت سے دور ہونا:

کثرتِ ذکرِ الٰہی بہت بڑی عبادت، قربِ الٰہی کا ذریعہ اور بخشش کا سبب ہے۔ ذکر اللہ میں ہر دینی بات پر شامل ہے مثلاً درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تلاوت قرآن وغیرہ۔ تاہم فضول گفتگو سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے' جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح لغو گفتگو وبال جان بن جاتی ہے اور ایسی گفتگو سے احتراز و اجتناب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ زبان کے مثبت استعمال سے آدمی جنتی اور منفی استعمال سے جہنمی بن جاتا ہے۔ ذکر اللہ اور ہر دینی گفتگو

2336۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۱۵): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة' حديث (۳۹۷٤) و عبد بن حميد (٤٤٨) حديث (۱۵۵٤) من طريق سعيد بن حسان المخزومي' قال حدثتني ام صالح عن صفية بنت شيبة' فذكره۔

ریاضت ہے جبکہ اس کے برعکس غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی پر بے بنیاد الزامات عائد کرنا اور لغویات بکنا تمام امور گناہ کبیرہ اور رحمت باری تعالیٰ سے دوری کا باعث ہیں۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 54: بلاعنوان

2337 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَبَيْنَ اَبِى الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ مَا شَاْنُكِ مُتَبَذِّلَةً قَالَتْ اِنَّ اَخَاكَ اَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِى الدُّنْيَا قَالَ فَلَمَّا جَآءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ قَرَّبَ اِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَاِنِّىْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ قَالَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُوْمَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهُ نَمْ فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ قَالَ لَهُ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَقَامَا فَصَلَّيَا فَقَالَ اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهُ فَاَتَيَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ صَدَقَ سَلْمَانُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْعُمَيْسِ اسْمُهُ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ اَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِىِّ

◆◆ عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے گئے' تو انہوں نے سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلی کچیلی حالت میں دیکھا تو دریافت کیا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ میلی کچیلی کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کے بھائی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پھر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا' تو انہوں نے کہا: آپ کھالیں کیونکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا' جب تک آپ نہیں کھائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھانا کھالیا جب رات کا وقت ہوا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابھی سو جائیں۔ وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی سوتے رہیں پھر وہ سو گئے جب صبح کے قریب کا وقت ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اب آپ اٹھ جائیں۔ ان دونوں حضرات نے اٹھ کر نماز ادا کی' پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی ذات کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ کے پروردگار کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ

2337۔ اخرجه البخاری (٤/٢٤٦): كتاب الصوم: باب: من اقسم على اخيه ليفطر فى التطوع، و لم ير عليه قضاء اذا كان اوفق له، حديث (١٩٦٨) وطرفه فى (٦١٣٩) و ابن خزيمة (٣/٣٠٩) حديث (٢١٤٤) من طريق ابى العميس، عن عون بن ابى جحيفة، فذكره۔

کے مہمان کا بھی آپ پر حق ہے۔آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے۔آپ ہر حق دار کو اس کا حق دیں پھر یہ دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سلمان نے ٹھیک کہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

ابوالعمیس نامی راوی کا نام عتبہ بن عبداللہ ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی کے بھائی ہیں۔

شرح

حقوق کی ادائیگی بھی زہد کا حصہ ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، لہٰذا اس کے لیے زیادہ راحت و آرائش کی ضرورت نہیں ہے۔مہمان کے اصرار و اکرام میں نفلی روزہ توڑا جاسکتا ہے لیکن بعد میں اس کی قضا واجب ہے، کیونکہ نفلی عبادت شروع کرنے سے اس کی تکمیل واجب ہوجاتی ہے۔خواہ کثرت سے عبادت و ریاضت کرنا چاہیے لیکن اپنی صحت اور آرام کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

انسان پر مختلف حقوق عائد ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی بھی زہد کا حصہ ہے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-اپنے نفس کا حق: آدمی کو اپنی صحت، خوراک اور راحت کو مدنظر رکھنا چاہیے، کیونکہ صحت کی وجہ سے تمام امور و حقوق ادا کر سکے گا۔

2-اللہ تعالیٰ کا حق: بندے پر اللہ تعالیٰ کے حقوق یہ ہیں کہ اس کی ذات، صفات، احکام اور صفات کے تقاضوں میں اسے وحدہٗ لاشریک تسلیم کیا جائے۔اس کی عبادت و ریاضت کی جائے اور اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

3-مہمان کا حق: مہمان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے۔میزبان اپنی قوت کے مطابق اس کی تواضع کرے اور اس کی خدمت کرنا مال کا ضیاع نہیں ہے' بلکہ حق ہے' جس کی ادائیگی واجب ہے۔مہمان نوازی کو اہل خانہ سے مقدم رکھا جائے۔

4-اہل خانہ کا حق: آدمی پر اپنے اہل خانہ یعنی بیوی بچوں کے حقوق بھی عائد ہوتے ہیں۔افراد خانہ پر صرف ہونے والی دولت بھی صدقہ کی حیثیت رکھتی ہے' جس کا آخرت میں اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

5-عام لوگوں کا حق: مذکورہ حقوق کے علاوہ انسان پر دوسرے لوگوں کے بھی حقوق عائد ہوتے ہیں، مثلاً والدین، اعزاء و اقارب اور ہمسائیوں وغیرہ۔

سوال: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ سے تھے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے اصرار پر وہ روزہ توڑ کر کھانے میں شامل کیوں ہوئے تھے؟

جواب: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ نفلی تھا جو مہمان وغیرہ کے اصرار کی وجہ سے توڑنا جائز ہے لیکن بعد میں اس کی قضا ضروری ہوتی ہے۔حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزز مہمان کے اصرار پر نفلی روزہ توڑا تھا، جس کی بعد میں قضا کرلی تھی۔

بَابُ مِنْهُ

باب 55: بلاعنوان

2338 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

متنِ حدیث: قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنِ اكْتُبِىْ اِلَىَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِىْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِىْ عَلَىَّ فَكَتَبَتْ عَآئِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا كَتَبَتْ اِلٰى مُعَاوِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ عبدالوہاب بن ورد' مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط میں لکھا کہ آپ مجھے خط میں کوئی نصیحت کریں جو زیادہ لمبی نہ ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔

تم پر سلام ہو! امابعد! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی لوگوں کی ناراضگی میں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کے غصے کو دور کر دے گا' اور جو شخص لوگوں کی رضا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں تلاش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا۔"

تم پر سلام ہو۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔

اس کے بعد انہوں نے اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے تاہم اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے دو پہلو ہوں کہ ایک طرف لوگ ناراض ہوتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہو، تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اختیار کرنا چاہیے اور لوگوں کی ناراضی کو

2338۔ تفرد به الترمذی' ینظر (تحفة الاشراف) (۱۶۹۲۰) و ذکرہ الهیثمی فی (مجمع الزوائد) (۱۰/۲۲۸) وقال: رواہ البزار من طریق قطبة بن العلاء عن ابیه و کلاهما ضعیف' و ابن حبان (۱/۵۱۰) حدیث (۲۷۶) من طریق عروة' عن عائشة و قال: اسنادہ حسن' و ابن المبارك فی (الزهد) (۶۶) حدیث (۱۹۹)۔

نظرانداز کردینا چاہیے۔ آنے والے وقت میں لوگ اظہار ندامت کرتے ہوئے صحیح معاملہ کی تائید کریں گے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا، آپ نے اعلان فرمایا: جو شخص دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور زکوٰۃ ایک رسی بھی دیتا تھا، اب اگر وہ رسی نہیں دے گا تو میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے امیرالمؤمنین! اگر وہ نماز ادا کرتا ہو تو آپ اس کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بخدا! خواہ وہ نماز پڑھتا ہو لیکن زکوٰۃ نہ دے گا تو میں اس کے ساتھ ضرور لڑوں گا۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو کھول دیا تو انہوں نے اپنے نظریہ کو غلط اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤقف کو درست قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھنے میں دارین کی فلاح ہے۔



کِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قیامت کے تذکرے‘ دل کو نرم کرنے والی باتوں اور پرہیزگاری کے بارے میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب الزہد کے بعد کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع کا آغاز کر رہے ہیں، موقع کی مناسبت دو اہم امور کا جاننا ازبس ہے‘ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- سلسلہ مضامین کا تعلق: کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع سے لے کر کتاب الایمان تک یعنی کتاب صفۃ الجنۃ اور کتاب صفت جہنم کے ضمن میں بیان ہونے والے تمام مضامین کا کتاب الزہد کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیونکہ ان کا مقصد دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف میلان پیدا کرنا ہے۔

2- انداز بیان کا لحاظ رکھنا: قیامت کے تفصیلی احوال آخرت میں پیش آئیں گے اور قیامت دنیا کا آخری دن ہے‘ جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے، تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ (المعارج 4) فرشتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں‘ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے“۔ اسی طرح جنت و دوزخ کے احوال کا تعلق قیامت کے نتیجہ سے ہے۔ جو بعد میں پیش آئیں گے لیکن وہ عصر حاضر کی زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ دوران مطالعہ ان کی مکمل حقیقت ذہن میں آنا دشوار ہے، لہٰذا گہرائی میں اترے بغیر سطحی طور پر ان مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ
باب 1: حساب اور قصاص (بدلہ لینے) سے متعلق روایات

2339 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2339- اخرجه البخاری (۱۱ /۴۰۸): کتاب الرقاق؛ باب: من نوقش عذب‘ حدیث (۶۵۳۹، ۶۵۴۰)‘ و کتاب التوحید؛ باب: قول الله تعالیٰ‘ (وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة)‘ حدیث (۷۴۴۳)‘ مسلم (۳/ ۴۷۹ - الابی): کتاب الزکاة؛ باب: الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة او کلمة طیبة؛ وانها حجاب من النار‘ حدیث (۶۷/ ۶۸، ۱۰۱۶)‘ و النسائی (۵/ ۷۵): کتاب (الزکاة)‘ باب: القلیل من الصدقة‘ حدیث (۲۵۵۳)‘ و ابن ماجه (۱/ ۶۶) المقدمة‘ باب: فیما انکرت الجهمیة‘ و کتاب الزکاة؛ باب: فضل الصدقة‘ حدیث (۱۸۴۳)‘ و الدارمی (۱/ ۳۹۰): کتاب الزکاة‘ باب: الحث علی الصدقة‘ و اخرجه احمد (۴/ ۲۵۶، ۲۵۸، ۳۷۷، ۳۷۹)‘ و ابن خزیمة (۴/ ۹۳) حدیث (۲۴۲۸)۔

متنِ حدیث: مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّقِيَ وَجْهَهُ حَرَّ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُو السَّائِبِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ يَوْمًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ الْاَعْمَشِ فَلَمَّا فَرَغَ وَكِيْعٌ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ فَلْيَحْتَسِبْ فِيْ اِظْهَارِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِخُرَاسَانَ لِاَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا

توضیحِ راوی: اسْمُ اَبِى السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ الْكُوْفِيُّ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ اس کا پروردگار اس طرح کلام کرے گا کہ اس شخص اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف دیکھے گا' تو اسے صرف وہ چیز نظر آئے گی جسے اس نے آگے بھیجا تھا (یعنی اس کے اعمال نظر آئیں گے) پھر وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا' تو وہ صرف اسی چیز کو دیکھے گا جسے اس نے اپنے آگے بھیجا تھا (یعنی اپنے اعمال کو دیکھے گا) پھر وہ اپنے سامنے کی طرف دیکھے گا' تو اسے جہنم اپنے سامنے نظر آئے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے جو بھی شخص اپنی ذات کو جہنم سے بچا سکتا ہو' اسے ایسا کرنا چاہیے۔ خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی ایسا کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوسائب نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک دن وکیع نے یہ حدیث ہمیں اعمش کے حوالے سے بیان کی' پھر انہوں نے یہ بتایا اگر یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو خراسان سے تعلق رکھتا ہو' تو اسے چاہیے کہ خراسان میں اس حدیث کو پھیلا کر ثواب حاصل کرے۔ کیونکہ "جہمیہ" اس کا انکار کرتے ہیں۔

2340 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ اَبُوْ مِحْصَنٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ الرَّحَبِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَزُوْلُ قَدَمُ ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَ اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيْمَ اَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ اَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ وَّحُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ

2340- انفرد به الترمذي. ينظر (تحفة الاشراف) (٧/ ٧٧) حديث (٩٣٤٦)، واخرجه ابو يعلى (٩/ ١٧٨) حديث (٥٢٧١/٣٠٥)، و الطبراني في الصغير (١/ ٢٦٩) وقال: تفرد به حميد بن مسعدة، و الخطيب في (تاريخ بغداد) (١٢/ ٤٤٠)-

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کسی بھی آدمی کے پاؤں اپنے پروردگار کی بارگاہ سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں حساب نہیں لیا جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اس شخص نے اسے کس کام میں صرف کیا؟ اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس شخص نے اسے کس میں گزارا اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اس مال کو کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (اس بارے میں) کہ اس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ حدیث کے طور پر صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے حسین بن قیس نے روایت کیا ہے۔

حسین نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2341 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ اَنْفَقَهٗ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُرَيْجٍ هُوَ بَصْرِيٌّ وَّهُوَ مَوْلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ وَاَبُوْ بَرْزَةَ اسْمُهٗ نَضْلَةُ بْنُ عُبَيْدٍ

◆◆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: بندے کے قدم (حساب کے دوران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے یہ حساب نہیں لے لیا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں صرف کیا اور اس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا اور اس نے اپنے مال کو کہاں سے حاصل کیا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں مصروف کیا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سعید بن عبداللہ بن جریج نامی راوی حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی کا نام نضلہ بن عبید ہے۔

2341- اخرجه الدارمي (۱/۱۳۵) باب: من كره الشهرة والمعرفة-

شرح

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہر آدمی سے گفتگو:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مؤمن آدمی سے براہ راست گفتگو کرے گا اور صدقہ وخیرات کی شکل میں بندے کے پاس اعمال صالحہ ہوں گے جو اسے آتش جہنم سے بچائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ آزمائش دوزخ سے نجات کے لیے صدقہ وخیرات کریں خواہ کھجور کا صدقہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس گفتگو کے دوران بندۂ مؤمن سے پانچ سوالات کیے جائیں گے:

1- تو نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی؟

2- تو نے اپنی جوانی کہاں صرف کی تھی؟

3- تو نے مال کیسے حاصل کیا تھا؟

4- تو نے اپنا مال کہاں خرچ کیا تھا؟

5- تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا تھا؟

اسماء وصفات الٰہی کے بارے میں مذاہب:

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو تسلیم کرنے کے حوالے سے متعدد مذاہب ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اہل سنت کا مذہب: اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جو اسماء وصفات الٰہی، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیان کی گئی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کی کیفیت مجہول ہونے کی صورت میں ہم ان کے بارے میں بحث نہیں کر سکتے۔ البتہ متقدمین اہلسنت کا مؤقف ہے ان پر بغیر تاویل کے ایمان لانا ضروری ہے۔ مثلاً ید، وجہ اور استواء وغیرہ۔

2- جہمیہ کا مذہب: اسماء وصفات الٰہی کے بارے میں فرقہ جہمیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ کالعدم ہیں یعنی وہ ان کا انکار کرتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے اثبات کی صورت میں متعدد موصوف ثابت ہوں گے اور متعدد موصوف ثابت ہونے سے متعدد معبود ثابت ہوں گے جو ناممکن ہے' لہٰذا اسماء وصفات الٰہی کا انکار کرنا ہی بہتر ہے۔

3- معتزلہ کا مذہب: فرقہ معتزلہ کے مذہب میں تفصیل ہے وہ اسماء کو تسلیم کرتے ہیں لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں، روایات باب سے ان کی تردید ہوتی ہے' کیونکہ ان سے اسماء وصفات کا اثبات ہوتا ہے۔

فائدہ نافعہ: 1- کائنات کی کسی بھی ذی روح چیز کے لیے اشیاء کی ملکیت کا تصور نہیں ہے' کیونکہ ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ تاہم انسان کے لیے ملکیت مجازی تسلیم کی گئی ہے، کیونکہ یہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس بارے میں ارشاد ہے: اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ (الحدید:7) یعنی تم اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

فائدہ نافعہ: 2- انسان کے بچپن کا زمانہ کم عقلی اور عدم بلوغت کا ہوتا ہے، اس لیے اس میں اسے مکلف قرار نہیں دیا گیا۔ بڑھاپے میں بھی قوت کا زوال ہو جاتا ہے، اس لیے اس زمانہ میں بھی احکام میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ چونکہ جوانی میں عقل وتوانائی

شباب پر ہوتی ہے، لہٰذا اس کے ایک ایک لمحہ کے بارے میں آدمی سے سوال ہوگا۔

2342 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهٖ وَصِيَامِهٖ وَزَكَاتِهٖ وَيَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے درمیان وہ شخص مفلس شمار ہوتا ہے جس کے پاس درہم یا کوئی سامان نہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت سے تعلق رکھنے والا مفلس شخص وہ ہوگا' جو قیامت کے دن نماز، روزے زکوٰۃ لے کر آئے گا' اور اس عالم میں آئے گا کہ اس نے کسی شخص کو گالی دی ہوگی دوسرے پر جھوٹا الزام لگایا ہوگا' اور کسی شخص کا مال کھایا ہوا ہوگا' اور کسی شخص کا خون بہایا ہوا ہوگا۔ کسی شخص کو مارا ہوگا لہٰذا اسے بٹھالیا جائے گا' اور اس کی نیکیاں بدلے کے طور پر وصول کر لی جائیں گی۔ یہ تو اس کی نیکیوں کا معاملہ ہے جب اس کی نیکیاں (ان گناہوں کا) حساب پورا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی جو اس کے ذمے تھے تو دوسرے لوگوں کے گناہ لے کر اس کے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے' اور پھر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2343 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِیُّ عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ يَّزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا كَانَتْ لِاَخِيْهِ عِنْدَهٗ مَظْلَمَةٌ فِیْ عِرْضٍ اَوْ مَالٍ فَجَاءَهٗ فَاسْتَحَلَّهٗ قَبْلَ اَنْ يُّؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ حَمَّلُوْا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2342۔ اخرجه مسلم (٤/١٩٩٧): كتاب البر و الصلة و الآدب، باب: تحريم الظلم، حديث (٢٥٨١) و اخرجه احمد (٢/٣٠٣، ٣٣٤، ٣٧١)۔

2343۔ انفرد به الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (٩/٤٧٣): حديث (١٣٩٥٨) اخرجه البخاری (١١/٤٠٢): كتاب الرقاق، باب: (٤٨)، حديث (٦٥٣٤) و احمد (٢/٥٠٦)۔

نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے اپنے بھائی کے ساتھ اس کی عزت یا مال کے حوالے سے کوئی زیادتی کی ہو اور پھر وہ اپنے بھائی کے پاس جا کر اس سے اس زیادتی کو معاف کروا لے اس سے پہلے کہ (قیامت کے دن) اس سے بدلہ وصول کیا جائے۔ اس جگہ دینار یا درہم کام نہیں آئیں گے اگر پہلے شخص کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو اس شخص کی نیکیوں میں سے لے لیا جائے گا اور (دوسرے شخص کو بدلہ دیا جائے گا) اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو ان (دوسرے لوگوں) کے گناہوں کا وزن اس پر ڈال دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

2344 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ اِلٰى اَهْلِهَا حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حق داروں کو ان کے حقوق پورے پورے ادا کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری کی طرف سے بھی بدلہ دیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مفلس کی تعریف اور قیامت کے دن ظلم و زیادتی کا بدلہ چکانے کا طریق کار:

احادیث باب میں الفاظ: حساب و قصاص' دونوں مترادف ہیں یعنی قیامت کے دن ظلم و زیادتی کا بدلہ دینا۔ مفلس وہ شخص نہیں ہے جس کے پاس مال و دولت نہیں ہے بلکہ مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن اعمال صالحہ کے ساتھ آئے گا لیکن لوگوں پر ظلم و ستم کرنے کے سبب اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی جائیں گی اور اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بچے گی۔

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم و ستم کیا ہوگا تو قیامت کے دن اس کا بدلہ چکانے کے دو طریقے ہوں گے:

2344۔ اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ٦١ حديث (١٧٧) و مسلم (٤/١٩٩٧): كتاب البر و الصلة و الاداب: باب: تحريم الظلم: حديث (٢٥٨٢)- واخرجه احمد (٢/٢٣٥، ٣٢٣، ٣٧٢، ٤١١) عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابی هريرة به-

1- مظلوم اور اہل حقوق کو ظلم وزیادتی کرنے والوں کی نیکیاں دی جائیں گی۔
2- اگر ان کے پاس نیکیاں باقی نہیں رہیں گی تو مظلوم اور اہل حقوق کے گناہ ان پر ڈال دیے جائیں گے۔
تاہم اس دن مال کے ذریعے بدلہ نہیں چکایا جائے گا۔ کیونکہ اس دن مال و دولت موجود نہیں ہوگی۔

سوال: انسانوں کی طرح جانوروں سے بھی ظلم وستم کا حساب لیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں اختلاف ہے، حضرات امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جانوروں سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور تیسری روایت میں محض علامتی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ جمہور فقہاء کا موقف ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور ان سے ظلم وستم کرنے کا بدلہ لیا جائے گا۔ وہ اپنے موقف پر تیسری حدیث پیش کرتے ہیں جس میں جانوروں سے بدلہ لینے کی صراحت ہے۔

2345 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا الْمِقْدَادُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

متنِ حدیث: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتّٰى تَكُوْنَ قِيْدَ مِيْلٍ أَوِ اثْنَيْنِ قَالَ سُلَيْمٌ لَا أَدْرِيْ أَيَّ الْمِيْلَيْنِ عَنٰى أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُوْنُوْنَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى عَقِبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلٰى فِيْهِ أَيْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ

◆◆ نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا' تو سورج کو بندوں کے اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔

سلیمان بن عامر نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہے: اس سے مراد وہ میل ہے' جو زمین کی مسافت کے لیے استعمال ہوتا ہے یا پھر اس سے مراد وہ سلائی ہے' جس کے ذریعے سرمہ لگایا جاتا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا) سورج ان لوگوں کو پگھلانا شروع کرے گا' تو وہ لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ ان میں سے کسی کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا کسی کا گھٹنوں تک ہوگا کسی کا کمر تک ہوگا' اور کسی کا منہ تک ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دستِ مبارک کے ذریعے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس کے منہ میں اس کی لگام ڈالی جائے گی (یعنی پسینہ اس کے منہ تک ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2345۔ اخرجه مسلم (٤/٢١٩٦)؛ كتاب الجنة- صفة نعيمها و اهلها؛ باب؛ في صفة يوم القيامة؛ حديث (٢٨٦٤) واخرجه احمد (٦/٣) عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن سليم بن عامر عن المقداد بن الاسود به۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2348 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ وَّهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوْعٌ

متنِ حدیث: (يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ يَقُوْمُوْنَ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اٰذَانِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

حماد نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث "مرفوع" ہے۔

(روایت کے الفاظ یہ ہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) "جس دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے"۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ لوگ پسینے میں اتنے ڈوبے ہوئے ہوں گے کہ وہ ان کے نصف کانوں تک آ رہا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن لوگوں کا پسینے سے شرابور ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب آ جائے گا' اس کی حرارت اس قدر تیز ہوگی کہ لوگوں کا پسینہ جاری ہو جائے گا اور یہ پسینہ لوگوں کے حسب اعمال ہوگا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس حالت سے مستثنیٰ ہوں گے، کیونکہ انہیں اس دن عرش الٰہی کے نیچے سایہ میسر ہوگا جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ لوگ اس دن بے حد پریشان ہوں گے۔ بعض لوگ اس دن ایڑیوں تک پسینہ میں ڈوبے ہوں گے' بعض سینے تک اور بعض منہ تک۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شَاْنِ الْحَشْرِ

باب 2: حشر کی کیفیت کا بیان

2347 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2346۔ اخرجه البخاري (۱۱/۴۰۰): كتاب الرقاق: باب: قول الله تعالىٰ: (الا يظن اولئك انهم مبعوثون---)، حديث (۶۵۳۱)، و اخرجه مسلم (۴/۲۱۹۵): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها: باب: في صفة يوم القيامة، حديث (۲۸۶۲)، و ابن ماجه (۲/۱۴۳۰): كتاب (الزهد) باب: ذكر البعث، حديث (۴۲۷۸)۔ اخرجه (۲/۱۳، ۳۱، ۶۴، ۷۰، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۲۵، ۱۳۶)، و عبد بن حميد صد ۲۴۶، حديث (۷۶۳) عن نافع عن ابن عمر به۔

متن حدیث: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا خُلِقُوا ثُمَّ قَرَأَ (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى مِنَ الْخَلَائِقِ إِبْرَاهِيمُ وَيُؤْخَذُ مِنْ أَصْحَابِي بِرِجَالٍ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ پاؤں، برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر اکٹھا کیا جائے گا جس طرح انہیں پہلے پیدا کیا گیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''جس طرح ہم نے انہیں پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم ایسا ضرور کریں گے۔''

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) مخلوق میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا پھر میرے امتیوں میں سے کچھ لوگوں کو دائیں طرف لے جایا جائے گا' اور کچھ کو بائیں طرف لے جایا جائے گا' تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار! یہ تو میرے ماننے والے ہیں' تو کہا جائے گا آپ نہیں جانتے۔ آپ کے بعد انہوں نے کون سی نئی چیز ایجاد کی تھی جب آپ ان سے جدا ہوئے تو یہ ایڑھیوں کے بل پیچھے کی طرف پھر گئے تھے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تو میں وہی بات کہوں گا' جو نیک بندے نے کہی تھی' (جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے)

''اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کر دے تو بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔''

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مغیرہ بن نعمان کے حوالے سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2348 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّونَ عَلٰى وُجُوهِكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

2347- اخرجه البخاری (۶/۵۵۱): كتاب احاديث الانبياء، باب: قول الله (و اذكر فی الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (مريم: ۱۶) حديث (۳۴۴۷)، و اخرجه مسلم (۴/۲۱۹۴): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها- باب: فناء الدنيا، و بيان الحشر يوم القيامة، حديث (۲۸۶۰/۵۸) والنسائی (۴/۱۱۴): كتاب الجنائز، باب: البعث، حديث (۲۰۸۲)، و باب: اول من يكسى، حديث (۲۰۸۷) اخرجه احمد (۱/۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۹، ۲۳۵، ۲۵۳، ۲۵۷) و الحميدی (۱/۲۳۶): حديث (۴۸۳)- عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به-

2348- تقدم بحديث (۳۱۹۲) براجع فيهم، اخرجه النسائی (۵/۸۲، ۸۳): كتاب الزكاة: باب: من سال بوجه الله عزوجل، حديث (۲۵۶۸) مختصراً، واحمد (۴/۴۴۶)، (۵/۴۰۳)- من طريق حكيم بن معاوية، فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن تم لوگوں کو پیدل اور سوار حالت میں اٹھایا جائے گا' اور کچھ لوگوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنا:

لفظ الحشر، فعل ثلاثی مجرد صحیح باب، ضَرَبَ يَضْرِبُ یا نَصَرَ يَنْصُرُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: چلنا، جمع کرنا۔ لفظ: محشر، ظرف مکان ہے۔ جس کا معنی ہے: میدان حشر، وہ جگہ جہاں سب مخلوق کو جمع کیا جائے گا' جمع ہونے کی جگہ۔ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اپنی اپنی قبور سے اٹھایا جائے گا۔ ان کے اجسام اصلی حالت میں ہوں گے حتیٰ کہ ختنہ کی جگہ بھی موجود ہو گی۔ اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ جنت میں ختنہ شدہ داخل ہوں گے یا بغیر ختنہ کے۔ جدالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو عظمت وفضیلت کے سب سے قبل لباس پہنایا جائے گا۔

لوگ حوض کوثر پر جائیں گے لیکن مرتدین کو وہاں سے دھکیل کر محروم کر دیا جائے گا یعنی وہ لوگ جو دور رسالت میں مسلمان ہوئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے حلقہ میں داخل ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور ان کی صحابیت باطل ہو گئی تھی۔

میدان حشر، شام کی سرزمین پر لگے، وہاں اکثر لوگ پیدل جائیں، کچھ لوگ سواری پر جائیں گے اور کچھ لوگوں کو منہ کے بل گھسیٹ کر وہاں لایا جائے گا، یہ لوگ کفار ومشرکین ہوں گے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۔(الفرقان: 34) وہ لوگ اوندھے منہ دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے' اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور دخول جنت تک لوگ پیاسے نہیں ہوں گے۔ یہ سعادت صحیح العقیدہ اہلسنّت وجماعت کو حاصل ہو گی اور بدعقیدہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَرْضِ

باب 3: پیشی کا بیان

2349 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِيْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْاَيْدِيْ فَاٰخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَلِيِّ الرِّفَاعِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِىْ مُوْسٰى

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ پہلی دو پیشیوں میں تفتیش ہوگی اور معذرتیں ہوں گی جبکہ تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے' تو کوئی شخص دائیں ہاتھ میں اسے پکڑے گا' اور کوئی بائیں میں پکڑے گا۔

یہ روایت اس سند کے حوالے سے مستند نہیں ہے' کیونکہ حسن نامی راوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

بعض راویوں نے اس روایت کو علی بن عبداللہ رفاعی کے حوالے سے، حسن کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 4: بلاعنوان

2350 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا) قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ وَّرَوَاهُ اَيُّوْبُ اَيْضًا عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے ساتھ حساب کتاب میں سختی کی گئی وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے۔

''جس شخص کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد پیشی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح حسن'' ہے۔

اس روایت کو ایوب نامی راوی نے بھی ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2350۔ اخرجه البخاری (۱/ ۲۳۷)؛ كتاب العلم؛ باب: من سمع شيئا فراجع حتى يعرفه، حديث (۱۰۳) و كتاب التفسير؛ باب: (فسوف يحاسب حسابا يسيرا)، حديث (۴۹۳۹) و الحديث في (۶۵۳۶، ۶۵۳۷) و مسلم (۴/ ۲۲۰۵)؛ كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها؛ باب: اثبات الحساب، حديث (۲۸۷۶/۸۰) و ابو داؤد (۳/ ۱۸۴)؛ كتاب الجنائز؛ باب: عيادة النساء، حديث (۳۰۹۳) و اخرجه احمد (۶/ ۴۷، ۹۱، ۱۰۸، ۱۲۷، ۲۰۶) من طرق عن عائشة به۔

بَابُ مِنْهُ

باب 5: بلاعنوان

2351 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهٗ وَلَمْ يُسْنِدُوْهُ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح لایا جائے گا جیسے وہ بھیڑ کا بچہ ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہیں مال و دولت اور طرح، طرح کی نعمتیں عطا کیں اور تم پر اپنا انعام کیا' تو تم نے کیا' کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے اسے اکٹھا کیا اور اس میں اضافہ شروع کیا اور اسے پہلے سے زیادہ کر دیا (اے میرے پروردگار) تو مجھے واپس (دنیا میں) بھیج تا کہ میں ان سب کو لے کر آؤں تو پروردگار اس سے فرمائے گا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے آگے کیا بھیجا؟ تو وہ کہے گا: میں نے اسے جمع کیا اس کو بڑھایا اور پھر اسے (دنیا میں) پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ دیا' تو مجھے واپس بھیج تا کہ میں اس سارے کو لے آؤں۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اگر اس شخص نے کوئی بھی بھلائی آگے نہیں بھیجی ہوگی' تو اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو کئی راویوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور انہوں نے اس کی سند بیان نہیں کی۔ (یا انہوں نے اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی ہے)

اسماعیل بن مسلم نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2352 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ اَبُوْ مُحَمَّدٍ

2351- انفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۱/۲۹۹)، حدیث (۱۱۴۱)، اخرجه ابویعلی (۷/۱۵۲)، حدیث (۴۱۲۷/۱۳۶۶)، وقال: فیه مدلسون، و ابن جریج (المطالب العالیة) (۴/۱۸۵)، حدیث (۴۳۰۲)، و ابونعیم فی (حلیة الاولیاء) (۶/۳۱۰) من طریق یزید الرقاشی، عن انس۔

2352- اخرجه احمد (۲/۳۷۴)، عن عبد الله بن المبارك عن سعید بن ابی ایوب عن یحییٰ بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی هریرة به۔

التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّمَالًا وَّوَلَدًا وَّسَخَّرْتُ لَكَ الْاَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ اَنَّكَ مُلَاقِي يَوْمَكَ هٰذَا قَالَ فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ لَهُ الْيَوْمَ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَّمَعْنٰى قَوْلِهِ الْيَوْمَ اَنْسَاكَ يَقُولُ الْيَوْمَ اَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ هٰكَذَا فَسَّرُوهُ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ) قَالُوا اِنَّمَا مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں سننے، دیکھنے کی قوت، مال اور اولاد نہیں دیے پھر میں نے تمہارے لیے جانوروں اور کھیتوں کو مسخر نہیں کیا تھا۔ میں نے تمہیں اس حالت میں نہیں رکھا تھا کہ تم بڑے بن گئے تھے اور تم لوگوں سے چوتھائی مال لینے لگے تھے کیا تم یہ گمان کرتے تھے کہ تم آج کے دن (میری بارگاہ میں) حاضر نہیں ہو گے' تو وہ جواب دے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: آج کے دن میں تمہیں اسی طرح تمہارے حال پر چھوڑ رہا ہوں جس طرح تم نے مجھے بھلا دیا تھا۔

یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ اَلْيَوْمَ اَنْسَاكَ کا مطلب یہ ہے: میں تمہیں عذاب میں چھوڑ رہا ہوں۔ بعض اہل علم نے اس درج ذیل کی اسی طرح وضاحت کی ہے۔

''آج کے دن ہم انہیں بھلا دیں گے'' وہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: آج کے دن ہم انہیں عذاب میں چھوڑ دیں گے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 6: بلا عنوان

2353 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: قَرَاَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) قَالَ اَتَدْرُونَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُولَ عَمِلَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهِ اَخْبَارُهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

''اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ اس کے خبر دینے سے مراد کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا اطلاع دینا یہ ہے: وہ ہر بندے اور کنیز کے بارے میں یہ گواہی دے گی جو اس نے اس زمین کی پشت پر عمل کیا تھا اور وہ یہ کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیا تھا۔ تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا:

احادیث ابواب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی، پہلی پیشی میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوگا، لوگ عرض کریں گے، یا الٰہ العالمین ہم دین کے بارے میں بے خبر تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام نے ہمیں دین کے احکام نہیں بتائے تھے، اس پر انبیاء کرام علیہم السلام کو بلایا جائے گا، وہ ان کے سامنے بتائیں گے کہ ہم نے انہیں احکام دین بتا دیے تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بارے میں گواہی طلب کی جائے گی تو امت محمدیہ گواہی پیش کرے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے احکام دین پہنچا دیے تھے، اس پر کفار و مشرکین معترض ہوں گے کہ یہ لوگ تو ہمارے زمانہ کے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے گواہ کیسے بن سکتے ہیں؟ یہ سوال امت محمدیہ سے کیا جائے گا تو وہ یوں جواب دے گی یہ سب کچھ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دربار میں تشریف لائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں گے، یا اللہ! میری امت درست کہتی ہے؟ میں نے یہ تمام باتیں انہیں بتائی تھیں کیونکہ قرآن کی شکل میں تو نے سب کچھ مجھ پر نازل کر دیا تھا، اس کے بعد کفار و مشرکین اور دیگر مجرموں کو اعتراف کرنا پڑے گا، دوسری پیشی میں نیک لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کا حساب کتاب آسانی سے لیا جائے گا۔ اس کے برعکس برے لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کا حساب نہایت سختی سے لیا جائے گا۔

تیسری پیشی میں لوگوں کو ان کے اعمال کے بارے میں تفصیلات بیان کر دی جائیں گی اور انسان خود اس پر باخبر ہوگا، چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ○ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ○ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ○ (القیامۃ: 13-15) اس دن انسان کو اگلا پچھلا سب کچھ بتا دیا جائے گا، بلکہ انسان خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہیں وہ سب لا ڈالے''۔ اسی موقع پر لوگوں کے بارے میں جنتی اور جہنمی ہونے کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ جنت میں جائیں گے اور جن لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا' وہ دوزخ میں جائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي شَأْنِ الصُّوْرِ

باب 7: صور کا بیان

2354 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دریافت کیا: صور کیا چیز ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک سینگ (یا باجہ) ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے سلیمان تیمی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہم اسے صرف انہی سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

2355 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْاِذْنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ فَكَاَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں کس طرح آرام سے رہ سکتا ہوں؟ جبکہ سینگ (صور والے) فرشتے نے اپنا منہ اس کے ساتھ لگایا ہوا ہے اور کان اس بات پر لگائے ہوئے ہیں کہ اسے کب پھونک مارنے کا حکم ملے؟ اور وہ پھونک مار دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

2354- اخرجه ابو داؤد (۴/۲۳۶): كتاب السنة باب في ذكر البعث و الصور حديث (۴۷۴۲) و الدارمي (۲/۳۲۵): كتاب الرقائق: باب: في نفخ الصور. و اخرجه احمد (۲/۱۶۲، ۱۹۲) عن سليمان التيمي، عن اسلم العجلي، عن بشر بن شغاف عن عبد الله بن عمرو به-

2355- اخرجه احمد (۳/۷، ۷۳) وفي (۴/۳۷۴) و الحميدي (۲/۳۳۳): حديث (۷۵۴) و عبد بن حميد ص (۲۷۹): حديث (۸۸۶)-

فرمایا: تم یہ پڑھا کرو۔

"ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عطیہ نامی راوی کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

صور پھونکا جانا:

صور سینگ یا بگل کی شکل کا ہے، جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ کے ساتھ لگائے کھڑے ہیں کہ کب انہیں حکم الٰہی ہوتا ہے تو وہ اسے پھونکتے ہیں، قیامت حق ہے اور اس کی آمد یقینی ہے۔ صور پھونکنے سے تمام عالم تہہ و بالا ہو جائے گا۔ فناہ ہو جائے گا، ستارے ٹوٹ کر گر جائیں گے۔ آسمان پھٹ جائے گا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' اسی کا نام قیامت ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام دو بار صور پھونکیں گے۔ پہلی بار میں آواز سن کر تمام زندہ لوگ مر جائیں گے جسے نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ اماتت کہا جاتا ہے۔ اس کے چالیس سال یا چالیس مہینے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا' جسے نفخۂ ثانیہ اور نفخۂ احیاء بھی کہا جاتا ہے۔

نفخۂ اولیٰ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط (النمل:۸۷) جس دن صور پھونکا جائے گا۔ سو تمام آسمان و زمین والے گھبرا جائیں گے' لیکن جس کو خدا چاہیے"۔ دوسرے مقام پر یوں فرمایا گیا ہے: وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط (زمر:۶۸) قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا تو تمام آسمان اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے لیکن جس کو خدا پسند کرے گا وہ بے ہوشی سے محفوظ رہے گا"۔ پھر چالیس سال کے وقفہ کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ چنانچہ نفخۂ ثانی یا نفخہ احیاء کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ○ (زمر:۶۸) پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو یک بار سب لوگ قبور سے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں گے"۔ مزید دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے: وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ○ (یٰسین:۵۱) دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے"۔ قیامت کی ہولنا کی سے بچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وظیفہ کی تعلیم دی۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا ۔

فائدہ نافعہ: نفخۂ اولیٰ سے لے کر حساب و کتاب کے بعد دخول جنت اور دخول نار تک کے زمانہ کو قیامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَاْنِ الصِّرَاطِ

باب 8: پل صراط کا بیان

2356 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ

بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: شِعَارُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پل صراط پر اہل ایمان کے لبوں پر یہ جاری ہوگا۔

''اے میرے پروردگار! سلامتی رکھنا''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن اسحاق کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2357 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْاَنْصَارِيُّ اَبُو الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ نضر بن انس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت کیجئے گا' تو آپ نے فرمایا: میں ایسا کروں گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ آپ نے فرمایا: تم سب سے پہلے مجھے پل صراط کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی: اگر پل صراط کے پاس میری آپ سے ملاقات نہ ہوسکی؟ تو آپ نے فرمایا: تم مجھے میزان کے قریب تلاش کرنا۔ میں نے کہا اگر میزان کے پاس بھی میری آپ سے ملاقات نہ ہوسکی؟ تو آپ نے فرمایا: تم مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2356۔ اخرجه عبد بن حميد (ص ۱۵۱) حديث (۳۹٤) عن عبد الرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد بن المغيرة به۔

2357۔ اخرجه احمد (۱۷۸/۳) عن حرب بن ميمون ابو الخطاب عن النضر ابن انس به۔

شرح

لوگوں کا پل صراط پر گزرنا:

میزان عدل پر اعمال کو وزن کرنے کے بعد لوگوں کو قیامت کے دن "پل صراط" پر گزرنا ہوگا' یہ پل جہنم کی پشت پر بچھایا جائے گا' مسلمان اس سے گزر کر جنت میں جائیں گے' کفار و مشرکین اس سے جہنم میں گر جائیں گے۔ یہ پل برحق و صادق ہے' جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا۔ اہل ایمان تیز رفتاری سے گزر جائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو لے کر اس سے گزر جائیں گے، کوئی مسلمان پلک جھپکنے سے گزر جائے گا، کوئی بجلی سی رفتار میں گزرے گا اور کوئی اونٹ رفتار میں، کوئی گھوڑے کی چال میں گزرے گا، پل صراط پر اندھیرا ہوگا لیکن اہل ایمان کے پاس ایمان کا نور ہوگا۔ چنانچہ یہ مضمون اس ارشاد ربانی میں بیان کیا گیا ہے، يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ (القرآن) جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایمان والوں کو کہیں گے کہ تم ہماری طرف دیکھو تا کہ ہم تمہارے نور سے استفادہ کر سکیں، انہیں کہا جائے گا کہ تم واپس پلٹ جاؤ اور نور تلاش کرو ان کے درمیان ایک دیوار ہوگی جس میں دروازہ ہوگا۔

فائدہ نافعہ: قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی پریشانی دامن گیر ہوگی اور آپ تین مقامات میں سے کسی ایک مقام میں اپنی امت کی پریشانی دور کرنے کے لیے تشریف فرما ہوں گے۔ 1- پل صراط، 2- میزان عدل کے پاس۔ 3- حوض کوثر کے پاس اپنی امت کو سیراب کریں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّفَاعَةِ

باب 9: شفاعت کا بیان

2358 اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ فَاَكَلَهٗ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَبَلَغَ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى

2358- اخرجه البخاری (٦/ ٤٢٨): كتاب احاديث الانبياء، باب: قول الله عز وجل: (ولقد ارسلنا نوحا الى قومه) (هود: ٢٥) حديث (٣٣٤٠) و باب: (يزفون: النسلان في المشي) حديث (٣٣٦١) و كتاب التفسير: باب: (ذرية من حملنا مع نوح انه كان عبدا شكورا) حديث (٤٧١٢) ومسلم (١/ ٦٠٣ - الابي): كتاب الايمان: باب: ادنى اهل الجنة منزلة فيها، حديث (٣٢٧/ ١٩٤) و ابن ماجه (٢/ ١٠٩٩): كتاب الاطعمة: باب: (اطيب اللحم) حديث (٣٣٠٧) عن ابي حيان التيمي عن ابي هريرة به-

رَبِّكُمْ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ آدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ نُوحٌ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى مُوسٰى فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُونَ يَا مُوسٰى أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى الْبَشَرِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى عِيسٰى فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُونَ يَا عِيسٰى أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسٰى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى مُحَمَّدٍ قَالَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَخِرُّ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَأَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ کے سامنے دستی رکھی گئی تو آپ نے اسے کھانا شروع کیا۔ وہ آپ کو پسند تھی آپ دانتوں کے ذریعے نوچ کر اسے کھانے لگے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم لوگ یہ جانتے ہو ایسا کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ پہلے والے اور بعد والے سب لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا۔ اس طرح کہ ایک شخص ان سب تک اپنی آواز پہنچا سکے گا' اور ان سب کو دیکھ سکے گا۔ سورج قریب آجائے گا۔ لوگ اتنے غم اور کرب کا شکار ہوں گے جو وہ طاقت نہیں رکھتے ہوں گے' اور جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے ہوں گے' تو لوگ ایک دوسرے سے یہ کہیں گے: کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ تمہاری کیفیت کیا ہے؟ تم لوگ یہ جائزہ کیوں نہیں لیتے کہ کون شخص تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کر سکتا ہے' تو کچھ لوگ ایک دوسرے سے یہ کہیں گے' تم لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے۔ وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' اور یہ عرض کریں گے: آپ بنی نوع انسان کے جد امجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ آپ میں اپنی روح کو پھونکا ہے اور اس کے حکم کے تحت فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے: ہم اس وقت کس پریشانی کا شکار ہیں اور کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ یہ کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام ان سے یہ کہیں گے' میرا پروردگار آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد بھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا۔ میں نے اس کی بات نہیں مانی۔ اس لیے مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے۔ صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے' اور یہ عرض کریں گے: اے حضرت نوح علیہ السلام! آپ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں روئے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام "شکرگزار بندہ" رکھا ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ ہماری حالت کیا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ یہ پریشانی کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ تو حضرت نوح علیہ السلام ان سے کہیں گے: میرا پروردگار آج اتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے خلاف ایک دعا کی تھی اس لیے مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' اور یہ عرض کریں گے: اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام)! آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ میں نے تین مرتبہ ذو معنی کلام کیا تھا۔

ابوحیان نامی راوی نے ان کا تذکرہ اپنی روایت میں کیا ہے۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے:) مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے' اور یہ عرض کریں گے: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے ذریعے آپ کو دیگر لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے: ہم کس پریشانی میں ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے: میرا پروردگار آج جتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد بھی کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں ملا تھا۔ اس لیے مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور یہ عرض کریں گے: اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس کا ایک ایسا کلمہ ہیں جسے اس نے سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا تھا۔ اس کی طرف سے آنے والی روح ہیں۔ آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں کے ساتھ کلام کیا تھا تو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس پریشانی کا شکار ہیں؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے' میرا پروردگار آج جتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد بھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ وہ کسی ذنب کا ذکر نہیں کریں گے۔ (لیکن یہ کہیں گے) مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ!

تو وہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے' اور عرض کریں گے: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کردی گئی ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس پریشانی کا شکار ہیں؟

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں چل پڑوں گا' اور عرش کے نیچے آجاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدے میں چلا جاؤں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی حمد کا اور اپنی تعریف بیان کرنے کا ایسا طریقہ میرے لیے کشادہ کرے گا' جو اس نے مجھ سے پہلے کسی کے لیے کشادہ نہیں کیا۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی' تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا' اور عرض کروں گا اے میرے پروردگار! میری امت (کو بخش دے) اے میرے پروردگار! میری امت (کو بخش دے) اے میرے پروردگار! میری امت (کو بخش دے) تو وہ فرمائے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم اپنی امت کے ان لوگوں کو' جن پر حساب لازم نہیں ہوا' جنت کے دائیں طرف والے دروازے سے جنت میں داخل کردو۔ ویسے وہ لوگ دوسرے دروازوں سے داخل ہونے کا بھی حق رکھتے ہیں۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جنت کے دو دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان ہے اور جتنا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی شفاعت کبریٰ کرنا:

لفظ: شفاعت کا معنی ہے: کسی معاملہ میں کسی کی سفارش کرنا، کسی کی سفارش کرنا، ایک شفاعت کبریٰ ہے اور دوسری سفارشیں صغریٰ ہوں گی۔ شفاعت کبریٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، اس بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

قیامت کے دن جب سب لوگ جمع ہوں گے۔ پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ حساب وکتاب کا آغاز ہونے کے متمنی ہوں گے اور حساب وکتاب کا آغاز کرنے کی سفارش کرنے کے لیے یکے بعد دیگرے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ سب کی طرف سے جواب ملے گا۔ اذہبوا الی غیری یعنی تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ بالآخر لوگ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو آپ جواب میں فرمائیں گے۔ انالھا، یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مختلف گناہگاروں کے حق میں سفارش کریں گے، جو قبول کر لی جائے گی، اور امتیوں کو جہنم سے نجات حاصل ہوگی۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے امتیوں کے حق میں ترقی درجات کی سفارش کی جائے گی جو اہل جنت کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔

☆......کچھ نیکوکار امتیوں کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے جس کے نتیجہ میں انہیں بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

☆......بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے شفاعت کا عام دروازہ کھل جائے گا کہ علماء ربانیین اور صالحین اپنے متعلقین کے حق میں سفارش کریں گے۔ اسی طرح نومولود اور معصوم بچے اپنے والدین کے حق میں سفارش کریں گے جو قبول کر لی جائے گی۔

☆......سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اپنے قارئین کے حق میں سفارش کریں گی اور اعمال صالحہ عاملین کے حق میں سفارش کریں گے۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے حق میں سفارش کریں گے، جو قبول کی جائیں گی۔

☆......انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بعض فرشتے بھی بعض انسانوں کے حق میں سفارش کریں گے جو قبول کی جائے گی۔

☆......اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بعض نیک لوگوں کی سفارش کچھ گناہگار لوگوں کے حق میں قبول کرے گا۔

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پسند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جلدی پک جاتی ہے اور یہ آپ کو کبھی کبھار میسر آتی تھی ورنہ درحقیقت یہ گوشت آپ کو پسند نہیں تھا۔

☆......قیامت کے دن جمع کر کے لوگوں کو چھوڑ دیا جائے گا، ان کے حق میں شفاعت کبریٰ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ زمین پر اپنی

شایان شان جلوہ افروز ہوگا اور فرشتے بھی نزول کریں گے تو قیامت کے حوالے سے معاملات کا آغاز ہوگا۔

☆...... ہر نبی کی طرف سے اذ ہبوا الی غیری کا لوگوں کو جواب ملے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اہل اپنی ذات کو قرار دیں گے۔

☆...... حضرت نوح علیہ السلام لوگوں سے یہ معذرت کرتے ہوئے سفارش کرنے سے انکار کر دیں گے کہ وہ اپنی مقبول دعا اپنے بیٹے کے حق میں استعمال کر چکے ہیں۔

☆...... جنت کے دروازوں میں سے دائیں جانب والا دروازہ امت محمدیہ کے دخول کے لیے مخصوص ہوگا جبکہ دوسرے دروازوں سے بھی یہ امت جنت میں داخل ہونے کی مجاز ہوگی۔

☆...... ہجر ایک بستی کا نام ہے' جو بحرین کے قریب جزیرۃ العرب میں واقع ہے۔ بصریٰ ملک شام میں دمشق کے پاس واقع ہے یہاں تحدید مقصود نہیں ہے' بلکہ طویل فاصلہ مراد ہے۔

☆...... قیامت کے دن لوگوں کو پریشانی سے نجات دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں یہ بات ڈالے گا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کے لیے جائیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 10: بلاعنوان

2359 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے تاہم اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

2360 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ

2359۔ انفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (۱/ ۱۵۲) حديث (۴۸۱) و اخرجه البيهقي (۱/ ۲۸۷) حديث (۳۱۰) و ابن حبان (۸/ ۳۹۹ - موارد) حديث (۲۵۹۶) و ابويعلى (۶/ ۴۰) حديث (۳۲۸۴/۵۲۹) والحاكم في (المستدرك) (۱/ ۶۹) وقال: صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه بهذا اللفظ۔

جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لِیْ جَابِرٌ يَا مُحَمَّدُ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَا لَهٗ وَلِلشَّفَاعَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد (یعنی امام باقر)! جو لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہیں ہوں گے ان کا شفاعت سے کیا تعلق؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہونے کے حوالے سے اسے "غریب" قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 11: بلاعنوان

2361 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْاَلْهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَّثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میرے پروردگار نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے: وہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو اس طرح جنت میں داخل کرے گا کہ ان پر حساب دینا لازم نہیں ہوگا اور انہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے (اور میرا پروردگار) تین مرتبہ لپ بھر کر (لوگوں کو جہنم سے آزاد کرے گا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2362 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَهْطٍ بِاِيْلِيَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

2360۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۴۱): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة، حديث (۴۳۱۰)، عن جعفر بن محمد، عن ابيه عن جابر بن عبد الله به۔

2361۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۳۳): كتاب الزهد: باب: صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (۴۲۸۶)، واخرجه احمد (۵/۲۶۸)، عن اسماعيل بن عياش، عن محمد بن زياد الالهاني عن صدى بن عجلان به۔

متن حدیث: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَایَ فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا ابْنُ اَبِي الْجَذْعَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّابْنُ اَبِي الْجَذْعَاءِ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَاِنَّمَا يُعْرَفُ لَهٗ هٰذَا الْحَدِيْثُ الْوَاحِدُ .

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں کچھ افراد کے ہمراہ ایلیاء کے مقام پر تھا۔ ان میں سے ایک صاحب بولے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میری امت کے ایک فرد کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں بنوتمیم سے زیادہ افراد داخل ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے علاوہ کوئی ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ صاحب چلے گئے' تو میں نے دریافت کیا: یہ کون تھے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابن ابی جذعاء رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

حضرت ابن ابی جذعاء کا نام عبداللہ ہے اور ان کے حوالے سے صرف یہی ایک روایت منقول ہے۔

2363 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ جِسْرٍ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

◆◆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن عثمان بن عفان ربیعہ اور مضر (قبیلوں کے افراد جتنی تعداد میں) لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

2364 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ایک بڑے گروہ کی شفاعت کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے' اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک شخص کی شفاعت کریں گے (اور ان کی شفاعت

2362- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۴۳): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة' حديث (۴۳۱۶) و اخرجه احمد (۳/۴۶۹' ۴۷۰) و في (۵/۳۶۶): عن خالد الحذاء' عن عبد الله بن شقيق عن عبد الله بن ابى الجدعاء به-

2363- اخرجه الآجرى في (الشريعة) (۲۵۱)-

2364- اخرجه احمد (۳/۲۰ - ۶۳) و عبد بن حميد ص ۲۸۲' حديث (۹۰۳) عن عطية عن ابى سعيد الخدرى به-

کی وجہ سے) وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 12: بلاعنوان

2365 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ آخَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے پروردگار کی طرف سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے: میں اپنی نصف امت کو جنت میں داخل کروادوں یا شفاعت کے حق کو اختیار کروں۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس عالم میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

یہی روایت ابوالملیح نامی راوی کے حوالے سے ایک اور صحابی کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اس میں یہ بات مذکور نہیں ہے: یہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس حدیث میں طویل قصہ مذکور ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے لیے شفاعت صغریٰ کرنا:

گزشتہ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا ذکر تھا اور ان سات احادیث میں آپ کی شفاعت صغریٰ کا بیان ہے، جو اپنی امت کے لیے فرمائیں گے۔ گناہ دو قسم کے ہیں:

۱- گناہ صغیرہ: یہ وہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اعمال صالحہ کے سبب معاف فرما دیتا ہے بشرطیکہ کوئی شخص کبیرہ گناہوں سے احتراز کرتا رہا ہوگا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ۔

2365۔ اخرجہ احمد (۶/۲۳ - ۲۹) من طرق عن ابی الملیح عن عوف بن مالک الاشجعی عن عوف بن مالک بہ۔

(النجم:32) وہ نیکوکار لوگ جن کو آخرت میں نیکیوں کا بدلہ دیا جائے گا، وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں لیکن معمولی گناہ مستثنیٰ ہیں۔

2- کبیرہ گناہ: یہ وہ گناہ ہیں جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، ان کے عوض آدمی کو جہنم میں سزا بھگتنا ہوگی، اور بعد میں شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اس سے نجات ملے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی ہے جو شخص کبائر کا مرتکب نہیں ہوتا تو اس کے لیے شفاعت کی کیا ضرورت ہے؟ کا مفہوم یہی ہے جو ہم نے پیش کیا ہے۔ شفاعت کبریٰ اہل کبائر کے حق میں ہوگی اور شفاعت صغریٰ یا عمومی شفاعت اہل صغائر یا اہل تقویٰ کے حق میں ہوگی، جس کا مقصد بلندی درجات ہوگا۔

تیسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقابل فضیلت اور امت محمدیہ کا دیگر امتوں کے مقابل اکرام بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے ستر ہزار امتی بغیر حساب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے، پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار امتیوں کو بھی یہ اعزاز حاصل ہوگا اور تین لپوں کی مقدار امتیوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرنے کا وعدہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کے لپوں کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔

چوتھی حدیث باب سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کی عظمت وفضیلت اور قدر ومنزلت بیان کی گئی ہے کہ ایک امتی کی سفارش کے باعث اللہ تعالیٰ قبیلہ بنوتمیم کے لوگوں کی تعداد کے برابر امتیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ امتی جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ صحابی یا تابعی یا ولی یا غوث یا قطب یا عالم باعمل وغیرہ کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ جب امتی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امت محمدیہ کے علماء ربانیین، اولیاء، شہداء، صدیقین، صالحین اور نومولود بچے (اپنے والدین کے حق میں) وغیرہ اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق سفارش کریں گے جو قبول کی جائے گی،

فائدہ نافعہ: سفارش وشفاعت کے مختلف مراتب ودرجات ہوں گے کہ کوئی ایک جماعت کی، کوئی ایک قبیلہ کی، کوئی ایک خاندان کی، کوئی چند افراد کی اور کوئی ایک فرد کی سفارش کرے گا اور متعلقہ لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْحَوْضِ

باب 13: حوض (کوثر) کا تذکرہ

2366 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اَبِيْ حَمْزَةَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ فِيْ حَوْضِيْ مِنَ الْاَبَارِيْقِ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄◄ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے کوزے ہوں گے۔

2366- اخرجه احمد (۳/۲۲۵) عن بشر بن شعيب عن ابيه عن الزهري عن انس بن مالك به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2367 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيزَكَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَّاِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَّاِنِّيْ اَرْجُو اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى الْاَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ سَمُرَةَ وَهُوَ اَصَحُّ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کا ایک حوض ہوگا' اور وہ آپس میں اس بات پر فخر کا اظہار کریں گے' ان میں سے کس کے حوض پر زیادہ لوگ آئے ہیں؟ مجھے یہ امید ہے: میرے حوض پر سب سے زیادہ تعداد میں لوگ آئیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

اشعث بن عبدالملک نامی راوی نے اس حدیث کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ روایت درست ہے۔

شرح

حوض کوثر کی کیفیت:

حوض کوثر حق و ثابت ہے' اس کے لیے بعض روایات میں نہر اور بعض میں حوض کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ حوض جنت میں واقع ہے یا جنت کے باہر؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

1- یہ حوض جنت میں واقع ہے۔

2- یہ حوض میدان محشر میں جنت کے باہر ہوگا۔

صحیح یہ ہے کہ اس کا مرکز و محور جنت ہے لیکن نہروں کی شکل میں اس کا پانی اس تالاب میں آ کر جمع ہوگا جو میدان محشر میں ہوگا۔ اس حوض کا ذکر قرآن کریم میں بایں الفاظ کیا گیا ہے: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ (الکوثر: 1) بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس پر جلوہ افروز ہوں گے اور اپنے امتیوں کو حوض کوثر سے پانی پلائیں گے پھر دخول جنت تک پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ اس کا پانی صاف و شفاف' اور شیریں ہوگا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کو حوض عطا ہوگا لیکن جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض عطا کیا جائے گا اس کا نام کوثر ہوگا۔ (اتحاف شرح احیاء العلوم ج 2 ص 39) ایک روایت کے مطابق حوض کوثر کا ایک کنارہ سے لے کر دوسرے کنارہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا عدن اور عمان کے درمیان ہے۔

2367- انفرد به الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (٤/٧٣)، حديث (٤٦٠٣)، اخرجه البخاری فی (التاريخ) (١/٤٤)، حديث (٨٢)، و الطبرانی فی (الكبير) (٧/٢٥٦)، حديث (٦٨٨١)۔

فائدہ نافعہ: آسمان پر جتنے ستارے موجود ہیں ان سب کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے، کیونکہ ان کی تعداد کے مطابق حوض کوثر پر صراحی دار لوٹے موجود ہوں گے۔ آسمانی ستاروں کی تعداد کے بارے میں کوئی عام آدمی نہیں جانتا لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم کے مطابق جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ اَوَانِی الْحَوْضِ

باب 14: حوض (کوثر) کے برتنوں کا تذکرہ

2368 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ اَبِیْ سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ بَعَثَ اِلَیَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيْدِ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقَدْ شَقَّ عَلٰى مَرْكَبِی الْبَرِيْدُ فَقَالَ يَا اَبَا سَلَّامٍ مَا اَرَدْتُّ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ وَلٰكِنْ بَلَغَنِیْ عَنْكَ حَدِيْثٌ تُحَدِّثُهٗ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْحَوْضِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تُشَافِهَنِیْ بِهٖ قَالَ اَبُوْ سَلَّامٍ حَدَّثَنِیْ ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حَوْضِیْ مِنْ عَدَنَ اِلٰى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَكَاوِيْبُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُوْسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ عُمَرُ لٰكِنِّیْ نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَ لِیَ السُّدَدُ وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا جَرَمَ اَنِّیْ لَا اَغْسِلُ رَاْسِیْ حَتّٰى يَشْعَثَ وَلَا اَغْسِلُ ثَوْبِیَ الَّذِیْ يَلِیْ جَسَدِیْ حَتّٰى يَتَّسِخَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ اسْمُهٗ مَمْطُوْرٌ وَّهُوَ شَامِیٌّ ثِقَةٌ

◆◆ ابوسلام حبشی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلوایا تو میں ڈاک والے جانور پر سوار ہو کر آیا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے ڈاک والے جانور پر سوار کر کے مجھے مشقت کا شکار کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اے ابوسلام! میں آپ کو مشقت کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث کا پتہ چلا جسے آپ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض کوثر کے بارے میں نقل کرتے ہیں تو میری یہ خواہش ہوئی کہ میں بالمشافہ طور پر آپ سے اسے سن لوں تو ابوسلام نے جواب دیا۔ مجھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث سنائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

2368۔ اخرجه ابن ماجه (۲ /۱۴۳۸): كتاب الزهد: باب: ذكر الحوض، حديث (۴۳۰۳)، احمد (۵/۲۷۵) عن محمد بن المهاجر، عن العباس بن سالم اللخمی، عن ابی سلام الحبشی عن ثوبان به۔

"میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک بڑا ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا' اور اس کے برتن آسمان کے ستاروں جتنے ہوں گے جو شخص اس میں سے پی لے گا۔ اس کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ سب سے پہلے اس حوض پر غریب مہاجرین آئیں گے' جن کے بال بکھرے ہوئے ہوں گے۔ کپڑے میلے کچیلے ہوں گے۔ وہ لوگ جو صاحب حیثیت عورتوں کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے تھے اور جن کے لیے بند دروازے کھولے نہیں جاتے تھے"۔

اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بولے میں نے تو صاحب حیثیت عورتوں کے ساتھ شادی بھی کی ہے اور میرے لیے بند دروازے کھولے بھی جاتے ہیں۔ میری شادی فاطمہ بنت عبدالملک سے ہوئی ہے۔ اس لیے میں کم از کم یہ ضرور کروں گا کہ اپنے سر کو اس وقت تک نہیں دھوؤں گا' جب تک وہ گرد آلود نہ ہو جائے اور اپنے کپڑے اس وقت تک نہیں دھوؤں گا' جب تک وہ میلے کچیلے نہ ہو جائیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہی روایت معدان بن ابوطلحہ کے حوالے سے' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

ابوسلام حبشی نامی راوی کا نام ممطور ہے۔ یہ شامی ہیں اور ثقہ ہیں۔

2369 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اٰنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ مُّصْحِيَةٍ مِّنْ اٰنِيَةِ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ اٰخِرَ مَا عَلَيْهِ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَا بَيْنَ عُمَانَ اِلٰى اَيْلَةَ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَّالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ الْكُوْفَةِ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حوض (کوثر) کے برتن کیسے ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہوں گے۔ وہ ستارے جو ایسی اندھیری رات میں ہوتے ہیں جس میں بادل نہ ہوں۔ وہ جنت کے برتنوں سے تعلق رکھتے ہوں گے جو شخص اس حوض میں سے پی لے گا۔ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی جتنی ہوگی اور اتنی

2369۔ اخرجه مسلم (۱۷۹۸/٤): كتاب الفضائل: باب: اثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم و صفاته، حديث (۳٦/۲۳۰۰)، واخرجه احمد (۱٤۹/۵)، عن ابى عبد الصمد العمى عبد العزيز بن عبد الصمد، قال: عن ابى عمران الجونى عن عبد الله بن الصامت عن ابى ذر به۔

ہوگی' جتنا عمان اور ایلہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ، حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ میرا حوض اتنا بڑا ہوگا جتنا کوفہ اور حجر اسود کے درمیان فاصلہ ہے۔

شرح

حوض کوثر کے برتنوں کا تذکرہ:

عمان ملک شام کا علاقہ ہے، بلقاء اس کی بستی کا نام ہے اور عدن مشہور شہر کا نام ہے' جس کے موتی مشہور ہیں اور یہ سمندر میں واقع ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے آگے حوض ہے جیسے جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ، یہ دونوں ملک شام کی بستیاں ہیں اور دونوں کے مابین تین ایام کی مسافت ہے یعنی اڑتالیس میل کا فاصلہ ہوگا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث 2299) ان روایات سے مقصود تحدید نہیں ہے' بلکہ طوالت مراد ہے۔ اس حوض پر استعمال ہونے والے آبخوروں کی تعداد آسمان کے ستاروں سے زائد ہوگی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنے خدام (امتیوں) کو فیضیاب فرما رہے ہوں گے۔ سب سے پہلے پانی پینے والے عام لوگ ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے کچیلے ہوں گے یعنی انہیں سر میں ڈالنے کے لیے تیل اور کپڑے دھونے کے لیے صابن میسر نہیں ہوگا۔ یہ لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے تاہم ان کے تقویٰ وطہارت پر آسمان بھی ناز کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی قدر ومنزلت قابل رشک ہوگی۔

2370 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوْنُسَ كُوْفِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اُسْرِىَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَمُرُّ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيَّيْنِ وَمَعَهُمُ الْقَوْمُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيَّيْنِ وَمَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيَّيْنِ وَلَيْسَ مَعَهُمْ اَحَدٌ حَتّٰى مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِيْمٍ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قِيْلَ مُوْسٰى وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَانْظُرْ قَالَ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ مِنْ ذَا الْجَانِبِ وَمِنْ ذَا الْجَانِبِ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَسِوٰى هٰؤُلَاءِ مِنْ اُمَّتِكَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَدَخَلَ وَلَمْ يَسْاَلُوْهُ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ فَقَالُوْا نَحْنُ هُمْ وَقَالَ قَائِلُوْنَ هُمْ اَبْنَاؤُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا عَلَى الْفِطْرَةِ وَالْاِسْلَامِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

2370- اخرجه البخاری (۱۰/۱۶۴): كتاب الطب: باب: من اكتوى او كوى غيره، و فضل من لم يكتو، حديث (۵۷۰۵) وباب: من لم يرق، حديث (۵۷۵۲) و كتاب الرقاق: باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، حديث (۶۵۴۱) و مسلم (۱/ ۶۳۷ - الابی) كتاب الايمان: باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، حديث (۳۷۴/ ۲۲۰) و اخرجه احمد (۱/۲۷۱ - ۲۲۱) من طرق عن حصين بن عبد الرحمن، عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ کا گزر کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے جن کے ساتھ کافی لوگ تھے' کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے ہوا' جن کے ساتھ چند لوگ تھے۔ کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے ہوا جن کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا' یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک بڑے گروہ کے پاس سے ہوا (تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ تو جواب دیا گیا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں لیکن آپ اپنا سر اٹھائیے اور ملاحظہ کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' تو وہاں ایک بڑی جماعت تھی جس نے افق کو اِس طرف سے بھی اور اُس طرف سے بھی بھر دیا تھا تو یہ بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور آپ کی امت کے ان افراد کے علاوہ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی ان کے سامنے اس کی وضاحت نہیں کی۔ لوگوں نے یہ کہا: اس سے مراد ہم لوگ ہوں گے۔ (جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے) کچھ حضرات نے یہ کہا: اس سے مراد ہماری اولاد ہوگی جو دین فطرت اور اسلام پر پیدا ہوئے ہوں گے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے یہ بتایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگواتے۔ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور فال نہیں نکالتے بلکہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میں ان میں سے ہوں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: میں ان میں سے ہوں گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

توکل کرنے والے لوگوں کا بغیر حساب جنت میں جانا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو جھڑوانا جائز ہے، گرم لوہے سے داغوانا بھی جائز ہے اور نیک فال لینا بھی جائز ہے، تاہم یہ امور توکل کامل کے منافی ہیں، جو لوگ ان امور سے احتراز کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اس قدر خوش ہوتا ہے کہ انہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

سوال: جب زبان نبوت سے بغیر حساب جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہوا تو حضرت عکاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور اعلان فرمایا کہ تو ان لوگوں میں شامل ہے اور دوسرے شخص نے ان

لوگوں میں شامل ہونے کے لیے دعا کرنے کے بارے میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا: سبقك بها عكاشة (صحیح مسلم، رقم الحدیث 220)۔ عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے؟

جواب: حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دعا کے لیے عرض کیا تو وہ وقت قبولیت دعا کا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا کی جو قبول کر لی گئی اور جب دوسرے شخص نے دعا کے لیے عرض کیا تو وقت قبولیت گزر چکا تھا، اس لیے آپ نے اس کے حق میں دعا نہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2371 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَيْنَ الصَّلٰوةُ قَالَ اَوَلَمْ تَصْنَعُوْا فِيْ صَلَاتِكُمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اب مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج ہوتی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: نماز کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اپنی نمازوں کے بارے میں تم لوگ جو کچھ کرتے ہو وہ تمہارے علم میں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے ابوعمران جونی سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

تعلیمات دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہونا:

اسلام دین فطرت ہے، اس کے احکام و اصول طبیعت انسانی کے عین مطابق ہیں اور ان پر عمل کرنا دشوار بھی نہیں ہے۔ تعلیمات دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔ تعلیمات دین پر صحیح عمل کرنے کے حوالے سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی امت محمدیہ سے امتیاز حاصل تھا۔ عملی کو وہ زہر قاتل تصور کرتے تھے اور کاہلی و سستی ان کے پاس سے بھی نہ گزرتی تھی۔ یہی بات ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نظر آتی ہے۔ مشہور جابر و ظالم حکمران حجاج بن یوسف نے اپنے وقت سے نماز کو مؤخر کرنے کا قصد کیا تو آپ اس کی حرکت پر مذمت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لیکن ان کے برادران نے اس کے مظالم سے بچنے کے لیے خاموشی اختیار کرنے کا مشورہ دیا، آپ اس کی اقتداء میں نماز ادا کیے بغیر اپنی سواری پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، واپس ہوتے وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے، بخدا! میں جانتا ہوں کہ کوئی چیز اس میں سے جس پر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

2371۔ انفرد به الترمذي: ينظر (تحفة الاشراف) (١/٢٨٤)، حديث (١٠٧٤)، من طريق ابو عمران الجوني عن انس، و الحديث اخرجه البخاري (١٧/٢) كتاب مواقيت الصلاة: باب: تضييع الصلاة عن وقتها، رقم (٥٢٩) من طريق غيلان عنه به۔

زمانہ میں عمل کیا کرتے تھے۔ کلمہ طیبہ کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ کسی نے عرض کیا: حضور! لوگ نماز تو پڑھتے ہیں؟ آپ نے طیش میں آ کر جواب میں فرمایا: لوگ ظہر کی نماز، نماز مغرب کے وقت میں ادا کرتے ہیں تو کیا یہ نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ ایک روایت کے مطابق آپ نے جواب میں یوں فرمایا: اولم تصنعوا فی صلوتکم ما قد علمتم (صحیح بخاری، رقم الحدیث 529) کیا تم نے اپنی نماز میں نہیں کیا وہ جو تم جانتے ہو؟

2372 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي زَيْدٌ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّينِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّينَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُودُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ بندہ بہت برا ہے، جو خود کو (دوسروں سے) اچھا سمجھے اور تکبر کرے اور "کبیر متعال" کو بھول جائے۔ اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو سختی کرے اور زیادتی کرے اور "جبار" اور "اعلیٰ ذات" کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو بھول جائے اور لہو ولعب میں مشغول ہو جائے اور قبر اور گل سڑ جانے کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو سرکشی اور نافرمانی کرے، اور اپنے آغاز اور انتہاء کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو دین میں شبہات شامل کر دے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جو لالچ کو رہنما بنا لے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جس کی خواہش نفس اسے گمراہ کر دے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے، جس کی خواہشات اسے ذلیل کر دیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

برے لوگوں کی علامات:

انسان اپنی فطرت کے مطابق نہ نوری ہے اور نہ ناری ہے، البتہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا مدار اعمال ہیں۔ جو شخص اعمال صالحہ کرتا ہے وہ نیک ہے اور جو اعمال سیئہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ برا ہے۔ حدیث باب میں برے آدمی کی نو علامات بیان کی گئی ہیں جس کی

2372۔ انفرد بہ الترمذی. ینظر (تحفۃ الاشراف) (۱۱/۲۵۹) حدیث (۱۵۷۵۵) و ذکر الہیثمی فی (مجمع الزوائد) (۱۰/۲۲۷) من حدیث نعیم بن ہمار الغطفانی، و عزاہ الی الطبرانی، و فیہ طلحۃ بن زید الرقی و ہو ضعیف۔

تفصیل درج ذیل ہے:

1- تکبر وغرور کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا شخص برا ہے' کیونکہ بڑا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو بڑا تصور کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا ہے۔

2- تکبر کی وجہ سے جو شخص کسی پر ظلم وزیادتی کرتا ہے وہ برا ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو نظر انداز کر دیا ہے' جو اس کا مؤاخذہ بھی کر سکتا ہے۔

3- جو آدمی غفلت یا جہالت کی وجہ سے لہو ولعب میں مصروف ہونے کی وجہ سے آخرت کو بھلا دیتا وہ برا ہے، کیونکہ اس نے آخرت کی تیاری کا سامان جمع نہیں کیا۔

4- وہ آدمی جو شرعی واخلاقی حدود کو عبور کرتا ہوا خود کو بے مثال قرار دیتا ہے وہ برا ہے' کیونکہ اس نے اپنی اصلیت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ وہ ایک گندے قطرہ سے پیدا ہوا ہے۔

5- جو شخص دین کے نام پر دنیا طلبی کرتا ہے وہ برا ہے' کیونکہ جمع دولت کے کثیر ذرائع موجود ہیں۔ اس نے ان سے صرف نظر کر کے دین کو ذریعہ آمدنی یا دنیا طلبی بنایا ہے۔

6- جو شخص حلال وحرام کا امتیاز کیے بغیر دولت طلبی میں مصروف رہتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حلال وطیب اور مشتبہ امور سے اجتناب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حرام اور مشتبہ کا شکار ہو کر اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی ہے۔

7- جو شخص حرص ولالچ کا شکار ہو کر دنیا طلبی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دین طلبی کے بجائے دنیا طلبی کے لیے حرص وطمع کیا ہے۔

8- جو شخص خواہشات دنیا کا غلام بن کر ان کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا ارتکاب کیا ہے اور یہ عمل قابل ذلت ورسوائی ہے۔

9- جو شخص اپنے آپ کو دنیوی حرص ولالچ کا غلام بنا کر ہمہ وقت اس کی طلب میں مصروف رہتا ہے وہ برا ہے' کیونکہ اس نے اپنی حیات مستعار کو مستقل قرار دے کر اس کے لیے راحت وآرام کا سامان جمع کرنا شروع کر دیا۔

2373 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارُودِ الْأَعْمَى وَاسْمُهُ زِيَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْقُوفًا وَهُوَ

2373- اخرجه احمد (۱۳/۳) عن عطية بن سعد العوفي عن ابي سعيد الخدري به

اَصَحُّ عِنْدَنَا وَاَشْبَهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی مؤمن کسی دوسرے مؤمن کو اس کی بھوک کے عالم میں کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس (پہلے مؤمن کو) قیامت کے دن جنت کے پھل کھلائے گا' اور جو مؤمن کسی پیاسے مؤمن کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مہر لگا ہوا خالص مشروب پلائے گا' اور جو مؤمن کسی دوسرے مؤمن کی ضرورت کے وقت اسے لباس پہننے کے لیے دے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

یہی روایت عطیہ کے حوالے سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر منقول ہے۔

ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ مستند اور قرین قیاس ہے۔

شرح

غرباء کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کی فضیلت:

حدیث باب میں غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانے، مشروبات پیش کرنے اور کپڑے پہنانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے پھلوں سے نوازے گا، جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی وغیرہ پلائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شراب طہورا پلائے گا اور جو شخص کسی حقدار مسلمان کو کپڑا ازیب تن کرائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنتی لباس پہنائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان سے حسن سلوک کی شکل میں نیکی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بہترین بدلہ عطا کرے گا۔

2374 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِيْلٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ فَرْوَةَ يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنِىْ بُكَيْرُ بْنُ فَيْرُوزَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِى النَّضْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص خوفزدہ ہو وہ رات کے ابتدائی حصے میں سفر شروع کر دیتا ہے اور جو شخص رات کے ابتدائی حصے میں سفر شروع کر دے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کا سامان مہنگا ہے۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف ابونضر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2374- اخرجه عبد بن حميد ص ۴۲۵؛ حديث (۱۴۶۰)

شرح

مؤمن کے لیے جنت بیش قیمت چیز ہونا:

جنت مؤمن کے لیے بیش قیمت چیز ہے، جس کے حصول کے لیے بڑی محنت کی ضرورت ہے، مثال کے طور پر جو شخص کو دشمن کے شب خون مارنے کا خوف ہو تو وہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ دشمن کے نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور منزل مقصود پر آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص رات کے آخری حصہ میں اپنا سفر شروع کرتا ہے تو وہ دشمن کی زد سے نہیں بچ سکتا اور وہ اپنی منزل مقصود تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ علی ہذا القیاس جنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ جو چاہے اسے راستہ میں گری ہوئی چیز کی طرح اٹھا لے اور اس پر قبضہ جما لے بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے پھر کہیں جا کر کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

2375 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِيْلٍ الثَّقَفِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِىْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ وَعَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَاْسُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اس وقت تک پرہیزگاروں میں شامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تاکہ وہ ان میں مبتلا ہونے سے بچ جائے جن میں حرج ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

آدمی کا پرہیزگار بننا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تقویٰ بننا کوئی معمولی کام نہیں ہے بلکہ مشکل ترین مسئلہ ہے۔ وہ اس طرح کہ متقی بننے کے لیے محض حرام کو ترک کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے غیر مفید حلال کو ترک کرنا بھی از بس ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لایعنی حلال (غیر مفید) میں پڑنا بھی کمال تقویٰ کے منافی ہے۔

2376 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ

2375- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۰۹)؛ كتاب الزهد؛ باب: الورع و التقوى؛ حديث (۴۲۱۵)؛ و عبد بن حميد ص ۱۷۶ حديث (۴۸۴) عن ابى النضر هاشم بن القاسم؛ عن ابو عقيل؛ عبد الله بن عقيل عن عبد الله بن يزيد عن ربيعة بن يزيد عن عطية بن قيس عن عطية السعدى به-

2376- اخرجه احمد (۴/۳۴۶)؛ عن ابى داؤد الطيالسى عن عمران يعنى القطان عن قتادة عن يزيد عن حنظلة الاسيدى به-

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ اَنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ لَاَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم لوگ (میرے پاس سے اٹھ کر بھی) اسی طرح رہو جیسے میری موجودگی میں ہوتے ہو تو فرشتے اپنے پروں کے ذریعے تم پر سایہ کرلیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دین کا ولولہ ہمہ وقت قائم نہ رہنا:

عربی زبان میں لفظ قلب کی جمع قلوب آتی ہے، قلب کا مطلب یہ ہے کہ ایک حالت میں قائم نہ رہنا چونکہ دل ہمہ وقت ایک حالت میں قائم نہیں رہتا اس لیے اسے "قلب" کہتے ہیں قلب ہمہ وقت حرکت میں، الٹ پلٹ، میں اور اعمال صالحہ یا اعمال سیہ کے تصور میں غرق رہتا ہے۔ جب اس کی توجہ اعمال صالحہ کی طرف ہو تو اس سے استفادہ کرنا چاہیے ورنہ سکوت بہتر ہے، حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت وجہنم کی تفصیل بیان کرتے تو ان کا نقشہ ہمارے سامنے آجاتا تھا لیکن جب گھر جا کر اپنے اہل خانہ اور امور دنیا میں مشغول ہوتے تو ان کا نقشہ ہمارے ذہنوں سے محو ہو جاتا تھا، ہم نے اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اگر تمہاری حالت وہی رہے، جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے ضرور تم پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوتے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 15: بلاعنوان

2377 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَلْمَانَ اَبُوْ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَّلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنْ كَانَ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر چیز کی ایک مخصوص کشش ہوتی ہے اور ہر پُرکشش چیز سے بے رغبتی بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ شخص سیدھا رہے اور میانہ روی اختیار کرے' تو مجھے اس کے بارے میں (بھلے کی) امید ہے اور اگر انگلیوں کے ذریعے اس کی طرف اشارہ کیا جائے' تو تم اسے کسی گنتی میں شمار نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ دین یا دنیا کے کسی معاملے میں اس کی طرف انگلیوں کے ذریعے اشارہ کیا جائے ماسوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

شرح

دینی معاملات میں چستی کے بعد سستی آنا:

اعمال صالحہ انجام دینے کے جذبہ کے حوالے سے مسلمان کی حالت ہمہ وقت یکساں نہیں رہتی بلکہ بقول حکیم: ہر کمال را زوال است کے مصداق انسان میں چستی کے بعد سستی کا آنا اس کی طبیعت کا حصہ ہے۔ بعض اوقات آدمی میں کسی دینی خدمات انجام دینے کا جذبہ ابھرتا ہے تو اس حالت کو غنیمت تصور کرتے ہوئے اعمال صالحہ کر لینے چاہییں تاکہ آخرت میں کامیابی کا سبب بن جائیں ورنہ کچھ عرصہ بعد اس معاملہ میں سستی آنا یقینی ہوتا ہے۔ اعمال صالحہ انجام دینے میں اعتدال کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ سستی کا آنا شک وشبہ سے بالا نہیں ہے۔ لوگوں کی طرف سے انگلیاں اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مختصر وقت تک حد سے زیادہ یعنی حالت اعتدال سے بلند تر ہو کر عبادت کرتا ہے تو لوگ اسے عابد قرار دیتے ہیں اور اسے صاحب تقویٰ شخصیت قرار دیتے ہیں لیکن ہانڈی کے ابال کی طرح دوسرے لمحہ میں وہ سست ہو کر اس سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ کسی بھی معاملہ میں کامیابی کے لیے اعتدال و میانہ روی کو پیش نظر رکھنا از بس ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسند تھا جو دائمی طور پر کیا جائے اور اعمال میں استمرار صرف اعتدال سے آسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 1242)

جو شخص کسی دینی معاملہ مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ میں حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے یا دنیوی معاملہ میں شہرت حاصل کرتا ہے مثلاً ریاکاری کی غرض سے ہسپتال تیار کرانا، برا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جہالت اور دوسری صورت میں دنیا طلبی کا طمع ظاہر ہوتا ہے، یہ دونوں صورتیں شہرت کی غمازی کرتی ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درجہ کی قبیح و ناپسند ہے۔

2378 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ يَعْلٰى عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

2378۔ اخرجه البخاري (۱۱/۲۳۹)؛ كتاب الرقاق؛ باب: في الامل و طوله، حديث (۶۴۱۷) و ابن ماجه (۲/۱۴۱۴)؛ كتاب الزهد؛ باب: الامل و الاجل، حديث (۴۲۳۱) و الدارمي (۲/۳۰۴)؛ كتاب الرقاق؛ باب: في الامل والاجل، و اخرجه احمد (۱/۳۸۵) عن يحيى بن سعيد، عن سفيان، عن ابيه عن ابي يعلى منذر، عن ربيع بن خثيم عن ابن مسعود به۔

متن حدیث: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَّخَطَّ فِي وَسَطِ الْخَطِّ خَطًّا وَّخَطَّ خَارِجًا مِّنَ الْخَطِّ خَطًّا وَّحَوْلَ الَّذِي فِي الْوَسَطِ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ الْاِنْسَانُ وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ عُرُوْضُهُ اِنْ نَّجَا مِنْ هٰذَا يَنْهَشُهُ هٰذَا وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْاَمَلُ

فی الباب: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

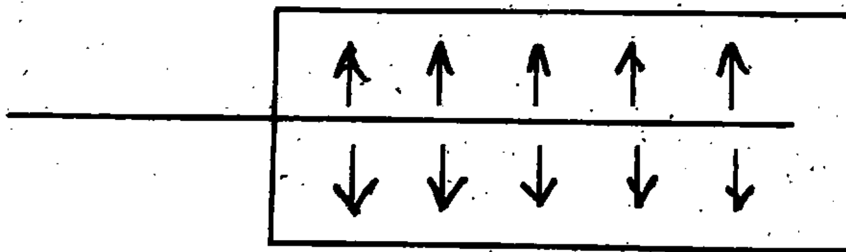
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مربع کی شکل میں لکیریں کھینچیں اور پھران لکیروں کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی پھر اس مربع کے باہر ایک لکیر کھینچی اور جو درمیان میں لکیر تھی اس کے اردگرد کچھ اور لکیریں کھینچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آدم کا بیٹا ہے۔ یہ اس کی زندگی ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو درمیان میں ہے یہ انسان ہے اور یہ جو لکیریں ہیں یہ اس کو لاحق ہونے والے حادثات ہیں اگر وہ ایک سے نجات پالے تو دوسرا اسے اچک لیتا ہے اور یہ باہر والی لکیر اس کی امید ہے۔ (یعنی اس کی خواہشات ہیں)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

دنیا سے طویل امید وابستہ نہ کرنا:

بعض اوقات آدمی کے ذہن سے دنیا کی بے ثباتی کا تصور محو ہو کر ثباتی کا تصور غالب آجاتا ہے، جس کے نتیجہ میں حیات طویل کا خواب دیکھنے لگتا ہے جبکہ حیات دنیوی عارضی ہے اور حیات اخروی مستقل وطویل ہے۔ اس لیے اس کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دنیا کی بے ثباتی اور حیات دنیوی کے عارضی ہونے کو سمجھانے کی غرض سے مربع شکل میں خط کھینچا جو یوں ہو سکتا ہے۔



چوکٹھے کے اندر والی لکیر کے بارے میں فرمایا: یہ انسان ہے۔ چوکٹھے کے بارے میں فرمایا: یہ اس کی اجل (موت) ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور اوپر نیچے چھوٹی لکیریں آفات وبلیات ہیں۔ جب انسان ایک سے بچ جاتا ہے تو دوسری اسے ڈس لیتی ہے۔ چوکٹھے سے باہر آنے والا خط طویل اس کی آرزو کو ظاہر کرتا ہے جس میں انسان مبتلا رہتا ہے۔

حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ انسان کو دنیا کے ساتھ طویل امیدیں وابستہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ زندگی عارضی، بے ثباتی اور نہایت مختصر ہے جبکہ اس کے برعکس آخرت کی زندگی مستقل، طویل اور ثباتی ہے، لہٰذا حیات دنیوی سے طویل امیدیں وابستہ کرنے کے بجائے حیات اخروی کی تیاری میں کوشاں رہنا چاہیے۔

2379 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدم کا بیٹا بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کے ہمراہ دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔ ایک مال کا لالچ اور دوسرا لمبی عمر کا لالچ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

زندگی کے آخری حصہ میں دولت اور حیات طویل کا لالچ بڑھ جانا:

انسان اپنا بچپن، جوانی اور بڑھاپا گزار کر سفرت آخرت کی تیاری میں مصروف رہتا ہے، تو اسے دولت و طویل زندگی سے نفرت ہونی چاہیے لیکن ان دونوں چیزوں میں اس قدر کشش ہے کہ ان لحات میں بھی اسے ان دو چیزوں کی تمنا و حرص باقی رہتی ہے، حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ انسان کو زندگی کے ہر حصہ میں بالخصوص بڑھاپے کے بعد سفر آخرت اختیار کرتے وقت اسے حیات طویل اور جمع دولت کا لالچ ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ آخرت کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔ الغرض آدمی کے بڑھاپے میں بھی دو امور جوان ہوتے ہیں۔

1- دنیا طلبی کا لالچ۔

2- طویل زندگی کی حرص۔

یہ شیطان وسوسہ اور حملہ ہے۔ اس سے احتراز کرتے ہوئے مسلمان کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں دارین کی فلاح و کامیابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2380 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَوَّامِ وَهُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مُثِّلَ ابْنُ اٰدَمَ وَاِلٰى جَنْبِهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً اِنْ اَخْطَاَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

2379- اخرجه البخاري (١١/ ٢٤٣): كتاب الرقاق: باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه في العمر، حديث (٦٤٢١) و اخرجه مسلم (٢/ ٧٢٤): كتاب الزكاة: باب: كراهة الحرص على الدنيا، حديث (١١٣/ ١٠٤٦ - ١١٥/ ١٠٤٧) و ابن ماجه (٢/ ١٤١٥): كتاب الزهد: باب: الامل و الاجل، حديث (٤٢٣٤) و اخرجه احمد (٣/ ١١٥ - ١١٩ - ١٩٢ - ٢٥٦ - ٢٧٥) عن شعبة و ابي عوانة و هشام عن قتادة عن انس بن مالك به۔

2380- انفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (٤/ ٣٦١): حديث (٥٣٥٣)- و اخرجه ابونعيم في (الحلية) (٢/ ٢١١) وقال: تفرد به عن قتادة عمران۔

◆◆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے پہلو میں 99 آفات ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی آفت اسے لاحق نہ ہو تو بھی وہ بڑھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

انسان کا اسباب موت میں گھرا ہوا ہونا:

انسانی زندگی کی حیثیت ایک بلبلا سے زیادہ نہیں ہے، کیا علم کہ یہ ختم ہو جائے۔ آدمی ہمہ وقت ننانوے اسباب موت میں گھرا ہوا ہے۔ کسی گھڑی میں کوئی سبب بھی مسلط ہو کر چراغ زندگی گل کر سکتا ہے لہٰذا موت سے ایک لحہ کے لیے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمہ وقت اس کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے، بعض اوقات انسان موت سے اس قدر غافل ہو جاتا ہے کہ وہ سوچتا ہے ابھی جوان ہوں، بڑھاپا آئے گا اور اعمال صالحہ کرنے کا وقت ابھی کافی پڑا ہے۔ وقت آنے پر نیک اعمال کر کے آخرت کا سامان تیار کر لیا جائے گا لیکن ہم بھول گئے کہ بچوں کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر اور نوجوانوں کو کندھوں پر اٹھا کر قبور میں دفن کیا جبکہ بڑھاپے کا انتظار کسی نے کیا اور نہ ہم کرنے کے مجاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو مثبت عقل و دانش کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

2381 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيهِ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَائَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ قَالَ اُبَيٌّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ طفیل بن ابی بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا: جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ اٹھ کر کھڑے ہوتے اور ارشاد فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ قیامت آرہی ہے، جس کے بعد دوسری سختی ہے موت اپنی سختیوں سمیت آرہی ہے۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں، تو میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو میں نے عرض کی: (میں اپنی عام نفلی عبادات کا) ایک چوتھائی کر لوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو تم چاہو لیکن اگر تم زیادہ کر لو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: پھر نصف کر لوں؟ آپ نے فرمایا: جو تم پسند کرو لیکن اگر

2381- اخرجه احمد (۱۳۶/۵)، و عبد بن حميد ص ۸۹، حديث (۱۷۰)، عن سفيان، عن عبد الله بن محمد بن عقيل، عن الطفيل عن ابى بن كعب به-

زیادہ کرلو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: پھر دو تہائی کرلوں؟ آپ نے فرمایا: جو تم پسند کرو لیکن اگر تم زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی: پھر میں (اپنی نفلی عبادات کے اوقات کا) سارا حصہ آپ ﷺ پر درود بھیجوں گا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس صورت میں یہ تمہاری تمام پریشانیوں کے حل کے لیے کافی ہوگا' اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

کثرت درود کی فضیلت:

حدیث باب میں لفظ صلوٰۃ کا معنی نماز نہیں ہے' بلکہ دعا ہے۔ اس لفظ کی نسبت بندوں کی طرف ہو' تو اس کا معنی دعا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو' تو معنی درود اور فرشتوں کی طرف ہو' تو مراد بلندی درجات ہے۔ حدیث باب میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود بھیجنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے' وہ دیگر اوراد و وظائف کے علاوہ کثرت سے درود پاک کا ہدیہ بھی اہتمام سے پیش کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کتنی مقدار میں درود شریف پیش کیا کروں؟ آپ نے انہیں کثرت درود کی ترغیب دی، حتیٰ کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں تمام وظائف کی جگہ صرف درود شریف پیش کیا کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: تب تو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی کام درست کردے گا اور آخرت میں بخشش و مغفرت بھی کردے گا۔ عموماً دعا میں ان دو امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کثرت درود کی برکت سے آدمی کے دنیوی امور سنور جاتے ہیں' مغفرت کردی جاتی ہے اور آخرت میں بھی کامرانی یقینی ہوجاتی ہے۔

فائدہ نافعہ: آدمی گھر میں ہو یا سفر میں' اکیلا ہو یا مجمع عام میں اور خواہ خوشی میں ہو یا پریشانی میں، ہر حالت میں لغویات سے احتراز کرتے ہوئے کثرت سے درود شریف پیش کرنے کی عادت بنانا چاہیے۔ جس کے نتیجہ میں ہر معاملہ میں کامیابی کا حصول یقینی ہوجاتا ہے اور مغفرت و بخشش بھی ہوجاتی ہے۔

2382 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبَانَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الصَّبَّاحِ ابْنِ مُحَمَّدٍ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرو

2382- اخرجه احمد (۱/۳۸۷) عن محمد بن عبيد عن ابان بن اسحاق عن الصباح بن محمد عن مرة الهمداني عن ابن مسعود به-

جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! الحمدللہ ہم لوگ حیاء کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد وہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی طور پر حیاء کرنے کا مطلب یہ ہے: تم اپنے سر کی اور جو کچھ اس میں ہے۔ (یعنی ناک، کان، آنکھ وغیرہ کی) حفاظت کرو اور اپنے پیٹ کی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کی حفاظت کرو اور موت کو یاد رکھو جو شخص آخرت چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے جو شخص ایسا کر لے گا تو اس نے واقعی حیاء کی (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کی جو حیاء کرنے کا حق ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے ابان بن اسحاق نے صباح بن محمد سے نقل کیا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ سے مکمل شرم و حیاء کرنا:

لفظ: حیاء کا لغوی معنی ہے کہ انسان کا ایسے امور سے احتراز کرنا ہے جنہیں عام طور پر لوگ برا خیال کرتے ہیں۔ اس کا شرعی مفہوم ہے نفس کی جمی ہوئی کیفیت، جس سبب نفس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا پگھل جاتا ہے جس طرح نمل پگھل جاتا ہے۔ انسان اس کے احکام کی نافرمانی سے باز آجاتا ہے۔ حیاء تعمیر انسانیت کا اصل اور اس کا لباس و زینت ہے۔ آدمی اس وجہ سے افعال سیہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اعمال صالحہ کا عادی بن جاتا ہے۔ حیاء اور ایمان میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ ایک روایت میں شرم و حیاء کو شجر ایمان کی شاخ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اس کے احکام کے خلاف کوئی اقدام نہ کرے اور اپنے اعضاء کو اس کے احکام کے تابع کرتے ہوئے استعمال میں لائے۔

اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ کی شرم و حیاء کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے افکار، کانوں، آنکھوں، ناک، شہوت بطن اور شہوت فرج کو غلط استعمال سے محفوظ رکھے۔ علاوہ ازیں ہمہ وقت موت اور بوسیدہ ہونے کو پیش نظر رکھے۔ آدمی آخرت کو دنیا پر ترجیح دے کیونکہ حیات دنیوی عارضی اور حیات آخری مستقل ہے۔ آخرت کی کامرانی ہی درحقیقت کامیابی ہے۔

2383 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قول امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ اَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ

2383۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۲۳): كتاب الزهد: باب: ذكر الموت والاستعداد له، حديث (۴۲۶۱) و اخرجه احمد (۴/۱۲۴) عن ابی بكر بن ابی مريم عن ضمرة بن حبيب عن شداد بن اوس به۔

الْقِيَامَةِ

آثارِ صحابہ: وَيُرْوٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ وَاِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا

وَيُرْوٰى عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيْكَهُ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ

◆◆ حضرت شداد بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ عقل مند شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو عبادت میں مصروف رکھے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور بے وقوف شخص وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: مَنْ دَانَ نَفْسَهُ اس سے مراد یہ ہے: وہ شخص دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ قیامت کے دن اس سے حساب لیا جائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: تم لوگ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے اور بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ جو شخص دنیا میں اپنا محاسبہ کرلے گا اس کے لیے قیامت کے دن حساب دینا آسان ہوگا۔

میمون بن مہران بیان کرتے ہیں: کوئی بھی شخص اس وقت تک پرہیز گار نہیں ہوتا جب تک اپنا محاسبہ نہ کرے بالکل اسی طرح جیسے وہ اپنے شراکت دار کا محاسبہ کرتا ہے کہ اس کی خوراک کہاں سے آئی ہے؟ اس کا لباس کہاں سے آیا ہے؟ (یعنی اس کی آمدن حلال ہے یا حرام ہے؟)

شرح

صاحب دانش اپنے نفس کا محاسبہ کرسکتا ہے:

ایسا عقلمند جس کی عقل نور ایمان سے روشن ہوتی ہے، وہ اپنے نفس کی نگرانی اور اعمال کی پڑتال کرسکتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہوا اپنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے، اعمال طالحہ سے احتراز کرتا ہے اور اعمال صالحہ میں ترقی کی کوشش کرتا ہے۔

حدیث باب میں اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ گویا عقلمند آدمی نفس کو احکام خداوندی کا تابع، اس سے آرزو باندھنے اور اس کا فرمانبردار بناتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہوا اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی خواہش بھی رکھتا ہو' یہ انتہائی درجہ کی بیوقوفی ہے۔

اس بارے میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو آثار نقل فرمائے ہیں۔

1 - محاسبہ کیے جانے سے قبل اپنا محاسبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو اور جو دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا ہے قیامت کے دن اس کا محاسبہ آسان ہو جائے گا۔ (امام جلال الدین سیوطی، درمنثور، ج6 ص 261)

2-حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے جزیرہ کے گورنر حضرت میمون بن مہران جزری کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تک بندہ اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا، اس وقت تک صاحب تقویٰ نہیں بن سکتا اور وہ محاسبہ بھی اپنے شریک کاروبار کی طرح ہونا چاہیے۔

2384 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَاٰى نَاسًا كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى فَاَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهُ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيَ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيَ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهُ

حدیثِ دیگر: قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيِّضُ اللّٰهُ لَهُ سَبْعِيْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَّاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر تشریف لائے آپ نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز (یعنی موت کو) بکثرت یاد کرو تو یہ تمہیں اس چیز کی فرصت نہ دے جس میں میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی ہنسنے کا موقع نہ ملے) تو تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو! قبر روزانہ یہ کہتی ہے: میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں اکیلے رہنے کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں جب بندہ مومن کو اس میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی: تمہیں خوش آمدید ہے۔ میری (یعنی زمین کی) پشت پر جتنے بھی لوگ چلتے ہیں تم مجھے ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ اب تمہیں میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب تم میرا احسن سلوک دیکھنا پھر وہ قبر اس شخص کے لیے حدِ نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس شخص کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے لیکن جب کسی گناہگار بندے یا کافر شخص کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تمہیں کوئی خوش آمدید نہیں ہے تم میری پشت پر چلنے والے ناپسندیدہ ترین شخص تھے۔ آج

2384۔ انفرد به الترمذی ذکره المنذری فی (الترغیب) (٤/ ١٣٣) حدیث (٤٨٨٤) و البیهقی فی (شعب الایمان) (١/ ٣٩٨) حدیث (٨٢٨)۔

تمہیں میرے حوالے کیا گیا ہے اور تم میرے پاس چلے آئے ہو۔ تو اب اپنے ساتھ میرا سلوک دیکھو گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ تنگ ہوتی ہے اور اسے بھینچ دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے اشارے کے ذریعے یہ بات بتائی۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: اس شخص پر 70 ایسے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک زمین پر پھونک مارے تو رہتی دنیا تک وہاں کبھی کوئی چیز نہ اُگے۔ وہ اس شخص کو کاٹتے ہیں اور نوچتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس مردے کو حساب کے لیے (قیامت کے دن) لے جایا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

قبر کی مردے سے گفتگو:

قبر مختلف مواقع پر انسان سے مخاطب ہوتی ہے اور اس سے مختلف انداز سے گفتگو کرتی ہے۔ وہ ہر روز آدمی سے یوں مخاطب ہوتی ہے: میں مسافرت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔

جب مؤمن کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے یوں گفتگو کرتی ہے: تم کشادہ جگہ میں آئے ہو! تم اپنے گھر والوں میں آئے ہو! یہ بات سن لو کہ تم جب میری پشت پر تھے تو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ آج میں تمہاری ذمہ دار بنائی گئی ہوں تم خود دیکھ لو گے کہ میں کیا سلوک کرتی ہوں۔ قبر تا حد نگاہ اس کے لیے وسیع ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس کافر یا بدکار شخص کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے یوں مخاطب ہوتی ہے: تو نہ اپنے گھر والوں میں آیا ہے نہ تیرے لیے کشادگی ہے، یہ بات سن لے! جب تو میری پشت پر تھا تو میرے نزدیک سب سے مبغوض تھا۔ آج جب میں تیری ذمہ دار بنائی گئی ہوں تو بہت جلد اپنے ساتھ میرا برتاؤ دیکھ لے گا۔ پھر قبر اس پر مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جائیں گی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو جنت کی کیاریوں میں ایک کیاری یا جہنم کے گڑھوں میں ایک گڑھا قرار دیا ہے۔ جنت کی کیاری مؤمن کے لیے اور جہنم کا گڑھا کافر کے لیے ہے۔

2385 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ

2385۔ اخرجه البخاری (۱/۲۳۳): کتاب العلم: باب: التناوب فی العلم، حدیث (۸۹) و الحدیث اطرافه فی (۲٤٦۸ - ٤۹۱۳ - ٤۹۱٤ - ٤۹۱۵ - ۵۱۹۱ - ۵۲۱۸ - ۵۸٤۳ - ۷۲۵٦ - ۷۲٦۳) و البخاری فی (الادب المفرد) ص ۲٤۷ حدیث (۸٤۲) و مسلم (۲/۱۱۰۵): کتاب الطلاق: باب: فی الایلاء و اعتزال النساء و تخییر هن، و قوله تعالٰی: ان تظاهرا علیه۔ حدیث (۳۰/۱٤۷۹) و ابو داؤد (٤/۲۵۷): کتاب الادب: باب: فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه ایسلم علیه؟ حدیث (۵۲۰۱) و النسائی (٤/۱۳۷): کتاب الصیام: باب: کم الشهر؟ حدیث (۲۱۳۲) و ابن ماجه (۲/۱۳۹۰): کتاب الزهد باب: ضجاع آل محمد صلی الله علیه وسلم، حدیث (٤۱۵۲) و اخرجه احمد (۱/۳۳ - ۳٦ - ٤۸ - ۱۷٤) و ابن خزیمة (۳/۲۰۷): حدیث (۱۹۲۱) و حدیث (۲۱۷۸) عن عبید الله و عبید بن حنین و ابو زمیل و سعید عن ابن عباس به عن عمر به۔

متن حدیث: دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ھُوَ مُتَّکِئٌ عَلٰی رَمْلِ حَصِیْرٍ فَرَاَیْتُ اَثَرَہٗ فِیْ جَنْبِہٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ طَوِیْلَۃٌ

◄◄ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک چٹائی کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی میں نے اس کا نشان آپ کے پہلو پر دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں) اس حدیث میں طویل قصہ موجود ہے۔

شرح

سادہ زندگی اختیار کرنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عمل میں سادگی پسند تھی، آپ کی خوراک، لباس، راحت و آرام اور گھریلو ماحول وغیرہ میں سادگی کا عنصر غالب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ اسوہ کو اپنانے کا امت کو درس دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوند تعالیٰ ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (القرآن) بیشک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین نمونہ عمل ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ افواہ عام گردش کرنے لگی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سر کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ آپ اپنا کرتا مبارک اتار کر کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ بیدار ہونے پر کھجور کے پتوں کے نشانات جسم مبارک پر ظاہر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنسو بہانے لگے، یہی وہ سادگی ہے جسے بطور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

2386 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ مَعْمَرٍ وَّیُوْنُسَ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَنَّ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَۃَ

متن حدیث: اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَّھُوَ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ وَّکَانَ شَھِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ وَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَوَافَوْا صَلَاۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ رَاٰھُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ قَدِمَ بِشَیْءٍ قَالُوْا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ

2386- اخرجہ البخاری (۷/۳۷۷): کتاب المغازی: باب: (۱۲) حدیث (۴۰۱۵) و مسلم (۴/۲۲۷۳): کتاب الزھد و الرقائق: باب:--- حدیث (۶/۲۹۶۱) و ابن ماجہ (۲/۱۳۲۴): کتاب الفتن: باب: فتنۃ المال' حدیث (۳۹۹۷) عن ابن شہاب الزھری عن عروۃ بن الزبیر عن المسور بن مخرمۃ عن عمرو بن عوف بہ۔

فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنو عامر بن لوی کے حلیف ہیں اور غزوہ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں' وہ یہ بتاتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو وہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے جب انصار کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے بارے میں پتہ چلا تو وہ فجر کی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کثیر تعداد میں شریک ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرا دیے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے: تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے: ابوعبیدہ کچھ ساز و سامان لے کر آیا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ یارسول اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم خوشخبری قبول کرو اور امید رکھو اس چیز کی جو تمہیں خوش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہارے بارے میں مجھے غربت کا اندیشہ نہیں ہے' بلکہ تمہارے بارے میں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دنیا تمہارے لیے کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کے لیے کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اس کی طرف راغب ہو جاؤ گے جس طرح وہ لوگ اس کی طرف راغب ہو گئے تھے اور وہ تمہیں بھی ہلاکت کا شکار کر دے گی۔ جس طرح اس نے ان لوگوں کو ہلاکت کا شکار کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

دنیوی معاملات میں مسابقت کرنے کی ممانعت:

لفظ: 'منافست' سے مراد ہے کہ معاملات میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا۔ دینی امور میں مسابقت کرنا تاکہ آخرت کی نعمتوں کا حقدار قرار دیا جائے' تو یہ جائز ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ○ (المطففین:26) یعنی حرص کرنے والوں کو جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے مسابقت کرنی چاہیے"۔ دنیوی امور میں مسابقت سے نقصان کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔ الغرض! دینی امور میں مسابقت جائز و مفید ہے لیکن دنیوی معاملات میں منع اور نقصان دہ ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین سے بہت سا ساز و سامان لے کر مدینہ میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں جذبہ حصول مال دیکھ کر فرمایا: میں یہ مال ابھی تم میں تقسیم کروں گا۔ بخدا! مجھے تمہاری محتاجی کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خوف ہے کہ دنیا تمہارے لیے اس طرح پھیلا دی جائے جس طرح تم سے قبل لوگوں کے لیے پھیلا دی گئی تھی۔ پھر تم میں مال کے بارے میں منافست پیدا ہو جائے جو تمہیں تباہ کر دے جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیوی امور میں ذوق مسابقت و منافست نقصان کا موجب ہے لیکن دینی معاملات میں یہ نہ صرف جائز ہے' بلکہ باعث رحمت ہے۔

2387 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَقَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّدْعُو حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَاءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَهٗ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهٗ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے عطا کر دیا۔ میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا۔ میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا پھر ارشاد فرمایا: اے حکیم! یہ مال سرسبز و شاداب اور مزیدار ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے۔ اس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص لالچ کے ذریعے اسے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے آپ کے بعد اب میں کسی سے بھی مرتے دم تک کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا کرتے تھے تا کہ انہیں کچھ دیں تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تا کہ انہیں کچھ دیں تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی چیز وصول کرنے سے انکار کر دیا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! میں حکیم کے بارے میں تم سب کو گواہ بنا رہا ہوں' میں نے ان کا حق ان کے سامنے پیش کیا تھا جو اس مالِ غنیمت میں سے تھا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت حکیم بن حزام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندگی میں کبھی بھی کسی شخص سے کوئی چیز نہیں مانگی۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

2387۔ اخرجه البخاری (۲/۳۹۳): کتاب الزکاة: باب: الاستعفاف عن المسالة' حدیث (۱۴۷۲) و کتاب الوصایا: باب: تاویل قوله تعالیٰ: (من بعد وصية يوصى بها او دين) (النساء:۱۲) حدیث (۲۷۵۰) والحدیث فی (۳۱۴۳ - ۶۴۴۱) والنسائی (۵/۶۰): کتاب الزکاة: باب: الید العلیا' حدیث (۲۵۳۱) وباب: مسالة الرجل فی امر لا بد له منه' حدیث (۳۶۰۱ - ۳۶۰۲ - ۳۶۰۳) و الدارمی (۱/۳۸۸): کتاب: الزکاة باب: النهی عن المسالة' و کتاب الرقاق: باب: الدنیا خضرة حلوة و اخرجه الامام احمد (۳/۴۳۴) و الحمیدی (۱/۲۵۳): حدیث (۵۵۳)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

بابرکت اور بے برکت مال:

انسان کے پاس جو دولت آتی ہے وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی:

1- وہ دولت ہے جو ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو مثلاً گداگری کے ذریعے تو یہ بے برکتی ہوتی ہے کیونکہ سوال ذلت و خواری کا باعث بنتا ہے۔

2- وہ دولت ہے جو حلال اور جائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو مثلاً محنت و مزدوری، زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ۔ یہ جائز ہے اور باعث برکت بھی ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلسل تین بار حصول دولت کے لیے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ انداز پسند نہ آیا۔ ان کی تادیب فرماتے ہوئے فرمایا: دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اس پر حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا کہ وہ آئندہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کریں گے اور انہوں نے تاحیات اس وعدہ کو نبھایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ادوار میں انہیں وظیفہ پیش کرنے کی کوشش کی تو حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے وظیفہ وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

الحاصل! جو دولت حلال و طیب ذرائع سے حاصل کی جائے وہ بابرکت ہوتی ہے اور جو دولت ناجائز ذرائع سے حاصل کی جائے وہ بے برکتی اور ذلت و خواری کا باعث بنتی ہے۔

2388 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

متنِ حدیث: ابْتُلِيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا ثُمَّ ابْتُلِيْنَا بِالسَّرَّاءِ بَعْدَهُ فَلَمْ نَصْبِرْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تنگی میں مبتلا کیا گیا تو ہم نے صبر سے کام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں خوشحالی میں مبتلا کیا گیا تو ہم صبر سے کام نہیں لے سکے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

خوشحالی میں آزمائش کا مشکل ہونا:

آدمی کو عموماً تین اشیاء زیادہ عزیز ہوتی ہیں:

1- جان، 2- اولاد، 3- دولت۔

ان امور ثلاثہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے امتحان لیتا رہتا ہے۔ جان اور اولاد کے حفظ وراحت کے لیے آدمی مال کماتا ہے۔ شب وروز اس کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے بلکہ اپنا آرام وراحت قربان کر کے غیر ممالک کا بھی سفر کرتا ہے۔ مالی بدحالی کی حالت میں آدمی سے امتحان لینا آسان ہے کیونکہ اس کیفیت میں ثابت قدم رہنا کوئی دشوار نہیں ہوتا۔ تاہم خوشحالی میں امتحان دینا انسان کے لیے مشکل تر ہے کیونکہ اس حالت میں ثابت رہنا دشوار ہے۔ حدیث باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حالتوں کے امتحان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم لوگوں سے دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بدحالی میں امتحان لیا گیا تو ہم نے صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس بعدازاں ہم سے خوشحالی میں امتحان لیا گیا جس میں ثابت قدم رہنا ہمارے لیے دشوار ہو گیا تھا اور ہمیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ تاہم جب اللہ تعالیٰ کی نصرت انسان کے شامل حال ہوتی ہے تو آدمی خوشحالی میں بھی ثابت قدم رہ کر آزمائش میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

2389 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبَانَ وَهُوَ الرَّقَاشِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَّمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کی سوچ کا مرکز آخرت ہو گی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غناء ڈال دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو سمیٹ دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس سرنگوں ہو کر آتی ہے اور جس شخص کی سوچ کا مرکز صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دیتا ہے۔ اس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا اسے اتنی ہی ملتی ہے جو اس کا نصیب ہوتی ہے۔

شرح

طالب آخرت کا دل مطمئن ہونا اور طالب دنیا کا دل پریشان ہونا:

جو شخص اپنا مقصد حیات حصول آخرت قرار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے اور فقر و فاقہ سے بھی نجات عطا کرتا ہے۔ وہ ہمہ وقت خوش و خرم رہتا ہے اور اس کا دل بھی مطمئن رہتا ہے۔ اس کے برعکس جو اپنا مقصد حیات محض حصول دنیا قرار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے محتاج بنا دیتا ہے اسے راحت وسکون کی دولت میسر نہیں ہوتی اور وہ ہمہ وقت پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ افسردگی، پریشانی اور آزمائش کے بدنما آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں، وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے شب وروز کوشاں رہتا ہے مگر اسے کامیابی حاصل نہیں ہوتی' لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ دنیا کا طالب بننے کے بجائے آخرت کا طالب بنے، کیونکہ حقیقی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔

2389- انفرد به الترمذي' ينظر (تحفة الاشراف) (۲/۲۰۶) حديث (۳۶۹۵) ذكر المنذري في (الترغيب) (۴/۳۶) حديث (۴۶۳۴)۔ وعزاه للبزار بلفظ (من كانت نيته الآخرة---) وذكره الهيثمي في (مجمع الزوائد) (۱۰/۲۵۰) وعزاه للبزار-

2390 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیحِ راوی: وَأَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو میری عبادت میں مشغول ہو جا۔ میں تیرے سینے کو بے نیازی سے بھر دوں گا۔ میں تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا' اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا' تو میں تجھے مصروف رکھوں گا' اور تیری محتاجی کو ختم نہیں کروں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ابوخالد والبی نامی راوی کا نام ہرمز ہے۔

شرح

رضائے الٰہی کے لیے عبادت کا صلہ:

جو شخص اپنی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کو بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی کا محتاج نہیں بناتا بلکہ اس کے تمام کام درست فرماتا ہے۔ حدیث باب میں یہی درس دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص حصول دنیا کو اپنا مقصد حیات قرار دیتا ہے تو اسے فقر ومحتاجی کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں آتی۔ کاش! انسان اپنا مقصد حیات اور منشاء زیست معلوم کرے۔ اس دولت کا سراغ لگانے کے نتیجہ میں آدمی دارین کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

2391 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَنَا شَطْرٌ مِنْ شَعِيرٍ فَأَكَلْنَا مِنْهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قُلْتُ لِلْجَارِيَةِ كِيلِيهِ فَكَالَتْهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ فَنِيَ قَالَتْ فَلَوْ كُنَّا تَرَكْنَاهُ لَأَكَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهَا شَطْرٌ تَعْنِي شَيْئًا

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت ہمارے پاس کچھ جَو تھے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ہم اس میں سے کھاتے رہے۔ پھر میں نے ایک کنیز سے کہا: اے ماپ لو! جب اس نے ماپ لیا' تو کچھ ہی

2390۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۷۶): كتاب الزهد: باب: الهم الدنيا: حديث (۴۱۰۷): و احمد (۲/۳۵۸)۔

2391۔ اخرجه البخاري (۶/۲۴۱): كتاب فرض الخمس: باب: نفقة نساء النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته: حديث (۳۰۹۷) و كتاب الرقاق: باب فضل الفقر: حديث (۶۴۵۱) و مسلم (۴/۲۲۸۲) كتاب الزهد و الرقائق: باب---: حديث (۲۷/۲۹۷۳) و ابن ماجه (۲/۱۱۱۰): كتاب الاطعمة: باب: خبز الشعير: حديث (۳۳۴۵) عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به۔

عرصے بعد وہ ختم ہو گئے۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اگر ہم اسے ایسے ہی رہنے دیتے تو اس سے زیادہ عرصے تک ایسے ہی کھاتے رہتے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔
لفظ شطر سے مراد ''کچھ'' ہے۔

شرح

نصف وسق جو پر کئی دنوں تک گزارہ کرنا:

لفظ: شطر کے کئی معانی ہیں:
1- کچھ حصہ، 2- نصف کے قریب، 3- نصف، 4- جہت۔
یہاں نصف وسق جو مراد ہیں۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع کا وزن تین کلو ایک سو اڑتالیس گرام کا ہوتا ہے۔

حدیث باب سے دو مسائل ثابت ہوتے ہیں:
1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت گھر میں اہل بیت کے لیے نصف وسق جو موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اہل خانہ کے لئے دراہم و دنانیر یا وافر مقدار میں خورد و نوش کی اشیاء نہیں چھوڑی تھیں۔ تاہم گھر میں نصف وسق جو موجود تھے، جو کئی ایام تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے استعمال میں لاتی رہیں۔
2- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حکم کی تعمیل میں باندی نے جو ناپے جس کے بعد وہ جلدی ختم ہو گئے۔ اگر وہ نہ ناپے جاتے تو ان میں برکت باقی رہتی اور وہ مزید کئی ایام نکال سکتے تھے۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ غلہ ناپنے سے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے لہٰذا غلہ ناپنا نہیں چاہیے، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں غلہ ناپنے کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 4198) تم اپنا غلہ ناپو تو اس میں برکت پیدا ہو گی۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو تولنے کا ذکر ہے اس سے خرچ کرتے وقت تولنا مراد نہیں ہے بلکہ خرید و فروخت کے وقت تولنا مراد ہے تاکہ بائع اور مشتری دونوں کو مقدار کے اعتبار سے نقصان نہ ہو۔ ایک مشہور روایت میں موجود ہے کہ کسی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف وسق جو عنایت فرد ہے۔ وہ شخص، اس کی زوجہ اور مہمان وغیرہ ایک عرصہ تک غلہ کھاتے رہے۔ پھر انہوں نے وہ غلہ وزن کیا تو چند ایام بعد ختم ہو گیا۔ اس بارے میں بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو اس سے تم مزید کھاتے یعنی مزید کئی ایام تک وہ غلہ استعمال میں لاتے رہتے۔

2- حدیث باب میں تمام غلہ تولنا مراد ہے، جس سے بے برکتی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے وہ غلہ مراد ہے، جو استعمال میں لایا جاتا ہے یعنی ناپ تول کر غلہ پکانا چاہیے، کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور

فضول خرچی سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اہل خانہ کے لیے نصف وسق جو چھوڑے تھے اور حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت درہم و دینار، اونٹ، باندی اور غلام وغیرہ کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی، اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت جو جو گھر میں موجود تھے، وہ آپ کی ملکیت میں نہیں تھے بلکہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں بطور نفقہ عطا کیے گئے تھے۔

2392 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ لَنَا قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ عَلٰى بَابِىْ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْزَعِيْهِ فَاِنَّهٗ يُذَكِّرُنِى الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَ لَنَا سَمَلُ قَطِيْفَةٍ تَقُوْلُ عَلَمُهَا مِنْ حَرِيْرٍ كُنَّا نَلْبَسُهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اپنے دروازے پر ایک ایسا پردہ لگایا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اسے اتار دو! کیونکہ یہ مجھے دنیا کی یاد دلاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمارے پاس ایک پرانی اونی چادر تھی جس کے اوپر ریشم سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے ہم اسے اوڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

دنیا کی پرکشش اشیاء سے احتراز کرنا:

جس طرح دنیا عارضی ہے اسی طرح اس کی اشیاء بھی عارضی ہیں اور ان سے قلبی احتراز مطلوب ہے۔ حدیث باب میں تین اہم امور کا درس دیا گیا ہے:

1- دنیا کی رنگینی، پرکشش اشیاء، حسن و جمال اور ٹھاٹھ کی زندگی آدمی کے دل کو اپنی طرف متوجہ کر کے آخرت کی یاد اور تیاری سے غافل کر دیتی ہیں، لہٰذا انسان کو دنیا و مافیہا سے اپنا دل لگانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور آخرت کی تیاری میں مشغول رکھنا چاہیے۔

2- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر، گھریلو اشیاء بالخصوص بستر مبارک کی سادگی سے ہمیں سادگی اختیار کرنے کا درس ملتا ہے۔

3- اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ تصویر سازی اور تصویر

2392- اخرجه مسلم (۳/۱۶۶۶): كتاب اللباس و الزينة: باب: تحريم تصوير صورة الحيوان، و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه--- حديث (۸۸/۲۱۰۷)، و النسائي (۸/۲۱۳): باب: التصاوير: حديث (۵۳۵۳) و اخرجه احمد (۶/۴۹ - ۵۳ - ۲۴۱)، عن داؤد بن ابى هند، عن عزرة بن عبد الرحمن، عن حميد بن عبد الرحمن، عن سعد بن هشام عن عائشة به۔

والی اشیاء کا استعمال دونوں ممنوع وحرام ہیں۔ایک روایت کے مطابق جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا تقاضا ہے کہ تصویر سازی اور تصویر سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

2393 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ وِسَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِىْ يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس سے آپ ٹیک لگایا کرتے تھے وہ چمڑے سے بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شرح

امت کو سادگی کا درس:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف لباس اور بستر سادہ تھا بلکہ خوراک بھی سادہ تھی۔اس سے امت کے لیے یہ درس ہے کہ بے ثباتی، عارضی اور غیر مستقل زندگی میں سادگی کو اپنا کر آخرت کی منزل حساب کو آسان بنائیں۔علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت کا بھی تقاضا ہے کہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔

2394 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: اَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِىَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِىَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِىَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَيْسَرَةَ هُوَ الْهَمْدَانِىُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ

◆◆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ان لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں سے کیا باقی بچا ہے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: اس میں سے صرف ایک دستی بچی ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دستی کے علاوہ باقی سب بچ گیا ہے۔(کیونکہ اسے صدقہ کر دیا گیا تھا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

ابومیسرہ نامی راوی ہمدانی ہیں اور ان کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

2394- اخرجه احمد (٦/٥٠) بحيى بن سعيد عن سفيان' عن ابى اسحاق عن ابى ميسرة عن عائشة-

شرح

اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والی چیز کا محفوظ ہونا:

آدمی جو چیز کھاتا ہے، یا استعمال کر کے بوسیدہ کر دیتا ہے، وہ ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، وہی باقی رہتی ہے اور آخرت میں آدمی کے لیے کارآمد ہو گی۔ حدیث باب سے عیاں ہوتا ہے کہ اہل خانہ کی خدمت کرنا بھی صدقہ میں شامل ہے۔ اسی لیے تو فرمایا گیا ہے کہ شانہ کے علاوہ بکری کی ہر چیز بچ گئی ہے یعنی صحیح جگہ میں وہ صرف ہوئی ہے۔ تاہم انسان کی نیت کا درست ہونا ضروری ہے' کیونکہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

2395 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اِنْ كُنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ هُوَ اِلَّا الْمَاءُ وَالتَّمْرُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے' کوئی مہینہ ایسے گزار دیتے تھے کہ اس دوران ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔ صرف پانی اور کھجور پر گزارا ہوتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

ایک ماہ تک محض کھجور پانی پر گزارہ کرنا:

لفظ: آل کا اطلاق بیوی' بچوں اور متبعین پر ہوتا ہے لیکن اس روایت میں افراد خانہ مراد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سادگی پسند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ غرباء و مساکین میں فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ گھریلو فاقہ و سادگی کا یہ عالم تھا کہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، لیکن کھجوروں اور پانی پر گزر اوقات ہوتی تھی۔ محض کھجوروں اور پانی کے لیے آگ کا جلنا ضروری نہیں ہوتا۔ بقول شاعر

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی — ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی
والہانہ ہو گئے جو تیرے قدموں پر نثار — سرور کون و مکان کی سادگی اچھی لگی

2396 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ اَسْلَمَ اَبُوْ حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2395۔ اخرجه البخاری (۱۱/۲۸۷): كتاب الرقاق، باب: كيف عيش النبی صلى الله عليه وسلم و اصحابه و تخليهم عن الدنيا، حديث (۶۴۵۸) و مسلم (۴/۲۲۸۲): كتاب الزهد و الرقائق، باب--- حديث (۲۹۷۲/۳۶) و ابن ماجه (۲/۱۳۸۸): كتاب الزهد: باب: معيشة آل محمد صلى الله عليه وسلم حديث (۴۱۴۴)- و اخرجه احمد (۶/۵۰) عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به-

2396۔ اخرجه ابن ماجه (۱/۵۴): المقدمة، (فضائل سلمان و ابی ذر و المقداد)، حديث (۱۵۱)، و اخرجه احمد (۳/۱۲۰ - ۲۸۶)، و عبد بن حميد ص ۳۹۲: حديث (۱۳۱۷) عن حماد بن سلمة عن ثابت عن انس بن مالك به-

متن حدیث: لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوذِیتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤْذَی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَمَا لِی وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَاْکُلُهُ ذُو کَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیهِ اِبْطُ بِلَالٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِیسٰی: هٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنَی هٰذَا الْحَدِیثِ حِینَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ مَکَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ اِنَّمَا کَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا یَحْمِلُهُ تَحْتَ اِبْطِهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے جتنا خوفزدہ کیا گیا ہے۔ اتنا اور کسی کو نہیں کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے جتنی اذیت دی گئی ہے اتنی کسی کو اذیت نہیں دی گئی۔ مجھ پر تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ جب میرے اور بلال کے لیے اتنا بھی کھانا نہیں تھا کہ اسے کوئی ذی روح کھا سکے ماسوائے اس چیز کے جو بلال کی بغل میں آ جاتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس اتنا کھانا تھا جو بغل کے نیچے دبایا جا سکے۔

شرح

چند مٹھی توشہ پر ایک ماہ تک گزارہ کرنا:

اعلان نبوت سے لے کر تا ہجرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت نہایت صبر آزما تھی، اسی دور میں چند مٹھی توشہ پر آپ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماہ تک گزارہ کیا تھا۔

جس شخصیت کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنا زیادہ مقام و مرتبہ ہوتا ہے، اسی قدر اس پر آزمائش آتی ہے اور اس سے امتحان بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء کے منصب پر فائز تھے لہٰذا دیگر انبیاء کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آزمائشیں بھی زیادہ آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا بھی زیادہ گیا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقاصد کے لیے مختلف سفر اختیار فرمائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سفر زیادہ مشہور اور تاریخی نوعیت کے ہیں:

1- اعلان نبوت کے بعد تبلیغ و پیغام اسلام دینے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر اختیار فرمایا اور اس سفر کے دوران حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے۔

2- اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا، اس موقع پر رفیق سفر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سفر بیان ہوا ہے جس میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔ وہ ان دو اسفار کے علاوہ کوئی تیسرا سفر ہو سکتا ہے۔ یہ سفر خواہ کوئی بھی ہو مگر روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چند مٹھی توشہ جو کسی آدمی کی بغل میں چھپ سکتا ہے، پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماہ تک گزارہ کر لیا تھا۔

2397 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ

متنِ حدیث: خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوبًا فَحَوَّلْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ عُنُقِي وَشَدَدْتُ وَسَطِي فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ وَإِنِّي لَشَدِيدُ الْجُوعِ وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُودِيٍّ فِي مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْقِي بِبَكَرَةٍ لَهُ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَعْرَابِيُّ هَلْ لَكَ فِي كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ قُلْتُ نَعَمْ فَافْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى أَدْخُلَ فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِي دَلْوَهُ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِي تَمْرَةً حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّي أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ حَسْبِي فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◆◆ محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں: مجھے ان صاحب نے یہ بات بتائی ہے جنہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی زبانی اسے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن سردی کے موسم میں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا میں نے ایک بودار چمڑا لیا اسے درمیان میں سے کاٹ کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور اسے کھجور کے پتوں سے باندھ دیا اس وقت مجھے بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں اسے کھالیتا۔ میں نکلا تاکہ کوئی چیز تلاش کروں۔ میرا گزر ایک یہودی کے پاس سے ہوا جو اپنی زمین میں موجود تھا اور کھجور کے درخت کو پانی دے رہا تھا۔ میں نے دیوار میں موجود سوراخ کے ذریعے جھانکا تو وہ بولا: اے دیہاتی! تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ کیا تم ایک کھجور کے عوض میں ایک ڈول (کنویں میں سے پانی) نکالو گے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ تم دروازہ کھولو تاکہ میں اندر آجاؤں اس نے دروازہ کھولا میں اندر گیا۔ اس نے اپنا ڈول مجھے پکڑا دیا۔ میں جب بھی ایک ڈول نکالتا وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا، یہاں تک کہ میری ہتھیلی بھر گئی۔ تو میں نے اس کا ڈول چھوڑ دیا۔ میں نے کہا: میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے ان کھجوروں کو کھالیا اور وہ پانی پی لیا پھر میں مسجد میں آیا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں موجود پایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2398 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

2397- انفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (۷/۴۶۸)؛ حديث (۱۰۳۳۸) ذكره الهيثمي في (مجمع الزوائد) (۱۰/۳۱۷) مطولاً، و قال: رواه ابويعلى و فيه راو لم يسم، وبقية رجاله ثقات۔

2398- اخرجه البخاري (۹/۴۶۰)؛ كتاب الاطعمة؛ باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه ياكلون، حديث (۵۴۱۱) وباب: (۴۰)، حديث (۵۴۴۱ - ۵۴۴۱م)، و ابن ماجه (۲/۱۳۹۲)؛ كتاب الزهد؛ باب: معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۴۱۵۷)، و اخرجه احمد (۲۹۸ - ۳۵۳ - ۴۱۵)۔

متن حدیث: اَنَّہُ اَصَابَہُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَمْرَۃً تَمْرَۃً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان لوگوں کو انتہائی بھوک لاحق ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ایک کھجور دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2399 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ہَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ وَّہْبِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ

متن حدیث: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَۃٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰی رِقَابِنَا فَفَنِیَ زَادُنَا حَتّٰی اِنْ کَانَ یَکُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا کُلَّ یَوْمٍ تَمْرَۃٌ فَقِیْلَ لَہٗ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ وَاَیْنَ کَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَۃُ مِنَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَہَا حِیْنَ فَقَدْنَاہَا وَاَتَیْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا نَحْنُ بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَہُ الْبَحْرُ فَاَکَلْنَا مِنْہُ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ یَوْمًا مَا اَحْبَبْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَوَاہُ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ وَّہْبِ بْنِ کَیْسَانَ اَتَمَّ مِنْ ھٰذَا وَاَطْوَلَ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا ہم تین سو افراد تھے ہم نے اپنے کھانے کا سامان اپنی گردن پر اٹھایا ہوا تھا ہمارا کھانے کا سامان ختم ہو گیا' یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ اے ابوعبداللہ! ایک کھجور کے ساتھ آدمی کا کیسے گزارا ہو سکتا ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں جب وہ بھی نہیں ملی تو ہمیں اس کی قدر و قیمت کا احساس ہوا پھر ہم سمندر تک آ گئے۔ وہاں ایک مچھلی موجود تھی جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا ہم اٹھارہ دن تک اسے کھاتے رہے جتنا ہمارا جی چاہا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن کیسان کے حوالے سے اِسے مکمل اور طویل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری کی کیفیت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا رشتہ تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، داماد

2399۔ اخرجہ مالک (۲/۹۳۰): کتاب اصفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب: جامع ما جاء فی الطعام و الشراب' حدیث (۲۴) و البخاری (۵/۱۵۲): کتاب الشرکۃ: باب: الشرکۃ فی الطعام و النہد و العروض' حدیث (۲۴۸۳) و الحدیث فی (۲۹۸۳ - ۴۳۶۰ - ۴۳۶۱ - ۴۳۶۲ - ۵۴۹۳ - ۵۴۹۴) و مسلم (۳/۱۵۳۵): کتاب الصید و الذبائح: باب: اباحۃ میتات البحر' حدیث (۱۷/۱۹۳۵)- و النسائی (۷/۲۰۷): کتاب الصید و الذبائح: باب: میتۃ البحر' حدیث (۴۳۵۱) و ابن ماجہ (۲/۱۳۹۲): کتاب الزھد: باب: معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (۴۱۵۹) و اخرجہ احمد (۳/۳۰۶)-

اور گھر کے فرد تھے۔ انہیں خاطر خواہ نہ پہننے کے لیے کپڑا میسر تھا اور نہ کھانے کے لیے کوئی چیز دستیاب تھی۔ جب ان کے لیے کاشانہ نبوت میں کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقیناً فاقہ سے ہوں گے۔ فاقہ مستی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک یہودی کے ہاں مزدوری کرنے پر مجبور کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی کے ہاں مزدوری کے صلہ میں کھجوریں کھا کر اور پانی نوش کر کے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشنگان علم کو سیراب کر رہے تھے۔

پہلی حدیث باب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری اور فاقہ مستی عیاں ہوتی ہے، کاشانہ نبوت کی ناداری نمایاں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فاقہ کشی بھی معلوم ہوتی ہے۔ دوسری حدیث باب سے اصحاب صفہ کی ناداری کا حال معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض حصول علم میں مشغولیت کی وجہ سے مزدوری یا تجارت نہ کر سکتے تھے لیکن ایک عظیم مشن کی خاطر فاقہ مستی کو اپنے گلے کا ہار بنائے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بطور خوراک ایک ایک کھجور عنایت فرماتے تھے۔ تیسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ مجاہدین اسلام کی خوراک صرف ایک کھجور تھی۔ غور فرمائیں کہ ایک کھجور کتنی بھوک مٹاتی ہوگی؟ علاوہ ازیں تین سو مجاہدین ایک مچھلی کو اٹھارہ ایام تک بطور خوراک استعمال میں لاتے رہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے معمولی خوراک کو برکات سے معمور کر دیا تھا، جو ان نفوس قدسیہ کے لیے کافی ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2400 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ

متنِ حدیث: إِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِي هُوَ الْيَوْمَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ فِي حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرَى وَسَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ مَيْسَرَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ الَّذِي رَوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ رَوٰى عَنْهُ وَكِيعٌ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ كُوفِيٌّ رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس پر فرو کے پیوند لگے ہوئے تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2400- انفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (٧/٤٦٨) حديث (١٠٣٣٩) و اخرجه هناد بن السري في الزهد: (٢/٣٨٩) حديث (٧٥٨) و عزاه لابي يعلى مطولا-

نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ وہ پہلے کس طرح نعمتوں میں تھے اور اس وقت ان کی کیا حالت تھی؟ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی کہ جب تمہیں صبح کے وقت ایک لباس پہننے کو ملے گا' اور شام کے وقت ایک اور لباس پہننے کو ملے گا۔ تمہارے سامنے ایک برتن رکھا جائے گا' تو دوسرا اٹھا لیا جائے گا۔ تم اپنے گھروں میں یوں پردے لٹکاؤ گے جس طرح خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس وقت ہم آج کے مقابلے میں بہتر حالت میں ہوں گے' اور زیادہ توجہ کے ساتھ عبادت کر سکیں گے' اور ہمیں محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ آج اس سے زیادہ بہتر حالت میں ہو' جس میں اُس دن ہو گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یزید بن زیاد نامی راوی ابن میسرہ ہیں اور مدنی ہیں۔ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

یزید بن زیاد دمشقی' جوزہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں' وکیع، مروان بن معاویہ، یزید بن ابوزیاد کوفی نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ سفیان، شعبہ، ابن عیینہ اور دیگر آئمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت ناداری:

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اجلہ صحابہ میں ہوتا ہے، آپ قدیم الاسلام اور اوّل الایمان تھے۔ قبول اسلام سے قبل شان و شوکت سے زندگی گزار رہے تھے اور قبول اسلام کے بعد امور دین کی خدمات دینا شروع کر دیں۔ ہجرت سے قبل اہل یثرب میں سے چند لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم اور احکام دین سیکھنے کے لیے کسی استاد کا مطالبہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا اور انہیں مدینہ طیبہ روانہ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جب قباء میں تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو پیوند لگے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ ماضی کا ٹاٹھ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: اے مصعب! ایک وقت آئے گا کہ حسب سابق تم صبح و شام لباس تبدیل کرو گے، تمہارے خورد و نوش میں نمایاں تبدیلی آئے گی اور کعبۃ اللہ کی طرح اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! تب تو ہم عبادت و ریاضت کے لیے فارغ ہوں گے، کیا وہ زمانہ ہمارے آج کے زمانہ سے بہتر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: نہیں! آج کا زمانہ اس زمانہ سے بہتر ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ زبان نبوت سے نکلنے والا ایک ایک لفظ پورا ہوا۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ حال کی طرح نگاہ نبوت زمانہ ماضی پر ہے اور زمانہ مستقبل پر بھی ہے۔ آپ عالم الغیب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تبدیلی و انقلاب کے

بارے میں فرمایا تھا، بالکل اسی طرح ہوا تھا۔

سوال: حدیث باب میں عصر حاضر کو زمانہ مستقبل سے افضل کیوں قرار دیا گیا ہے حالانکہ زبان نبوت سے اس زمانہ کی تعریف بھی بیان کی گئی ہے؟

جواب: مشہور روایت خیر القرون قرنی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری زمانہ تمام زمانوں سے افضل واعلیٰ ہے، اسی مناسبت سے عصر حاضر کو عصر مستقبل سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

2401 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ اَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُونَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِي مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيقِهِمِ الَّذِي يَخْرُجُونَ فِيهِ فَمَرَّ بِي اَبُو بَكْرٍ فَسَاَلْتُهُ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا اَسْاَلُهُ اِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَاَلْتُهُ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا اَسْاَلُهُ اِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَاٰنِي وَقَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَاسْتَاْذَنْتُ فَاَذِنَ لِي فَوَجَدَ قَدَحًا مِّنْ لَّبَنٍ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ لَكُمْ قِيلَ اَهْدَاهُ لَنَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ فَقَالَ الْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ وَهُمْ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُونَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَّاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذٰلِكَ وَقُلْتُ مَا هٰذَا الْقَدَحُ بَيْنَ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَاَنَا رَسُوْلُهُ اِلَيْهِمْ فَسَيَاْمُرُنِي اَنْ اُدِيرَهُ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسٰى اَنْ يُّصِيبَنِي مِنْهُ وَقَدْ كُنْتُ اَرْجُو اَنْ اُصِيبَ مِنْهُ مَا يُغْنِينِي وَلَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِّنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ فَاَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ فَقَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ خُذِ الْقَدَحَ وَاَعْطِهِمْ فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُنَاوِلُهُ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّهُ فَاُنَاوِلُهُ الْاٰخَرَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ اشْرَبْ فَلَمْ اَزَلْ اَشْرَبُ وَيَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى ثُمَّ شَرِبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "اصحاب صفہ" اسلام کے مہمان تھے۔ ان کا کوئی گھر نہیں تھا۔ ان کی کوئی زمین نہیں تھی۔ اس اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ (بعض اوقات) میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک دیا کرتا تھا (اور بعض اوقات) بھوک کی شدت کی وجہ سے میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے

2401- اخرجه البخاری (۱۱/ ۳۳) کتاب الاستئذان: باب: اذا دعی الرجل فجاء هل یستأذن؟ حدیث (٦٢٤٦) واخرجه احمد (۲/ ۵۱۵) عن عمر بن ذر، عن مجاهد عن ابی هريرة به۔

راستے میں بیٹھا ہوا تھا جہاں سے وہ گزر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ (اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلائیں گے) لیکن وہ گزر گئے اور انہوں نے ایسا نہیں کیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا تھا تا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے (اور اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلائیں گے) لیکن وہ گزر گئے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا' پھر حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کی: یارسول اللہ، میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ چلو! پھر آپ تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے آ گیا۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دی گئی۔ آپ نے (گھر کے اندر) دودھ کا ایک پیالہ پایا تو دریافت کیا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ تو آپ کو بتایا گیا: فلاں شخص نے اسے ہمارے لیے تحفے کے طور پر بھیجا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: اہلِ صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے۔ ان کا کوئی گھر بار اور مال نہیں تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تھی تو وہ آپ ان لوگوں کو بھجوا دیا کرتے تھے اور خود اسے استعمال نہیں کرتے تھے لیکن جب آپ کے پاس کوئی چیز تحفے کے طور پر آتی تھی تو وہ آپ انہیں بھی بھجوایا کرتے تھے آپ اس کا کچھ حصہ خود استعمال کرتے تھے۔ اور انہیں' اس چیز میں شریک کر لیتے تھے۔ (اب آپ نے انہیں بلوایا) تو مجھے یہ بات بہت بری لگی میں نے سوچا تمام اہلِ صفہ کے درمیان اس ایک پیالے کی کیا حیثیت ہوگی؟ کیونکہ میں ان لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام رساں ہوں۔ اس لیے مجھے یہ حکم دیں گے کہ میں وہ پیالہ لے کر ان سب کے پاس جاؤں تو امید تو یہ ہے کہ مجھے اس میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا جبکہ میری تو یہ آرزو تھی کہ میں اسے اتنا پی لیتا جس سے میری تسلی ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس لیے میں ان لوگوں کے پاس آیا میں نے انہیں دعوت دی پھر وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اس پیالے کو پکڑو اور انہیں (پینے کے لیے) دو! میں نے پیالہ پکڑا اور اسے ایک شخص کی طرف بڑھایا۔ اس نے پی لیا' یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا' تو اس نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔ میں نے اسے دوسرے کی طرف بڑھایا (یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے تمام لوگوں نے اسے پی لیا)' یہاں تک کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گیا' تو تمام حاضرین سیر ہو چکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے کو پکڑا اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور مسکرا دیے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اب تم پیو! میں نے پی لیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اور پیو! (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں پیتا رہا اور آپ یہ فرماتے رہے: اور پیو' یہاں تک کہ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ اب اسے پینے کی مزید گنجائش نہیں ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے کو پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر اسے پی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اصحاب صفہ کی ناداری:

جب مسجد نبوی شریف تعمیر کی گئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونہ میں چبوترہ بنوایا جس پر تشریف فرما کر اپنے صحابہ کو قرآن کریم اور احکام دین کی تعلیم سے آراستہ فرماتے تھے، علم حاصل کرنے والے لوگوں کو ''اصحاب صفہ'' کہا جاتا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ سے ستر تک ہوتی تھی۔ یہ متعلمین مسلمانوں کے مہمان تھے جو نہایت غربت و ناداری کی حالت میں علم حاصل کرتے تھے۔ صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھانا مہیا فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بھوک کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستہ میں پڑے ہوئے تھے کہ کوئی صحابی اپنے ساتھ اپنے گھر لے جائے اور کھانا کھلا دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس سے گزرے لیکن وہ اپنے ساتھ نہ لے کر گئے۔ بعد میں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کا جائزہ لیا تو بطور ہدیہ ایک پیالہ دودھ موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اگر کوئی چیز بطور زکوٰۃ وصدقہ پیش کی جاتی وہ سب کی سب اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور اگر کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی جاتی تو وہ خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی عنایت فرماتے تھے۔

کاشانہ نبوت میں ایک پیالہ دودھ تھا جو بطور ہدیہ پیش کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تمام اصحاب صفہ کو بلا لائیں۔ چنانچہ وہ حسب ارشاد سب متعلمین صفہ کو بلا لائے آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ تھما دیا اور یکے بعد دیگرے سب کو پلانے کا حکم دیا، انہوں نے سب کو پیٹ بھر کر دودھ پلایا پھر حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے خود بھی خوب نوش فرمایا اور سب کے آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دودھ نوش فرمایا۔ اس طرح ایک پیالہ دودھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے کافی ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کا بایں الفاظ تذکرہ کرتے ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر　　جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

فائدہ نافعہ: ایک پیالہ دودھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے کافی ہو جانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ تھا، علاوہ ازیں ایک آدمی دوسرے کا جھوٹا مشروب نوش نہیں کرتا تا کہ اس طرح ایک کے جراثیم دوسرے میں منتقل ہو جائیں گے، جو مرض کا باعث بن سکتے ہیں لیکن یہاں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر افراد کا جھوٹا نوش فرما کر اس نظریہ کی بیخ کنی فرما دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اس بات کا درس دیا کہ جھوٹی چیز میں برکت ہے اور جھوٹا مشروب استعمال میں لانا میری سنت ہے۔

2402 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى الْبَكَّاءُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

2402۔ اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۱۱۱): كتاب الاطعمة: باب: الاقتصاد في الاكل و كراهة الشبع' حديث (۳۳۵۰) عن عبد العزيز بن عبد الله ابي يحيىٰ القرشي عن يحيى البكاء عن ابن عمر به۔

متن حدیث: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُفَّ عَنَّا جُشَائَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ڈکار لی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ڈکار کو ہم سے دور رکھو! کیونکہ دنیا میں پیٹ بھر کر کھانے والے لوگ قیامت کے دن زیادہ بھوکے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

دنیا میں شکم سیر کا آخرت میں بھوکا ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے گندم اور گوشت کا ثرید پیٹ بھر کھایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شکم سیری کی وجہ سے انہیں مسلسل ڈکاریں آرہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے، فرمایا: كُفَّ عَنَّا جُشَائَكَ، تم اپنی ڈکاریں بند کرو اس لیے کہ جو شخص دنیا میں زیادہ شکم سیر ہو کر کھاتا ہے، وہ قیامت کے دن بھوکا رہے گا۔ بعد ازاں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاحیات شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ وہ اگر صبح کے وقت کھانا تناول کرتے تو رات کے وقت نہ کھاتے تھے اور اگر شام کے وقت کھانا تناول کرتے تو صبح کے وقت نہیں کھاتے تھے۔

کھانا کھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ شکم کے تین حصے کیے جائیں' ایک حصہ میں کھانا کھائیں، ایک حصہ میں پانی استعمال کریں اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسے اپنایا تھا، اطباء نے اس طریقہ کی تحسین کی ہے اور یہ طریقہ اپنانے کی وجہ سے آدمی علالت کا شکار نہیں ہوتا۔

حدیث باب میں امت محمدی کو یہ درس دیا گیا ہے کہ شکم سیر ہو کر خوب کھانا تناول کرنا جس کے نتیجہ میں بدبودار ڈکاریں آنا شروع ہو جائیں۔ یہ حرکت قابل مذمت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص ایسی قبیح حرکت کو اپنے معمولات میں شامل کرتا ہے وہ آخرت میں کھانا کھانے سے محروم رہے گا۔ کاش! لوگ "قوت لایموت" کے ضابطہ پر عمل کر کے اپنے آپ کو امراض سے محفوظ کریں۔

2403 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيْحَنَا رِيْحُ الضَّأْنِ

2403- اخرجه ابو داؤد (٤/٤٤): كتاب اللباس: باب: في لبس الصوف و الشعر، حديث (٤٠٣٣) و ابن ماجه (٢/ ١١٨٠): كتاب اللباس: باب: لبس الصوف، حديث (٣٥٦٢) و اخرجه احمد (٤/ ٤٠٧ - ٤١٩) عن قتادة عن ابى بردة عن ابى موسى الاشعرى به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ كَانَ ثِيَابُهُمُ الصُّوْفُ فَاِذَا اَصَابَهُمُ الْمَطَرُ يَجِيْءُ مِنْ ثِيَابِهِمْ رِيْحُ الضَّاْنِ

ابو بردہ بن ابوموسیٰ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! اگر تم نے ہمیں اس وقت دیکھا ہوتا جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم پر بارش نازل ہوجاتی تھی تو تم یہ سمجھتے کہ ہماری بو بھیڑ کی بو کی طرح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے: ان حضرات کے کپڑے اون سے بنے ہوئے تھے تو جب اس پر بارش نازل ہوتی تھی تو ان کے کپڑوں سے بھیڑ کی بو آتی تھی۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لباس کی کیفیت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سادگی پسند تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تمام شعبہ ہائے زندگی میں سادگی اختیار فرمائی تھی۔ ان نفوسِ قدسیہ کے لباس سے لے کر خوراک تک اور رفتار سے لے کر گفتار تک سادگی ہی سادگی تھی۔ حدیث باب میں ان کے لباس کی سادگی بیان کی گئی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اونی کپڑے زیب تن کیے جاتے تھے کیونکہ سوتی کپڑے میسر نہیں تھے اور اونی کپڑے بھی ضرورت کے مطابق دستیاب تھے، اگر بارش نازل ہوتی تو کپڑے تبدیل کرنے کے لیے مزید کپڑے دستیاب نہیں ہوتے تھے جس کے نتیجہ میں بھیگے ہوئے کپڑوں میں بھیڑ جیسی بدبو آنا شروع ہوجاتی تھی جو کہ ناقابل برداشت تھی۔

2404 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْجَارُوْدُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ

قَالَ الْبِنَاءُ كُلُّهٗ وَبَالٌ قُلْتُ اَرَاَيْتَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ قَالَ لَا اَجْرَ وَلَا وِزْرَ

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ہر طرح کی تعمیر وبال ہوتی ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) جو عمارت ضروری ہو اُس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا اور اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔

شرح

ضرورت سے زائد عمارت بنانے کی ممانعت:

شرعی نقطہ نظر سے ہر کام ضرورت کے تحت کرنے کی اجازت ہے اور ضرورت سے زائد کوئی بھی عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث باب میں تصریح ہے کہ ضرورت سے زائد عمارت تعمیر کرنا آدمی کے لیے وبالِ جان ہے۔ حضرت ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا، اس عمارت کا کیا حکم ہے جو ضرورت کے مطابق بنائی جائے، انہوں نے

جواب فرمایا: اس کا نہ ثواب ہے اور نہ گناہ۔

ہمارا وجدان کہتا ہے کہ ضرورت کے مطابق تعمیر کی جانے والی عمارت یقیناً قابل اجر وثواب ہے کیونکہ مدینہ طیبہ میں مسجد میں مسجد نبوی سے متصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے حجرات تعمیر کروائے تھے، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم یا خواہش سے جو کام کیا گیا ہو وہ موجب ثواب نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رہائش پذیر ہونے کے لیے مکانات تعمیر کیے تھے۔

2405 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوبَ عَنْ اَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ حُلَلِ الْاِيْمَانِ يَعْنِيْ مَا يُعْطٰى اَهْلُ الْاِيْمَانِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ

◆◆ حضرت سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی وجہ سے (قیمتی اور بہترین) لباس ترک کردے گا حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کی موجودگی میں بلوائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلوں میں سے جو چاہے پہن لے۔

یہ حدیث "حسن" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں ایمان کے حلوں سے مراد جنت کے وہ حُلے ہیں جو اہلِ ایمان کو عطا کیے جائیں گے۔

شرح

عجز وانکسار کی سبب پرتکلف لباس ترک کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ عجز وانکسار کو پسند کرتا ہے اور تکبر وغرور کو ناپسند کرتا ہے۔ جو شخص عجز وانکسار کی وجہ سے دنیا میں پرتکلف کپڑے زیب تن کرنا ترک کردیتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے طلب کرے گا اور اسے اہل ایمان کا جوڑا پہنائے گا۔ لوگوں کے سامنے اسے طلب کرکے اہل ایمان کا جوڑا پہنانے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔

1- اس کی عزت ووقار اور فضیلت کو اجاگر کرنا،

2- اس کی خوبی عجز وانکسار کی تشہیر کرنا۔ حدیث میں انسان کو عجز وانکسار اختیار کرنے اور تکبر وغرور ترک کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ: عجز وانکسار کی صفت کے سبب حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنائے گئے اور اس کے برعکس تکبر وغرور کی وجہ سے تاقیامت ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق لٹکایا گیا۔

2405- اخرجه احمد (۳/۴۳۸ - ۴۳۹)- عن سهل بن معاذ بن انس الجهني عن معاذ بن انس به-

بقول حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد

2406 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بَشِيرٍ هٰكَذَا قَالَ شَبِيبُ بْنُ بَشِيرٍ وَإِنَّمَا هُوَ شَبِيبُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر طرح کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار ہوتا ہے۔ سوائے تعمیر کے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

محمد بن حمید نے اسی طرح بیان کیا ہے: راوی کا نام شبیب بن بشیر ہے حالانکہ اس کا نام شبیب بن بشر ہے۔

شرح

صحیح معارف میں خرچ کی جانے والی دولت کا فی سبیل اللہ ہونا:

شریعت مطہرہ نے جس طرح صحیح ذرائع سے آدمی کو دولت کمانے کا درس دیا ہے بالکل اسی طرح دولت کو درست مصارف پر خرچ کرنے کی بھی تاکید کی ہے اور وہ مصارف بیان کر دیے گئے ہیں جب کوئی شخص حلال وطیب طریقہ سے مال کما کر اپنی ضروریات اہل خانہ کی ضروریات تکمیل اپنے والدین کی خدمت اور آنے والے لوگوں کی مہمان نوازی پر خرچ کرتا ہے تو یہ سب صدقہ وخیرات کی صورتیں ہیں ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس طرح حرام طریقہ سے دولت کمانا ممنوع و حرام اور باعث ذلت وخواری ہے اسی طرح حلال وطیب دولت کو ممنوعہ امور میں صرف کرنا بھی قابل مؤاخذہ جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2407 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ

متنِ حدیث: أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِي وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ وَقَالَ يُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ فِي الْبِنَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے سات داغ لگوائے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: میری بیماری طویل ہو چکی ہے اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

2407- تقدم بحديث (۹۷۰)- ذكره المنذري في الترغيب (۲/۶۳۴) ضعيف (۲۸۰۰) انفرد به الترمذي-

یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا ''تم لوگ موت کی آرزو نہ کرنا'' تو میں ضرور اس کی آرزو کرتا۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے جو مٹی پر خرچ کیا جائے (یعنی جو تعمیرات وغیرہ پر خرچ کیا جائے)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں مٹی میں (خرچ کیا جائے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دنیوی مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنے کی ممانعت:

انسان کی ہمہ وقت حالت یکساں نہیں رہتی، یہ کبھی نادار ہوتا ہے کبھی مالدار اور کبھی تندرست ہوتا ہے کبھی مریض۔ شدید علالت ومصیبت کی حالت میں شریعت اسے موت کی تمنا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، انہوں نے سات مرتبہ گرم لوہے سے اپنے جسم کو داغ لگوائے تھے۔ پھر انہوں نے پریشانی کی حالت میں کہا: میرا مرض طول پکڑ چکا ہے اگر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نہ سنا ہوتا: تم موت کی آرزو نہ کرو، تو میں اپنی موت کی ضرور تمنا کرتا، اس روایت کا خاص درس یہ ہے کہ کسی آدمی کا دنیوی مصائب ومشکلات کا شکار ہو کر موت کی تمنا کرنا حرام ہے اور شریعت مطہرہ اس کی اجازت نہیں دیتی۔

2408 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ اَبُو الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ سَائِلٌ فَسَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلسَّائِلِ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَاَلْتَ وَلِلسَّائِلِ حَقٌّ اِنَّهٗ لَحَقٌّ عَلَيْنَا اَنْ نَّصِلَكَ فَاَعْطَاهُ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حصین بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' (یعنی کچھ مانگا) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سوال کرنے والے سے دریافت کیا، کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم لوگ رمضان کے روزے رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے مانگا ہے اور مانگنے والے کا حق ہوتا ہے' تو اس شخص کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے ایک کپڑا دیا اور پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2408- انفرد به الترمذی' ینظر (تحفة الاشراف) (۴/۳۷۹) حدیث (۵۱۰۹)- و اخرجه الحاکم (۴/۱۹۶) و قال: حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه- بلفظ من کسا مسلما ثوبا لم یزل---' وذکره الترمذی فی الترغیب (۳/۴۴) حدیث (۳۱۱۰۰) بلفظ (ما من مسلم کسا مسلما---) وعزاه للترمذی و الحاکم-

کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو لباس پہناتا ہے' تو وہ لباس اس دوسرے مسلمان کے جسم پر جب تک رہتا ہے' وہ پہلا شخص اللہ تعالیٰ کی حفظ و ایمان میں رہتا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

مسلمان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حصین بجلی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سائل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے توحید و رسالت کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اثبات میں جواب دیا: پھر آپ نے اس سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: ہاں میں روزے رکھتا ہوں، پھر آپ نے سائل کو کپڑا عنایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا زیب تن کراتا ہے تو جب تک اس کے جسم پر کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے گا، دینے والا اللہ کی حفاظت میں رہے۔

سوال: حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل سے روزے رکھنے کے بارے میں سوال کیوں کیا، حالانکہ نماز، حج اور زکوٰۃ بھی فرض ہیں؟

جواب: نماز کے بارے میں اس لیے دریافت نہ کیا کہ اس زمانہ میں ہر مسلمان نماز کا پابند ہوتا تھا، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں اس لیے دریافت نہ کیا کہ وہ غریب تھا اور غریب پر یہ دونوں عبادات فرض نہیں ہیں۔

سوال: ایک روایت کے الفاظ ہیں: للسائل حق ولو جاء علی فرس، اس حدیث سے گداگری کا جواز ثابت ہوتا ہے' حالانکہ اسلام نے گداگری سے منع کیا ہے؟

جواب: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سائل ضعیف و کمزور اور محتاج ہو جو پیدل نہ چل سکتا ہو اور اس کا حق ہے کہ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے' کیونکہ وہ سوال کرنے کا اور خدمت کرانے کا حقدار ہے، اس مفہوم کے اعتبار سے اس روایت سے گداگری کا جواز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ: ہر انسان بلکہ جانور بالخصوص مسلمان سے حسن سلوک کرنے کی بہت فضیلت اور اجر و ثواب ہے، معاونت کی صورت میں جب تک کوئی دی ہوئی چیز سے استفادہ کرتا رہے گا' دینے والا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

2409 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِیْ جَمِيْلَةَ الْاَعْرَابِيِّ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

2409- اخرجه ابن ماجه (۱/۴۲۳): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها؛ باب: ماجاء في قيام الليل، حديث (۱۳۳٤)، و كتاب الاطعمة باب: اطعام الطعام، حديث (۳۲۵۱)، و الدارمي (۱/۳٤۰): كتاب الصلاة؛ باب: فضل صلاة الليل، و كتاب الاستئذان؛ باب: افشاء السلام و اخرجه احمد (۵/٤۵۱)، و عبد بن حميد ص ۱۷۹: حديث (٤۹٦)، عن عوف بن ابی جميلة الاعرابي، عن زرارة بن اوفى، عن عبد الله بن سلام به۔

متن حدیث: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَقِيْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَّكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنْ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یعنی مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب یہ بتایا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے درمیان میں بھی آیا تا کہ آپ کی زیارت کروں جب میری نظر آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

اے لوگو! (اپنے درمیان) سلام کو پھیلا دو (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور اس وقت (نفل) نماز ادا کرو جب لوگ سو چکے ہوں۔ (ایسا کرنے کے نتیجے میں) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

جنت میں لے جانے والے اعمال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے، ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جو یہود کے بہت بڑے پیشوا اور آسمانی کتب کے عالم تھے، جب ان کی پہلی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پڑی تو وہ پکار اٹھے: ان وجهه ليس بوجه كذاب، یعنی یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، وہ آپ کا چہرۂ انور دیکھ مسلمان ہو گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں لے جانے والے تین اعمال بیان فرمائے:

1- اسلام کو رواج دینا، 2- غریبوں کو کھانا کھلانا، 3- نماز تہجد ادا کرنا۔

مختلف روایات میں جنت میں لے جانے والے مختلف اعمال بیان کیے گئے ہیں مگر حدیث باب میں صرف تین اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ موقع ومحل کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں لے جانے والے مختلف نیک اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔

2410 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ الْغِفَارِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2410- انفرد به الترمذي. ينظر (تحفة الاشراف) (٩/ ٥٠٠) حديث (١٣٠٧٢) اخرجه الحاكم (٤/ ١٣٦) و قال صحيح الاسناد و لم يخرجاه و ابن حبان في (صحيحه) (٢/ ١٦) حديث (٣١٥) و البيهقي في (السنن) (٤/ ٣٠٦) من طريق عمر بن علي عن معن عن المقبري و حنظلة عن ابي هريرة۔

متن حدیث: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (کچھ) کھا کر شکر ادا کرنے والا صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی مانند ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

کھا کر شکر بجالانا، روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل ہے:

جو شخص کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے، وہ اس روزہ دار کی مثل ہوتا ہے' جو صبر بھی کرتا ہے' چونکہ صائم کوئی چیز کھانے اور پینے سے اجتناب کرتا ہے، جس کے اجر وثواب سے اسے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح کھانا وغیرہ کھا کر جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے، اسے بھی اجر وثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ الغرض! اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے اور صبر کرنے کا ثواب یکساں ہے۔

2411 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِّنْ قَلِيْلٍ مِّنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَاَشْرَكُوْنَا فِي الْمَهْنَا حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا اَنْ يَّذْهَبُوْا بِالْاَجْرِ كُلِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم جن لوگوں کے مہمان بنے ہیں۔ ہم نے زیادہ مال کی موجودگی میں ان سے زیادہ خرچ کرنے والا اور کم مال ہوتے ہوئے ان سے زیادہ ہمدرد کوئی قوم نہیں دیکھی۔ یہ لوگ ہماری طرف سے کام کر لیتے ہیں اور ہمیں معاوضے میں شریک کر لیتے ہیں' یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا ہے کہ یہ سارے کا سارا اجر حاصل کر لیں گے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں (ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا) جب تک تم ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہو گے' اور ان کی تعریف کرتے رہو گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

حسنِ سلوک کرنے والے لوگوں کے حق میں دعاء خیر کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہو گئے تو

2411- اخرجه احمد (۳/۲۰۰ - ۲۰۴) عن حميد عن انس بن مالك به-

مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے اور انصار مدینہ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے کہ ان لوگوں نے اپنے گھروں، کھیتوں اور باغات وغیرہ میں ہمیں شامل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور تمام ثواب کے حقدار قرار پاچکے ہیں اور ہم ان سے پیچھے رہ جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: اگر تم ان کے حسن سلوک کے جواب میں ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہے تو تمہیں ان کے برابر اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ اس حدیث کا خاص درس یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے حسن سلوک کا جواب اس سے ملتا جلتا نہ دے سکتا ہو، وہ اس کے حق میں دعائے خیر کرے گا تو اسے بھی اس کے مساوی ثواب عطا کیا جائے گا۔

2412 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْاَوْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَّحْرُمُ عَلَى النَّارِ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو جہنم پر حرام ہو گا' اور جہنم اس پر حرام ہو گی؟ ہر وہ شخص جو ساتھ رہے تو آسانی فراہم کرے' اور نرمی کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

نیک شخص پر آتش جہنم حرام ہونا:

کسی آدمی کا جہنم پر حرام ہونا یا جہنم کا اس پر حرام ہونا، دونوں فقرات کا ایک ہی مطلب ہے۔ یہ وہ خوش بخت آدمی ہے' جس پر جہنم حرام اور جنت واجب ہے' جس میں تین اوصاف پائے جائیں۔

1- لوگ اسے پسند کرتے ہوں اور اس سے محبت کرتے ہوں۔

2- وہ نہایت درجہ کا نرم خو ہو اور غصہ و ناراضگی اس کے قریب بھی نہ آتی ہو۔

3- وہ حسن اخلاق کا پیکر ہو اور لوگوں سے حسن سلوک کرتا ہو۔

فائدہ نافعہ: جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں جواب سوال کے آغاز میں کلمہ "علی" موجود نہیں ہے۔ اس صورت میں حدیث باب کا مفہوم یہ ہو گا کہ جس پر آتش جہنم حرام ہے، وہ خوش نصیب شخص ہے جو لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز، نرم مزاج اور عمدہ اخلاق کا مالک ہو۔

2413 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهِ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ فَصَلّٰى

2412- اخرجه احمد (۱/۴۱۵) عن موسى بن عقبة' عن عبد الله بن عمرو الاودي عن ابن مسعود به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ اسود بن یزید بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تھے' تو کیا کرتے تھے' تو انہوں نے بتایا: آپ گھر کے کام کاج کر لیتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ اٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے تھے۔ (یا نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

گھریلو امور میں حصہ لینا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عجز و انکسار کے پیکر اور معمولی امور انجام دینے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے' بلکہ اہل خانہ کے امور میں عملی طور پر شریک ہو جاتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو گھریلو امور میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاتے' اور نماز کا وقت ہونے پر نماز کی ادائیگی کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کا دودھ اپنے دست اقدس سے دوہ لیتے، گھریلو ضروریات کا سودہ سلف بازار سے خرید لاتے، کپڑوں کو پیوند لگا لیتے اور اپنے جوتوں کی مرمت خود کر لیتے تھے، ان امور میں آپ کا اسوۂ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔

2414 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَيْدٍ التَّغْلَبِيِّ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَّهُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تھا تو آپ اس سے مصافحہ کیا کرتے تھے اور آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے بلکہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچتا تھا۔ آپ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے نہیں پھیرتے تھے' یہاں تک کہ وہ خود کسی اور طرف چلا جاتا تھا۔ آپ کو کبھی بھی سامنے بیٹھے ہوئے شخص کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

2413- اخرجه البخاری (۲/۱۹۷)؛ كتاب الاذان؛ باب: من كان فی حاجة اهله فاقيمت الصلاة فخرج' حديث (۶۷۶)؛ و كتاب النفقات؛ باب: خدمة الرجل فی اهله' حديث (۵۳۶۳)؛ و كتاب الادب؛ باب: كيف يكون الرجل فی اهله؛ حديث (۶۰۳۹)؛ و البخاری فی الادب المفرد ص ۱۵۹؛ حديث (۵۳۷)؛ و اخرجه احمد (۶/۴۹ - ۱۲۶ - ۲۰۶)- عن شعبة' عن الحكم بن عتيبة' عن ابراهيم' عن الاسود بن يزيد' عن عائشة به-

2414- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۲۴)؛ كتاب الادب؛ باب: اكرام الرجل جليسه' حديث (۳۷۱۶)؛ عن ابی يحيى الطويل عمران بن زيد' عن زيد العمی عن انس به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

ملاقات اور محفل کے آداب:

ہر نبی اللہ تعالیٰ کا شاگرد اور علمی و عملی طور پر اس کا تربیت یافتہ ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند اخلاق حسنہ کا درس دیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ جب کسی سے مصافحہ کیا جائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ کھینچا جائے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ چھڑا لے۔

☆ اپنا چہرہ اپنے بھائی کی طرف اس وقت تک متوجہ رکھا جائے جب تک وہ خود متوجہ رہے، مجلس میں بیٹھنے کے دوران اپنا پاؤں کسی بھائی کی طرف دراز نہ کیا جائے کیونکہ یہ حالت ہمنشین پر شاق گزرے گی۔

2415 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِيْ حُلَّةٍ لَّهُ يَخْتَالُ فِيْهَا فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اَوْ قَالَ يَتَلَجْلَجُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص ایک حلہ پہن کر نکلا جس پر وہ تکبر کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا زمین نے اسے پکڑ لیا تو وہ اس میں دھنستا رہے گا۔ (راوی کو شک ہے یا یہ الفاظ ہیں) وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

2416 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَيُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

2415۔ اخرجه احمد (۲/۲۲۲) عن عطاء بن السائب عن ابیه به۔

2416۔ اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ۱٦٤ حدیث (۵۵٦) و اخرجه احمد (۲/۱۷۹) و الحمیدی (۲/۲۷۲) حدیث (۵۹۸) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن عبد الله بن عمرو به۔

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو آدمی کی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا' اور ہر طرف سے ان پر ذلت مسلط ہو جائے گی اور انہیں جہنم میں ایک قید خانے کی طرف دھکیلا جائے گا جس کا نام بولس ہوگا۔ ان پر آگ چھا جائے گی اور انہیں جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو بدبودار کیچڑ کی شکل کی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

متکبرین کا عبرتناک انجام:

پہلی حدیث باب میں فرعون کے وزیر خزانہ قارون کی ذلت ورسوائی کا عبرتناک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک دن یہ فاخرانہ لباس زیب تن کر کے تکبر وغرور سے نکلا، اللہ تعالیٰ کو اس کا اترانا پسند نہ آیا، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں زمین نے اسے پکڑ لیا اور بطور عذاب (خسف) نیچے دھنسانا شروع کر دیا۔ قیامت تک وہ اس عذاب میں گرفتار رہے گا اور ہمیشہ زیر زمین دھنستا رہے گا۔

دوسری حدیث باب میں متکبرین کی ذلت وخواری بیان کی گئی ہے۔ متکبرین کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا' ان پر ذلت و خواری کا عذاب مسلط کیا جائے گا' جہنم کے مشہور قید خانہ (بولس) میں پھینکے جائیں گے۔ آگ کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے' اور جہنمی لوگوں کا پسینہ پینے کے لیے انہیں میسر ہوگا۔ الحاصل! متکبرین دنیا میں ذلت وخواری اور آخرت میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔

2417 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے اظہار کی قدرت رکھتا ہو' تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی موجودگی میں اسے بلائے گا' اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے اختیار کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

غصہ پی جانے کی فضیلت:

حدیث باب میں غصہ پی جانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بلاوجہ یا بات بات پر غصہ کرنا اور اظہار ناراضگی کرنا حرام ہے۔

البتہ دینی معاملات کی خلاف ورزی پر غصہ آنا یا اظہار ناراضگی کرنا' جائز ہے۔ غصہ آنے پر اس پر قابو پانا اور اسے پی جانا' صالحین کا طریقہ ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۔ صالحین کی علامت یہ ہے کہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں"۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی پر غصہ آجائے اور وہ غصہ اُتارنے پر قادر بھی' پھر وہ اپنا غصہ پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عوض لوگوں کے سامنے اسے جنت کی حور سے نوازے گا۔ جس شخص کو غصہ اتارنے کی قدرت حاصل نہ ہو بلکہ اس نے مجبوری کی وجہ سے غصہ پی لیا اسے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی' مثلاً جس پر غصہ آیا ہو وہ عمر میں بڑا ہو یا مرتبہ ومنصب میں بڑا ہو یا طاقتور ہو یا کسی حکومتی عہدہ پر متمکن ہو۔

2418 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْغِفَارِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوكِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُنْكَدِرِ هُوَ اَخُو مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین چیزیں ایسی ہیں' جو انہیں اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص فضل کرے گا' اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ کمزور شخص پر نرمی کرنا، والدین کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اور غلام کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ابوبکر بن منکدر' محمد بن منکدر کے بھائی ہیں۔

شرح

کمزور کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کی فضیلت:

نحیف وکمزور اور ماتحت کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص میں تین اوصاف پائے جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔

1- کمزور یا ماتحت کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کرنا۔

2- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت وتواضع بجالانا۔

3- غلام یا نوکر سے حسن برتاؤ کرنا۔

2418- انفرد به الترمذي' ينظر (تحفة الاشراف) (٥/ ٣٩٧) حديث (٣١٤٦) ذكره المنذري في (الترغيب) (١/ ٧١٩) حديث (١٣٩٧) وعزاه لابي الشيخ في الثواب وابي القاسم الاصبهاني ...

2419 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِىْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَسَلُوْنِى الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَسَلُوْنِىْ اَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اَنِّىْ ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِىْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِىْ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِىْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِىْ مُلْكِىْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَشْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِىْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِىْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوْا فِىْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْكُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهٗ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِّنْكُمْ مَا سَاَلَ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِىْ اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهِ اِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ بِاَنِّىْ جَوَادٌ مَاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اُرِيْدُ عَطَائِىْ كَلَامٌ وَّعَذَابِىْ كَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِىْ لِشَىْءٍ اِذَا اَرَدْتُّهٗ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مَعْدِىْ كَرِبَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب گمراہ رہو گے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت مانگو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا تم سب غریب ہو ماسوائے اس کے جسے میں بے نیاز کردوں تو تم مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا۔ تم سب گناہگار ہو ماسوائے اس کے جسے میں عافیت عطا کروں تو تم میں سے جو شخص یہ جانتا ہو کہ میں اس بات کی قدرت رکھتا ہوں کہ میں بخش دوں تو وہ مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کی مغفرت کردوں گا اور میں اس بات کی پرواہ نہیں کروں گا اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے، سب زندہ اور سب مرحومین سب تر اور خشک لوگ اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار بندے کی مانند ہو جائیں تو اس کے ذریعے میری بادشاہی میں مچھر کے پر جتنا اضافہ بھی نہیں کریں گے اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے سب زندہ اور سب مرحومین، سب تر اور سب خشک لوگ اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے بدبخت ترین بندے کی مانند ہو جائیں تو بھی میری بادشاہی میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کریں گے اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے، سب زندہ اور سب مرحومین سب تر اور خشک لوگ ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور ان میں سے ہر شخص جو اس کی آرزو ہو سکتی ہے اسے مانگے تو میں تم میں سے ہر ایک مانگنے والے کو (اس کے سوال کے مطابق) عطا کروں گا اور اس سے میری بادشاہی میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی کہ جس طرح کوئی شخص سمندر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس میں سوئی ڈبوئے اور پھر نکال کر یہ دیکھے

2419- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۴۲۲): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة- حديث (۴۲۵۷)- و اخرجه احمد (۵/ ۱۵۴- ۱۷۷) عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم عن ابى ذر الغفارى به۔

کہ (اس نے سوئی کے ذریعے سمندر کا کتنا پانی کم کیا ہے) میں غنی ہوں میرے پاس سب کچھ ہے اور میں بزرگی کا مالک ہوں میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ میرا عطا کرنا حکم ہے اور میرا عذاب' کلام (کے ذریعے واقع ہو جاتا) ہے کسی بھی شے کے بارے میں میرا حکم یہ ہے: جب میں اس کا ارادہ کرلوں تو اسے یہ فرماتا ہوں: ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو شہر بن حوشب کے حوالے سے، معدیکرب کے حوالے سے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح

تمام نعمتوں کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہونا اور اس کی بندہ نوازی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق بالخصوص انسانوں کے لیے اتنی کثیر نعمتیں پیدا فرمائی ہیں کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ دیگر نعمتوں کے علاوہ تین سو ساٹھ (360) اعضاء میں سے ہر ایک بے مثل نعمت ہے مثلاً زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور دل وغیرہ۔

حدیث باب دراصل حدیث قدسی ہے، جس میں چھ اہم نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- ہدایت اللہ کے پاس ہونا: ہدایت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسانوں کو ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ انسان کو ہدایت حاصل کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بایں الفاظ دی گئی ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (الفاتحہ: 5) اے اللہ! تو ہمیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت عطا فرمایا"۔

2- دولت اللہ کے پاس ہونا: انسان بنیادی وفطری طور پر محتاج و غریب ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی و مالدار ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دولت کا طالب ہوتا ہے وہ اسے اتنی دولت سے نوازتا ہے کہ دوسروں سے بے نیاز کر دیتا ہے، ارشاد ربانی ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ یعنی ہر جاندار کا رزق صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

3- معافی اللہ کے پاس ہونا: انسان فطرتی طور پر غیر معصوم اور گناہگار ہے۔ جب ارتکاب معصیت کے بعد انسان اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بخوشی اسے معاف فرما دیتا ہے۔

4- انسانوں کی عبادت سے اللہ کی عزت میں اضافہ نہ ہونا: تمام انسان جمع ہو کر ہمہ وقت یعنی شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں لگ جائیں تو مچھر کے ایک پر کے مساوی بھی اللہ تعالیٰ کی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتے۔

5- انسانوں کی نافرمانی سے اللہ کی عزت میں کمی نہ ہونا: اگر بالفرض تمام انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اتر آئیں اور اس کی عبادت و ریاضت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی عزت میں کمی نہیں آسکتی۔

6- انسانوں کو نوازنے سے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہ ہونا: اگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ان کی خواہشات کے مطابق مختلف اشیاء سے نواز دے تو اس کے خزانوں میں بالکل کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

2420 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

2420۔ اخرجه احمد (۲/۳۲)۔

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ عَنْ سَعْدٍ مَوْلٰى طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَاَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى اَنْ يَّطَاَهَا فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ اَرْعَدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ اَاَكْرَهْتُكِ قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ اِلَّا الْحَاجَةُ فَقَالَ تَفْعَلِيْنَ اَنْتِ هٰذَا وَمَا فَعَلْتِهٖ اذْهَبِيْ فَهِيَ لَكِ وَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَعْصِي اللّٰهَ بَعْدَهَا اَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَّيْلَتِهٖ فَاَصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: قَدْ رَوَاهُ شَيْبَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا وَرَفَعُوْهُ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ فَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوٰى اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ فَاَخْطَاَ فِيْهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

توضیح راوی: وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيُّ هُوَ كُوْفِيٌّ وَّكَانَتْ جَدَّتُهُ سُرِّيَّةً لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّرَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ وَالْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے اور میں نے آپ کو یہ بات ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں' یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سات تک گنتی کی اور پھر فرمایا: اس سے بھی زیادہ مرتبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''کفل'' نامی شخص کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا وہ کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت اس کے پاس آئی۔ اس نے اس عورت کو ساٹھ دینار دیے۔ اس شرط پر کہ وہ اس عورت کے ساتھ زنا کرے گا' جب وہ اس کے ساتھ زنا کرنے لگا تو وہ عورت کانپنے لگی اور رونے لگی۔ اس نے دریافت کیا: تم کیوں رو رہی ہو۔ کیا میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے۔ اس عورت نے جواب دیا: نہیں! لیکن یہ ایک ایسا عمل ہے' جو میں نے کبھی نہیں کیا اور انتہائی مجبوری کے عالم میں' میں اس پر مجبور ہوئی ہوں' تو وہ بولا: تم یہ کام کر رہی ہو؟ حالانکہ تم نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا: تم جاؤ! یہ دینار تمہارے ہوئے پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اب میں اس کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا' پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا' تو صبح اس کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا: اللہ تعالیٰ نے ''کفل'' کی مغفرت کر دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شیبان اور دیگر راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ابوبکر بن عیاش نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں غلطی کی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن

عبداللہ کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مذکور ہے حالانکہ یہ سند محفوظ نہیں ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے: عبداللہ بن عبداللہ رازی نامی راوی کوفہ کا رہنے والا ہے اور اس کی دادی حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں۔

عبیدہ ضبی، حجاج بن ارطات اور دیگر اکابر اہلِ علم نے عبداللہ بن عبداللہ رازی کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

گناہگار کی مغفرت ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو ہر قسم کا گناہ کرتا تھا، ایک دفعہ اس کے ہاں ایک خاتون آئی تو اسے زنا کی غرض سے ساٹھ دینار دیے، جب کفل اس سے زنا کرنے لگا تو عورت لرز گئی، اور اس نے رونا شروع کر دیا، کفل نے پوچھا: تم کیوں روتی ہو، میں نے زبردستی تو نہیں کی بلکہ میں نے تو تمہاری رضامندی سے معاملہ طے کیا ہے؟ عورت نے جواب دیا، یہ بات درست ہے لیکن آج تک میں نے یہ کام نہیں کیا اب تم یہ اپنے دینار لو اور میں یہ قبیح کام نہیں کر سکتی، کفل نے توبہ کی اور رقم بھی لینے سے انکار کر دیا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کیا، اسی رات اس کی وفات ہوگئی۔ صبح کے وقت اس کے دروازہ پر کاغذ دستیاب ہوا جس پر یہ عبارت تحریر تھی: اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِلْکِفْلِ، بیشک اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت فرمادی ہے۔

ایک مشہور روایت کے مطابق تین آدمی ایک غار میں پھنس گئے تھے، ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جس نے اپنی چچازاد ہمشیرہ کو سو دینار دے کر زنا کے لیے آمادہ کیا تھا، لیکن اس نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 3743) ثابت ہوا کہ جب کوئی گناہ کر کے یا گناہ کرنے کا ارادہ کر کے سچے دل سے توبہ کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے اور گناہ معاف کر دیتا ہے۔

2421 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثَيْنِ اَحَدِهِمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْاٰخَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ فِيْ اَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلٰى اَنْفِهٖ قَالَ بِهٖ هٰكَذَا فَطَارَ

حدیثِ دیگر: وَقَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ دَوِيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَطَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ وَمَا يُصْلِحُهٗ فَاَضَلَّهَا فَخَرَجَ فِيْ طَلَبِهَا حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِي الَّذِيْ اَضْلَلْتُهَا فِيْهِ فَاَمُوْتُ فِيْهِ فَرَجَعَ اِلٰى مَكَانِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَ رَاْسِهٖ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ وَمَا يُصْلِحُهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2421- اخرجه البخاری (۱۱/ ۱۰۵): كتاب الدعوات: باب: التوبة، حديث (۶۳۰۸) و اخرجه مسلم (۴/ ۲۱۰۳): كتاب التوبة: باب الحض على التوبة و الفرح بها، حديث (۳/ ۲۷۴۴) و اخرجه احمد (۱/ ۳۸۳)۔

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حارث بن سوید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے دو باتیں بیان کیں۔ ایک ان کا اپنا قول تھا اور دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی: مؤمن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے' جیسے کوئی شخص پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو' اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ یہ پہاڑ اس پر گر پڑے گا' اور گناہگار شخص اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ مکھی ہے' جو اس کی ناک پر آ کر بیٹھ گئی ہے اور وہ اسے ایسے کرے گا' اور وہ اڑ جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کسی شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے' جو ایک خطرناک بے آب و گیاہ میدان میں ہو اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان اور دیگر سامان موجود ہو' اور وہ شخص اس سواری کو گم کر دے پھر وہ اس کی تلاش میں نکلے' یہاں تک کہ جب موت اس کے قریب پہنچ جائے' تو وہ یہ سوچے کہ میں اب واپس اسی جگہ چلا جاتا ہوں جہاں میں نے سواری کو گم کیا تھا اور وہاں میں مر جاؤں گا۔ وہ واپس اس جگہ پر آئے وہاں اس کی آنکھ لگ جائے اور جب اس کی آنکھ کھلے تو اس کی سواری اس کے سرہانے موجود ہو جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان اور دیگر ضروریات کا سامان موجود ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

2423 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر انسان خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف علی بن مسعدہ نامی راوی کی قتادہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2423۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۲۰): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة، حديث (۴۲۵۱) و الدارمی (۲/۳۰۳): كتاب الرقاق: باب: التوبة و اخرجه احمد (۳/۱۹۸) و عبد بن حميد ص ۳۶۰، حديث (۱۱۹۷) عن زيد بن الحباب و مسلم بن ابراهيم عن علی بن مسعدة عن قتادة عن

شرح

ارتکاب گناہ کے وقت آدمی کی کیفیت اور توبہ کرنے سے اللہ کا خوش ہونا:

پہلی حدیث باب میں ارتکاب گناہ کے وقت نیک اور بدکار آدمی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- جب نیک آدمی کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اسے دلی طور پر پسند نہیں کرتا بلکہ دل میں نور ایمان کی برکت ہونے کی وجہ سے اسے پہاڑ کی طرح وزنی تصور کرتا ہے۔ جو کسی بھی وقت اس پر گر سکتا ہے۔اس کے برعکس بدکردار آدمی کی گناہ کے وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو جو انگلی کے اشارہ سے اڑا دی جاتی ہے۔الغرض نیکوکار کی نظر برائی کے انجام پر ہوتی ہے اور بدکردار کی نظر گناہ سے لطف اندوز ہونے پر ہوتی ہے۔

2- جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔اس خوشی کو ایک مثال کے ذریعے واضح کی گیا گیا ہے کہ ایک شخص دوران سفر دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے آرام کے لیے لیٹ جاتا ہے اور اس کی سواری مع سازو سامان کھڑی ہو جاتی ہے، کچھ دیر سونے کے بعد وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری مع اشیاء خورد و نوش غائب ہے۔جس سے اسے نہایت درجہ کی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔وہ سواری کی تلاش میں چند قدم چلتا ہے لیکن محرومی کی حالت میں پھر اسی درخت کے نیچے آ کر سو جاتا ہے۔اچانک اس کی آنکھ لگ جاتی ہے اور بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری مع اشیاء خورد و نوش موجود ہے۔اب اس شخص کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔ جب کوئی گناہگار شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان معصوم نہیں ہے۔تاہم صالحین اور اولیاء محفوظ تو ہو سکتے ہیں لیکن معصوم نہیں۔جب انسان معصوم نہیں ہے تو اس سے عملاً یا سہواً گناہ کا صدور ہو سکتا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نہ کسی اعتبار سے انسان گناہگار ہوتا ہے۔ پھر بہترین گناہگار وہ شخص ہے جو گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد توبہ کر لیتا ہے کیونکہ جب کوئی گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لی جائے وہ مٹ جاتا ہے۔

فائدہ نافعہ: توبہ میں تین امور ہوتے ہیں:

1- ارتکاب گناہ کا اقرار و اعتراف کرنا۔

2- اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنا۔

3- آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہدو پیمان کرنا۔جب بھی مسلمان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قابل قبول ہوتی ہے' کیونکہ تا قیامت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

2424 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2424- اخرجه البخاری (۱۰/ ۵۱۸): کتاب الادب: باب: حسن الضیف حدیث (۶۱۳۶) و کتاب الرقاق: باب: حفظ اللسان' حدیث (۶۴۷۶) و مسلم (۱/ ۲۷۶ - الابی): کتاب الایمان: باب: الحث علی کرام الجار و الضیف---' حدیث (۷۴/ ۴۷) وابو داؤد (۴/ ۳۳۹): کتاب الادب: باب: فی حق الجوار' حدیث (۵۱۵۴) و اخرجه احمد (۲/ ۲۶۷ - ۲۶۹)- عن ابن شہاب الزہری عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرہ به-

متن حدیث: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِىِّ الْكَعْبِىِّ الْخُزَاعِىِّ وَاسْمُهٗ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے اپنے مہمان کی عزت افزائی کرنی چاہیے' اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' اسے بھلائی کی بات کہنی چاہیے' ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ، کعبی خزاعی' ان کا نام خویلد بن عمرو ہے' سے احادیث منقول ہیں۔

2425 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِىِّ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَمَتَ نَجَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىُّ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص خاموش رہے' وہ نجات پاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

شرح

خاموشی سے نجات ہونا:

اعضاء جسم کی ترجمان زبان ہے' اس کے صحیح استعمال سے تمام اعضاء کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کے ناجائز استعمال سے تمام اعضاء جسم کو پریشانی ہوتی ہے۔ ہر روز صبح کے وقت تمام اعضاء جسم زبان کے سامنے دست بستہ گزارش کرتے ہیں، تو نے ہماری صحیح ترجمانی کرنی ہے ورنہ ہم تیرے گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی

2425- اخرجه الدارمی (۲/۲۹۹): كتاب الرقاق: باب: الصمت' و اخرجه احمد (۲/۱۵۹ - ۱۷۷) و عبد بن حميد ص ۱۳۷ حديث (۳۴۵) عن عبد الله بن لهيعة بن عقبة عن يزيد بن عمرو المعافری' عن ابی عبد الرحمن الحبلی عن عبد الله بن عمرو به۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو اعضاء کے صحیح استعمال کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں وہ دو اعضاء یہ ہیں:

1-زبان،

2-شرمگاہ، زبان کے صحیح استعمال (کلمہ طیبہ پڑھنے) سے آدمی جنتی ہو جاتا ہے اور اس کے غلط استعمال (کلمہ کفر بکنے یا ضرورت دین کا انکار کرنے) سے انسان جہنمی بھی ہو سکتا ہے۔

پہلی حدیث باب میں مسلمان کو دو کاموں کا حکم دیا گیا ہے، 1-شب و روز مہمان کی تواضع کا اہتمام کرنا۔ 2-زبان سے اچھی بات کہنا چاہیے یا خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔

دوسری حدیث باب میں پہلی حدیث کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ انسان عدم توجہ کا شکار ہو کر یا جہالت کے نتیجہ میں یا عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی زبان کو مغلظات کے لیے خوب استعمال کرتا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو آدمی بکثرت گفتگو کا عادی ہوتا ہے تو اس کے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ زیر مطالعہ حدیث میں خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ مسلمان کی شایان شان یہی ہے کہ وہ بامقصد گفتگو کرے یا خاموشی اختیار کرے، کیونکہ خاموشی اختیار کرنا نجات کا سبب ہے۔

2426 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَسُرُّنِىْ اَنِّىْ حَكَيْتُ رَجُلًا وَّاَنَّ لِىْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ امْرَاَةٌ وَّقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا كَاَنَّهَا تَعْنِىْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَّوْ مَزَجْتِ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَ

◆◆ ابوحذیفہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے: میں کسی شخص کی خامی کا تذکرہ کروں' اگرچہ مجھے یہ کچھ مل جائے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! صفیہ تو اس طرح کی عورت ہیں اور پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے یہ اشارہ کیا کہ ان کا قد کم ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسی بات شامل کی ہے' اگر اسے سمندر کے پانی میں ملایا جاتا تو وہ بھی تبدیل ہو جاتا۔

2427 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِىْ حُذَيْفَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَا اُحِبُّ اَنِّىْ حَكَيْتُ اَحَدًا وَّاَنَّ لِىْ كَذَا وَكَذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ حُذَيْفَةَ هُوَ كُوْفِىٌّ مِّنْ اَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّيُقَالُ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ صُهَيْبَةَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں یہ نہیں چاہتا کہ میں کسی کا عیب بیان

2426- اخرجه ابوداؤد (٤/٢٦٩): كتاب الادب: باب: فى ذى الوجهين حديث (٤٨٧٥)- واخرجه احمد (٦/١٢٨ - ١٣٦ - ١٨٩ - ٢٠٦) عن سفيان بن علي بن الاقمر' عن ابى حذيفة' وكان من اصحاب ابن مسعود عن عائشة به-

کروں، اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں یہ یہ کچھ مل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوحذیفہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام سلمہ بن صہیبہ ہے۔

شرح

کسی شخص کی نقل اتارنے کی ممانعت:

لفظ: حَكَيْتُ، صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی معروف، ثلاثی مجرد، ناقص یائی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ، کسی کی بات کی نقل اتارنا، کسی کے فعل کی نقل اتارنا۔

پہلی حدیث باب میں کسی کی نقل اتارنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی آدمی کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: اگر مجھے اتنی دولت بھی دی جائے تو میں کسی کی نقل نہ اتاروں گا۔ یعنی دنیوی مفاد و منفعت کی خاطر جب نقل اتارنا غیر مفید ہے تو پھر بلاعوض کسی کی نقل اتارنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں عرض کیا: یارسول اللہ! صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ایک ایسی خاتون ہیں اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھگنی (پست قد) ہیں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہوکر فرمایا: تم نے اپنے عمل کے ساتھ ایسی بری بات ملائی ہے کہ اگر اس بری بات کے ساتھ سمندر کا پانی بھی ملایا جائے تو وہ خراب ہو جائے۔ یعنی ایسی بات کہنا پانی میں نجاست ملانے کے مترادف ہے۔

دوسری حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ خواہ مجھے اس کے عوض دنیا کی دولت دی جائے تو میں پھر بھی کسی کی نقل نہیں اتاروں گا۔

فائدہ نافعہ: دور حاضر قرب قیامت کا دور ہے، اس میں تلامذہ اساتذہ کی، مریدین مشائخ کی، اولاد والدین کی، جہلاء علماء کی، بے نمازی حضرات نمازیوں کی، تارک سنت باریش لوگوں کی اور بدکردار حضرات نیکوکار لوگوں کی نقل اتار کر اپنے اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے ساتھ آداب کی دولت سے بھی سرفراز فرمائے۔ آمین

2428 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

2428۔ اخرجه البخاری (۱/۷۰): كتاب الايمان: باب: اى الاسلام افضل: حديث (۱۱) و مسلم (۱/۲۳۷ - الابی): كتاب الايمان: باب: بيان تفاضل الاسلام، و اى اموره افضل، حديث (۶۶/۴۲) و النسائی (۸/۱۰۶): كتاب الايمان و شرائعه: باب: اى الاسلام افضل، حديث (۴۹۹۹) عن بريدة بن عبد الله بن ابى بردة بن ابى موسى عن ابى بردة عن ابى موسى به۔

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ مُوْسٰى

◄► حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح" ہے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

مسلمان کا کسی کو تکلیف نہ پہنچانا:

مسلمان کی شایان شان یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ دوسرے آدمی کو اذیت پہنچائے بلکہ شایان شان یہ ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! بہترین مسلمان کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: من سلم المسلمون من لسانه ويده، بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں"۔

سوال: حدیث باب میں دو اعضاء جسمانی یعنی ہاتھ اور زبان کا ذکر ہے حالانکہ دیگر اعضاء بدن سے کسی کو اذیت پہنچانا بھی منع ہے تو دو اعضاء کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حدیث میں دو اعضاء بدن کی تخصیص تحدید کے لیے نہیں ہے بلکہ جسم کے کسی بھی حصہ سے کسی کو اذیت پہنچانا حرام ہے، مثلاً پاؤں اور آنکھوں وغیرہ سے چونکہ عموماً کسی کو اذیت دینے کے لیے زبان اور ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لیے ان کا ذکر کر دیا گیا ہے ورنہ مراد ہر عضو ہے۔

فائدہ نافعہ: ظالموں کو ظلم، مجرموں کو جرم، مفسدوں کو فساد، چوروں کو چوری اور زانیوں کو زنا کاری کی سزا دینا اذیت دینے کے زمرے میں ہرگز نہیں آتا۔

2429 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَّمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ قَالَ أَحْمَدُ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَّرُوِيَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّهُ أَدْرَكَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاتَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ رَوٰى

2429۔ تفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۸/۳۹۹) حدیث (۱۱۳۱۰) ذکره المنذری فی (الترغیب) (۲/۲۷۷) حدیث (۳۶۲۵) و ابو الحسن الکنانی فی (تنزیه الشریعة) (۲/۲۹۵) و عزاه لابن ابی الدنیا و الخطیب فی (تاریخ بغداد) (۲/۳۴۰) من طریق محمد بن الحسن بن ابی یزید الهمدانی عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن معاذ "مرفوعاً"۔

عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُّعَاذٍ غَيْرَ حَدِيْثٍ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے کسی بھائی کو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے عار دلائے تو وہ خود اس وقت تک نہیں مرے گا' جب تک اس کا ارتکاب نہیں کر لے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علماء نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے مراد وہ گناہ ہے' جس سے وہ دوسرا شخص توبہ کر چکا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے۔

خالد بن معدان نامی راوی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔

خالد بن معدان کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔

خالد بن معدان نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کئی شاگردوں کے حوالے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

شرح

کسی شخص کو گناہ پر عار نہ دلانا:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلا کر اس کی دل آزادی کرتا ہے تو مرنے سے قبل وہ بھی اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

سوال: لفظ: ذنب، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: ذنوب۔ اس کا معنیٰ ہے: غلطی، گناہ، جرم۔ کسی شخص کو گناہ پر عار دلانے سے یہ نتیجہ کیسے برآمد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عار دلانے والے کو بھی اس گناہ میں مبتلا کرے گا؟ جبکہ نہی عن المنکر بھی ضروری ہے؟

جواب: 1- عار دلانے کا مفہوم ہے: وهو كل شيء الزم به عيب (القاموس، ج3 ص353) کسی بھی برے فعل کی شرم دلانا، عیب لگانا، طعنہ دینا جبکہ نہی عن المنکر میں ان میں سے کوئی چیز نہیں ہوتی کیونکہ اس میں خیر خواہی کی نیت سے کسی برائی کے ترک کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ 2- حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معلم حضرت امام احمد بن منیع رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق حدیث باب میں لفظ ذنب سے مراد ایسا گناہ ہے جس کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی گئی ہو، پھر کوئی شخص اسے توبہ کے بعد گناہ پر عار دلاتا ہے تو وہ سزا کا حقدار ہوتا ہے اور اس کی سزا یہی ہے کہ مرنے سے قبل وہ بھی اس گناہ کا مرتکب ہو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مؤاخذہ کیا جائے۔

2430 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح قَالَ وَاَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ

2430- انفرد به الترمذي. ينظر (تحفة الاشراف) (٧٩/٩)، حديث (١١٧٤٩)، اخرجه الطبراني في (الكبير) (٥٣/٢٢)، حديث (١٢٧)، و البغوي في (شرح السنة) (٥/٨/٦)، و ابو نعيم في (الحلية) (١٨٦/٥) عن مكحول عن واثلة به.

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمَكْحُولٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ وَيُقَالُ اِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ وَمَكْحُولٌ شَامِيٌّ يُكْنٰى اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَكَانَ عَبْدًا فَاُعْتِقَ وَمَكْحُولٌ الْاَزْدِيُّ بَصْرِيٌّ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَرْوِي عَنْهُ عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ كَثِيرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ مَكْحُولًا يُسْئَلُ فَيَقُولُ نَدَانَمْ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو! ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا' اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

مکحول شامی راوی نے حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہند داری سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق انہوں نے ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور کسی سے بھی احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

مکحول شامی کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ صاحب پہلے غلام تھے اور پھر آزاد کر دیے گئے۔

مکحول ازدی بصری نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان سے عمارہ بن زاذان نے احادیث روایت کی ہیں۔

تمیم بن عطیہ بیان کرتے ہیں: میں نے کئی مرتبہ مکحول کو سنا کہ ان سے کوئی سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: "ندانم" (میں نہیں جانتا)

شرح

کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا:

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ، یعنی مؤمن آپس میں بھائی ہیں"۔ ایک روایت میں مسلمانوں کو باہم ایک جسم کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح جسم کے کسی حصہ کو بھی اذیت پہنچتی ہے تو پورا بدن تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کو مصیبت پہنچے تو وہ تکلیف دوسرا بھائی بھی محسوس کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے غم اور خوشی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اس سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر تکلیف محسوس کرنے کے بجائے اظہار مسرت کرے۔ حدیث باب میں اس قبیح حرکت سے منع کیا گیا ہے۔ اگر بالفرض کوئی شخص اپنی جہالت یا شیطان کے اکسانے پر ایسی حرکت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مؤاخذہ سے بچ نہیں سکے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت رکھتا ہے کہ متاثر آدمی کو راحت وسکون کی دولت سے نواز دے اور اسے مصیبت میں مبتلا کر دے۔

2431 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ

2431- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص ١١٧ حديث (٢٨٨) و ابن ماجه (٢ /١٣٣٨) كتاب الفتن: باب الصبر على البلاء حديث (٤٠٣٢) و اخرجه احمد (٢/٤٣) عن سليمان الاعمش عن يحيى بن وثاب عن ابن عمر به۔

الْاَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَيْخٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْمُسْلِمُ اِذَا كَانَ مُخَالِطًا النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ خَيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِ الَّذِىْ لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ كَانَ شُعْبَةُ يَرٰى اَنَّهُ ابْنُ عُمَرَ

◆◆ یحییٰ بن وثاب، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک بزرگ صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے لاحق ہونے والی اذیت پر صبر سے کام لیتا ہے یہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر نہیں رہتا اور اسے ان کی طرف سے کسی اذیت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ابن ابی عدی بیان کرتے ہیں: شعبہ کا یہ خیال تھا: وہ صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

شرح

لوگوں کی ایذاء رسانی پر صبر کرنے کی فضیلت:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص لوگوں میں میل جول رکھتا ہو اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کرتا ہو وہ اس آدمی سے افضل ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہو اور ان کی ایذاء رسانی کو برداشت نہ کرتا ہو، وجہ فضیلت یہ ہے کہ لوگوں میں میل جول رکھنے کے سبب وہ ان کی خوشی غمی میں شمولیت کرے گا، علاوہ ازیں لوگوں میں رہنے کی وجہ سے اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع بھی میسر آئے گا بخلاف اس شخص کے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہو۔ وہ یہ خدمات انجام دینے سے محروم رہے گا۔

سوال: لوگوں سے میل جول رکھنا بہتر ہے یا عزلت بہتر ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ بعض علماء کا موقف ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھنا افضل ہے' کیونکہ اس صورت میں ان کی کڑوی باتوں اور اذیت رسانی کو برداشت کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع میسر آئے گا۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں لوگوں کی ایذاء رسانی کو برداشت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

2۔ بعض علماء کے نزدیک لوگوں سے اختلاط کے بجائے عزلت افضل ہے' انہوں نے اپنے نقطہ نظر پر اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجاہد کے بعد سب سے بہتر وہ آدمی ہے' جو کسی گھاٹی میں الگ رہتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1888)

فائدہ نافعہ: لوگوں کے احوال مختلف ہونے کی وجہ سے حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔ جو شخص طبعی طور پر لوگوں کی اذیت رسانی کو برداشت کرسکتا ہو اور ان میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی خدمات انجام دے سکتا ہو، اس کے لیے اختلاط بالناس افضل ہے۔ جو شخص طبعی طور پر لوگوں کی ایذاء رسانی کو برداشت نہ کرسکتا ہو اور نہ وہ ان میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی خدمات انجام دے سکتا

ہو اس کے لیے عزلت کی صورت افضل ہے۔

2432 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ هُوَ مِنْ وَّلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّهَا الْحَالِقَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ اِنَّمَا يَعْنِى الْعَدَاوَةَ وَالْبُغْضَاءَ وَقَوْلُهُ الْحَالِقَةُ يَقُوْلُ اِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّيْنَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آپس کی عداوت سے بچو! کیونکہ یہ تباہ کن چیز ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ سُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ سے مراد عداوت اور دشمنی ہے۔

حدیث کے الفاظ: اَلْحَالِقَةُ سے مراد وہ چیز جو دین کو ختم کر دے۔

2433 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِىَ الْحَالِقَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هِىَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ

◆◆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو روزہ رکھنے، نماز پڑھنے، صدقہ کرنے کے درجے سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: آپس میں محبت اور میل جول رکھنا کیونکہ آپس کا فساد ہلاکت کا شکار کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

2432- انفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۹/۴۸۲)، حدیث (۱۳۹۹۸)-

2433- اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ۱۱۸ حدیث (۳۹۱) و اخرجه ابو داؤد (۴/۲۸۰): کتاب الادب: باب فی اصلاح ذات البین، حدیث (۴۹۱۹) واخرجه احمد (۶/۴۴۴) عن معاویة عن الاعمش عن عمرو بن مرة، عن سالم بن ابی الجعد عن ام الدرداء عن عویمر ابی الدرداء به-

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مونڈنے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ (یعنی ختم کر دیتی ہے)

2434 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعِيشَ ابْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ مَوْلَى الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوا اَفَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَاكُمْ لَكُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعِيشَ ابْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ

◆◆ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سابقہ امتوں کی بیماری تمہارے اندر بھی آ گئی ہے وہ حسد اور بغض ہے جو مونڈ دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک مومن نہیں بن جاتے اور تم لوگ اس وقت کامل مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھو گے کیا میں تمہیں وہ بات بتاؤں؟ جو تمہاری محبت کو پختہ کرے؟ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔

شرح

باہمی معاملات میں بگاڑ کی وجہ سے دین میں بگاڑ پیدا ہونا:

عبارت: فساد ذات البین، سے مراد باہمی نفرت اور شدت عداوت و بغض ہے، احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لوگوں میں باہم محبت کے بجائے عداوت، نفرت، بغض، کدورت، حسد، بدگوئی اور ایذاء رسانی کا ناسور جنم لیتا ہے، تو اس کے نتیجہ میں دین کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔ آخری حدیث میں صراحت ہے کہ گزشتہ امتوں نے باہم نفرت کرنے اور جلنے کے نتیجہ میں دین کو برباد کیا تھا۔ نیز اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ دخول جنت کا پروانہ ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایمان کے لیے محبت ضروری ہے اور محبت کے لیے فروغ اسلام لازم ہے۔

الحاصل! جس قوم میں محبت کی جگہ عداوت، حسد اور ایذاء رسانی لے لیتی ہے، وہ قوم دین میں ترقی کے بجائے الٹا نقصان کر بیٹھتی ہے۔ جس کا تدارک و تلافی مدتوں نہیں ہو سکتی' لہٰذا خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ محبت کو فروغ دے کر سلام کو عام کیا جائے تا کہ باہمی نفرت اور ایذا رسانیوں کا خاتمہ ہو سکے۔

2434۔ اخرجه احمد (١/١٦٤ - ١٦٧) و عبد بن حميد ص ٦٣ حديث (٩٧) من طريق عن مولى الزبير ان الزبير بن العوام حدثه به۔

2435 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ اَنْ يُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بغاوت اور رشتہ داری کے حقوق کی پامالی سے زیادہ کوئی گناہ اس لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں ہی سزا جلدی دیدے۔ اس کے علاوہ جو اس نے آخرت میں اس کے لیے سزا تیار رکھی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ظلم وزیادتی اور قطع رحمی کی مذمت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے اس کی سزا دنیا میں دی جاتی ہے یا آخرت میں لیکن دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں بھی دی جاتی ہے اور آخرت میں بھی۔ وہ دو گناہ یہ ہیں:

1- ظلم وزیادتی　　2- قطعی رحمی

یہ دونوں گناہ متعدی ہیں جس وجہ سے ان کی سزا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ تاہم پہلا گناہ عام ہے اور دوسرا خاص یعنی ظلم وزیادتی کا تعلق دوسروں اور اپنے اقارب سب سے ہوسکتا ہے لیکن قطع رحمی کا تعلق صرف اعزاء واقارب کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2436 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ لَّمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا مَنْ نَّظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَمَنْ نَّظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ نَّظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا

2435- اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ۹۸ حدیث (۲۹) و ابوداؤد (۴/ ۲۷۶): کتاب الادب: باب: النھی عن البغی ٗ حدیث (۴۹۰۲) و ابن ماجه (۲/ ۱۴۰۸): کتاب الزھد: باب: البغی ٗ حدیث (۴۲۱۱) و اخرجه احمد (۵/ ۳۶) عن عیینة بن عبد الرحمن ٗ عن ابیه عن نفیع ابوبکرة به۔

2436- انفرد به الترمذی ٗ ینظر (تحفة الاشراف) (۶/ ۳۶۱) حدیث (۸۷۷۸) اخرجه البغوی فی (شرح السنة) (۷/ ۳۴۳) حدیث (۳۹۹۷) و ذکره ابن حجر فی (المطالب العالیة) (۲/ ۴۰۵) حدیث (۲۵۸۹) وعزاه لابن المبارك فی (الزھد)۔

اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ الرَّجُلُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اِسْحٰقَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّلَمْ يَذْكُرْ سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص میں دو خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا لکھ دے گا' اور جس شخص میں یہ دونوں نہیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا نہیں لکھے گا۔ وہ شخص جو اپنے دین میں اس شخص کی طرف دیکھے جو بلند ہے اور اس کی پیروی کرے' اور جو اپنی دنیا میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے کمتر ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس دوسرے شخص پر فضیلت عطا کی ہے' تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا لکھ دیتا ہے اور جو شخص اپنے دین میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے کمتر ہے اور دنیا میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے برتر ہے اور اس بات پر افسوس کرے جو اسے نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا نہیں لکھتا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اس روایت میں سوید نامی راوی نے اپنے والد سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

2437 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی طرف دیکھو! جو تم سے کمتر حیثیت کا مالک ہے۔ اس شخص کی طرف نہ دیکھو! جو تم سے برتر حیثیت کا مالک ہے' کیونکہ ایسی صورتحال میں تم اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

صبر وقناعت پیدا کرنے والے امور:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص میں دو باتیں پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے صابر وشاکر لکھ دیتا ہے اور

2437۔ اخرجه مسلم (٤/٢٢٧٥): كتاب الزهد الرقائق: باب--- حديث (٩/٢٩٦٣) و ابن ماجه (٢/١٣٨٧): كتاب الزهد: باب القناعة حديث (٤١٤٢) و اخرجه احمد (٢/٢٥٤ - ٤٨١) - عن الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة-

جوان دو باتوں سے محروم ہوا سے صابر و شاکر نہیں لکھتا۔ وہ دو باتیں یہ ہیں:

1- وہ آدمی جو دین کے معاملہ میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے۔

2- وہ آدمی ہے' جو دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھے اور اس سے اپنے آپ کو برتر تصور کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

انسان میں یہ فطرتی کمزوری پائی جاتی ہے کہ جب وہ شکل وصورت، مال و دولت اور قدر و منزلت کے اعتبار سے دوسرے کو برتر دیکھتا ہے تو اس کے دل میں حرص ولالچ انگڑایاں لینے لگتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ کاش وہ اس سے برتر ہوتا، اس ناسور کا علاج احادیث باب میں پیش کیا گیا ہے کہ دینی معاملات میں آدمی اپنے سے اعلیٰ شخصیت کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ کا صبر و شکر بجالائے، اس کے برعکس دنیوی معاملات میں اپنے سے کم تر لوگوں پر نظر رکھے اور ان سے برتر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا صبر وشکر بجالائے، اس ضابطہ اخلاق پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مسلمان کا دل دنیا سے اچاٹ ہو جائے گا اور دین میں اعلیٰ مقام حاصل کرلے گا۔

2438 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ ح وحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيِّدِيِّ

متنِ حدیث: وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَرَّ بِاَبِىْ بَكْرٍ وَّهُوَ يَبْكِىْ فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا اَبَا بَكْرٍ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ عَيْنٍ فَاِذَا رَجَعْنَا اِلَى الْاَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَكَذٰلِكَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ عَيْنٍ فَاِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْحَالِ الَّذِىْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا مِنْ عِنْدِىْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِىْ مَجَالِسِكُمْ وَفِىْ طُرُقِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَلٰكِنْ يَّا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً وَّسَاعَةً وَّسَاعَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھے وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا: اے حنظلہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے ابوبکر! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جہنم اور جنت کا تذکرہ کرتے ہیں' تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے لیکن جب ہم واپس آتے ہیں' تو اپنی بیویوں اور دنیاوی

2438- اخرجه مسلم (٤/٢١٠٦): كتاب التوبة: باب: فضل دوام الذكر و الفكر فى امور الآخرة' و المراقبة' و جواز ترك ذلك فى بعض الاوقات' و الاشتغال بالدنيا' حديث (١٢/٢٧٥٠) و ابن ماجه (٢/١٤١٦): كتاب الزهد: باب: المداومة على العمل حديث (٤٢٣٩)- واخرجه احمد (٤/١٧٨ - ٣٤٦) عن سعيد الجريرى' عن ابى عثمان النهدى عن حنظلة بن الربيع به-

معاملات کے اندر مشغول ہو کر اکثر چیزوں کو بھول جاتے ہیں' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میری بھی یہی کیفیت ہے تم میرے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو! تو ہم لوگ چل پڑے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو دریافت کیا: اے حنظلہ! تمہیں کیا ہوا ہے' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جہنم اور جنت کا تذکرہ کرتے ہیں' تو یوں لگتا ہے جیسے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے لیکن جب ہم واپس جاتے ہیں' تو بیویوں اور دنیاوی معاملات میں الجھ جاتے ہیں اور بہت سی چیزوں کو بھول جاتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم مستقل اسی حالت میں رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو' تو فرشتے تمہاری محفلوں میں آ کر تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔ تمہارے بچھونوں پر آ کر تمہارے راستوں میں آ کر (تمہارے ساتھ مصافحہ کریں) لیکن اے حنظلہ! وقت' وقت کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

احوال کی کیفیت دائمی نہ ہونا:

نفس کی عارضی کیفیت کو "حال" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کی مستقل کیفیت کو "مقام" کہا جاتا ہے۔ احوال عارضی ہوتے ہیں اور مقامات دائمی ہوتے ہیں۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر انسان کے احوال مستقل ہوں تو وہ اپنے آپ کو کبھی منافق تصور نہ کرے، جنت و دوزخ کا تصور کبھی اس کے ذہن سے محو نہ ہو حتیٰ کہ ملائیکہ اس سے مجلسوں، بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرتے۔

سوال: حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو منافق کیوں گردانا تھا؟

جواب: دین و آخرت کی فکر اور خوف وخشیت کی حالت انسان میں مستقل نہیں رہتی بلکہ اس میں تغیر آتا رہتا ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی ذات میں تعلیمات نبوت کی تاثیر مستقل نہ دیکھی تو اس تبدیلی کی بناء پر اپنے آپ کو منافق قرار دے لیا تھا لیکن بعد میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشفی دی کہ یہ نفاق نہیں بلکہ "حال" ہے' جو تغیر پذیر ہوتا رہتا ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف: حنظلہ نام کے دو صحابہ ہیں، جن کا تعارف درج ذیل ہے:

1- حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یہ انصاری اوسی ہیں۔ ان کے باپ کا نام عامر راہب تھا، غزوہ احد میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا کیونکہ انہوں نے حالت جنابت میں جام شہادت نوش کیا تھا۔

2- حضرت حنظلہ الکاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قبیلہ اسید کے چشم و چراغ تھے' جو قبیلہ بنو تمیم کی مشہور شاخ ہے۔ باپ کا نام ربیع تھا اور یہ حکیم العرب اکثم بن صیفی کے بھتیجے تھے۔ حدیث باب میں بیان کردہ واقعہ ان سے متعلق ہے۔

2439 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے اسی چیز کو پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

اپنی پسندیدہ چیز اپنے بھائی کے لیے پسند کرنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مؤمن وہ شخص ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔

سوال: اس حدیث پر عمل ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے کیونکہ انسان بہت سی اشیاء اپنی ذات کے لیے تو پسند کرتا ہے لیکن دوسروں کے لیے پسند نہیں کرتا مثلاً گھر، خوراک اور لباس وغیرہ۔ اس طرح تو اکثر لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے؟

جواب: اس حدیث میں نفس ایمان کی نفی مقصود نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی مراد ہے لہٰذا عبادات اور امور مباح میں جو چیز اپنی ذات کے لیے کوئی پسند کرتا ہے وہی دوسرے بھائی کے لیے بھی پسند کرنے کی کوشش کرے۔ اگر دل میں جذبہ حب اخوت موجزن ہو تو یہ بات دشوار نہیں ہے۔

2440 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا لَیْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّابْنُ لَهِیْعَةَ عَنْ قَیْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا لَیْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ قَیْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَعْنٰی وَاحِدٌ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ کَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

2439۔ اخرجه البخاری (۱/ ۷۳): کتاب الایمان: باب: من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه، حدیث (۱۳)، مسلم (۱/ ۲۹۱): کتاب الایمان: باب: الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیه المسلم ما یحب لنفسه من الخیر، حدیث (۷۱/ ۴۵) و النسائی (۸/ ۱۱۵): کتاب الایمان و شرائعه: باب: علامة الایمان، حدیث (۵۰۱۶ - ۵۰۱۷) و ابن ماجه (۱/ ۲۶) المقدمة: باب: فی الایمان، حدیث (۶۶) و الدارمی (۲/ ۳۰۷): کتاب الرقاق: باب: لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه- و اخرجه احمد (۳/ ۱۷۶ - ۲۰۶ - ۲۵۱ - ۲۷۲ - ۲۷۸ - ۲۸۹) و عبد بن حمید ص ۳۵۵: حدیث (۱۱۷۵) عن قتادة عن انس بن مالك به۔

2440۔ انفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۴/ ۲۸۲) حدیث (۵۴۱۵)۔ اخرجه الحاکم (۳/ ۵۴۱) من طریق عبد الملك بن عمیر عن ابن عباس، و ابو نعیم فی (الحلیة) (۱/ ۳۱۴)۔

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھا رہا ہوں۔

''اللہ تعالیٰ کا خیال رکھنا! وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنا! تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے، تم نے جب بھی کچھ مانگنا ہو' تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور جب بھی مدد مانگنا ہو' تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا' یہ بات جان لو کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں' تو وہ صرف تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب لوگ مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں' تو تمہیں صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اٹھا دیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا حقیقی نافع اور ضار ہونا:

حقیقی طور پر محض اللہ تعالیٰ نفع یا نقصان رساں ہوتا ہے۔ تاہم اولیاء اور دیگر لوگ نفع ونقصان رسانی کے اسباب مجازی بن سکتے ہیں۔ حدیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پس پشت تھے تو آپ نے انہیں چند ارشادات سے نوازا جو درج ذیل ہیں:

1- اِحْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا''۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیوی ممنوعات ومکروہات اور آخرت میں ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

2- اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو تو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے''۔ اس فقرے کا مفہوم بھی ماقبل فقرے جیسا ہے تاہم اس فقرے کو ماقبل فقرہ کی تاکید کہا جا سکتا ہے۔

3- وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ۔ جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو اور جب تم مدد حاصل کرو تو اللہ تعالیٰ سے حاصل کرو''۔ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقی طور پر سوال اللہ تعالیٰ سے کیا جا سکتا ہے اور حقیقی معاون ومدد گزار اللہ تعالیٰ ہے، مجازی طور پر انبیاء وصالحین اور اولیاء سے سوال کیا جا سکتا ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ حاجت برآری کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سوال کرنے کی ترغیب وتلقین کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حقیقی مددرساں اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازی طور پر یہ قوت اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو بھی دے رکھی ہے۔ چنانچہ ارشاد بانی ہے: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ:۱۵۳) اور تم صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو۔ غور فرمائیں کہ صبر اور نماز دونوں چیزیں غیر اللہ ہیں جن سے معاونت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

4- وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، اور تمہیں اس بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ بیشک اگر لوگ اس بات پر اجماع کر لیں کہ وہ تمہیں کسی چیز کے بارے میں نفع پہنچائیں تو وہ تمہیں نفع

نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تحریری فیصلہ کے خلاف لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

5- وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، اور اگر لوگ اس بات پر اجماع کرلیں کہ وہ تمہیں کسی معاملہ میں نقصان پہنچائیں تو وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔

6- رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ، قلم فارغ ہوگئے اور کاغذ خشک ہوگیا"۔ مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی تحریری فیصلہ میں تبدیلی اس وقت تک ممکن ہوسکتی ہے کہ قلم تحریر میں مصروف عمل ہو اور سیاہی تازہ ہو لیکن جب قلم تحریر سے فارغ ہو جائے اور تحریر خشک ہوجائے تو اس تحریر میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ مذکورہ امور میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے، جس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

2441 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ اَبِيْ قُرَّةَ السَّدُوْسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْقِلُهَا وَاَتَوَكَّلُ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَكَّلُ قَالَ اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يَحْيٰى وَهٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں (جانور کو) باندھنے کے بعد توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے باندھ کر پھر توکل کرو۔

عمرو بن علی بیان کرتے ہیں: یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: میرے نزدیک یہ حدیث "منکر" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے یہ روایت "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف سند اسی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

تدبیر اور توکل میں منافات نہ ہونا:

تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ اسباب حاصل کرے اور توکل کا مطلب ہے اسباب کے بغیر محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے۔ توکل کی دو اقسام ہیں:

1- اسباب اختیار کیے جائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے، حدیث باب میں اسی توکل کا ذکر ہے۔ صحابی رسول اللہ عرض

2441- انفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۱/ ۴۱۰) حدیث (۱۶۰۲) اخرجه ابو نعیم فی (حلیة الاولیاء) (۸/ ۳۹۰) و ابن حبان (۸/ ۲۴۲ - موارد) حدیث (۲۵۴۹) من طریق جعفر بن عمرو بن امیة عن ابیه قال: قال رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم-

کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! کیا میں اونٹ کا زانو باندھ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں یا آزاد چھوڑ کر؟ آپ نے جواب میں فرمایا: پہلے اونٹ کا زانو باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو"۔

2- اسباب اختیار کیے بغیر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے، ان کے علاوہ توکل کا کوئی درجہ نہیں ہے، یعنی اسباب اختیار کرنا اور ان پر بھروسہ کرنا توکل نہیں ہے' بلکہ اس کے منافی ہے۔

حدیث باب کا اہم درس یہ ہے کہ تدبیر اور توکل دونوں کو اختیار کیا جائے کیونکہ ان کے مابین کوئی منافات نہیں ہیں، چنانچہ اس بارے میں قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادگان کا واقعہ موجود ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی حفاظت کے لیے عالم اسباب کے مطابق تدابیر ارشاد فرمائیں پھر فرمایا کہ حقیقی حفاظت اللہ تعالیٰ کی ہے اور تدابیر مشیت خداوندی کو نافذ ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتیں، یعنی مؤمن اسباب کے بعد توکل کا راستہ اختیار کرتا ہے، جس میں کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

2442 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ وَّاِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ

وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

توضیح راوی: قَالَ وَاَبُو الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيُّ اسْمُهٗ رَبِيْعَةُ بْنُ شَيْبَانَ

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

ابوحوراء سعدی بیان کرتے ہیں: میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات یاد ہے' تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھا ہے: جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر اسے اختیار کرو' جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کرے۔ سچائی اطمینان ہے اور جھوٹ شک وشبہ کا نام ہے۔

اس حدیث میں ایک پورا واقعہ منقول ہے۔

ابوحوراء سعدی کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2442- اخرجه النسائی (۸/۳۲۷): کتاب الاشربة: باب: الحث علی ترك الشبهات: حدیث (۵۷۱۱) و الدارمی (۲/۲۴۵): کتاب البیوع: باب: دع ما یریبك الی ما لا یریبك- و اخرجه احمد (۱/۲۰۰) و ابن خزیمة (۴/۵۹): حدیث (۲۳۴۷ - ۲۳۴۸ - ۲۳۴۹) عن برید بن ابی مریم عن ابی الحوراء عن الحسن بن علی به-

شرح

مشکوک بات ترک کرنا اور یقینی بات کو اختیار کرنا:

خدمت حدیث کے حوالے سے اہل بیت کی خدمات قابل تحسین ہیں، بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمات تو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوالحوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی باتیں یاد ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں یاد ہیں:

1- ایک دفعہ میں نے صدقہ کی ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے تھوک سمیت وہ کھجور میرے منہ سے نکال کر کھجوروں کے ڈھیر پر پھینک دی، کسی صحابی نے عرض کیا: اگر بچہ کھجور کھالیتا تو اس میں کیا حرج تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ، بیشک ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيَةٌ وَّاِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔ تم مشکوک چیز کو چھوڑ دو اور یقینی چیز کو اختیار کرو، بیشک سچائی اطمینان قلب کا نام اور جھوٹ شک کا نام ہے"۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز وتر میں پڑھنے کے لیے یہ دعا سکھائی تھی: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، الخ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کے لیے زکوٰۃ وصدقہ ممنوع ہیں، کیونکہ ان کی حیثیت میل کچیل کی ہے جن کا کھانا اہل بیت کی شایان شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مشکوک اشیاء سے احتراز ضروری ہے' کیوں کہ ان میں پڑنے کی وجہ سے انسان حرام امور کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ علاوہ ازیں ان امور کی وجہ سے انسان کو اطمینان قلبی کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی، تاہم یقینی امور سے انسان کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ ہر معاملہ میں آدمی کو یقینی اور صداقت پر مبنی صورت اختیار کرنی چاہیے' کیونکہ اس سے قلبی طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

2443 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِیُّ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِی الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِیُّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نُبَيْهٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ وَّذُكِرَ عِنْدَهُ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْدَلُ بِالرِّعَةِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ مِنْ وَّلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَهُوَ مَدَنِیٌّ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص کے بکثرت عبادت وریاضت کرنے کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کے مشتبہ چیزوں سے بچنے کا ذکر کیا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشتبہ چیزوں سے بچنے کی مانند (نفلی عبادت وریاضت) نہیں ہے۔

2443- انفرد به الترمذی: ینظر (تحفة الاشراف) (۲/۳۷۵)، رقم (۳۰۷۸)-

عبداللہ بن جعفر نامی راوی حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ مدنی ہیں اور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

ورع کا مقام عبادت سے بلند ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کا ذکر ہوا، جن میں سے ایک عابد و زاہد تھا اور وہ عبادت بھی نہایت خلوص سے کرتا تھا اور دوسرا صاحب ورع تھا اور وہ مشکوک اشیاء سے احتراز کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمایا: صاحب ورع کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔ لفظ: ورع، ثلاثی مجرد مثال واوی کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: مشتبہ امور سے بچنا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔ چونکہ پرہیزگار شخص دین میں امتیازی مقام رکھتا ہے، لہٰذا بڑے سے بڑا عابد و زاہد بھی اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔

2444 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّاَبُوْ زُرْعَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَّعَمِلَ فِىْ سُنَّةٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ فِى النَّاسِ لَكَثِيْرٌ قَالَ وَسَيَكُوْنُ فِىْ قُرُوْنٍ بَعْدِىْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ اَبِىْ بِشْرٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے، اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ چیز تو آج بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ میرے بعد کے کچھ زمانوں میں بھی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو اسرائیل نامی راوی سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2444۔ انفرد بہ الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۳/ ۳۶۴) حدیث (۴۰۷۲) اخرجہ الحاکم فی (المستدرک) (۴/ ۱۰۴) وقال: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ، وذکرہ المنذری فی (الترغیب) (۱/ ۹۶) حدیث (۶۱۱) وعزاہ لابن ابی الدنیا فی (الصمت) (۳۶)۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو وہ اس روایت کے اسرائیل سے منقول ہونے سے واقف نہیں تھے انہیں ابوبشر نامی راوی کے نام کے بارے میں بھی پتہ نہیں تھا۔

شرح

جنت میں لے جانے والے امور:

جنت میں لے جانے والے امور کی تعداد مختلف روایات میں مختلف بیان ہوئی ہے۔حدیث باب میں جنت میں لے جانے والے تین امور بیان ہوئے ہیں:

1-حلال وطیب کھانا،2-سنت رسول پر عمل کرنا۔3-اس کے شر سے لوگوں کا محفوظ ہونا۔

یہ خوبیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال درجہ کی پائی جاتی تھیں، ہاں تابعین اور تبع تابعین میں بھی یہ خصوصیات موجود تھیں لیکن صحابہ کے مقابلہ میں کم درجہ کی تھیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بھی: خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم یلونھم بھی ملحوظ ہے۔علاوہ ازیں ہر دور کے علماء ربانیین، اولیاء، صالحین، صوفیاء اور اصحاب تقویٰ لوگوں میں بھی یہ امور ثلاثہ پائے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے ہمہ وقت جنت ان لوگوں کے لیے منتظر رہتی ہے۔

2445 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَاَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَنْكَحَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

◄► سہل بن معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو کچھ دے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو کچھ نہ دے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے محبت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے ناراضگی رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نکاح کرے تو اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "منکر" ہے۔

شرح

ایمان کی تکمیل کرنے والے امور:

وہ امور جن سے ایمان کی تکمیل واستحکام ہوتا ہے، متعدد ہیں۔جن میں سے صرف پانچ حدیث باب میں بیان کیے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

1-وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کی معاونت کرنا۔

2445۔ اخرجه احمد (۳/۴۳۸۔ ۴۴۰) عن سهل بن معاذ بن انس الجهني عن معاذ بن انس به۔

2-اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی سے ہاتھ روکنا۔
3-اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی سے محبت کرنا۔
4-اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کسی سے بغض وعداوت رکھنا۔
5-اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کا نکاح کرانا۔

الغرض! جو شخص ہر کام بالخصوص امور خمسہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو استحکام عطا کرتا ہے اور اسے جنت میں اعلیٰ درجہ پر فائز فرماتا ہے۔



كِتَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جنت کی صفات کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

موضوع سے متعلق چند اہم باتیں:

1- عالم کی تعریف اوراس کی اقسام ،لفظ عالم واحد ہےاوراس کی جمع العالمین ہے،عالم کی مشہود واقسام ہیں:

1- عالم دنیا، لفظ: الدنیا، الادنی کی مؤنث ہے۔جس کا معنی ہے: الاقرب، یہ لفظ: لفظ الدار کی صفت واقع ہوتا ہے' جو ہمیشہ موصوف کے قائم مقام ہوکر استعمال ہوتا ہے۔اس طرح الفاظ: الدار الدنیا کا معنی ہے: قریبی دنیا یعنی وہ عالم جو ہمارے قریب ترین ہے۔وہ عالم کتنا قریب ہے؟ وہ اتنا قریب ہے جتنا مچھلی پانی کے قریب ہے۔اسی طرح ہم بھی دنیا میں سموئے ہیں اور ہمارے چاروں اطراف میں دنیا ہے۔

2- عالم آخرت: لفظ الاخرت، الاخر کی مؤنث ہے، جو لفظ الدار کی صفت اور موصوف کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے۔لفظ الاخر کا معنی ہے: اس جانب کی دنیا یعنی ہم سے دور کی دنیا۔

اعتقادی طور پر دونوں عالم حادث ہیں یعنی ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ یہ دونوں موجود نہیں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملہ سے انہیں وجود بخشا۔ان دونوں عالم کی پیدائش کے بعد دونوں میں پردہ کی اہم ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مابین عالم برزخ اور عالم قبر پیدا کیا۔

عالم آخرت اپنے آخری حصہ کی طرف سے ابدی ہے، لہٰذا یہ ہمیشہ چلنے والا ہے۔اسی طرح جنت و دوزخ، حور و قصور اور ملائکہ وغیرہ تمام اشیاء عالم آخرت سے متعلق ہیں۔یہ اشیاء فی الحال موجود و محفوظ ہیں۔

ہمارا عالم دنیا ختم ہو جائے گا' الیوم الاخر آ جائے گا' جس کا دوسرا نام "یوم القیامۃ" ہے۔اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مخلوق حساب و کتاب کے لیے پیش ہوگی' پھر وہ عالم آخرت میں داخل ہو جائے گی اور عالم دنیا ختم ہو جائے گا۔

2- عالم آخرت کے حوالے سے وہ امور جن پر ایمان لانا ضروری ہے: عالم آخرت کے حوالے سے بہت امور ایسے ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے مثلاً جنت پر ایمان لانا۔یہ مکان تخلیق ہو چکا ہے، جو سات آسمانوں کے اوپر ہے اور نیک لوگوں کی قیام گاہ ہے۔اس کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ قرآن وسنت میں موجود ہے۔اسی طرح دوزخ پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے۔یہ سات زمینوں کے نیچے ہے، فی الحال یہ بھی موجود ہے اور یہ برے لوگوں کی قیامگاہ بلکہ سزا گاہ ہے۔اس کے عذات کے مختلف انداز ہیں جس کی تفصیل قرآن وسنت میں موجود ہے۔

3- اعتقادی طور پر قرآن وسنت میں جنت و دوزخ کے حوالے سے جو تفصیل بیان کی گئی ہے، فی الحال اس کی حقیقت سمجھ میں

نہیں آسکتی' کیونکہ ان کے دلربا اور عبرتناک مناظر دیکھے بغیر ان کی حقیقت عقل و دانش میں نہیں آسکتی۔ تاہم ان پر اجمالی ایمان کافی ہوگا۔

4- عالم آخرت کی حقیقت و تفصیلات بیان کرنے کے لیے، عالم دنیا سے الفاظ مستعار کیے گئے ہیں، خواہ اختصار کے ساتھ جنت و دوزخ کا نقشہ تو کھینچا گیا ہے لیکن ان کی تفصیلات عقل کے دائرہ میں نہیں آسکتیں، اسی طرح جہنم کے عذاب کی تفصیل بھی ہمارے ذہن میں نہیں آسکتی۔

5- ہر نبی اور رسول نے اپنی امت کے سامنے عالم آخرت کے احوال اور جنت و دوزخ کی تفصیل بیان فرمائی تھی، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اس بارے میں آگاہ کر دیا گیا تھا۔ تاہم ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت و دوزخ کے مناظر اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیدہ احوال اپنی قوم کے سامنے بیان فرمائے' جو احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ

باب 1: جنت کے درختوں کا تذکرہ

2446 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں درخت اتنا بڑا ہوگا کہ ایک سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے گا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

2447 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّوْرِیُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا وَقَالَ ذٰلِكَ الظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِیْ سَعِيْدٍ

2446- اخرجه مسلم (٤/ ٢١٧٥): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها' باب: (١)' حديث (٦/ ٢٨٢٦)' واحمد (٢/ ٤٥٢)- من طريق سعيد بن ابی سعيد المقبری' عن ابيه ' فذكره-

2447- تفرد به الترمذی' ينظر (تحفة الاشراف) (٤٢٣١ ' ٤٣٩١)' اخرجه البخاری (١١/ ٤٢٤): كتاب الرقاق: باب: (٥١)' حديث (٦٥٥٢)' و مسلم (٤/ ٢١٧٦): كتاب (٥١): باب: (١)' حديث (٢٨٢٨) من طريق النعمان بن ابی عياش الزرقی' قال: حدثنی ابو سعيد-

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں درخت (اتنا بڑا) ہوگا کہ ایک سوار اگر ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکے گا۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) "پھیلے ہوئے سائے" سے یہی مراد ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2448 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں موجود ہر درخت کا تنا سونے کا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

جنت کے درختوں کی کیفیت:

جنت کے درختوں کی چند ایک خصوصیات ہیں، جو دوسرے درختوں میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

☆ جنت کے درخت کے سایہ میں کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو کر سو سال تک بھی چلتا رہے تو اسے طے نہیں کر سکتا۔

☆ جنت کے درخت کا تنا جس سے دوسری شاخیں نکلتی ہیں، وہ سونے کا یعنی سرسبز ہے۔

☆ جنت کے معین درخت سے مراد "شجر طوبیٰ" ہے، ہر درخت کا یہ حال نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

فِیْ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (الواقعہ 30) ہمیشہ کے سایہ میں"۔

☆ جنت میں شمس و قمر کا وجود نہیں ہوگا اور نہ معروف سایہ ہوگا لیکن افہام و تفہیم کی غرض سے سایہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيْمِهَا

باب 2: جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ

2449 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ زِيَادٍ الطَّائِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

2448۔ تفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (١٣٤١٨)، اخرجه ابن حبان (٨/ ٢٤٥ - موارد) حديث (٢٦٢٤)، و ابويعلى الموصلي (١١/ ٥٧)، حديث (٦١٩٥/٢٥٥)۔

2449۔ تفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (١٢٩٠٥)، ذكره ابن حسام الدين الهندي في (كنز العمال) (٤/ ٢٤٥) برقم (١٠٣٦٢) و عزاه للترمذي و للحديث شواهد عند ابن المبارك في (الزهد) برقم (١٠٧٥) من طريق سعد الطائي عن رجل عن ابي هريرة، و احمد (٢/ ٣٠٤، ٣٠٥) من طريق الطائي ثنا ابو المدلة سمع ابا هريرة۔

متن حدیث: قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا اِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوْبُنَا وَزَهِدْنَا فِي الدُّنْيَا وَكُنَّا مِنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا اَهَالِيْنَا وَشَمَمْنَا اَوْلَادَنَا اَنْكَرْنَا اَنْفُسَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ اِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِيْ كُنْتُمْ عَلٰى حَالِكُمْ ذٰلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَجَآءَ اللّٰهُ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ كَيْ يُذْنِبُوْا فَيَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَّلَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ دَخَلَهَا يَنْعَمُ لَا يَبْاَسُ وَيَخْلُدُ لَا يَمُوْتُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفَتَّحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِيْ بِمُتَّصِلٍ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِاِسْنَادٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِيْ مُدِلَّةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے؟ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں' تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور ہم دنیا سے لاتعلق ہو جاتے ہیں اور آخرت کی طرف زیادہ رجحان ہو جاتا ہے لیکن جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتے ہیں اور اپنے گھر والوں سے ملتے جلتے ہیں، بچوں سے ملتے ہیں' تو ہماری کیفیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو' تو اگر اس وقت بھی تمہاری وہی کیفیت ہو' جو میری موجودگی میں ہوتی ہے' تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے' تو اللہ تعالیٰ نئی مخلوق لے آئے گا تاکہ وہ لوگ گناہ کریں' اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کردے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مخلوق کو کس چیز کے ذریعے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پانی سے۔ میں نے عرض کی: جنت کی تعمیر کس چیز سے ہوئی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے اور اس کا گارا خوشبودار مشک کا ہے اور اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے' جو شخص اس میں داخل ہو جائے گا وہ نعمتوں میں رہے گا' اور کبھی مایوس نہیں ہوگا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے۔ اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین طرح کے لوگوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔ عادل حکمران، روزہ دار شخص جب وہ افطار کرے اور مظلوم شخص کی دعا' وہ بادلوں پر بلند ہوتی ہے' اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا' اگرچہ کچھ دیر بعد کروں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ متصل بھی نہیں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ:

حدیث باب میں جنت کی چند نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے وقت اور گھر واپس جانے کے بعد لوگوں کی حالت یکساں رہے تو ان میں فرشتوں کی صفات پیدا ہو جائیں اور فرشتے ان کے گھروں میں ان سے ملاقات کے لیے آئیں۔

2- تعمیر جنت میں چاندی استعمال ہوئی ہے، اس کے برتن چاندی کے ہیں' ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے' اور اس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

3- اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا مسترد نہیں کرتا بلکہ فوراً قبول فرمالیتا:

1- سلطان عادل کی دعا، 2- روزہ دار کی افطاری کے وقت، 3- مظلوم کی دعا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ

باب 3: جنت کے بالا خانوں کا تذکرہ

2450 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَغُرَفًا یُرٰی ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ اِلَیْهِ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِیَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی لِلّٰهِ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

توضیح راوی: وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَهُوَ کُوْفِیٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ الْقُرَشِیُّ مَدَنِیٌّ وَهُوَ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایسے کمرے ہوں گے' جن کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے نظر آسکے گا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! یہ کس کے لیے ہوں گے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اس شخص کے لیے ہوں گے' جو اچھی گفتگو کرے (دوسروں کو) کھانا کھلائے اور ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے لیے رات کے وقت (نفل) نماز ادا کرے جب لوگ سو چکے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

بعض محدثین نے عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ صاحب کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق قریشی مدنی ان سے زیادہ مستند ہیں۔

2451 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ جَنَّتَيْنِ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا مِنْ فِضَّةٍ وَّجَنَّتَيْنِ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا مِنْ ذَهَبٍ وَّمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ

حدیثِ دیگر: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ دُرَّةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيْبٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَّا يُعْرَفُ اسْمُهٗ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ وَّاَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ

◆◆ ابوبکر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں دو باغ ہیں جن کے برتن چاندی سے بنے ہوئے ہیں اور ان میں موجود ہر چیز چاندی سے بنی ہوئی ہے اور دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور ان میں موجود ہر چیز سونے سے بنی ہوئی ہے۔ لوگوں اور ان کے اپنے پروردگار کے دیدار کرنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہے' جو اس کی ذات پر جنت عدن میں ہے۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: جنت میں ایسا خیمہ ہوگا' جو ساٹھ میل چوڑے موتی سے تراشا گیا ہوگا۔ اس کے ایک کونے کے لوگ دوسرے کونے والوں کو نہیں دیکھ سکیں گے' (دوسرا) مؤمن شخص اس سے ملنے کے لیے آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوعمران جونی نامی راوی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔

ابوبکر بن ابوموسیٰ نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

ابومالک اشعری کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

شرح

جنت کے بالاخانوں کی کیفیت:

پہلی حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کے کمروں کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دے گا۔ یہ کمرے ان لوگوں کے لیے ہوں گے جن میں چار صفات پائی جائیں گی:

2451- اخرجه البخاري (٨/٤٩١): كتاب التفسير: باب: (و من دونهما جنتان) حديث (٤٨٧٨) و طرفاه في: (٤٨٨٠، ٧٤٤٤)۔

1- جو حقیقت وصداقت پر مبنی گفتگو کرتے ہوں گے۔ یعنی جھوٹ سے احتراز کرتے ہوئے ہمیشہ سچ بولتے ہوں گے۔
2- غرباء اور مساکین کو کھانا کھلاتے ہوں اور ان کی مالی معاونت کرتے ہوں گے۔
3- بکثرت روزے رکھنے کے عادی ہوں گے یعنی فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے ہوں گے۔
4- نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد وغیرہ بھی باقاعدہ سے ادا کرتے ہوں گے۔

دوسری حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں دو جنتیں چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن وغیرہ سب کچھ سونے کے ہوں گے۔ ان میں رہنے والے لوگ اپنے پروردگار کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

جنت میں ایک خیمہ خالی ہوگا اس کی چوڑائی سات میل ہوگی' اس کے ہر کونے میں افراد خانہ ہوں گے جو دوسرے ارکان خانہ کو نہیں دیکھ سکیں گے اور مؤمن کی اس کے پاس آمد ورفت جاری رہے گی۔

فائدہ نافعہ: ضعف بصر یا نابینا پن آخرت میں زیارت خداوندی کے لیے موانع نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرتے وقت جب اپنے چہرے سے عظمت وکبریائی کی چادر ہٹائے گا تو اہل جنت زیارت سے مشرف ہوسکیں گے۔

سوال: رداء کبریائی کیا چیز ہے، جو اللہ تعالیٰ کے چہرے پر پڑی ہوگی؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، صفات نہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہیں اور نہ اس کا غیر ہیں۔ یہ صفت اس مشہور حدیث میں بھی استعمال ہوئی ہے: الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری، یعنی بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری لنگی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ

باب 4: جنت کے درجات کا تذکرہ

2452 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو برس کا فاصلہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2453 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ وَحَجَّ الْبَيْتَ لَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ الزَّكٰوةَ اَمْ لَا اِلَّا كَانَ حَقًّا

2452- اخرجه احمد (۲/۲۹۲) من طريق شريك، عن محمد بن جحادة، عن عطاء فذكره۔
2453- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۴۸): كتاب الزهد: باب: صفة الجنة، حديث (۴۳۳۱) و احمد (۵/۲۳۲، ۲۴۰) من طريق زيد بن اسلم، عن عطاء بن يسار، فذكره۔

عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ اِنْ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مَكَثَ بِاَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ بِهَا قَالَ مُعَاذٌ اَلَا اُخْبِرُ بِهٰذَا النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُوْنَ فَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَى الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذٰلِكَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّهٰذَا عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَطَاءٌ لَّمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَّمُعَاذٌ قَدِيْمُ الْمَوْتِ مَاتَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ

◄► حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص رمضان کے روزے رکھے اور نماز ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے (راوی کہتے ہیں) مجھے علم نہیں ہے: انہوں نے زکوۃ کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں کیا تھا؟ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے میں یہ لازم ہے کہ اس کی مغفرت کردے۔ خواہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے یا وہ اپنی اسی سرزمین پر ٹھہرا رہے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (انہوں نے عرض کی) کیا میں لوگوں کو اس بارے میں بتا دوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو جو وہ عمل کرتے ہیں' کرنے دو! کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا بلند ترین اور بہترین درجہ ہے اور اس پر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں جب تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو' تو جنت فردوس مانگنا۔

یہ روایت اسی طرح ہشام بن سعد کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے، عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

اور یہ روایت میرے نزدیک اس سے زیادہ مستند ہے' جو ہمام کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

عطاء نامی راوی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے' کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال پہلے ہو گیا تھا۔ ان کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔

2454 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً وَّمِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ

2454۔ اخرجه احمد (۵/۳۱۶، ۳۲۱) و عبادة بن الصامت (۹۳)، حديث (۱۸۳) من طريق زيد بن اسلم، قال: حدثنا عطاء بن يسار، فذكره۔

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا بلند ترین درجہ ہے۔ اسی سے جنت کی چار نہریں پھوٹتی ہیں اور اس پر عرش ہے' تو تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو اس سے جنت فردوس مانگنا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2455 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں ایک سو درجے ہیں تمام جہان کے لوگ اگر اکٹھے ہو جائیں تو وہ ان (سو درجوں) میں سے کسی ایک میں بھی سما سکتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

جنت کے درجات کی کیفیت:

احادیث باب کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ لفظ: الدرجۃ، واحد ہے اور اس کی جمع درجات ہے، اس کا معنی ہے: مرتبہ، فضیلت، فضیلت کا درجہ اوپر کو جاتا ہے، سب سے کم فضا نیچے والے کی اور سب سے زیادہ فضیلت اوپر والے درجہ کی ہے۔ لفظ درجات جنت کے لیے اور لفظ: درکات' جہنم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے، اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۔ بیشک منافقین جہنم کے سب سے نیچے والے درجہ میں ہوں گے"۔ لفظ: درجہ، عظمت وفضیلت کے لیے اور لفظ: درک' ذلت ورسوائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

☆ جنت میں سو درجات ہیں، ہر دو درجات کے درمیان سو سال یا پانچ سو سال یا زمین وآسمان جتنی مسافت کا فاصلہ ہے اس سے تعارض لازم نہیں آتا' کیونکہ اس مسافت سے تحدید مقصود نہیں ہے بلکہ مسافت طویل مراد ہے۔

☆ جنت کا سب سے افضل درجہ اوپر والا ہے، جسے فردوس کہا جاتا ہے۔ جہنم کے عذاب کا سب سے بڑا درجہ نیچے والا ہے۔ جسے درجہ اسفل یا درکا اسفل کہا جاتا ہے۔

☆ نجات اولیٰ کے لیے خمسہ ضروری ہیں:

1- توحید ورسالت پر ایمان۔

2455- اخرجه احمد (۲۹/۲) من طريق ابن لهيعة، عن دراج، عن ابي الهيثم، فذكره-

2-نماز ادا کرنا،

3-زکوٰۃ ادا کرنا'

4-رمضان کے روزے رکھنا،

5-بیت اللہ تعالیٰ کا حج کرنا۔

جو شخص امور خمسہ کو اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی بخشش فرمادے اور اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے۔

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا تھا یا نہیں؟ چونکہ یہ بھی اپنی شرط یعنی صاحب نصاب پر فرض ہے اور نماز و حج کی طرح یہ بھی ضروری ولازمی ہے' لہٰذا اس کو شمار کرنا از بس ضروری ہے۔ اس کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔

☆ جہاد اور ہجرت دونوں ارکان اسلام میں شامل ہیں یا نہیں؟ دور رسالت میں جہاد اور ہجرت دونوں ضروری تھیں لیکن بعد میں ان کی حیثیت فرض کی نہ رہی بلکہ اختیاری کی ہوگئی۔

☆ جنت کے سو درجات ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ جنت فردوس کا ہے' اس لیے اس کو طلب کرنے کی تلقین وترغیب دی گئی ہے۔ اس درجہ کے اوپر عرش الٰہی ہے، جنت کے درجات کی طرح اس کی اشیاء کے بھی مختلف درجات ہیں: بعض اعلیٰ اور بعض ادنیٰ ہیں۔

☆ جنت فردوس سے چار نہروں کا خروج ہوتا ہے' جس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے۔ اس جنت کے حصول کے لیے دعا کرنے کے ساتھ عمل اور اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جس طرح اولاد ہونے کی دعا کے لیے اسباب یعنی شادی شدہ ہونا بھی لازم ہے۔ اس طرح فردوس اعلیٰ کے حصول کے لیے جہاد و ہجرت کرنا بھی لازمی ہے۔

سوال: ارکانِ خمسہ کی طرح جہاد و ہجرت بھی بڑی اہمیت کے حامل امور ہیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں لوگوں کو بتانے سے منع کیوں کیا تھا؟

جواب: اس بات میں شک نہیں ہے کہ ارکان خمسہ کی طرح ہجرت و جہاد بھی بڑی اہمیت کے حامل امور ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں بتانے سے منع اس لیے کیا تھا کہ لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ نجات اولیٰ کے لیے ارکان خمسہ ہی کافی ہیں مگر فردوس اعلیٰ کے حصول کے لیے جہاد و ہجرت کا ہونا بھی ضروری ہے۔

☆ جنت کے سو درجات ہیں' ہر درجہ کا طول وعرض بھی غیر محدود ہے اور اگر تمام جہانوں کے لوگ ایک درجہ میں جمع ہونا چاہیں تو ان کے لیے ایک درجہ ہی کافی ہوگا۔

بَابُ فِیْ صِفَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 5: جنت کی خواتین کا تذکرہ

2456 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ اَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِيْنَ حُلَّةً حَتّٰى يُرٰى مُخُّهَا وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ (كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ) فَأَمَّا الْيَاقُوْتُ فَإِنَّهُ حَجَرٌ لَوْ أَدْخَلْتَ فِيْهِ سِلْكًا ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهُ لَأُرِيْتَهُ مِنْ وَرَائِهِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبِيْدَةَ بْنِ حُمَيْدٍ وَهٰكَذَا رَوٰى جَرِيْرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ نَحْوَ حَدِيْثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ أَصْحَابُ عَطَاءٍ وَهٰذَا أَصَحُّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں میں سے بھی نظر آ جائے گی' یہاں تک کہ اس کی ہڈی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ارشاد فرمایا ہے:

''گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں''

جہاں تک یاقوت کا تعلق ہے' تو یہ ایک پتھر ہے اگر تم اس میں دھاگہ داخل کرو تو وہ اس کے اندر بھی تمہیں نظر آ جائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے تاہم یہ ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔

اور یہ روایت عبیدہ بن حمید کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

جریر اور دیگر راویوں نے اسے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

عطاء بن سائب کے شاگردوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا اور یہی درست ہے۔

2457 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے پہلا گروہ جو قیامت کے دن جنت

2456۔ تفرد به الترمذی، ینظر (تحفة الاشراف) (۹۴۸۸) ذکرہ المنذری فی (الترغیب) (۴/۴۴۱) حدیث (۵۵۳۶) و عزاہ لابن ابی الدنیا و ابن حبان (۲۵۵/۸ ۔ موارد) حدیث (۲۶۳۲)۔

2457۔ اخرجه احمد (۱۶/۳) من طریق عطیة، فذکرہ۔

میں داخل ہوگا وہ چمک کے اعتبار سے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے جو دوسرا گروہ ہوگا وہ آسمان میں موجود سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک شخص کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی کے ستر جوڑے ہوں گے' اور ان کپڑوں کے پار سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2458 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِى السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے جو دوسرا گروہ ہے۔ وہ آسمان میں موجود سب سے بہترین ستارے کی مانند (چمکدار) ہوں گے۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی نے ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوں گے' اور ان کپڑوں کے پار سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اہل جنت کی عورتوں کی کیفیت:

احادیث باب میں اہل جنت کی عورتوں کی کیفیت بین کی گئی ہے، ان کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کی جاتا ہے۔

☆ اہل جنت کی عورتیں اپنے حسن و جمال کے اعتبار سے بے مثال ہوں گی۔ ان کی پنڈلیاں یاقوت و مرجان کی مثل ہوں گی بشرطیکہ ان میں دھاگا ڈالا گیا ہو اور ان کی پینڈلیوں کا گودا بھی صاف دکھائی دے گا۔

☆ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی نے ستر جوڑے زیب تن کر رکھے ہوں گے لیکن اس کی پنڈلی صاف دکھائی دے گی۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی لیکن دوسری روایت میں ہے کہ جنتی کی بہتر بیویاں ہوں گی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- دو بیویاں دنیا کی خواتین میں سے ہوں گی جبکہ باقی حوران جنت میں سے ہوں گی۔ حدیث باب میں صرف اوّل کا تذکرہ ہے جبکہ دوسری روایت میں دونوں کا ذکر ہے۔

2- دو بیویاں اس قدر شفاف وصاف ہوں گی کہ ستر جوڑے پہننے کے باوجود ان کی پنڈلیاں شفاف ہوں گی اور باقی عام عورتوں کی طرح ہوں گی۔

سوال: جنت میں داخل ہونے والی جماعت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح اور دوسری جماعت کے چہرے آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے ہوں گے۔ یہ دونوں جماعتیں کن لوگوں پر مشتمل ہوں گی؟

جواب: جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوگی اور دوسری جماعت اولیاء و صالحین کی ہوگی۔ اس کے نورانی چہرے اپنے اپنے مرتبہ و مقام کی بناء پر روشن ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ جِمَاعِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 6: اہلِ جنت کے صحبت کرنے کی کیفیت

2459 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِیُّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِی الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بندہ مؤمن کو جنت میں صحبت کرنے کے لیے اتنی، اتنی قوت دی جائے گی۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا وہ شخص اتنی طاقت رکھے گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے سو آدمیوں جتنی طاقت دی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح غریب" ہے۔ ہم اسے صرف قتادہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جو عمران القطان سے منقول ہے۔

شرح

اہل جنت میں سے ہر ایک کو سو مردوں کے برابر قوت جماع حاصل ہونا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر جنتی کو کئی عورتوں سے فراغت حاصل کرنے یا کئی عورتوں سے جماع کرنے کی طاقت حاصل ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک مرد کو اتنی طاقت جماع کیسے حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایک جنتی کو سو مردوں کے برابر جماع کی قوت حاصل ہوگی۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے ابوالقاسم! آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے؟ آپ نے جواب دیا:

2459- تفرد به الترمذی: ینظر (تحفة الاشراف) (۱۳۲۲) ذکره صاحب (المشکاة) (۹/ ۶۰۰ - مرقاة) حدیث (۵۶۳۶) وعزاه للترمذی۔

ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ہر آدمی کھانے پینے اور جماع کرنے کی سو آدمیوں کی طاقت رکھے گی۔ اس نے پھر عرض کیا: اے ابوالقاسم! کھانے پینے کی وجہ سے قضائے حاجت کی ضرورت بھی پیش آئے گی؟ جو جنت میں اہل جنت کے لیے تکلیف دے چیز ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ چیز جنت میں تکلیف دے چیز نہیں ہو گی' بلکہ پسینہ کی شکل میں ان کی حاجت ان کے جسموں سے خارج ہو جائے گی اور ان کے پیٹ ہلکے پھلکے ہو جائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 7: اہلِ جنت کا تذکرہ

2460 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْاَلُوَّةِ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّالْاَلُوَّةُ هُوَ الْعُوْدُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار ہو گی۔ وہ لوگ اس میں تھوکیں گے نہیں۔ ناک صاف نہیں کریں گے۔ قضائے حاجت نہیں کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی جبکہ ان کی انگیٹھیاں عود سے بنی ہوئی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہو گا۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا گوشت میں سے نظر آئے گا۔ یہ ان کے حسن کی وجہ سے ہو گا۔ ان لوگوں کے درمیان آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔ ان کے دلوں میں کوئی بغض نہیں ہو گا' اور یہ سب ایک جیسی قلبی کیفیت کے مالک ہوں گے۔ وہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

لفظ "الوہ" سے مراد "عود" ہے۔

2461 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ

2460- اخرجه البخاری (٦/ ٣٦٧): كتاب بدء الخلق؛ باب: ما جاء في صفة الجنة و انها مخلوقة؛ حديث (٣٢٤٥) و اطرافه في: (٣٢٤٦، ٣٢٥٤، ٣٣٢٧) و مسلم (٤/ ٢١٨٠): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها؛ باب: في صفات الجنة و اهلها؛ حديث (١٧/ ٢٨٣٤) و احمد (٢/ ٣١٦) من طريق معمر عن همام بن منبه؛ فذكره۔

2461- اخرجه احمد (١/ ١٦٩، ١٧١) من طريق داؤد بن عامر بن سعد بن ابی وقاص؛ عن ابيه؛ فذكره۔

اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ وَّقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ داؤد بن عامر اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر ایک ناخن سے کم مقدار جتنی جنت کی کوئی چیز ظاہر کر دی جائے تو وہ آسمان اور زمین کے تمام کناروں کو روشن کر دے اور اگر جنت کا کوئی شخص جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو وہ سورج کی روشنی کو ماند کر دیں۔ بالکل اسی طرح جیسے سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے اور صرف ابن لہیعہ سے منقول ہے۔

یحییٰ بن ایوب نے اس روایت کو یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

اہل جنت کی کیفیت:

جس طرح جنت بے مثال ہے اسی طرح اہل جنت بھی بے مثال ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں کثیر خوبیوں سے سرفراز کرے گا' جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1- ان کے چہرے چودھویں رات کی طرح روشن ہوں گے۔
2- انہیں تھوک کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔
3- ان کی ناک نہیں بہے گی۔
4- انہیں قضاء حاجت کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔
5- اہل جنت کے برتن سونے کے ہوں گے۔
6- ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔
7- ان کے لیے دھونی کی انگیٹھی خوشبودار ہوگی۔
8- ان کا پسینہ کستوری کی طرح خوشبودار ہوگا۔
9- ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا صاف نظر آئے گا۔
10- ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔
11- کسی کے دل میں بغض و عداوت نہیں ہوگی۔
12- ان کے دلوں میں اخوت و محبت کا غلبہ ہوگا۔

13- صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں گے،
14- جنت کی کوئی چیز ناخن کے برابر دنیا میں ظاہر کی جائے تو پوری دنیا اس سے مزین ہو جائے۔
15- کوئی جنتی دنیا میں جھانک لے تو اس کی وجہ سے سورج کی روشنی کم ہو جائے۔
16- اگر جنت کا کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس سے سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج نکلنے سے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ ثِيَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 8: اہلِ جنت کے لباس کا تذکرہ

2462 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَّا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ جنت کے جسم اور چہروں پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ ان کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی اور ان کے لباس کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2463 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِي السَّمْحِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: فِيْ قَوْلِهٖ (وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ) قَالَ ارْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةَ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّ مَعْنَاهُ الْفُرُشَ فِي الدَّرَجَاتِ وَبَيْنَ الدَّرَجَاتِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

"اور بچھے ہوئے بچھونے ہوں گے"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس کی بلندی اس طرح ہے، جس طرح آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے، جو پانچ سو برس کی مسافت پر مشتمل ہے۔

2462- اخرجه الدارمی (۲/۳۳۵): كتاب الرقاق: باب: اهل الجنة و نعيمها من طريق معاذ بن هشام، عن ابيه، عن عامر الاحول، عن شهر بن حوشب، فذكره-

2463- اخرجه احمد (۳/۷۵) من طريق ابي الهيثم، فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی تفسیر یہ بیان کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: وہ بچھونے مختلف درجات میں ہوں گے' اور ان درجات کے درمیان اتنا فرق ہوگا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

شرح

اہل جنت کے کپڑوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں اہل جنت اور ان کے لباس کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- اہل جنت کے اجسام بالوں سے پاک ہوں گے۔ 2- وہ بے ریش ہوں گے۔ 3- قدرتی طور پر ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔ 4- ان کی جوانی مستقل ہوگی۔ جو کبھی بڑھاپے میں تبدیل نہیں ہوگی۔ 5- ان کا لباس نہ پرانا ہوگا اور نہ میلا کچیلا ہوگا۔ 6- ان کے لیے اونچے اونچے فرش ہوں گے۔ 7- ان کی اونچائی اتنی ہوگی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

سوال، قرآن کریم میں اہل جنت کے بستروں کی صفت مرفوعہ کیوں بیان کی گئی جبکہ وہ خود اونچے نہیں ہوں گے؟

جواب: اونچا ہونا محض بلندی میں نہیں ہوتا بلکہ مرتبہ میں بھی ہوسکتا ہے اور ظاہری بلندی میں بھی پانچ سو سال کی مسافت بستروں کی نہیں ہوگی بلکہ اس سے درجات جنت مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ ثِمَارِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 9: جنت کے پھلوں کا تذکرہ

2464 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: وَذُكِرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ يَحْيٰى فِيْهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی سوار اس کی شاخوں کے سائے میں ایک سو سال تک چل سکتا ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی سوار اس کے سائے میں (چلتے ہوئے) ایک سو سال تک رہ سکتا ہے۔ یہاں پر یحییٰ نامی راوی کو شک ہے۔

اس کا فرش (یا بچھونے) سونے کے ہوں گے' اور اس کے پھل مٹکوں کی مانند ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

جنت کے پھلوں کا تذکرہ:

دُنیا کے پھل جنت کے پھلوں کی نقل ہیں اور جنت کے پھل ذائقہ اور خوشبو کے اعتبار سے بے مثل و بے مثال ہوں گے۔
جنت کے پھلوں میں سے ایک بیری کا درخت ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ (النجم:14) بیری کے درخت کے پاس"۔ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر اور عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔ اس مقام سے اوپر فرشتوں کی آمد و رفت ممنوع ہے۔ اس درخت کا سایہ اتنا کثیر ہے کہ سو اونٹ سوار اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس درخت کی دو شاخوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس درخت کے پھل یعنی بیر مقام ہجر کے مٹکوں کے برابر ہوں گے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب میں بطور تمثیل ایک پھل کا ذکر کیا گیا ہے۔ باقی پھلوں کی کیفیت اس سے مختلف نہیں ہوگی بلکہ ہر پھل کا ذائقہ دوسرے سے بہتر اور پرکشش ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ طَيْرِ الْجَنَّةِ

باب 10: جنت کے پرندوں کا تذکرہ

2465 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهْرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ فِيْهَا طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عُمَرُ اِنَّ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَتُهَا اَحْسَنُ مِنْهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کوثر سے مراد کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ نہر جنت میں ہوگی۔ (آپ ﷺ نے یہ فرمایا) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور جنت میں پرندے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔ (یعنی ان کا جسم بڑا ہوگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ تو بڑی زبردست نعمتیں ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں کھانے والے اس سے زیادہ نعمتوں میں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

محمد بن عبداللہ نامی راوی ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں۔
عبیداللہ بن مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جنت کے پرندوں کی کیفیت:

جنت میں مختلف شکلوں، مختلف ناموں اور مختلف ذائقوں کے پرندے ہوں گے۔ وہ پرندے آبی ہوں گے اور خشکی بھی۔ کوثر جنت سے برآمد ہونے والی نہر ہے، جو جنت سے نکل کر میدان محشر میں جائے گی، یہ نہر بہت بڑے تالاب کی شکل میں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنے خدام کو سیراب کر رہے ہوں گے۔ اس نہر میں پرندے ہوں گے جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی مثل ہوں گی۔ ان پرندوں کی خوبصورتی سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یہ نعمت تو بڑی خوشگوار ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوشگوار ہوں گے۔
یہ تو نہر کوثر کے آبی پرندوں کا تذکرہ تھا۔ ان کے علاوہ خشکی پرندے بھی ہوں گے۔ جن کا تذکرہ بایں الفاظ کیا گیا ہے: ان طیر الجنۃ کامثال البخت ترعی فی شجر ۃالجنۃ۔ بیشک جنت کے پرندے بختی اونٹوں کی مثل ہوں گے جو جنت کے درختوں میں چریں گے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان ھذا الطیر ناعمۃ۔ یہ پرندے تو بڑے خوشگوار ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوشگوار ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ خَيْلِ الْجَنَّةِ

باب 11: جنت کے گھوڑوں کا تذکرہ

2466 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ اِنِ اللّٰهُ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ يَّاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيْرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ اِبِلٍ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ قَالَ اِنْ يُّدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الْمَسْعُوْدِيِّ

◆◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب تمہیں جنت میں داخل کرے گا، تو تم اس

میں سرخ یاقوت سے بنے ہوئے جس بھی گھوڑے پر سوار ہو کر جنت میں جہاں بھی جانا چاہو گے وہ تمہیں لے جائے گا۔
راوی بیان کرتے ہیں: ایک اور شخص نے آپ سے سوال کیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے۔
راوی بیان کرتے ہیں: آپ نے اس شخص سے وہ نہیں فرمایا جو اس کے ساتھی سے فرمایا تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا' تو اس میں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کا تمہارا نفس خواہش کرے گا' اور جس سے تمہاری آنکھوں کو سرور ملے گا۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔
یہ روایت مسعودی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2467 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الْاَحْمَسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ وَّاصِلٍ هُوَ ابْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ سَوْرَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِّنْ يَّاقُوْتَةٍ لَّهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اَيُّوْبَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَاَبُوْ سَوْرَةَ هُوَ ابْنُ اَخِيْ اَبِيْ اَيُّوْبَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ جِدًّا

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيلَ يَقُوْلُ اَبُوْ سَوْرَةَ هٰذَا مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ يَرْوِيْ مَنَاكِيْرَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا

◆◆ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں۔ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں جنت میں داخل کیا گیا' تو یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے۔ پھر تمہیں اس پر سوار کیا جائے گا پھر وہ تمہیں لے کر' جہاں تم چاہو گے وہاں چلا جائے گا۔

اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے اور ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اس کے راوی ابوسورہ' جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں' ان کو علم حدیث میں ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں انتہائی ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابوسورہ نامی راوی منکر الحدیث ہے اور اس نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں جن کا متابع کوئی نہیں ہے۔

شرح

جنتی گھوڑوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں کی طرح جنت میں خوبصورت گھوڑے بھی موجود ہوں گے جو سرخ یا قوت کے ہوں گے اور اہل جنت کی خواہش کے مطابق انہیں اڑا کر وہاں پہنچا دیں گے۔ یہ گھوڑے دنیا کے گھوڑوں سے مختلف ہوں گے کیونکہ ان کے دو پر ہوں گے اور وہ پیدل نہیں بلکہ پروں کے ذریعے اڑ کر سفر طے کر سکیں گے۔

کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ آپ نے اسے جواب میں فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو وہاں تمہیں ہر وہ چیز میسر ہوگی جس کی تم خواہش کرو گے''۔ اس جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں پرندے، گھوڑے اور اونٹ جس کی بھی خواہش کی جائے گی وہ موجود ہوں گے۔ اہل جنت اس سے استفادہ کریں گے۔

سوال: سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں اونٹوں کے بارے میں سوال کیا تھا لیکن جواب اونٹوں کے بارے میں نہیں بلکہ عمومی دیا گیا۔ اس طرح جواب سوال کے مطابق نہ ہوا؟

جواب: ہر مریض کا مرض کے مطابق علاج تجویز کیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سائل کو ایسا جواب دیا گیا ہے جو نہ صرف اس کے سوال کا جواب ہے بلکہ مزید کثیر سوالات کا بھی جواب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سِنِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 12: اہلِ جنت کی عمر کا بیان

2468 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَبَعْضُ اَصْحَابِ قَتَادَةَ رَوَوْا هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يُسْنِدُوْهُ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے چہرے اور جسم پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور (دیکھنے میں یوں محسوس ہوگا) کہ وہ 32 یا 33 سال کے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

قتادہ کے بعض شاگردوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور اس کی سند روایت نہیں کی ہے۔

2468۔ اخرجه احمد (۵/۲۴۳) من طریق شهر بن حوشب، عن عبد الرحمن بن غنم، فذکره، (۵/ ۲۳۲، ۲۳۹) من طریق شهر بن حوشب، عن معاذ، فذکره لیس فیه (عبد الرحمن بن غنم)۔

شرح

اہل جنت کی عمروں کا تذکرہ:

جب قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو پھر کسی کی موت واقع نہیں ہوگی۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے اجسام پر بال نہیں ہوں گے۔ وہ بے ریش ہوں گے اور ان کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں ہوں گی۔ ان کی عمر تیس یا تینتیس سال کی ہوگی۔

سوال: اہل جنت کی عمروں کے بارے میں مشکوک فقرہ ہے: وہ تیس یا تینتیس سال کی ہوں گی۔ تو دونوں میں قوی صورت کونسی ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں سے تینتیس سال کی صورت زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کی تائید حضرت ابوہریرہ اور حضرت مقدوم رضی اللہ عنہما کی روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں صراحت سے 33 کا عدد مذکور ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَفِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 13: اہلِ جنت کی کتنی صفیں ہوں گی؟

2469 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الطَّحَّانُ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّمِنْهُمْ مَنْ قَالَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَحَدِيْثُ اَبِىْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سِنَانٍ اسْمُهٗ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ وَاَبُوْ سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَّهُوَ بَصْرِيٌّ وَّاَبُوْ سِنَانٍ الشَّامِيُّ اسْمُهٗ عِيْسٰى بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْقَسْمَلِيُّ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس امت کی ہوں گی اور 40 باقی تمام امتوں کی ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت علقمہ کے حوالے سے سلیمان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابوسنان نے محارب بن دثار کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ حسن ہے۔

2469- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۳۳): كتاب الزهد: باب: صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (۴۲۸۹) و احمد (۵/۳۴۷، ۳۵۵، ۳۶۱) و الدارمی (۲/۳۳۷): كتاب الرقاق: باب: صفوف اهل الجنة من طريق ابن بريدة فذكره.

ابوسنان نامی راوی کا نام ضرار بن مرہ ہے۔

ابوسنان شیبانی کا نام سعید بن سنان ہے۔ یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

ابوسنان شامی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے اور ان کا اسم منسوب ''قسملی'' ہے۔

2470 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِّنْ اَرْبَعِيْنَ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ مَا اَنْتُمْ فِى الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِىْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِىْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک قبہ میں موجود تھے۔ تقریباً ہم چالیس افراد تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کا چوتھائی حصہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کا ایک تہائی حصہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کا نصف حصہ ہو؟ بے شک جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا۔ مشرکین کے درمیان تمہاری حیثیت اسی طرح ہوگی جیسے کالی جلد والے بیل کے جسم پر سفید بال ہو یا سفید جلد والے بیل کے جسم پر کوئی کالا بال ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

اہل جنت کی صفوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک قیامت کے دن تمام امتوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی اور چالیس صفیں باقی امتوں کی ہوں گی۔ اس طرح اہل جنت میں سے کل تعداد کے دو ثلث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی اور ایک ثلث باقی امتیں ہوں گی۔

2470- اخرجه البخاری (۱۱/۳۸۵): كتاب الرقاق: باب: الحشر، حديث (۶۵۲۸) وطرفه في: (۶۶۴۲) ومسلم (۱/۶۴۲ - الابی): كتاب الايمان: باب: بيان كون هذه الامة نصف اهل الجنة، حديث (۳۷۷، ۳۷۸) و ابن ماجه (۲/۱۴۳۲): كتاب الزهد: باب: صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (۴۲۸۳) و احمد (۱/۳۸۶، ۴۳۷، ۴۴۵) من طريق ابواسحاق، عن عمرو بن ميمون، فذكره۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل جنت کی تعداد میں اپنی امت کے بارے میں پہلے چوتھائی حصہ، پھر تہائی حصہ، پھر نصف حصہ کی خوشخبری سنائی۔ اس تدریجی ترقی کی وجہ کیا ہے؟

جواب: زبان نبوت سے اپنی امت کو اہل جنت میں سے تعداد کے بارے میں بتدریج ترقی کی یہ خوشخبری نزول وحی کے مطابق سنائی گئی تھی۔ آخری خوشخبری وہ ہے، جو آخری وحی کے مطابق سنائی گئی کہ دو ثلث تعداد امت محمدیہ کی ہوگی اور ایک ثلث باقی امتوں کی۔

فائدہ نافعہ: جہنم میں داخل ہونے والے کفار و مشرکین کی تعداد کے مقابلہ میں جنت میں داخل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہوگی جیسے سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال کی جو نسبت ہوتی ہے یہی نسبت اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ہوگی۔ الحاصل! اہل جنت کی تعداد اہل جہنم کے مقابلہ میں بالکل قلیل ہوگی، کیونکہ اہل جہنم یعنی جہنم میں داخل ہونے والے مشرکین و کفار کی تعداد کثیر ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

باب 14: جنت کے دروازوں کا تذکرہ

2471 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى الْقَزَّازُ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: بَابُ اُمَّتِي الَّذِيْ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيُضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادُ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لِخَالِدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ مَنَاكِيْرُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

◆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کا وہ دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے، اس کی چوڑائی اتنی ہے، جتنی مسافت کوئی تیز رفتار سوار تین دن میں طے کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کا اس میں اتنا ہجوم ہوگا کہ یوں محسوس ہوگا کہ ان کے بازو اتر جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو وہ اس سے واقف نہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا: خالد بن ابوبکر سے منکر روایات منقول ہیں جو انہوں نے سالم بن عبداللہ سے نقل کی ہیں۔

2471۔ تفرد به الترمذي. ينظر (تحفة الاشراف) (۷۳۰۸) ذكره صاحب (المشكاة) (۹/۶۰۷) - مرقاة) حديث (۵۶۴۵) و صاحب (كنز العمال) (۱۴/۴۷۲) حديث (۳۹۳۱۱) وعزاه للترمذي۔

شرح

جنت کے دروازہ کی کیفیت:

جنت کے مختلف دروازے ہوں گے، جن کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے۔ ایک دروازہ ایسا ہوگا جس سے صرف امت محمدی داخل ہو سکے گی اور اس کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ اونٹ تین سال تک تیز رفتاری سے جتنا فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ جب امت محمدی اس دروازے سے گزرے گی تو ان کی کثرت کی وجہ سے باہم کندھے ملے ہوئے ہوں گے اور دروازہ چرچرانے لگے گا یعنی وہ اپنی وسعت کے باوجود تنگ دامنی کا ثبوت فراہم کرے گا۔

سوال: حدیث باب میں دروازے کی طوالت تین سال کی مسافت بیان کی گئی ہے۔ دوسری روایت میں چالیس سال کی مسافت بھی بیان ہوئی ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب، دونوں روایات میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال کی مسافت بتائی گئی تو آپ نے اپنی امت کو یہ بیان کردی پھر چالیس سال کی مسافت بذریعہ وحی آپ کو بتائی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بیان فرمادی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُوقِ الْجَنَّةِ

باب 15: جنت کے بازار کا بیان

2472 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي الْعِشْرِيْنَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَفِيْهَا سُوقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَّيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ وَمَا يَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تُمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَسَعَةُ مَغْفِرَتِيْ بَلَغَتْ بِكَ

2472- اخرجه ابن ماجه (٢/ ١٤٥٠): كتاب الزهد: باب: صفة الجنة، حديث (٤٣٣٦) من طريق عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعي: قال: حدثني حسان بن عطية- قال: حدثني سعيد بن المسيب: فذكره۔

مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُوْمُوْا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُّ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَاْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيْهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرٰى وَفِيْ ذٰلِكَ السُّوْقِ يَلْقَى اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِيْ اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ اِلَيْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْزَنَ فِيْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا اَنْ نَّنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰى سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں: ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں' وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا کرے' تو سعید نے دریافت کیا' کیا اس میں بازار بھی ہو گا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: جب اہلِ جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے' تو وہ اپنے اعمال کی فضیلت کے اعتبار سے اس میں قیام کریں گے پھر دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعہ کے دن انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں۔ ان کے سامنے اس کا عرش ظاہر ہوگا۔ وہ ان کے سامنے جنت کے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا تو ان لوگوں کے لیے وہاں نور کے منبر رکھے جائیں گے' اور موتی، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے۔ ان میں سے سب سے کمتر حیثیت کا مالک، ویسے ان میں کوئی کمتر نہیں ہوگا، مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوگا۔ انہیں یہ محسوس نہیں ہوگا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا شخص محفل میں بیٹھنے کے اعتبار سے ان سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں۔ کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح تمہیں اپنے پروردگار کی زیارت کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی اور اس محفل میں موجود ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ کرے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک شخص سے یہ فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یاد ہے؟ تم نے فلاں' فلاں دن یہ بات کہی تھی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں کی ہوئی کوئی غلطی یاد کروائے گا' تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! کیا' تو نے میری مغفرت نہیں کر دی ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے تم اس مقام تک پہنچے ہو۔ اس دوران ان لوگوں کو ایک بادل ڈھانپ لے گا' اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش ہوگی جو انہوں نے کبھی نہیں سونگھی ہوگی' تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: اٹھو اور میرے انعامات کی طرف جاؤ! جو میں نے تمہارے لیے

رکھے ہیں۔ ان میں سے جو تم چاہو اسے حاصل کرلو پھر وہ لوگ اس بازار کی طرف جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔ اس میں وہ چیزیں موجود ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا' اور کسی کان نے ان کے بارے میں کچھ سنا نہیں ہوگا' اور کسی کے ذہن میں ان کا خیال بھی نہیں آیا ہوگا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) ہم جس چیز کی خواہش کریں گے وہ ہمیں دے دی جائے گی۔ وہاں خرید و فروخت نہیں ہوگی' پھر اہلِ جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اعلیٰ مرتبے والا جنتی اپنے سے کم مرتبے والے جنتی سے ملاقات کرے گا۔ ویسے ان میں کوئی بھی کم حیثیت کا مالک نہیں ہوگا' تو اسے اس کا لباس پسند آجائے گا۔ ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی ہوگی کہ اس کے اپنے جسم پر اس سے بہتر لباس ظاہر ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے: جنت میں کوئی بھی شخص کسی بھی غم کا شکار نہیں ہوگا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر ہم وہاں سے اپنے گھر روانہ ہوں گے' جب ہم اپنی بیویوں کے سامنے آئیں گے' تو وہ یہ کہیں گی: آپ کو خوش آمدید ہو۔ آپ تو پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو کر لوٹے ہیں۔ تو ہم یہ جواب دیں گے' ہم زبردست پروردگار کی بارگاہ میں سے آرہے ہیں' تو ہم اس بات کے حقدار تھے کہ اس کیفیت میں واپس آئیں' جس میں اب آئے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سوید بن عمرو نے اوزاعی کے حوالے سے اس حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

2473 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَا فِيهَا شِرَاءٌ وَّلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی البتہ اس میں کچھ مردوں اور عورتوں کی تصاویر ہوں گی جب کوئی شخص کسی تصویر کو پسند کرے گا' تو وہ اسی کی طرح ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

جنت کا بازار اور اس کی رونق:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں دیگر امور کے علاوہ بازار ہوگا، جس میں خرید و فروخت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ اہلِ جنت کی باہم ملاقات ہوگی۔ اگر کوئی جنتی بازار سے کپڑا وغیرہ خریدنا چاہے گا تو اپنا زیب تن کیا ہوا لباس دیکھ کر کہے گا کہ مجھے اس کپڑے

2473- اخرجه عبد الله بن احمد في (زوائد المسند) (۱۵۶/۱) من طريق النعمان بن سعد، فذكره۔

کی ہرگز ضرورت نہیں ہے' کیونکہ اس سے بہتر لباس تو میں نے خود زیب تن کیا ہوا ہے۔ جنت میں بارش کا سلسلہ بھی موجود ہوگا جس کے نتیجہ میں اہل جنت، اہل جنت کے گھروں اور ان کی بیویوں کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔

دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعتہ المبارک کے دن اہل جنت کو زیارت باری تعالیٰ کی دولت حاصل ہوگی۔ دوران زیارت کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ یہ اتنی خوبصورت نعمت ہوگی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔

جنت کے بازار میں لوگ موجود ہوں گے جو خواتین و حضرات صورتیں ملاحظہ کریں گے اور جب کوئی کسی صورت کو پسند کرے گا وہ اصل صورت میں روح و جان کے ساتھ سامنے موجود ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

باب 16: باری تعالیٰ کا دیدار

2474 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهٗ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو ارشاد فرمایا عنقریب تمہیں تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تم اس کی اسی طرح زیارت کرو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو رہی اگر تم سے ہو سکے' تو سورج نکلنے سے پہلے والی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہونا (یعنی اسے قضاء نہ کرنا) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''اپنے پروردگار کی حمد کے ہمراہ تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2475 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

2474۔ اخرجه البخاری (۲/ ۴۰): کتاب مواقیت الصلاة: باب: فضل صلاة العصر' حدیث (۵۵۴) واطرافه فی: (۵۷۳' ۴۸۵۱' ۷۴۳۴' ۷۴۳۵' ۷۴۳۶) ومسلم (۲/ ۵۶۹ - الابی): کتاب المساجد مواضع الصلاة: باب: فضل صلاتی الصبح و العصر' حدیث (۲۱۱' ۲۱۲/ ۶۳۳) و ابوداؤد (۴/ ۲۳۳): کتاب السنة: باب: فی الرؤیة' حدیث (۴۷۲۹) و ابن ماجه (۱/ ۶۳): المقدمة: باب: فیما انکرت الجهمیة' حدیث (۱۷۷) و احمد (۴/ ۳۶۰' ۳۶۲' ۳۶۴) و الحمیدی (۲/ ۳۴۲) حدیث (۷۹۹) و ابن خزیمة (۱/ ۱۶۴) حدیث (۳۱۷) من طریق قیس بن ابی حازم' فذکره۔

ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ

متنِ حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهِ (لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ) قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادٰى مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا قَالُوْا اَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَيَنْكَشِفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمْ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْهِ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا اَسْنَدَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَرَفَعَهُ وَرَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَوْلَهُ

◆◆ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

''ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اچھائی کی، اچھائی ہوگی اور مزید (بہتری) ہوگی''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب اہلِ جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے' تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا: تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک وعدہ ہے۔ اہلِ جنت یہ کہیں گے: کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دیدی اور جنت میں داخل نہیں کر دیا' تو وہ جواب دیں گے' جی ہاں! پھر حجاب ہٹایا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! اس کے دیدار سے زیادہ اور کوئی چیز اہلِ جنت کے نزدیک محبوب نہیں ہوگی۔

اس حدیث کی سند کو حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے اور اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

جبکہ سلیمان بن مغیرہ نے اس روایت کو ثابت بنانی کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 17: بلاعنوان

2476 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنِيْ شَبَابَةُ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَنَعِيْمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمَهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهِ غَدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ)

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا وَرَوٰى عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

2475۔ اخرجه مسلم (۱ /۵۵۴،۵۵۵ - الابی): كتاب الايمان: باب: اثبات روية المؤمنين فى الآخرة ربهم سبحانه و تعالىٰ، حديث (۲۹۷، ۱۸۱/۲۹۸) و ابن ماجه (۱/۶۷): المقدمة: باب: فيما انكرت الجهمية، حديث (۱۸۷) و احمد (۴/۳۳۲، ۳۳۳)، (۶/۱۵) من طريق حماد بن سلمة عن ثابت البنانى، عن عبد الرحمن بن ابى ليلى، فذكره۔

2476۔ اخرجه احمد (۲/۱۳، ۶۴) و عبد بن حميد (۲۶۰) حديث (۸۱۹) من طريق ثوير بن ابى فاختة، فذكره۔

الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قدر ومنزلت کے اعتبار سے جنت میں سب سے کمتر حیثیت کا مالک وہ شخص ہوگا' جو ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغات، بیویوں، نعمتوں، خدمت گاروں اور تختوں کو دیکھ سکے گا اور ان (اہلِ جنت) میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا' جو صبح شام اس کی زیارت کرے گا پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اس دن کچھ چہرے بارونق ہوں گے جو اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے"

یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔ یہ اسرائیل کے حوالے سے ثویر کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

عبدالملک نے اس کو ثویر کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے "موقوف" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبید اللہ اشجعی نے اسے سفیان کے حوالے سے ثویر کے حوالے سے، مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہ روایت ابوکریب محمد بن علاء نے عبید اللہ اشجعی کے حوالے سے، سفیان کے حوالے سے، ثویر کے حوالے سے، مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی ہے اور اس کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

2477 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَتُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَتُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَهٰكَذَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ ابْنِ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّحَدِيْثُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ وَهٰكَذَا رَوَاهُ سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ

حکمِ حدیث: وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

2477- اخرجه مسلم (۹/۴۳۷ - الابی) كتاب الزهد والرقائق: باب: صفة الجنة و النار ' حديث (۱۶/ ۲۹۶۸) و ابو داؤد (۴/ ۲۳۲) كتاب السنة: باب: في الرؤية' حديث (۴۷۳۰) و ابن ماجه (۱/ ۶۳) المقدمة: باب: فيما انكرت الجهمية ' حديث (۱۷۸) واحمد (۲/ ۲۸۹، ۴۹۲) و الحميدی (۲/ ۴۹۶) حديث (۱۱۷۸) من طريق ابو صالح ' فذكره۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم لوگوں کو چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے یا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کی اسی طرح زیارت کرو گے، جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو اور تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

یحییٰ بن عیسیٰ رملی اور دیگر راویوں نے اسے اسی طرح اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن ادریس نے اسے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ابن ادریس کا اعمش کے حوالے سے روایت کرنا محفوظ نہیں ہے۔

ابوصالح کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنا زیادہ مستند ہے۔

سہیل بن ابوصالح نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے، جو دیگر سند کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور وہ اسی روایت کی مانند ہے اور یہ روایت بھی مستند ہے۔

شرح

جنت میں دیدار الٰہی کی دولت حاصل ہونا:

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جنت میں زیارت باری تعالیٰ حق ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامۃ: 23,22) اس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے جو اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوں گے، چونکہ اس کے برعکس کفار اس سعادت سے محروم ہوں گے لہٰذا اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے: اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ (المطففین: 15) وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار کے بارے میں حجاب میں ہوں گے۔

بہت سے گمراہ فرقے باری تعالیٰ کے منکر ہیں مثلاً معتزلہ، خوارج اور بعض مرجئہ کا کہنا ہے کہ رؤیت کے لیے تین امور کا ہونا ضروری ہے۔

1- جسم ہونا۔

2- رنگ ہونا خواہ سفید یا زرد،

3- جہت میں ہونا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات امور ثلاثہ سے پاک ہے لہٰذا اسے دیکھنا محال و ناممکن ہے۔ اہلسنت کی طرف سے ان فرقوں کی اس دلیل کا

جواب یوں دیا جاتا ہے:

1- رؤیت باری تعالیٰ قرآن سے ثابت ہے جس طرح دلیل پیش کی گئی ہے۔

2- آخرت کے امور کو دنیوی امور پر قیاس کرتے ہوئے ممنوع ومحال قرار دینا درست نہیں ہے۔

3- احادیث مبارکہ سے رؤیت باری تعالیٰ کا تذکرہ بالتفصیل موجود ہے۔

پہلی حدیث باب میں رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی حسین وبے مثل چیز کو دیکھنے کے لیے لوگ کثرت بلکہ جم غفیر کی شکل میں جمع ہو جاتے ہیں بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم سب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور خواہ انہیں کتنی زحمت برداشت کرنا پڑے لیکن اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی بلکہ اس کا دیکھنا یقینی ہوتا ہے۔ اسی طرح رؤیت باری تعالیٰ کے لیے بھی کوئی چیز حائل یا رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

حدیث کے اختتام پر رؤیت باری تعالیٰ کے لیے ارکان اربعہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر عمل کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز ادا کرنے سے انسان میں دیدار الٰہی کا جمال پیدا ہوتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے بخل دور ہوتا ہے روزہ رکھنے سے تقویٰ وطہارت حاصل ہوتی ہے اور حج بیت اللہ سے محبت باری تعالیٰ موجزن ہوتی ہے۔ ان خوبیوں کے سبب انسان میں رؤیت باری تعالیٰ کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت کی تمام نعمتوں سے نوازے گا، پھر اعلان ہوگا کہ کوئی ایسی نعمت باقی تو نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہو پھر وہ عنایت نہ کی ہو؟ ملائکہ عرض کریں گے: اے پروردگار! ان سے دیدار کرانے کا وعدہ کیا گیا تھا اور اس نعمت سے ابھی تک انہیں سرفراز نہیں کیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی کا پردہ دور کر کے اہل جنت کو اپنے دیدار سے نوازے گا۔

تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ کمتر درجے کا جنتی آدمی ہزار سال کی مسافت تک اپنی مختلف نعمتوں، مثلاً باغات، خدام، بیویوں اور اپنی مسہریوں وغیرہ کو دیکھے گا پھر اسے دیدار خداوندی کی نعمت سے بھی سرفراز کیا جائیگا۔

چوتھی حدیث باب میں وضاحت ہے کہ جس طرح آفتاب وماہتاب کو دیکھنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح دیدار خداوندی میں بھی کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2478 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَنَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ

2478- اخرجه البخاری (۱۱/ ۴۲۳): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة والنار، حدیث (۶۵۴۹) وطرفه فی: (۷۵۱۸) و مسلم (۴/ ۲۱۷۶): کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها: باب: احلال الرضوان علی اهل الجنة فلا یسخط علیهم ابداً، حدیث (۹/ ۲۸۲۹) و احمد (۳/ ۸۸) من طریق مالك بن انس له، عن زید بن اسلم، عن عطاء بن یسار، فذکره۔

ذٰلِكَ قَالُوْا اَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ اَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائے گا: اے اہلِ جنت! وہ جواب دیں گے' ہم حاضر ہیں۔ ہمارے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ وہ جواب دیں گے' ہم راضی کیوں نہ ہوں' جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے' جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا' تو وہ فرمائے گا: میں تمہیں اس سے زیادہ فضیلت والی چیز عطا کرنے لگا ہوں۔ وہ عرض کریں گے۔ اس سے زیادہ فضیلت والی چیز اور کیا ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہارے لیے اپنی رضامندی حلال کر دی ہے۔ اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نعمت عظیم ہونا:

اہلِ جنت کے لیے جنت کی تمام نعمتوں سے بڑی دو نعمتیں ہوں گی:

1- دیدارِ خداوندی

2- دائمی رضائے خداوندی

چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (التوبہ: 72) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

حدیث باب ہے کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے مخاطب ہوگا: جن نعمتوں سے میں نے تمہیں نوازا ہے۔ کیا تم ان کی وجہ سے خوش ہو؟ وہ عرض گزار ہوں گے: اے پروردگار! ہم تیری ان عنایات پر خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں ان سے بڑی نعمت عطا کرنے والا ہوں۔ وہ تعجب کے عالم میں عرض کریں گے: اے پروردگار! ان نعمتوں سے بڑھ کر بھی تیری کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ انہیں جواب دیا جائے گا: وہ نعمت میری رضا و خوشنودی ہے۔

بقول فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرَائِیْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِی الْغُرَفِ

باب 18: اہلِ جنت کا اپنے کمروں میں سے ایک دوسرے کو دیکھنا

2479 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2479۔ اخرجہ احمد (۲/۳۳۵، ۳۳۹) من طریق فلیح بن سلیمان، عن هلال بن علی، عن عطاء بن یسار، فذکرہ۔

متن حدیث: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِي الْغُرْفَةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ اَوِ الْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَارِبَ فِي الْاُفُقِ وَالطَّالِعَ فِي تَفَاضُلِ الدَّرَجَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُولٰئِكَ النَّبِيُّوْنَ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَاَقْوَامٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اہلِ جنت اپنے کمروں میں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ اسی طرح جیسے لوگ مشرق یا مغرب میں نکلنے والے ستارے کو دیکھتے ہیں جو افق میں ڈوب جاتا ہے یا طلوع ہوتا ہے۔ ایسا ان کے درجات میں باہمی فرق کی وجہ سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ انبیاء ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اور ان کے علاوہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اہل جنت کا اپنے بالا خانوں میں ہوتے ہوا ایک دوسرے کو دیکھنا:

جب مشرق یا مغرب میں کوئی ستارہ طلوع غروب ہوتا ہے تو لوگ اسے لمبی نظروں سے دیکھتے ہیں' کیونکہ وہ فاصلے پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو ستارہ سر پر یا بلندی پر ہو اسے نظریں لمبی کر کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت اپنے بالا خانوں میں موجود ہوتے ہوئے نیچے کے درجے والوں کو نظریں لمبی کر کے دیکھیں گے۔ کیونکہ وہ فاصلے پر ہوں گے۔ انہیں دیکھتے وقت درمیان سے پردہ ختم ہو جائے گا اور دیکھنے کے بعد پردہ دوبارہ حائل ہو جائے گا۔ تفاضل درجات کی نعمت محض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگی۔ الحاصل! خواہ اہل جنت مختلف بالا خانوں میں ہوں گے لیکن باہم دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُلُوْدِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ

باب 19: اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کا (جنت اور جہنم میں) ہمیشہ رہنا

2480 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اَلَا يَتْبَعُ كُلُّ اِنْسَانٍ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهٗ فَيُمَثَّلُ لِصَاحِبِ الصَّلِيْبِ صَلِيْبُهٗ وَلِصَاحِبِ التَّصَاوِيْرِ تَصَاوِيْرُهٗ وَلِصَاحِبِ النَّارِ نَارُهٗ فَيَتْبَعُوْنَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَيَبْقَى الْمُسْلِمُوْنَ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اَلَا تَتَّبِعُوْنَ النَّاسَ

2480- اخرجه احمد (۲/۳۶۸) من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه فذكره-

فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اللّٰهُ رَبُّنَا هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى نَرٰى رَبَّنَا وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ ثُمَّ يَتَوَارٰى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيَقُولُ أَلَا تَتَّبِعُونَ النَّاسَ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَهٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى نَرٰى رَبَّنَا وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ قَالُوا وَهَلْ نَرَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ يَتَوَارٰى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُونِي فَيَقُومُ الْمُسْلِمُونَ وَيُوضَعُ الصِّرَاطُ فَيَمُرُّونَ عَلَيْهِ مِثْلَ جِيَادِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ وَقَوْلُهُمْ عَلَيْهِ سَلِّمْ سَلِّمْ وَيَبْقٰى أَهْلُ النَّارِ فَيُطْرَحُ مِنْهُمْ فِيهَا فَوْجٌ ثُمَّ يُقَالُ هَلِ امْتَلَأْتِ فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ثُمَّ يُطْرَحُ فِيهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ هَلِ امْتَلَأْتِ فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتّٰى إِذَا أُوعِبُوا فِيهَا وَضَعَ الرَّحْمٰنُ قَدَمَهُ فِيهَا وَأَزْوٰى بَعْضَهَا إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ قَطْ قَالَتْ قَطْ قَطْ فَإِذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ قَالَ أُتِيَ بِالْمَوْتِ مُلَبَّبًا فَيُوقَفُ عَلَى السُّورِ بَيْنَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ يَرْجُونَ الشَّفَاعَةَ فَيُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ قَدْ عَرَفْنَاهُ هُوَ الْمَوْتُ الَّذِي وُكِّلَ بِنَا فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ ذَبْحًا عَلَى السُّورِ الَّذِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِثْلُ هٰذَا مَا يُذْكَرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ أَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ وَالْمَذْهَبُ فِي هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَوَكِيعٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهٰذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا تُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهٰذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ فِي الْحَدِيثِ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ يَعْنِي يَتَجَلّٰى لَهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا۔ پھر تمام جہانوں کا پروردگار ان سے مخاطب ہوگا اور فرمائے گا: ہر شخص اس کے پیچھے کیوں نہیں چلا جاتا؟ جس کی وہ عبادت کرتا تھا تو صلیب کے ماننے والوں کے لیے صلیب ایک وجود کی شکل میں آئے گی۔ تصویروں کی عبادت کرنے والوں کے لیے ان کی تصویریں وجود ہو جائیں گی۔ آگ کی عبادت کرنے والوں کے لیے آگ کو شکل دیدی جائے گی' تو لوگ ان کے پیچھے چل پڑیں گے' جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور صرف مسلمان باقی رہ جائیں گے' تو اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرے گا اور فرمائے گا: تم لوگوں کے پیچھے کیوں نہیں گئے؟ وہ جواب دیں گے' ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے ہم یہیں پر ٹھہرے رہیں گے' جب تک ہم اپنے پروردگار کی زیارت نہیں کر لیتے (راوی

کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ دراصل لوگوں کو ہدایت کر رہے تھے اور انہیں ثابت قدمی کی ترغیب دے رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے‘ تو انہوں نے عرض کی: نہیں۔ یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا‘ تو اس وقت اس کے دیدار میں بھی تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی پھر وہ حجاب کے پیچھے چلا جائے گا۔ پھر وہ نمودار ہوگا‘ اور اپنی ذات کی انہیں پہچان کروائے گا‘ اور فرمائے گا: میں تمہارا پروردگار ہوں تم میرے پیچھے آؤ! تو مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر پل صراط کو رکھا جائے گا‘ تو لوگ اس پر عمدہ گھوڑوں کی طرح (تیزی سے) گزریں گے۔ کچھ لوگ عمدہ اونٹوں کی طرح گزریں گے‘ اور وہ اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے۔ (اے اللہ تعالیٰ) تو سلامت رکھنا تو سلامت رکھنا پھر اہلِ جہنم باقی رہ جائیں گے‘ اور انہیں‘ اس میں گروہ کی شکل میں ڈال دیا جائے گا‘ تو (جہنم سے) پوچھا جائے گا‘ کیا تم بھر گئی ہو؟ تو وہ دریافت کرے گی: کیا اور لوگ ہیں؟ پھر ان میں ایک گروہ کو ڈالا جائے گا‘ تو اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم بھر گئی ہو؟ تو وہ دریافت کرے گی: کیا اور لوگ ہیں؟ یہاں تک کہ جب سب لوگوں کو اس میں ڈال دیا جائے گا‘ تو رحمٰن اپنا قدم اس میں رکھ دے گا‘ تو اس کا ایک حصہ دوسرے میں داخل ہوگا (یعنی وہ سمٹ جائے گی) تو رحمٰن فرمائے گا: اتنا کافی ہے؟ تو وہ جواب دے گی اتنا کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو جنت میں داخل کردے گا‘ اور اہلِ جہنم کو جہنم میں داخل کردے گا‘ تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا‘ اور اسے اس دیوار پر رکھ دیا جائے گا‘ جو اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے درمیان ہوگی پھر کہا جائے گا: اے اہلِ جنت! تو وہ لوگ خوف کے عالم میں جھانکیں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے اہلِ جہنم! تو وہ خوش ہو کر جھانکیں گے۔ اس امید پر کہ شاید ان کی شفاعت کردی گئی ہے‘ تو اہلِ جنت اور اہلِ جہنم سے یہ کہا جائے گا؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: یہ وہی ہے ہم اسے جانتے ہیں یہ موت ہے‘ جو ہم پر مسلط کی گئی تھی‘ پھر اسے لٹایا جائے گا‘ اور اس دیوار پر ذبح کردیا جائے گا‘ اور پھر یہ کہا جائے گا: اے اہلِ جنت! اب تم ہمیشہ اس (جنت) میں رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اہلِ جہنم! تم ہمیشہ اس (جہنم) میں رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں اسی طرح کی کئی روایات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں: جن میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر کیا گیا ہے: لوگ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے‘ اور ان میں پروردگار کے لیے پاؤں اور اس کی مانند دیگر چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس بارے میں اہلِ علم آئمہ کے نزدیک مذہب یہ ہے‘ ان آئمہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سفیان بن عیینہ‘ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وکیع اور دیگر حضرات شامل ہیں: یہ حضرات اس طرح کی روایات کو نقل کردیتے ہیں‘ اور یہ بیان کرتے ہیں: یہ چیز احادیث میں روایت کی گئی ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی؟

علم حدیث کے ماہرین نے اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے: وہ اس طرح کی روایات کو نقل کردیتے ہیں جس طرح منقول ہیں اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں‘ لیکن اس کی وضاحت نہیں کرتے اور اس بارے میں وہم کا شکار نہیں ہوتے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کیسے ہوگا؟

اہلِ علم نے اسے اختیار کیا ہے' ان کا یہ معاملہ ہے اور انہوں نے اسی بات کو اختیار کیا ہے۔
حدیث کے یہ الفاظ کہ وہ اپنی پہچان انہیں کروائے گا اس سے مراد یہ ہے: وہ ان کے سامنے تجلی کرے گا۔

2481 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ

متنِ حدیث: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن موت کو سیاہ وسفید رنگت کے دنبے کی شکل میں لا کر جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا' اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا' اور اس وقت وہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے۔

اگر کسی نے خوشی کی وجہ سے مرنا ہوتا' تو اہلِ جنت (خوشی سے) مر جاتے اور اگر کسی نے غم کی وجہ سے مرنا ہوتا تو اہلِ جہنم (اس وقت غم سے مر جاتے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اہل جنت کا دائمی طور پر جنت میں اور اہل جہنم کا دائمی طور پر جہنم میں رہنا:

اصل مضمون کی مناسبت سے چند اہم امور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1- جنت اہل ایمان کی آرام گاہ ہے اور جہنم اہل کفر کی سزا گاہ ہے۔ ایمان اور کفر دونوں ابدی حقائق کا نام ہے، جن کی بنیاد صحیح اور غلط عقائد پر ہے۔ ان کی جزا اور سزا بھی دائمی ہے۔ جس طرح ایمان و کفر کی جزا و سزا دائمی ہیں۔ اسی طرح جنت و جہنم دونوں مستقل ہیں۔

2- اعمال خواہ صالح ہوں یا سیۂ' وہ محدود و مؤقت ہیں مثلاً نماز سے فراغت پر عمل مکمل ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس زانی جب زنا سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا عمل پورا ہو جاتا ہے۔ ضابطہ کے مطابق اعمال صالحہ کے جزاء اور اعمال سیۂ کی سزا کا مؤقت و محدود ہونا ضروری ہے۔ اہل ایمان کے اعمال صالحہ ایمان کے تابع اور اہل کفر کے اعمال سیۂ' کفر کے تابع کیے گئے ہیں۔

اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○ (یوسف:56-57)

"اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو مصر کی زمین میں ٹھہرایا کہ وہ جہاں چاہیں رہائش پذیر ہو جائیں۔ ہم جسے

2481- تفرد بہ الترمذی' ینظر (تحفۃ الاشراف) (۴۲۳۰) و ذکرہ صاحب (کنز العمال) (۱۴/ ۵۱۵) ۲ حدیث (۳۹۱۵۱) [illegible]

چاہتے ہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرماتے ہیں اور ہم نیکوکار لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ آخر کا ثواب ایمان والے لوگوں کے لیے جو پرہیزگار رہتے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے: اہل جنت مجرموں سے دریافت کریں گے کہ تم جہنم میں کس جرم کی پاداش میں ڈالے گئے؟ وہ یوں جواب دیں گے: ہم نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے) ہم قیامت کا انکار کرتے تھے، حتیٰ کہ ہمیں موت نے آلیا۔ اس وجہ سے ہم جہنم میں ہیں۔ (المدثر: 41 تا 47)

3- مسلمان کے اعمال سیۂ کا ایمان کے تابع ہونا درست نہیں ہے کیونکہ دونوں میں مجانست ومماثلت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سزا دنیا میں قبر میں، میدان حشر میں یا پھر دوزخ میں پوری کی جائے گی۔ اس طرح حساب بے باق ہو جائے گا۔ دنیا میں سزا پوری ہو جانے کی صورت میں معاملہ صاف ہو جائے گا ورنہ یہ سزا قبر (عالم برزخ) میں بھگتنا ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی زیادہ تر سزائیں قبر میں نمٹ جائیں گی"۔

4- کفار ومشرکین کے اعمال صالحہ کفر کے تابع ہرگز نہیں ہو سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں مجانست ومماثلت نہیں ہے۔ تاہم ان کے اعمال صالحہ اور نیکیوں کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے خواہ وہ مصائب وشکایات کو روکنے کی صورت میں یا نعمتوں سے نوازنے کی شکل میں۔ پھر قبر اور بعد ازاں ان کے لیے کوئی جزا وثواب کا تصور نہیں ہوگا۔

مفہوم احادیث باب:

مفاہیم ومطالب احادیث باب کے حوالے سے چند اہم اور قابل توجہ امور درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ غیر معروف صورت میں اہل ایمان کے سامنے ظاہر ہوگا، اہل ایمان اسے پہچان نہیں سکیں گے، یہ معاملہ بطور امتحان ہوگا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں گے۔

2- ہر انسان جس جس چیز کی بطور معبود عبادت وریاضت کرتا ہوگا اس کی پیروی کرتا ہوا اس کے ساتھ وہ جائے گا، مثلاً سولی والے سولی کے ساتھ، مورتیوں والے مورتی کے ساتھ، آتش پرست آگ کے ساتھ ہوں گے، البتہ مسلمان کسی کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے گا اور اپنا معبود ہونا ظاہر کرے گا۔

3- ماہتاب دنیا کی طرح بلا تکلف اور بلا حجاب مسلمان اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور یہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک بے مثل نعمت ہوگی۔

4- اہل جنت کو جہنمیوں پر اور اہل جہنم کو جنتیوں پر جھانکنے کا حکم ہوگا۔ اہل جنت خوفزدہ ہو کر جھانکیں گے کہ کہیں انہیں جنت سے نکل جانے کا حکم تو نہیں ہوا ہے؟ جہنمی بخوشی اہل جنت پر جھانکیں گے کہ کہیں انہیں دوزخ سے آزادی کا پروانہ تو نہیں مل گیا؟

5- جب حساب وکتاب کے بعد اہل جنت، جنت میں اور دوزخی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت مینڈھے کی شکل میں جنت ودوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کسی جنتی یا جہنمی پر موت طاری نہیں ہوگی۔

6- جنتی لوگ مستقل طور پر بہشت میں رہیں گے، جہنمی لوگ مستقل طور پر دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔ یہ ان کی مستقل رہائشیں ہوں گی جن سے انہیں کبھی باہر نہیں نکالا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب 20: جنت کو (دنیاوی) تکالیف کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جہنم کو (دنیاوی) نفسانی خواہشات کے سائے میں رکھا گیا ہے۔

2482 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَّثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت کو (دنیا میں) تکالیف کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جہنم کو (دنیا میں) نفسانی خواہشات کے سائے میں رکھا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب صحیح" ہے۔

2483 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَرْسَلَ جِبْرِيْلَ اِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ انْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَجَآءَهَا وَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَرَجَعَ اِلَيْهِ قَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهَا فَانْظُرْ اِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا قَالَ فَرَجَعَ اِلَيْهَا فَاِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَرَجَعَ اِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ اذْهَبْ اِلَى النَّارِ فَانْظُرْ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا فَاِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهَا فَرَجَعَ اِلَيْهَا فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَنْجُوَ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا کرلیا' تو اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اس کا جائزہ لو اور ان چیزوں کا جائزہ لو! جو میں نے اہلِ جنت کے لیے اس میں تیار کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حضرت جبریل! جنت میں آئے۔ اس کا جائزہ لیا اور ان چیزوں کا جائزہ

2482۔ اخرجہ مسلم (۴/۲۱۷۴): کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا و اھلھا' حدیث (۱/۲۸۲۲) و احمد (۲/۲۶۰، ۳۵۴، ۳۸۴) و الدارمی (۲/۳۳۹): کتاب الرقاق: باب: حفت الجنۃ بالمکارہ' و عبد بن حمید (۳۹۱) حدیث (۱۳۱۱) من طریق حماد بن سلمۃ' عن ثابت' فذکرہ۔

2483۔ اخرجہ النسائی (۷/۳): کتاب الایمان و النذور: باب: الحلف بعزۃ اللہ تعالیٰ' حدیث (۳۷۶۳) من طریق عبدۃ بن سلیمان' عن محمد بن عمرو۔

لیا جو اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کے لیے اس میں تیار کی ہیں' جب وہ واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تو انہوں نے عرض کی: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں ضرور داخل ہو گا' تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے مصائب کے ذریعے گھیر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم واپس اس کی طرف جاؤ اور اس کا جائزہ لو جو اس میں' میں نے اہلِ جنت کے لیے تیار کیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام دوبارہ اس کی طرف گئے' تو اسے مصائب کے ذریعے گھیر دیا گیا تھا۔ وہ واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے: اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جہنم کی طرف جاؤ اور اس کا جائزہ لو اور اہلِ جہنم کے لیے اس میں، میں نے جو کچھ تیار کیا ہے اس کو دیکھو (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر دیکھا تو) اس کا ایک حصہ دوسرے پر سوار تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہو گا (یعنی اس سے بچنے کی کوشش کرے گا) تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے نفسانی خواہشات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دوبارہ اس کی طرف جاؤ! وہ دوبارہ اس کی طرف گئے۔ (اور واپس آ کر عرض کی) تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے: اب اس سے کوئی نہیں بچے گا۔ ہر شخص اس میں داخل ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جنت کا تکالیف کے سائے میں ہونا اور جہنم کا نفسانی خواہشات کے سایہ میں ہونا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اعمال جو آدمی کے جنت میں جانے کا سبب بنتے ہیں' وہ اس پر گراں اور دشوار ہوتے ہیں۔ دخول جنت کے لیے بہر حال آدمی وہ انجام دیتا ہے۔ اس کے برعکس جہنم میں لے جانے والے اعمال آدمی کے لیے زیادہ گراں نہیں ہوتے بلکہ انہیں بآسانی انجام دے سکتا ہے' لہٰذا آدمی ایسے اعمال بخوشی انجام دیتا ہے۔ الحاصل! جنت پر تکلف اعمال کے سایہ میں ہے اور جہنم نفسانی خواہشات کے سایہ میں ہے' لہٰذا دخول جنت کے لیے اعمال صالحہ کا کرنا از بس ضروری ہے اور جہنم کی سزا سے محفوظ رہنے کے لیے اعمال سیئہ سے احتراز لازمی ہے۔

یہ مضمون اس ارشاد خداوندی میں بیان کیا گیا ہے: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران: 185)
پس جو شخص جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا' وہ مکمل کامیاب ہوا"۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب 21: جنت اور جہنم کا مکالمہ

2484 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِيْنُ وَقَالَتِ النَّارُ يَدْخُلُنِي

2484۔ تخريجه الترمذي: ينظر (تحفة الاشراف) (۱۵۰۶۲) من طريق ابو سلمة، و اخرجه مسلم (۴/ ۲۱۸۶، ۲۱۸۷) برواية عن الاعرج عن ابي هريرة، و محمد بن سيرين عن ابي هريرة، حديث (۲۸۴۶) و احمد (۲/ ۲۷۶) من طريق ابن سيرين عن ابي هريرة۔

الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ فَقَالَ لِلنَّارِ اَنْتِ عَذَابِیْ اَنْتَقِمُ بِكِ مِمَّنْ شِئْتُ وَقَالَ لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ شِئْتُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت اور جہنم کے درمیان مکالمہ ہوا تو جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور غریب لوگ داخل ہوں گے۔ جہنم نے کہا: میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ داخل ہوں گے' تو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا: تم میرا عذاب ہو میں تمہارے ذریعے جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا' اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تم میری رحمت ہو' میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

جنت اور جہنم کا مکالمہ:

لفظ: احتجاج، ثلاثی مزید فیہ باب افتعال کا مصدر ہے۔ جس کا معنی ہے: کسی مقصد پر دلیل اخذ کرنا، اپنے آپ کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم قرار دینا۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جنت و جہنم کے درمیان مکالمہ ہوا۔ جنت نے یوں کہا: مجھ میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جو کمزور و غریب ہوں گے یعنی وہ خواہ بظاہر خستہ حال ہوں گے لیکن نیکوکار ہوں گے۔ اس پر جہنم نے یوں جواب دیا: مجھ میں متکبر و سرکش لوگ داخل ہوں گے۔ اگرچہ وہ بد باطن ہوں گے مگر بظاہر خوش نما ہوں گے۔ اہل جنت کے دل آراستہ اور جسم بدنما ہوں گے جبکہ جہنم میں جانے والے دل خستہ اور بظاہر خوشنما ہوں گے۔ دونوں کی گفتگو پر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ دونوں کو جزوی فضیلت حاصل ہے اور دونوں منشاء خداوندی کی تکمیل کا مظہر ہیں۔

حدیث باب میں ہمارے لیے خاص درس یہ ہے کہ باطن کی طرح آدمی کا ظاہر بھی تکبر و غرور سے پاک ہونا چاہیے تا کہ وہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے۔ اس طرح ناداروں، کمزوروں، یتیموں اور غریبوں کو اپنے مرتبہ و مقام پر فخر کرنا چاہیے کہ جنت کو ان پر ناز ہے اور وہ صاحب حیثیت لوگوں سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا لِاَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْكَرَامَةِ

باب 22: سب سے کم تر حیثیت کے مالک جنتی کو جو کرامت حاصل ہوگی

2485 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِیْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَّتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ

2485- اخرجه احمد (۳/۷۵) من طريق دراج عن ابی الهيثم فذكره۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں سب سے کمتر حیثیت کا مالک وہ شخص ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔ اور 72 بیویاں ہوں گی۔ اس شخص کے لیے موتیوں یاقوت اور زمرد سے بنا ہوا بڑا خیمہ نصب کیا جائے گا' جو اتنا بڑا ہوگا جتنا جابیہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔

2486 وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا وَكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ

حدیث دیگر: وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ اِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے' کم عمر یا زیادہ عمر کا جو بھی جنتی فوت ہوگا جنت میں اس کی عمر تیس سال کردی جائے گی اور وہ کبھی اس سے زیادہ نہیں ہوگی۔

اسی طرح اہلِ جہنم کے ساتھ ہوگا۔

اس سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: ان (اہلِ جنت کے سروں) پر تاج ہوں گے' جن کا سب سے کمتر موتی بھی مشرق اور مغرب کے درمیان ساری جگہ کو روشن کر سکے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف رشدین کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2487 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِيْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْجَنَّةِ جِمَاعٌ وَّلَا يَكُوْنُ وَلَدٌ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ طَاوُسٍ وَّمُجَاهِدٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ فِيْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ كَمَا يَشْتَهِيْ وَلٰكِنْ لَّا يَشْتَهِيْ

حدیث دیگر: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِيْهَا وَلَدٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ اَيْضًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مؤمن جب جنت میں اولاد

2487- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۵۲): کتاب الزهد: باب: صفة الجنة حديث (۴۳۳۸) و احمد (۳/۹-۸۰) و الدارمي (۲/۳۳۷): كتاب الرقاق: باب: في ولد اهل الجنة و عبد بن حميد (۲۹۲) حديث (۹۲۹) من طريق ابو الصديق فذكره۔

کی خواہش کرے گا تو اس بچے کا حمل، اس کی پیدائش اور اس کا بڑا ہونا اسی ایک گھڑی میں ہوگا جیسے وہ جنتی خواہش کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے جنت کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: اس میں صحبت کرنا ہوگا، لیکن اولاد نہیں ہوگی۔

یہ روایت طاؤس، مجاہد، ابراہیم نخعی سے منقول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن ابراہیم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو اس حدیث کے بارے میں ہے: جب بندہ مؤمن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو وہ اسی گھڑی میں ہو جائے گی۔ جیسے اس نے خواہش کی تھی، لیکن وہ خواہش نہیں کرے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابورزین عقیلی کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

''اہلِ جنت کی جنت میں اولاد نہیں ہوگی''

ابوصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

شرح

معمولی درجہ کے جنتی کی فضیلت:

پہلی حدیث میں تین اعتبار سے معمولی مرتبہ کے جنتی کی فضیلت بیان کی گئی ہے:

1- اہل جنت میں سے معمولی درجہ کے جنتی کے پاس اسی ہزار خدام، بہتر بیویاں اور زبرجد و یاقوت سے تیار شدہ قبہ ہوگا جس کی وسعت جابیہ اور صنعاء کے مطابق ہوگی۔ (مقام جابیہ ملک شام میں اور مقام صنعاء ملک یمن میں ہے اور دونوں کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ ہے۔)

2- اہل جنت میں سے ہر ایک کی عمر تیس سال کی ہوگی۔ کسی کی عمر نہ اس سے زائد ہوگی اور نہ کم یعنی ہمیشہ ایک عمر میں رہیں گے۔

3- اہل جنت کو ایسے تاج سے آراستہ کیا جائے گا، جس کی روشنی مشرق و مغرب کو منور کر دے گی۔

ایک مشہور روایت کے الفاظ ہیں: صغارهم دعاميص الجنة، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کے بچے جنت کے کیڑے مکوڑے ہوں گے، جو بے ٹوک جہاں چاہیں گے آتے جاتے رہیں گے۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کے بچے کم سن ہوں گے اور دوسری روایت میں ان کی عمر بھی تیس سال ہوگی، تو یہ تعارض ہوا؟

جواب: 1- یہ روایت ضعیف ہے۔ 2- ان کی عمریں تیس سال کی طرف لوٹائے جانے سے قبل کا حال بیان ہوا ہے۔ 3- یہ بچے جنت کی مخلوق ہوگی اور ان میں صغارھم کی اضافت ادنیٰ مماثلت کے سبب ہے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اہل جنت میں سے جو شخص اولاد کا متمنی ہوگا اس کی بیوی فوری طور پر حاملہ ہوگی۔ وضع حمل

کرے گی اور عمر رسیدہ آدمی جس خواہش کا اظہار کرے گا اسی طرح ہو جائے گا۔

سوال: دوسری حدیث باب اپنے اصل پر ہے یا اس کی تاویل کی جائے گی؟

جواب: اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1- طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جنت میں جماع تو ہوگا لیکن اولاد نہیں ہوگی۔

2- حضرت اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث نقل کی ہے: جب مؤمن جنت میں اولاد کا متمنی ہوگا تو اولاد ایک لمحہ میں ہو جائے گی جس طرح مؤمن آرزو کرے گا۔ پھر انہوں نے اس کی تشریح میں کہا: لیکن مؤمن اولاد کی تمنّٰی نہیں کرے گا۔

3- حضرت امام رزین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اہل جنت کی جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔

4- حضرت امام رزین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت مسند احمد میں بایں الفاظ مروی ہے: نیک بیویاں نیک مردوں کے لیے ہوں گی۔ وہ مردوں کی طرح لذت جماع محسوس کریں گی لیکن جنت میں توالد و تناسل کا سلسلہ نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَلَامِ الْحُوْرِ الْعِیْنِ

باب 23: ''حورعین'' کی گفتگو

2488 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّاَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِیْنِ یُرَفِّعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ یَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا قَالَ یَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِیْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَهٗ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَلِیٍّ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ''حورعین'' اکٹھی ہوتی ہیں۔ وہ بلند آواز میں گفتگو کرتی ہیں مخلوق نے ایسی آواز نہیں سنی ہوگی۔ وہ یہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں۔ ہم فنا نہیں ہوں گی ہم نازو نعمت والی ہیں اور ہم کبھی محتاج نہیں ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو ہمیں ملے گا اور ہم اسے ملیں گی۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

2489 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ) قَالَ السَّمَاعُ وَمَعْنَى السَّمَاعِ مِثْلَ مَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ

حدیث دیگر: اَنَّ الْحُوْرَ الْعِيْنَ يُرَفِّعْنَ بِاَصْوَاتِهِنَّ

یحییٰ بن ابوکثیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: ''وہ (جنت کے) باغ میں خوش وخرم ہوں گے''۔ کہتے ہیں: یعنی وہ (باتیں سن کر) خوش وخرم ہوں گے۔ (خوش کرنے والی باتیں سننے) کی مثال وہ ہے جو ایک حدیث میں مذکور ہے۔

''حورعین بلند آواز میں یہ بات کہتی ہیں۔''

شرح

جنت کی گوری اور بڑی آنکھوں والی عورتوں کا تذکرہ:

لفظ: الحور، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: الحوراء۔ اس کا معنی ہے: گوری عورت، سفید عورت۔ لفظ: العین، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: العیناء، اس کا معنی ہے: بڑی آنکھوں والی عورت۔ الحور العین: جنتی عورتوں کا لقب ہے اور اردو میں اسے ''حور'' کہا جاتا ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں سفید رنگ اور موٹی آنکھوں والی عورتیں جمع ہو کر اہل جنت کو خوش کرنے کے لیے بیک زبان ایک گیت پیش کریں گی، جس کا مفہوم وخلاصہ درج ذیل ہے:

☆ ہم دائمی رہنے والی ہیں، ہم ہلاکت کا شکار نہیں ہوں گی

☆ ہم نازک اندام ونرم ہیں ہم بدحالی کا شکار نہیں ہوں گی

☆ ہم خوش وخرم رہنے والی ہیں، ہم ناراضگی کا شکار نہیں ہوں گی

☆ خوشگوار ہے وہ، جو ہمارا ہے اور ہم اس کے لیے ہیں

2490 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ اُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبِطُهُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَجُلٌ يُّنَادِىْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّرَجُلٌ يَّؤُمُّ قَوْمًا وَّهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَعَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ الْيَقْظَانِ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ قیامت کے دن (نور کے ٹیلوں پر ہوں گے)، پہلے والے اور بعد والے لوگ ان پر رشک کریں گے۔ ایک وہ شخص جو روزانہ پانچ وقت اذان دیتا ہو، دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہو اور وہ لوگ اس سے خوش ہوں اور ایک وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرتا ہو اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کردہ روایت کے طور

پر جاتے ہیں۔

ابو یقظان نامی راوی کا نام عثمان بن عمیر ہے اور ایک قول کے مطابق عثمان بن قیس ہے۔

شرح

مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنے والے تین آدمیوں کا تذکرہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے جن پر اسلاف واخلاف (سب) لوگ رشک کریں گے:

1-وہ آدمی ہے جو باقاعدگی سے پنجگانہ نمازوں کے لیے اذان کہتا ہوگا۔

2-وہ شخص ہے جو ایسے لوگوں کی امامت کراتا ہوگا جو ان سے خوش ہوں گے۔

3-ایسا غلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہوگا اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہوگا۔

فائدہ نافعہ: ان تین شخصوں پر رشک کرنے اور ان کا مشک کے ٹیلوں پر ہونے کی وجہ رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ہے یعنی ایسا مؤذن جو پنجگانہ نمازوں کے لیے بلامعاوضہ اذان کہتا ہو ایسا امام جو خوشنودی باری تعالیٰ کے لیے امامت کی خدمات انجام دیتا ہو اور ایسا غلام جو معبودِ حقیقی و آقا مجازی کے حقوق پورے کرتا ہو۔

2491 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَّرْفَعُهٗ قَالَ

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ يُّحِبُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا اُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهٖ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

اختلافِ سند: وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى شُعْبَةُ وَغَيْرُهٗ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ كَثِيْرُ الْغَلَطِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں۔ (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:) تین لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ ایک وہ شخص جو رات کے وقت قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے ایک وہ شخص جو دائیں ہاتھ کے ذریعے خفیہ طور پر صدقہ دیتا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں) کہ بائیں ہاتھ سے اسے مخفی رکھتا ہے۔

اور ایک وہ شخص جو کسی جنگ میں شریک ہوتا ہے اور اس کے ساتھی پسپا ہو جاتے ہیں لیکن وہ دشمن کے مدمقابل رہتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے اور محفوظ نہیں ہے۔

2491 اخرجه النسائي (٣/ ٢٠٧): كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: فضل صلاة الليل في السفر، حديث (١٦١٥)، (٥/ ٨٤): كتاب الزكاة: باب: ثواب من يعطى، حديث (٢٥٧٠)، و احمد (٥/ ١٥٣)، و ابن خزيمة (٤/ ١٠٤)، حديث (٢٤٥٦)، (٤/ ١٥٠)، حديث (٢٥٦٤)، من سفيان، عن منصور، عن ربعي بن حراش، عن ابي ذر، فذكره- لكن فيه: (زيد بن ظبيان)-

صحیح روایت وہ ہے جسے شعبہ اور دیگر راویوں نے منصور کے حوالے سے ربعی کے حوالے سے، زید کے حوالے سے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ابوبکر بن عیاش نامی راوی غلطیاں بہت کرتے ہیں۔

شرح

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ خواہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ہر فرد سے بے پناہ محبت کرتا ہے، لیکن تین آدمیوں سے نہایت درجہ کی محبت کرتا ہے:

1- وہ آدمی ہے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز تہجد وغیرہ میں تلاوت قرآن کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہو۔

2- وہ آدمی ہے، جو اپنے دائیں ہاتھ سے خفیہ طور پر خرچ کرتا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو۔

3- وہ آدمی ہے، جو ایک چھوٹے لشکر کا رکن ہو، لشکر دشمن کے ہاتھوں شکست کھا جائے اور یہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگنے کی بجائے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے ڈٹ جائے۔

فائدہ نافعہ: ان تینوں سے زیادہ محبت کی وجہ ان کا خلوص، خوشنودی باری تعالیٰ کا حصول اور جذبہ ایثار سے موجزن ہونا ہے۔

2492 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ خِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ يَرْفَعُهُ اِلٰى اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ، وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَّا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِىْ اَعْطَاهُ . وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ قَامَ رَجُلٌ يَتَمَلَّقُنِىْ وَيَتْلُوْ اٰيَاتِىْ، وَرَجُلٌ كَانَ فِىْ سَرِيَّةٍ فَلَقِىَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا، فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ، وَالثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: اَلشَّيْخُ الزَّانِىْ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِىُّ الظَّلُوْمُ .

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهٗ .

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ .

وَهٰكَذَا رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَ هٰذَا . وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ .

◆◆ حضرت ابوذر غفاری نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تین لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تین لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے، تو ایک وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کے پاس آئے اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ مانگے۔ ان لوگوں سے ان کے ساتھ اپنی کسی رشتہ داری کی وجہ سے سوال نہ کرے، اور لوگ اسے انکار کر دیں اور پھر ان لوگوں میں سے ایک شخص الگ سے جا کر خفیہ طور پر اس مانگنے والے کو کچھ دیدے۔ اس عطیے کو اللہ تعالیٰ

اور جس شخص کو دیا گیا ہے کے علاوہ اور کوئی نہ جانتا ہو (دوسرا شخص وہ ہے) کہ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوں' جب نیند ان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ پیاری ہو جائے اور وہ سر رکھ کر سو جائیں (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اس وقت وہ شخص کھڑا ہو کر میری بارگاہ میں گڑگڑائے اور میری آیات کی تلاوت کرے (اور تیسرا وہ شخص) جو کسی جنگ میں شریک ہو اور دشمن کے سامنے آئے تو دوسرے لوگ پسپا ہو جائیں لیکن وہ سینہ سپر رہے۔ یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جائے یا وہ فتح یاب ہو (جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' تو ان میں سے ایک بوڑھا زانی ایک متکبر فقیر اور ایک ظلم کرنے والا خوشحال شخص (یعنی حکمران) ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شیبان نے منصور سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

یہ ابوبکر بن عیاش کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا اور تین سے نفرت کرنا:

اللہ تعالیٰ ہر آدمی پر شفقت و محبت کرتا ہے لیکن تین شخصوں سے زیادہ محبت فرماتا ہے:

1- وہ شخص ہے' جس نے رضائے الٰہی کے لیے لوگوں سے مانگا اور کسی آدمی نے نہایت خفیہ طور سے اسے نواز دیا جس کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے سوا کسی کو نہ ہو۔

2- کچھ لوگ رات بھر حالت سفر میں رہے' رات کے آخری حصہ میں وہ سو گئے لیکن ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو کر سونے کی بجائے (نماز میں) تلاوت قرآن میں مشغول ہو گیا۔

3- وہ آدمی ہے' جو کسی لشکر میں شامل تھا' لشکر دشمن سے شکست کھا گیا لیکن یہ شخص دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہا پھر شہید ہو گیا یا فتح ہو گیا۔

فائدہ نافعہ: ان تینوں سے محبت کی وجہ ان کا خلوص، خوشنودی اور جان نثاری ہے۔

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے سخت نفرت کرتا ہے:

1- وہ بوڑھا جو زناکار ہو۔

2- وہ غریب جو تکبر و غرور کا مجسمہ ہو۔

3- ایسا مالدار جو ظلم شعار ہو۔

ان تینوں آدمیوں سے نفرت کی وجہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں آدمی تائب ہو جاتا ہے مگر یہ اس حالت میں بھی زناکاری کا مرتکب ہو رہا ہے۔ غریب آدمی کو اپنی غربت کے سبب اللہ تعالیٰ کا صبر و شکر ادا کرنا چاہیے مگر یہ تکبر غرور کی راہ پر چل نکلا اور غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ دنیوی دولت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہوتا ہے' اس پر انسان جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے کم ہے مگر اس نے دولت کے باعث دوسرے لوگوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

2493/1 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُوْشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب دریائے فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا' تو جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2493/2 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

اختلافِ روایت: اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں ''سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دریائے فرات کا خزانہ لینے کی ممانعت:

حدیث باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا خزینہ ہے اور اس کے اہم اشارات درج ذیل ہیں:

☆ عراق کا مشہور دریا فرات ہے' جو سونے کے خزانہ پر جاری ہے اور آنے والے وقت میں یہ دریا اپنا راستہ تبدیل کر لے گا اور سونے کا خزانہ نمایاں ہو جائے گا۔

☆ جب دریا فرات اپنا راستہ تبدیل کر کے سونے کے خزانہ کو ظاہر کر دے گا تو وہ خزانہ لینے کی اجازت نہیں ہے' کیونکہ وہ خزانہ جنگ کے ذریعے حاصل کیا جائے گا اور اس کے حصول کے لیے ننانوے فیصد لوگ ہلاک ہوں گے۔

☆ اس دریا کا خزانہ حاصل کرنا اپنی جان ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس خزانہ کو حاصل نہ کرنا دخول جنت کا سبب ہے۔

2493/1- اخرجه البخاری (۱۳/ ۸٤): کتاب الفتن: باب: خروج النار' حدیث (۷۱۱۹) و مسلم (٤/ ۲۲۱۹، ۲۲۲۰): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب' حدیث (۳۰/ ۲۸۹٤) و ابوداؤد (٤/ ۱۱۵): کتاب الملاحم: باب: حسر الفرات عن کنز' حدیث (٤۳۱۳) من طریق عبید الله بن عمر' عن حبیب بن عبد الرحمن' عن جده حفص بن عاصم' فذکره-

2493/2- اخرجه البخاری (۱۳/ ۸٤): کتاب الفتن: باب: خروج النار' حدیث (۷۱۱۹) و مسلم (٤/ ۲۲۱۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات' حدیث (۲۹/ ۲۸۹٤) و ابوداؤد (٤/ ۱۱۵): کتاب الملاحم: باب: حسر الفرات عن کنز' حدیث (٤۳۱٤) من طریق ابو الزناد' عن عبد الرحمن الاعرج' فذکره-

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ

باب 24: جنت کی نہروں کا تذکرہ

2494 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَآءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَحَكِيْمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هُوَ وَالِدُ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ وَّالْجُرَيْرِيُّ يُكْنٰى أَبَا مَسْعُوْدٍ وَّاسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ إِيَاسٍ

◈◈ حکیم بن معاویہ اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں پانی کا ایک سمندر ہے۔ شہد کا ایک سمندر ہے، دودھ کا ایک سمندر ہے اور مشروبات کا ایک سمندر ہے اور ان میں سے نہریں نکلتی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حکیم بن معاویہ نامی راوی، بہز نامی راوی کے والد ہیں۔

جریری کی کنیت ابومسعود ہے اور ان کا نام سعید بن ایاس ہے۔

شرح

جنت کی نہروں کا تذکرہ:

حدیث باب کے مطابق جنت میں مشہور چار نہریں ہوں گی:

1- خالص اور شفاف پانی کی نہر۔

2- شفاف اور خالص شہد کی نہر۔

3- خالص دودھ کی نہر۔

4- شراب طہور کی نہر۔

جنت کی نہروں کی تفصیل اس ارشاد خداوندی میں بھی بیان کی گئی ہے: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ أَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ (محمد: 15) جنت میں بہت سی نہریں ایسے پانی کی ہوں گی جن میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ بہت سی نہریں دودھ کی ہوں گی جن میں تغیر نہیں ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہوں گی جو پینے والے لوگوں کو خوش ذائقہ محسوس ہوگی۔ بہت سی نہریں شفاف دودھ کی ہوں گی۔ حدیث

2494- اخرجه احمد (٥/٥) و الدارمی (٢/٣٣٧): كتاب الرقاق: باب: انهار الجنة، و عبد بن حميد (١٥٥) حديث (٤١٠) من طريق الجريري، عن حكيم بن معاوية القشيري، فذكره.

باب میں ان نہروں کے سرچشمہ کا تذکرہ ہے۔

2495 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ

اسنادِ دیگر: قَالَ هٰكَذَا رَوٰى يُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَوْقُوْفًا اَيْضًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے اور جو شخص جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو جہنم یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جہنم سے نجات عطا کر۔

اس روایت کو یونس نے ابواسحاق کے حوالے سے برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ابواسحاق کے حوالے سے، برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے قول کے طور پر منقول ہے۔

شرح

طلب جنت اور جہنم سے پناہ کی دعا کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص تین بار طلب جنت کی دعا کرتا ہے تو جنت اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوتی ہے: اے اللہ! تو اسے جنت میں داخل کر دے۔ جو شخص تین بار دوزخ سے پناہ کی دعا کرتا ہے تو دوزخ کہتی ہے۔ اے اللہ! تو اسے جہنم سے پناہ عطا کر۔ حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ مسلمان کو طلب جنت کا اور دوزخ کی پناہ کا وظیفہ کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی اپنے بندے کی دعا کو قبول فرما سکتا ہے۔

2495۔ اخرجه النسائی (۸/۲۷۹): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من حر النار، حديث (۵۵۲۱)، و ابن ماجه (۲/۱۴۵۳): كتاب الزهد: باب: صفة الجنة، حديث (۴۳۴۰)، و احمد (۳/۱۱۷، ۱۴۱، ۱۵۵، ۲۰۸، ۲۶۲) من طريق بريد بن ابی مريم، فذكره۔

كِتَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

جہنم کی صفات کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

جنت کی نعمتوں کے مقابل دنیا کی نعمتیں عارضی وغیر مستقل ہیں، ہاں جنت کی نعمتیں مستقل، غیر فانی اور حقائق پر مبنی ہیں۔ دنیا کی تکالیف جہنم کی کلفتوں کے مقابلہ میں عارضی اور غیر مستقل ہیں جبکہ جہنم کی کلفتیں مستقل ہیں۔ اسی طرح قرآن وسنت میں بیان کردہ جنت ودوزخ کا نقشہ اوران کا حدود اربعہ انسانی فہم میں مکمل طور پر نہیں آسکتا، کیونکہ اس کا تعلق سننے سے نہیں بلکہ دیکھنے سے ہے۔ انہیں دیکھنے کے بعد تفصیلات انسانی فہم میں آسکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ النَّارِ

باب 1: جہنم کا تذکرہ

2496 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا

اختلافِ سند: قَالَ عَبْدُ اللهِ وَالثَّوْرِيُّ لَا يَرْفَعُهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب جہنم کولایا جائے گا' تو اس کے ہمراہ ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر ایک لگام کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ جو اسے کھینچ رہے ہوں گے

عبداللہ اور ثوری نے یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت ''مرفوع'' نہیں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور یہ بھی ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔

2497 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

2496۔ اخرجه مسلم (۲۱۸۴/۴): کتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها: باب: فی شدة حر نار جهنم' و بعد قعرها' حديث (۲۹/۲۸۴۲) من طريق العلاء بن خالد الكاهلی' عن شقيق بن سلمة' فذكره۔

2497۔ اخرجه احمد (۳۳۶/۲) من طريق عبد العزيز' عن سليمان الاعمش' عن ابی صالح' فذكره۔

اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهَا عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ یَّنْطِقُ یَقُوْلُ اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَّبِکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِیْنَ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

وَرَوٰی اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جس کے ذریعے وہ دیکھ رہی ہو گی۔ دو کان ہوں گے جس کے ذریعے وہ سن رہی ہو گی اور ایک زبان ہو گی جس کے ذریعے وہ بولے گی اور وہ یہ کہے گی: مجھے تین طرح کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے ہر سرکش ظالم پر اور ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ہمراہ کسی اور کی عبادت کرتا ہو اور تصویر بنانے والوں پر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

شرح

جہنم کو محشر کے قریب لانے کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنم کو میدان محشر کے قریب لانے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ بروز قیامت جنت محشر میں متقین کے قریب لائی جائے گی۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے، وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○ (ق: 31) جنت اہل تقویٰ کے قریب لائی جائے گی۔ وہ زیادہ دور نہیں رہے گی۔ اسی طرح جہنم کو قیامت کے دن گمراہ لوگوں کے قریب لانے کا ذکر یوں ہے: وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ○ (الشعراء: 90، 91) قیامت کے دن جنت پرہیز گار لوگوں کے قریب کی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہ لوگوں کے قریب کی جائے گی''۔

پہلی حدیث باب میں جہنم کی قوت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ جہنم کو ستر ہزار لگامیں ڈالی جائیں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑا ہوا ہو گا اور وہ اسے پوری قوت کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے میدان محشر کے قریب لائیں گے۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جہنم سے برآمد ہونے والی خوفناک گردن تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی جائے گی:

1- تکبر و غرور کرنے والے۔

2- حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے۔

3- تصویر سازی کا دھندہ کرنے والے۔

اس حدیث کا خاص درس یہ ہے کہ انسان کو ہمہ وقت عجز و انکار کا مجسمہ بنے رہنا چاہیے، کیونکہ تکبر اور متکبرین اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا چاہیے، کیونکہ اس کی بغاوت و نافرمانی باعث عذاب ہے۔ علاوہ ازیں بلا عذر شرعی تصویر

سازی اور تصویر بنوانا دونوں گناہ کبیرہ ہیں اور کاروباری نقطہ نظر سے اس کی آمدنی حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ قَعْرِ جَهَنَّمَ

باب 2: جہنم کی گہرائی کا تذکرہ

2498 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلٰى مِنْبَرِنَا هٰذَا مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ لَتُلْقٰى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا وَّمَا تُفْضِي اِلٰى قَرَارِهَا

آثارِ صحابہ: قَالَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ اَكْثِرُوا ذِكْرَ النَّارِ فَاِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ وَّاِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ وَّاِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيدٌ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُو عِيسٰى: لَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا مِّنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَاِنَّمَا قَدِمَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ الْبَصْرَةَ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَوُلِدَ الْحَسَنُ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ

◆◆ حسن (بصری) بیان کرتے ہیں: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس منبر پر یعنی بصرہ کے منبر پر نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بیان کی: اگر ایک بڑے پتھر کو جہنم کے گڑھے میں ڈال دیا جائے اور وہ اس میں ستر برس تک نیچے گرتا رہے تو پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ ذکر کیا کرتے تھے: جہنم کو بکثرت یاد کیا کرو! کیونکہ اس کی گرمی انتہائی شدید ہے اور گہرائی انتہائی زیادہ ہے اور اس کے لوگوں لوہے سے بنے ہوئے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع ثابت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بصرہ تشریف لائے تھے جبکہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ختم ہونے سے دو سال پہلے ہوئی تھی۔

2499 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: الصَّعُودُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَّيَهْوِي فِيهِ كَذٰلِكَ اَبَدًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا اِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''صعود'' جہنم کا ایک پہاڑ ہے، جس پر کافر شخص

2498- تفرد به الترمذي، ينظر (تحفة الاشراف) (٩٧٥٧)- ذكره السيوطي في اجمع الجوامع برقم (٥٦٥٨/١١٧٢) و صاحب (كنز العمال) (١٤/٥٢٠) برقم (٣٩٤٧١)-

2499- اخرجه احمد (٣/٧٥) و عبد بن حميد (٢٨٩) حديث (٩٢٤) من طريق دراج ابو السمح عن ابي الهيثم فذكره-

ستر سال تک چڑھتا رہے گا' اور پھر اس سے اتنے ہی عرصے تک گرتا رہے گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر صرف ابن لہیعہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

دوزخ کی گہرائی کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنم کی گہرائی بیان کی گئی ہے۔ جہنم کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے' اس کے طول و عرض اور گہرائی کو وہی جانتا ہے۔ احادیث میں بطور تمثیل اس کی گہرائی بیان کی گئی ہے۔ ایک وزنی چٹان جہنم کے کنارے سے پھینکی جائے تو ستر سال کے عرصہ میں بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتی۔ جہنم کے پہاڑوں میں سے "صعود" نامی ایک پہاڑ ہے۔ جہنمی آدمی ستر سال کے عرصہ میں اس کی بلندی تک پہنچے گا اور ستر سال کے عرصہ میں نیچے آئے گا۔ ان دونوں مثالوں سے جہنم کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عِظَمِ اَهْلِ النَّارِ

باب 3: اہلِ جہنم کا جسم بڑا ہونا

2500 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِیُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا شَیْبَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَّاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ وَّاِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ کافر شخص کی کھال 42 گز موٹی ہوگی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ جہنم میں اتنی ہوگی' جتنا مکہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اعمش کے حوالے سے منقول ہونے کے اعتبار سے "غریب" ہے۔

2501 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِیْ جَدِّیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ وَّصَالِحٌ مَوْلَی التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ضِرْسُ الْكَافِرِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِثْلُ اُحُدٍ وَّفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَیْضَاءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِیْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ

2500- تفرد به الترمذی' ینظر (تحفة الاشراف) (۱۲۴۱۱)' و اخرجه الحاکم (۴/۵۹۵) وقال: صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه' وذکره المنذری فی (الترغیب) (۴/۳۸۳)' حدیث (۵۴۱۱) و عزاه لاحمد و ابن حبان بروایات مختلفة۔

2501- تفرد به الترمذی' ینظر (تحفة الاشراف) (۱۳۵۰۵)' و اخرجه الحاکم (۴/۵۹۵) من طریق سعید المقبری عن ابی هریرة' و ابن حجر فی (المطالب) (۲/۱۱۳) برقم (۱۸۰۲) عن رجل من بنی حنیفة عن ابی هریرة۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّمِثْلُ الرَّبَذَةِ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَالرَّبَذَةِ وَالْبَيْضَاءُ جَبَلٌ مِثْلُ اُحُدٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن کافر شخص کی داڑھ اُحد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کی طرح ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کے فاصلے جتنی ہوگی' جتنا ربذہ تک فاصلہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ربذہ کی طرح' یعنی جتنا مدینہ منورہ اور ربذہ کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔

اُحد پہاڑ کی طرح "البیضاء" ایک پہاڑ ہے۔

2502 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَازِمٍ هُوَ الْاَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کافر شخص کی داڑھ احد پہاڑ کی مانند ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

ابوحازم نامی راوی اشجعی ہے ان کا نام سلمان مولیٰ عزہ اشجعیہ ہے۔

2503 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْمُخَارِقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَالْفَضْلُ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ كُوْفِيٌّ قَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَاَبُو الْمُخَارِقِ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کافر شخص اپنی زبان کو ایک یا دو فرسخ تک باہر نکال دے گا' اور لوگ اسے اپنے پاؤں کے نیچے روندیں گے۔

2502- اخرجه مسلم (٤/ ٢١٨٩): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها: باب: النار يدخلها الجبارون' و الجنة يدخلها الضعفاء' حديث (٢٨٥١/٤٤) من طريق ابو حازم' فذكره-

2503- اخرجه احمد (٢/ ٩٢)' و عبد بن حميد (٢٧٢)' حديث (٨٦٠) من طريق الفضل بن يزيد الثمالي قال: حدثني ابو المجلان' فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔
فضل بن یزید کوفی ہیں۔ ان سے کئی آئمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ ابومخارق (نامی راوی) معروف نہیں ہیں۔

شرح

اہل جہنم کے جسموں کی کیفیت:

احادیث باب میں اہل جہنم کے جسموں کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جہنمی کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے مساوی ہوگی' یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں سب سے بڑا پہاڑ ہے' جس کے دامن میں غزوۂ احد لڑا گیا تھا۔ جہنمی کافر کی ران "بیضاء" پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم کے اتنے حصہ میں بیٹھے گا جتنا فاصلہ تین دن میں طے کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ طیبہ سے مقام ربذہ تک کی مسافت ہے۔
جہنمی کافر کی زبان ایک فرسخ یا دو فرسخ کے برابر ہوگی یعنی تین میل یا چھ میل لمبی ہوگی، جسے اہل جہنم اپنے پاؤں سے کچلیں گے۔ جہنمی کافر کی کھال بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کے فاصلہ جتنی ہوگی۔
سوال: دوسری حدیث باب میں جہنمی کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت بیان کی گئی تھی جو مدینہ طیبہ سے مقام ربذہ تک ہے۔ آخری حدیث باب میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کا فاصلہ بیان کیا گیا ہے، یہ تعارض ہوا؟ جواب: مدینہ طیبہ اور مقام ربذہ کا فاصلہ تقریباً مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے فاصلہ کے برابر ہے' کیونکہ تیز رفتاری سے اونٹ تین ایام میں یہ فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ 2- تحدید مراد نہیں ہے' بلکہ مدت طویل مراد ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ اَهْلِ النَّارِ

باب 4: اہلِ جہنم کے مشروبات کا بیان

2504 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: فِیْ قَوْلِهٖ (كَالْمُهْلِ) قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قَرَّبَهٗ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ

توضیح راوی: وَرِشْدِيْنُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (جو قرآن پاک کے اس لفظ کے بارے میں ہے)
"کالمھل" آپ فرماتے ہیں: یہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جب کوئی دوزخی شخص اپنا منہ اس کے قریب لے جائے گا' تو اس کے چہرے کی کھال اس کے اندر گر جائے گی۔
ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے تھے۔

2504- اخرجه احمد (۳/۷۰) و عبد بن حميد (۲۹۰) حديث (۹۳۰)۔

رشدین کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

2505 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِى السَّمْحِ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهِ فَيَسْلِتُ مَا فِىْ جَوْفِهِ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ

توضیح راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ يُكْنٰى اَبَا شُجَاعٍ وَّهُوَ مِصْرِيٌّ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا' تو وہ سرایت کرتے ہوئے ان کے پیٹ تک پہنچ جائے گا' اور ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے' وہ باہر نکل آئے گا' اور ان کے ٹخنوں میں پہنچ جائے گا۔ اسی کا نام گل جانا ہے۔ پھر وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

سعید بن یزید کی کنیت ''ابوشجاع'' ہے اور یہ مصری ہیں۔ لیث بن سعد نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

ابن حجیرہ نامی راوی عبدالرحمٰن بن حجیرہ مصری ہیں۔

2506 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ

متن حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ (وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ) قَالَ يُقَرَّبُ اِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ فَاِذَا اُدْنِىَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَائَهٗ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ (وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَائَهُمْ) وَيَقُوْلُ (وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّهٰكَذَا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ وَّلَا نَعْرِفُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ اِلَّا فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ لَّهٗ اَخٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُخْتُهٗ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ

2505- اخرجه احمد (۲/۳۷۴) من طريق سعيد بن يزيد عن ابى السمح عن ابن حجيرة فذكره۔

2506- اخرجه احمد (۵/۲۶۵) من طريق صفوان بن عمرو عن عبيد الله بن بسر فذكره۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو هٰذَا الْحَدِيْثَ رَجُلٌ اٰخَرُ لَيْسَ بِصَاحِبٍ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تفسیر کے بارے میں ہے' جو قرآن پاک میں ہے)

''انہیں پیپ کا مشروب پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ، گھونٹ کر کے پئیں گے''

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اسے ان کے منہ کے قریب کیا جائے گا وہ اسے ناپسند کریں گے' جب وہ ان کے منہ کے پاس ہو گا' تو ان کے چہرے کو جلا دے گا' اور اس شخص کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی پھر جب وہ اسے پئے گا' تو یہ اس کی آنتوں کو کاٹ دے گا' یہاں تک کہ اس کے پاخانے کے مقام سے باہر نکل آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا' جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

''اگر وہ پانی مانگیں گے' تو انہیں ایسا پانی دیا جائے گا' جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو گا' جو ان کے چہروں کو جلا دے گا وہ بہت برا مشروب ہے اور وہ کتنی بری جگہ ہو گی''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: یہ عبیداللہ بن بسر کے حوالے سے منقول ہے اور عبیداللہ بن بسر صرف اسی حدیث کے حوالے سے مشہور ہیں۔

صفوان بن عمرو نے عبداللہ بن بسر کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کے علاوہ بھی حدیث نقل کی ہے۔

عبداللہ بن بسر کے ایک بھائی ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان کی ایک بہن ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

عبیداللہ بن بسر' جن سے صفوان بن عمرو نے احادیث روایت کی ہیں اور جن سے یہ (مذکورہ بالا) روایت منقول ہے' یہ دوسرے صاحب ہیں' یہ صحابی نہیں ہیں۔

2507 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: (كَالْمُهْلِ) كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ (قرآن پاک میں ارشاد ہے)

''کالمہل'' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے مراد (کھولتے ہوئے گرم) تیل کی تلچھٹ کی مانند ہے' جسے اس جہنمی کے قریب کیا جائے گا' تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی۔

2508 وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لِسُرَادِقِ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ مَسِيرَةِ اَرْبَعِينَ سَنَةً

◄► اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔ جہنم میں چار دیواریں ہیں جن میں سے ہر ایک دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔

2509 وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهَرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَفِي رِشْدِينَ مَقَالٌ وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ يَعْنِي غِلَظَهُ

◄► اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: جہنمیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہادیا جائے' تو ساری دنیا میں اس کی بدبو پھیل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور رشدین بن سعد کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

ان کے بارے میں' ان کے حافظے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ: كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ میں لفظ کثف کا مطلب موٹائی ہے۔

2510 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو! جیسے ڈرنے کا حق ہے اور تم مرتے وقت صرف مسلمان ہونا''

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے' تو اہلِ دنیا کی زندگی برباد کردے تو اس شخص کا کیا عالم ہوگا جس کی خوراک یہ ہوگی؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2510- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۴۶): كتاب الزهد: باب صفة النار' حديث (۴۳۲۵)' و احمد (۱/۳۰۰' ۳۳۸) من طريق سليمان (هو الاعمش)' عن مجاهد فذكره۔

شرح

جہنمی لوگوں کے مشروبات کا تذکرہ:

جہنم کفار ومشرکین کی سزا گاہ ہے، جس میں بطور سزا ہمیشہ رکھے جائیں گے۔ جہنم چار دیواری میں گھری ہوئی ہے اور اس کی ہر دیوار چالیس سال کی مسافت کے برابر موٹی ہے۔ جہنمی لوگوں کے مشروبات کا تذکرہ احادیث باب میں کیا گیا ہے۔ جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ زقوم کا درخت اہل جہنم کا کھانا ہوگا جو تیل کی تلچھٹ کی شکل میں ہوگا۔ جب جہنمی اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال بالوں سمیت اس میں آگرے گی۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ o طَعَامُ الْاَثِيْمِ o كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ o كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ o (الدخان:43 تا46)۔ زقوم کا درخت جہنمی کافر (مجرم) کی خوراک ہوگا جو تیل کی تلچھٹ کی شکل میں ہوگا۔ وہ پیٹ میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔

☆ کھولتا ہوا پانی جہنمی لوگوں کو پینے کے لیے دیا جائے گا، وہی پانی ان کے سروں پر گرایا جائے گا جو پشت کے راستہ سے نکل جائے گا اور انتڑیاں وغیرہ پیٹ سے نکال دے گا۔ اس کے بعد جہنمی لوگ پھر اپنی اصل حالت میں آجائیں گے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ o يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِىْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ o (الحج:20-19) کھولتا ہوا پانی ان (جہنمیوں) کے سروں پر گرایا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی انتڑیاں اور کھال وغیرہ سب کچھ جل جائے گا۔

☆ جہنمی لوگوں کو پیپ اور خون پینے کے لیے دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ o يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ (ابراہیم:16-17) کافر کو جہنم میں ایسا پانی پینے کے لیے دیا جائے گا جو پیپ اور خون کی شکل ہوگا، وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیے گا اور وہ اس کے لیے دشوار محسوس ہوگا۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ o (محمد:15)۔ جہنمی لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے دیا جائے گا، جو ان کی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ مزید ایک مقام میں فرمایا گیا ہے: وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا o (الکہف:29) اور جہنمی لوگ پیاس کی وجہ سے پکاریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی شکل کا ہوگا، جو مونہوں کو جلا ڈالے گا۔ وہ کتنا برا پانی ہوگا اور وہ کتنی بری جگہ ہوگی۔

☆ زیتون کے تیل کی گاد، کھولتے ہوئے پانی کی شکل میں جہنمی کے پاس کی جائے، تو اس کے چہرے کی کھال بالوں سمیت اس میں گر جائے گی۔

☆ جہنمی لوگوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ کی ایک بالٹی اگر دنیا میں گرا دی جائے تو وہ پوری دنیا کو بدبودار بنا ڈالے۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o (آل عمران:102) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا مگر اسلام کی حالت میں"۔ اس کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گرا دیا جائے تو دنیا والوں کی معاش تباہ ہو جائے گی۔ اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے خوراک کے لیے دیا جائے گا۔

فائدہ نافعہ: زندگی کے ہر شعبہ اور ہر معاملہ میں احکام دین پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ نافرمانیوں کی پاداش میں جہنم میں جانا پڑے گا' جہنم کی سزا بھگتنے کے علاوہ جہنمی لوگوں کی خوراک بھی کھانا پڑے گی اور ان کے خطرناک مشروبات بھی نوش کرنے پڑیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ طَعَامِ اَهْلِ النَّارِ

باب 5: اہلِ جہنم کی خوراک کا بیان

2511 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُلْقَى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِیْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِی الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُّجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ (تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ) قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ (يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ) قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ (اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ) قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ اِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ (رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ) قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ (اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ) قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِی الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ

قولِ امام دارمی: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اِنَّمَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَوْلَهٗ وَلَيْسَ بِمَرْفُوْعٍ

توضیح راوی: وَقُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: اہلِ جہنم کو بھوک میں مبتلا کیا جائے گا' تو یہ ان کے لیے اتنی ہی تکلیف دہ ہوگی' جتنا عذاب تکلیف دہ ہوگا' تو وہ کھانے کے لیے مانگیں گے' تو انہیں ضریع (یعنی خاردار زہریلی جھاڑی) کھانے کے لیے دی جائے گی' اور بھوکے رہنے کی وجہ سے وہ موٹے نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان

2511: تفرد به الترمذی۔ ینظر (تحفة الاشراف) (۱۰۹۸٤)، ذکرہ المنذری فی (الترغیب) (٤/ ۲۸۰)، حدیث (۵۰۰۷) و عزاہ للترمذی و البیہقی، و صاحب (کنز العمال) (۵۲٦/۱٤) برقم (۳۹۵۲۷) و عزاہ لابن ابی شیبة و الترمذی۔

کی بھوک ختم ہوگی۔ وہ پھر کھانے کے لیے مانگیں گے تو انہیں ذی غصہ خوراک دی جائے گی۔ (یعنی جو اٹکنے والی ہوگی) تو وہ اس بات کا تذکرہ کریں گے وہ لوگ دنیا میں نوالہ اٹک جانے پر پانی پیا کرتے تھے پھر وہ پانی مانگیں گے تو لوہے کے برتنوں میں ان کی طرف پانی پھینکا جائے گا۔ جب وہ ان کے چہرے کے قریب ہوگا تو ان کے چہرے کو بھون دے گا جب وہ ان کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹ میں موجود ہر چیز کو کاٹ دے گا تو وہ لوگ یہ کہیں گے: جہنم کے دربانوں کو بلاؤ! تو وہ دربان یہ کہیں گے: کیا رسول تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب دیں گے جی ہاں تو وہ دربان کہیں گے اب تم پکارو! کفار کی پکار صرف گمراہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ لوگ یہ کہیں گے: اے مالک! (یعنی جہنم کے داروغہ) ہمارا پروردگار ہمارا فیصلہ کردے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو وہ داروغہ انہیں جواب دے گا: تمہارا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اعمش نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے: ان کے پکارنے اور مالک (یعنی جہنم کے داروغے) کے انہیں جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ لوگ کہیں گے: تم اپنے پروردگار سے دعا مانگو کیونکہ تمہارے پروردگار سے زیادہ بھلائی عطا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے تو وہ لوگ یہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں یہاں سے نکال دے۔ اگر ہم نے دوبارہ ایسا کیا تو ہم ظالم ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر پروردگار انہیں جواب دے گا: اب ذلت کے ساتھ تم یہیں رہو اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرنا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس وقت وہ لوگ ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اس وقت وہ حسرت، افسوس اور چیخ و پکار میں مصروف ہو جائیں گے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن (امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اور دیگر لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی ہے: یہ حدیث "مرفوع" نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اعمش کے حوالے سے، شمر بن عطیہ کے حوالے سے، شہر بن حوشب کے حوالے سے، سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر نقل کی گئی ہے۔ یہ حدیث "مرفوع" نہیں ہے۔

اس روایت کے راوی قطبہ بن عبدالعزیز محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

2512 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ اَبِىْ شُجَاعٍ عَنْ اَبِى السَّمْحِ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: (وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ) قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاْسِهِ وَتَسْتَرْخِى شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعُتْوَارِيُّ وَكَانَ يَتِيْمًا فِىْ حِجْرِ اَبِىْ سَعِيْدٍ

2512- اخرجه احمد (۳/۸۸) من طريق سعيد بن يزيد ابى شجاع عن ابى السمح فذكره-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"اور وہ لوگ اس میں بدشکل ہوں گے"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: آگ ان کے چہروں کو جلا دے گی اور ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا' یہاں تک کہ وہ سر کے درمیانی حصے تک پہنچ جائے گا' اور نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا' یہاں تک کہ اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ابوالہیثم راوی کا نام سلیمان بن عمرو بن عبد عتواری ہے یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش یتیم لڑکے تھے۔

2513 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِى السَّمْحِ عَنْ عِيْسٰى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ هِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَاْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ مِصْرِيٌّ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اتنا سیسہ (نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) آسمان سے زمین کی طرف ڈال دیا جائے جس کا فاصلہ پانچ سو برس ہے' تو وہ رات ہونے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا' اور اگر اسے زنجیر کے سرے سے لٹکا کر (جہنم میں ڈالا جائے) تو وہ چالیس سال میں اس کی تہہ تک پہنچے گا۔ اس عرصے میں دن اور رات سب شامل ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند "حسن صحیح" ہے۔

سعید بن یزید' مصری ہیں۔ لیث بن سعد اور دیگر ائمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جہنمی لوگوں کی خوراک کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنمیوں کی خوراک کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ اہل جہنم پر بھوک مسلط کی جائے گی تو وہ پکاریں گے تو انہیں بطور خوراک خاردار جھاڑی دی جائے گی' اس کے کھانے سے نہ تو ان کی بھوک ختم ہوگی اور نہ وہ صحت یاب ہوں گے۔ وہ دنیا میں پھنسے ہوئے لقمہ کی طرح پانی کے طالب ہوں گے' کھولتا ہوا پانی انہیں دیا جائے گا۔ جب پانی ان کے مونہوں کے پاس کیا جائے گا تو انہیں بھون دے گا۔ جب پانی پیٹ میں داخل ہوگا تو انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر وہ فرشتوں کو پکاریں گے۔ مالک فرشتہ ان کے پاس جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے: تم اپنے

2513- اخرجه احمد (۲/۱۹۷) من طريق ابو السمح' عن عيسى بن هلال الصدفي' فذكره-

پروردگار سے کہو کہ وہ ہمارا کام تمام کردے؟ مالک کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا: تمہارے خدا کی خواہش ہے کہ تم اسی حال میں رہو۔ اہل جہنم کو پھر پکاریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بہتر کرے گا۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں اس حال سے نکال دے، ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا ہے اور محض ہم قصوروار ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا کہ تم اسی حالت میں رہو۔ پھر وہ مکمل طور پر مایوس ہو جائیں گے، وہ پکاریں گے، کم بختی کا اظہار کریں گے اور وقت گزر جانے پر پچھتاوا کریں گے لیکن کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جہنمیوں کی کیفیت قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے: وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ (المومنون: 104) جہنمی لوگوں کے جہنم میں منہ بگڑے ہوئے ہوں گے"۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا: جہنم کی آگ جہنمی لوگوں کو بھون دے گی، اس کی حرارت کی وجہ سے ان کے ہونٹ اوپر کی طرف اٹھ کر سر کے برابر ہو جائیں گے اور نیچے والے ہونٹ نیچے کی طرف جھک جائیں گے حتیٰ کہ وہ ناف کے برابر ہو جائیں گے۔

☆ زمین و آسمان کی مسافت پانچ سو سال ہے اور اگر سر کے برابر صبح کے وقت آسمان سے زمین کی طرف پتھر چھوڑا جائے تو رات آنے سے قبل وہ زمین پر پہنچ جائے گا۔ اگر جہنم کی زنجیر کے ساتھ چٹان اس کے منہ سے چھوڑ دی جائے تو وہ چالیس سال میں اس کی گہرائی تک پہنچ جائے گی۔ اس سے جہنم کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سوال: گزشتہ سے پیوستہ باب میں گزر چکا ہے کہ جہنم کے کنارے پر وزنی پتھر یا چٹان پھینکی جائے تو وہ ستر سال کے عرصہ تک اس کی گہرائی میں پہنچے گی۔ حدیث باب میں چالیس سال کا ذکر ہے، اسی طرح تو دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے چالیس سال والی روایت بیان فرمادی پھر بذریعہ وحی ستر سال کی اطلاع ملنے پر ستر سال کی روایت بیان کر دی۔

2- یہاں تحدید نہیں بلکہ مدت طویل مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْئًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

باب 6: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے

2514 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِیْ تُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ وَّاحِدٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْئًا مِّنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْئًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُوَ اَخُوْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ وَهْبٌ

2514- اخرجه مسلم (٤/٢١٨٤): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها: باب: في شدة حر نار جهنم و بعد قعرها، حديث (٢٠/٢٨٤٣) و احمد (٣١٣/٢) من طريق معمر، عن همام بن منبه، فذكره۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگوں کی یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں یہ جہنم کی آگ کا 70 واں جز ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! ایسی کافی ہے یارسول اللہ! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے 69 گنا فضیلت دی گئی ہے اور اس میں سے ہر ایک گنا کی گرمی اس کے برابر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہمام بن منبہ نامی راوی وہب بن منبہ کے بھائی ہیں۔ اور وہب نے ان کے حوالے سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

2515 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نَارُكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْئًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ لِكُلِّ جُزْءٍ مِّنْهَا حَرُّهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 70 واں جز ہے۔ ان میں سے ہر ایک جز کی گرمی اس کی گرمی کی مانند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے اعتبار سے "غریب" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 7: بلاعنوان

2516 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّوْرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمٍ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَوْ رَجُلٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ هٰذَا مَوْقُوْفٌ اَصَحُّ وَلَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهٗ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ شَرِيْكٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا'

2515- تفرد به الترمذی' ينظر (تحفة الاشراف) (٤٢٣٣) تفرد به الترمذی من رواية ابی سعيد' و روی بروايات مختلفة عن ابی هريرة' ذكر لها المنذری فی (الترغيب) (٤/٣٥٨) برقم (٥٣٦٥) و عزاها لمالك و البخاری و مسلم و ابن حبان و البيهقی-

2516- اخرجه ابن ماجه (٢/١٤٤٥): كتاب الزهد: باب: صفة النار' حديث (٤٣٢٠) من طريق ابن بهدلة' عن ابی صالح' فذكره-

یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی اوراب وہ سیاہ وتاریک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت منقول ہے۔تاہم یہ ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کا ''موقوف'' ہونا زیادہ مستند ہے۔ہمارے علم کے مطابق یحییٰ بن ابوبکر نے شریک کے حوالے سے جو نقل کیا ہے اس کے علاوہ اور کسی نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

جہنم کی آگ کے مقابلے میں دنیا کی آگ کا سترہواں حصہ ہونا:

احادیث باب میں دنیوی آتش کے مقابل میں جہنم کی آگ کی برتری بیان کی گئی ہے۔جہنم کی آگ اس وقت سیاہ تاریک ہے،یہ کیفیت کئی مراحل سے گزرنے کے بعد حاصل ہوئی ہے۔جہنم کی آگ ہزار سال جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی' پھر وہ ہزار سال جلانے پر سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلانے پر وہ سیاہ ہوگی' پھر ہزار سال جلانے پر وہ سیاہ تاریک ہوگئی۔اب جہنم کی آگ سیاہ تاریک ہے۔

احادیث باب کے دومفہوم ہوسکتے ہیں:

1-حرارت وجلن کے اعتبار سے دنیوی آتش کے مقابلے میں دوزخ کی آگ ستر درجہ زیادہ تیز ہے اور دنیوی آگ جہنم کی آگ سے ستر درجہ کم ہے۔

2-روایات میں عدد مراد نہ ہو بلکہ حرارت شدیدہ مراد ہو یعنی دنیوی آگ کے مقابلہ میں جہنم کی آگ زیادہ شدید ہے۔

سوال: صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی،جہنم کی آگ دنیاوی آگ کے مقابلے میں ستر گنا زیادہ سخت ہے،سن کر عرض کیا جہنم میں سزا کے لیے دنیوی آگ ہی کافی تھی،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور جواب مزید وضاحت کے بجائے پہلے مضمون کا اعادہ کیوں کردیا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا مضمون بیان کرنے کے بجائے پہلے مضمون کا اعادہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ لوگوں کو اپنے افکار واعمال کی اصلاح کر کے آتش جہنم سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں تفصیلات کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ: دنیوی آتش کی حرارت بھی یکساں نہیں ہوتی' کیونکہ بعض اشیاء کی حرارت بعض اشیاء سے تیز ہوتی ہے مثلاً لکڑی کی آتش گھاس پھونس کی حرارت سے تیز ہے، پتھر کے کوئلہ کی حرارت اس سے شدید تر ہے اور بم پھٹنے کی صورت میں اس کی حرارت شدید ترین ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيدِ

باب 8: جہنم دومرتبہ سانس لیتی ہے نیز جہنم میں سے اہلِ توحید کا نکالا جانا

2517 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا وَقَالَتْ اَكَلَ بَعْضِىْ بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ نَفَسًا فِى الشِّتَاءِ وَنَفَسًا فِى الصَّيْفِ فَاَمَّا نَفَسُهَا فِى الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيْرٌ وَّاَمَّا نَفَسُهَا فِى الصَّيْفِ فَسَمُوْمٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

اسنادِدیگر: قَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

توضیح راوی: وَالْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ لَّيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذٰلِكَ الْحَافِظِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس نے عرض کی: میرا ایک حصہ دوسرے کو کھا لیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں اور ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں جہاں تک سردی کے موسم میں اس کے سانس لینے کا تعلق ہے' تو انتہائی شدید سردی اسی وجہ سے ہوتی ہے۔ جہاں تک گرمی کے موسم میں اس کے سانس لینے کا تعلق ہے' تو شدید گرمی اس کی وجہ سے ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔ مفضل بن صالح نامی راوی محدثین کے نزدیک پایہ کا حافظ نہیں ہے۔

شرح

جہنم کا دو سانس لینا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم نے اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکایت عرض کیا: اے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے سال میں دو سانس لینے کی اجازت دے دی گئی۔ ایک سانس لیتی ہے تو دنیا میں سردی کا موسم پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا سانس لیتی ہے تو دنیا میں گرمی کا موسم آ جاتا ہے۔

سانس لینے کے دو طریقے ہیں:

1- باہر سے ہوا اندر کی طرف کھینچی جائے پھر اسے باہر پھینک دیا جائے۔ یہ طریقہ حیوانات کے سانس لینے کا ہے۔

2- اندر سے گیس کو باہر پھینکا جائے، یہ جمادات کے سانس لینے کا طریقہ ہے۔ مختلف گاڑیوں اور مشینوں کے انجنوں کے سانس لینے کا بھی یہی انداز ہے۔ جہنم کے سانس لینے کا بھی یہی طریقہ ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سال میں دو سانس لیتی ہے، ایک سانس لیتے وقت موسم گرما شروع ہو جاتا ہے اور دوسرا سانس لیتے وقت موسم سرما شروع ہو جاتا ہے۔

سوال: بظاہر سردی یا گرمی کا تعلق آفتاب کے ساتھ ہے' جب آفتاب قریب آتا ہے تو گرمی ہوتی ہے اور جب دور چلا جاتا ہے تو سردی شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح جہنم کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ جنت میں نہ سردی ہے اور نہ گرمی' کیونکہ وہاں دو سانسیں لینے کا نظام نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ (الدھر:13) لوگ جنت میں نہ تپش دیکھیں گے اور نہ جاڑا۔

2517- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۴۴۴): كتاب الزهد: باب: صفة النار، حديث (۴۳۱۹) من طريق ابو صالح، فذكره۔

جہنم کے دو طبقے ہیں جن میں سے ایک سرد اور دوسرا گرم ہے۔ جب جہنم سانس لیتے وقت سرد گیس باہر پھینکتی ہے تو موسم سرما آجاتا ہے اور جب گرم گیس پھینکتی ہے تو موسم گرما کا آغاز ہو جاتا ہے۔

2518 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَقَالَ شُعْبَةُ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً وَقَالَ شُعْبَةُ مَا يَزِنُ ذُرَةً مُخَفَّفَةً

فى الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

یہاں ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جہنم میں سے نکلیں گے' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو یہ اعتراف کر چکا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے دل میں اتنی بھلائی ہو جو ایک جو کے وزن جتنی ہو' اور تم لوگ جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو کلمہ پڑھ چکا ہو' اور اس کے دل میں اتنی بھلائی ہو جو گندم کے دانے کے برابر ہو' اور تم جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو کلمہ پڑھ چکا ہو' اور اس کے دل میں (اتنی بھلائی ہو) جو ایک چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنی ہو۔

شعبہ کی نقل کردہ روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہلکی چیونٹی کے وزن جتنی ہو۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2519 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ مُّبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ

متنِ حدیث: اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِىْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِىْ فِىْ مَقَامٍ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جہنم میں سے ہر اس شخص کو نکال دو! جس نے کسی بھی دن میرا ذکر کیا ہو یا کسی بھی موقع پر مجھ سے ڈر گیا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

2518۔ اخرجه البخاری (۱/ ۱۲۷): کتاب الایمان: باب: زیادة الایمان و نقصانه' حدیث (۴۴)' و اطرافه فی: (۴۴۷۶' ۶۵۶۵' ۷۴۱۰' ۷۴۴۰' ۷۵۰۹' ۷۵۱۰' ۷۵۱۶) و مسلم (۱/ ۵۹۹ - الابی): کتاب الایمان: باب: ادنی اهل الجنة منزلة فیها' حدیث (۳۲۵/ ۱۹۳)' و ابن ماجه (۲/ ۱۴۴۳): کتاب الزهد: باب: ذکر الشفاعة' حدیث (۴۳۱۲)' و احمد (۳/ ۱۱۶' ۱۷۳' ۲۷۶) من طریق قتادة' فذکره۔

2519۔ تفرد به الترمذی' ینظر (تحفة الاشراف) (۱۰۸۶)' و اخرجه الحاکم (۱/ ۷۰) وقال: صحیح الاسناد' و احمد (۳/ ۲۷۶) بروایات من طریق قتادة عن انس۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 9: بلاعنوان

2520 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنِّىْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِىْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ قَالَ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِىْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں یہ سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم سے نکلے گا' اور عرض کرے گا: اے پروردگار! لوگ تو اپنی جگہ پر پہنچ چکے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے کہا جائے گا: تم جنت کی طرف چلے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ جائے گا' تو وہ دیکھے گا کہ لوگ اپنی جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ وہ واپس آئے گا' اور عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! لوگوں نے تو اپنی جگہ حاصل کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' تو اس سے کہا جائے گا: کیا تم اس وقت کو یاد کرو گے؟ جس صورتحال میں تم پہلے تھے' تو وہ جواب دے گا: جی ہاں! تو اس سے کہا جائے گا: تم آرزو کرو۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' وہ آرزو کرے گا' تو اس سے کہا جائے گا: تم نے جو آرزو کی ہے' وہ اب تمہارا ہوا اور اس کا دس گنا مزید تمہارا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ عرض کرے گا: یہ کیا تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے' جبکہ تو بادشاہ ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسکرائے' یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2521 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنِّىْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ يُؤْتٰى بِرَجُلٍ

2520- اخرجه البخاری (۱۱/ ۴۳۶): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة و النار' حدیث (۶۵۷۱)' وطرفه فی: (۷۵۱۱) و مسلم (۱/ ۵۷۷' ۵۷۸ - الابی): کتاب الایمان: باب: آخر اهل النار خروجا' حدیث (۳۰۸' ۳۰۹ / ۱۸۶)' وابن ماجه (۲/ ۱۴۵۲): کتاب الزهد: باب: صفة الجنة' حدیث (۴۳۳۹)' و احمد (۱/ ۳۷۸' ۴۶۰) من طریق منصور' عن عبیدة السلمانی' فذکره-

2521- اخرجه مسلم (۱/ ۵۸۳ - الابی): کتاب الایمان: باب: ادنی اهل الجنة منزله فیها- حدیث (۳۱۴ / ۱۹۰)' واحمد (۵/ ۱۷۵' ۱۷۰) من طریق الاعمش' عن المعرور بن سوید' فذکره-

فَيَقُولُ سَلُوْا عَنْ صِغَارِ ذُنُوْبِهِ وَاخْبَئُوْا كِبَارَهَا فَيُقَالُ لَهُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً قَالَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَقَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ مَا اَرَاهَا هَاهُنَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری اور جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری شخص کو جانتا ہوں۔ ایک شخص کو لایا جائے گا' تو پروردگار فرمائے گا: اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور اس کے بڑے گناہوں کو چھپا کر رکھو۔ پھر اسے کہا جائے گا: کیا تمہیں یاد ہے: فلاں' فلاں دن تم نے یہ عمل کیا تھا۔ فلاں' فلاں دن یہ عمل کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' تو اس سے کہا جائے گا: تمہاری ہر ایک برائی کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' تو وہ شخص عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میرے کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسکرا دیے' یہاں تک کہ آپ کے کنارے کے دانت نظر آنے لگے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2522 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُعَذَّبُ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ فِي النَّارِ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِيْهَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيُخْرَجُوْنَ وَيُطْرَحُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قَالَ فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِيْ حِمَالَةِ السَّيْلِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ توحید میں سے کچھ لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا' یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر رحمت انہیں آ لے گی اور وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ انہیں جنت کے دروازوں پر ڈال دیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر اہلِ جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ تو وہ یوں پھوٹ پڑیں گے جیسے سیلابی پانی کی گزرگاہ میں کوئی دانہ اگتا ہے۔ پھر وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ دیگر اسناد کے حوالے سے بھی یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

2523 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءٍ

2522۔ اخرجه احمد (۳۹۱/۲) من طريق الاعمش عن ابي سفيان' فذكره۔

2523۔ تفرد به الترمذي' ينظر (تحفة الاشراف) (۴۱۸۱)' ذكره السيوطي في (الدر المنثور) (۱۶۴/۲) و عزاه لابن ابي حاتم' و عبد بن حميد' و ابن ماجه' و ابن جرير۔

بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَمَنْ شَكَّ فَلْيَقْرَاْ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ)

يقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں سے ہر ایسا شخص نکل جائے گا جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے برابر ایمان ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کو شک ہو وہ یہ آیت پڑھ لے۔

''بے شک اللہ تعالیٰ چھوٹی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2524 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا رِشْدِيْنُ حَدَّثَنِي ابْنُ اَنْعُمَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ اَخْرِجُوْهُمَا فَلَمَّا اُخْرِجَا قَالَ لَهُمَا لِاَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ اِنَّ رَحْمَتِيْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا اَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيَنْطَلِقَانِ فَيُلْقِيْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا وَّيَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا يُلْقِيْ نَفْسَهٗ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰى صَاحِبُكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا تُعِيْدَنِيْ فِيْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِيْ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ لَكَ رَجَاؤُكَ فَيَدْخُلَانِ جَمِيْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ ضَعِيْفٌ لِاَنَّهٗ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ

توضیح راوی: وَرِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنِ ابْنِ اَنْعُمَ وَهُوَ الْاَفْرِيْقِيُّ وَالْاَفْرِيْقِيُّ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم میں داخل ہونے والے دو آدمی زور سے چلائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ان دونوں کو نکالو! جب ان دونوں کو نکال دیا جائے گا' تو ان سے دریافت کیا جائے گا: تم کس وجہ سے چیخ و پکار کر رہے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ہم ایسا اس لیے کر رہے تھے تاکہ تو ہم پر رحم کرے۔ پروردگار فرمائے گا: میری تمہارے لیے رحمت یہی ہے: تم دونوں واپس جاؤ اور اپنے آپ کو وہیں ڈال دو پہلے جس جگہ تم جہنم میں تھے' تو وہ دونوں چل پڑیں گے۔ ان میں سے ایک شخص خود کو اس میں ڈال دے گا' تو اللہ تعالیٰ اس آگ کو اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دے گا۔ دوسرا شخص کھڑا رہے گا وہ خود کو جہنم میں نہیں ڈالے گا' تو پروردگار اس سے فرمائے گا: تم نے اپنے آپ کو اس طرح جہنم میں کیوں نہیں ڈالا؟ جیسے تمہارے ساتھی نے ڈال دیا ہے' تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے یہ امید ہے کہ جب تو نے مجھے یہاں سے

2524- تفرد به الترمذي ينظر (تحفة الاشراف) (١٥٤٤٨)' ذكره صاحب (المشكاة) (٥٦٩/٩ - مرقاة) برقم (٥٦٠٥) وعزاه للترمذي' و ابن الجوزي في (العلل المتناهية) (٩٢٩/٢) برقم (١٥٦٦)-

نکال دیا' تو اب تو دوبارہ مجھے اس میں نہیں ڈالے گا' تو پروردگار اس سے فرمائے گا: تمہیں تمہاری امید کے مطابق ملتا ہے' پھر وہ دونوں ایک ساتھ' اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے' کیونکہ یہ رشدین بن سعد کے حوالے سے منقول ہے۔

رشدین بن سعد نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہیں۔

یہ روایت ابن انعم سے منقول ہے۔ یہ صاحب افریقی ہیں' اور یہ افریقی صاحب بھی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

2525 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ اسْمُهُ عِمْرَانُ بْنُ تَيْمٍ وَّيُقَالُ ابْنُ مِلْحَانَ

◄► حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ میری شفاعت کی وجہ سے میری امت کے کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے' اور (جنت میں) ان کا نام "جہنمی" (یعنی جہنم سے نکل کر آئے ہوئے) رکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن تیم ہے اور ایک قول کے مطابق بن ملحان ہے۔

2526 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

توضیحِ راوی: وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ تَكَلَّمَ فِيْهِ شُعْبَةُ وَيَحْيَى ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ وَّهُوَ مَدَنِيٌّ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جہنم کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا شخص سو جائے اور میں نے جنت کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طلب گار سو جائے۔

یہ حدیث ہم اسے صرف یحییٰ بن عبید اللہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2525- اخرجه البخاری (۱۱/ ٤٢٥): كتاب الرقاق: باب: صفة الجنة والنار' حديث (٦٥٦٦)' و ابو داؤد (٤/ ٢٣٦): كتاب السنة: باب: في الشفاعة' حديث (٤٧٤٠)' و ابن ماجه (٢/ ١٤٤٣) كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة' حديث (٤٣١٥)' و احمد (٤/ ٤٣٤)' من طريق الحسن بن ذكوان' قال: حدثنا ابو رجاء' فذكره-

2526- تفرد به الترمذی' ينظر (تحفة الاشراف) (١٤١٢٤)' ذكره صاحب (كنز العمال) (١٥/ ٧٧٣) برقم (٤٣٠٣٩) و عزاه للترمذی' و البغوی في (شرح السنة) (٧/ ٣٧٥)-

یحییٰ بن عبیداللہ محدثینؒ کے نزدیک ضعیف ہیں ان کے بارے میں شعبہ نے کلام کیا ہے۔
یہ یحییٰ بن عبیداللہ بن موہب ہیں اور یہ مدنی ہیں۔

شرح

جہنم سے مسلمان کا نکلنا:

پہلی حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں ایک جو یا گندم کے ایک ایک دانے یا ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم سے نکال لیا جائے۔ یعنی صاحب ایمان اگر اپنے گناہوں کی پاداش کے نتیجہ میں جہنم میں داخل بھی ہو گیا تو وہ دائمی طور پر اس میں نہیں رہے گا بلکہ اسے نکال لیا جائے گا اور اس کا دائمی مکان جنت ہوگا۔

سوال: کہیں جو کے دانے کا ذکر ہے، کہیں گندم کے دانے کا بیان ہے اور کہیں ذرّہ بھر ایمان کا تذکرہ ہے یہ تو تعارض ہوا؟

ان سے مراد تعداد یا وزن ہرگز نہیں ہے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں کم سے کم درجہ کا بھی ایمان ہوگا اسے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

☆ دوسری حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے گا کہ جس کلمہ گو نے مجھے کبھی بھی اپنے دل میں یاد کیا ہو یا وہ مجھ سے خوفزدہ ہوا ہو، اسے جہنم سے نکال لیا جائے۔ چنانچہ فرشتے حکم الٰہی کی تعمیل کریں گے۔

☆ تیسری حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ جہنم سے آخری مسلمان کو نجات ملے گی تو اسے جنت میں داخل ہونے کا حکم ہو گا' وہ عرض کرے گا جنت تو بھر چکی ہے اور میرے لیے اس میں جگہ باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت کی طلب کا حکم ہوگا' وہ جنت کا طالب ہوگا اور اسے دنیا کے دس گنا کے برابر جنت دی جائے گی۔

☆ چوتھی روایت میں ایک ایسے کلمہ گو کی جہنم سے نجات کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ وہ بہت گناہگار ہوگا' اللہ کی طرف سے اس پر یہ کرم ہوگا کہ اس کے تمام گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے، حتیٰ کہ اس کے ناقابل برداشت اور کبیرہ گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔ پھر اسے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

☆ پانچویں تا آٹھویں احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں صرف کفار اور مشرکین نہیں جائیں گے بلکہ بعض مسلمان بھی جائیں گے جو اپنے گناہوں کے سبب بطور سزا جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ کفار و مشرکین تو دائمی طور پر جہنمی کا ایندھن بنیں گے لیکن مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزادی دی جائے گی، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ھولاء عتقاء اللہ، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں''۔ اہل جنت بھی اس جماعت کو اسی نام سے پکاریں گے' جب کہ وہ لوگ اس نام کو برا محسوس کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے یہ نام ہٹا دیا جائے گا' اور انہیں جنتی کہہ کر پکارا جائے گا۔ بعدازاں اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ جنت میں اور جہنمی لوگ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے۔

☆ آخری حدیث باب میں اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ درس دیا گیا ہے کہ جہنم سے بچنے یعنی اصلاح عقائد و اعمال کی طرف خصوصی سے توجہ دینا چاہیے، تاکہ اعمال سیئہ کے نتیجہ میں عذاب سے بچا جا سکے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس سلسلہ میں

ہم عدم توجہ کا شکار ہیں۔ اسی طرح دخول جنت کا بھی ہمیں سامان کرنا چاہیے لیکن اس بارے میں بھی سستی کا شکار ہیں۔

الغرض! دخول جنت اور اجتناب عذاب جہنم کا تصور ہمہ وقت ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے تاکہ اپنی منزل کی راہ اختیار کرنے میں ہم سب سے بے احتیاطی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ النِّسَآءُ

باب 10: جہنم میں اکثریت خواتین کی ہوگی

2527 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جنت میں جھانکا تو مجھے اس میں اکثریت غریب لوگوں کی نظر آئی اور میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے اس میں اکثریت خواتین کی نظر آئی۔

2528 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِىُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَوْفٌ هُوَ ابْنُ اَبِىْ جَمِيْلَةَ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَّهٰكَذَا يَقُوْلُ عَوْفٌ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّيَقُوْلُ اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّكِلَا الْاِسْنَادَيْنِ لَيْسَ فِيْهِمَا مَقَالٌ وَّيُحْتَمَلُ اَنْ يَّكُوْنَ اَبُوْ رَجَاءٍ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا وَّقَدْ رَوٰى غَيْرُ عَوْفٍ اَيْضًا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے اس میں اکثریت خواتین کی نظر آئی اور میں نے جنت میں جھانکا تو مجھے اکثریت غریب لوگوں کی نظر آئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عوف نامی راوی نے ابورجاء کے حوالے سے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ایوب یہ کہتے ہیں: یہ ابورجاء کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی گئی ہے۔

2527۔ اخرجه البخاری تعليقاً (۱۱/۲۷۸): كتاب الرقاق: باب: فضل الفقر، حديث (٦٤٤٩) من طريق صخر و حماد بن نجيح: عن ابی رجاء عن ابن عباس، و مسلم (۴/۲۰۹٦): كتاب الرقاق: باب: اكثر اهل الجنة الفقراء و اكثر اهل النار النساء، حديث (٩٤/٢٧٣٧)، و احمد (٤/٤٤٣)- من طريق ابونجيح، به-

2528۔ اخرجه البخاری (٦/٣٦٦): كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء فی صفة الجنة و انها مخلوقة، حديث (٣٢٤١) و اطرافه فی: (٥١٩٨، ٦٤٤٩، ٦٥٤٦)، و احمد (٤/٤٢٩) من طريق ابی رجاء، فذكره-

ان دونوں سندوں کے اندر کوئی کلام نہیں کیا گیا اور اس بات کا احتمال موجود ہے: ابورجاء نے یہ حدیث ان دونوں حضرات سے سنی ہو۔

یہ روایت عوف نامی راوی کے علاوہ بھی نقل کی گئی ہے' جو ابورجاء کے حوالے سے' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اہل جہنم میں عورتوں کی اکثریت شرح ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جنت کا معائنہ کیا تو اہل جنت میں سے اکثریت فقراء کی تھی۔ فقراء کی اکثریت کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں:

1- دنیا میں اغنیاء کے مقابلے میں فقراء کی اکثریت ہے اور یہی اکثریت آخرت میں برقرار رہے گی۔

2- دنیا میں فقراء حرام اور ناجائز ذرائع کے استعمال سے دور رہتے ہیں۔

آخرت میں مختصر سا حساب و کتاب چکانے کے بعد جنت میں جلدی اور آسانی سے داخل ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے ان کی تعداد بھی زیادہ ہوگی اس کے برعکس اغنیاء دنیا میں حرام سے نہیں بچتے اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتے رہے۔ اس کی پاداش میں انہیں آخرت میں اپنے کیے کا بدلہ دینا پڑے گا اور وہ مؤاخذہ کا شکار ہو جائیں گے۔ اس طرح جنت میں ان کی تعداد قلیل ہوگی۔

سفر معراج کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا بھی معائنہ کیا تو اس میں اکثریت عورتوں کی ملاحظہ فرمائی۔ جہنم میں خواتین کی اکثریت کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں:

1- عورتیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و معصیات کا ارتکاب زیادہ کرتی ہیں۔

2- عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔

3- عورتیں کم عقل ہوتی ہیں' کیونکہ ایک مرد کے مقابل دو عورتوں کی گواہی برابر ہوتی ہے۔

4- عورتیں کم دین بھی ہوتی ہیں، کیونکہ بلوغت کے بعد تقریباً تاحیات ہر مہینہ میں ان کی کئی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

2529 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ فِىْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

2529- اخرجه البخاري (۱۱/ ۴۲۴، ۴۲۵): كتاب الرقاق: باب: صفة الجنة و النار، حديث (۶۵۶۱، ۶۵۶۲) و مسلم (۱/ ۱۹۶): كتاب الايمان: باب: اهون اهل النار عذابا، حديث (۳۶۲، ۳۶۳، ۲۱۳/ ۳۶۴) و احمد (۴/ ۲۷۱)۔ من طريق ابو اسحاق، فذكره۔

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں سب سے کمتر عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے تلوؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھولے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی آدمی

حدیث باب اور صحیحین کی روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جہنمی لوگوں میں سے جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا وہ ہے جسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے اور آگ کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولہے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔ وہ شخص خیال کرے گا کہ جہنم کا زیادہ عذاب اسے دیا جا رہا ہے حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب دیا جا رہا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج ۱۱، ص ۴۳۸) یعنی اہل جہنم میں سے جسے سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا وہ ابوطالب ہیں"۔ انہیں بطور عذاب آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جو عذاب جہنم کی ہلکی صورت ہوگی۔

2530 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعِّفٍ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّتَكَبِّرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے بارے میں بتاؤں؟ ہر وہ شخص جو بظاہر بے حیثیت لگتا ہو اور کمزور (نظر آتا) ہو لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دے (وہ جنتی ہوگا) اور کیا میں تم اہلِ جہنم کے بارے میں بتاؤں؟ ہر سرکش، بددماغ، متکبر شخص (جہنمی ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2530۔ اخرجه البخاری (۸/۵۲۰): كتاب التفسير: باب: (عتل بعد ذلك زنيم)، حديث (۴۹۱۸)، وطرفه في: (۶۰۷۱، ۶۶۵۷)، و مسلم (۴/۲۱۹۰): كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها: باب: النار يدخلها الجبارون، و الجنة يدخلها الضعفاء، حديث (۳۴، ۳۵/۲۸۵۶)، و ابن ماجه (۲/۱۳۷۸): كتاب الزهد: باب: من لا يؤبه له، حديث (۴۱۱۶)، و احمد (۴/۳۰۶)، و عبد بن حميد (۱۷۴): حديث (۴۷۷)، من طريق معبد بن خالد، فذكره۔

شرح

عجز وانکسار جنتی ہونے کی اور وہ تکبر وغرور جہنمی ہونے کی علامت ہونا

حدیث باب کا مطلب سمجھنے کے لیے دو امور پیش نظر رکھنا ضروری ہیں:

1- ہر زبان میں تابع اور متبوع کا اصول جاری ہوتا ہے لیکن عربی کے علاوہ ہر زبان میں تابع مہمل و غیر مقصود ہوتا ہے جبکہ عربی زبان میں تابع بامعنیٰ ہوتا ہے' اس کے ذریعے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی مطلوب ہوتی ہے پھر تابع مع متبوع فقرے کا مفہوم واضح کرتے ہیں' مثلاً ارشاد ربانی ہے: نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ہم انہیں گہرے سایہ میں داخل کریں گے"۔ اس ارشاد میں لفظ: ظلاً متبوع اور لفظ ظلیلاً تابع ہے' جو تاکید کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مقصود ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے' کیونکہ زبان کی تنگ دامنی کے باعث اس میں کوئی ایسا جامع لفظ موجود نہیں ہوتا جو مکمل مفہوم واضح کر سکے۔ تاہم اس طرح چند الفاظ کو ملا کر مفہوم کی وضاحت کی جاتی ہے۔

2- عربی زبان کے علاوہ ہر زبان میں متبوع کا ایک تابع ہو سکتا ہے (جو مہمل بھی ہوتا ہے) مثلاً چائے وائے' کھانا وانا اور بات چیت وغیرہ۔ جس طرح عربی زبان میں ایک موصوف کی متعدد صفات آ سکتی ہیں' اسی طرح ایک متبوع کے متعدد تابع بھی آ سکتے ہیں' جن کا محض مقصد ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرنا ہوتا ہے مثلاً جیسے: زَيْدُنِ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْعَاقِلُ حَاضِرٌ۔ توابع کا مقصد متبوع کے معنیٰ میں تاکید و زیادتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں دو اہم مضمون بیان کیے گئے ہیں:

1- عجز وانکسار وصف محمود ہے' جو انسان سے مطلوب ہے اور اگر یہ دین کے ساتھ جمع کر دیا جائے تو آدمی کو جنت نشین بنا دیتا ہے۔ ان اوصاف کے حامل شخص کی فضیلت زبان نبوت سے بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهٗ۔ اگر وہ شخص کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو پسند کرتا ہے' وہی الفاظ اس کی زبان سے نکلتے ہیں جو پورے کر دیے جاتے ہیں یا جو وہ چاہتا ہے تو اس کی خواہش کے مطابق زبان سے الفاظ ادا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں پورا کر دیتا ہے۔ بہر صورت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے مقام قبولیت حاصل ہو جاتا ہے اور اہل جنت میں شمار کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے دلوں میں بھی اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

2- تکبر وغرور مبغوض ہے' انسان سے غیر مطلوب ہے اور جس آدمی میں یہ ناسور پایا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر مقبول بلکہ اہل جہنم میں شمار ہوتا ہے۔ ایسا شخص عذاب الٰہی کا حقدار ہوتا ہے۔

ایسے شخص کی زبان نبوت سے بایں الفاظ مذمت بیان کی گئی ہے۔ کُلُّ مُعْتَلٍ جَوَّاظٍ مُتَكَبِّرٍ۔ یعنی سخت مزاج و متکبر شخص اہل جہنم میں سے ہوگا"۔ یعنی تکبر وغرور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جس شخص میں یہ مرض ہوگا وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکے گا بلکہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

کِتَابُ الْاِیْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

ایمان کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بحث سے فارغ ہوئے تو اب ایمان کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں' کیونکہ قرآن کریم میں اعمال صالحہ کے ساتھ ''ایمان'' کی قید مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓـئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ٥ (النساء:۱۲۴) ''جو آدمی بھی نیک کام کرے گا' خواہ وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مؤمن ہو' وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔'' قرآن کریم کے مضمون سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ اور ایمان کے مابین چولی دامن کا تعلق ہے۔ تاہم اعمال صالحہ مقدم رکھے گئے ہیں اور ایمان مؤخر ہے۔ یہاں بھی تقدیم وتاخیر کی یہی ترتیب پیش نظر رکھی گئی ہے۔

ایمان کا لغوی واصطلاحی مفہوم

لفظ: ایمان' ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے' جس کا لغوی معنی ہے: کسی کی بات کو درست تسلیم کرتے ہوئے اسے سچا قرار دینا اور اس کی تصدیق کرنا۔ اس کا اصطلاحی وشرعی مفہوم ہے: وہ حقائق وامور جو انسانی عقل ودانش سے بلند وبالا ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو ان کا درس دیا' انہیں تسلیم کرنا۔ مثلاً ذات باری' صفات باری تعالیٰ' احکام خداوندی' انبیاء' آسمانی کتب' ملائکہ' یوم آخرت اور جنت ودوزخ وغیرہ۔

ایمانیات کی تفصیلی بحث

وہ حقائق وامور جو ایمانیات پر مشتمل ہیں' کثیر ہیں۔ ان میں سے چند اہم عقائد درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا: ذات' صفات' احکام اور ان امور کے تقاضوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اسے عیب ونقص سے پاک' کائنات کا مالک ومختار اور ہر ایک کا روزی رساں ماننا ہے۔

۲- آسمانی کتب پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے جہاں لوگوں کی اصلاح وتربیت کے لیے انبیاءِ کرام بھیجنے کا اہتمام فرمایا' وہاں بطور نصاب آسمانی کتب بھی نازل فرمائیں۔ دیگر صحائف وکتب کے علاوہ چار مشہور آسمانی کتب ہیں' جو چار مشہور انبیاء علیہم السلام پر نازل کی گئی ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر' زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر' انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔ قرآن کریم کے علاوہ ہر آسمانی کتاب وصحیفہ تحریف شدہ ہے۔ قرآن کریم تحریف سے اس لیے پاک ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا تھا۔ قرآن کریم مضامین کے اعتبار سے تمام

آسمانی کتب کا جامع ہے۔ان کتب پر ایمان ضروری ہے۔

۳-انبیاء پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔انبیاء کرام تلامیذ الٰہی ہیں اور اپنی قوم کے معلمین ہوتے ہیں۔ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے۔رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔کسی بھی نبی کی توہین وتنقیص کفر ہے۔کسی ایک نبی کا انکار تمام انبیاء کے انکار کے مترادف ہے اور کفر ہے۔ان پر ایمان لانا بھی مؤمن کے لیے ضروری ہے۔

۴-ملائکہ پر ایمان لانا: دیگر امور کی طرح ملائکہ پر ایمان لانا اور ان کے وجود کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ملائکہ اللہ تعالیٰ کی معصوم مخلوق ہے' جو عمداً یا سہواً جو حکم خداوندی کے خلاف نہیں کر سکتے اور معصیات کا ارتکاب بھی نہیں کر سکتے۔انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ان کی توہین وتنقیص بھی کفر ہے۔یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور عبادت وریاضت میں مصروف رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مختلف ڈیوٹیوں پر تعینات ہیں۔چار مشہور فرشتوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام (۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام

۵-قیامت کے دن پر ایمان لانا: دنیا کے آخری دن کو قیامت کہا جاتا ہے' جس دن زمین وآسمان' شجر وحجر اور شمس وقمر وغیرہ کا نظام عام معمول سے تبدیل ہو جائے گا۔یہ دن پچاس ہزار سال پر مشتمل ہوگا۔اس دن لوگوں کے درمیان عدل وانصاف اور حساب وکتاب ہوگا۔اس دن پر ایمان رکھنا بھی لازمی وضروری ہے۔اس دن کا انکار کفر ہے۔

۶-اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے روز اول سے کائنات کے نظام کو چلانے کا جو پروگرام تشکیل دیا تھا' اس کا نام تقدیر ہے۔جو اعمال وعقائد انسان کے لیے مفید ونافع نہیں تھے' ان کا تعین کر دیا گیا اور جو مضر ونقصان دہ تھے' ان کو بھی بیان کر دیا گیا۔ہر تقدیر کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار گمراہی وقریب الکفر ہے۔اچھی تقدیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی اور بری تقدیر کی نسبت بندے کی طرف کی جائے گی۔

فائدہ نافعہ:

امور ستہ کی طرح جنت ودوزخ' پل صراط' میزان عدل' حوض کوثر' شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ پر ایمان بھی ضروری ہے۔

سوال: شرعی نقطۂ نظر سے ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے' ملائکہ پر ایمان لانا ضروری کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کا انتظام بھی کر دیا۔جسمانی طور پر ان کے لیے اشیاء خورد ونوش کا اہتمام کر کے ایمانیات واعمال صالحہ اپنانے کا پیغام دیا' تا کہ تمام لوگ اپنے پروردگار کے فرمانبردار بن کر جنت میں داخل ہو جائیں۔اسی طرح انسان کی روحانی خوراک وتربیت کا اہتمام بھی کیا گیا' جو انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطہ سے ممکن ہوا' کیونکہ براہ راست انسانوں سے خطاب اللہ تعالیٰ کا طریقہ نہیں ہے۔تاہم انبیاء پر نزول وحی اور پیغام رسانی کا اہتمام فرشتوں کے ذریعے کیا گیا ہے۔چونکہ پیغام الٰہی انسانوں تک پہنچانے کے لیے ملائکہ واسطہ بنتے ہیں' اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ان پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

سوال: اپنے نبی علیہ السلام پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: تمام انبیاء کی کتب کا سرچشمہ ایک ہے' سب کے سب ایک ذات کے ترجمان ہیں اور سب کا مقصد بعثت بھی ایک ہے' لہٰذا اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں سب کا دین بھی ایک ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''دین اسلام'' ہے۔ تاہم شرائع اور ان کے احکام مختلف تھے مثلاً غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنے اور ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ نکاح کرنے کا جواز وغیرہ۔

اسلام کا معنی ومفہوم

لفظ: اسلام بھی ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے' جس لغوی معنی ہے: فرمانبردار ہونا' اطاعت قبول کرنا' اپنے آپ کو کسی کے سپرد کرنا۔ اس کا اصطلاحی وشرعی معنی ہے: احکام الٰہی کو تسلیم کرنا اور انہیں تاحیات دستور عمل بنانا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا (سورۃ الحج) تمہارا معبود ایک ہے' پس تم اس کی اطاعت کرو۔'' دوسرے مقام پر یوں فرمایا گیا ہے: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (آل عمران) جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کرتا ہے' وہ اس کی طرف سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹے والے لوگوں میں سے ہوگا۔'' مزید ایک مقام پر فرمایا گیا ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (سورۃ النساء) اور دین کے اعتبار سے اس شخص سے بہتر کون ہوسکتا ہے' جو اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے؟

حدیث جبریل علیہ السلام میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ''اسلام'' کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

(۱) توحید ورسالت کی گواہی دینا

(۲) نماز پڑھنا

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

اس جواب میں زبانِ نبوت سے ارکان اسلام پانچ بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے رکن کا تعلق عقائد وایمانیات سے ہے یعنی توحید و رسالت کی گواہی دینا۔ یہ بیان کر کے تمام عقائد ونظریات کو تسلیم کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور عقائد میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے بیان کیا گیا ہے ورنہ مراد تمام ہیں۔ آخری چار ارکان کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔

سوال: ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟

جواب: ایمان واسلام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) ایمان کا تعلق عقائد کے ساتھ اور اسلام کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔ (۲) ایمان اور اسلام دونوں مترادف وہم معنی ہیں (۳) ایمان اور اسلام کا استعمال ایک دوسرے کی جگہ پر ہوسکتا ہے' جس طرح حدیث جبریل علیہ السلام میں صراحت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب 1: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں

2531 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا مَنَعُوْا مِنِّىْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنے خون اور اپنے اموال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا' اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2532 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الزَّكٰوةِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ

2531- حديث ابی هريرة: رواه مسلم (۱/۲۳۲ - نووی) كتاب الايمان' باب: الامر بقتال الناس' حديث (۳۵/۳۱) و ابو داؤد (۲/۵۰) كتاب: الجهاد' باب: على ما يقاتل المشركون' حديث (۲۶۴۰)' و النسائی (۷/۷۹) كتاب: تحريم الدم' و ابن ماجه (۲/۱۲۹۵) كتاب الفتن' باب: الكف عمن قال: لا اله الا الله (۳۹۲۷)' و احمد (۲/۳۷۷)۔

2532- رواه النسائی (۷/۷۷) كتاب: تحريم الدم' و احمد (۱/۱۱)' (۲/۵۲۸'۴۲۳)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَهٰكَذَا رَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ خَطَاٌ وَّقَدْ خُوْلِفَ عِمْرَانُ فِىْ رِوَايَتِهٖ عَنْ مَعْمَرٍ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا' تو کچھ عرب کافر ہو گئے' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ایسے لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

"مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنے مال کو اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لے گا' اور اس کا حق باقی رہے گا' اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا"۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ایسے شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ لوگ مجھے ایسی رسی دینے سے بھی انکار کریں جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان لوگوں کے ساتھ جنگ کروں گا' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اس وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ پتہ چل گیا کہ ان کی رائے ٹھیک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شعیب بن ابوحمزہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبید اللہ بن عبد اللہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

عمران القطان نے اس روایت کو معمر کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

تاہم یہ حدیث خطا ہے' کیونکہ عمران نامی راوی کے معمر سے نقل کرنے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔

شرح

قبول ایمان پر جنگ بندی کرنا

پہلی حدیث باب سے متعلق چند اہم امور وضاحت طلب ہیں' جو سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- دوران جنگ جب دشمن فوج کا فرد یا قوم ایمان لے آئے تو اس سے جنگ بندی کرنا ضروری ہو جاتا ہے' کیونکہ قبول اسلام سے دشمن ہمارا اسلامی بھائی بن جاتا ہے اور بھائی سے لڑائی کرنا منع ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (القرآن) "مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔

۲۔جس طرح نصف آیت: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر اکتفاء کیا جائے تو آیت کا مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ‘ تم نماز ادا نہ کرو‘۔ہاں جب آیت کا دوسرا حصہ ساتھ ملایا جائے تو مفہوم درست ہو جاتا ہے: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی ” تم حالت نشہ میں نماز ادا نہ کرو۔“ یہ مفہوم بالکل درست ہے‘ کیونکہ نشہ کی حالت میں نماز ادا کرنے سے قرآن پاک غلط پڑھا جائے گا جس کے نتیجہ میں نماز درست نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر نصف حدیث پر اکتفاء کیا جائے تو دو خرابیاں لازم آئیں گی:

(۱) جنگ کے ذریعے اسلام پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے اور جنگ کے ذریعے اسلام پھیلا ہے۔

(۲) تلوار کی مدد سے اسلام پھیلا ہے۔ یہ مفہوم غلط ہے۔ پوری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا اور نہ تلوار کے ذریعے اسلام پھیلا ہے جبکہ اسلام جنگ بندی کا حکم دیتا ہے۔

(۳) حدیث باب کے الفاظ: لا الہ الا اللہ کہنے سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے‘ بلکہ پورا دین اسلام ہے۔اس کی وضاحت حدیث کے الفاظ ”الا بحقھا“ میں موجود ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص احکام خداوندی اور حدود اسلامی سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔

(۴) الفاظ حدیث: حِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ ‘ کا مفہوم یہ ہے کہ قبول اسلام سے قبل کے جرائم یا قبول اسلام کے بعد دی جانے والی شرعی سزا کے بعد کسی مسلمان کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کے جرم پر انگشت نمائی کرے بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ جو چاہے کرے۔

(۵) قبول اسلام کے بعد دشمن سے جنگ کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کا بنیادی مقصد لوگوں کی اصلاح کرنا‘ امن و امان قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے کا پیغام دینا ہے‘ تاکہ لوگ اپنے مالک حقیقی کو خوش کر کے جنت کے حقدار بن جائیں۔یہ مقصد حاصل ہو جانے کے بعد جنگ و قتال کے جواز کی صورت باقی نہیں رہتی۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر دور حاضر تک متفقہ ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔اس بارے میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارتداد کی بنا پر اسود عنسی‘ مسیلمہ کذاب اور ان کے متبعین سے جہاد کیا تھا۔تاہم مانعین زکوٰۃ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اعلان جہاد ارتداد کی بنا پر نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے تحفظ کے لیے تھا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانعین زکوٰۃ سے ارتداد کی بنا پر جہاد کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اسی حدیث باب سے معارضہ پیش کیا تھا۔خلیفہ وقت نے بعض صحابہ کی مخالفت کے باوجود اعلان کر دیا تھا کہ قسم بخدا! جو شخص دور رسالت میں ایک رسی بھی بطور زکوٰۃ دیتا تھا‘ اب وہ ادا نہ کرے گا تو میں اس سے جہاد کروں گا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشراح صدور کی دولت حاصل ہوئی تو انہوں نے بھی خلیفہ وقت کے مؤقف کی تائید کر دی تھی۔یاد رہے کہ انکار زکوٰۃ کفر ہے لیکن ترک زکوٰۃ یعنی بروقت ادا نہ کرنا کفر نہیں ہے‘ بلکہ گناہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقِتَالِهِمْ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

باب 2: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں اور نماز ادا نہ کریں

2533 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَعْقُوْبَ الطَّالِقَانِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنْ یَّسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَیَاْكُلُوْا ذَبِیْحَتَنَا وَاَنْ یُّصَلُّوْا صَلَاتَنَا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حُرِّمَتْ عَلَیْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِیْنَ وَعَلَیْهِمْ مَا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور وہ لوگ ہمارے قبلہ کی طرف رخ نہ کریں' اور ہمارے ذبیحہ کو کھائیں نہیں اور ہماری طرح نماز نہ پڑھیں' جب وہ ایسا کرلیں گے' تو ہمارے لیے ان کے خون اور ان کے اموال قابلِ احترام ہو جائیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا' اور انہیں ہر وہ حق حاصل ہوگا' جو مسلمانوں کو حاصل ہے اور ان پر ہر وہ چیز لازم ہوگی جو مسلمانوں پر لازم ہے۔

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یحییٰ بن ایوب نے اسے حمید کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2534 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مُعَیْرِ بْنِ الْخِمْسِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ

2533۔ اخرجه احمد (۲/۹۹۹/۳۲۴) و البخاری (۵۹۲/۱) کتاب الصلاۃ' باب: فضل استقبال القبلة' حدیث (۳۹۲)۔ و ابوداؤد (۲/۵۰-۵۱) کتاب الجهاد' باب: علی ما یقاتل المشرکون: حدیث (۲۶۴۱) رقم (۲۶۴۲) و النسائی (۷/۷۶) کتاب تحریم الدم' (۸/۱۰۹) کتاب الایمان و شرائعه' باب: علی ما یقاتل الناس۔

2534۔ اخرجه الحمیدی (۲/۳۰۸) الحدیث رقم (۷۰۲)۔

حَبِیبِ بْنِ اَبِی ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَفِی الْبَاب عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ ھٰذَا وَسُعَیْرُ بْنُ الْخِمْسِ ثِقَۃٌ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ الْجُمَحِیِّ عَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُوْمِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

اس بارے میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ یہ حدیث ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

سعیر بن خمس نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

لا الہ الا اللہ سے پورا دین مراد ہونا

الفاظ حدیث: لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ طیبہ بلکہ تمام عقائد و اعمال ہیں۔ نماز کا تذکرہ دوسری عبادات کے مقابلہ میں اس کی اہمیت کے باعث کیا گیا ہے ورنہ تمام عبادات مراد ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس توحید و رسالت کا تذکرہ اسلامی عقائد میں اہمیت کی بنا پر مذکور ہے ورنہ یہاں مراد تمام عقائد ہیں۔ جس طرح اسلامی اعمال میں سے ایک کا انکار تمام اعمال کا انکار ہے بالکل اسی طرح اسلامی عقائد میں سے ایک کا انکار تمام عقائد کا انکار ہے۔

فائدہ نافعہ:

مسلمان ہونے کے لیے محض توحید باری تعالیٰ کا اقرار کافی نہیں ہے کیونکہ توحید کا اقرار تو یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی کرتے ہیں لیکن وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے تمام اسلامی عقائد کو تسلیم کرنا اور تمام اعمال کو اپنانا ضروری

ہے۔علاوہ ازیں نومسلموں اور قدیم مسلمانوں میں کوئی امتیاز و فرق نہیں ہے کیونکہ تمام کے حقوق و فرائض دین اسلام کی نظر میں یکساں ہیں۔

دوسری حدیث باب میں اسلام کے ارکان خمسہ بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) توحید و رسالت کا اقرار

(۲) نماز ادا کرنا

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

ایک قول کے مطابق ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں اور باہم ان کا اطلاق ایک دوسرے پر جائز ہے۔جس طرح ارکان خمسہ اسلام کے ہیں اسی طرح یہی ارکان ایمان بھی ہیں۔قسم اول کا تعلق ایمان سے اور باقی چار کا تعلق اسلام سے ہے۔

سوال: ارکان اسلام صرف پانچ نہیں ہیں بلکہ جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ان میں شامل ہیں۔اس طرح ان کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے پھر پانچ کیوں بتائی گئی ہے؟

جواب: بلاشبہ ارکان اسلام کی تعداد پانچ سے زائد ہے لیکن حدیث میں پانچ بیان کرنے کا مقصد ان کی برتری و افضلیت ہے۔علاوہ ازیں یہاں ارکان سے تحدید مراد نہیں ہے لہٰذا جہاد اور امر بالمعروف و نہی المنکر ان سے خارج نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَصْفِ جِبْرِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانَ وَالْاِسْلَامَ

باب 3: حضرت جبریل علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایمان اور اسلام کا ذکر کرنا

2535 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ الْخُزَاعِیُّ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنْ کَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْقَدَرِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِیُّ قَالَ فَخَرَجْتُ اَنَا وَحُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْیَرِیُّ حَتّٰی اَتَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَقُلْنَا لَوْ لَقِیْنَا رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَمَّا اَحْدَثَ هٰـؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالَ فَلَقِیْنَاہُ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ فَاکْتَنَفْتُهُ اَنَا وَصَاحِبِیْ قَالَ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِیْ سَیَکِلُ الْکَلَامَ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ قَوْمًا یَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَیَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ قَالَ فَاِذَا لَقِیْتَ اُولٰٓئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّیْ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ وَّاَنَّهُمْ مِنِّیْ بُرَئَآءُ وَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ ثُمَّ اَنْشَاَ یُحَدِّثُ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ

2535۔ اخرجه مسلم (۱/۱۷۷ - نووی) کتاب الایمان، باب: بیان الایمان و الاسلام و الاحسان، حدیث: (۱/۸) و النسائی فی السنن الکبری (۶/۵۲۸) کتاب الایمان و شرائعه، باب: نعت الاسلام، حدیث (۱۱۷۲۱)۔

الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْزَقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ فَمَا الْاِسْلَامُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ قَالَ فَمَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَهُ صَدَقْتَ قَالَ فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا اَمَارَتُهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ اَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَلَاثٍ فَقَالَ يَا عُمَرُ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِيْنِكُمْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ كَهْمَسٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوُ هٰذَا عَنْ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيْحُ هُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

◆◆ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے تقدیر کے بارے میں معبد جہنی نے کلام کیا (یعنی اس کا انکار کیا)۔ یحییٰ بیان کرتے ہیں: میں اور حمید بن عبدالرحمان روانہ ہوئے۔ ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ ہم نے سوچا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم ان سے ایسی باتوں کے بارے میں دریافت کریں گے جو اس قوم نے (تقدیر کے منکرین نے) نئے نظریات پیش کیے ہیں' تو ہماری ملاقات حضرت عبداللہ سے ہوئی۔ وہ اس وقت مسجد سے باہر آ رہے تھے۔ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں میں نے اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میرا ساتھی مجھے بات شروع کرنے کا موقعہ دے گا تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمان! کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم بھی حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں: تقدیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہر کام خود سے ہوتا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں یہ بتا دو کہ میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور ان لوگوں کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے نام کی عبداللہ قسم اٹھاتا ہے' اگر ان میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے' تو بھی اس کی طرف سے وہ اس وقت تک قبول نہیں کیا جائے گا' جب تک وہ بری یا بھلی تقدیر پر ایمان نہیں لاتا۔ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: پھر انہوں نے گفتگو شروع کی اور یہ بات بیان کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ ایک شخص آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اور بال انتہائی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان نہیں نظر آ رہا تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اس نے اپنا گھٹنا نبی اکرم ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیا۔ پھر اس نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ! ایمان کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اس نے دریافت کیا: اسلام سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے دریافت کیا: احسان سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہر مرتبہ میں وہ نبی اکرم ﷺ سے یہی کہتا رہا: آپ نے ٹھیک فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس کی اس بات پر حیرت ہوئی کہ یہ خود ہی آپ سے سوال کر رہا ہے اور خود بھی تصدیق کر رہا ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا: قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے اس بارے میں سوال کیا گیا وہ اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے عرض کی: اس کی نشانیاں کیا ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کنیز اپنے آقا کو جنم دے گی۔ تم ننگے پاؤں ننگے بدن غریب لوگوں بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو گے وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں اونچی عمارات تعمیر کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے تین دن کے بعد میری ملاقات نبی اکرم ﷺ سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ وہ جبریل علیہ السلام تھا وہ تمہارے پاس اس لیے آیا تھا کہ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں تعلیم دے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم یہی ہے۔

اس بارے میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے۔

یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ تاہم زیادہ مستند روایت وہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوالات اور زبان نبوت سے جوابات

حدیث باب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چند سوالات کے جوابات زبان نبوت سے دیے جانے کا تذکرہ ہے۔ سوالات و جوابات کا مقصد امت کو دین اسلام کے کلیدی و بنیادی ارکان سے آگاہ کرنا ہے تاکہ لوگ ان پر عمل پیرا ہو کر جنت کا حصول یقینی بنا سکیں۔ حدیث باب کے حوالے سے چند اہم امور کی وضاحت سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

☆ ایمان و اسلام کے حوالے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے چند سوالات کیے گئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ وضاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کی گئی ہے۔ چونکہ اس کا سبب حضرت جبرائیل علیہ السلام بنے تھے اس لیے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی نسبت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف کی ہے اور اسے نسبت مجازی کہا جاتا ہے۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تشریف فرما ہو کر ان سے مخاطب تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت جبرائیل کی اچانک آمد پر متعجب ہوئے اور تعجب کی کئی وجوہات تھیں:

(۱) ان کے کپڑوں کی سفیدی اور بالوں کی سیاہی ظاہر کرتی تھی کہ یہ مقامی باشندے ہیں لیکن صحابہ کے نزدیک وہ مقامی نہیں تھے کیونکہ کوئی بھی انہیں پہچانتا نہیں تھا۔ یعنی دو متضاد امور کے جمع ہونے پر حاضرین مجلس نے اظہار تعجب کیا تھا۔

(۲) سوالات بھی کر رہے تھے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیے جانے والے جوابات کی تائید وتصدیق بھی خود کر رہے تھے۔

☆ لفظ: احسان کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت نہایت یکسوئی سے کرنا۔ زبان نبوت سے اس کے دو درجات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) بندہ اس انداز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرے گویا اسے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ زیارت خداوندی کو ''گویا کہ'' کا درجہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ظاہری طور پر زیارت باری تعالیٰ ممکن نہیں ہے لیکن آخرت میں یہ نعمت ہر مسلمان کو میسر ہوگی۔

(۲) احسان کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے' بلکہ عام ہے' کیونکہ لفظ ''تعبد'' کا اطلاق صرف نماز پر نہیں ہوتا بلکہ ہر عمل صالح اور نیکی پر ہوتا ہے یعنی ہر نیک کام احسان کے درجہ میں کرنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔

سوال: جب قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا گیا: ما المسؤل عنها باعلم من السائل' جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب عجز وانکسار کی بنا پر دیا

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذاتی علم کی نفی مراد ہو۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی عطاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔''

☆ قیامت کی دو علامات بیان کی گئی ہیں:

(۱) آنے والے وقت میں مغربی وشیطانی تعلیم سے متاثر ہو کر اولاد اپنے والدین پر حکم چلائے گی۔ عصر حاضر میں یہ سب کچھ عملی طور پر ہو رہا ہے۔

(۲) غریب اور عام لوگوں میں دولت کی اس قدر ریل پیل ہوگی کہ عمارات تعمیر کرانے میں باہم مقابلہ ہوگا۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے:

(۱) عام آدمی کی شکل میں

(۲) مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں

(۳) اپنی اصل شکل میں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِضَافَةِ الْفَرَائِضِ اِلَی الْاِیْمَانِ

باب 4: فرائض کی نسبت ایمان کی طرف کرنا

2536 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِیْ اَشْهُرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ نَاْخُذُهٗ عَنْكَ وَنَدْعُو اِلَيْهِ مَنْ وَّرَائَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهٗ نَصْرُ ابْنُ عِمْرَانَ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ اَيْضًا وَّزَادَ فِيْهِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰؤُلَآءِ الْفُقَهَاءِ الْاَشْرَافِ الْاَرْبَعَةِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّعَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ وَعَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ كُنَّا نَرْضٰی اَنْ نَّرْجِعَ مِنْ عِنْدِ عَبَّادٍ كُلَّ يَوْمٍ بِحَدِيْثَيْنِ وَعَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ مِنْ وَّلَدِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِیْ صُفْرَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کی: ربیعہ قبیلہ کی وجہ سے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں ان چیزوں کا حکم دیں جنہیں ہم آپ سے سیکھ لیں اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو اس کی دعوت دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا پھر آپ نے ان کے سامنے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا اس سے مراد یہ ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو مال غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی

2536- اخرجه النسائی' كتاب الايمان: باب: اداء الخمس من الايمان حديث (٥٣) و مسلم ' كتاب الايمان: باب: الامر بالايمان بالله حديث (٢٣' ٢٤' ٢٥) و ابوداؤد (٣٦٩٢) و النسائی (٨/ ٤٩٥) كتاب الايمان: باب: اداء الخمس حديث (٥٠١٦) من طريق ابی جمرة عن ابن عباس-

مانندروایت نقل کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ہے۔ شعبہ نے ابوحمزہ کے حوالے سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ ایمان سے مراد کیا ہے؟ اس سے مراد یہ ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

میں نے قتیبہ بن سعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے ان چار معزز فقہاء کی مانند اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔

مالک بن انس، لیث بن سعد، عباد بن عباد مہلبی اور عبدالوہاب ثقفی

قتیبہ بیان کرتے ہیں: ہم اس بات سے بہت خوش ہوتے تھے کہ ہم روزانہ عباد کے پاس سے اٹھ کر آتے ہوئے دو حدیثیں ساتھ لے کر آئیں (یعنی ان کا علم حاصل کریں) عباس بن عباد نامی صاحب مہلب بن ابوصفرہ کی اولاد میں سے ہیں۔

شرح

ایمان کی طرف فرائض کی نسبت کرنا

حدیث باب میں ارکان کی اضافت ایمان کی طرف کی گئی ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔ ایمان کی تعریف میں اختلاف ہے اور اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) جمہور محققین اور ماتریدیہ کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے۔

(۲) امام سرخسی' علامہ بزدوی اور بعض احناف کا مؤقف ہے کہ تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

(۳) جمہور محدثین' معتزلہ' اشاعرہ اور خوارج کا نقطہ نظر ہے کہ تصدیق قلبی' اقرار لسانی اور اعمال جوارح کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

درحقیقت "ایمان" کی تعریف میں یہ اختلاف نزاع لفظی ہے۔ تاہم اہل حق اور باطل فرقوں کے مابین اختلاف حقیقی ہے۔ تینوں اقوال میں پہلی تعریف نفس ایمان کی ہے' جس پر آخرت میں فلاح کا مدار ہے۔ دوسری تعریف میں "اقرار لسانی" کی قید دنیوی احکام جاری کرنے کے لیے لگائی گئی ہے جبکہ آخری تعریف "ایمان کامل" کی ہے۔

ثمرہ اختلاف ارتکاب کبیرہ سے کفر و اسلام کے مسئلہ سے واضح ہوگا۔ اہل حق کے نزدیک چونکہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں تو وہ حقیقی جز قرار نہیں دیتے بلکہ تزئینی اور تکمیلی جز تسلیم کرتے ہیں' لہٰذا ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا بلکہ مسلمان رہے گا۔ اس کے برعکس خوارج اور معتزلہ اعمال کو ایمان کی حقیقی جز تسلیم کرتے ہیں' اس لیے ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہوتا ہے۔

سوال: حدیث باب میں ارکان ایمان یہ بیان ہوئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا۔ دوسری روایت میں بطور ارکان یہ امور بیان ہوئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز کا اہتمام کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا۔ اس روایت میں رمضان کے روزوں کا بھی ذکر ہے۔ ایک روایت ہے، جس میں بطور ارکان یہ پانچ امور بیان کیے گئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلی روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے، جب رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج فرض نہیں ہوا تھا جبکہ فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ روزوں اور حج بیت اللہ کی جگہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا ضروری تھا۔ دوسری روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہو چکے تھے لیکن حج بیت اللہ ابھی فرض نہیں ہوا تھا اور اس کی جگہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ رکھا گیا تھا جو بیت المال میں جمع کروایا جاتا تھا۔ تیسری روایت کا تعلق آخری دور سے ہے جب رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا تھا۔

فائدہ نافعہ: یہ پانچ مشہور ارکان ان کی اہمیت کی بنا پر مختصر کر کے یا سمیٹ کر بیان کیے گئے ہیں ورنہ جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور مال غنیمت کا خمس بیت المال میں جمع کرانا امور بھی ان میں شامل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اسْتِکْمَالِ الْاِیْمَانِ وَزِیَادَتِہٖ وَنُقْصَانِہٖ

باب 5: ایمان کا کامل ہونا، اس کا زیادہ ہونا اور کم ہونا

2537 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّۃَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُہُمْ بِاَہْلِہٖ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ہٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

توضیحِ راوی: وَّلَا نَعْرِفُ لِاَبِیْ قِلَابَۃَ سَمَاعًا مِّنْ عَآئِشَۃَ وَقَدْ رَوٰی اَبُوْ قِلَابَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیْعِ لِعَآئِشَۃَ عَنْ عَآئِشَۃَ غَیْرَ ہٰذَا الْحَدِیْثِ وَاَبُوْ قِلَابَۃَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ الْجَرْمِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ اَبَا قِلَابَۃَ فَقَالَ کَانَ وَاللّٰہِ مِنَ الْفُقَہَاءِ ذَوِی الْاَلْبَابِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے کامل مومن وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنے اہلِ خانہ پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2537۔ اخرجہ احمد (۶/۴۷، ۹۹) والنسائی فی (الکبری) (۵/۳۶۴) کتاب عشرۃ النساء: باب: لطف الرجل اہلہ حدیث (۹۱۵۴)۔

ہمارے علم کے مطابق ابوقلابہ کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔ ابوقلابہ نے عبداللہ بن یزید کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں جو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی رشتہ دار تھے اور وہ اس کے علاوہ دیگر احادیث ہیں۔

ابوقلابہ نامی راوی کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: ایوب سختیانی نے ابوقلابہ کا ذکر کیا' تو یہ بات بیان کی۔ اللہ کی قسم وہ سمجھدار فقہاء میں سے تھے۔

2538 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الْاَزْدِيُّ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ يَعْنِىْ وَكُفْرِكُنَّ الْعَشِيْرَ قَالَ وَمَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذَوِى الْاَلْبَابِ وَذَوِى الرَّاْىِ مِنْكُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِهَا وَعَقْلِهَا قَالَ شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَّنُقْصَانُ دِيْنِكُنَّ الْحَيْضَةُ تَمْكُثُ اِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْاَرْبَعَ لَا تُصَلِّىْ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے واضح نصیحت کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ کیا کرو کیونکہ جہنم میں اکثریت تمہاری ہے' تو ان میں سے ایک خاتون نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟ اے اللہ کے رسول! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بکثرت لعنت کرنے کی وجہ سے۔ یعنی اپنے شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: میں نے عقل اور دین کے اعتبار سے ایسی کوئی ناقص مخلوق نہیں دیکھی جو سمجھدار عقل مند مردوں پر تم سے زیادہ غالب آجاتی ہو۔ ایک خاتون نے عرض کی: ان کے عقل اور دین میں کمی کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور تمہارے دین میں کمی حیض ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی عورت چند دن تک نماز ادا نہیں کرسکتی۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2539 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2538۔ رواه ابویعلی (١١/ ٤٦٣) برقم (٦٥٨٥)، و ذکره الحافظ في (المطالب العالية) برقم (٤٥٧٤)، و تقدم تخريجه من حديث ابن مسعود رقم (٦٣٥)۔

2539۔ رواه البخاري (١/ ٦٧) كتاب الايمان: باب: امور الايمان حديث (٩)۔ و مسلم (١/ ٢٧٧ ۔ نووي) كتاب الايمان: باب: الدليل على ان من رضي الله ربا حديث (٥٨/ ٣٥)، و ابوداؤد (٢/ ٦٣٠ ۔ ٦٣١) كتاب السنة: باب: في رد الارجاء (٤٦٧٦) و النسائي (٨/ ١١٠) كتاب الايمان و شرائعه: باب: ذكر شعب الايمان، و ابن ماجه (١/ ٢٢) المقدمة: باب: في الايمان: حديث (٥٧) و اخرجه احمد (٢/ ٣٧٩، ٤١٤، ٤٤٢، ٤٤٥)۔

متن حدیث: اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَاَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْاِيْمَانُ اَرْبَعَةٌ وَّسِتُّوْنَ بَابًا

اسنادِ دیگر: قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایمان کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں اور ان میں سے سب سے کم راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور سب سے بلند اس بات کا اعتراف کرنا ہے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سہیل بن ابوصالح نے اسے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عمارہ بن غزیہ نے اس حدیث کو ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان کے 64 دروازے ہیں۔

یہ روایت قتیبہ نے بکر بن مضر کے حوالے سے عمارہ بن غزیہ کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔

شرح

ایمان کی تکمیل اور اس میں کمی بیشی کا مسئلہ

کیا ایمان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں زمانہ قدیم سے فقہاء کے مابین اختلاف چلا آ رہا ہے۔ جس طرح انسان کی دو اقسام ہیں:

(۱) محض انسان: وہ انسان ہے' جس پر ''حیوان ناطق'' صادق آتا ہے' خواہ بدصورت ہو' مقطوع الاعضاء ہو اور اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہو۔

(۲) کامل انسان: وہ ہے' جو کامل الاعضاء ہو' صاحب فراست ہو' حسن و جمال میں بے مثل ہو' طاقت و قوت کے اعتبار سے رستم زمانہ ہو اور تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے فرشتہ صفت ہو۔ علیٰ ھذا القیاس ایمان کی بھی دو اقسام ہیں:

(۱) نفس ایمان: یہ وہ ہے' جو فلاح کا مقدار ہو

(۲) کامل ایمان: یہ وہ ہے' جو نجات اولیٰ کا معیار ہو۔ بعض فقہاء نے نفس ایمان کی تعریف کی ہے اور بعض نے کامل ایمان کی تعریف کی ہے' جس وجہ سے دونوں تعریفوں میں اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

ایمان کی تعریف اول: جمہور محققین اور ماتریدیہ کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے لیکن اقرار لسانی احکام دنیوی جاری کرنے کا ذریعہ ہے۔اس لیے یہ شرط عائد کی گئی ہے۔اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ "اقرار لسان" ایمان کی جزو اصلی ہے یا جزو اضافی ہے؟ جمہور کے نزدیک "اقرار لسانی" ایمان کی جزو اضافی ہے۔کسی شخص کو مسلمان قرار دینے کے لیے "اقرار لسانی" ضروری ہے کیونکہ ایمان بسیط نہیں بلکہ مرکب ہے۔

مومن یا مسلمان ہونے کے لیے جن امور کا وجود ضروری ہے وہ چھ ہیں جن کا ذکر حدیث باب میں موجود ہے۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی ایمان واسلام کے منافی ہے۔جہاں تک "ایمان" کے عدم مرکب یعنی بسیط ہونے کا تعلق ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-قرآن کریم میں متعدد مقامات میں دل کو ایمان کا محل قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثابت کر دیا ہے۔"

۲-قرآن کریم کے بعض مقامات میں ایمان کی نسبت دل کی طرف کی گئی ہے۔اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۔ان لوگوں نے اپنے منہ سے بول کر کہا: "ہم ایمان لائے اور ان کے دلوں نے یقین نہ کیا۔"

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ایمان مرکب نہیں ہے بلکہ بسیط ہے۔

ایمان کی تعریف ثانی: جمہور محدثین معتزلہ خوارج اور اشاعرہ کے نزدیک تصدیق قلبی اقرار لسانی اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔پھر ان کے نزدیک اقرار لسانی اور اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء ہیں۔

سوال: کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اہل ایمان ایمان کے اعتبار سے یکساں ہیں اور ایمان کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا کیونکہ ان کے نزدیک اقرار لسانی ایمان کا جزو اصلی نہیں ہے۔

۲-جمہور فقہاء اشاعرہ خوارج اور معتزلہ کے نزدیک ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔علاوہ ازیں ان کے نزدیک اقرار لسانی اور اعمال بدنی ایمان کے اجزاء اصلی ہیں۔

ثمرہ اختلاف: اختلاف فقہاء کے مابین پائے جانے والے اختلاف کا ثمرہ یوں مرتب ہو کر سامنے آئے گا کہ مرتکب کبیرہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل از ارتکاب مومن تھا اور بعد از ارتکاب بھی مومن رہے گا۔دیگر فقہاء خوارج اور اشاعرہ وغیرہ کے نقطہ نظر کے مطابق امور ثلاثہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ان کے نزدیک بھی مرتکب کبیرہ مسلمان ہی رہے گا۔

جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ لوگوں کے نزدیک امور ثلاثہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور ایمان مرکب ہے تو اگر ان میں سے ایک یا دو اجزاء فوت ہو گئے تو ایمان فوت ہو جانا چاہیے تو ان کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امور ایمان کے اجزاء اصلی نہیں ہیں بلکہ تکمیلی اور تزئینی ہیں۔

سوال: بعض آیات قرآنی اور بعض احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: واذا ما انزلت سورة فمنهم من يقول ايكم زادته هذه ايمانا (التوبۃ:۱۲۴) جب کوئی نئی سورت

اتاری جاتی ہے تو کچھ منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت کے نزول نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ پس اس سورت نے اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور وہ خوش ہیں۔" تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے نزول کا نظام دفعی نہیں تھا بلکہ تدریجی تھا۔ جتنا قرآن نازل ہوتا تو اس پر ایمان لانا ضروری تھا اور اس کے احکام پر عمل کرنا بھی لازمی تھا۔ نئی اترنے والی پر وحی ایمان اور عمل دونوں چیزیں ضروری تھیں۔ نزول قرآن سے زیادتی ایمان میں نہیں تھی بلکہ نازل شدہ قرآن اور اس کے اتارے گئے احکام میں تھی۔ اس آیت میں مؤمن بہ کی زیادتی کو ایمان کی زیادتی قرار دیا گیا ہے' جو دراصل درست نہیں ہے۔ جب نزول قرآن مکمل ہوگیا اور دور رسالت گزر گیا تو تمام قرآن پر ایمان اور تمام احکام پر عمل متعین ہوگیا۔ اب اس وقت ایمان میں کمی بیشی ممکن نہ رہی۔ مندرجہ بالا آیت اور دیگر نصوص کا یہی مطلب ہوسکتا ہے۔

پہلی حدیث باب سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ اخلاق اور اہل خانہ سے نرمی کا برتاؤ کرنے سے ایمان مکمل ہوتا ہے اور جس میں یہ اوصاف موجود نہ ہوں' اس کا ایمان ناقص ہوتا ہے' لہٰذا ثابت ہوا کہ ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے؟ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان اوصاف کے سبب مؤمن بہ میں اضافہ نہیں ہوسکتا لیکن ایمان کامل میں اضافہ ہوتا ہے' جس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری حدیث باب سے بھی حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ایمان میں کمی بیشی ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب عورت مخصوص ایام میں نماز ادا نہیں کرسکتی اور دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دے کر اسے ناقص دین اور ناقص عقل قرار دیا گیا ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس سے نفس ایمان میں نہیں بلکہ ایمان کامل میں اضافہ یا درجات جنت میں تفاوت ثابت ہوتا ہے' جو ہمارے مؤقف سے متصادم نہیں ہے۔

تیسری حدیث باب سے بھی حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مؤقف پر استدلال کرتے ہیں کہ اعمال صغیرہ اور اعمال کبیرہ کے ذریعے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ایمان میں اضافہ سے "ایمان کامل" میں اضافہ مراد ہے۔ جس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کامل کو سرسبز و شاداب درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ادناھا کی ضمیر کا مرجع لفظ ابواب ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس تشبیہ کا مقصد نفس ایمان میں اضافہ نہیں بلکہ ایمان کامل میں اضافہ ہے' جس کے جواز میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

باب 6: حیاء ایمان کا حصہ ہے

2540 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

2540- اخرجه مالك في (الموطا) (۲/۹۰۵) كتاب احسن الخلق؛ باب: ما جاء في الحياء والبخاري (۱۰/۵۲۸) كتاب الادب: باب: الحياء (۶۱۱۸) و مسلم (۱/۳۷۸) كتاب الايمان' باب: بيان عدد و شعب الايمان حديث (۵۹/۳۶) و ابوداؤد (۲/۱۶۷) كتاب الادب' باب: في الحياء حديث (۴۷۹۵) و النسائي (۸/۱۲۱) كتاب الايمان و شرائعه' باب: الحياء و ابن ماجه (۱/۲۲) المقدمة باب: في الايمان حديث (۵۸)-

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ

اختلاف روایت: قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ

زہری رحمۃ اللہ علیہ سالم کے حوالے سے ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں تلقین کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

احمد بن منیع نامی راوی نے اپنی نقل کردہ روایت میں یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں تلقین کر رہا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

شرم وحیاء ایمان کا حصہ ہونا

ایمان کے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تصدیق قلبی کا نام ہے۔ یہ بسیط ہے۔ یہ کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا اور اعمال جسمانی اس کی جز اصلی نہیں ہیں۔ جمہور فقہاء، اشاعرہ اور خوارج وغیرہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے، کمی بیشی کو قبول کرتا ہے اور اعمال بدنی ایمان کے اجزاء ہیں۔

حدیث باب سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعمال بدنی ایمان کا جز ہیں۔ صحابی رسول اپنے بھائی کو نصیحت کر رہے تھے کہ تم اتنا کیوں شرماتے ہو کہ معاملات میں اپنا نقصان کر لیتے ہو؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا: دعه فان الحياء من الايمان (صحیح بخاری رقم الحدیث ۶۱۱۸) تم اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔" اس حدیث میں حیاء کی نسبت ایمان کی طرف کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے اور یہ کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔

احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں، دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر درست ہے اور یہاں ایمان سے مراد اسلام ہے۔

(۲) یہاں ایمان سے نفس ایمان مراد نہیں ہے بلکہ ایمان کامل مراد ہے۔ یہاں دوسرا معنی مراد ہے یعنی ایمان کامل اور اس

بات پر اہل حق کا اتفاق ہے کہ اعمال صالحہ ایمان کامل کے اجزاء ہو سکتے ہیں۔ حیاء ایمان کا جز ہونا بھی اسی اعتبار سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُرْمَةِ الصَّلٰوةِ

باب 7: نماز کی حرمت

2541 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِّنْهُ وَنَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ عَظِيمٍ وَّاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا (تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) حَتّٰى بَلَغَ (يَعْمَلُوْنَ) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شریک تھا۔ ایک دن میں آپ کے قریب ہوا ہم اکٹھے جا رہے تھے میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے عمل کے بارے میں مجھے بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے: یہ اس شخص کے لیے آسان ہے' جس کے لیے اللہ تعالیٰ اسے آسان کر دے۔ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ تم نماز قائم کرو، تم زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور تم بیت اللہ کا حج کرو پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں بھلائی کے دروازوں کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں، روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو یوں بجھا دیتا ہے' جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نصف رات کے وقت آدمی کا (نفل) نماز ادا کرنا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں''۔

2541- اخرجه احمد (۲۳۱/۵) و عبد بن حميد (۱۱۲) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۱۴) كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنة (۳۹۷۳) و النسائي في (الكبرى) كما في (تحفة الاشراف) رقم (۱۱۳۱۱)۔

یہ آیت آپ نے لفظ "یعملون" تک تلاوت کی۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس تمام معاملے کی بنیاد اس کے ستون اس کے کوہان کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ (یعنی ریڑھ کی ہڈی کے بارے میں بتاؤں؟) میں نے عرض کی: جی ہاں۔ یارسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: اس تمام حکم کی بنیاد اسلام ہے۔ نماز اس کا ستون ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی (یعنی ریڑھ کی ہڈی) جہاد ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان سب کی بنیاد کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ یارسول اللہ! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اس کا خیال رکھنا! میں نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! کیا ہمارا اس بات پر بھی مؤاخذہ ہوگا' جو ہم بات کریں گے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذ! تمہاری ماں تمہیں روئے لوگوں کو اپنی زبان کی کمائی کی وجہ سے منہ کے بل (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2542 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِی السَّمْحِ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ) الْاٰيَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ باقاعدگی سے مسجد حاضر ہوتا ہے' تو اس کے حق میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرے گا' جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور وہ نماز قائم کرے' اور زکوٰۃ ادا کرے"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

نماز کی فضیلت واہمیت

پہلی حدیث باب میں نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسے بطور رکن اسلام کے ارکان خمسہ میں شمار کیا گیا ہے اور اعمال میں سب سے قبل اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اسلامی عقائد پر قائم رہتے ہوئے نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' رمضان کے روزے رکھتا ہے اور بیت اللہ کا حج کرتا ہے' وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نماز آسمانی تحفہ ہے' جو شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو عنایت فرمائی۔ ایک

2542۔ اخرجه احمد (۳/۶۸،۷۶) و ابن ماجه (۱/۲۶۳) كتاب المساجد، باب: لزوم المساجد و انتظار الصلاة حديث (۸۰۲) و الدارمی (۱/۲۷۸) كتاب الصلاة، باب: المحافظة على الصلوات و ابن خزيمة (۱/۳۷۹) رقم (۱۵۰۲) وياتی عند المصنف برقم (۳۰۹۳)۔

روایت میں نماز کو مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کو کفر و اسلام میں امتیاز کرنے والی چیز قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نماز کو ایمان اور اسلام کا رکن بھی قرار دیا گیا ہے۔

نما کا اہتمام کرنا آسان ہے اور ایک اعتبار سے دشوار بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ (البقرہ:۴۵،۴۶)

''اور تم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو اور بیشک یہ دشوار ہے۔''

فائدہ نافعہ: حدیث کے اختتام میں زبان کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ زبان سے اگر انسان کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو وہ مسلمان بن کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے اور اگر وہ کلمہ طیبہ کا انکار کرتا ہے تو پکا دوزخی بن جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زبان اور شرمگاہ دونوں کے تحفظ کی مجھے ضمانت دیتا ہے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

دوسری حدیث باب میں بھی نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسجد سے تعلق و معاہدہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ایسا شخص باقاعدگی سے نماز ادا کرتا ہے، نماز ام العبادات کا درجہ رکھتی ہے اور اس کے قائم کرنے سے مسلمان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ○ (التوبہ:۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ پس عنقریب وہ لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرْكِ الصَّلٰوةِ

باب 8: نماز ترک کرنا

2543 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَیْنَ الْكُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَقَالَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الشِّرْكِ اَوِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰى: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سُفْیَانَ اسْمُهٗ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کفر اور ایمان کے درمیان بنیادی فرق نماز کو ترک کرنا ہے۔

2543- اخرجه احمد (۳/ ۳۷۰) ومسلم (۱/ ۳۴۷)، نسوی کتاب: الایمان، باب: بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ (۱۲۴/ ۸۲)، وعبد بن حمید کما فی (المنتخب) رقم (۱۰۲۲)۔

◆◆ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
بندے اور شرک کے درمیان (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کفر کے درمیان (بنیادی فرق) نماز ترک کرنا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
ابوسفیان نامی راوی کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

2544 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندے اور کفر کے درمیان (بنیادی فرق) صرف نماز ترک کرنا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
ابوزبیر نامی راوی کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔

2545 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّيُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الشَّقِيْقِيُّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ عبداللہ بن ابوبریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عہد ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جو شخص اس کو ترک کردے گا اس نے کفر کیا۔
اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2544۔ اخرجه احمد (۳/ ۳۸۹) و مسلم (۱/ ۳۴۷) كتاب الايمان ' باب: بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (۱۳۵/ ۸۲)۔ و ابو داؤد (۲/ ۶۳۶) كتاب السنة ' باب: في رد الارجاء (۴۶۷۸) و النسائي (۱/ ۲۳۲) (بالهامش) كتاب الصلاة ' باب: الحكم في تارك الصلاة و ابن ماجه (۱/ ۳۴۲) كتاب اقامة الصلاة ' باب: ما جاء فيمن ترك الصلاة حديث (۱۰۷۸)۔

2545۔ اخرجه احمد (۵/ ۳۴۶، ۳۵۵) و ابن ماجه (۱/ ۳۴۲) كتاب اقامة الصلاة ' باب: ما جاء فيمن ترك الصلاة حديث (۱۰۷۹) و النسائي (۲۳۲) كتاب الصلاة ' باب: الحكم في تارك الصلاة۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

2546 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ

آثارِ صحابہ: قَالَ كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ اَبَا مُصْعَبٍ الْمَدَنِيَّ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ الْاِيْمَانُ قَوْلٌ يُّسْتَتَابُ فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُهٗ

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نماز کے علاوہ اور کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (یعنی وہ نماز ترک کرنے کو کفر اختیار کرنے کی طرح شدید گناہ سمجھتے تھے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابومصعب مدنی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو شخص یہ کہے ایمان صرف قول (یعنی زبانی اقرار) کا نام ہے (اور تصدیقِ قلبی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے) تو اس شخص کو توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا' اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن اُڑا دی جائے گی۔

شرح

ترکِ نماز کی مذمت و وعید

بلاشبہ نماز ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے' اس کے قائم کرنے کی فضیلت ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا گناہ ہے۔ تاہم دیگر ارکان کی طرح اس کا انکار کفر ہے۔ نماز کا ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ احادیث باب میں ترکِ نماز کی وعید بیان کی گئی ہے' کا خلاصہ درج ذیل ہے:

نماز قائم کرنا عمل ایمان ہے' اس کا اہتمام نہ کرنا عمل کفر ہے اور بالقصد اس کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے لیکن اس سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اس کے ترک کرنے کو جو کفر قرار دیا گیا ہے' اس سے مراد وعید ہے کفر نہیں ہے۔ تاہم بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان روایات کو بنیاد بنا کر ترکِ نماز کو کفر اور تارکِ صلوٰۃ کو کافر قرار دیا تھا۔

ترکِ نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا ترکِ نماز کفر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ترکِ نماز کفر ہے' اس کا تارک کافر ہے اور اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے مرنے پر اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ترکِ صلوٰۃ کفر نہیں ہے' بلکہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس کا انکار کفر ہے۔ عمداً نماز ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے' جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ مسلسل گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے سبب انسان قریب الکفر پہنچ جاتا ہے۔ ان کی طرف سے احادیث

2546- اخرجه الحاكم (۱/۷) كما في (الترغيب) (۱/۴۳۳) حديث (۷۹۸)-

باب کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان روایات سے حقیقی وظاہری مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ ان کی تاویل کی جائے گی۔ یعنی ترک صلوٰۃ کافر جیسا عمل ہے۔ اس کوتاہی سے آدمی گناہگار تو ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔ خواہ ایسا آدمی گناہگار ہوتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ یا ان روایات میں ترک صلوٰۃ کی وعید بیان کی گئی ہے۔ تاہم انکار صلوٰۃ ضرور کفر ہے۔

2547 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عامر بن سعد، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے سے راضی رہا اور اسلام کے دین ہونے سے راضی رہا اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی رہا (یعنی ان پر ایمان رکھے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2548 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِى الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِى النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین خوبیاں جس شخص میں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کے ذائقے کو پالے گا جس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور آدمی کسی شخص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھے اور آدمی کفر کی طرف دوبارہ جانے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اسے اس (کفر) سے بچا چکا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

قتادہ نے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

2547- اخرجه احمد (۱/۲۰۸)، و مسلم (۱/۲۷۶ - نووی) کتاب: الایمان، باب: الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا، حدیث (۳۴/۵۶)-

2548- اخرجه احمد (۳/۱۰۳) و البخاری (۱/۷۷) کتاب الایمان: باب: حلاوة الایمان حدیث (۱۶) وسعاه فی (۱۲/۳۲۰) کتاب الاکراہ، باب: من اختار الضرب و القتل و الهوان علی الکفر، حدیث (۶۹۴۱)، و مسلم (۱/۲۸۸ - نووی) کتاب الایمان، باب: بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان، حدیث (۴۳/۶۷)-

شرح

ایمان کا ذائقہ چکھنے کی شرائط

روایات باب میں ایمان کی حلاوت اور ذائقہ چکھنے کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ روایات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح مادی غذاؤں کا ذائقہ وہی شخص صحیح محسوس کرسکتا ہے جسے قوت ذائقہ حاصل ہو اسی طرح ایمان کی حلاوت وہی آدمی معلوم کرسکتا ہے جس کا ایمان کامل ہو۔ کامل ایمان اس کا ہوسکتا ہے جس میں سات شرائط موجود ہوں:

(۱) اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار تسلیم کرنا

(۲) اسلام کو اپنا دین ماننا

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرنا

(۴) دین پر عمل کرنے میں نجات سمجھنا

(۵) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہونا

(۶) اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا

(۷) قبول اسلام کے بعد کفر کی طرف پلٹنا ایسے ناپسند ہو جس طرح آگ میں گھسنا ناپسند ہونا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

باب 9: زناء کرنے والا زنا کرتے ہوئے مؤمن نہیں رہتا

2549 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلٰكِنَّ التَّوْبَةَ مَعْرُوْضَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیث دیگر: اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ عَادَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذَا خَرَجَ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَى الْاِسْلَامِ

2549- رواه احمد (۲/۳۷۶، ۴۷۹) و البخاری (۱۲/۱۱۶) کتاب الحدود، باب: اثم الزنا حدیث (۶۸۱۰) و مسلم (۱/۳۱۹ - نووی) کتاب الایمان: باب: بیان نقصان الایمان بالمعاصی حدیث (۱۰۴، ۱۰۵/۵۷) و ابوداؤد (۲/۶۳۲) کتاب السنة: باب: الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه، حدیث (۴۶۸۹)۔

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِی الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَاُقِیْمَ عَلَیْهِ الْحَدُّ فَهُوَ كَفَّارَةُ ذَنْبِهٖ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَسَتَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَهُوَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ

رَوٰی ذٰلِكَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَّعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَخُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔ چوری کرنے والا چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا البتہ توبہ کی گنجائش رہتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب بندہ زنا کرتا ہے' تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ اس کے سر پر ایک سائے کی مانند ہو جاتا ہے' جب آدمی اس عمل سے الگ ہوتا ہے' تو ایمان دوبارہ اس کے پاس آجاتا ہے۔''

امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ انہوں نے اس ایمان کے نکلنے سے مراد یہ لی ہے: آدمی ایمان سے نکل کر اسلام کی طرف آجاتا ہے۔

دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی گئی ہے آپ نے زنا کرنے اور چوری کرنے کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو' اور اس پر حد قائم ہو جائے' تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو گی اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو' اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرلے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو گا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو قیامت کے دن اسے عذاب دے گا' اور اگر چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا۔

یہ بات حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

2550 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ اَبِی السَّفَرِ وَاسْمُهٗ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِیُّ الْكُوْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِیِّ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتَهٗ فِی الدُّنْیَا فَاللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ یُّثَنِّیَ عَلٰی عَبْدِهِ الْعُقُوْبَةَ فِی الْاٰخِرَةِ وَمَنْ اَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ یَّعُوْدَ اِلٰی شَیْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

2550- اخرجه احمد (۱/۹۹، ۱۵۹) و ابن ماجه (۲/۸۶۸) كتاب الحدود' باب الحد كفارة حديث (۲۶۰۴) و عبد بن حميد كما في (۸۷) ... بنحوه۔

مذاہب فقہاء: وَهٰذَا قَوْلُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا كَفَّرَ اَحَدًا بِالزِّنَا اَوِ السَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص قابلِ حد جرم کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں اس کی سزا دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس حوالے سے سب سے زیادہ عدل کرنے والا ہے کہ وہ دوبارہ آخرت میں اس بندے کو اس کی سزا دے اور جو شخص کسی قابلِ حد جرم کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرلے اور اس سے درگزر کرے تو اللہ تعالیٰ اس بارے میں سب سے زیادہ کریم ہے کہ وہ دوبارہ اس بارے میں سزا دے جسے وہ معاف کر چکا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے زنا کرنے یا چوری کی وجہ سے یا شراب پینے کی وجہ سے کسی کو کافر قرار نہیں دیا۔

شرح

حالت ایمان میں زنا کا صدور نہ ہونا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ یعنی زنا شراب نوشی اور چوری وغیرہ کے سبب آدمی ایمان سے فارغ نہیں ہوتا اور نہ دائرہ کفر میں داخل ہوتا ہے بلکہ ان سے مراد کمال ایمان کی نفی ہے یا امور قبیحہ کی وعید مقصود ہے۔ اگر مرتکب زنا کا کسی کو علم نہ ہوا یا مرتکب نے خود اس کا اظہار نہ کیا اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آخرت میں وہ چاہے تو اسے سزا دے یا اسے معاف کر دے۔ تاہم مرتکب کا توبہ کرنے سے اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن بعد میں اس کے اعادہ سے احتراز واجتناب ضروری ہے۔ دوبارہ یا سہ بار ارتکاب معصیت کے سبب از سر نو توبہ کرنا ضروری ہے اور بار بار توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی اَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

باب 10: (فرمان نبوی ہے) "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

2551 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سُئِلَ اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ

2551۔ اخرجه احمد (۲/۳۷۹)۔

الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن وہ ہے کہ لوگ اپنے خون اور اپنے اموال کے حوالے سے اس سے امن میں رہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے: آپ سے دریافت کیا گیا: کون سا مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2552 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے سوال کیا گیا کون سا مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے طور پر ''صحیح غریب حسن'' ہے۔

شرح

مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کا محفوظ ہونا

احادیث باب میں سادہ الفاظ میں مسلمان کی تعریف کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین مسلمان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ آدمی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اعضاء انسانی میں سے زبان اور ہاتھوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بالخصوص زبان تمام اعضاء کی رئیسہ ہے اور تمام اعضاء کی ترجمان ہے۔ تمام اعضاء انسانی بیک زبان ہر صبح کو زبان کے سامنے دستہ بستہ گزارش کرتے ہیں تو ہماری ترجمان ہے تیری ہر حرکت خیر کے لیے ہونی چاہیے تاکہ ہمیں سکون کی دولت حاصل ہو ورنہ ہمیں پریشانی کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں ہوگی۔ زبان کی حرکت امور خیر کے لیے

2552۔ اخرجه البخاری (۱/ ۷۰ - ۷۱) كتاب الايمان: باب: اى الاسلام افضل حديث (۱۱)- و مسلم (۱/ ۲۸۵ - نووی) كتاب الايمان: باب: بيان تفاضل الاسلام حديث (۶۶/ ۴۲)- و النسائی (۸/ ۱۰۶ - ۱۰۷) كتاب الايمان باب: اى الاسلام افضل وقد تقدم عند المصنف برقم (۲۵۰۴)-

ہو مثلاً تلاوت قرآن، درود و سلام، درس و تدریس، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اصلاح و تبلیغ عوام کے لیے تو باعث سکون ہے ورنہ تمام اعضاء بدن کے لیے باعث عذاب و مؤاخذہ ہوگی۔

احادیث باب میں زبان اور ہاتھ دونوں کو اپنے قابو میں رکھنے اور دوسروں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہی اسے قرار دیا ہے، جس کی زبان اور ہاتھ مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہو۔ ان دونوں اعضاء کا کسی مسلمان کے خلاف استعمال کرنا، مسلمان ہونے کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

فائدہ نافعہ: احادیث باب میں جس ایذاء رسانی سے منع کیا گیا ہے اور اسے اسلام کے منافی قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد وہ ایذاء رسانی ہے، جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو، ورنہ ظالموں، مفسدوں اور مجرموں کو سزا دینے اور ان کے فتنوں کا سد باب کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا

باب 11: (فرمان نبوی ہے) اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا اور یہ عنقریب غریب الوطن ہو جائے گا

2553 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ

توضیح راوی: وَاَبُو الْاَحْوَصِ اسْمُهٗ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ تَفَرَّدَ بِهٖ حَفْصٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا اور یہ عنقریب غریب الوطن ہو جائے گا جیسے اس کا آغاز ہوا تھا تو غریب الوطن لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2553- اخرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۲۰) كتاب الفتن: باب: بدا الاسلام غريباً، حديث (۳۹۸۸) والدارمي (۲/ ۳۱۱ - ۳۱۲) كتاب الرقاق: باب: ان الاسلام بدا غريبا و عبد الله ابن الامام احمد في (زوائده على المسند) (۱/ ۳۹۸) و رواه ابو يعلى في (مسنده) (۸/ ۳۸۸) برقم (۴۹۷۵)-

ہم اس روایت کو صرف حفص بن غیاث کی اعمش سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابوالاحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔ حفص نامی راوی اسے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

2554 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ حَدَّثَنِیْ كَثِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ ابْنِ زَیْدِ بْنِ مِلْحَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ۔

متنِ حدیث: اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا وَلَیَعْقِلَنَّ الدِّیْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِیَّةِ مِنْ رَاْسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَاَ غَرِیْبًا وَّیَرْجِعُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰى: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دین (اسلام) حجاز کی طرف یوں سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹتا ہے اور دین (اسلام) حجاز میں اس طرح پناہ گزین ہوگا جس طرح جنگلی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتا ہے۔ نیز دین (اسلام) کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا اور یہ دوبارہ غریب الوطن ہو جائے گا' تو ان غریب الوطن لوگوں کے لیے خوشخبری ہے' جو اس چیز کی اصلاح کریں گے جس بارے میں لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں خرابی کی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

غرباء کی عظمت وفضیلت

غرباء وہ لوگ ہیں جن کی مالی حالت بہتر نہ ہو اور وہ اپنی اس حالت پر ناز کرتے ہیں لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اغنیاء و امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔ احادیث باب میں ان لوگوں کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اسلام کا آغاز غرباء سے ہوا تھا اور اس کا اختتام بھی ان ہی لوگوں میں ہوگا جس طرح غرباء کو السابقون الاولون کی فضیلت حاصل ہوئی۔ اسی لیے قرب قیامت میں بھی اسلام ان معزز لوگوں میں سمٹ آئے گا۔ چنانچہ ان لوگوں کی فضیلت اور جنت کی خوشخبری کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: الذین امنوا و عملوا الصالحات طوبی لهم وحسن مآب (الرعد:۲۹) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے' ان کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔"

2554۔ عزاه السیوطی فی (جمع الجوامع) (۵۸۸۲) للطبرانی من روایة كثیر بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن ابیه عن جده' ولم یخرجه من اصحاب الكتب الستة الا الترمذی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ

باب 12: منافق کی علامات

2555 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّجَابِرٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سُهَيْلٍ هُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّاسْمُهٗ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرٍ الْاَصْبَحِیُّ الْخَوْلَانِیُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: منافق کی نشانیاں تین ہیں جب وہ بولے گا' تو جھوٹ بولے گا' جب وعدہ کرے گا' تو اس کی خلاف ورزی کرے گا' جب اسے امین مقرر کیا جائے گا' تو خیانت کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور علاء کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (جیسا کہ سابقہ روایت میں گزر چکا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

ابوسہیل نامی راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے چچا ہیں۔ ان کا نام نافع بن مالک بن ابوعامر اصبحی خولانی ہے۔

2556 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا وَّاِنْ كَانَتْ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ فِيْهِ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

2555- اخرجه مسلم (۱/۳۳۲ - نووی) کتاب: الایمان ' باب: بیان خصال الایمان' حدیث (۱۰۹/۵۹)-

2556- اخرجه احمد (۲/۱۸۹، ۱۹۸) و البخاری (۱/۱۱۱) کتاب الایمان' باب: علامة المنافق (۳۴) و فی (۵/۱۲۸) کتاب المظالم' باب: اذا خاصم فجر حدیث (۲۴۵۹) و فی (۶/۳۳۲) کتاب الجزیة ' باب: اثم من عاهد ثم غدر حدیث رقم (۳۱۷۸) و مسلم (۱/۳۳۲- نووی) کتاب الایمان ' باب: بیان خصال المنافق حدیث رقم (۱۰۶/۵۸) و ابوداؤد (۲/۶۳۳) کتاب السنة' باب: الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه حدیث (۴۶۸۸) و النسائی (۸/۱۱۶) کتاب الایمان و شرائعه' باب: علامة المنافق ورواه عبد بن حمید کما فی (منتخب المسند) رقم (۳۲۳)-

حَتّٰی یَدَعَهَا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَاِنَّمَا مَعْنٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَاِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِیْبِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ شَیْءٌ مِّنْ هٰذَا اَنَّهٗ قَالَ النِّفَاقُ نِفَاقَانِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَنِفَاقُ التَّكْذِیْبِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ چار خامیاں جس شخص میں ہوں گی وہ منافق ہوگا' اور اگر کسی شخص میں ان میں سے کوئی ایک خامی ہو' تو اس میں منافقت کی خصوصیت ہوگی' یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے' وہ شخص کہ جب کوئی بات کرے' تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے' تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب لڑائی کرے' تو بدزبانی کا مظاہرہ کرے، جب کوئی عہد کرے' تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس سے مراد عملی نفاق ہے۔ (نبی اکرم ﷺ) کی تکذیب والا نفاق نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: نفاق دو طرح کا ہوتا ہے' وہ نفاق جس کا تعلق عمل سے ہو اور وہ نفاق جس کا تعلق تکذیب سے ہو۔

2557 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰی عَنْ اَبِی النُّعْمَانِ عَنْ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَیَنْوِیْ اَنْ یَّفِیَ بِهٖ فَلَمْ یَفِ بِهٖ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ

توضیح راوی: عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی ثِقَةٌ وَّلَا یُعْرَفُ اَبُو النُّعْمَانِ وَلَا اَبُوْ وَقَّاصٍ وَّهُمَا مَجْهُوْلَانِ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی کوئی وعدہ کرے' اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اسے پورا کرے گا' اور پھر وہ اسے پورا نہ کر سکے' تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

اس کی سند قوی نہیں ہے علی بن عبدالاعلیٰ نامی راوی ثقہ ہیں ابونعمان اور ابووقاص نامی راوی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے یہ

2557- اخرجه ابو داؤد (۲/۷۱۷) کتاب الادب، باب: فی العدة حدیث (۴۹۹۵)۔

دونوں مجہول ہیں۔

شرح

علاماتِ منافق

منافقت: بظاہر کلمہ پڑھنا یا اہل ایمان کا عمل کرنا لیکن دل میں کفر ہونا۔ منافق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے، جو اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا ہو لیکن دل میں ایمان کی روشنی یا یقین موجود نہ ہو۔

دورِ رسالت میں تین قسم کے لوگ تھے:

(۱) مؤمنون: یہ وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افکار اور اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق تھے۔ علاوہ ازیں ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔

(۲) کافرون: یہ وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افعال اسلامی احکام سے متصادم تھے اور ان کے ظاہر و باطن میں کفر یکساں تھا۔

(۳) منافقون: یہ وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے تھے لیکن دل سے وہ مؤمن نہیں تھے کیونکہ وہ ایمان کی روشنی سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تینوں قسم کے لوگوں کے احوال سے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار منافقوں کا نام لے کر انہیں اپنی مجلس سے نکال دیا تھا۔ تاہم خاص منافقون کا تعلق دورِ رسالت سے تھا مگر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ اب صرف دو گروہ باقی ہیں:

(۱) خالص مؤمن (۲) خالص کافر

اب اعتقادی منافقین ضرور پائے جاتے ہیں جو اپنی علامات یا با اعتماد شہادتوں سے معلوم کیے جاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے ہیں لیکن دوسری طرف کفار کے ساتھ بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی رسومات بھی ادا کرتے ہیں۔ اعتقادی منافقین کی مذمت و وعید قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ انہیں جہنم کے نچلے درجہ میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (القرآن) "بیشک منافقین کو جہنم کے نیچے والے درجہ میں عذاب دیا جائے گا۔"

منافقین کو افعال رذیلہ، آثار بد اور عادات شنیعہ سے خاص تعلق و علاقہ ہوتا ہے، اس لیے احادیث باب میں ان کی علامات بیان کی گئی ہیں۔

علامات نفاق چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بکتا ہے

(۲) جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔

(۴) جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

جس شخص میں یہ چاروں علامات پائی جائیں، وہ کامل منافق ہوتا ہے اور جس میں کم پائی جائیں وہ ناقص منافق ہوتا ہے۔

بہر حال منافق، منافق ہوتا ہے اور اس کے شر سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ اہل ایمان کو ان کے نفاق اور منافقین سے احتراز کرنا از بس ضروری ہے۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی شخص ایفاء وعدہ کا قصد رکھتا ہو لیکن اچانک کسی مجبوری کی وجہ سے اس کا ایفا نہ کر سکا تو وہ علامات نفاق سے مستثنیٰ ہوگا اور وہ منافقین کے زمرے میں شمار نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ

باب 13: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

2558 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيْمِ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: قِتَالُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ كُفْرٌ وَّسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ وَّفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِّنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ، اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند سے بھی نقل کی گئی ہے۔

2559 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قِتَالُهٗ كُفْرٌ لَيْسَ بِهٖ كُفْرًا مِثْلَ الْاِرْتِدَادِ

حدیثِ دیگر: وَالْحُجَّةُ فِىْ ذٰلِكَ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قُتِلَ مُتَعَمِّدًا فَاَوْلِيَاءُ

2558- اخرجه احمد (۱/۴۱۷، ۴۶۰) والنسائي (۷/۱۲۲) كتاب تحريم الدم، باب: قتال المسلم-

2559- اخرجه احمد (۱/۳۸۵، ۴۳۳، ۴۳۹، ۴۵۴) و البخاري (۱/۱۳۵) كتاب الايمان، باب: خوف المومن من ان يحبط عمله حديث (۴۸) و من (۱۰/۴۷۹) كتاب الادب، باب: ما ينهى عن السباب و اللعن، حديث (۶۰۴۴) و مسلم (۱/۳۲۰ - نووي) كتاب الايمان، باب: بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم سباب المسلم فسوق و قتاله كفر، حديث (۶۴/۱۱۶) و النسائي (۷/۱۲۲) كتاب تحريم الدم، باب: قتال المسلم، و ابن ماجه (۱/۲۷) المقدمة، باب: في الايمان حديث (۶۹) و في (۲/۱۲۹۹) كتاب الفتن، باب: سباب المسلم فسوق و قتاله كفر (۳۹۳۹)-

الْمَقْتُولِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا عَفَوْا وَلَوْ كَانَ الْقَتْلُ كُفْرًا لَوَجَبَ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَاوُسٍ وَعَطَاءٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا اس طرح کفر ہو جس طرح مرتد ہونا ہوتا ہے۔

اس بات کی دلیل وہ روایت ہے جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو قتلِ عمد کے طور پر قتل کر دیا جائے تو مقتول کے پسماندگان کو اختیار ہو گا اگر وہ چاہیں (تو قصاص کے طور پر قاتل کو) قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں''۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اگر قتل کرنا کفر ہوتا تو قاتل کو سزائے موت دینا لازم ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' طاؤس' عطاء اور دیگر اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: کفر کے مختلف مراتب ہیں۔ اور فسق کے بھی مختلف مراتب ہیں۔

شرح

مسلمان کو گالی دینے کی وعید

احادیث باب میں دو امور کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے:

(۱) مسلمان کو گالی دینا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' لہٰذا اپنے بھائی کو گالی دینا اپنے آپ کو گالی بکنے کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والدین کو گالی نہ دیا کرو' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے والدین کو کون گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی بکتا ہے تو اس طرح گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی ہے۔ کسی کو گالی دینا' قابل مذمت و قابل مؤاخذہ حرکت ہے۔ احادیث باب میں گالی بکنے کو گناہ قرار دیا گیا ہے اور گناہ قابل مذمت عمل ہوتا ہے' لہٰذا کسی مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہے کہ وہ کسی کو گالی سے نوازے۔

(۲) مسلمان کو قتل کرنے کی وعید: شرعی قوانین کے مطابق کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے لیکن بلا عذر شرعی کسی کو قتل کرنا ممنوع و حرام ہے۔ بلا عذر شرعی کسی کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے' جو توبہ سے معاف ہو سکتا ہے اور اس کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ تاہم کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار دیتے ہوئے اسے قتل کرنا کفر ہے۔ کسی مسلمان کو شرعی سزا کے طور پر قتل کرنا جائز ہے' اس کے قتل کو حرام تصور کرتے ہوئے قتل کرنا حرام و گناہ ہے اور اسے جائز قرار دیتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ رَمَى اَخَاهُ بِكُفْرٍ

باب 14: جو شخص اپنے بھائی کی تکفیر کرے (اس کا حکم)

2560 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيرٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَىْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِمَا قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس بارے میں اس پر کوئی نذر لازم نہیں ہوتی اور مومن شخص پر لعنت کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی مانند ہے اور جو شخص کسی مومن کو کافر قرار دے تو وہ اسے قتل کرنے والے کی مانند ہے اور جو شخص جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعے عذاب دے گا جس کے ذریعے اس نے خودکشی کی تھی۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2561 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِهِ اَحَدُهُمَا

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَّمَعْنٰى قَوْلِهٖ بَآءَ يَعْنِى اَقَرَّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے' وہ کفران دونوں میں سے کسی ایک میں پختہ ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

حدیث کے لفظ باءَ کا مطلب ''پختہ ہونا'' ہے۔

2560- اخرجه احمد (۴/۳۳، ۳۴) و البخاری (۳/۲۶۸) كتاب الجنائز: باب: ما جاء فی قاتل النفس حديث (۱۳۶۳) و مسلم (۱/۲۹۶- نووی) كتاب الايمان: باب: بيان غلظ تحريم قتل الانسان نفسه حديث (۱۷۶/۱۱۰) و النسائی (۷/۶۰۵) كتاب الايمان و النذور: باب: الحلف بملة سوى الاسلام و ابن ماجه (۱/۶۷۸) كتاب الكفارات: باب: من حلف بملة غير الاسلام (۲۰۹۸) و الدارمی (۲/۱۹۷-۱۹۲) كتاب الديات: باب: التشديد على من قتل نفسه و قد تقدم عند المصنف برقم (۱۵۲۷، ۱۵۴۳)-

2561- اخرجه البخاری (۱۰/۵۳۶، ۵۳۶) كتاب الادب: باب: (من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال) رقم (۶۱۰۴) و مسلم (۱/۲۷۸- الابی) الايمان: باب: بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر رقم (۶۰/۱۱۱) و احمد (۲/۲۳-۶۰، ۱۱۳)-

شرح

مسلمان کو کافر قرار دینے والے کی مذمت

احادیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان پر لعن طعن کرنا' گناہ کبیرہ ہے' جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان کی تکفیر کرنا' اسے قتل کرنے کے برابر جرم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق کسی آدمی کی تکفیر کرنا' اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر وہ کافر نہ ہو' تو وہ کفر الزام عائد کرنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

احادیث باب میں کسی مسلمان بھائی پر لعن طعن کرنا' کفر کا الزام عائد کرنا اور خودکشی کرنا حرام قرار دیا گیا ہے' کیونکہ ان میں سے ہر عمل ایک جاری رہنے والے فتنہ کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو یہ درس دیا گیا ہے کہ ان امور قبیحہ سے احتراز و اجتناب کریں' کیونکہ یہ ایمان سے متصادم اعمال ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب 15: جو شخص ایسے عالم میں مرے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے

2562 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِي فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَّاحِدًا وَّسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَّطَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

توضیح راوی: قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ كَانَ ثِقَةً مَّاْمُوْنًا فِي الْحَدِيْثِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَالصُّنَابِحِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُسَيْلَةَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ

2562- اخرجه احمد (٥/ ٣١٨)' و مسلم (١/ ٢٥١ - نووی) كتاب الايمان' باب: الدليل على ان من مات على التوحيد' حديث (٤٧/ ٢٩)' و النسائي من (٦/ ٢٧٧ - الكبرى) كتاب عمل اليوم و الليلة' باب: ما يقول عند الموت حديث (١٠٩٦٧/ ٣٦) وعبد بن حميد كما في (منتخب المسند) رقم (١٨٦)-

قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ قَبْلَ نُزُولِ الْفَرَائِضِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ

مذاہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ (رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ) قَالُوا إِذَا أُخْرِجَ أَهْلُ التَّوْحِيدِ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

◄► صنابحی' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت قریب المرگ تھے۔ میں رونے لگا تو انہوں نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ! تم کیوں رو رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی مانگی گئی تو میں تمہارے حق میں گواہی دوں گا' اور اگر مجھے شفیع بنایا گیا' تو میں تمہاری شفاعت کروں گا' اور اگر مجھ سے ہو سکا تو میں تمہیں نفع پہنچاؤں گا۔ پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جو بھی حدیث سنی' جس میں تمہارے لیے بھلائی موجود تھی' وہ میں نے تم لوگوں کے سامنے بیان کر دی۔ سوائے ایک حدیث کے' وہ میں آج تمہارے سامنے بیان کروں گا' کیونکہ اس وقت میں قریب المرگ ہو چکا ہوں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر جہنم کو حرام کر دے گا''۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

ابن ابی عمر' ابن عیینہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: محمد بن عجلان علم حدیث میں ثقہ اور مامون ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

صنابحی نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے (اور ان کی کنیت) ابوعبداللہ ہے۔

زہری کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: ان سے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو شخص اس بات کا اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہ جنت میں داخل ہو جائے گا' تو انہوں نے بتایا: یہ ابتدائے اسلام میں تھا جب فرائض کا حکم نازل نہیں ہوا تھا امر اور نہی نازل نہیں ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث کی صورت یہ ہے: اہلِ توحید جنت میں ضرور داخل ہوں گے' اگرچہ انہیں' ان کے گناہوں کے بدلے میں جہنم میں عذاب دیا جائے گا' کیونکہ وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

''اہلِ توحید میں سے کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے''۔

یہی بات سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور دیگر تابعین کے حوالے سے نقل کی گئی ہے' جو اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ہے۔

''کافر لوگ یہ آرزو کریں گے' کاش وہ مسلمان ہوتے''

ان علماء نے یہ بات بیان کی ہے: جب اہلِ توحید کو جہنم میں سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا' تو کفار یہ آرزو کریں گے' کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔

2563 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَاِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قیامت کے دن' اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی موجودگی میں میری امت کے ایک شخص کو الگ کرے گا' اور اس کے سامنے اس کے 99 دفتر (نامہ اعمال کے) کھولے جائیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہو پھر وہ فرمائے گا: کیا تم ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہو؟ کیا میرے مقرر کردہ محافظ فرشتوں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟ وہ جواب دے گا: نہیں! اے میرے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارے پاس کوئی عذر ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی ہے اور آج تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی پھر ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں یہ تحریر ہوگا۔

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں' حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں''

2563- اخرجه احمد (۲/۲۱۳، ۲۲۱) و ابن ماجه (۲/۱۴۳۷) كتاب الزهد' باب: ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة' حديث (۴۳۰۰) و اخرجه عبد بن حميد كما في (المنتخب) رقم (۳۳۹)-

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اس کا وزن ہونے لگا ہے) تم بھی میزان کے پاس رہو! تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں کاغذ کے اس ایک ٹکڑے کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ان تمام دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اس ایک کاغذ کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا' تو وہ تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے' اور کاغذ کا وہ ٹکڑا بھاری ہوگا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام جتنی وزنی چیز اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے۔

شرح

کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے کا دنیا سے رخصت ہونا' جنتی ہونے کی علامت ہے

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہور محققین کے نزدیک ایمان کی حقیقت بسیط ہے۔ اعمال صالحہ ایمان کامل کے اجزاء نہیں بلکہ اس کی تزیین کے لیے ہیں۔ دیگر فقہاء' اشاعرہ اور معتزلہ کا مؤقف ہے کہ ایمان مرکب ہے' کیونکہ اقرار لسانی اور اعمال صالحہ اس کے اجزاء ترکیبی ہیں لیکن اعمال طالحہ ایمان کے منافی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے' جو امور ثلاثہ یعنی تصدیق قلبی' اقرار لسانی اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہے جبکہ اعمال سیۂ اس کے منافی ہے۔ جو مسلمان دنیا سے اعمال سیۂ کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے تو کیا وہ صاحب ایمان ہوگا یا نہیں؟ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب احادیث باب میں دیا ہے کہ وہ مسلمان ہے' کیونکہ کلمہ گو ہے خواہ وہ کتنا گناہگار ہوگا' وہ اگر گناہوں کی پاداش میں جہنم میں داخل کر بھی دیا جائے گا تو بالآخر اسے وہاں سے نکال لیا جائے گا اور اس کا دائمی مقام جنت ہوگا۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر احادیث کے علاوہ یہ ارشاد خداوندی بھی بطور دلیل پیش کیا ہے: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجرات:۲) کفار اس بات کی خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔" اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث منقول ہے: سَيُخْرَجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيْدِ وَيُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ عنقریب اہل توحید کو جہنم سے نکالا جائے گا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔" اس موقع پر کفار و مشرکین اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی اہل توحید و مسلمان ہوتے تو انہیں بھی جہنم سے نجات حاصل ہو جاتی اور وہ جنت میں داخل کر دیے جاتے۔

احناف اور ماتریدیہ کی طرف سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کے جواب اور اپنے نقطہ نظر کی تائید میں حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: انما كان هذا فى اول الاسلام' قبل نزول الفرائض والامر والنهى یعنی احادیث باب کا تعلق دور اول کے ساتھ ہے جب فرائض' اوامر اور نواہی کا نزول نہیں ہوا تھا۔ فرائض اور اوامر و نواہی کے نزول کے بعد اعمال صالحہ مامور بھی قرار پائے اور اعمال طالحہ منہی عنہ ٹھہرے اور اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء قرار پائے لیکن نفس ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔ ایمان کامل کے اجزاء ہوسکتے ہیں جو تزیین کے لیے ہیں' کیونکہ ایمان بسیط ہے' مرکب ہرگز نہیں ہوسکتا۔

2564 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

2564۔ اخرجه احمد (۳/۲۲۲) و ابوداؤد (۲/۶۰۸) کتاب السنة' باب: شرح السنة' حديث (۴۵۹۶)' و رواه ابويعلى فى (مسنده) (۸/۳۱۷) برقم (۵۹۱۰)۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: تَفَرَّقَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ اَوِ اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَّالنَّصَارٰی مِثْلَ ذٰلِكَ وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی 71 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ عیسائی بھی اسی کی مانند (اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوئے) اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2565 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِیُّ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِیَادٍ الْاَفْرِیْقِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَّکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مُفَسَّرٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کے ساتھ بھی وہی کچھ پیش آئے گا' جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آیا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے' یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ طور پر زنا کیا تھا' تو میری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہوگا' جو ایسا کرے گا' اور بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک گروہ کے علاوہ باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا: وہ کون لوگ ہوں گے؟ یارسول اللہ! (جو جنت میں جائیں گے؟) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اس راستے پر چلیں گے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' اور مفسر ہے۔

اس طرح کی روایت کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں (یعنی جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جنت میں جانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟)

2566 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو السَّیْبَانِیِّ عَنْ

2565- تفرد به المصنف كما في (التحفة) رقم (٨٨٦٤) ذكره المتقي في (الكنز) (١/ ٢١١) حديث (١٠٦٠) و عزاه للحاكم و ابن عساكر عن عبد الله بن عمرو-

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّورِ اهْتَدٰى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ أَقُولُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے تاریکی میں مخلوق کو پیدا کیا' پھر ان پر اپنا نور ڈالا تو جنہیں وہ نور نصیب ہوگیا' وہ ہدایت حاصل کر گئے اور جنہیں نصیب نہیں ہوا۔ وہ گمراہ ہوگئے۔ اسی لیے میں یہ کہتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو چکا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

2567 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا قَالَ أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو؟ کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ان بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں' اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ کہ ان بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے' جب وہ ایسا کرلیں؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

2568 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ وَالْأَعْمَشِ كُلُّهُمْ سَمِعُوا زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ

2566۔ اخرجه احمد (۲/۱۷۶، ۱۹۷)۔

2567۔ اخرجه احمد (۵/۲۲۸، ۲۲۹) و البخاری (۶/۶۹) كتاب الجهاد و السير، باب: اسم الفرس و الحمار (۲۸۵۶) و مسلم (۱/۲۵۲) كتاب الايمان: باب: الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة حديث (۴۹/۳۰)۔

2568۔ اخرجه احمد (۵/۱۵۲، ۱۶۱، ۱۶۶) و في (۸/۷۴، ۱۱۷) و البخاری (۶/۳۵۲) كتاب بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة (۳۲۲۲) و مسلم (۴/۸۱ - ۸۲ - نووی) كتاب الزكاة، باب: الترغيب في الصدقة (۳۲/۹۴) و البخاری في (الادب المفرد) رقم (۸۰۲)۔

زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی' جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے دریافت کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

امت میں گروہ بندی کا تذکرہ

اشاعرہ' خوارج اور معتزلہ کا مؤقف ہے کہ ایمان مرکب ہے۔ اعمال صالحہ اس کے اجزاء ہیں اور مرتکب کبیرہ کو وہ خارج اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے کہ امم سابقہ کی طرح یہ امت بھی فرقہ بندی کا شکار ہوگی۔ تمام فرقے گمراہ ہوں گے لیکن ایک گروہ جنتی ہوگا۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ ان کے عقائد وافکار اور اعمال کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ مضمون احادیث کے حوالے سے چند ایک اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ جو فرقے عقائد وافکار اور اعمال طالحہ کے سبب دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہوں گے۔ وہ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے ورنہ اپنے بداعمال اور گناہوں کے سبب مختصر عرصہ یا قلیل وقت تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ بداعمالی کی نسبت بداعتقادی کی سزا زیادہ ہوگی۔

☆ یہ امت بھی بداعتقادیوں' بداعمال اور ارتکاب معصیات کے حوالے سے پہلی امتوں کی پیروی کرے گی حتیٰ کہ کسی نے اپنی والدہ کے ساتھ بدفعلی کی ہوگی تو یہ بھی ایسا گناہ کریں گے یعنی نافرمانیوں کے اعتبار سے پیچھے نہیں ہوگی بلکہ سبقت لے جانے کی کوشش کرے گی۔

☆ بہتر اور تہتر کے اعداد تکثیر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں سات کا عدد تھوڑی تکثیر کے لیے' ستر کا عدد درمیانی تکثیر کے لیے اور تہتر کا عدد زیادہ تکثیر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ناجی گروہ کی تخصیص کے بارے میں سوال اس لیے کرنے کی کوشش کی تا کہ اس کی پیروی کی جائے' ناری فرقوں سے انقطاع کیا جا سکے اور تاقیامت آنے والے لوگوں کو صراط مستقیم میسر آ سکے۔

☆ جماعت ناجیہ ''اہل سنت وجماعت'' ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا مصداق بھی یہی ہے اور خوش اعتقادی وحسن اعمال کی حامل بھی یہی جماعت ہے۔ علاوہ ازیں حضرت غوث اعظم' حضرت داتا گنج بخش لاہوری' حضرت خواجہ معین الدین چشتی' حضرت سید بلھے شاہ قصوری' حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی' حضرت مجدد الف ثانی سرہندی' حضرت شاہ بلاول قادری' حضرت میاں شیر محمد

شرقپوری رحمہم اللہ تعالیٰ اکابر اسی گلشن کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

☆ جو فرقے گمراہی کا راستہ اختیار کریں گے وہ بداعتقاد بداعمال اور بدکردار ہوں گے۔ علاوہ ازیں ان کے مابین خیر وشر' حلال وحرام اور گمراہی وصراط مستقیم کا تصور کالعدم ہو جائے گا۔

کلمہ گو انسان خواہ کتنا ہی گناہگار ہوگا' وہ بالآخر جنت میں داخل ہوگا یعنی اپنے اعمال طالحہ کی سزا بھگتنے کے لیے بطور سزا جہنم میں داخل کیا جائے گا' پھر اسے وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔



كِتَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

علم کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط اور تعریف علم

اوراق سابقہ میں ایمان کی بحث تھی اور اب حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علم کی بحث کا آغاز کر رہے تھے۔ دونوں ابحاث میں تقدیم وتاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کی بحث علم کی بحث سے افضل ہے، کیونکہ ایمان پر جہنم سے آزادی کا مدار ہے اور علم جہالت سے نجات کا معیار ہے۔ ایمان کی بحث کے بعد متصلاً علم کی بحث لانے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے مابین گہرا تعلق وعلاقہ ہے، کیونکہ ایمان وعلم دونوں کی وجہ سے آدمی میں خشیت باری تعالیٰ کا وصف پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (الفاطر:۲۸) بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔" مطلب یہ ہے کہ جس طرح اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ رہتے ہیں، اسی طرح اہل علم بھی اس سے ڈرتے ہیں۔

علم کی تعریف: لفظ 'علم' کا لغوی معنی ہے۔ معلوم کرنا، جاننا، پہچاننا۔ جس طرح علم کی اصطلاحی تعریف میں علماء کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے، اسی طرح اس کے محل میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم "علم" کی چند تعریفات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی تعریف: حصول صورۃ الشیٔ فی العقل۔ کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاصل ہونے کا نام علم ہے۔

دوسری تعریف: الحاضر عند المدرک۔ ادراک کرنے والی قوت کے پاس کسی صورت کے حاضر ہونے کا نام علم ہے۔

تیسری تعریف: الصورة الحاصلة من الشيء عند العقل۔ عقل میں حاصل ہونے والی صورت کا نام علم ہے۔

چوتھی تعریف: قبول النفس لتلك الصلورة۔ نفس کا اس صورت کو حاصل کرنے کا نام علم ہے۔

پانچویں تعریف: الاضافة الحاصلة بين العالم والمعلوم۔ عالم اور معلوم کے درمیان قائم ہونے والے تعلق کا نام علم ہے۔

چھٹی تعریف: ایسے نور کا نام علم ہے، جس کے سبب معلوم عیاں ہو جاتا ہے مثلاً آنکھ کی روشنی جس سے دیکھی ہوئی چیز واضح ہو جاتی ہے۔

ساتویں تعریف: صفة يتجلى بها المذكور لمن قامت هى به۔ ایک کیفیت کا نام علم ہے، جس سے وہ بات عیاں ہو جاتی ہے جو عالم کے سامنے بیان کی جائے۔

آٹھویں تعریف: الحق انه من اجلى البديهيات كالنور والسرور نعم تنقيح حقيقته عسير جدا۔ علم ایک واضح چیز کا نام ہے جسے ہر آدمی سمجھائے بغیر سمجھ جاتا ہے لیکن اس کی حقیقت کو واضح کرنا دشوار تر ہے۔"

بَاب إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّيْنِ

باب 1: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین کے بارے میں سوجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے

2569 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا بندے کو علم دین سے نوازنا

لفظ: ''فقہ'': ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے فعل ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: کسی کو سکھانا، کسی کو فقیہ بنانا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر ہمہ وقت نوازشات اور عنایات کے بادل موسلا دھار بارش کی طرح برستے رہتے ہیں لیکن ان انعامات سے بڑا انعام علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس شخص کا زیادہ مقام ہوتا ہے اسے یہ دولت عطا کی جاتی ہے۔ جس طرح آدمی کسی جاہل کو اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کسی جاہل کو منصب ولایت پر فائز کر کے اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عالم بنو یا متعلم بنو یا توجہ سے علم سننے والے بنو یا علم و علماء سے محبت کرنے والے بنو۔ پانچویں قسم (علم و علماء سے بغض رکھنے والے) نہ بنو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے (مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۵۰۲)

حدیث باب میں علماء، فقہاء اور طلباء سب کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے بغیر یہ دولت حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے۔ وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا گیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: فرشتوں کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جا میں نے تجھے معاف کیا۔ اگر تجھ سے مؤاخذہ مقصود ہوتا تو میں تجھے علم کی دولت سے ہرگز نہ نوازتا۔

2569- اخرجه احمد (۲۰۶/۱) - و الدارمی (۷۴/۱) المقدمة، باب: الاقتداء بالعلماء۔

بَاب فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

باب 2: علم حاصل کرنے کی فضیلت

2570 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

2571 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْعَتَكِيُّ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ خَرَجَ فِىْ طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص علم کے حصول کے لیے نکلے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتا ہے جب تک وہ واپس نہیں آ جاتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بعض راویوں نے اسے نقل کیا ہے مگر "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

2572 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلّٰى حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِىْ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ

توضیح راوی: اَبُوْ دَاوُدَ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيْرَ شَىْءٍ وَّلَا لِاَبِيْهِ وَاسْمُ اَبِىْ دَاوُدَ نُفَيْعٌ الْاَعْمٰى تَكَلَّمَ فِيْهِ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

2570- اخرجه احمد (۲/۲۵۲، ۴۰۷) و ابوداؤد (۲/۳۶۳) كتاب العلم، باب: الحث على طلب العلم (۳۶۴۲) و الدارمي (۱/۹۹) المقدمة، باب: في فضل العلم والعالم و رواه ابن ماجه ايضا اطول من ذلك في (۱/۸۲) المقدمة، باب: فضل العلماء و الحث على طلب العلم حديث (۲۲۵) و ابن حبان في (صحيحه) (۱/۲۸۴) رقم (۸۴)۔

2571- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة الا الترمذي كما في (تحفة الاشراف) رقم (۸۳۰) ذكره المنذري في (الترغيب) (۱/۱۳۹)، حديث (۱۴۸) و قال: حسن الشاهد عند ابن ماجه۔

2572- اخرجه الدارمي (۱/۱۳۹) المقدمة، باب: من كره الشهرة و المعرفة۔

◆◆ حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص علم حاصل کرے تو یہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

یہ حدیث سند کے اعتبار سے ''ضعیف'' ہے۔

ابوداؤد نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت عبداللہ بن سخبرہ اوران کے والد کے حوالے سے' بہت زیادہ روایات منقول نہیں ہیں۔

ابوداؤد نامی راوی کے نام نفیع اعمٰی ہے۔قتادہ اور دیگر اہل علم نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شرح

حصول علم کی فضیلت

احادیث باب میں ایک مشترک مضمون بیان کیا گیا ہے' وہ ہے حصول علم دین کی فضیلت۔ حصول علم کے لیے گھر سے نکلنا دشوار ہوتا ہے' کیونکہ اس مقصد کے لیے والدین' بہن بھائیوں' اعزاء واقارب اور گھر کو چھوڑنے کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ ثواب بقدرے مشقت ہوتا ہے۔ اسی طرح جنت کا حصول بھی دشوار تر ہے' کیونکہ اس کے لیے حسن عقائد واعمال شرط ہے۔ جو شخص علم دین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس راستے میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

دوسری حدیث باب میں طالب علم کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اسے مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ دیا گیا ہے' جس کے شب وروز عبادت میں گزرتے ہیں اور اسے جنت کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ حصول علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ طالب علم کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) صغیرہ گناہ' جو توبہ کے بغیر اوراعمال صالحہ کے سبب معاف کر دیے جاتے ہیں

(۲) کبیرہ گناہ: جو توبہ کے بغیر معاف نہیں کیے جاتے۔ اس روایت میں مغفرت معصیات کا تعین نہیں کیا گیا' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حصول علم دین ایسی عبادت ہے' جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا جاء الموت لطالب العلم وھو علی ھذہ الحالة مات وھو شھید (امام علاء الدین علی متقی' کنز العمال' ج۱۰' ص۷۸) ''جس شخص کو حصول علم کے دوران موت آجائے وہ شہید ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ جب طالب علم حصول علم کے لیے عازم سفر ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھا دیتے ہیں۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِی کِتْمَانِ الْعِلْمِ

باب 3- علم کو چھپانے (کی مذمت) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

2573 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَیْلِ بْنِ قُرَیْشٍ الْیَامِیُّ الْکُوْفِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ کَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے کسی علمی بات کے بارے میں دریافت کیا جائے' جسے وہ جانتا ہو' اور وہ اسے چھپالے' تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ منقول حدیث "حسن" ہے۔

شرح

کتمان علم کی وعید

جس طرح حصول علم دین' اس پر عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کی فضیلت ہے' اس کے برعکس اس پر عمل نہ کرنے اور جہلاء کو اس کی تبلیغ نہ کرنے یا مسئلہ دریافت کرنے پر اسے نہ بتانے کی مذمت و وعید بھی اتنی ہی زیادہ ہے' کیونکہ اس طرح حصول علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ وہ صاحب علم جس سے کوئی علمی مسئلہ دریافت کیا گیا' اس نے بتانے سے احتراز کیا تو اس کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اسے اس کی پاداش میں قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

ایک روایت میں کتمان علم سے کام لینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

علم چھپانے والے پر ہر چیز لعنت کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اور پرندے ہوا میں۔ (کنز العمال' ج ۱۰' ص ۱۰۹)

دوسری روایت میں کتمان علم کرنے والے کی نماز نا قابل قبول کی وعید بیان کی گئی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب فتنے ظاہر ہوں اور ہر طرف بے دینی پھیلنے لگے' ایسے موقع پر عالم دین اپنا علم ظاہر نہ کرے اور اپنی کسی مصلحت یا مفاد کے لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ تعالیٰ' تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض

2573- اخرجه احمد (۲/۲۶۳، ۲۹۶، ۳۰۵، ۳۴۴، ۳۵۳، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۸) و ابوداؤد (۲/۳۴۵) كتاب العلم، باب: كراهية منع العلم (۳۶۵۸) و ابن ماجه (۹۶/۱) المقدمة، باب: من سئل عن علم فكتمه (۲۶۱)۔

قبول کرے گا اور نہ نقل۔" (احمد بن حجر مکی، الصواعق المحرقۃ، ص ۲)

فائدہ نافعہ: علماء اور طلباء کو اپنے علم کے مطابق عمل کرنا چاہیے، کیونکہ بے عملی، کتمان علم اور مصلحت کے پیش نظر مسائل کو تبدیل کر کے بیان کرنے کی وعید احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِيصَاءِ بِمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ

باب 4: جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہو، اس کے بارے میں تلقین کرنا

2574 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ اَبَا سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّ رِجَالًا يَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرَضِيْنَ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ اَبَا هَارُوْنَ الْعَبْدِيَّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَّرْوِيْ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ حَتّٰى مَاتَ وَاَبُوْ هَارُوْنَ اسْمُهٗ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ

◆◆ ابو ہارون بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں کو خوش آمدید! جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے تلقین کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ تمہارے پیروکار ہوں گے، کچھ لوگ زمین کے دور دراز علاقوں سے تمہارے پاس آئیں گے وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتے ہوں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں، تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔ علی بن عبداللہ کہتے ہیں: سعید بن یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: شعبہ نے ابوہارون عبدی نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابن عوف نامی راوی ہارون عبدی سے روایات نقل کرتے ہیں: یہاں تک کے ان کا انتقال ہو گیا۔

ابوہارون نامی راوی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

2575 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَاْتِيْكُمْ رِجَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُوْنَ فَاِذَا جَاءُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا قَالَ فَكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا رَاٰنَا قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هَارُوْنَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

2574- اخرجه ابن ماجه (۱/ ۹۱) المقدمة، باب الوصاة بطلبة العلم (۲۴۹) وعداه (۱/ ۹۰) المقدمة، باب الوصاة بطلبة العلم حديث (۲۴۷)-

◆◇◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مشرق کی سمت سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے وہ علم حاصل کرنا چاہتے ہوں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں، تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھتے تھے، تو فرمایا کرتے تھے: ان لوگوں کو خوش آمدید! جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی تھی۔

ہم اس روایت کو صرف ابوہارون عبدی نامی راوی کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کے حوالے سے، جانتے ہیں۔

شرح

دینی طلباء سے حسن سلوک کرنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل علم کے پاس طلباء حصول علم یا مسائل دریافت کرنے کے لیے آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کی علمی وفکری تواضع ورہنمائی کی جائے۔ چنانچہ دینی طلباء کے چند ایک حقوق ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ حسن سلوک کرنا: طلباء کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان سے حسن سلوک کرنے سے اللہ ورسول خوش ہوں گے۔

☆ شاگردوں کے لیے دعا کرنا: اساتذہ کرام ان کے لیے کامیابی کی دعا کریں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو قرآن پاک کا علم عطا فرما۔

☆ شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرنا: اساتذہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب میں مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا، میں نے اس سے خوب سیر ہو کر نوش کیا پھر باقی ماندہ دودھ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا: دودھ سے مراد علم ہے۔

☆ شاگردوں کی تحقیر سے اجتناب کرنا: بات بات پر ان کی تحقیر نہ کریں، کیونکہ بار بار عزت نفس مجروح ہونے کے باعث انتقامی کارروائی کا امکان ہو سکتا ہے، جس سے اساتذہ اور تلامذہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔

☆ شاگردوں کی صلاحیتوں کو مدنظر رکھنا: ان کی لیاقتوں اور صلاحیتوں کے مطابق اہمیت دی جائے یعنی ذہین اور محنتی طلباء کو ان کی ذہانت ومحنت کے مطابق اسباق پڑھائے جائیں۔ اسی طرح متوسط اور غبی طلباء کو ان کی حیثیت پر رکھا جائے۔

☆ ہمہ وقت شاگردوں سے ناراضگی کا اظہار نہ کرنا: اگر تلامذہ کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر ہمیشہ کے لیے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی معاملہ میں ناراضگی ہو بھی جائے تو وہ ناراضگی وقتی ہونی چاہیے نہ کہ دائمی۔

☆ ذہن نشین نہ ہونے کی صورت میں طلباء کو دوبارہ سبق پڑھانا: اگر استاد کے ایک بار سبق پڑھانے سے ذہن نشین نہیں ہوا تو دوبارہ بلکہ سہ بار سبق پڑھانے میں ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ اپنا فرض تصور کرتے ہوئے بخوشی اس فریضہ کو انجام دے۔

☆ شاگردوں کے اعتراضات کو سننا اور جواب دینا: اگر تقریر کے اختتام پر سبق کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو شاگرد وضاحت کے لیے سوال کریں تو ناراضگی کا اظہار ہرگز نہ کرے' کیونکہ سبق کے تشنہ پہلو کی وضاحت طلب کرنا طلباء کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ذَهَابِ الْعِلْمِ

باب 5: علم کا رخصت ہو جانا

2576 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَّنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَزِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الزُّهْرِیُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو یوں قبض نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں سے الگ کر دے، بلکہ وہ علماء کو قبض کرنے کے ذریعے علم کو قبض کرے گا' یہاں تک کہ وہ کسی عالم کو باقی نہیں رہنے دے گا' تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے سوال کیے جائیں گے وہ علم نہ ہونے کے باوجود جواب دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے' اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور زیاد بن لبید سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عروہ کے حوالے سے' عمرو کے حوالے سے نقل کیا اس کے علاوہ عروہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2577 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا اَوَانُ

2576- اخرجه احمد (۲/۱۶۲، ۱۹۰، ۲۰۳) و البخاری (۱/۲۳۴) کتاب العلم' باب: کیف یقبض العلم حدیث (۱۰۰) و مسلم (۸/۱۷۶- شرعیۃ) کتاب العلم' باب: رفع العلم و قبضہ حدیث (۱۳/۲۶۷۳) و النسائی فی (الکبری) (۳/۴۵۶) کتاب العلم' باب: کیف یرفع العلم (۷- ۱/۵۹) و ابن ماجه (۱/۲۰) المقدمة' باب: اجتناب الرای حدیث (۵۲) و الدارمی (۱/۷۷) المقدمة' باب: ذهاب العلم-

2577- اخرجه الدارمی (۱/۸۷) باب: من قال العلم الخشیة و تقوی اللّٰه-

يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَاْنَا الْقُرْاٰنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَاَنَّهٗ وَلَنُقْرِئَنَّهٗ نِسَائَنَا وَاَبْنَائَنَا فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَاَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هٰذِهِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَمَاذَا تُغْنِيْ عَنْهُمْ قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقِيْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قُلْتُ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى مَا يَقُوْلُ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ صَدَقَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اِنْ شِئْتَ لَاُحَدِّثَنَّكَ بِاَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوْعُ يُوْشِكُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَلَا تَرٰى فِيْهِ رَجُلًا خَاشِعًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَكَلَّمَ فِيْهِ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوُ هٰذَا

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ گھڑیاں ہیں' جن میں علم کو لوگوں سے کھینچا جا رہا ہے' یہاں تک کے لوگ اس کی کسی بھی چیز پر قادر نہیں رہیں گے' تو حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم میں سے علم کو کیسے کھینچا جا رہا ہے' جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں' اللہ کی قسم! ہم اسے پڑھتے رہیں گے' اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھاتے رہیں گے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے زیاد! تمہاری ماں تم پر روئے' میں تو تمہیں مدینہ منورہ کے سمجھدار لوگوں میں ایک سمجھتا تھا یہ تورات اور انجیل عیسائیوں کے پاس ہے' لیکن اس کا انہیں کیا فائدہ ہوا؟

جبیر بیان کرتے ہیں: بعد میں میری ملاقات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوئی' تو میں نے ان سے کہا: آپ کو معلوم ہے: آپ کے بھائی ابودرداء نے کیا حدیث بیان کی ہے؟ پھر میں نے انہیں وہ حدیث سنائی جو ابودرداء نے بیان کی تھی' تو حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا ہے' اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کے سب سے پہلا علم کون سا لوگوں سے اٹھایا جائے گا؟ وہ خشوع وخضوع ہے' عنقریب تم جامع مسجد میں جاؤ گے' لیکن تمہیں وہاں ایک بھی شخص ایسا نظر نہیں آئے گا جس میں خشوع وخضوع ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

معاویہ بن صالح نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں' ہمارے علم کے مطابق یحییٰ بن سعید کے علاوہ اور کسی نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا ہے۔

معاویہ بن صالح کے حوالے سے' بھی اسی طرح کی روایت نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو عبدالرحمٰن بن جبیر کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

علم کا اٹھ جانا

علامات قیامت میں سے ایک علامت "علم" کا اٹھ جانا ہے۔ علم کے اٹھ جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ علماء سے علم چھین لیا جائے گا' بلکہ اس سے مراد ہے کہ علماء اٹھا لیے جائیں گے۔ پھر ان کی جگہ میں جہلاء اور بے عمل لوگ آ جائیں گے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور فقہ قرآن وحدیث دونوں کی تشریح ہے۔ دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم وتدریس ہوتی رہے گی اس وقت تک روئے زمین پر دین باقی رہے گا۔ جب علماء کو اٹھا لیا جائے گا تو یقینی طور پر قرآن' حدیث اور فقہ وغیرہ علوم کی تدریس کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا

باب 6: جو شخص علم کے ذریعے دنیا کا طلبگار ہو

2578 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

◆◆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے' اپنے والد کے حوالے سے' یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جو شخص علم اس لیے حاصل کرے' تا کہ اس کے ذریعے علماء کا مقابلہ کرے' یا جہلاء کے ساتھ بحث کرے' یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے' تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں' لیکن اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے ان کے حافظے کے حوالے سے' کلام کیا گیا ہے۔

2579 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ

2578- لم یخرجه من اصحاب الکتب الستة غیر المصنف کما فی (التحفة) للمزی رقم (۱۱۱۴۰) ذکره المنذری فی (الترغیب) (۱/۱۵۶) حدیث (۱۷۸) وقال: (ضعیف ورواه ابن ابی الدنیا فی (الصمت) (۱۴۱) والحاکم شاهداً (۱/۸۵) والبیهقی فی (شعب الایمان) (۱۷۷۲) عن کعب رضی اللہ عنه-

2579- اخرجه ابن ماجه (۱/۹۵) المقدمة' باب: الانتفاع بالعلم (۲۵۸)-

عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی (رضا) کی بجائے کسی اور مقصد کے لیے علم حاصل کرے یا وہ اپنے علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کا ارادہ کرے تو وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ اس روایت کے ایوب سے منقول ہونے کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

طلب دنیا کے لیے حصول علم کی وعید

علم کی دو اقسام ہیں: (۱) دینی علم: یہ قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ وغیرہ کا علم ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کا حصول ضروری اور باعث برکت ہے۔

(۲) دنیوی علم: یہ وہ علم ہے، جو تجارت یا دنیا طلبی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص دنیوی علوم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حاصل کرتا ہے تو اس میں بھی خوبی آ سکتی ہے اور اگر کوئی شخص دینی علوم دنیا طلبی کے لیے حاصل کرتا ہے تو اس میں حسن نیت کی خوبی ختم ہو جائے گی اور اس طرح علوم اسلامیہ کا حصول قابل مؤاخذہ ہوگا۔ احادیث باب میں اسی مسئلہ کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اگر علوم دینیہ حاصل کرنے کا مقصد دنیا طلبی ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔ علاوہ ازیں جس شخص نے علم دین اس لیے حاصل کیا ہو کہ وہ علماء سے مناظرہ کرے گا یا لوگوں پر اپنے آپ کو فائق تصور کرے گا یا لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے گا یا غیر اللہ کو خوش کرنا مقصود ہو اور یا دنیا طلبی پیش نظر ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی پاداش میں جہنم میں سزا دے گا۔

احادیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان کو علوم اسلامیہ حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہو۔ اس کے لیے یہ کاوش اور حصول علم دین دارین کی کامیابی و نجات کا سبب بن جائے گا ورنہ یہی علم وبال جان ثابت ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَثِّ عَلٰى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ

باب 7: "سنی ہوئی (حدیث)" کی تبلیغ کرنے کی ترغیب

2580 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ

وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متن حدیث: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِّنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نِصْفَ النَّهَارِ قُلْنَا مَا بَعَثَ اِلَيْهِ فِىْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا لِشَىْءٍ سَاَلَهُ عَنْهُ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ نَعَمْ سَاَلَنَا عَنْ اَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّاَبِى الدَّرْدَاءِ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ عین دوپہر کے وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مروان کے ہاں سے باہر نکلے' تو ہم نے سوچا یہ اس وقت کسی ضروری کام سے آئے ہوں گے' جو مروان نے ان سے دریافت کرنا ہو گا' ہم اٹھے اور ہم نے ان سے دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس نے ہم سے کچھ چیزوں کے بارے میں دریافت کیا: جو ہم نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے' جو ہم سے کوئی حدیث سنے' پھر اس کو یاد رکھے یہاں تک کہ دوسرے تک اس کو پہنچا دے کیونکہ بعض اوقات فقیہ (یعنی علم) رکھنے والا شخص اس شخص تک منتقل کر دیتا ہے' جو اس سے زیادہ فقیہہ (یعنی عالم) ہوتا ہے' اور بعض اوقات علم حاصل کرنے والا بذات خود فقیہہ نہیں ہوتا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ' حضرت ابودرداء اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

2581 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

2580- اخرجه احمد (١٨٣/٥)- وابو داؤد (٣٤٦/٢) كتاب العلم باب فضل نشر العلم (٣٦٦٠) و ابن ماجه (١٣٧٥/٢) كتاب الزهد باب الهم بالدنيا حديث (٤١٠٥) والدارمى (٧٥/١) المقدمة باب الاقتداء بالعلماء و عزاه المزى فى (تحفة الاشراف) رقم (٣٦٩٤) للنسائى فى (الكبرى)-

2581- رواه احمد (٤٣٦/١) و ابن ماجه (٨٥/١) المقدمة باب من بلغ علماً حديث (٢٣٢) و الحميدى (٤٧/١) برقم (٨٨)-

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی چیز سنے اور اسے اسی طرح آگے پہنچا دے جیسے سنا تھا بعض اوقات جس شخص تک تبلیغ کی گئی ہو وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ بہتر طور پر اسے محفوظ رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبدالملک بن عمیر نے اسے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

2582 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَّا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی چیز سنے اسے محفوظ رکھے اور یاد رکھے پھر اس کی تبلیغ کر دے۔ بعض اوقات جس شخص تک تبلیغ کی گئی ہو وہ براہِ راست سننے والے سے زیادہ سمجھدار (عالم یا فقیہ) ہوتا ہے۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں مسلمان کا دل دھوکہ کا شکار نہیں ہوتا' خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرنا' مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ ان کی دعوت (یعنی دعا) دوسرے سب (غیر موجود) لوگوں تک محیط ہوتی ہے۔

شرح

سنی ہوئی بات کی تبلیغ کرنے کی ترغیب دینا

دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں احادیث مبارکہ لکھنے کا رواج نہیں تھا' بلکہ لوگ زبانی سن کر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے پھر آگے دوسرے لوگوں کو بیان کر دیتے تھے۔ تاہم تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں کتب احادیث لکھنے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور روز بروز اس میں ترقی ہوتی گئی حتیٰ کہ بھرپور انداز میں تصنیف و تالیف کا آغاز ہو گیا۔

احادیث باب میں اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے' جو حدیث سنتا ہے' اسے یاد رکھتا ہے پھر اسے من وعن لوگوں سے بیان کر دیتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو خصوصی دعا سے نوازتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش وخرم رکھے۔'' اس ترغیب بیان حدیث کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات سامع' متکلم سے زیادہ ذہین ہوتا ہے' جو حدیث سن کر نہ صرف محفوظ کر لیتا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قابلیت کی بنا پر اس سے فقہی مسائل بھی اخذ کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس میں حصول حدیث کی غرض سے موجود تھے۔ ایک خاتون حاضر ہوئی اور اس نے حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے تمہارا مسئلہ مستحضر نہیں ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: حضور! اگر اجازت ہو تو یہ مسئلہ میں عرض کر دوں؟ اس پر حضرت

وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بیان کر دیا جو بالکل درست تھا۔ اس پر استاد نے اظہار مسرت کرتے ہوئے دریافت کیا: اے یعقوب! (حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے) آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے معلوم کیا ہے؟ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: میں نے یہ مسئلہ فلاں حدیث سے اخذ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ حدیث تو مجھے اس زمانہ سے محفوظ ہے کہ جب تمہارے والدین کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا (یعنی تم بطور حمل اپنی والدہ کے بطن میں بھی نہیں آئے تھے) لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ اس روایت سے یہ مسئلہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: حلقۂ معلم میں بیٹھنے والا ہر متعلم فقیہ نہیں ہوتا۔ اگر حدیث نسل در نسل تلامذہ کی طرف منتقل کی جائے، تو کسی فقیہ متعلم تک پہنچ جائے گی اور وہ اس سے مسائل کا استنباط کر کے ملت اسلامیہ کے سامنے رکھے گا۔ اس لیے احادیث مبارکہ تلامذہ سے بیان کرنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے تاکہ دین کا سلسلہ آگے بڑھتا رہے ورنہ ملت اسلامیہ کا دینی نقصان ہوگا، لہٰذا معلمین اور متعلمین میں نقل روایات کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے تاکہ بلغوا عنی ولو ایۃ پر عمل کی یقینی صورت سامنے آ سکے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْظِيمِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا عظیم گناہ ہونا

2583 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص میری طرف جان بوجھ کر جھوٹی بات منسوب کرے، وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

2584 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ يَلِجُ فِي النَّارِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّاَنَسٍ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّمُعَاوِيَةَ وَبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَالْمُقَنَّعِ وَاَوْسٍ الثَّقَفِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2583۔ اخرجه احمد (١/٤٠٣، ٤٠٥، ٤٥٤) و لم يعزه المزى فى (التحفة) رقم (٩٢١٣) لاحد الستة غير الترمذى۔

2584۔ اخرجه احمد (١/٨٣، ١٢٣، ١٥٠) و البخارى (١/٢٤١) كتاب العلم، باب: اثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم حديث (١٠٦)، و مسلم (١/١٠٠۔ نووى) المقدمة، باب: تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (١/١)، و النسائى فى (الكبرى) (٣/٤٥٧) كتاب العلم، باب: من تعلم العلم لغير الله حديث (٥٩١١/١)۔ و ابن ماجه (١/١٣) المقدمة، باب: التغليظ فى تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (٣١)۔

توضیح راوی: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ اَثْبَتُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ وَكِيْعٌ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كَذْبَةً

◄► حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: میری طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا' وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ' حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضرت مقنع رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے یہ بات بیان کی ہے: منصور بن معمر کوفہ میں رہنے والوں میں سب سے زیادہ مستند راوی ہے وکیع بیان کرتے ہیں: ربعی بن حراش نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔

2585 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ بَيْتَهُ مِنَ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے) حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں جان بوجھ کر' (جھوٹی بات منسوب کرے) تو وہ جہنم میں اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

جھوٹی حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی وعید

احادیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جب بھی کوئی ارشاد نبوی نقل کرنا ہو یا بیان کرنا ہو' تو اس سلسلہ میں نہایت

2585- اخرجه احمد (٣/٢٢٣)، و ابن ماجه (١/١٣) المقدمة، باب: التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث

احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اس بارے میں تھوڑی سی کوتاہی یا غفلت آدمی کو جہنمی بنا سکتی ہے۔ جو شخص جھوٹی یا موضوع حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے گا' اسے اس کے عوض جہنم میں سزا دی جائے گی۔

احادیث باب کے حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمہ وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصول دین کی غرض سے موجود نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض صحابہ متعلمین کی حیثیت سے حاضر رہتے' جو بلغوا عنی ولو آیة' پر عمل کرتے ہوئے دوسرے صحابہ کو احکام دین پہنچا دیتے تھے۔ وہ تبلیغ کے وقت آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ بھی بیان کرتے لیکن نہایت احتیاط اور دیانتداری سے کام لیتے تھے۔

☆ احادیث باب کا حکم احتیاط و وعید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی تک محدود نہیں تھا بلکہ تا قیامت باقی ہے' لہٰذا محدثین' معلمین اور متعلمین کو احادیث بیان کرتے وقت نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح مصنفین' محققین اور شارحین کو بھی یہ احتیاطی پہلو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔

☆ قرآن کریم وحی جلی ہے' جس میں غلطی یا تحریف کا امکان ہرگز نہیں ہے' کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ اس کے برعکس حدیث وحی خفی ہے' جس میں غلطی کا امکان ہے۔ حدیث نقل کرنے یا بیان کرنے میں نادانستہ طور پر غلطی سرزد ہو جائے تو معاف ہے لیکن دانستہ طور پر غلطی قابل مؤاخذہ اور قابل وعید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دانستہ و عمداً غلطی کرنے کی وعید احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

فائدہ نافعہ: محدثین نے باقاعدہ "موضوع احادیث" کو ایک فن قرار دے کر اس پر کتب تصنیف فرمائی ہیں اور موضوع احادیث کی نشاندہی فرما کر امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پھر بھی بعض خطباء' واعظین اور مقررین (بالخصوص جہلاء) دوران وعظ موضوع روایات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس جرم و بے احتیاطی کی بنا پر احادیث باب کا مصداق ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ رَوٰى حَدِيْثًا وَّهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ

باب 9: جو شخص کوئی حدیث نقل کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے

2586 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَّهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2586- اخرجه احمد (۴/۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۵) و مسلم (۱/۹۵ - نووی)، المقدمة باب: وجوب الرواية عن الثقات و ترك الكذابين، و ابن ماجه (۱/۱۵) المقدمة، باب: من حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا و هو يرى انه كذب حديث (۴۱)۔

اسنادِ دیگر: وَرَوٰی شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ سَمُرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَرَوَی الْاَعْمَشُ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَاَنَّ حَدِیْثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ سَمُرَۃَ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ اَصَحُّ

قولِ امام دارمی: قَالَ سَاَلْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ حَدِیْثًا وَّھُوَ یَرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ

قُلْتُ لَہٗ مَنْ رَوٰی حَدِیْثًا وَّھُوَ یَعْلَمُ اَنَّ اِسْنَادَہٗ خَطَاٌ اَیُخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ دَخَلَ فِیْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ اِذَا رَوَی النَّاسُ حَدِیْثًا مُرْسَلًا فَاَسْنَدَہٗ بَعْضُھُمْ اَوْ قَلَبَ اِسْنَادَہٗ یَکُوْنُ قَدْ دَخَلَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا مَعْنٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِذَا رَوَی الرَّجُلُ حَدِیْثًا وَّلَا یُعْرَفُ لِذٰلِکَ الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْلٌ فَحَدَّثَ بِہٖ فَاَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ دَخَلَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہمارے حوالے سے کوئی بات نقل کرتے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے' تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں ایک شمار ہوگا۔

اس بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے حکم کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ کے حوالے سے' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اعمش اور ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔ گویا عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت محدثین کے نزدیک زیادہ مستند ہے۔

میں نے امام ابومحمد عبدالرحمٰن (یعنی امام دارمی) سے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔

''جو شخص ہمارے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے' تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں ایک ہوگا''

میں نے ان سے کہا: جو شخص کوئی حدیث نقل کرتا ہے' اور وہ یہ جانتا ہے: اس کی سند میں غلطی ہے' تو کیا اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہوسکتا ہے: وہ بھی نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مفہوم میں داخل ہوگا؟ یا جب کچھ لوگ کسی مسند حدیث کو نقل کر دیتے ہیں' تو بعض راوی اس کی سند بیان کر دیتے ہیں یا اس کی سند کو تبدیل کر دیتے ہیں' تو کیا وہ بھی اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہوں گے؟ تو امام دارمی نے فرمایا: نہیں! اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب کوئی شخص کوئی حدیث نقل کرے اور وہ روایت نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے طور پر معلوم نہ ہو' لیکن پھر بھی اسے بیان کر دے' تو مجھے یہ اندیشہ ہے: وہ اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہوگا۔

شرح

موضوع حدیث روایت کرنے کی ممانعت

حدیث باب میں بھی ماقبل باب کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی روایات باب میں عمداً جھوٹی روایت بیان کرنے کی وعید تھی لیکن یہاں اس سے کم تر حکم بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص جھوٹی یا موضوع روایت بیان کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ جس طرح جعلی سکہ تیار کرنا جرم ہے اور اسی طرح اسے استعمال میں لانا بھی جرم ہے۔ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جس شخص کو کسی روایت کے جھوٹا ہونے کا علم ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے آگے بیان کرے۔ چونکہ جھوٹ کو عام کرنا حرام ہے لہٰذا جھوٹی روایت بیان کرنا بھی حرام ہے اور قابل مواخذہ جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 10: نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے متعلق کیا کہنے کی ممانعت ہے؟

2587 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَسَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَّغَيْرِهٖ رَفَعَهُ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ اَمْرٌ مِّمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّسَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اِذَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلَى الْاِنْفِرَادِ بَيَّنَ حَدِيْثَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ مِنْ حَدِيْثِ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ وَاِذَا جَمَعَهُمَا رَوٰى هٰكَذَا

توضیح راوی: وَاَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُهٗ اَسْلَمُ

◆◆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (دیگر راویوں نے اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں تم سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس نے اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی ہو اس کے پاس کوئی ایسا حکم آیا ہو جو ہم نے دیا ہو یا جس سے ہم نے منع کیا ہو اور وہ یہ کہے: مجھے نہیں معلوم! ہمیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ملا ورنہ ہم اس کی پیروی کر لیتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے ابن منکدر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2587۔ اخرجه احمد (٦/ ٨) و ابو داؤد (٢/ ٦١٠) كتاب السنة، باب: في لزوم السنة حديث (٤٦٠٥) و ابن ماجه (١/ ٦ - ٧) المقدمة، باب: تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم و التغليظ على من عارضه، حديث (١٣) و الحميدى (١/ ٢٥٢) حديث رقم (٥٥١)۔

سالم بن نضر نے اسے عبداللہ بن رافع کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
ابن عیینہ جب اس حدیث کو انفرادی طور پر نقل کرتے تھے تو یہ بیان کر دیتے تھے: محمد بن منکدر کی روایت سالم ابونضر کی روایت سے الگ ہے لیکن جب وہ ان دونوں کو اکٹھا کرتے تھے تو اسی طرح نقل کر دیتے تھے۔
حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نامی راوی نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کا نام "اسلم" ہے۔

2588 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ اللَّخْمِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متنِ حدیث: اَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيْثُ عَنِّيْ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ فَيَقُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خبردار عنقریب کسی شخص تک ہمارے حوالے سے کوئی حدیث پہنچے گی اس نے اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی گئی ہوگی اور ہو یہ کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب (فیصلہ کرنے کے لیے موجود ہے) ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی ہم اس کو حلال سمجھیں گے اور جو چیز ہمیں اس میں حرام ملے گی ہم اسے حرام قرار دیں گے (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جسے اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ اسی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

قرآن کی بنیاد پر حدیث کا انکار گمراہی ہونا

فقہی احکام و مسائل کے ماخذ چار ہیں:
(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔
صرف قرآن کو حجت تسلیم کرتے ہوئے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا گمراہی ہے۔ احادیث باب میں یہی مسئلہ واضح کیا گیا ہے کہ جس طرح قرآن حجت ہے بالکل اسی طرح سنت بھی حجت ہے۔ اگر ان کے مابین تعلق کو ختم کر دیا جائے تو قرآن پر عمل کرنا دشوار ہو جائے گا۔ مثلاً نماز پنجگانہ کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے لیکن تعداد رکعات اور ادائیگی کا طریق کار ہمیں سنت سے معلوم ہوا۔ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے لیکن اس کے تفصیلی احکام ہمیں سنت سے معلوم ہوئے ہیں۔ روزے اور حج کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے مگر ان کے فقہی احکام و مسائل کی تفصیلات ہمیں سنت سے معلوم ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حجیت حدیث کا

2588- اخرجه احمد (۱۳۲/٤) و ابن ماجه (۱/ ٦) المقدمة، باب: تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم و التغليظ على من عارضه، حديث (۱۲) و الدارمي (۱٤٤/۱) المقدمة باب: السنة قاضية على كتاب الله وزاد في اوله (ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم اشياء حتى ذكر الحمر الانسية---)۔

انکار گمراہی ہے۔ یہی حال اجماع امت اور قیاس کا ہے۔

فائدہ نافعہ: شرعی احکام و مسائل کا مدار جس طرح قرآن ہے اسی طرح سنت ہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض پیغام رساں کی نہیں ہے' بلکہ ہادی' حاکم' شارع اور مطاع کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کا انکار گمراہی و بے دینی ہے' لہٰذا حجیت حدیث کا انکار دین سے بغاوت کے مترادف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

باب 11: علم کو تحریر کرنے کا مکروہ ہونا

2589 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَأْذَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابَةِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَنَا

اسنادِ دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (احادیث) کو تحریر کرنے کی اجازت مانگی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت نہیں دی۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے' جو زید بن اسلم سے نقل کی گئی ہیں۔

ہمام نامی راوی نے اسے زید بن اسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

کتابت حدیث کی ممانعت اور اس کا جواز

حدیث باب سے کتابت حدیث کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ یہ روایت اور اس سے ملتی جلتی دیگر روایات جن سے کتابت احادیث کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ یہ سب کی سب روایات مخصوص مواقع' مخصوص احوال اور مخصوص صورتوں پر محمول ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ قرآن و سنت میں اشتباہ کی صورت بھی تھی۔ جب یہ عوارض ختم ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کتابت حدیث کی اجازت عنایت فرمائی گئی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ

باب 12: اس بارے میں اجازت کا بیان

2590 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

2589۔ اخرجه الدارمی (۱/۱۱۹) المقدمة' باب: من لم یر کتابة الحدیث۔

هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَجْلِسُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيْثَ فَيُعْجِبُنِىْ وَلَا اَحْفَظُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ لِلْخَطِّ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْقَائِمِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ الْخَلِيْلُ بْنُ مُرَّةَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا نبی اکرم ﷺ سے احادیث سنتا تھا جو اسے اچھی لگتی تھیں، مگر وہ اسے یاد نہیں رکھ سکتا تھا اس نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کی اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے کوئی بات سنتا ہوں، جو مجھے اچھی لگتی ہے، مگر میں اسے یاد نہیں رکھ سکتا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے تحریر کرنے کی (ہدایت کی)

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے خلیل بن مرہ نامی راوی "منکر الحدیث" ہے۔

2591 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ فِى الْحَدِيْثِ قَالَ اَبُوْ شَاهٍ اكْتُبُوْا لِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِاَبِىْ شَاهٍ وَّفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ مِثْلَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا (اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس

2590- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة غير الترمذى ذكره المتقى الهندى فى (الكنز) (۱۰/ ۲۴۵)، حديث (۲۹۳۰۵) وعزاه للترمذى عن ابى هريرة-

2591- اخرجه احمد (۲/ ۲۳۸)، و البخارى (۱/ ۲۴۸) كتاب العلم، باب: كتابة العلم، حديث (۱۱۲) و فى (۵/ ۱۰۴) كتاب اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة اهل مكة (۲۴۳۴) و رواه فى (۱۲/ ۲۱۳) كتاب الديات، باب: من قتل له قتيل حديث (۶۸۸۰) و مسلم (۲/ ۹۸۸) كتاب الحج، باب: تحريم مكة حديث رقم (۱۳۵۵) و ابو داؤد (۱/ ۶۱۶) كتاب المناسك، باب: تحريم مكة حديث (۲۰۱۷) و النسائى (۸/ ۳۸) كتاب القسامة، باب: هل يوخذ من قاتل العمد الدية-

حدیث کا پورا واقعہ بیان کیا ہے) تو ابوشاہ نامی صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اسے میرے لیے تحریر کرنے کا حکم دیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ احکام) ابوشاہ کو لکھ کر دیدو۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شیبان نامی راوی نے اس کو یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

2592 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيهِ وَهُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ

آثارِ صحابہ: لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي اِلَّا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا اَكْتُبُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَوَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيهِ هُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی بھی شخص مجھ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث روایت نہیں کرتا، صرف عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ایسے ہیں، کیونکہ وہ تحریر کیا کرتے تھے اور میں تحریر نہیں کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

وہب بن منبہ نے اپنے بھائی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جن کا نام ہمام بن منبہ ہے۔

شرح

کتابت احادیث کا جائز ہونا

اسلام کے ابتدائی دور میں بعض وجوہات کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت احادیث سے ممانعت کی گئی تھی۔ پھر ان عوارض کے ختم ہونے پر اس کی اجازت دی گئی تھی۔ احادیث باب سے بھی کتابت احادیث کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

سوال: پہلے باب کی روایت سے کتابت احادیث کی ممانعت اور دوسرے باب کی احادیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: (۱) پہلے باب کی راویت کا تعلق ابتدائی دور سے ہے، جو منسوخ ہے اور دوسرے باب کی روایات کا تعلق آخری دور سے ہے، جو ناسخ ہیں۔ (۲) قرآن وحدیث میں اشتباہ کی بناء پر ابتداء کتابت احادیث کی ممانعت کی گئی تھی لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔

کتابت احادیث کا آغاز دور رسالت میں ہو چکا تھا۔ پھر صحابہ کے دور میں قدرے تیزی آ گئی تھی۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں تدوین احادیث میں باقاعدہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس بارے میں چند شواہد ذیل میں پیش کیے

2592- اخرجه احمد (۲/۲۴۸) و البخاری (۱/۲۴۹) کتاب العلم' باب: کتابة العلم حدیث (۱۱۳) و عزاه المزی فی (التحفة) (۱۰/۱۴۸۰۰) للنسائی فی (الکبری) فیاتی عن المصنف فی المناقب رقم (۳۸۴۱)-

جاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حفاظت حدیث کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس بارے میں مجھے کتابت احادیث سے منع کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ہمہ وقت یکساں نہیں ہوتی اور اس پر میں نے کتابت احادیث کا سلسلہ ختم کر دیا۔ یہ واقعہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا' آپ نے فرمایا: قسم بخدا! تم لکھ لیا کرو' کیونکہ اس منہ سے حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی۔ (امام ابوداؤد' سنن ابی داؤد' ص ۵۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث مبارکہ محفوظ نہیں تھیں سوا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے' کیونکہ وہ احادیث لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری' صحیح بخاری' ج اول' ص ۲۲)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تابعین نے صحابہ سے اور تبع تابعین نے تابعین سے روایات سن کر لکھنا شروع کر دی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار چھ سو تیس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مبارکہ مروی ہیں جو کتب احادیث میں محفوظ ہیں۔

انہی ادوار میں مؤطا امام مالک' مؤطا امام محمد' کتاب الآثار' صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابی داؤد' سنن نسائی' جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کتب احادیث تصنیف کی گئیں۔ جن پر ملت اسلامیہ ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔

فائدہ نافعہ: ان تاریخی حقائق' شواہد اور دلائل سے کتابت و تدوین احادیث کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں کتب احادیث کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ

باب 13: بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کرنا

2593 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ حَسَّانَ ابْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ

2593۔ اخرجه احمد (۲/۱۵۹، ۲۰۲) و البخاری (۶/۵۷۲) كتاب الانبياء، باب: ما ذكر عن بني اسرائيل (۳۴۶۱) و الدارمي (۱/۱۳۶) المقدمة، باب: البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

السَّلُوْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◇◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری طرف سے آگے پہنچا دو! خواہ وہ ایک آیت ہو اور بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کرلیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی بات منسوب کرے تو وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اسی روایت کو ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔

یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شرح

بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کرنے کا جواز

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے جن میں سے تین سو تیرہ رسول بھی تھے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ایک تھا اور وہ دین اسلام ہے۔ تاہم شرائع مختلف تھیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم والاسلام دینا** (المائدہ:۳) آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کا انتخاب کیا ہے۔'' دین اسلام مکمل ہونے پر پہلی تمام شرائع منسوخ ہو گئی ہیں۔ تاہم پہلی شرائع سے جو احکام ومسائل شریعت محمدی میں شامل کر کے باقی رکھے گئے ہیں ان کو بیان کرنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بحث میں پڑنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ولا تصدقوا اهل الكتب ولا تكذبوهم وقولوا: امنا بالله وماانزل** (صحیح بخاری کتاب التفسیر ص۶۴۴، ۱۰۹۳) تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب تم کہو: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو کچھ اس کی طرف سے اتارا گیا (آسمانی کتب) پر بھی۔''

اہل کتاب اور دیگر شرائع سابقہ میں سے جو احکام ومسائل باقی رکھتے ہوئے قرآن وحدیث میں لیے گئے ہیں انہیں بیان کرنے یا نقل کرنے کی اجازت ہے۔ حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ سابقہ شرائع کے منسوخ شدہ احکام بیان کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اجازت۔ البتہ انبیاء کرام کے احوال وواقعات بیان کرنے کی اجازت ہے۔ تاہم کسی جھوٹی روایت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس کی وعید بیان کر دی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

باب 14: بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مانند ہوتا ہے

2594 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

2594- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة غير الترمذي و رواه ابويعلى (۷/ ۲۷۵) رقم (۴۲۹۶) و ذكره المنذري في (الترغيب) (۱/ ۱۶۳) حديث (۱۹۶) وقال: حديث بشو اهده و رواه البزار في (الكشف) (۱۹۵۱) و فيه زياده بن ابي حسان و هو متروك-

متن حدیث: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَتَحَمَّلُهُ فَدَلَّهُ عَلٰى اٰخَرَ فَحَمَلَهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ وَبُرَيْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ ﷺ سے سواری کے لیے جانور مانگے' تو نبی اکرم ﷺ کے پاس اسے دینے کے لیے کوئی جانور نہیں تھا آپ ﷺ نے اس کی رہنمائی کسی دوسرے شخص کی طرف کی' تو اس دوسرے شخص نے اسے جانور دیدیا' تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے کی مانند ہے۔

اس بارے میں حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

2595 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَال سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ اُبْدِعَ بِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ فُلَانًا فَاَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ اَوْ قَالَ عَامِلِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ اِيَاسٍ وَّاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيْهِ

◆◆ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے آپ ﷺ سے سواری کے لیے جانور مانگا' اس نے عرض کی: میرا جانور مر گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم فلاں شخص کے پاس جاؤ! وہ شخص اس شخص کے پاس آیا' تو اس شخص نے اسے سواری کے لیے جانور دے دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے' اسے اس پر عمل کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ (یہاں پر راوی کو ایک لفظ فاعل یا عامل کے بارے میں شک ہے)

2595- سیرواہ احمد (۴/۱۲۰، ۵/۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴) و مسلم (۷/۱۵ - نووی) کتاب الامارۃ: باب: فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ (۱۸۹۳) و ابوداؤد (۲/۷۵۵) کتاب الادب: باب: فی الدال علی الخیر کفاعلہ (۵۱۲۹) و البخاری فی (الادب المفرد) (۲۴۲)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعمرو شعبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔

ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تاہم اس میں روایت کے ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک نہیں ہے۔

2596 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اشْفَعُوْا وَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَّبُرَيْدٌ يُكْنٰى اَبَا بُرْدَةَ اَيْضًا هُوَ ابْنُ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَهُوَ كُوْفِيٌّ ثِقَةٌ فِى الْحَدِيْثِ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم سفارش کرو! تمہیں اجر ملے گا' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانی جو چاہے فیصلہ سنا دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

برید کی کنیت ابوبردہ ہے۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور علمِ حدیث میں ثقہ ہیں۔ شعبہ' سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

2597 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ نَّفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ اَسَنَّ الْقَتْلَ

اختلافِ روایت: وقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ سَنَّ الْقَتْلَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ قَالَ سَنَّ الْقَتْلَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' جس بھی شخص کو ظلم کے طور پر

2596۔ اخرجه احمد (٤/٤٠٠، ٤٠٩، ٤١٣) و ابوداؤد (٢/٧٥٥) كتاب الادب' باب: فى الشفاعة حديث (٥١٣١)۔

2597۔ اخرجه احمد (١/٣٨٣، ٤٣٠، ٤٣٣) ' رواه البخارى- ومسلم (٦/١١٢) كتاب القسامة' باب: بيان اثم من سن القتل حديث (١٦٧٧) و ابن ماجه (٢/٨٧٣) كتاب الديات' باب: التغليظ فى قتل مسلم ظلماً (٢٦١٦) و النسائى (٧/٨١ - ٨٢) كتاب تحريم الدم۔

قتل کیا جائے' تو آدم کا بیٹا اس کے خون میں حصہ دار ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے: اس نے ہی سب سے پہلے قتل کا آغاز کیا تھا۔
عبدالرزاق نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: قتل کا طریقہ نکالا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔
یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کا ثواب نیکی کرنے والے کی مثل ہونا

جس طرح اعمال طالحہ کی رہنمائی کرنے والے کو ان کے مرتکب کے برابر سزا ملتی ہے' کیونکہ وہ اس سلسلہ میں سبب بنا ہے۔ بالکل اسی طرح اعمال صالحہ کی رہنمائی کرنے والے کو ان اعمال کے کرنے والے کے مساوی ثواب ملتا ہے' کیونکہ وہ اس بارے میں باعث بنا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار احادیث باب نقل فرمائی ہیں۔ پہلی تین احادیث مبارکہ اعمال خیر سے متعلق ہیں اور چوتھی حدیث باب اعمال شر سے متعلق ہے۔ مثلاً جو شخص کسی کی رہنمائی کرتا ہے کہ وہ عالم دین بنے یا حافظ قرآن بنے یا نمازی بنے اور یا غازی وغیرہ بنے تو وہ ان میں سے کسی بھی عمل خیر کو اختیار کر لیتا ہے تو رہنمائی کرنے والے کو اس کے برابر اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے نوازے گا۔ اگر ایک شخص دوسرے کو چوری کرنے یا ڈاکہ زنی کرنے یا جھوٹی گواہی دینے اور یا کذب بیانی کی رہنمائی کرتا ہے پھر وہ ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب کر لیتا ہے تو رہنمائی کرنے والے کو اس کے برابر سزا ملے گی۔

فائدہ نافعہ: ذاتی مفاد و لالچ سے بالاتر ہو کر امور خیر میں کسی کی سفارش کرنا جائز ہے اور باعث اجر بھی لیکن اس کے برعکس یعنی لالچ کی بنا پر یا امور شر میں اور یا کسی کی حق تلفی کے لیے سفارش کرنا قابل مؤاخذہ و ممنوع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى فَاتُّبِعَ اَوْ اِلٰى ضَلَالَةٍ

باب 15: جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے اور اس کی پیروی کی جائے یا گمراہی کی طرف دعوت دے

2598 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ يَّتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ يَّتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے تو

2598- اخرجه مسلم (٤/٢٠٦٠) كتاب العلم' باب من سن سنة حسنة او سيئة حديث (١٦/٢٦٧٤) و ابو داؤد (٢/٦١٢) كتاب السنة' باب لزوم السنة حديث (٤٦٠٩)۔

اسے ان لوگوں کے اجر جتنا ثواب ملے گا' جو اس کی پیروی کریں گے' اور جو گمراہی کی طرف بلائے تو اسے بھی اتنا گناہ ملے گا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا' اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2599 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا فَلَهُ اَجْرُهُ وَمِثْلُ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِّنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِّنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا

◄► عبدالملک بن عمیر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بھلائی کے طریقے کا آغاز کرے اور اس بارے میں اس کی پیروی کی جائے' تو اس شخص کو اس کا اجر ملے گا' اور بھلائی کی پیروی کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا' اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص برے طریقے کا آغاز کرے' اس کی پیروی کی جائے' تو اس شخص کو اپنا گناہ ہوگا' اور ان تمام لوگوں کے گناہ جتنا گناہ ہوگا' جو اس کی پیروی کریں گے' اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت منذر بن جریر کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

یہی روایت عبیداللہ بن جریر کے حوالے سے' ان کے والد حوالے سے بھی نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

ہدایت کی رہنمائی کرنے کا اجر اور گمراہی کی رہنمائی کرنے کی سزا

احادیث باب میں گزشتہ باب کا مضمون بیان کیا گیا ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ گزشتہ باب کا مضمون خاص تھا یعنی عمل

2599۔ اخرجه احمد (۴/۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹) و مسلم (۴/۱۱۱ - نووی) كتاب الزكاة، باب: الحث على الصدقة (۷۰ /۱۷ - ۱) و النسائی (۵/۷۵) كتاب الزكاة: باب: التحريض على الصدقة، و ابن ماجه (۱/۷۴) المقدمة، باب: من سن سنة حسنة او سيئة (۲۰۳)۔

خیر سے متعلق تھا اور موجودہ باب کا مضمون عام ہے جو عمل خیر اور عمل شر دونوں سے متعلق ہے۔ احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کی کسی عمل خیر میں رہنمائی کرتا ہے مثلاً انہیں نمازی بننے کی ہدایت وتلقین کرتا ہے اور وہ نمازی بن جاتے ہیں تو ان سب کے برابر رہنمائی کرنے والے کو ثواب عطا کیا جائے گا مگر لوگوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ اسی طرح کوئی شخص عمل شر کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے مثلاً انہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ اس مذموم عمل کو اختیار کر لیتے ہیں ان سب کے برابر بے ادبی کی سزا رہنمائی کرنے والے کو ملے گی اور ان کی سزا میں کمی واقع نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ

باب 16: سنت کو اختیار کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا

2600 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ

متنِ حدیث: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

توضیحِ راوی: وَالْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ يُكْنٰى اَبَا نَجِيحٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ حُجْرِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ہمیں بلیغ وعظ کیا' اس کے نتیجے میں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرز گئے' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ تو الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے آپ ہمیں کیا تلقین کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور (حاکم وقت کی) اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی تلقین کرتا ہوں' اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہو' کیونکہ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا' وہ بہت جلد بہت زیادہ

2600- رواه احمد (١٣٦/٤)- و ابوداؤد (٦١١/٢) كتاب السنة' باب: فى لزوم السنة (٤٦٠٧) و ابن ماجه (١٦/١) المقدمة' باب: اتباع سنة الخلفاء الراشدين (٤٢) و الدارمى (٤٤/١) المقدمة' باب: اتباع السنة-

اختلاف دیکھے گا' اور تم لوگ نئے پیدا ہونے والے امور سے بچنا' کیونکہ وہ گمراہی ہوں گے' تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پالے' تو وہ میری سنت اور ہدایت یافتہ' ہدایت کا مرکز خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑے اور اس کو مضبوطی سے تھام لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ثور بن یزید نے اس روایت کو خالد بن معدان' عبد الرحمٰن بن عمرو' حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابونجیح ہے۔

یہی روایت حجر بن حجر سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے' اسی کی مانند کی گئی ہے۔

2601 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ اعْلَمْ قَالَ مَا اَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اعْلَمْ يَا بِلَالُ قَالَ مَا اَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِي قَدْ اُمِيتَتْ بَعْدِي فَاِنَّ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْئًا وَّمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَّا تُرْضِي اللّٰهَ وَرَسُولَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ هُوَ مَصِيصِيٌّ شَامِيٌّ وَّكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ

◆◆ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال بن حارث سے فرمایا: یہ بات جان لو! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں کیا بات جان لوں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری سنت کو اس وقت زندہ کرے' جب وہ ختم ہو چکی ہو' تو اس شخص کو اس سنت پر عمل کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا حالانکہ ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص گمراہی والی کسی بدعت کا آغاز کرے' جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہ ہوں' تو اس شخص کو ان تمام لوگوں جتنا گناہ ہوگا' جو اس پر عمل کریں گے' اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

محمد بن عیینہ نامی راوی مصیصی شامی ہیں۔

کثیر بن عبد اللہ نامی راوی کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزنی ہیں۔

2602 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْاَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

2601- اخرجه ابن ماجه (۱/۷٦) المقدمة، باب: من احيا سنة قد اميتت حديث: (۲۰۹) (۲۱۰) و عبد بن حميد كمافي (المنتخب) رقم (۲۸۹)۔

متن حدیث: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِیْ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحْيَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ وَفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ ثِقَةٌ وَّاَبُوْهُ ثِقَةٌ وَّعَلِیُّ بْنُ زَيْدٍ صَدُوْقٌ اِلَّا اَنَّهٗ رُبَّمَا يَرْفَعُ الشَّیْءَ الَّذِیْ يُوْقِفُهٗ غَيْرُهٗ

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ زَيْدٍ وَّكَانَ رَفَّاعًا وَّلَا نَعْرِفُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَنَسٍ رِوَايَةً اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ وَقَدْ رَوٰى عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَذَاكَرْتُ بِهٖ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَمْ يُعْرَفْ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَّلَا غَيْرُهٗ وَمَاتَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّتِسْعِيْنَ وَمَاتَ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ بَعْدَهٗ بِسَنَتَيْنِ مَاتَ سَنَةَ خَمْسٍ وَّتِسْعِيْنَ

◆◆ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم ایسا کر سکتے ہو' تو ایسا ضرور کرو صبح کے وقت یا شام کے وقت (یعنی کسی بھی وقت) تمہارے دل میں کسی کے لیے دھوکہ نہ ہو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے' اور جو شخص میری سنت کو زندہ رکھے گا' اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی' وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

محمد بن عبداللہ نامی راوی ثقہ ہیں اور ان کے والد بھی ثقہ ہیں' جبکہ علی بن زید ''صدوق'' ہیں' تاہم وہ بعض اوقات کسی ایسی روایت کو ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کر دیتے ہیں جس کو دیگر راویوں نے ''موقوف'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہوتا ہے۔

میں نے محمد بن بشار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابوالولید ارشاد فرماتے ہیں: شعبہ نے یہ بات بیان کی ہے: علی بن زید نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے' یہ صاحب بہت زیادہ ''مرفوع'' روایت نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: سعید بن مسیب کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں' جو طویل نقل ہے۔

عباد منقری نے اس روایت کو علی بن زید کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں سعید مسیب کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس بارے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو کی' تو انہیں سعید بن

2602- لم يخرجه من اصحاب الستة غير الترمذی ذكره المنذری فی (الترغيب) (۳/۵۲۷) حديث (۴۲۵۹) و قال: ضعيف و رواه الترمذی (۲۶۷۸) و فيه زيد بن علی ابن جدعان وهو ضعيف۔

مسیب کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کرنے کا علم نہیں تھا، بلکہ اس کے علاوہ کسی اور سے بھی نقل کرنے کا علم نہیں تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال 93ھ ہجری میں ہوا' جبکہ سعید بن مسیب کا انتقال دو سال بعد 95 ہجری میں ہوا۔

شرح

سنت کو اپنانا اور بدعت سے اجتناب کرنا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے چار اہم امور کے حوالے سے عہد لیا ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اللہ تعالیٰ سے ڈرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ارتکاب معصیت کے وقت اس کے انجام کو پیش نظر رکھتے ہوئے' اس کو عملی جامہ پہنانے سے احتراز کرنا۔ مؤمن اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ محبت کی وجہ سے ڈرتا ہے۔ اس کے برعکس کافر اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے ڈرتا ہے' کیونکہ اس کی گرفت بہت سخت ہے' جس سے دشمن بچ نہیں سکے گا۔

۲- ارباب حکومت کے خلاف بغاوت نہ کرنا: امت سے دوسرا عہد یہ لیا گیا ہے کہ جب کوئی صاحب اقتدار بن جائے تو شرعی انداز میں اس کے ساتھ معاونت کی جائے لیکن اس کے اور اس کے وزراء کے خلاف بغاوت نہ کی جائے' خواہ صاحب اقتدار معمولی شخص ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب حکومت کو اولوالامر قرار دے کر ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳- بدعات سے اجتناب کرنا: اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے' جس میں عقائد سے لے کر عبادات تک' معاملات سے لے کر حدود تک کے احکام بیان کرنے کے علاوہ ارباب اقتدار سے لے کر رعایا تک سب کے حقوق و فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام کے دین کامل ہونے کے حوالے سے یوں ارشاد ربانی ہے: الیوم اکملت لکم دینکم' یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔'' یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ علاوہ ازیں بدعات کو ترک کرنے کا بھی درس دیا گیا ہے۔

۴- جب بدعات کا عام رواج ہو جائے تو ایسے زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اپنایا جائے' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہیں اور آپ کے خلفاء ہدایت یافتہ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق انہیں اہل جنت قرار دیا گیا ہے اور ان کا طریقہ اختیار کرنے کا درس زبان نبوت سے دیا گیا ہے۔

بَابُ فِي الْاِنْتِهَاءِ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 17: نبی اکرم ﷺ نے جس بات سے منع کیا ہو اس سے باز آ جانا

2603 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُتْرُكُوْنِىْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوْا عَنِّىْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ

2603- اخرجه احمد (۲/ ۳۵۵، ۴۹۵) و مسلم (۸/ ۱۲۰- نووی) کتاب الفضائل' باب: توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم و ترك اکثار سوالہ حدیث (۱۳۱)- و ابن ماجه (۱/ ۲) المقدمة' باب: اتباع السنة حدیث (۱)-

وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو چیز میں تمہارے لیے ترک کردوں (یعنی بیان نہ کروں) اس بارے میں مجھے چھوڑ دو' اور جب میں تم سے کوئی بات بیان کردوں' تو اسے مجھ سے حاصل کرلو' کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت سوالات کرنے اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

منہیات سے احتراز کرنا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ آپ جس چیز کو پسند فرمائیں' اسے حلال قرار دے دیں اور جس چیز کو ناپسند کریں اسے حرام قرار دے دیں۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشیاء کو حلال کرسکتے ہیں اور حرام بھی۔

حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت کے دو اسباب بیان کر کے ان سے احتراز و اجتناب کرنے کا درس دیا ہے۔ وہ دو اسباب یہ ہیں:

(۱) انبیاء کرام سے بکثرت سوالات کرنا۔ ان سوالات سے مراد فضول و لایعنی اور بطور امتحان و آزمائش سوالات کی ممانعت ہے ورنہ حصول علم اور احکام دین معلوم کرنے کے لیے سوالات کرنے کی ممانعت نہیں ہے' کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی احکام دین کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے۔

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت کرنا: نبی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام کسی تبدیلی کے بغیر اپنی قوم تک پہنچاتا ہے۔ اس کی مخالفت حرام ہے' کیونکہ اس کی مخالفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت ہے۔ نبی علیہ السلام کی مخالفت ہلاکت کا سبب ہے' کیونکہ سابقہ اقوام میں سے جنہوں نے اپنے نبی کی مخالفت کی وہ ہلاک ہو گئے' لہٰذا مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت کرنے کی ہرگز جرأت نہیں کرسکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ

باب 18: مدینہ منورہ کے عالم کا تذکرہ

2604 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَاِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً

متنِ حدیث: يُوْشِكُ اَنْ يَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ

2604- اخرجه احمد (۲/۲۹۹) و النسائي في (الكبرى) كما في (تحفة الاشراف) (۹/۴۴۵) رقم (۱۲۸۷۷) و الحميدي (۲/۴۸۵) رقم (۱۱۴۷)-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ قَالَ فِىْ هٰذَا سُئِلَ مَنْ عَالِمُ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ هُوَ الْعُمَرِىُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالْعُمَرِىُّ هُوَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ وَّلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:) عنقریب لوگ علم کی تلاش میں (زیادہ) سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن انہیں کوئی ایک شخص بھی مدینہ کے عالم سے زیادہ علم والا نہیں ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

ابن عیینہ کی ایک روایت کے مطابق وہ یہ فرماتے ہیں: یہاں مدینہ منورہ کے عالم سے مراد امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اسحٰق بن موسیٰ یہ کہتے ہیں: میں نے ابن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اس سے مراد (مشہور بزرگ) عمری ہیں جو (عابد وزاہد ہے)۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ان کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ تھا۔

میں نے یحییٰ بن موسیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے مراد امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عمری'' نامی بزرگ عبدالعزیز بن عبداللہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ہیں۔

شرح

مدینہ طیبہ کے ممتاز عالم دین کا تذکرہ

بقدر ضرورت علم دین کا حصول فرض عین مگر مکمل علوم اسلامیہ کا حصول فرض کفایہ ہے۔ اس بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: طلب العلم فريضة على كل مسلم ۔ ''علم دین کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' ایک روایت کے الفاظ ہیں: اطلبوا العلم ولو بالصّين ۔ ''تم علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔'' یعنی خواہ حصول علم کے لیے دور دراز کا سفر طے کرنا پڑے پھر بھی تم حصول علم کی کوشش میں لگے رہو۔

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی مذکور ہے کہ لوگ جانوروں یعنی اونٹ وغیرہ پر سوار ہو کر حصول علم کے لیے سفر کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اس دور میں مدینہ طیبہ سے بڑھ کر کوئی ممتاز عالم دین دستیاب نہ ہوگا۔

سوال: حدیث باب میں مدینہ طیبہ کے جس ممتاز عالم دین کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا مصداق کون سی ہستی ہے؟

جواب: (۱) ممتاز محدث حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو احادیث مبارکہ پر مشتمل پہلی کتاب ''مؤطا'' کے مصنف اور ممتاز عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(۲) عمری زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ: یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے ان کا پورا نام یوں ہے: عبدالعزیز

بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ بزرگ بھی مدینہ طیبہ کے ممتاز عالم دین اور عظیم محدث تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ

باب 19: علم کی عبادت پر فضیلت

2605 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فَقِيْهٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عالم شیطان کے لیے ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو اسی سند کے حوالے سے یعنی ولید بن مسلم سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

2606 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ كَثِيْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَبِى الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا اَقْدَمَكَ يَا اَخِى فَقَالَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لَا قَالَ اَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ قَالَ لَا قَالَ مَا جِئْتُ اِلَّا فِىْ طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّبْتَغِىْ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِى الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ بِهٖ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِىْ بِمُتَّصِلٍ هٰكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

2605- اخرجه ابن ماجه (۸۱/۱) المقدمة، باب: فضل العلماء حديث (۲۲۳)-

2606- اخرجه احمد (۱۹۶/۵) و ابوداؤد (۳۴۱/۲): كتاب العلم، باب: الحث على طلب العلم (۳۶۴۱) و ابن ماجه (۱ /۸۱) المقدمة، باب: فضل العلماء و الحث على طلب العلم (۲۲۳) و الدارمى (۹۸/۱) المقدمة، باب: فى فضل العلم و العالم-

رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيْلٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ خِدَاشٍ

قولِ امام بخاری: وَّرَاٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ هٰذَا اَصَحُّ

قیس بن کثیر بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ سے ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت دمشق میں تھے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' اے میرے بھائی! تم کیوں آئے ہو؟ اس نے عرض کی: ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے: آپ اسے نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا گیا: کیا تم کسی دوسرے کام سے بھی آئے ہو اس نے عرض کی: نہیں! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم تجارت کی غرض سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! میں یہاں صرف اس حدیث کی غرض سے آیا ہوں' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی ایسے راستے پر چلے جس پر وہ علم کے حصول کے لیے جائے' تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے' اسے جنت کے راستے پر چلائے گا' اور بے شک فرشتے علم کے طلبگار سے راضی ہو کر' اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں۔ بے شک عالم شخص کے لیے آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور عالم شخص کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے' جو چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے' بے شک علماء' انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء وراثت میں دینار یا درہم نہیں چھوڑتے' وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں' تو جو شخص اسے حاصل کر لے۔ اس نے ایک بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہم اس روایت کو صرف عاصم کی روایت سے جانتے ہیں۔ میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔ اسی روایت کو محمود بن خداش کے حوالے سے' بھی نقل کیا گیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے' تاہم محمود بن خداش سے منقول ہے۔ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

علم کا عبادت سے افضل ہونا

پہلی حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ عالم باعمل شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ اس کے زیادہ بھاری ہونے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱- عالم دین اپنے علم وفضل اور عمل کی برکت سے شیطان سے دھوکا نہیں کھا سکتا لیکن اس کے برعکس عابد وزاہد خواہ کتنا ہی صاحب تقویٰ ہو وہ آسانی سے شیطانی فریب میں آ سکتا ہے۔

۲- عالم دین کا عمل یعنی درس وتدریس' تصنیف وتالیف اور وعظ وتبلیغ پوری قوم کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں عابد کا عمل یعنی عبادت وریاضت اور وظائف واوراد محض اپنی ذات کے لیے ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث باب میں طلباء دین کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ علماء دین بننے کے بعد ان کے مرتبہ ومقام

میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث فضائل طلباء علم دین کا عظیم الشان گلدستہ ہے۔ طلباء کے لیے زمین و آسمان کے درمیان پرواز کرنے والے فرشتوں کا اپنے نورانی پر بچھانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ طلباء علم دین کو دیکھ کر ان کے ادب و تعظیم کی خاطر اپنی پرواز ختم کر دیتے ہیں۔ فرشتوں کا یہ عمل بالکل اسی طرح ہے، جس طرح مؤدب طلباء عالم دین کو دیکھ کر اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے گزر جانے پر طلباء اپنی راہ لیتے ہیں۔

طلباءِ علم دین کا سفر درحقیقت جنت کا سفر ہوتا ہے، کیونکہ وہ رضاءِ الٰہی کے لیے یہ سفر اختیار کرتے ہیں۔ فرشتے ان کا احترام کرتے ہیں، کائنات کی ہر چیز ان کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے اور دوران حصول علم وفات پا جانے کی صورت میں انہیں شہید کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ عالم دین بننے پر ان کے درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ انہیں نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ورثاء انبیاء بھی قرار پاتے ہیں۔

2607 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنِ ابْنِ اَشْوَعَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُعْفِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ يَزِيْدُ بْنُ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَخَافُ اَنْ يُّنْسِيَنِيْ اَوَّلَهٗ اٰخِرُهٗ فَحَدِّثْنِيْ بِكَلِمَةٍ تَكُوْنُ جِمَاعًا قَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا تَعْلَمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ وَّهُوَ عِنْدِيْ مُرْسَلٌ

توضیحِ راوی: وَّلَمْ يُدْرِكْ عِنْدِيْ ابْنُ اَشْوَعَ يَزِيْدَ بْنَ سَلَمَةَ وَابْنُ اَشْوَعَ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ اَشْوَعَ

◆◆ حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یزید بن سلمہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے: میں ان کا ابتدائی یا آخری حصہ بھلا نہ دوں، آپ ﷺ مجھے ایسا کلمہ بتائیں، جو جامع ہو، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے علم کے مطابق اللہ سے ڈرتے رہو۔

اس حدیث کی سند بھی متصل نہیں ہے، میرے خیال میں یہ "مرسل" روایت ہے، کیونکہ میرے نزدیک ابن اشوع نامی راوی نے حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

ابن اشوع نامی راوی کا نام سعید بن اشوع ہے۔

شرح

عالم دین کے لیے ایک قابل عمل نصیحت

حدیث باب کے راوی حضرت یزید بن سلمہ جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جو اجلہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ ان سے یہی ایک حدیث مروی ہے۔ وہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے زیادہ باتیں یاد نہیں رہتیں، آپ مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیے کہ وہ تمام چیزوں کی جڑ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اتق اللہ فیما تعلم۔ یعنی جن باتوں کو تم جانتے ہو ان پر عمل کرو، مامورات کو ترک نہ کرو اور ممنوعات کا ارتکاب نہ کرو۔

2607۔ اخرجه عبد بن حميد كما فى (المنتخب) رقم (٤٣٦) و لم يخرجه من الستة غير الترمذى۔

خواہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمائی تھی لیکن اس کا حکم عام ہے کہ ہر عالم دین اس نسخہ پر عمل کرے تو وہ پورے دین اسلام پر عمل پیرا ہوگا' کیونکہ اس ارشاد عالیہ میں عقائد و افکار' اعمال و عبادات اور معاملات وغیرہ آ چکے ہیں۔

2608 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ اَيُّوْبَ الْعَامِرِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَّلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَّلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ حَدِيْثِ عَوْفٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هٰذَا الشَّيْخِ خَلَفِ بْنِ اَيُّوْبَ الْعَامِرِيِّ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا يَّرْوِيْ عَنْهُ غَيْرَ اَبِيْ كُرَيْبٍ مُّحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ وَلَا اَدْرِيْ كَيْفَ هُوَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو خصوصیات منافق میں اکٹھی نہیں ہو سکتی' اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو عوف بن مالک سے منقول ہونے کے طور پر' صرف اسی شیخ یعنی خلف بن ایوب عامری کی روایت کے طور پر جانتے ہیں اور میرے علم کے مطابق ان سے محمد بن علاء کے علاوہ کسی اور نے اسے نقل نہیں کیا ہے اب یہ مجھے معلوم نہیں: وہ کیسے ہیں؟

شرح

عالم دین میں دو اوصاف کا موجود ہونا

کوئی منافق دو اوصاف کا جامع نہیں ہو سکتا:

(۱) حسن سیرت (۲) دین کی فقاہت۔

اس کے برعکس عالم دین ان دونوں اوصاف کا جامع ہوتا ہے' کیونکہ یہ دونوں اوصاف' صاحب علم کی شایان شان ہیں اور اس کی زینت و زیور بھی۔ جب یہ دونوں اوصاف عالم دین میں ہوں گے تو لوگ ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کے پاس آئیں گے اور علمی و فقہی استفادہ کریں ورنہ اس سعادت سے محروم رہیں گے۔

2609 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ

2608- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة غير المصنف' ذكره المتقي الهندي في (الكنز) (۱۰/۱۵۲) حديث (۲۸۷۷۷) و عزاه للترمذي عن ابي هريرة-

2609- انفرد به المصنف دون بقية الستة' ذكره الهيثمي في (المجمع) (۱/۱۲۹) و قال رواه الطبراني في (الكبير) و فيه القاسم ابو عبد الرحمن و ثقه البخاري و ضعفه احمد-

متن حدیث: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُوْلُ عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعٰى كَبِيْرًا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوَاتِ

◆◆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا' جن میں سے ایک عبادت گزار تھا' دوسرا عالم تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عالم شخص کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے' جو مجھے تم میں سے ادنیٰ شخص پر حاصل ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان میں رہنے والے اور زمینوں میں رہنے والی (تمام مخلوق)' یہاں تک کہ بل میں رہنے والی چیونٹی اور (سمندر میں موجود) مچھلی تک' لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

میں نے ابوعمار حسین بن حریث خزاعی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے فضیل بن عیاض کو یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے: ایسا عالم جو (اپنے علم) پر عمل بھی کرتا ہو' اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہو' اسے آسمانوں میں بڑا آدمی (کہہ کر) بلایا جاتا ہے۔

شرح

عالم کو عابد پر برتری حاصل ہونا

عالم دین اور عابد دونوں ہی قابل احترام ہیں مگر دونوں میں سے عالم دین کو فضیلت و برتری حاصل ہوتی ہے۔ اس برتری کی وجہ یہ ہے کہ عابد فقط اپنی ذات کے لیے عبادت و ریاضت کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس عالم دین کے درس و تدریس' تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ سے پوری قوم کو فائدہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نسل در نسل آنے والے لوگوں کو بھی اس کے علمی فیضان سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ عالم دین کو عابد پر برتری کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں سمندر کے پانی میں اس کی مغفرت و بخشش کے لیے دعا کرتی ہیں۔

2610 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

2610۔ انفرد به المصنف دون بقية الستة' ذكره المتقي الهندي في (الكنز) (۱/۱۴۶)' حديث (۸۲۱) و عزاه للترمذي عن ابي سعيد و اخرجه ابن حبان في (صحيحه) (۹۰۳)۔

الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَنْ يَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَّسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مؤمن بھلائی کی باتیں سن کر (یعنی کے علم حاصل کرکے) کبھی سیر نہیں ہوتا' یہاں تک کہ اس کا انجام جنت ہے یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

مؤمن کا خیر سے شکم سیر نہ ہونا

ایک مشہور روایت کے مطابق دو آدمی سیر نہیں ہوتے:

(۱) طالب دنیا: جو شخص طالب دنیا ہو' وہ سیر نہیں ہوتا۔ اگر اس کا ایک مکان ہے تو دوسرے مکان کی تمنا کرے گا' اگر ملک کا سربراہ ہو' تو دوسرے ملک کی آرزو کرے گا اور اگر وہ وزیر ہو' تو وزیر اعظم یا سربراہ مملکت بننے کی کوشش کرے گا۔ الغرض وہ تاحیات سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

(۲) طالب دین: طالب دنیا کی طرح طالب دین بھی تاحیات سیر نہیں ہوتا۔ وہ متعلم ہو' تو معلم بننے کی کوشش کرے گا' معلم ہو' تو مصنف بننے کی تمنا کرے گا' مصنف ہو' تو وہ مبلغ و مقرر بننے کی آرزو کرے گا۔ الحاصل طالب دین مذہبی و دینی خدمات انجام دینے کے لیے ترقی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا حتیٰ کہ وہ رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ جائے۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ مؤمن جنت میں پہنچنے تک دنیوی زندگی میں علمی و ادبی امور میں ترقی کرتا ہوا شکم سیر نہیں ہوتا۔

2611 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْكِنْدِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَدَنِیُّ الْمَخْزُوْمِیُّ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حکمت کی بات مؤمن کی گمشدہ چیز ہے' وہ جہاں اسے پاتا ہے تو وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے' جانتے ہیں' ابراہیم بن فضل مخزومی نامی راوی اپنے حافظے کے حوالے سے' علم حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

2611- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۹۵) كتاب الزهد: باب: الحكمة، حديث (٤١٦٩)-

شرح

علمی بات جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کرنا

جس طرح مؤمن کا گمشدہ جانور جہاں سے بھی دستیاب ہو وہ اسے حاصل کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اسی طرح علم و حکمت کی بات مسلمان کا گمشدہ خزانہ ہے وہ جہاں سے بھی ملے وہ اسے حاصل کرنے میں دیر نہیں لگاتا۔ ایک مشہور حدیث: اطلبوا العلم ولو بالصین (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۴) ''تم علم حاصل کرو، خواہ چین جانا پڑے۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: علیکم بالعلم فان العلم خلیل المومن (امام علاء الدین علی متقی، کنز العمال ج ۱۰، ص ۸۸) ''تم حصول علم کا التزام کرو، کیونکہ علم مؤمن کا دوست (غمخوار) ہے۔''

علم ایک لازوال دولت ہے، یہ جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں حصول علم کا اس قدر ذوق تھا کہ وہ اس ذوق کی تکمیل کے لیے پیدل یا سواری پر دور دراز کا سفر طے کیا کرتے تھے۔ پھر جس سے یہ دولت حاصل کرنی ہو اس کا واقف و ہم خیال ہونا بھی ضروری نہیں ہے، بلکہ جہاں سے بھی اور جس سے بھی یہ روایت حاصل ہو سکتی ہو، وصول کر لینی چاہیے۔ اس بارے میں مشہور مقولہ ہے: انظر الی ماقال ولا تنظر الی من قال ۔ ''تم اس بات کو دیکھو جو کہی گئی ہو اور تم کہنے والے کو مت دیکھو۔''

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کا مفہوم یوں واضح کرتے ہیں:

مرد باید که پند گیرد   ورنوشته باشد بر دیوار

یعنی عقلمند شخص اس نصیحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ دیوار پر لکھی ہوئی ہو، کیونکہ وہ ہمہ وقت علم و حکمت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔



كِتَابُ الْاِسْتِيذَانِ وَالْاَدَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اجازت لینے اور دیگر آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

اجازت طلبی کے احکام ومسائل

۱-اجازت طلبی اور قرآن

اسلام دین کامل ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی ملتی ہے۔ کسی کے گھر میں اجازت طلبی کے بغیر داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النور:۲۷) ''اے ایمان والو! تم دوسرے لوگوں کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کرو اور اہل خانہ کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کرلو۔''

دوسرے مقام پر یہی مضمون قدرے تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے:

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے قبل اور جب تم نے اپنے کپڑے اتار رکھے ہوں دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے بعد تم پر کچھ گناہ نہیں نہ ان پر آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔ اللہ تعالیٰ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں۔ اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے اور تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جس طرح ان سے اگلوں نے اذن مانگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یونہی بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (النور:۵۹'۵۸)

۲-اجازت طلبی کا مسنون طریقہ

کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اہل خانہ پر سلام پیش کیا جائے پھر اجازت طلب کی جائے۔ چنانچہ قبیلہ بنو عامر کا ایک آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کاشانہ نبوت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس شخص کو اجازت طلبی کا طریقہ نہیں آتا لہٰذا باہر جا کر اسے اس کا طریقہ سکھاؤ کہ وہ یوں اجازت طلبی کرے: السلام علیکم اادخل؟ تم پر سلامتی ہو کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن لی اور سمجھ بھی لی۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طریقہ کے مطابق اجازت طلب کی۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۵۱۷۷)

کسی کے گھر میں اجازت طلبی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سلام کو اجازت سے مقدم رکھا جائے۔ چنانچہ اس حوالے سے ایک

مستدروایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت طلبی کے وقت جو شخص پہلے "سلام" نہ کہے تو اسے اندر آنے کی ہرگز اجازت نہ دو۔ (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۴۶۷۶)

اجازت طلبی کے حکم کی وجوہات

اجازت طلبی کے حکم کی دو وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- انسان بعض اوقات کسی ضرورت کے تحت برہنہ حالت میں ہوتا ہے اور کبھی گھر کی چار دیواری میں اکیلا بے تکلف صورت میں ہوتا ہے پھر اچانک کوئی شخص گھر میں گھس آئے تو ستر پر اس کی نظر پڑے گی جو صاحب خانہ کے لیے ندامت و پریشانی کا باعث ہوگا۔ ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اپنی والدہ کے پاس جانے کے لیے بھی مجھے اجازت لینا ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! تم اجازت طلب کرو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہوں؟ فرمایا: پھر بھی اجازت لینا ہوگی۔ عرض کیا: میں ان کا خادم ہوں؟ آپ نے جواب دیا: بہرصورت تم اجازت لو' کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ اپنی والدہ کو برہنہ حالت میں دیکھو؟ عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: تم اجازت لو' کیونکہ ممکن ہے کہ وہ گھر میں برہنہ بیٹھی ہوں اور تمہاری ان کے ستر پر نظر پڑ جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۴۶۷۴)

۲- اگر کوئی شخص اپنے گھر میں ایسا کام کر رہا ہو کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہو کہ دوسرا آدمی اس سے واقف ہو پھر کوئی شخص اجازت کے بغیر داخل ہو کر اس کے عمل سے واقف ہوگا تو ذہنی طور پر اس پر گراں گزرے گا' لہٰذا اجازت طلبی ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس وقت جھانکا جبکہ آپ باریک سینگی سے اپنا سر اقدس کھجلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے علم ہو جاتا کہ تو ہمارے گھر میں جھانک رہا ہے تو میں سینگی کے ساتھ تیری آنکھ پھوڑ دیتا' کیونکہ آنکھ کے سبب اجازت طلبی کا حکم دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری' رقم الحدیث ۶۲۴۱)

فائدہ نافعہ: جب گھر میں بیوی موجود ہو' تو شوہر کے لیے اجازت طلبی مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں کھنکار کر داخل ہوتے تھے تاکہ اپنی زوجہ کو اس حالت میں ملاحظہ نہ کریں جو انہیں ناپسند ہو۔

اجازت طلبی کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام

گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں' ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اجنبی شخص

چونکہ اجنبی شخص سے عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ تعلق و واسطہ نہیں پڑتا' لہٰذا دخول بیت کے لیے اس کا صراحتاً اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ان کے اخیافی بھائی حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ہرنی کا دودھ اور چھوٹی ککڑی دیکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ معظمہ کے بالائی حصہ میں قیام پذیر تھے۔ چنانچہ وہ سلام عرض کیے بغیر اور اجازت طلبی کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور یوں اجازت طلب کر کے اندر آؤ: السلام علیکم ااد خل؟ تم پر سلامتی ہو' کیا میں گھر میں داخل ہو سکتا ہوں؟ (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۴۶۷۱) اس روایت میں

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت طلبی کا یہ درس پوری امت کے لیے ہے۔

فائدہ نافعہ: کوئی شخص ملاقات کے لیے کسی کے گھر جاتا ہے تو وہ تین بار دروازہ کھٹکھٹائے یا گھنٹی بجائے تو جواب نہ ملنے پر وہ واپس پلٹ جائے' کیونکہ تین بار دخول دار کی اجازت لینے پر خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ صاحب دار ایسی حالت میں ہے کہ جواب نہیں دے سکتا یعنی وہ حالت نماز میں ہے یا بیت الخلاء میں ہے یا غسل کرنے میں مصروف ہے یا شدید علیل ہے یا وہ سویا ہوا ہے اور یا وہ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔

۲- غیر محرم آدمی

ایسا غیر محرم شخص جس کے ساتھ معاشرتی تعلقات اور ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا ہے' کی اجازت طلبی کا حکم پہلے شخص سے قدرے کم درجہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذنك علی ان یرفع الحجاب وان تستمع سوادی حتی انهاك۔ "تمہارے لیے اندر آنے کی اجازت یہ ہے کہ دروازہ کھول دیا گیا ہو اور تم میری گفتگو سماعت کر رہے ہو حتیٰ کہ میں تمہیں (اندر آنے سے) منع کر دوں۔"

۳- غلام ونابالغ بچہ

ایسے غلام اور نابالغ بچے جن سے حجاب واجب نہیں ہے' ان کے لیے دخول بیت کے وقت اجازت طلبی ضروری نہیں ہے۔ البتہ تین اوقات میں ان کے لیے بھی اجازت طلبی ضروری ہے:

(۱) فجر کی نماز سے قبل

(۲) دوپہر کے وقت

(۳) نماز عشاء کے بعد۔

تین اوقات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ خدام اور بچوں کی آمد ورفت ان اوقات میں جاری رہتی ہے۔ اوقات ثلاثہ سے حصر مقصود نہیں ہے' بلکہ کوئی بچہ یا غلام نصف رات کے وقت بھی بغیر اجازت کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔

فائدہ نافعہ: جو آدمی کسی ممتاز شخصیت یا قاصد وغیرہ کے ساتھ کسی کے گھر داخل ہو تو اسے نئے سرے سے اجازت طلبی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے' بلکہ وہ تابع کی حیثیت سے گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرے' تو وہ دروازے کے سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ اس کے دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ معمول تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے کے سامنے جاتے تو سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں تشریف فرما ہوتے اور یوں فرماتے: السلام علیکم' السلام علیکم (مشکوٰۃ المصابیح' رقم الحدیث ۴۶۷۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِفْشَاءِ السَّلَامِ

باب 1: سلام کو پھیلانا

2612 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَمْرٍ اِذَا اَنْتُمْ فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کامل مؤمن نہ ہو جاؤ۔ تم اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو گے' جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہاری ایسی بات کی رہنمائی کروں؟ جب تم اسے کر لو گے' تو تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ!

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، شریح بن ہانی کی ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت براء رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

افشاء سلام کی اہمیت

اسلام تہذیب پسند مذہب ہے' یہ لوگوں کو مہذب بننے کا درس دیتا ہے' کیونکہ اس سے مسلمانوں میں محبت پھیلتی ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ تم باہم ''سلام'' کہنے کو ترویج دو۔ اس سے گلشن محبت مہک اٹھتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے: جب صاحب تقویٰ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو محافظ فرشتے ان سے یوں کہیں گے: السلام علیکم یعنی تم پر سلامتی ہو' تم لوگ مزے کی زندگی گزارو اور تم ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' (الزمر: ۷۳)

فائدہ نافعہ: مسلمان کو پیشگی سلام پیش کیا جا سکتا ہے لیکن غیر مسلم کو نہ کیا جائے' کیونکہ اس کی شرط مسلمان ہونا عائد کی گئی ہے۔ جو پیشگی سلام کرتا ہے' اسے بیس نیکیاں اور جواب دینے والے کو دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ غیر مسلم کو پیشگی سلام کہنے کی اجازت نہیں ہے اور غیر مسلم کے سلام کہنے پر ''وعلیکم'' کے الفاظ سے جواب دیا جائے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِیْ فَضْلِ السَّلَامِ

باب 2: سلام کی فضیلت کا بیان

2612۔ اخرجه احمد (۲/ ۳۹۱، ۴۴۲، ۴۷۷، ۴۹۵، ۵۱۲) و مسلم (۱/ ۳۱۱ - نووی) کتاب الایمان' باب: بیان انه لا یدخل الجنة الا المومنون' حدیث: (۹۳/ ۵۴)' و ابو داؤد (۲/ ۷۷۱) کتاب الادب' ابواب السلام حدیث (۵۱۹۳) و ابن ماجه (۱/ ۲۶) المقدمة' باب: فی الایمان' حدیث (۶۸) و فی (۲/ ۱۲۱۷) کتاب الادب باب: افشاء السلام (۳۶۹۲)۔

2613 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيْرِيُّ الْبَلْخِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور بولا: السلام علیکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دس نیکیاں مل گئیں' پھر دوسرا شخص آیا: وہ بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بیس نیکیاں ملیں گی' پھر ایک شخص آیا اور بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

سلام کہنے کی فضیلت

عربی زبان کا مشہور منقولہ ہے: كثرت الالفاظ تدل علٰى كثرة المعانی یعنی الفاظ کی کثرت معانی کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ اسی ضابطہ کے پیش نظر پہلے حاضر ہونے والے شخص کو دس نیکیوں کا' دوسرے درجہ پر آنے والے کو بیس نیکیوں کا اور تیسرے درجہ پر آنے والے کو تیس نیکیوں کے ثواب کا بتایا۔ ایک روایت کے مطابق بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والے آدمی نے سلام کرتے وقت دیگر الفاظ کے علاوہ ''ومغفرتہ'' کا اضافہ کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چالیس نیکیوں کا مژدہ سنایا تھا۔

سوال: کسی مسلمان کو سلام کہتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر اضافہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں مختلف روایات ہیں' بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے: انتهى السلام الى البركة' سلام صرف برکت پر مکمل ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یوں سلام پیش کیا: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته و مغفرته اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حسبك وبركاته ۔ صرف برکاتہ پر تمہارا سلام پورا ہو گیا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلام کے جواب میں بھی اضافہ کیا کرتے تھے۔ ایک

2613- اخرجه احمد (٤/٤٣٩) و رواه ايضاً في (٤/٤٤٠) عن ابي رجاء مرسلاً' واخرجه موصولاً ابوداؤد (٢/٧٧٧) كتاب الادب' باب: كيف السلام' حديث (٥١٩٥) و الدارمي (٢/٢٧٧ - ٢٧٨) كتاب الاستئذان' باب: في فضل التسليم ورده۔

آدمی حاضر خدمت ہوا' اس نے کہا: السلام علیکم ۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ ۔ وہ شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے سلام عرض کرتے وقت: وبرکاتہ' کا اضافہ کیا تو آپ نے جواب میں: وطیب صلاتہٗ کا اضافہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ (النساء:۸۶) یعنی جب کوئی شخص سلام کرے تو اسے بہتر الفاظ سے جواب دو یا ویسے ہی الفاظ سے جواب دے دو۔' اس ارشاد خداوندی سے بھی: وبرکاتہٗ پر اضافہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خواہ سلام اور جواب: وبرکاتہٗ کے الفاظ پر مکمل ہو جاتا ہے لیکن ان پر اضافہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: السلام علیکم کہنا حقوق العباد سے متعلق اور مسنون ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سوار پیدل کو' پیدل کھڑے ہوئے کو اور کھڑا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے گا۔ اسی طرح قلیل لوگ کثیر لوگوں کو السلام علیکم کہیں گے۔ اجتماعی سلام و جواب میں ایک شخص کا سلام کہہ دینا یا جواب دینا' سب کی طرف سے کافی ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الْاِسْتِئْذَانَ ثَلَاثٌ

باب 3: تین مرتبہ اجازت مانگنا

2614 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَاْذَنَ اَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَ اَدْخُلُ قَالَ عُمَرُ وَاحِدَةٌ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَ اَدْخُلُ قَالَ عُمَرُ ثِنْتَانِ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَ اَدْخُلُ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْبَوَّابِ مَا صَنَعَ قَالَ رَجَعَ قَالَ عَلَيَّ بِهٖ فَلَمَّا جَآئَهٗ قَالَ مَا هٰذَا الَّذِىْ صَنَعْتَ قَالَ السُّنَّةُ قَالَ السُّنَّةُ وَاللّٰهِ لَتَاْتِيَنِّىْ عَلٰى هٰذَا بِبُرْهَانٍ اَوْ بِبَيِّنَةٍ اَوْ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ قَالَ فَاَتَانَا وَنَحْنُ رُفْقَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ اَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يُمَازِحُوْنَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِىْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ فَمَا اَصَابَكَ فِىْ هٰذَا مِنَ الْعُقُوْبَةِ فَاَنَا شَرِيْكُكَ قَالَ فَاَتٰى عُمَرَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ مَا كُنْتُ عَلِمْتُ بِهٰذَا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاُمِّ طَارِقٍ مَوْلَاةِ سَعْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَّالْجُرَيْرِيُّ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ اِيَاسٍ يُكْنٰى اَبَا مَسْعُوْدٍ وَّقَدْ رَوٰى هٰذَا غَيْرُهٗ اَيْضًا عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ وَاَبُوْ نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهٗ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں

2614- اخرجه احمد (۳/ ۱۹، ۴/۴۱۰، ۴۱۸) و مسلم (۷/ ۳۸۵ - نووی) کتاب الآداب' باب: الاستئذان (۳۵/ ۲۱۵۳) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۲۱) کتاب الادب: باب: الاستئذان حدیث (۳۷۰۶) و الدارمی (۲/ ۲۷۴) کتاب الاستئذان' باب: الاستئذان ثلاث۔

اندر آنے کی اجازت مانگی اور بولے: السلام علیکم! کیا میں اندر آجاؤں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: ایک ہی مرتبہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب نہیں دیا) پھر ابوحضرت موسیٰ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے: السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خود سے کہا) دو مرتبہ ہو گیا (لیکن انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے: اسلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تیسری مرتبہ ہے (یعنی انہوں نے اجازت پھر بھی نہیں دی جائے) پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربان سے دریافت کیا: انہیں کیا ہوا؟ دربان نے جواب دیا: وہ واپس چلے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لے کر آؤ! جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ نے یہ کیا' کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: سنت کے مطابق کیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنت کے مطابق' اللہ تعالیٰ کی قسم یا تو اس پر آپ ثبوت یا دلیل لے کر آئیں یا پھر میں آپ کو سزا دوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے' ہم انصاری دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: اے انصار کے گروہ! کیا آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ نہیں جانتے؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے؟ کہ اجازت تین مرتبہ لی جاسکتی ہے' اگر تمہیں اجازت مل جائے' تو ٹھیک ہے' ورنہ واپس چلے جاؤ! تو حاضرین ان کے ساتھ مذاق کرنے لگے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنا سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا میں نے کہا: آپ کو اس بارے میں جو سزا ملے گی میں اس میں آپ کا شریک ہوں گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ (یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس بارے میں بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام طارق رضی اللہ عنہا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیز ہیں' سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

جریری نامی راوی کا نام سعید بن ایاس ہے' اور کنیت ابومسعود ہے۔

اسی روایت کو ان کے علاوہ دیگر راویوں نے ابونضرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابونضرہ عبدی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

2615 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَاَذِنَ لِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ

قولِ امام ترمذی: وَاِنَّمَا اَنْكَرَ عُمَرُ عِنْدَنَا عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى حَيْثُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِذَا اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا

فَاذِنَ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلِمَ هٰذَا الَّذِي رَوَاهُ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی تین مرتبہ اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ابوزمیل نامی راوی کا نام سماک حنفی ہے۔

ہمارے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا انکار اس وقت کیا تھا' جب انہوں نے اس روایت کونقل کیا تھا اور کہا تھا: اجازت لینے کا حکم تین مرتبہ ہے' اگر تمہیں اجازت مل جائے' تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ' جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ اجازت مانگی تھی' تو اجازت مل گئی تھی' تاہم انہیں اس روایت کا علم نہیں تھا جسے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا: "اگر تمہیں اجازت مل جائے' تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ"۔

شرح

دخول دار کے لیے تین بار اجازت لینا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے والا شخص صاحب دار سے تین بار اجازت طلب کرے یعنی تین بار دروازہ کھٹکھٹائے یا گھنٹی دے یا آواز دے' پھر جواب نہ ملنے کی صورت میں وہ واپس پلٹ جائے' کیونکہ جواب نہ ملنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مالک مکان گھر نہیں ہے یا وہ بیت الخلاء میں ہے یا وہ غسل کرنے میں مصروف ہے یا وہ علیل ہے کہ دروازے تک نہیں آسکتا یا وہ سویا ہوا ہے اور یا وہ آنے والے سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔

اعتراض: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار اجازت طلبی کی تو آپ نے مجھے اجازت عنایت فرمادی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت تین بار ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر گرفت کیوں کی اور ان سے دلیل کیوں طلب کی تھی؟

جواب: یہاں دو باتیں ہیں:

(۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔

(۲) تیسری بار اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جانا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی بات کا تو علم تھا کیونکہ ان کے ساتھ واقعہ پیش آچکا تھا لیکن دوسری بات کا علم نہیں تھا۔ آپ نے دوسری بات کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت فرمائی اور اس بارے میں دلیل بھی طلب کی تھی۔

سوال: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد معتبر نہیں ہے' کیونکہ انہوں نے دلیل پیش کرنے کا بھی حکم دیا تھا جبکہ شریعت میں اخبار احاد معتبر ہیں؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے' کیونکہ بے شمار واقعات ایسے موجود

ہیں کہ آپ نے خبر واحد کو تسلیم کیا ہے مثلاً مجوسی سے جزیہ وصول کرنے کا مسئلہ اور شوہر کی دیت سے زوجہ کو میراث فراہم کرنے کا مسئلہ وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ رَدُّ السَّلَامِ

باب 4: سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

2616 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَالَ وَعَلَيْكَ قَالَ وَحَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَصَحُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارے میں تشریف فرما تھے' اس نے نماز ادا کی' پھر وہ آیا اس نے آپ کو سلام کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر بھی ہو! واپس جاؤ! نماز ادا کرو! کیونکہ تم نے درحقیقت نماز نہیں پڑھی۔

اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یحییٰ بن سعید نے اس حدیث کو عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے' سعید مقبری کے حوالے سے نقل کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: یہ ان کے والد کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "وعلیك" فرمایا۔

یحییٰ بن سعید سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے۔

شرح

سلام کے جواب کا طریقہ

گزشتہ روایات سے ثابت ہوا کہ جس مسلم کو سلام کہنا مقصود ہو وہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع' مذکر ہو یا مونث سب کے لیے: السلام علیکم' کے الفاظ کہے جائیں گے۔ علی ھذا القیاس جواب کے لیے بھی: وعلیکم السلام' کے الفاظ استعمال کیے جائیں گے۔ تاہم واحد مذکر کے جواب میں: وعلیک السلام' کہنا بھی جائز ہے' کیونکہ حدیث باب سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ سلام و جواب کا افضل طریقہ وہی ہے' جو مشہور ہے اور اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَبْلِيغِ السَّلَامِ

باب 5: سلام پہنچانا

2617 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَهَا اِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ نُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ اَيْضًا عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں: تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو! اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں۔

اس بارے میں بنونمیر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے حدیث کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوسلمہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی کا سلام پہنچانا

جس طرح کسی مسلمان کو سلام کہنا مسنون ہے اسی طرح کسی کا سلام پہنچانا بھی مسنون ہے۔ جس طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے اسی طرح سلام پہنچانے والے کو جواب دینا بھی واجب ہے۔ جواب میں صاحب سلام اور پہنچانے والے دونوں کا ذکر ہوگا۔ وہ اس طرح کہ جواب بایں الفاظ دیا جائے: علیکم وعلیہ السلام۔

فائدہ نافعہ: زبانی سلام کہنے والے کو زبانی اور تحریری سلام کہنے والے کو تحریری جواب اور کسی کا سلام پہنچانے والے کو جواب اس انداز میں دیا جائے کہ اس میں صاحب سلام اور پہنچانے والے دونوں کا ذکر ہو۔ وہ جواب بایں الفاظ ہوسکتا ہے: علیک وعلیہ السلام۔ اس انداز سے جواب دینا کہ دونوں میں سے ایک کا ذکر ہو اور دوسرے کا نہ ہو درست نہیں ہے اور نہ ہی اسے جواب کہا جا سکتا ہے مثلاً سلام پہنچانے والے کو عام لوگ بایں الفاظ جواب دیتے ہیں: وعلیکم السلام۔ یہ غلط طریقہ ہے۔

2617۔ اخرجه احمد (٦/ ٥٥، ٨٨، ١١٢، ١١٧) و البخاری (١١/ ٤٠) کتاب الاستئذان، باب: اذا قال: فلان یقرئك السلام، حدیث (٦٢٥٣) و مسلم (٨/ ٢٣٢ - نووی) کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشة حدیث رقم (٩٠/ ٢٤٤٧)، و ابوداؤد (٢/ ٧٨٠) کتاب الادب، باب: فی الرجل یقول: فلان یقرئك السلام، حدیث (٥٢٣٢)، و ابن ماجه (٢/ ١٢١٨) کتاب الادب، باب: رد السلام حدیث (٣٦٩٦)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

باب 6: اس شخص کی فضیلت جو سلام میں پہل کرے

2618 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ اَبِي فَرْوَةَ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ اَبُوْ فَرْوَةَ الرَّهَاوِيُّ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّ ابْنَهُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيْدَ يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيْرَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو آدمی ایک دوسرے سے ملتے ہیں' ان میں سے کون پہلے سلام کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوفروہ رہاوی نامی راوی "مقارب الحدیث" ہیں۔ ان کے صاحبزادے محمد بن یزید نے ان سے "منکر" روایات نقل کی ہیں۔

شرح

سلام کہنے میں پہل کرنے کی فضیلت

کسی مسلمان کو سلام کہنا سنت ہے' اس کا جواب دینا واجب ہے لیکن یہ ایک ایسی سنت ہے' جس کا ثواب واجب کے برابر ہے۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) وجوب جواب کا سبب' سلام کہنا بنا (۲) مشہور حدیث: الدال علی الخیر کفاعلہ۔ یعنی نیک عمل کی رہنمائی کرنے والے کو اس عمل کے کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حدیث باب میں سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ دونوں آدمیوں سے جو زیادہ نیک ہوتا ہے' وہ سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ علاوہ ازیں دونوں میں سے جو زیادہ نیک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں سلام میں پہل کرنے کا جذبہ اور ذوق پیدا فرما دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ اِشَارَةِ الْيَدِ بِالسَّلَامِ

باب 7: سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے

2619 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ

بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ

اختلافِ روایت: وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ فَلَمْ يَرْفَعْهُ

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جو دوسروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرلے تم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو کیونکہ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے کے ذریعے ہوتا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارے کے ذریعے ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے۔ اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

شرح

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے کی ممانعت

جس انداز میں کوئی سوال کرتا ہے اسی اسلوب میں جواب دینا واجب ہوتا ہے مثلاً کوئی زبانی سلام کہتا ہے تو اس کا زبانی جواب دیا جائے گا کوئی تحریری سلام پیش کرتا ہے تو اس کا جواب تحریری طور پر دیا جائے گا کوئی بالواسطہ سلام کہتا ہے تو اس کا جواب بالواسطہ دیا جائے گا اور کوئی بلاواسطہ سلام کہتا ہے تو اس کا جواب بلاواسطہ دیا جائے گا۔ تاہم الفاظ کے بغیر ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا یا جواب دینا درست نہیں ہے۔ الفاظ کے تلفظ اور ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے۔

الفاظ کے تلفظ کے بغیر صرف ہاتھ کے اشارہ سے کسی کو سلام کہنا یا جواب دینا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ وہ صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں بالخصوص یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرنے کی وعید بایں الفاظ بیان فرمائی: لیس منا من تشبہ بغیرنا۔ جس شخص نے ہمارے اغیار کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب 8: بچوں کو سلام کرنا

2620 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ اَنَسٍ

2620۔ رواه احمد (۳/۱۳۱، ۱۶۹، ۱۸۳) و البخاری (۱۱/۳۴) كتاب الاستئذان باب التسليم على الصبيان حديث رقم (۶۲۴۷) و مسلم (۷/۴۰۲ - نووی) كتاب السلام باب استحباب السلام على الصبيان (۲۱۶۸) و ابو داؤد (۲/۷۷۳) كتاب الادب باب في السلام على الصبيان حديث (۵۲۰۲)۔

فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَنَسٌ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَّرُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ سیار بیان کرتے ہیں: میں ثابت بنانی کے ہمراہ جا رہا تھا' وہ بچوں کے پاس سے گزرے' تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا' پھر ثابت نے بتایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا' وہ بچوں کے پاس سے گزرے' تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی تھی: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا' آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

کئی راویوں نے اسے ثابت کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے دیگر اسناد کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

شرح

بچوں کو سلام کہنے کا مسئلہ

نابالغ بچوں پر اسلامی احکام جاری نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انہیں نماز پڑھنے' روزے رکھنے' صدقہ و خیرات کرنے اور عمرہ کرنے کی عملی ترغیب دیتے ہیں تاکہ بالغ ہونے کے بعد ان اعمال و عبادات کو معمول بہ بنا سکیں۔ اسی طرح خواہ بچوں پر حقوق یا سلام کا جواب دینا واجب تو نہیں مگر اس کے باوجود انہیں السلام علیکم کہا جائے اور اس کے جواب کی تعلیم دی جائے تاکہ بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام کے محبت بھرے اس اصول کو بطریقہ احسن معمول بہ بنا سکیں' کیونکہ آج کے بچے مستقبل کے نوجوان اور معاشرے کے ذمہ دار افراد قرار پائیں گے۔ علاوہ ازیں بڑوں کی طرف چھوٹوں کو سلام کہنا از راہ شفقت اور تواضع کی علامت ہے۔

حدیث باب میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ بچوں کو پیشگی سلام کرنا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں جب ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ ان کے بچوں کو: السلام علیکم فرماتے' ان کے سروں پر دست اقدس پھیرتے' ان پر شفقت فرماتے اور خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيْمِ عَلَى النِّسَآءِ

باب 9: خواتین کو سلام کرنا

2621 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَهْرَامَ اَنَّهُ سَمِعَ

شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيْدَ تُحَدِّثُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ وَاَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بِيَدِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَّا بَاْسَ بِحَدِيْثِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ وَقَوّٰى اَمْرَهٗ وَقَالَ اِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيْهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْمَصَاحِفِيُّ بَلْخِيٌّ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ اِنَّ شَهْرًا نَزَكُوْهُ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ النَّضْرُ نَزَكُوْهُ اَیْ طَعَنُوْا فِيْهِ وَاِنَّمَا طَعَنُوْا فِيْهِ لِاَنَّهٗ وَلِيَ اَمْرَ السُّلْطَانِ

◆◆ سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایکدن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گزرے اس وقت کچھ خواتین وہاں بیٹھی ہوئی تھیں' تو آپ نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے انہیں سلام کیا۔

عبدالحمید نامی راوی نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات بتائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں عبدالحمید نامی راوی کی روایت کے اعتبار سے (ہاتھ کے اشارے کے ذریعے سلام کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: شہر نامی راوی ''حسن الحدیث'' ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''قوی'' قرار دیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: ان کے بارے میں ابن عون نے کچھ کلام کیا ہے' پھر انہوں نے ہلال بن ابوزینب کے حوالے سے' شہر کے حوالے سے' روایت نقل کی۔

ابوداؤد مصاحفی بلخی' نضر بن شمیل کے حوالے سے ابن عون کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ محدثین نے شہر کو متروک قرار دیا ہے۔

ابوداؤد مصاحفی کہتے ہیں: نضر نے یہ بات بیان کی ہے: محدثین نے انہیں متروک قرار دیا ہے اور ان پر طعن کیا ہے۔

محدثین نے ان پر تنقید اس لیے کی ہے' کیونکہ وہ سرکار کے اہلکار بن گئے تھے۔

شرح

خواتین کو سلام کہنا

جس طرح مردوں کی ملاقات ہونے پر ان کا باہم سلام کہنا مسنون اور جواب دینا واجب ہے' اسی طرح خواتین ملاقات کے وقت باہم سلام کرنا مسنون اور جواب دینا واجب ہے۔ اس لیے کہ افشاء سلام کا حکم خواتین و حضرات سب کے لیے یکساں ہے۔

2621۔ اخرجه ابوداؤد (٤/٣٥٢) كتاب الادب: باب: السلام على النساء حديث (٥٢٠٤) و ابن ماجه (٢/١٢٢٠) كتاب الادب: باب: السلام على الصبيان و النساء حديث (٣٧٠١)۔

سوال: کیا مرد حضرات عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو سلام کہہ سکتیں یا نہیں؟
جواب: خواتین و حضرات کا باہم سلام کہنا دو صورتوں میں جائز ہوسکتا ہے:
پہلی صورت: دونوں میاں بیوی ہوں یا دونوں محرم ہوں یا خاتون بوڑھی ہو یا نابالغ بچی ہو۔
دوسری صورت: جب عورت اجنبی ہو لیکن اس کو سلام کہنے یا اس کے سلام کرنے میں تہمت کا اندیشہ نہ ہو جیسے خواتین کی مجلس ہو اور کسی مرد کا انہیں سلام کہنا یا محرم کی موجودگی میں اجنبی عورت کو سلام کہنا یا مردوں کی مجلس ہو اور کوئی عورت انہیں سلام کرے۔
فائدہ نافعہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام پہنچایا تھا۔ ایک بوڑھی خاتون ہر جمعۃ المبارک میں دعوت کیا کرتی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے سلام کہا کرتے تھے۔ شارح صحیح مسلم حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ خواتین کو سلام کہنے کے حوالے سے فرماتے ہیں: متعدد خواتین جمع ہوں تو مرد انہیں سلام کہہ سکتا ہے اگر ایک عورت ہو تو خواتین اس کا خاوند اس کا آقا اور اس کا محرم سلام کہہ سکتا ہے۔ وہ عورت خواہ خوبصورت ہو یا بدصورت ہو۔ اجنبی شخص ایسی بوڑھی عورت کو سلام کہہ سکتا ہے جس کی طرف قلبی میلان نہ ہو اور ایسی عورت بھی اجنبی آدمی کو سلام کہہ سکتی ہے جو بھی ایک دوسرے کو سلام کہے اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اگر خاتون جوان ہو یا ایسی بوڑھی ہو کہ قلبی طور پر اس کی طرف میلان ہوسکتا ہو اسے سلام کہنے کی اجازت نہیں اور وہ عورت بھی اجنبی شخص کو سلام نہیں کہہ سکتی۔ ان دونوں میں سے جو بھی سلام کہے اس کا جواب دینا واجب نہیں ہے بلکہ جواب دینا مکروہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

باب 10: گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

2622 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ الْأَنْصَارِيُّ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◄► سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر جاؤ تو سلام کرو یوں تمہارے اوپر بھی برکت ہوگی اور تمہارے گھر والوں پر بھی برکت ہوگی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت افراد خانہ: السلام علیکم کہا جائے اس طرح گھر میں برکت ہوگی۔ اگر گھر خالی ہو تو اس میں داخل ہوتے وقت بایں الفاظ سلام کہا جائے: السلام علی عباد الله الصالحین ۔یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔"

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا ذکر اس ارشاد ربانی میں موجود ہے۔ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیة من عند اللہ مبارکة طیبة پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اپنے (گھر کے) لوگوں کو سلام کہو جو بطور دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے اور برکت والی خوبصورت چیز ہے۔''

حدیث باب میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دخول بیت کے وقت افراد خانہ کو السلام علیکم کہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور اس کی وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ طریقہ باعث برکت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّلَامِ قَبْلَ الْکَلَامِ

باب 11: بات چیت (شروع کرنے) سے پہلے سلام کیا جائے گا

2623 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ بَغْدَادِیٌّ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ زَکَرِیَّا عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ

حدیثِ دیگر: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْعُوْا اَحَدًا اِلَی الطَّعَامِ حَتّٰی یُسَلِّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ضَعِیْفٌ فِی الْحَدِیْثِ ذَاهِبٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سلام (بات شروع) کرنے سے پہلے ہوگا۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان بھی منقول ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص کسی بھی شخص کو کھانے کی طرف اس وقت تک نہ بلائے جب تک وہ سلام نہ کرے۔

یہ حدیث ''منکر'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: عنبسہ بن عبدالرحمٰن نامی راوی علم حدیث میں ''ضعیف'' ہیں اور ناقابلِ اعتبار ہیں' جبکہ محمد بن زاذان نامی ''منکر الحدیث'' ہیں۔

شرح

گفتگو سے قبل سلام کہنا

جس طرح کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی سے قبل السلام علیکم کہنا چاہیے' اسی طرح کسی سے گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے۔ السلام علیکم کہنے کے کثیر فوائد ہیں' ان میں سے دو یہ ہیں:

(۱) نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۲) دونوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور دل کی کدورت ختم ہو جاتی ہے۔
حدیث باب کے آخری حصہ میں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو شخص سلام کہنے میں دلچسپی نہ لیتا ہے اسے کھانے کی دعوت پر نہ بلایا جائے، کیونکہ سلام اسلام کا ایک امتیازی شعار اور علامت ہے، جس کا احترام بہر صورت ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّسْلِیمِ عَلٰی اَهْلِ الذِّمَّةِ

باب 12: ذمی کو سلام کرنا مکروہ ہے

2624 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَبْدَئُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيتُمْ اَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ اِلٰى اَضْيَقِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کرو۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2625 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اِنَّ رَهْطًا مِّنَ الْيَهُودِ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ عَآئِشَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّاَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيثُ عَآئِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کچھ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: السام علیک (یعنی آپ کو موت آئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وعلیکم (تمہیں بھی آئے) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت بھی ہو، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو

2625- اخرجه احمد (٦/٣٧، ٨٥، ١٩٩) و فی (٨/٩٤، ٧٠، ١٠٤، ٩/٢٠) والبخاری (١٢/٢٩٣) کتاب استتابة المرتدین' باب: اذا عرض الذمی او غیرہ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم' حدیث (٦٩٢٦) و مسلم (٧/٢٩٩ - نووی) کتاب السلام' باب: النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام حدیث (١٠/٢١٦٥)-

پسند کرتا ہے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ ﷺ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے بھی وعلیکم (تمہیں بھی آئے) کہہ دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے کی ممانعت

پہلی حدیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(۱) یہود و نصاریٰ کو السلام علیکم نہ کہا جائے اور نہ ہی وعلیکم السلام کے الفاظ سے انہیں جواب دیا جائے۔

(۲) اگر ان سے آمنا سامنا ہونے کا امکان ہو تو اپنے چلنے کا انداز ایسا اختیار کیا جائے وہ دائیں یا بائیں جانب ہونے کے لیے از خود مجبور ہو جائیں۔ دوسری حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ علیہم السام علیکم کہیں تو ان کے جواب میں صرف علیکم السلام کہا جائے۔ یہود کی ایک جماعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے بایں الفاظ سلام عرض کیا: السلام علیکم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: علیکم (تم خود مرو)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: علیکم السام واللعنۃ (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نرم لہجہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان لوگوں نے جو کچھ بکا ہے وہ آپ نے نہیں سنا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میں نے بھی ان کے کہنے کے مطابق یوں کہا ہے: علیکم السام۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّلَامِ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَغَيْرُهُمْ

باب 13: جس محفل میں مسلمان اور دیگر (مذاہب کے) لوگ موجود ہوں انہیں سلام کرنا

2626 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهُ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ وَّفِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک محفل کے پاس سے گزرے، جس میں مسلمان اور یہودی بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سلام کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مشترکہ (مسلم وغیر مسلم) مجلس کو سلام کہنا

حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ''مشترکہ مجلس'' کو سلام کہنے کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے وقت محض مسلمانوں کا قصد فرمایا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے محافظ ملائکہ کو سلام کہنے کا ارادہ فرمایا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِي

باب 14: سوار شخص کا پیدل کو سلام کرنا

2627 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ وَزَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِيْ حَدِيثِهِ وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَّفَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ وَّجَابِرٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَقَالَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَيُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ اِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

ابن مثنیٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں:

''چھوٹا بڑے کو سلام کرے''۔

اس بارے میں حضرت ابوعبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ایوب سختیانی، یونس بن عبید اور علی بن زید نے یہ بات بیان کی ہے: حسن بصری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

2628 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2627۔ اخرجه احمد (۲/۵۱۰) عزاه المزى فى (تحفة الاشراف) (۹/۳۶۸) رقم (۱۲۲۵۱) للمصنف هنا فى الاستئذان فقط۔

2628۔ اخرجه احمد (۲/۳۱۴) و البخارى (۱۱/۱۶) كتاب الاستئذان' باب: تسليم القليل على الكثير حديث (۶۲۳۱) و ابوداؤد (۲/۷۷۳)' كتاب الادب' باب: من اولى بالسلام حديث (۵۱۹۸)۔

متن حدیث: يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: چھوٹا بڑے کو سلام کرے گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2629 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِي اَبُوْ هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ

◆◆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل کھڑے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "حسن صحیح" ہے۔

ابوعلی جنبی نامی راوی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

شرح

سلام کہنے میں پہل کرنے کا مسئلہ

سلام کہنے میں پہل کون کرے بڑا یا چھوٹا؟ اس بارے میں مختلف اور دوطرفہ روایات موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چھوٹی عمر والا بڑے کو سلام کہے اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بچوں کو سلام فرمایا تھا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دنیا بھر کا یہ دستور ہے کہ چھوٹا بڑے کو اور کم درجے والا بڑے آدمی کو سلام کرتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس ضابطہ اخلاق کو باقی رکھتے ہوئے حکم دیا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے تا کہ بڑے کا مقام بحال رہے اور پیدل چلنے والا گھر جانے والے کی مثل ہوتا ہے وہ کھڑے ہوئے کو سلام کرے۔ چھوٹوں اور بڑوں کے درمیان شفقت واحترام کے بارے میں مشہور حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کی اور بڑے کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۹۴۳)

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار پیدل کو پیدل کھڑے ہوئے کو کھڑا بیٹھے ہوئے کو چھوٹا بڑے کو اور قلیل کثیر لوگوں کو سلام

2629- اخرجه احمد (۶/ ۱۹، ۲۰) و الدارمی (۲/ ۲۷۶) كتاب الاستئذان، باب: فی تسليم الراكب على الماشی و البخاری فی (الادب المفرد) رقم (۹۹۶، ۹۹۸ - ۹۹۹) و عزاه المزی فی (التحفة) رقم (۱۱۰۳۴) للنسائی فی (عمل اليوم و الليلة)۔

کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمودہ ضابطہ پر عمل کیا جائے تو معاشرہ میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے' جس کے نتیجہ میں عداوت کی جگہ محبت' بے ادبی کی جگہ احترام اور ڈانٹ ڈپٹ کی جگہ شفقت و مہربانی حاصل کر سکتی ہے۔

فائدہ نافعہ: جب بڑا چھوٹے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے گا تو تکبر و غرور کا خاتمہ ہوگا اور باہم محبت پیدا ہوگی۔ تاہم عام ضابطہ کے مطابق چھوٹا بڑے کو سلام کرنے میں پہل کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْقِيَامِ وَعِنْدَ الْقُعُوْدِ

باب 15: (محفل سے) اٹھتے وقت اور بیٹھتے وقت سلام کرنا

2630 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی محفل میں آئے' تو وہ سلام کرے' اگر اسے بیٹھنا مناسب لگے تو بیٹھ جائے' پھر جب وہ کھڑا ہو تو پھر سلام کرے' پہلے والا سلام دوسرے والے کے مقابلے میں زیادہ حقدار نہیں ہے۔ (یعنی دونوں مرتبہ ایسا کرنا چاہیے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت ابن عجلان کے حوالے سے' سعید مقبری کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

آمد و رفت کے وقت سلام کرنا

جس طرح کسی سے ملاقات کے لیے آتے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے' اسی طرح واپس جاتے وقت بھی مصافحہ کرنا سنت ہے۔

جس طرح کسی کے پاس جاتے وقت سلام کرنا سنت ہے' اسی طرح واپس پلٹتے وقت سلام کہنا بھی سنت ہے۔ کسی سے ملاقات کے لیے جاتے وقت سلام کہنے کی جتنی اہمیت ہے' واپس پلٹتے وقت سلام کہنے کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے۔

2630۔ اخرجه احمد (۲/ ۲۳۰، ۲۸۷، ۴۳۹) و ابوداؤد (۲/ ۷۷۴) كتاب الادب' باب: في السلام اذا قام من المجلس حديث (۵۲۰۸)، و البخاري في (الادب المفرد) حديث رقم (۱۰۰۷) و النسائي في (الكبرى) (۶/ ۱۰۰) كتاب (عمل اليوم و الليلة) باب: ما يقول اذا قام حديث رقم (۱۰۲۰۰، ۱۰۲۰۱، ۱۰۲۰۴)۔

واپس پلٹتے وقت سلام کہنے اور مصافحہ کرنے کی چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

۱- جب کوئی سلام کہنے اور مصافحہ کرنے کے بعد واپس لوٹے گا تو صاحب مجلس نے اگر کوئی ضروری بات کہنا ہوگی تو وہ آسانی سے کہہ سکے گا ورنہ وہ رہ سکتی ہے۔

۲- سلام اور مصافحہ سے واپس پلٹے گا تو خوش وخرم کی صورت ہوگی ورنہ ناراضگی یا کشیدگی کی صورت بھی ہو سکتی ہے۔

۳- کسی مجلس سے بغیر سلام کے پلٹ جانا' کھسک جانا ہوتا ہے' جس کی مذمت اس ارشاد ربانی میں بیان کی گئی ہے: قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (النور: ۶۳) ''بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو چپکے سے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر' تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔'' باہم سلام کہنے کے بعد واپس پلٹنے سے آدمی اس مذمت سے محفوظ رہے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِئْذَانِ قُبَالَةَ الْبَيْتِ

باب 16: گھر کے عین سامنے کھڑے ہو کر اجازت مانگنا

2631 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يُؤْذَنَ لَهٗ فَرَاٰى عَوْرَةَ اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰى حَدًّا لَّا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ لَوْ اَنَّهٗ حِيْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهٗ اسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَاَ عَيْنَيْهِ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَاِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلٰى بَابٍ لَّا سِتْرَ لَهٗ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيْئَةَ عَلَيْهِ اِنَّمَا الْخَطِيْئَةُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پردہ ہٹا کر گھر کے اندر نگاہ ڈالے اس سے پہلے کہ اسے اجازت دی گئی ہو' تو اس شخص نے پوشیدہ چیز کو دیکھ لیا اور اس نے اس جرم کا ارتکاب کیا' جو اس کے لیے درست نہیں ہے' اگر اس وقت' جب وہ گھر کے اندر دیکھ رہا ہو' کوئی شخص اس کے سامنے آئے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے' تو میں اس کو کوئی بدلہ نہ دلواتا' لیکن اگر کوئی شخص کسی دروازے کے پاس سے گزرے' جس پر کوئی پردہ بھی نہ ہو' وہ بند بھی نہ ہو' پھر وہ اندر دیکھ لے' تو اس شخص کا کوئی قصور نہیں ہے' قصور گھر والوں کا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

2631- اخرجه احمد (۵/ ۱۵۳، ۱۸۱) و لم يخرجه من السنة الا الترمذی كما فی (تحفة الاشراف) رقم (۱۱۹۶۰)۔

ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ۔ سے منقول جانتے ہیں ابوعبدالرحمٰن حبلی نامی راوی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

شرح

گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلبی کی ممانعت

حدیث باب میں اجازت طلبی کے حوالے سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینا چاہتا ہو وہ دروازہ کے مقابل ہرگز کھڑا نہ ہو بلکہ اس کی دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر تشریف ہو کر اجازت طلبی کرتے تو دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔

حدیث باب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ جب کوئی شخص اجازت طلبی کے بغیر پردہ اٹھا کر کسی کے گھر میں جھانکا اور اس کی نظر ستر پر پڑ گئی تو گویا اس نے قابل گرفت حرکت کا ارتکاب کیا۔

☆ کوئی شخص گھر کے دروازے کے سوراخوں میں اندر جھانک رہا ہو اور صاحب مکان اس کی آنکھیں پھوڑ دے تو اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

☆ جب کسی کا گزر ایسے دروازے پر ہو کہ وہ بند نہ ہو اور نہ اس پر پردہ ہو تو اچانک نظر اس کی اندر جا پڑی تو اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِيْ دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ

باب 17: کسی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں جھانکنا

2632 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ فَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں موجود تھے ایک شخص نے اندر جھانکا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اس کی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2633 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرَاةٌ يَحُكُّ بِهَا رَاْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ

2632- اخرجه احمد (۳/ ۱۰۸، ۱۲۵، ۱۷۸) والبخاری (۱۲/ ۲۴۵) كتاب الديات: باب من اخذ حقه او اقتص (۶۸۸۹) وفی (الادب المفرد) رقم (۱۰۷۲)-

عَلِمْتُ اَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِىْ عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حجرہ مبارک کے سوراخ میں سے اندر جھانکا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ایک کنگھی موجود تھی' جس کے ذریعے آپ سر کو کھجا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تم اس طرح دیکھ رہے ہو' تو میں اسے تمہاری آنکھ کے اندر چبھو دیتا' اجازت لینے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے' تاکہ (گھر والوں) پر نظر نہ پڑے۔

اب باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اجازت طلبی کے بغیر کسی کے گھر جھانکنے کی مذمت

احادیث باب میں اجازت طلبی کے بغیر کسی کے گھر جھانکنے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اجازت طلبی کے بغیر کسی نے کاشانہ نبوت میں جھانکنے کی جسارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں تشریف فرما تھے۔ پہلی روایت کے مطابق آپ نے اس کی آنکھیں پھوڑنے کے لیے چوڑے پھل والا نیزہ اور دوسری روایت کے مطابق کنگھا استعمال کرنے کا قصد فرمایا تھا۔

حکم استیذان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (النور: ۵۸) ''اے ایمان والو! چاہیے تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ مال' غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو۔ دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔ ان تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر۔ آمدورفت رکھتے ہیں۔ تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔ اللہ تعالیٰ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے نشانیاں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔''

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا ہے کہ اجازت طلبی سے قبل کسی کے گھر جھانکنا اجازت طلبی کے مقصد کو فوت کرنے کے مترادف ہے۔

2633۔ اخرجه احمد (۵/۳۳۰، ۳۳۴) و البخاری (۱۰/۳۷۹) كتاب اللباس، باب: الامتشاط حديث (۵۹۲۴) ومعناه فی (۱۱/۲۶) كتاب الاستيذان، باب الاستئذان من اجل البصر، حديث (۶۲۴۱)، و مسلم (۷/۳۹۰) كتاب الادب، باب: تحريم النظر فی بيت غيره (۲۱۵۶) و النسائی (۸/۶۰ - ۶۱) كتاب القسامة، باب: فی العقول و الدارمی (۲/۱۹۷ - ۱۹۸) كتاب الديات، باب: من اطلع فی دار قوم بغير اذنهم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيمِ قَبْلَ الْإِسْتِئْذَانِ

باب 18: اجازت لینے سے پہلے سلام کرنا

2634 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ

متنِ حدیث: أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَإٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَأَدْخُلُ

وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ قَالَ عَمْرٌو وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مِثْلَ هَذَا

◆◆ عمرو بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے' حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ' یوہلی اور ککڑی کے ٹکڑوں کے ہمراہ انہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بالائی حصے میں موجود تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی اور میں نے سلام بھی نہیں کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور السلام علیکم کہو! اور یہ کہو: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ راوی بیان کرتے ہیں: یہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اس سلام قبول کرنے کے بعد کا واقعہ۔

عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں: امیہ بن صفوان نے یہ حدیث مجھے سنائی تھی' تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا' میں نے اس حدیث کو کلدہ سے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو ابن جریج سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اسے ابوعاصم نے بھی ابن جریج کے حوالے سے' اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2635 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

2634۔ اخرجه احمد (۳/۴۱۴) و ابوداؤد (۲/۷۶۵ - ۷۶۶) کتاب الادب' باب: کیف الاستئذان حدیث (۵۱۷۶) و البخاری فی (الادب المفرد) رقم (۱۰۸۱) و النسائی فی (الکبری) (۶/۸۷) کتاب عمل الیوم و اللیلة' باب: کیف یستاذن حدیث (۱۰۱۴۷)۔

2635۔ اخرجه احمد (۳/۲۹۸، ۳۲۰، ۳۶۳) و البخاری (۱۱/۳۷) کتاب الاستئذان' باب: اذا قال: من ذا؟ فقال: انا' حدیث (۶۲۵۰) و مسلم (۷/۳۸۹) کتاب الادب: باب: کراهة قول المستاذن' انا (۲۱۵۵) و ابوداؤد (۲/۷۶۹) کتاب الادب' باب: الرجل یستاذن بالدق (۵۱۸۷) و ابن ماجه (۲/۱۲۲۲) کتاب الادب: باب: الاستئذان' حدیث (۳۷۰۹) و رواه النسائی فی (الکبری) (۶/۹۰) کتاب عمل الیوم و اللیلة' باب: الکراهية فی ان یقول: انا حدیث (۱۰۱۶۰)۔

متن حدیث: اسْتَاْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے قرض کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' وہ قرض جو میرے والد کے ذمے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں! (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا (کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام کیوں نہیں بتایا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اجازت طلبی سے قبل سلام کہنا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنا چاہتا ہو' صاحب خانہ گھر میں موجود ہو اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کی آواز سن رہا ہو' تو طلب اجازت سے قبل: السلام علیکم کہے۔ اگر صاحب خانہ کا گھر میں ہونا معلوم نہ ہو یا دور ہونے کی وجہ سے آواز نہ سن سکتا ہو' تو گھنٹی دینے کے بعد جب اس سے رابطہ ہو جائے تو اجازت طلبی سے قبل سلام کہنا چاہیے۔ یہ سلام بایں الفاظ کیا جائے: السلام علیکم أدخل؟ گزشتہ باب کے ضمن میں گزر چکا ہے: السلام قبل الکلام ' گفتگو سے قبل سلام کہا جائے۔' اس سلام کو "سلام استیذان" کہا جاتا ہے۔ اجازت ملنے کے بعد مہمان جب گھر میں داخل ہو اور براہ راست رابطہ ہو جائے تو گفتگو سے قبل دوبارہ: السلام علیکم کہا جائے۔ اس گفتگو سے: السلام علیکم کہنے کی اہمیت اور افادیت عیاں ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ آنے والا جب صاحب مکان سے اجازت طلب کرے خواہ آواز کے ذریعے یا دروازہ کھٹکھٹا کر یا گھنٹی کے ذریعے' صاحب مکان کی طرف سے جب آواز آئے: من ھذا؟ یا من انت؟ (کون ہے یا آپ کون ہیں؟) تو آنے والا اپنا پورا نام یا اپنا عرف یا دونوں سے تعارف پیش کرے۔ پھر صاحب خانہ کی طرف سے اجازت ملنے پر گھر میں داخل ہو سکتا ہے ورنہ واپسی کی راہ لے۔ زیادہ سے زیادہ اجازت طلبی تین بار ہے پھر دخول دار یا واپسی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ طُرُوْقِ الرَّجُلِ اَهْلَهٗ لَيْلًا

باب 19: آدمی کا (طویل سفر سے واپسی پر) رات کے وقت اپنے گھر جانا مکروہ ہے

2636 اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ اَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا

2636- رواه احمد (۲۹۹/۳، ۳۰۸، ۳۵۸، ۳۹۱، ۳۹۹) و الحمیدی رقم (۱۲۹۷)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَتْرِيْبِ الْكِتَابِ

باب 20: خط کو خاک آلود کرنا

2637 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا كَتَبَ اَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَاِنَّهُ اَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: قَالَ وَحَمْزَةُ هُوَ عِنْدِىْ ابْنُ عَمْرٍو النَّصِيْبِىُّ هُوَ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص خط لکھے تو اسے مٹی میں ملا دے (یعنی اس پر کچھ مٹی چھڑک دے) کیونکہ یہ ضرورت کو زیادہ بہتر طور پر پورا کرتا ہے (یعنی سیاہی پختہ ہو جاتی ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "منکر" ہے ابوزبیر سے منقول ہونے کے حوالے سے ہم اس کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حمزہ نامی راوی کا نام حمزہ بن عمرو نصیبی ہے اور یہ علم حدیث میں "ضعیف" ہیں۔

شرح

تحریر کو مٹی کے ذریعے خشک کرنا

حدیث باب میں بیان کردہ مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم سے لے کر ماضی قریب تک قلم و قرطاس کی زینت بننے والی کچی روشنائی تھی جو دیر تک خشک نہیں ہوتی تھی اسے خشک کرنے کے لیے سیاہی چوس کاغذ استعمال کیا جاتا تھا جو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا تھا۔ جن لوگوں کو سیاہی چوس کاغذ میسر نہ ہوتا تھا وہ اپنی تحریر کو خشک کرنے کے لیے اس پر مٹی ڈال لیتے تھے۔ حدیث باب میں بھی تحریر کو خشک کرنے کے لیے مٹی استعمال کرنے کا درس دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

2638 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ اُمِّ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

متنِ حدیث: قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى اُذُنِكَ فَاِنَّهُ اَذْكَرُ لِلْمُمْلِىْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ اِسْنَادٌ ضَعِيْفٌ

توضیحِ راوی: وَعَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ زَاذَانَ يُضَعَّفَانِ فِى الْحَدِيْثِ

2637- رواه ابن ماجه (۲/۱۲۴۰) كتاب الادب، باب تتريب الكتاب، حديث (۳۷۷۴) قال: حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة ثنا يزيد بن هارون انبانا بقية، انبانا ابو احمد الدمشقى عن ابى الزبير عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (تربوا صحفكم انجح لها ان التراب مبارك) وقد عزاه المزى فى (التحفة) لابن ماجه و الترمذى رقم (۲۶۹۹، ۳۰۰۱)-

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ کے سامنے لکھنے والا شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے اس فرمایا: قلم کو اپنے کان پر رکھو! کیونکہ اس سے مضمون زیادہ بہتر سمجھ میں آتا ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔

عنبسہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن زاذان نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

کان پر قلم رکھنے کا فائدہ

عموماً قلم جیب میں رکھا جاتا ہے' جو بوقت ضرورت وہاں سے نکال کر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ قلم جیب میں رکھنا بھی جائز ہے لیکن اپنے کان پر رکھنا زیادہ مفید ہے' کیونکہ ایسے لکھنے یا لکھوانے کی بات جلدی یاد آ جاتی ہے۔ عام طور پر باؤ اور محرر حضرات اپنا قلم اپنی جیب میں رکھنے کے بجائے اپنے کان پر لٹکاتے ہیں' شاید اسی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں کہ جیب سے نکالنے کے بجائے کان پر رکھتے ہوئے قلم کو لینا آسان ہے اور اس صورت میں وہ تلاش بھی نہیں کرنا پڑتا۔ حدیث باب میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قلم کے ساتھ ساتھ کاغذ کی فراہمی کا بھی اہتمام ہونا چاہیے' کیونکہ قلم اور قرطاس کا گہرا تعلق ہے۔ جب کوئی مضمون ذہن میں آئے تو اسے قلم کی مدد سے زینت قرطاس بنا لیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَعْلِیمِ السُّرْیَانِیَّةِ

باب 21: سریانی زبان سکھانا

2639 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِیهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیهِ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَعَلَّمَ لَهٗ كَلِمَاتٍ مِّنْ كِتَابِ یَهُوْدَ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اٰمَنُ یَهُوْدَ عَلٰی كِتَابِیْ قَالَ فَمَا مَرَّ بِیْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰی تَعَلَّمْتُهٗ لَهٗ قَالَ فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهٗ كَانَ اِذَا كَتَبَ اِلٰی یَهُوْدَ كَتَبْتُ اِلَیْهِمْ وَاِذَا كَتَبُوْا اِلَیْهِ قَرَاْتُ لَهٗ كِتَابَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ رَوَاهُ الْاَعْمَشُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَعَلَّمَ السُّرْیَانِیَّةَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی' میں آپ کی خاطر یہودیوں کی کتاب کے کچھ کلمات (یعنی ان کی زبان) سیکھ لوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہودیوں کے بارے میں اطمینان نہیں تھا کہ وہ مجھے ٹھیک سکھا رہے ہیں۔

2639- رواه احمد (۵/۱۸۶) و ابو داؤد (۳/۳۴۴) كتاب العلم' باب: رواية حديث اهل الكتاب (۳۶۴۵)-

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نصف مہینہ گزرنے کے بعد میں ان کی زبان سیکھ چکا تھا۔
حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں نے اس زبان کو سیکھ لیا' تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو کوئی تحریر بھجواتے تھے' تو میں لکھ کر ان کی طرف بھیجتا تھا اور جب یہودی کوئی بات لکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجتے' تو میں آپ کے سامنے تحریر پڑھ کر سناتا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
یہی روایت سند ایک سند کے ہمراہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' منقول ہے۔
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی' میں سریانی زبان سیکھ لوں۔

شرح

سریانی زبان سیکھنے کا مسئلہ

دنیا بھر کی کوئی بھی زبان سیکھنا اور سکھانا جائز ہے بشرطیکہ اسے دین کے تابع کرتے ہوئے اور تبلیغ واشاعت دین کی غرض سے سیکھی جائے۔ سریانی زبان کی تخصیص نہیں ہے' بلکہ ہر زبان سیکھنا جائز ہے مثلاً عبرانی' انگریزی' فارسی' چینی اور ہندی وغیرہ۔
جہلاء' دولت پرست طبقہ اور برطانوی اطوار کا حامل طبقہ ہمہ وقت علماء کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ علماء نے انگریزی پڑھنے کے خلاف فتویٰ جاری کر کے اور اس زبان کو سیکھنے کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے لیے ترقی کی راہیں مسدود کردی ہیں۔ یہ الزام حقیقت کے خلاف ہے۔ تاہم انگریز دور میں علماء کرام نے انگریزی زبان کی مخالفت کی تھی' اس کے دو مقاصد تھے:
(۱) انگریزی زبان کی نہیں بلکہ انگریز بننے کی انہوں نے مخالفت کی تھی۔
(۲) انگریزی زبان کی مخالفت درحقیقت ترک موالات کے قبیل سے ہے۔
لہٰذا علماء پر یہ الزام کہ انہوں نے انگریزی زبان سیکھنے کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا تھا' حقیقت کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ زیادہ مفید رہے گا' جو درج ذیل ہے:
مسئلہ: انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے' اجر پائے گا اور دنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب' اقلیدس' جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہو جائے۔ ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر غرض سیکھنے میں مانع آئے' حرام ہے۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں' ان کا پڑھنا روا نہیں۔ واللہ اعلم۔ (امام احمد رضا خان قادری' فتاویٰ رضویہ جلد دہم' نصف اول' ص ۹۹)
علماء کا اپنی اولاد کو صرف انگریزی تعلیم دلوانے کے بارے میں امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔
مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی کی تعلیم دلوائے اور دینی

تعلیم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے۔ آیا حشر کے دن اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ضرور باز پرس کا محل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا**۔ یعنی اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ**۔ اے اہل خانہ! تم میں سے ہر ایک سربراہ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"
نیز فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: **الدین النصیحۃ لکل مسلم** یعنی ہر مسلمان کے لیے دین نصیحت ہے۔" **واللہ سبحانہ و تعالٰی اعلم** (امام احمد رضا خان قادری، فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۱۶۰)

حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سریانی زبان سیکھی تھی۔ آپ نے یہ زبان صرف پندرہ ایام میں سیکھ لی تھی کہ از خود پڑھ لیتے تھے اور لکھ بھی لیتے تھے۔

سوال: عربی زبان کی فضیلت عیاں ہے اور یہ مادری زبان بھی ہے تو پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سریانی زبان کیوں سیکھی تھی؟

جواب: یہود کی زبان سریانی تھی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم تعمیل میں سریانی زبان سیکھی تھی تا کہ ان کی طرف سے آنے والے خطوط کو سمجھا جائے اور ان کا جواب لکھا جائے۔

بَابُ فِیْ مُکَاتَبَةِ الْمُشْرِکِیْنَ

باب 22: مشرکین کے ساتھ خط و کتابت کرنا

2640 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهٖ اِلٰی کِسْرٰی وَاِلٰی قَیْصَرَ وَاِلَی النَّجَاشِیِّ وَاِلٰی کُلِّ جَبَّارٍ یَّدْعُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ وَلَیْسَ بِالنَّجَاشِیِّ الَّذِیْ صَلّٰی عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر حکمران کو خطوط بھجوائے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی دعوت دی تھی، یہ وہ نجاشی نہیں ہے، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ ادا کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

مشرکین سے خط و کتابت کرنا

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تبلیغ احکام دین کا فریضہ واجب تھا، جس کی انجام دہی

2640۔ اخرجہ مسلم (۳/ ۱۳۹۷) کتاب الجہاد، باب: کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ملوک الکفار یدعوھم الی اللہ حدیث (۱۷۷۴) و ابن حبان فی (صحیحہ) رقم (۶۵۵۳)۔

کے لیے آپ شب و روز مصروف عمل رہے۔ اسی اہم مقصد کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین ممالک' ارکان حکومت اور سربراہان قبائل کے نام خطوط تحریر فرمائے۔ ان میں سے چند مشاہیر کے نام درج ذیل ہیں:

کسریٰ (شاہ ایران)' قیصر (شاہ روم)' نجاشی (شاہ حبشہ)' خسرو پرویز (شاہ فارس)' مقوقس' حارث غسانی (شاہ دمشق)' بدیل بن ورقا' یہود خیبر' خالد بن ضماد الازدی' منذر بن ساوی (گورنر بحرین)' ہلال بن امیہ (رئیس بحرین)' نہشل بن مالک (سردار بنی وائل) اور مطرف کاہن الباہلی وغیرہم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکھے گئے مکاتیب مبارکہ آج بھی من وعن کتب احادیث میں محفوظ ہیں۔ ان کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ یہ خطوط مبارکہ اردو ترجمہ کے ساتھ الگ کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکے ہیں اور بازار میں دستیاب ہیں۔

حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام کا ایک اہم ذریعہ مکاتبت وخطوط نویسی ہے۔ خطوط کے ذریعے کفار ومشرکین کو پیغام اسلام اور احکام دین کی تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ غالباً اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکاتیب مبارکہ کے ذریعے پوری دنیا میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیا تھا۔ آپ کے مکتوبات گرامی ''مکتوبات مجدد الف ثانی'' کے نام سے فارسی زبان میں محفوظ و دستیاب ہیں۔ ان کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ان پر حواشی تحریر کیے گئے اور شروحات لکھی گئی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ يُكْتَبُ اِلٰى اَهْلِ الشِّرْكِ

باب 23: مشرکین کی طرف کس طرح خط لکھا جائے

2641 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَاَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سُفْيَانَ اسْمُهٗ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے: ہرقل نے انہیں قریش کے کچھ دیگر افراد کے ہمراہ بلوایا' یہ لوگ اس وقت شام میں تجارت کی غرض سے موجود تھے' یہ لوگ اس کے پاس آئے۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

2641- اخرجه احمد (١/٢٦٢، ٢٦٣) و البخاری (١/٤٢) كتاب بدء الوحی حديث رقم (٧) و اطرافه فی (٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧١٩٦، ٧٥٤١) و مسلم (٣/١٣٩٢) كتاب الجهاد' باب: كتاب النبی صلى الله عليه وسلم الى هرقل حديث رقم (١٧٧٣) و ابوداؤد (٢/٧٥٦) كتاب الادب' باب: كيف يكتب الى الذمی (٥١٣٦) و النسائی فی (الكبرى) كما فی (تحفة الاشراف) رقم (٤٨٥٠)۔

وہ فرماتے ہیں: پھر ہرقل نے نبی اکرم ﷺ کا خط منگوایا اسے پڑھا گیا (تو اس کی عبارت اس طرح تھی)
"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے' جو رحمٰن اور رحیم ہے' یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے خاص رسول محمد ﷺ کی طرف سے رُوم کے حکمران ہرقل کے نام ہے' ہر وہ شخص سلامت رہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ (امابعد)"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نام صخر بن حرب ہے۔

شرح

مشرکین کے نام خطوط لکھنے کا طریق کار

مکاتیب نبوی میں خصوصیت سے چار مشہور مذاہب کے لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے:

(۱) مشرکین عرب (۲) عیسائی (۳) یہودی (۴) مجوسی۔

مکاتیب مبارکہ میں نہایت سادہ' مختصر اور جامع الفاظ میں ان لوگوں کو پیغام اسلام دیا گیا ہے اور قبول اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ مکتوبات نبوی کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی' درد و خیراندیشی کے جذبہ سے موجزن اور اسلوب بیان از دل خیزد بر دل ریزد کا مصداق ہے۔

عموماً مکتوب تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے:

(۱) سرنامہ (۲) اصل مضمون (۳) مرسل کا نام۔

مکاتیب نبوی میں سرنامہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تجویز کیا گیا ہے۔ مضمون میں مکتوب الیہ کے مسلمات سے اپنی نبوت پر دلائل پیش کیے گئے ہیں مثلاً یہود کے نام نامہ مبارک ہو' تو "تورات" سے اور نصاریٰ کے نام ہو' تو "انجیل" سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت پر دلائل پیش فرماتے ہیں۔

مکاتیب نبوی کے اجزاء ترکیبی: مکاتیب نبوی کا بنیادی مقصد پیغام اسلام اور دعوت اسلام تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے لکھے گئے مکاتیب مبارکہ مؤثر ثابت ہوئے' کیونکہ ان میں خیرخواہی اور دردمندی کے جذبات موجود تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحریر کردہ مکاتیب کے اجزاء ترکیبی درج ذیل ہیں:

۱- آغاز میں تسمیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲- مرسل کی حیثیت سے: رسول اللہ یا عبداللہ

۳- مکتوب الیہ کا نام مع مشہور لقب یا منصب

۴- امن و سلامتی کے مفہوم پر مشتمل کسی فقرہ کا استعمال

۵- خط کا اصل مضمون جوشتہ پُرزور اور جامع نوعیت کا حامل ہو۔

۶- اختتام پر: مہر رسالت

ان اوصاف کا حامل مکتوب یقیناً مکتوب الیہ کو دعوت فکر دے گا اور اس کے قلب و ذہن میں انقلاب پیدا کر دے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خَتْمِ الْکِتَابِ

باب 24: خط پر مہر لگانا

2642 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اَرَادَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الْعَجَمِ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُوْنَ اِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا قَالَ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِیْ كَفِّهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی (حکمرانوں) کو خط لکھنے کا ارادہ کیا' تو یہ بتایا گیا: عجمی (حکمران) لوگ صرف اسی خط کو قبول کرتے ہیں' جس پر مہر لگی ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں اس کی سفیدی کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مکتوب کے آخر میں مہر ثبت کرنا

فریضہ تبلیغ اور دعوت اسلام کی انجام دہی کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری مدنی دور میں سلاطین ممالک' عمائدین ممالک اور روسا قبائل کو مکتوبات کے ذریعے دعوت اسلام دینے کا پروگرام بنایا تو مختلف لوگوں کے نام خطوط تحریر کیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عجم کے نام مکتوبات ارسال کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! عجمی لوگ مہر کے بغیر کسی مکتوب کو اہمیت نہیں دیتے' لہٰذا مہر تیار کی جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مشاورت سے مہر تیار کروائی جس پر اپنا اسم گرامی "محمد رسول اللہ" کندہ کروایا تھا۔ یہ مہر مکتوبات گرامی کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔

فائدہ نافعہ: ایک خط دوسرے خط سے' ایک مضمون دوسرے مضمون اور کسی ایک کا دستخط دوسرے کے دستخط سے مشابہ ہو سکتا ہے۔ اس اشتباہ کے باعث انسان کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتا ہے اور اس کے نتائج بھی خطرناک ہو سکتے ہیں' لہٰذا مہر کا بنوانا اور مکتوبات کے اختتام پر استعمال کرنا ضروری ہے۔

بَاب كَيْفَ السَّلَامُ

باب 25: سلام کرنے کا طریقہ

2642- اخرجه البخاری (۱۰/۳۲۷) کتاب اللباس' باب: اتخاذ الخاتم ليختم به الشیء' حديث (۵۸۷۵) و مسلم (۷/۳۱۹ - نووی) کتاب اللباس' باب فی اتخاذ النبی صلی الله عليه وسلم و مسلم خاتماً حديث (۵۷ /۲۰۹۲) و ابوداؤد (۴۸۸/۲) کتاب الخاتم' باب: ما جاء فی اتخاذ الخاتم (۴۲۱۴) و النسائی (۱۸۴/۸) کتاب الزينة' باب: صفة خاتم النبی صلی الله عليه وسلم و فی (۱۹۲/۸) کتاب الزينة' باب: صفة خاتم النبی صلی الله عليه وسلم و نقشه و رواه احمد (۱۶۸/۳' ۱۸۰' ۲۲۳' ۲۷۵)-

2643 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ

متنِ حدیث: اَقْبَلْتُ اَنَا وَصَاحِبَانِ لِیْ قَدْ ذَهَبَتْ اَسْمَاعُنَا وَاَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ اَنْفُسَنَا عَلٰی اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ اَحَدٌ يَقْبَلُنَا فَاَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی بِنَا اَهْلَهٗ فَاِذَا ثَلَاثَةُ اَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوْا هٰذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا فَكُنَّا نَحْتَلِبُهٗ فَيَشْرَبُ كُلُّ اِنْسَانٍ نَصِيْبَهٗ وَنَرْفَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهٗ فَيَجِیْءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَاْتِی الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّیْ ثُمَّ يَاْتِیْ شَرَابَهٗ فَيَشْرَبُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے دو ساتھی آ رہے تھے۔ ہماری سماعت اور بصارت بھوک کی وجہ سے کمزور ہو چکی تھی' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے سامنے آنا شروع کیا' لیکن کسی نے ہمیں قبول نہیں کیا۔ پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لے کر اپنے گھر چلے گئے' وہاں تین بکریاں موجود تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کا دودھ دوہ لو! ہم نے انکا دودھ دوہنا شروع کیا ہر شخص نے اپنے حصے کا دودھ پی لیا' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ رکھ دیا رات کے وقت جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا' اس طرح کہ سویا ہوا شخص جاگ نہ جائے' اور جاگتا ہوا شخص اسے سن لے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد (جائے نماز کے پاس) تشریف لے گئے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشروب کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

سلام پیش کرنے کا طریق کار

احکام دین میں اعتدال اور آسانی کے پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے' تا کہ عمل کرنا انسان پر دشوار نہ ہو۔ حدیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اہل مجلس میں سے جب کچھ لوگ بیدار اور کچھ سوئے ہوئے ہوں تو آنے والا شخص پست آواز میں: السلام علیکم' کہے تا کہ بیدار لوگ سن سکیں اور سوئے ہوئے پریشان نہ ہوں۔ اسی طرح مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھنے میں مصروف ہوں اور کچھ فارغ بیٹھے ہوں تو مسجد میں آنے والا آدمی پست آواز میں: السلام علیکم' کہے' تا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور فارغ لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا کہ مسجد میں اہل صفہ میں سے کچھ بیدار ہوتے اور کچھ سوئے ہوئے ہوتے تو آپ پست آواز میں: السلام علیکم فرماتے پھر نماز ادا کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے۔

2643۔ اخرجہ احمد (۶/۲، ۳، ۴) و مسلم (۷/۲۶۰ - نووی) کتاب الاشربۃ' باب: اکرام الضیف و فضل ایثارہ حدیث (۲۰۵۵) و ابو یعلی فی (مسندہ) (۳/۸۶) رقم (۱۵۱۷)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلَى مَنْ يَبُوْلُ

باب 26: پیشاب کرنے والے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے

2844 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ يَعْنِي السَّلَامَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ الْفَغْوَاءِ وَجَابِرٍ وَّالْبَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیشاب کر رہے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت علقمہ بن فغواء رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت براء رضی اللہ عنہ حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

پیشاب کرنے والے کو سلام کرنے کی ممانعت

جو شخص پیشاب یا پاخانہ کرنے میں مصروف ہو' اسے سلام کرنے کیا جازت نہیں ہے۔ پیشاب سے فراغت پر اور ڈھیلا استعمال کرنے کے دوران سلام کرنے کی اجازت ہے اور کسی کے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے۔ حدیث باب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عین پیشاب کرنے کے دوران کسی خادم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا تو آپ نے انہیں جواب نہ دیا تھا۔ درحقیقت یہ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا استعمال کر رہے تھے' اس دوران کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سلام عرض کیا' آپ نے دیوار پر تیمم کر کے جواب دیا تھا۔ سلام کا جواب دینے سے قبل تیمم کرنا ضروری نہیں ہے یعنی وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اعلیٰ قسم کے تقویٰ پر محمول ہے یا امت کو تعلیم تقویٰ وطہارت دینا مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُبْتَدِئًا

باب 27: آغاز میں "علیک السلام" کہنا مکروہ ہے

2645 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ

متنِ حدیث: طَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فَاِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ وَلَا اَعْرِفُهُ وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ اِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ ثَلَاثًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ اِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ اَبُو غِفَارٍ عَنْ اَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ اَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

توضیح راوی: وَاَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ

ابوتمیمہ اپنی قوم کے ایک فرد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلا میں آپ تک نہیں پہنچ سکا میں بیٹھ گیا کچھ کچھ لوگ آئے جن میں نبی اکرم ﷺ بھی موجود تھے میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا نبی اکرم ﷺ لوگوں کے درمیان صلح کروا رہے تھے جب آپ فارغ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ تو مجھے پتا چلا کہ یہ نبی اکرم ﷺ ہیں جب میں نے یہ دیکھا تو کہا علیک سلام یارسول اللہ علیک سلام یارسول اللہ ﷺ علیک سلام یارسول اللہ ﷺ (آپ ﷺ کو سلام یارسول اللہ ﷺ) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیک سلام مردے کو سلام کرنے کا طریقہ ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو سلام کرے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دیا: وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ (یعنی تین مرتبہ جواب) دیا۔

ابوغفار نامی راوی نے اس روایت کو حضرت ابوتمیمہ ہجیمی کے حوالے سے حضرت ابوجری جابر بن سلیم ہجیمی کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابوتمیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے۔

2646 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ اَبِي غِفَارٍ الْمُثَنَّى بْنِ

2645۔ انفرد به الترمذی. و اخرجه احمد (۳/ ۴۸۲) الجملة الاولى منه و النسائی فی (الكبرى) (۶/ ۸۸) عمل اليوم و الليلة: باب كيف السلام حديث (۱۰۱۵۱)۔

سَعِيدٍ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ

متن حدیث: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَقَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَذَكَرَ قِصَّةً طَوِيْلَةً

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوتمیمہ ہجیمی حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے علیک السلام کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا: علیک السلام نہ کہو! بلکہ السلام علیکم کہو!

اس کے بعد انہوں نے طویل قصہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2647 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام کرتے تھے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کرتے تھے تو اسے تین مرتبہ دہرا دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

علیک السلام کے الفاظ سے سلام کرنے کی ممانعت

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کے سلام کا جواب: علیک السلام، وعلیک السلام اور علیکم والسلام، وعلیکم السلام کے الفاظ سے دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح: السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور السلام علیکم کے الفاظ سے سلام کہا جا سکتا ہے۔ تاہم: علیک السلام، وعلیک السلام اور علیکم السلام، وعلیکم السلام کے الفاظ سے کسی کو سلام کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اہل قبور کا سلام ہے۔ پہلی حدیث باب میں ایسے ہی سلام سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک بار سلام کہنے اور ایک بار جواب دینے کا حکم ہے۔

2646- اخرجه احمد (٥/ ٦٣) و ابوداؤد (٤٥٢/٢) كتاب اللباس: باب فى الهدب حديث (٤٠٧٥) و رواه فى (٢/ ٤٥٤): باب: ما جاء فى اسبال الازار، حديث (٤٠٨٤) و فى (٢/ ٧٧٤) كتاب الادب: باب: كراهية ان يقول: عليك السلام حديث رقم (٥٢٠٩) و رواه النسائى فى (الكبرى) (٦/ ٨٧ - ٨٨) بكتاب: عمل اليوم و الليلة: باب: كيف السلام حديث (١٠١٤٩، ١٠١٥٠)-

2647- اخرجه احمد (٣/ ٢١٣، ٢٢١) و البخارى (١/ ٢٢٧) كتاب العلم: باب: من اعاد الحديث ثلاثا ليفهم (٩٤) و سياتى عند المصنف رقم (٣٦٤٠)-

سوال: جب سلام ایک بار کیا جاتا ہے اور جواب بھی ایک بار دیا جاتا ہے تو پہلی حدیث باب میں نو وارد اور نو آموز صحابی حضرت ابوتمیمہ طریف بن مجالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار جواب کیوں ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عموماً ایک بار: السلام علیکم فرماتے اور ایک بار جواز سے نوازتے تھے لیکن اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار جواب دیا، اس کا مقصد نو آموز صحابی کی دلداری اور حوصلہ افزائی تھا۔

سوال: آخری حدیث باب کے مطابق بات خوب ذہن نشین کرانے کے لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تین بار گفتگو فرماتے تھے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سلام کیوں ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طریقہ ایک بار سلام کہنے کا تھا لیکن تیسری حدیث باب مجمع کو سلام کرنے پر محمول ہے کیونکہ آپ مجمع کے دائیں حصہ، بائیں حصہ اور سامنے والے حصہ کو الگ الگ سلام ارشاد فرماتے تاکہ سب تک صدائے سلام پہنچ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَاب اجْلِسْ حَيْثُ انْتَهٰى بِكَ الْمَجْلِسُ

باب 28: محفل کے آخری حصے میں بیٹھنے کا حکم

2648 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَاَبُوْ مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاسْمُهٗ يَزِيْدُ وَيُقَالُ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

◄► حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، تین لوگ آئے ان میں سے دو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ آئے، اور ایک واپس چلا گیا، جب وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ٹھہرے تو ان میں

2648۔ اخرجه مالك فی (الموطا) (۲/ ۹۶۰) كتاب السلام ' باب: جامع السلام و احمد (۵/ ۲۱۹) و البخاری (۱/ ۱۸۸) كتاب العلم ' باب: من قعد حيث ينتهي به المجلس (٦٦) في (۱/ ۱٦۹) كتاب الصلاة ' باب: الحلق و الجلوس في المسجد حديث (٤٧٤) و مسلم (۷/ ۴۱۳) كتاب السلام ' باب: من اتى مجلسا فوجد فرجة حديث (۲۱۷٦)

سے ایک نے حلقے میں تھوڑی گنجائش دیکھی تو وہ وہیں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص سب لوگوں سے پیچھے بیٹھا تیسرا شخص منہ پھیر کر واپس چلا گیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی بات سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں ان تین آدمیوں کے بارے میں تمہیں بتاؤں جہاں تک پہلے شخص کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دی جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو اس نے حیاء کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیاء کی جہاں تک تیسرے شخص کا تعلق ہے تو اس نے منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابوواقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔

ابو مرہ اُم ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کا نام یزید ہیں۔

ایک قول کے مطابق یہ عقیل بن ابوطالب کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

2649 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سِمَاكٍ اَيْضًا

◄► حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو ہر شخص وہاں بیٹھتا تھا جہاں جگہ مل جاتی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

زہیر بن معاویہ نے اس روایت کو سماک کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔

شرح

علمی مجلس میں کوتاہ دست کی محرومی

پہلی حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام میں تشریف فرما ہو کر علم وعرفان کے جواہر اور احکام دین کی دولت لٹا رہے تھے۔ اسی دوران تین آدمیوں کے آنے کا واقعہ پیش آیا۔ جن میں سے ایک تو مجلس کے قریب آئے بغیر واپس لوٹ گیا، دوسرا حلقہ میں گھس کر بیٹھ گیا اور تیسرا مجلس کے آخر میں بیٹھ گیا۔ الغرض: پہلا علمی فیضان سے مکمل طور پر محروم رہا، دوسرے نے قریب ہو کر خوب استفادہ کیا اور تیسرا نہ مکمل طور پر محروم رہا اور نہ کامل طریقہ سے فیضیاب ہوا۔ ثابت ہوا کہ علمی مجلس سے محرومی فیضان نبوت سے محرومی ہے۔ قرب نبوت فیضان نبوت کے حصول کا ذریعہ ہے اور علمی مجلس سے کوتاہ دست وراثت نبوت سے محروم ہوتا ہے۔

2649- اخرجه احمد (٥/٩١، ١٠٧) و ابوداؤد (٢/٦٧٢) كتاب الادب، باب: في التحلق حديث (٤٨٢٥) و البخاري في (الادب المفرد) رقم (١١٤١) و النسائي في (الكبرى) (٤٥٢/٢) كتاب العلم، باب: الجلوس حيث ينتهي به المجلس، حديث (٥٨٩٩)۔

دوسری حدیث باب میں آداب مجلس کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے کہ علمی وفقہی مجلس درحقیقت فیضان نبوت کا تسلسل ہے جس سے از اول تا اختتام شامل ہو کر فیض حاصل کرنا چاہیے۔ جو شخص دلچسپی ذوق اور محبت سے اپنے معلم و شیخ کے زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ علمی استفادہ کر سکے گا۔ پھر درجہ بدرجہ یہ دولت حاصل ہوگی۔ اگر حلقہ میں جگہ خالی ہو تو وہاں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ مجلس کے کنارہ پر بھی بیٹھا جا سکتا ہے۔ تاہم مجلس جمعۃ المبارک کی طرح لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر مدرس و مبلغ کے پاس پہنچنا قابل مؤاخذہ حرکت ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَالِسِ عَلَى الطَّرِيْقِ

باب 29: راستے میں بیٹھنے کا حکم

2650 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِيْنَ فَرُدُّوا السَّلَامَ وَاَعِيْنُوا الْمَظْلُوْمَ وَاهْدُوا السَّبِيْلَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ ابواسحٰق، حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حالانکہ انہوں نے یہ حدیث ان سے نہیں سنی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو راستے میں بیٹھے ہوئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے ایسا ضرور کرنا ہے تو سلام کا جواب دو مظلوم کی مدد کرو اور راستے کے بارے میں رہنمائی کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

راستے میں بیٹھنے کا شرعی حکم اور اس کے آداب

شرعی نقطہ نظر سے راستہ میں بیٹھنے سے اجتناب ضروری ہے۔ اگر کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر راستہ میں بیٹھنے کی ضرورت پڑ جائے تو حدیث باب میں اس کے تین آداب بیان کیے گئے جو یہ ہیں:

(۱) گزرنے والے لوگوں کے سلام کا جواب دینا

(۲) مظلوم کی اعانت و مدد کرنا

(۳) بھولے ہوئے شخص کو راستہ کی رہنمائی کرنا۔

2650۔ اخرجہ احمد (۲۸۲/٤، ۲۹۱، ۳۰۱) و الدارمی (۲۸۲/۲) کتاب الاستئذان: باب فی النهی عن الجلوس فی الطرقات۔

ایک شاعر نے راستہ میں بیٹھنے والے کے بہت سے حقوق وآداب بیان کیے ہیں اس کے اشعار درج ذیل ہیں:

افش السلام واحسن فی الکلام وشم ت عا طسا وسلاما رد احسانا

فی الحمل عاون و مظلوماً اعن واغث لهفان واهد سبیلا واهد حیرانا

بالعرف مروانه عن نکر وکف اذی وعض طرفا واکثر ذکر مولانا

شاعر نے ان اشعار میں راستہ میں بیٹھنے کے متعدد حقوق وآداب بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) سلام کہنا (۲) خوبصورت بات کرنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) سامان اٹھانے میں کسی کی مدد کرنا (۶) مظلوم کی مدد کرنا (۷) راستہ بتانے میں کسی کی رہنمائی کرنا (۸) کسی کی پریشانی دور کرنا (۹) نیکی کا حکم دینا (۱۰) برائی سے روکنا (۱۱) کسی کو تکلیف دینے سے باز رہنا (۱۲) غیر محرم عورت کو دیکھنے سے پرہیز کرنا (۱۳) ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہنا۔ (عبدالرحمٰن تحفۃ الاحوذی ج ۷ ص ۵۴۴)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُصَافَحَةِ

باب 30: مصافحہ کرنے کا بیان

2651 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ وَّإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّفْتَرِقَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْبَرَاءِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

توضیحِ راوی: وَّالْاَجْلَحُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيُّ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب بھی دو مسلمان مل کر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرتے ہیں ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

یہ حدیث "حسن" ہے اور ابواسحٰق کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر "غریب" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

اجلح نامی راوی اجلح بن عبداللہ بن حجیہ بن عدی کندی ہیں۔

2652 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهُ اَيَنْحَنِيْ لَهُ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ قَالَ نَعَمْ

2651- اخرجه احمد (۴/۲۸۹، ۳۰۳) و ابو داؤد (۲/۷۷۵) کتاب الادب، باب: فی المصافحة حدیث (۵۲۱۲) و ابن ماجه (۲/۱۲۲۰) کتاب الادب، باب: المصافحة حدیث (۳۷۰۳)۔

2652- اخرجه احمد (۳/۱۹۸) و ابن ماجه (۲/۱۲۲۰) کتاب الادب، باب: المصافحة حدیث (۳۷۰۲)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص جب اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے' تو کیا وہ اس کے سامنے جھکے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! اس نے عرض کی: وہ اس کو ساتھ لگا کر اس کا بوسہ لے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! اس نے عرض کی: کیا وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس سے مصافحہ کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ جی ہاں!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

2653 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَلْ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2654 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ

قولِ امام بخاری: سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعُدَّهُ مَحْفُوْظًا وقَالَ اِنَّمَا اَرَادَ عِنْدِيْ حَدِيْثَ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَمَّنْ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا سَمَرَ اِلَّا لِمُصَلٍّ اَوْ مُسَافِرٍ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ اَوْ غَيْرِهٖ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہاتھ کو تھامنا (یعنی مصافحہ کرنا) سلام کی تکمیل کا حصہ ہے۔

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

653- اخرجه البخاری (۱۱/ ۵۷) كتاب الاستئذان' باب المصافحة حديث (٦٢٦٣)-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سلیم کی سفیان سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے اسے "محفوظ" شمار نہیں کیا:

وہ یہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں سفیان نے منصور کے حوالے سے خیثمہ کے حوالے سے' اس شخص سے یہ حدیث نقل کی ہے' جس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے نقل کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رات کے وقت گفتگو صرف نمازی کر سکتا ہے' یا مسافر کر سکتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہی روایت منصور کے حوالے سے' ابواسحٰق کے حوالے' عبدالرحمٰن بن یزید یا کسی اور شخص کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: سلام کی تکمیل میں ہاتھ پکڑنا بھی شامل ہے۔

2655 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ اَنْ يَّضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهٖ اَوْ قَالَ عَلٰى يَدِهٖ فَيَسْاَلُهُ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا اِسْنَادٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زَحْرٍ ثِقَةٌ وَّعَلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ ضَعِيْفٌ وَّالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُكْنٰى اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَّالْقَاسِمُ شَامِىٌّ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیمار کی عیادت میں یہ بات بھی شامل ہے: آدمی اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھے (راوی کو شک ہے' یا شاید یہی الفاظ ہیں) اس کے ہاتھ پر رکھے اور اس سے دریافت کرے: وہ کیسا ہے؟ اور سلام کی تکمیل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبیداللہ بن زحر نامی راوی ثقہ ہیں جب کہ علی بن یزید نامی راوی ضعیف ہیں۔ قاسم نامی راوی قاسم بن عبدالرحمٰن ہیں اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' یہ صاحب ثقہ ہیں اور عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے غلام ہیں۔

قاسم نامی راوی شام کے رہنے والے ہیں۔

2655- اخرجه احمد (۵/۲۵۹)۔

شرح

مصافحہ کرنے کی فضیلت

لفظ: مصافحہ' ثلاثی مزید باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: دو آدمیوں کا باہم اپنے ہاتھ ملانا۔ اگر دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ ملائیں تو اسے مصافحہ ناقصہ کہا جاتا ہے اور اگر دونوں اپنے دونوں ہاتھ' ہتھیلی اور پشت کی طرف سے ملائیں تو اسے مصافحہ کاملہ کہا جاتا ہے۔ مصافحہ ناقصہ مسنون نہیں ہے' بلکہ مصافحہ کاملہ مسنون ہے۔ معلوم ہوا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہیے اور یہی مصافحہ کاملہ ہے ورنہ مصافحہ مسنون نہیں ہوگا۔ کچھ لوگ انگلیاں یا ایک ہاتھ ملا کر مصافحہ کرتے ہیں' ایسا مصافحہ نہ کاملہ ہوسکتا ہے اور نہ مسنون بلکہ تکبر و غرور کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے۔

جو لوگ خلوص نیت' محبت و مودت اور قلبی میلان کی بنیاد پر مصافحہ' معانقہ اور تقبیل کرتے ہیں بشرطیکہ فساد یا غلط اندیشہ کا امکان نہ ہو' تو بلاشبہ جائز ہے ورنہ منع ہے۔ زیر مطالعہ احادیث میں ممانعت بھی اسی مفہوم پر محمول ہے۔

پانچویں حدیث باب میں صراحت ہے کہ جب دو شخص باہم مصافحہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالاتے ہیں اور مغفرت و بخشش کے طالب ہوتے ہیں' ان کے جدا ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے' اس سے مصافحہ کرنے کی اہمیت و فضیلت عیاں ہوجاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُعَانَقَةِ وَالْقُبْلَةِ

باب 31: معانقہ کرنا اور بوسہ دینا

2656 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں موجود تھے' زید' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اوپری جسم پر کچھ اوڑھے بغیر ان کی طرف بڑھے' آپ اپنے تہبند کو کھینچ رہے تھے' اللہ کی قسم! اس سے پہلے یا اس کے بعد میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اوپری جسم پر) اوڑھے بغیر کسی سے ملتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اور ہم اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

معانقہ اور تقبیل جائز ہونا

لفظ: معانقہ، فعل ثلاثی مزید فیہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کا معنی ہے: دو آدمیوں کا باہم یکے بعد دیگرے دونوں کندھوں کو ملانا۔ دونوں کی طرف سے ایک ایک کندھے کو ملانا معانقہ ناقصہ ہے اور دونوں کو ملانا معانقہ کاملہ ہے۔ مصافحہ کی طرح معانقہ بھی مسنون ہے اور معانقہ مصافحہ کا نعم البدل اور قائم مقام ہے۔ دونوں کی دعا ایک ہے اور وہ یہ ہے: یغفر اللہ لنا ولکم۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت و بخشش کرے۔''

لفظ: تقبیل، فعل ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: چومنا، بوسہ دینا۔ تقبیل کی اہمیت وافادیت معانقہ سے کم نہیں ہے۔ تاہم معانقہ کے ساتھ تقبیل کا مظاہرہ اس صورت میں کیا جائے کہ کسی قباحت و برائی اور شک وشبہ کا امکان نہ ہو۔ ورنہ عدم تقبیل کی صورت بہتر ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ، معانقہ اور تقبیل کو اختیار فرمایا اور امور ثلاثہ مسنون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ بھی دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قُبْلَةِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ

باب 32: ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

2657 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهُ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ اِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ لِّيَقْتُلَهُ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَّلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدَ اَنْ لَّا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَهُ وَرِجْلَهُ فَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالُوْا اِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ اَنْ لَّا يَزَالَ فِيْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَّاِنَّا نَخَافُ اِنْ تَبِعْنَاكَ اَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ وَابْنِ عُمَرَ وَكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2657- اخرجه احمد (٤/ ٢٣٩، ٢٤٠) و رواه ابن ماجه (٢/ ١٢٢١) كتاب الادب، باب: الرجل يقبل يد الرجل (٣٧٠٥) عن صفوان بن عسال، ان قوما من اليهود قبلوا يد النبى صلى الله عليه وسلم و رجليه، و النسائى فى (الكبرى) كما فى (تحفة الاشراف) رقم (٤٩٥١)-

◆◆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے پاس ان نبی کے پاس چلو اس کے ساتھی نے کہا: تم نبی نہ کہو' کیونکہ اگر انہوں نے تمہیں' نبی کہتے ہوئے سن لیا تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی' پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ سے نو واضح نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا: تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ' چوری نہ کرو' زنا نہ کرو' اس شخص کو قتل نہ کرو' جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' البتہ حق (کے ساتھ قتل کیا جاسکتا ہے) اور تم بے قصور شخص پر (جھوٹا الزام لگا کر) حاکم کے پاس نہ لے کر جاؤ' تا کہ وہ اسے قتل کردے' تم جادو نہ کرو' سود نہ کھاؤ' پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ' میدان جنگ سے فرار اختیار نہ کرو' بطور خاص تم لوگ اے یہودیو! تم ہفتے کے دن کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو بوسہ دیا اور بولے: ہم یہ گواہی دیتے ہیں: آپ نبی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: پھر کیا وجہ ہے تم لوگ میری پیروی کیوں نہیں کرتے؟ راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے جواب دیا: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی تھی' ہمیشہ ان کی اولاد میں سے نبی ہوں' ہمیں یہ اندیشہ ہے: اگر ہم نے آپ کی پیروی کی' تو یہودی ہمیں مروا دیں گے۔

اس بارے میں حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

متعدد روایات اور احادیث مبارکہ سے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں چند روایارت درج ذیل ہیں:

۱- حدیث باب میں ہے کہ دو یہودیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیا تھا۔

۲- حضرت کعب بن مالک اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جب توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو چوما تھا۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک میدان جہاد سے بھاگ کر واپس آئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلداری کرتے ہوئے از راہ شفقت فرمایا: انتم العکارون وانا فئة المؤمنین۔ تم شیر کی طرح پلٹ کر حملہ آور ہونے والے ہو اور میں تمہارا مرکز ہوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: فقبلنا یدہ ۔ تو ہم نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی۔

۴- حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا تھا۔

۵- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چوما تھا۔

۶۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے واپس آئے تو انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دست بوسی کی۔

۷۔وفد عبدالقیس کے مشہور رکن حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر تیز رفتاری سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوما۔

۸۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں کو بوسہ دیا جبکہ وہ اس وقت ان کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔

۹۔خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوماتھا۔

تقبیل یدورجل میں مذاہب آئمہ

کیا کسی علمی شخصیت اور مرد صالح کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقبیل یدورجل ناجائز ہے جواز والی روایات کو وہ ضعیف یا غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۲۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دین ومذہب کی بزرگی کی بناء پر تقبیل جائز ہے بلکہ مستحب ہے لیکن دنیوی و دولت کی بنیاد پر ممنوع ومکروہ ہے۔

۳۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ علمی دینی اور مذہبی عظمت وفضیلت کی بناء پر تقبیل جائز ہے لیکن دولت ودنیوی شان وشوکت کے سبب مکروہ تحریمی ہے۔مذکورہ بالا روایات آپ کے دلائل ہیں۔

سوال: تقبیل یدورجل کے وقت انسان رکوع بلکہ اس سے زیادہ جھکتا ہے اور غیر اللہ کے لیے رکوع کی حالت تک جھکنا منع ہے لہٰذا تقبیل ناجائز ہونا چاہیے؟

جواب: بلاشبہ غیر اللہ کے لیے رکوع یا اس سے پست حالت میں جھکنا منع ہے بشرطیکہ عبادت کی نیت ہو۔اگر عبادت کی نیت نہ ہوتو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔اس پر حدیث باب اور مندرجہ بالا روایات دلیل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَرْحَبًا

باب 33: مرحبا (خوش آمدید) کہنا

2658 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ تَقُوْلُ

2658۔ اخرجه احمد (٦/٣٤٣، ٣٤٢، ٤٢٥) و البخاری (١/٤٦١) کتاب الغسل، باب: التستر فی الغسل عند الناس، حدیث (٢٨٠) و فی الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفاً به حدیث (٣٥٧) و فی کتاب الجزیة، باب: امان النساء و جوارهن حدیث (٣١٧١) و مسلم (٢/٣٦٣ - نووی) کتاب الحیض، باب: تستر المغتسل بثوب و نحوه حدیث (٣٣٦/٧٠) و النسائی (١/١٣٦) کتاب الطهارة، باب: ذکر الاستتار عند الاغتسال و الدارمی (١/٣٣٨ - ٣٣٩) کتاب الصلاة، باب: صلاة الضحی۔

متن حدیث: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ قَالَ فَذَكَرَ فِى الْحَدِيْثِ قِصَّةً طَوِيْلَةً

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ کے موقع پر حاضر ہوئی' تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے ہوئے پایا' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ تان رکھا تھا' سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون خاتون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں اُم ہانی ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُم ہانی کو خوش آمدید۔

انہوں نے اس حدیث میں پورا واقعہ بیان کیا ہے

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2659 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ اَبُوْ حُذَيْفَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِىْ جَهْلٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَوْمَ جِئْتُهٗ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ جُحَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِصَحِيْحٍ لَّا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُوْسٰى بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ مُّصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَّقُوْلُ مُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّكَتَبْتُ كَثِيْرًا عَنْ مُّوْسٰى بْنِ مَسْعُوْدٍ ثُمَّ تَرَكْتُهٗ

◄► حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جس دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کے لیے) حاضر ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہجرت کر کے آنے والے سوار کو خوش آمدید۔

اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے ہم اس روایت کو صرف موسیٰ بن مسعود کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور جب موسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے' عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان کے حوالے سے' اس روایت کو ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔انہوں نے اس کی سند میں مصعب بن سعد کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ سند زیادہ مستند ہے۔

میں نے محمد بن بشار کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے' موسیٰ بن مسعود حدیث میں ''ضعیف'' ہیں۔

محمد بن بشار کہتے ہیں: پہلے میں نے موسیٰ بن مسعود سے بہت سی روایات نوٹ کیں تھیں' مگر پھر میں نے انہیں ترک کر دیا۔

2659- لم يخرجه من الستة سوى الترمذى كما فى (التحفة) (٧/ ٣٤٤) رقم (١٠٠١٧)-

شرح

کسی کوخوش آمدید کہنا

کسی مہمان کی آمد پر اظہار مسرت کرتے ہوئے اسے خوش آمدید کہنا جائز اور مسنون ہے۔ پہلی حدیث باب میں بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر ان کو خوش آمدید کہا تھا۔ دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ مشہور دشمن رسول ابوجہل کے لخت جگر حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد جب اسلام اور کفر کی کشمکش چل رہی تھی۔ اس دوران عکرمہ بن ابی جہل مکہ معظمہ کو ترک کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور دوسرے ملک میں منتقل ہونے کے لیے ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ ان کی بیوی کو ان کا جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اچھی نہ لگی۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کے لیے پناہ کی طالب ہوئی جو انہیں دے دی گئی۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور علامت انہیں اپنی چادر مبارک بھی عنایت فرمائی تھی۔ بیوی پناہ حاصل کرنے کے بعد ساحل سمندر پر پہنچی' شوہر کو پناہ حاصل کرنے سے آگاہ کیا اور مکہ معظمہ واپس لانے میں کامیاب ہوگئی۔ واپسی پر عکرمہ بن ابی جہل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر سے واپسی کے سفر کو ہجرت سے تعبیر کرتے ہوئے ان کا بایں الفاظ استقبال کیا اور خوش آمدید کہا: مرحبا بالراکب المهاجر ۔ ہجرت کرنے والے اونٹ سوار کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اسلام' خلوص نیت اور احسان و مروت سے معمور حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اب مکہ معظمہ کے ایک ایک باشندے نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ اللہ و رسول کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل عمر بن ہشام کا بیٹا مسلمان ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و جان نثار بن چکا ہے یعنی شہر ایک ہے' جس میں باپ دشمن رسول کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہے اور بیٹا خادم رسول کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا ہے۔



كِتَابُ الْاَدَبِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ

باب 1: چھینکنے والے کو جواب دینا

2660 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ اَيُّوْبَ وَالْبَرَاءِ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ اس کی دعوت کرے تو قبول کرے جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے اسی چیز کو پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض محدثین نے حارث اعور کے بارے میں کلام کیا ہے۔

2661 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْمَخْزُوْمِيُّ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ

2660۔ اخرجه احمد (۱/۸۸، ۸۹) و ابن ماجه (۱/۴۶۱) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في عيادة المريض حديث (۱۴۳۳) و الدارمي (۲/۲۷۵۔۲۷۶) كتاب الاستئذان: باب: في حق المسلم على المسلم۔

الْمَقْبُرِيّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْمَخْزُوْمِيُّ الْمَدَنِيُّ ثِقَةٌ رَوٰى عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرماتا ہیں: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے جب وہ اس کی دعوت کرے تو اس کو قبول کرے جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ چھینکے تو اس کو چھینک کا جواب دے جب وہ موجود نہ ہو یا موجود بھی ہو تو اس کے لیے خیر خواہی کرے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محمد بن موسیٰ مخزومی مدنی ثقہ ہیں عبدالعزیز بن محمد اور ابن ابی فدیک نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

چھینکنے والے کو جواب دینا

جب کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے اطمینان ذہنی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ چھینک آنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔ چھینک آنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانی چاہیے کہ اسے اطمینان وسکون کی دولت حاصل ہوئی ہے۔ جسے چھینک آئے وہ اس پر بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے: الحمدللہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) سننے والا اس کا جواب بایں الفاظ دے: یرحمک اللہ (اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی ورحم فرمائے!) چھینک کا شمار شعار اسلام اور سنت انبیاء علیہم السلام میں ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ان میں روح پھونکے جانے پر انہیں چھینک آئی تو انہوں نے بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی: الحمدللہ۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب میں یوں فرمایا: یرحمک اللہ۔ ثابت ہوا چھینک کا جواب دینا اخلاق الٰہی کا حصہ ہے۔ چھینکنے والا جواب دینے والے کے جواب میں یوں کہے: یھدیکم اللہ ویصلح بالکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے اور تمہارا حال درست فرمادے۔

چھینک آتے وقت اپنا منہ کپڑے یا ہاتھوں سے ڈھانپ لینا چاہیے اور پست آواز میں چھینکنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینکتے وقت چہرے کی صورتحال تبدیل ہو جاتی ہے اور دیکھنے والے کو معیوب محسوس ہوتی ہے۔

احادیث باب میں، چھ حقوق العباد بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی حدیث باب میں تیسرے نمبر کا اور دوسری حدیث باب میں پانچویں نمبر کا حق ترجمۃ الباب کے مطابق ہے۔

2661۔ رواہ النسائی (۴/۵۳) کتاب الجنائز باب: النهی عن سب الاموات۔

احادیث باب میں بیان کردہ چھ حقوق العباد درج ذیل ہیں:

(۱) ملاقات ہونے پر سلام کرنا (۲) دعوت ملنے پر اسے قبول کرنا (۳) چھینکنے والے کو: یرحمک اللہ کے الفاظ سے جواب دینا (۴) بیمار کی عیادت کرنا (۵) وفات پانے کی صورت میں نماز جنازہ میں شرکت کرنا (۶) اپنی ذات کی طرح اپنے مسلمان بھائی کے لیے بہتر چیز کو پسند کرنا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الْعَاطِسُ اِذَا عَطَسَ

باب 2: جب کوئی چھینکے تو کیا کہے؟

2662 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَضْرَمِيٌّ مَوْلَى الْجَارُوْدِ عَنْ نَافِعٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا اَنْ نَقُوْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زِيَادِ بْنِ الرَّبِيْعِ

◆◆ نافع بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ جملہ میں بھی کہتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ لیکن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے ہم (چھینکنے پر) یہ کہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ (ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف زیاد بن ربیع سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

چھینکنے والے کی دعا

بلاشبہ چھینک اللہ تعالیٰ کا انعام اس کا فضل اور اس کی نعمت ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو ذہنی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ چھینکنے والا اس نعمت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح بجالائے گا؟ اس اہم سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ وہ بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے: الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو) یہ الفاظ دو فقرات پر مشتمل ہیں۔ پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا ذکر ہے اور دوسرا جملہ دعائیہ کلمات پر مشتمل ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی کے نزول کی دعا کی گئی ہے۔ یہ الفاظ تو

2662- تفرد بہ الترمذی من اصحاب الکتاب الستۃ وذکرہ الہیثمی فی (مجمع الزوائد) (۶۰/۸) و عزاہ للترمذی بعضہ و للبزار و قال: و فیہ اسباط بن عزرۃ و لم اعرفہ و بقیۃ رجالہ ثقات۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مشہور و معمول تھے لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کو بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی: الحمد للہ علی کل حال۔ پہلے الفاظ کی نسبت یہ الفاظ زیادہ بہتر اور مسنون ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ

باب 3: چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے؟

2663 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ دَيْلَمٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُوْنَ اَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِي اَيُّوْبَ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہود نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں چھینکا کرتے تھے ان کی یہ خواہش تھی کہ نبی اکرم ﷺ انہیں یرحمك اللہ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) کہیں لیکن نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال درست کرے)۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2664 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّهُ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ فِي سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ فَكَاَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ اَمَا اِنِّي لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ اخْتَلَفُوْا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّقَدْ اَدْخَلُوْا بَيْنَ هِلَالِ بْنِ

2663- اخرجه احمد (۴/۴۰۰، ۴۱۱) و ابوداؤد (۲/۷۴۷) كتاب الادب، باب: كيف يشمت الذمي؛ حديث (۵۰۳۸) و البخارى فى الادب المفرد رقم (۹۴۰) و النسائى فى (الكبرى) (۶/۶۷) كتاب عمل اليوم و الليلة، باب: ما يقول لاهل الكتاب اذا تعاطسوا، حديث (۱۰۰۶۱)-

2664- اخرجه احمد (۶/۷) و ابوداؤد (۲/۷۳۶) كتاب الادب، باب: ما جاء في تشميت العاطس حديث (۵۰۳۱)، (۵۰۳۴) و النسائى فى الكبرى (۶/۶۵ - ۶۶) كتاب عمل اليوم و الليلة، باب: ما يقول العاطس اذا شمت، حديث (۱۰۰۵۳ - ۱۰۰۵۵)-

يَسَافٍ وَّسَالِمٍ رَجُلًا

حضرت سالم بن عبید بیان کرتے ہیں: وہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر میں شریک تھے حاضرین میں ایک صاحب کو چھینک آ گئی تو انہوں نے السلام علیکم کہا: انہوں نے جواب دیا: علیک وعلی امک (یعنی تمہیں بھی سلام ہو اور تمہاری ماں کو بھی اس آدمی کو بڑی الجھن محسوس ہوئی' تو ان صاحب نے کہا: میں نے تو وہی بات کی ہے' جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب کو چھینک آ گئی انہوں نے السلام علیکم کہا: تو نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: عليك وعلى امك (تم پر بھی سلام ہو' اور تمہاری ماں پر بھی) جب کسی شخص کو چھینک آئے' تو وہ الحمد لله رب العالمين کہے اور جب تم نے اسے جواب دینا ہو تو يرحمك الله کہے' پھر پہلا شخص یہ کہے يغفر الله لى ولكم (یعنی اللہ میری بھی مغفرت کرے اور تمہاری بھی مغفرت کرے)

اس حدیث کی روایت میں منصور کے حوالے سے' راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے ہلال بن یساف اور سالم کے درمیان ایک اور فرد کا تذکرہ کیا ہے۔

2365 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَخِيهِ عِيْسٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ قَالَ هٰكَذَا رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ اَبِي لَيْلٰى يَضْطَرِبُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ اَحْيَانًا عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اَحْيَانًا عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَخِيهِ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص چھینکے تو وہ الحمد لله على كل حال کہے اور جس شخص نے اسے جواب دینا ہو وہ يرحمك الله کہے تو پہلا شخص یہ کہے يهديكم الله ويصلح بالكم (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور تمہارے معاملات درست کرے)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

شعبہ اس روایت کو ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں۔

2665- اخرجه احمد (۵/۴۱۹، ۴۲۲) و الدارمی (۲/۲۸۳)- كتاب الاستئذان، اذا عطس الرجل ما يقول والنسائي في (الكبرى) (۶/۶۷) كتاب عمل اليوم و الليلة، باب: ما يقول اذا عطس، حديث (۱۰۰۴۱)

یہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کی سند میں ''اضطراب'' کیا ہے بعض اوقات وہ اسے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور بعض اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

چھینکنے والے کو جواب دینے کا طریقہ

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ چھینکنے والا شخص بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے گا: الحمدللہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) یا الحمدللہ رب العالمین۔ سوال یہ ہے کہ چھینکنے والے کو جواب کس طرح اور کن الفاظ میں دیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سامع بایں الفاظ جواب دے گا: یرحمک اللہ۔ چھینکنے والا سامع کے جواب میں یوں کہے گا:

(۱) يَغْفِرُ اللهُ لِي وَلَكُمْ (۲) يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اِيجَابِ التَّشْمِيتِ بِحَمْدِ الْعَاطِسِ

باب 4: چھینکنے پر الحمد پڑھنے والے کو جواب دینا واجب ہے

2666 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلَيْنِ عَطَسَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' دو آدمیوں کو نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں چھینک آئی' آپ نے ان میں سے ایک کو جواب دیا: اور دوسرے کو جواب نہیں دیا' تو جس کو آپ نے جواب نہیں دیا تھا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ نے ان صاحب کو جواب دیا اور مجھے چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی اور تم نے حمد بیان نہیں کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2666۔ اخرجه البخاری (۱۰/۶۱۵): کتاب الادب: باب الحمد و العطس' حدیث (۶۲۲۱)' و مسلم (۴/۲۲۹۲) کتاب الزهد و الرقائق: باب: تشمیت العاطس و کراهة التثاوب' حدیث (۵۳/۲۹۹۱) و ابو داؤد (۲/۷۲۸): کتاب الادب: باب: فیمن یعطس و لا یحمد الله' حدیث (۵۰۳۹) و النسائی فی (الکبری) (۶/۶۴) کتاب عمل الیوم و اللیلة باب: ما یقول اذا عطس' حدیث (۱۰۰۵۰/ ۱۱)' و ابن ماجه (۲/۱۲۲۳): کتاب الادب: باب تشمیت العاطس' حدیث (۳۷۱۳) و الدارمی (۲/۲۸۳): کتاب الاستئذان باب: اذا لم یحمد الله لا یشمته' و احمد (۳/۱۰۰' ۱۱۷' ۱۷۶)' و الحمیدی (۲/۵۰۸) حدیث (۱۲۰۸)

(اس بارے میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

شرح

چھینکنے والے کا حمد بیان کرنے پر جواب واجب ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ چھینکنے والا جب اللہ تعالیٰ کا شکر حمد بیان کرنے کی شکل میں ادا کرے تو سامع پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کو چھینک آئی، دونوں میں سے ایک نے اللہ کی حمد بیان کی تھی اور دوسرے نے حمد بیان نہیں کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے شخص کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا۔ دریافت کرنے پر آپ نے توجیہ بھی بیان فرما دی۔ ثابت ہوا کہ چھینکنے والا اگر تحمید کرے تو اس کا جواب واجب ہے ورنہ نہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ

باب 5: چھینکنے والے کو کتنی مرتبہ جواب دیا جائے؟

2667 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا شَاهِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رَجُلٌ مَزْكُوْمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ اَنْتَ مَزْكُوْمٌ قَالَ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهٰذَا وَرَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ اَنْتَ مَزْكُوْمٌ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

◆◆ ایاس بن سلمہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب کو چھینک آئی میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ان صاحب کو دوسری مرتبہ چھینک آئی، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان صاحب کو زکام ہے۔

2667- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص (٢٧٥) حديث رقم (٩٤٢) ومسلم (٤/ ٢٢٩٢): كتاب الزهد و الرقائق: باب: تشميت العاطس و كراهة التثاؤب، حديث (٥٥/ ٢٩٩٣) و ابو داؤد (٢/ ٧٢٧): كتاب الادب: باب: كم مرة يشمت العاطس حديث (٥٠٣٧). و النسائي (الكبرى) (٦/ ٦٤): كتاب عمل اليوم و الليلة، باب: كم مرة يشمت؟ حديث (١٠٠٥١) و ابن ماجه (٢/ ١٢٢٣): كتاب الادب: باب: تشميت العاطس حديث (٣٧١٤) و الدارمي (٢/ ٢٨٤): كتاب الاستئذان: باب: كم يشمت العاطس و احمد (٤/ ٤٦، ٥٠)-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ایاس بن سلمہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں' تاہم اس میں انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں زکام ہے۔

یہ روایت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شعبہ نے اسے عکرمہ بن عمار کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے' جیسے یحییٰ بن سعید نے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2668 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثًا فَاِنْ زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّاِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ.

◆◆ عمر بن اسحٰق اپنی والدہ کے حوالے سے' ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو! اگر اسے اور چھینک آئے' تو اگر تم چاہو تو اسے جواب دو' اور اگر چاہو تو نہ دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے' اور اس کی سند مجہول ہے۔

شرح

چھینکنے والے کو کتنی بار دعا دی جائے

جب کوئی تندرست آدمی چھینکے اور تحمید کرے تو اسے جواب دینا واجب ہے۔ یہ جواب تین بار تک دیا جا سکتا ہے اور بعد میں اختیار ہے کہ کوئی چاہے تو جواب دے یا نہ دے۔ اگر چھینکنے والا مریض ہو اور وہ زکام وغیرہ کی وجہ سے بار بار چھینکے تو اسے جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کو ایک بار دعا دی' دوسری حدیث باب میں ہے کہ دو دفعہ دعا دی اور تیسری روایت میں ہے کہ تین مرتبہ دعا کا حکم دیا پھر اختیار دے دیا کہ جو چاہے دعا دے اور جو چاہے نہ دعا دے' اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: جب معلوم ہو جائے کہ چھینکنے والا شخص کو زکام یا کوئی دوسرا مرض لاحق ہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا ضروری نہیں ہے' کیونکہ وہ بار بار چھینکے گا تو اس کے لیے کب تک دعائیں دی جائیں گی؟ اس کے مرض کا علم خواہ پہلی یا دوسری یا تیسری بار چھینکنے سے ہو جائے۔

2668- وذكره المتقي الهندي في (الكنز) (۹/۱٦۷) حديث رقم (۲۵۵۴۷) وعزاه للترمذي عن رجل-

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِیْرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعُطَاسِ

باب 6: چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپ لینا

2669 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِیْرٍ الْوَاسِطِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِیَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ اپنے ہاتھ کے ذریعے یا کپڑے کے ذریعے اپنے چہرۂ مبارک کو ڈھانپ لیتے تھے اور اپنی آواز کو پست رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپنا

یہ مسئلہ ضمنی طور پر اوراق گزشتہ میں لکھا جا چکا ہے کہ چھینکتے وقت حتی الوسعہ آواز پست رکھی جائے، اپنے چہرے کو کپڑے یا ہاتھوں سے ڈھانپ لیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینکتے وقت چہرے کی کیفیت میں تبدیلی آ جاتی ہے اور دیکھنے والا شخص اسے برا محسوس کرتا ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور معمول بھی یہی تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ

باب 7: بیشک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے

2670 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْعُطَاسُ مِنَ اللّٰهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ یَدَهٗ عَلٰی فِیْهِ وَاِذَا قَالَ اٰهْ اٰهْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ مِنْ جَوْفِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا قَالَ الرَّجُلُ اٰهْ اٰهْ اِذَا تَثَاءَبَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ فِیْ جَوْفِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

2669۔ اخرجه ابوداؤد (۲/۷۲۵): کتاب الادب: باب: فی العطاس حدیث (۵۰۲۹) و احمد (۲/۴۳۹) و الحمیدی (۲/۴۸۹) حدیث (۱۱۵۷)۔

2670۔ اخرجه النسائی فی فی (الکبری) (۶/۶۲) کتاب عمل الیوم و اللیلة، باب: ما یقول اذا عطس حدیث رقم (۱۰۰۴۲، ۳/۱۰۰۴۵، ۶/۱) و ابن ماجه (۱/۳۱۰) کتاب اقامة الصلاة و السنة فیها باب: ما یکره من الصلاة حدیث (۹۶۸) و ابن ماجه خزیمة (۲/۶۱) حدیث (۹۲۱، ۹۶۲)۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے' اور جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے' تو جب کسی شخص کو جماہی آئے' تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے' کیونکہ جب وہ آ آہ کہتا ہے' تو شیطان اس کے منہ کے اندر ہنستا ہے' اور بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے' اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب آدمی آہ' آہ کہتا ہے یعنی جب جماہی لیتا ہے' تو شیطان اس کی اس حرکت پر ہنستا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2671 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مَنْ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُوْلَنَّ هَاهْ هَاهْ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَجْلَانَ

توضیحِ راوی: وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ اَحْفَظُ لِحَدِيْثِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ وَاَثْبَتُ مِنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ اَحَادِيْثُ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ رَوٰى بَعْضَهَا سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَبَعْضُهَا عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاخْتَلَطَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُهَا عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے جماہی کو ناپسند کرتا ہے جب کسی شخص کو چھینک آئے' تو وہ الحمد للہ کہے وہ ہر سننے والے پر یہ لازم ہے: وہ جواب میں یرحمک اللہ کہے جہاں تک جماہی کا تعلق ہے' تو جب کسی شخص کو جماہی آئے جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے اور ہا' ہا نہ کرے۔ کیونکہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے' اور شیطان اس بات پر ہنستا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

یہ روایت ابن عجلان سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی ذئب سعید مقبری سے زیادہ بڑے حافظ حدیث ہیں اور ابن عجلان سے زیادہ مستند ہیں۔

میں نے ابوبکر عطار بصری کو علی بن مدینی کے حوالے سے' یحییٰ بن سعید کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے' محمد بن عجلان فرماتے ہیں' سعید مقبری سے منقول روایات میں سے بعض کو انہوں نے براہ راست حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور بعض روایات کو سعید نے ایک صاحب کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' تو یہ روایات مجھ پر خلط ملط ہو گئیں ہیں' تو میں انہیں سعید کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کر دیتا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہونا اور جماہی ناپسند ہونا

چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ من جانب اللہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں چھینک انسان کے تندرست وصحت مند ہونے کی علامت ہے، جس کے نتیجہ میں دماغ سے رطوبت اور ابخرے خارج ہوتے ہیں کہ اگر وہ خارج نہ ہوں تو آدمی یقینی طور پر علالت کا شکار ہو جائے۔ جماہی اللہ تعالیٰ کو اس لیے ناپسند ہے کہ یہ سستی، کاہلی اور غلبہ ملال کا نتیجہ ہے۔ جب آدمی جماہی لینے کے لیے اپنا منہ کھولتا ہے تو شیطان ہاہا کر کے ہنستا ہے۔ علاوہ ازیں جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور آدمی جب جماہی لیتا ہے تو شیطان اپنی کامیابی پر خوب مسکراتا ہے۔

چھینک آنے پر آدمی تحمید کرے اور پاس موجود شخص اسے: یرحمک اللہ کے الفاظ سے جواب دے۔ کسی کو جماہی آنے کی صورت میں اسے ہاتھوں یا کپڑے کے ذریعے دبا کر روکنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ منہ سے ہاہا کی آواز نہ نکالے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ چونکہ جماہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے، اس لیے نہ اس کی کوئی دعا ہے اور نہ جواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْعُطَاسَ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

باب 8: نماز کے دوران چھینک آنا شیطان کی طرف سے ہے

2672 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَفَعَهٗ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلٰوةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قُلْتُ لَهٗ مَا اسْمُ جَدِّ عَدِيٍّ قَالَ لَا اَدْرِيْ وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِيْنٍ قَالَ اسْمُهٗ دِيْنَارٌ

◆◆ عدی بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا سے "مرفوع" روایت کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نماز کے دوران چھینک، اونگھ، حیض، قے آنا اور نکسیر پھوٹنا شیطان کی طرف سے ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت "غریب" ہے ہم اسے شریک کی ابو یقظان کے حوالے سے، روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ان کے والد اور دادا کے حوالے سے، روایت کے بارے میں دریافت کیا: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا: عدی کے دادا کا کیا نام تھا، تو انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم۔

یحییٰ بن معین کے حوالے سے، یہ بات ذکر کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: ان کے دادا کا نام دینار تھا۔

2672۔ اخرجه ابن ماجه (۱/۳۱۰) كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: ما يكره من الصلاة: حديث (۹۶۹)۔

شرح

دورانِ نماز چھینک آنا شیطانی عمل ہونا

چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے' انسانی صحت مندی کی علامت اور اطمینان ذہنی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے' کیونکہ اس پر تحمید ہے اور سامع پر: یرحمک اللہ وغیرہ الفاظ سے جواب دینا واجب ہے۔ اس کا تعلق غیر نماز میں چھینک آنے کی صورت سے ہے۔ عین نماز کی حالت میں چھینک آنے پر یہ من جانب اللہ نہیں بلکہ من جانب شیطان ہونے کی وجہ سے یہ شیطانی عمل قرار پاتی ہے۔ یہی حکم دورانِ نماز نکسیر' پلٹی (قے) اور حیض آنے کا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے ان امورِ ثلاثہ کی نسبت بھی شیطان ملعون کی طرف کی جائے گی۔

فائدہ نافعہ: دورانِ نماز چھینک یا جماہی آنے کی صورت میں کپڑے وغیرہ سے آدمی اپنے منہ کو دبا کر اسے ختم کرنے کی خوب کوشش کرے' کیونکہ اس کے نمایاں ہونے پر آدابِ مسجد کی مخالفت اور نمازیوں کی اذیت کے علاوہ احسان اعلیٰ کی حالت میں نمازی کا علاقہ منقطع ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان خوش ہو گا۔

بَاب كَرَاهِيَةِ اَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيْهِ

باب 9: یہ بات مکروہ ہے: کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس جگہ پر بیٹھا جائے

2673 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يُقِمْ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2674 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يُقِمْ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ

2673- اخرجه البخاری (۱۱/ ۶۴): كتاب الاستئذان' باب: لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه' حديث (۶۲۶۹)' و مسلم (۴/ ۱۷۱۴): كتاب السلام' باب: تحريم اقامة الانسان من موضعه المباح الذى سبق اليه' حديث (۲۷/ ۲۱۷۷)' و الدارمی (۲/ ۲۸۷): كتاب الاستئذان: باب: لا يقيمن احدكم اخاه من مجلسه' احمد (۲/ ۱۶) (۴۶۵۹)' (عبد بن حميد) ص (۲۴۶) حديث (۷۶۴)' (الحميدی) (۲/ ۲۹۳) حديث (۶۶۴)' (ابن خزيمة) (۳/ ۱۶۰): كتاب الجمعة' باب: الزجر عن اقامة الرجل اخاه--' حديث (۱۸۲۰' ۱۸۲۲)-

2674- اخرجه مسلم (۴/ ۱۷۱۴): كتاب السلام' باب: تحريم اقامة الانسان من موضعه المباح الذى سبق اليه حديث (۲۹/ ۲۱۷۷)' و احمد (۲/ ۸۹) (۵۶۲۵)-

آثارِ صحابہ: قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْمُ لِابْنِ عُمَرَ فَلَا يَجْلِسُ فِيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں پر خود نہ بیٹھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی جگہ خالی کرتا' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شرح

بلاوجہ کسی کو اٹھا کر اس کی نشست پر بیٹھنے کی ممانعت

احادیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ بلاوجہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی نشست پر بیٹھنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ تکبر وغرور اور خود پسندی ہے' جس کے نتیجہ میں دوسرے شخص کے دل میں کدورت' کینہ اور انتقامی جذبہ جنم لے گا جو آگے چل کر عداوت ودشمنی کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ تاہم بیٹھنے والا احترام مسلم کے جذبہ سے ایثار کرتا ہوا اپنی جگہ ازخود کسی کو پیش کرے تو جائز ہے اور باعث اجر وثواب بھی۔ یہ معاملہ پہلی صورت سے مختلف ہے' کیونکہ پہلی صورت میں حق تلفی تھی اور اس صورت میں ایثار واحترام مسلم کے جذبہ کا اظہار ہے' جو مستقبل میں مستقل دوستی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ

باب 10: جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر جائے اور پھر واپس آجائے' تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے

2675 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَّهْبِ بْنِ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: الرَّجُلُ اَحَقُّ بِمَجْلِسِهٖ وَاِنْ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اپنی جگہ کا سب سے زیادہ حقدار ہے' اگر وہ کسی کام سے جائے اور پھر واپس آئے' تو وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2675۔ اخرجہ احمد (۴۲۲/۳)۔

شرح

بیٹھنے والا کہیں جائے پھر واپسی پر وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مسجد، حلقہ درس، مجلس وعظ اور سرائے وغیرہ میں بیٹھ جائے تو تا اختتام محفل وہ جگہ اسی سے متعلق ہو جائے گی۔ اسے وہاں سے بے دخل کر کے اس جگہ پر کسی کا بیٹھنا یا کسی کو بٹھانا، حق تلفی کے زمرے میں آتا ہے، جو ممنوع ہے۔ وہ شخص وہاں سے اٹھ کر کسی کام کے لیے گیا مثلاً پیشاب وغیرہ کے لیے، پھر واپس آنے کی صورت میں اس جگہ کا وہی زیادہ حقدار قرار پائے گا، کیونکہ عارضی برخواست سے اس کا حق ختم نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ اِذْنِهِمَا

باب 11: دو آدمیوں کے درمیان، ان سے اجازت لیے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے

2676 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَامِرٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَيْضًا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے دو آدمیوں کو علیحدہ کر دے البتہ ان کی اجازت کے ساتھ (ان کے درمیان بیٹھ سکتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

عامر احول نے بھی اس روایت کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اجازت کے بغیر دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت

حدیث باب میں مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ دو آدمی بیٹھے ہوں جبکہ ان کے درمیان جگہ خالی نہ ہو، ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان بیٹھنا منع ہے۔ اس ممانعت کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- دونوں کے درمیان تفریق سے دونوں کی حق تلفی ہے، جو حرام ہے۔

۲- دونوں کوئی اہم اور خفیہ بات کر رہے ہوں، یہ تفریق دوسری حق تلفی ہے۔

۳- دونوں کے درمیان محبت و انسیت ہو، درمیان بیٹھنا انہیں وحشت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

2676- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص (٣٣٠)- حديث (١١٤٦) و ابوداؤد (٢/٦٧٨): كتاب الادب: باب: في الرجل يجلس بين الرجلين بغير اذنهما، حديث (٤٨٤٥)، و احمد (٢/٢١٣) (٦٩٩٩)-

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْقُعُوْدِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ

باب 12: حلقے کے درمیان میں بیٹھنا مکروہ ہے

2677 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ مِجْلَزٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسْطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ مِجْلَزٍ اسْمُهٗ لَاحِقُ بْنُ حُمَيْدٍ

◆◆ ابومجلز بیان کرتے ہیں: ایک شخص حلقے کے درمیان میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ملعون قرار دیا گیا ہے۔ (راوی کو شک ہے' یا شاید یہی الفاظ ہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی زبانی اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے' جو حلقے کے درمیان بیٹھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابومجلز نامی راوی کا نام لاحق بن حمید ہے۔

شرح

حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کی ممانعت

لوگوں کے حلقہ کے وسط میں بیٹھنا منع ہے اور حدیث باب میں اسے ملعون قرار دیا گیا ہے۔ حلقہ کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت کی متعدد وجوہات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) حلقہ کے وسط میں بیٹھنے والے کی مشابہت اس مسخرے کے ساتھ ہے' جو لوگوں کے حلقہ میں بیٹھتا ہے' لوگ اس پر فقرے کستے ہیں' اسے چھیڑتے ہیں اور وہ الٹ پلٹ جواب دیتا ہے' پھر لوگ اس پر قہقہے کی آواز بلند کرتے ہیں۔ یقیناً یہ شیطانی عمل ہے۔

(۲) حلقہ کی شکل میں بیٹھنے کی صورت میں لوگوں کا باہم مواجہہ (آمنے سامنے بیٹھنا) ہوتا ہے' جسے لوگ پسند بھی کرتے ہیں لیکن جب حلقہ کے وسط میں کوئی شخص بیٹھے گا تو لوگوں کے مواجہہ کی صورت برقرار نہیں رہے گی اور یہ کیفیت لوگوں پر گراں گزرے گی۔

(۳) جب کوئی جاہل' بے ادب' بدتمیز اور منہ پھٹ حلقہ میں بیٹھے گا تو اس کی جہالت و بدتمیزی پر مبنی گفتگو لوگوں پر گراں گزرے گی اور اس پر پھٹکار بھیجیں گے۔

فائدہ نافعہ: اگر جگہ کم ہو یا ہال کی شکل میں جہاں اطراف میں سیڑھیاں ہوتی ہیں اور سیڑھیوں پر کرسیوں کا اہتمام ہوتا ہے جن پر لوگ بیٹھتے ہیں' جبکہ حلقہ میں بیٹھ کر کوئی ممتاز عالم دین درس قرآن یا درس حدیث یا درس فقہ یا درس تصوف دیتا ہے' تو یہ جائز

2677۔ اخرجه ابو داؤد (۲/۶۷۴): كتاب الادب: باب: الجلوس وسط الحلقة' حديث (۴۸۲۶) واحمد (۵/۳۸۴' ۳۹۸' ۴۰۱)۔

ہے، کیونکہ یہاں مذکورہ قباحتوں میں سے کوئی قباحت موجود نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ

باب 13: آدمی کا کسی دوسرے کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے

2678 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں کے نزدیک کوئی بھی شخصیت نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھی۔ لیکن جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پسند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح غریب" ہے۔

2679 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِيْنَ رَاَوْهُ فَقَالَ اجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

◆◆ ابومجلز بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بیٹھے رہو! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے لیے (تعظیم کے طور پر) بت کی شکل میں کھڑے ہوں، وہ شخص جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2678- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص (۲۷۸) حديث (۹۵٤) واحمد (۲/۱۳۲، ۱۳٤، ۱۵۱، ۲۵۰)-

2679- اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص (۲۸۸) حديث (۹۸٦) و ابوداؤد (۲/۷۷۹): كتاب الادب: باب: من قيام الرجل للرجل: حديث (۵۲۲۹) و احمد (٤/۹۱، ۹۳، ۱۰۰) و عبد بن حميد ص (۱۵٦) حديث (٤۱۳)-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اسی روایت کو ہناد نے اسامہ کے حوالے سے حبیب بن شہید کے حوالے سے ابومجلز کے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی کے لیے کھڑا ہونے کی ممانعت

احادیث باب میں کسی کے لیے کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب کا مصداق یہ ہے کہ عجمی لوگوں کی طرح کھڑا ہونا منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عجمی نوکر اپنے آقا کے سامنے اور رعایا اپنے بادشاہ کی خدمت میں کھڑی رہتی تھی، انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور اس قیام کو انتہائی درجہ کی تعظیم قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس انداز تعظیم سے منع کر دیا۔

دوسری حدیث باب کی وعید کا مصداق یہ ہے کہ کوئی شخص ذاتی طور پر پسند کرے کہ لوگ اس کے احترام کے لیے کھڑے ہوں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس صورت میں بھی قیام کا تعلق کسی کی ذات سے متعلق ہے، لہٰذا اس کی وعید بیان کر دی گئی۔

کسی کے ادب واحترام اور تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کی ممانعت ہرگز نہیں ہے۔ مثلاً اساتذہ، مشائخ اور والدین کے احترام و تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ قیام تعظیمی کے حوالے سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ جب بنو قریظہ نے ان کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب کیا۔ وہ اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر آئے اور کاشانہ نبوت کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلہ کے لوگوں سے یوں فرمایا: قوموا الی سیدکم (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۹۵) "تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ"۔

علاوہ ازیں یہ مشہور روایت ہے کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، خوش آمدید کہتے، انہیں بوسے دیتے اور اپنی جگہ پر انہیں بٹھاتے تھے۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ

باب 14: ناخن تراشنا

2680 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2680- اخرجه البخاری (۱۰/۳٤۷): کتاب اللباس: باب: قص الشارب، حدیث (۵۸۸۹)، و فی (الادب المفرد) ص (۳۷۲، ۳۷۳) (۱۳۹۵)، و مسلم (۲/۶۰ - الابی): کتاب الطهارة: باب: خصال الفطرة، حدیث (٤۹/۲۵۷)، و ابوداؤد (۲/٤۸۳): کتاب الترجل: باب: فی اخذ الشارب، حدیث (٤۱۹۸)، و النسائی (۱/۱٤): کتاب الطهارة: باب: (ذکر الفطرة - الختان، تقلیم الاظفار، نتف الابط)، حدیث (۹، ۱۰، ۱۱)، و ابن ماجه (۱/۱۰۷): کتاب الطهارة و سننها: باب: الفطرة، حدیث (۲۹۲)، و احمد (۲/۲۲۹، ۲۳۹، ۲۸۳) و فی (۲/٤۱۰، ٤۸۹)، و الحمیدی (۲/٤۱۸)، حدیث (۹۳۶)۔

متن حدیث: خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں' زیر ناف بال صاف کرنا' ختنہ کروانا' مونچھیں کتروانا' بغل کے بال صاف کرنا اور ناخن تراشنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2681 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَّنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: انْتِقَاصُ الْمَآءِ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَآءِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔

1- مونچھیں چھوٹی کروانا۔

2- ڈاڑھی بڑی رکھنا۔

3- مسواک کرنا۔

4- ناک میں پانی ڈالنا۔

5- ناخن تراشنا۔

6- بغل کے بال صاف کرنا۔

7- زیر ناف بال صاف کرنا۔

8- پانی سے استنجا کرنا۔

9- انگلیوں کی پشت کو دھونا' زکریا نامی راوی بیان کرتے ہیں: مصعب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: دسویں چیز میں بھول گیا ہوں' لیکن وہ کلی کرنا ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انتقاص الماء کا مطلب ہے پانی کے ذریعے استنجا کرنا۔

2681- اخرجه مسلم (۲/ ٦٧): كتاب الطهارة: باب: خصال الفطرة' حديث (٥٦/ ٢٦١) و ابوداؤد (۲/ ٦١): كتاب الطهارة: باب: السواك من الفطرة' حديث (٥٣) والنسائي (٨/ ١٢٨) كتاب الزينة: باب: من السنة الفطرة' حديث (٥٠٤٠) و ابن ماجه (١/ ١٠٧) كتاب الطهارة و سننها: باب: الفطرة حديث (٢٩٣) و ابن خزيمة (١/ ٤٧): كتاب الوضوء: باب: تسمية الاستنجاء بالماء فطرة' و احمد (٦/ ١٣٧)۔

اس بارے میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

ناخن تراشنا

لفظ: فطرت کا لغوی معنی ہے: بناوٹ' ساخت۔ فطرت کا اصطلاحی معنی ہے: امتیازی نشانات' خصوصی اوصاف۔ احادیث باب میں بلاتکرار گیارہ امور فطرت گنوائے گئے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں' وہ درج ذیل ہیں:

(۱) مونچھوں کا تراشنا (۲) ڈاڑھی کا بڑھانا (۳) ختنہ کرانا (۴) مسواک کرنا (۵) ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا (۶) ناخن تراشنا (۷) اعضاء جسم کو دھونا (۸) بغل کے بالوں کو اکھاڑنا (۹) زیر ناف بالوں کو مونڈنا (۱۰) پانی سے استنجاء کرنا (۱۱) پانی سے کلی کرنا۔

سوال: پہلی حدیث باب میں پانچ امور کا ذکر ہے اور دوسری حدیث باب میں دس چیزوں کو امور فطرت قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) خمس اور عشر میں تعارض نہیں ہے' کیونکہ چھوٹا عدد بڑے عدد میں شامل ہوتا ہے۔ (۲) پہلے بذریعہ وحی پانچ امور بتائے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتا دیے پھر بذریعہ وحی دس امور بتائے گئے جو آپ نے اپنی امت کو بتا دیے۔ (۳) ذکر عدد ماعداء کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتا۔

بَابُ فِي التَّوْقِيتِ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَأَخْذِ الشَّارِبِ

باب 15: ناخن تراشنے اور مونچھیں چھوٹی کروانے کی مدت

2682 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى أَبُوْ مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الدَّقِيقِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: أَنَّهُ وَقَّتَ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَأَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے لوگوں کے لیے ناخن تراشنے مونچھیں چھوٹی کروانے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی (زیادہ سے زیادہ) مدت چالیس روز مقرر کی تھی۔

2683 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

2682۔ إخرجه مسلم (۲/۶۴، ۶۵) كتاب الطهارة: باب: خصال الفطرة' حديث (۵۱/۲۵۸)' و ابو داؤد (۲/۴۸۳): كتاب الترجل: باب: في اخذ الشارب حديث (۴۲۰۰)' و النسائي في (الكبرى) (۱/۶۶) كتاب الطهارة: باب: الفطرة قص الشارب حديث (۱۵)' والنسائي في (الصغرى) (۱/۱۵) كتاب الطهارة: باب: التوقيت في ذلك' حديث (۱۴)' وابن ماجه (۱/۱۰۸): كتاب الطهارة و سننها حديث (۲۹۵)' و احمد (۳/۱۲۲، ۲۰۳، ۲۵۵)۔

متن حدیث: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ لَا يُتْرَكُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَوَّلِ

توضیح راوی: وَصَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مونچھیں چھوٹی کروانے ناخن تراشنے زیر ناف بال صاف کرنے بغل کے بال صاف کرنے کے لیے ہمارے لیے مدت متعین کی تھی کہ ہم چالیس دنوں سے زیادہ اسے ترک نہ کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

صدقہ بن موسیٰ نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

شرح

ناخنوں کے احکام

ناخنوں کے حوالے سے چند اہم احکام شرعی درج ذیل ہیں:

۱- جمعرات کے دن ناخن تراشنا

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات کو ناخن تراشا کرتے تھے اور یہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جمعرات کو ناخن تراشتے ہوئے دیکھا ہے۔

(شرح احیاء العلوم ج ۲ ص ۴۱۴)

۲- پندرہ دن میں ناخن تراشنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۸۷)

۳- ناخن تراشنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ناخن کاٹو اور اس کے تراشے کو دفن کرو۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۲)

۴- ناخن نہ کاٹنے کی وعید

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زیر ناف بال نہ مونڈے ناخن نہ کاٹے اور لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۱)

۵- بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان کا دوڑنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ناخن کاٹو' ناخن اور گوشت کے مابین شیطان دوڑتا ہے۔

۶- ناخن کے تراشے کو دفن کرنا

ناخن کاٹنے کے بعد اس کے تراشے کو دفن کر دینا چاہیے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری' ج ۶ ص ۳۴۶)

۷- ناخن تراشنے کی مدت

ہر ہفتہ میں ناخن کاٹے جائیں ورنہ پندرہ دن میں کاٹے جائیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن اور اس کے بعد گناہ ہے۔ ہر ہفتہ میں ناخن کاٹنا مناسب ترین ہے' پندرہ دن کی مدت متوسط ہے اور چالیس دن انتہائی مدت ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' ج ۴ ص ۴۵۷)

۸- ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ

ہاتھوں کے ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ یوں ہے: اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت' پھر درمیانی انگلی' پھر اس کے بغل والی' پھر سب سے چھوٹی اور آخر میں انگوٹھا۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی' پھر اس کے بغل والی' پھر اس سے متصل انگلی' اس کے بعد انگوٹھے کے بغل والی اور آخر میں انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے کی ترتیب اور مستحب طریقہ یوں ہے: دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری' ج ۱ ص ۳۴۴)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ

باب 16: مونچھیں چھوٹی کروانا

2684 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ اَوْ يَاْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ يَفْعَلُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنی مونچھیں چھوٹی کروایا کرتے تھے۔ (حدیث کے ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ لفظ "یقص" استعمال ہوا ہے یا لفظ "یاخذ" استعمال ہوا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2684- اخرجه احمد (۱/۳۰۱)-

2685 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص مونچھیں چھوٹی نہیں کرواتا' اُس کا ہم سے تعلق نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

مونچھیں تراشنا

احادیث باب اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مونچھوں کے بال تراشے جائیں اور مونڈے نہ جائیں۔ اس بارے میں احادیث مبارکہ میں پانچ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

(۱) احفوا الشوارب ۔ تم مونچھیں کاٹو

(۲) جزوا الشوارب ۔ تم مونچھیں کاٹو

(۳) قص الشارب ۔ مونچھوں کا کاٹنا

(۴) اخذ الشارب ۔ مونچھ کا لینا

(۵) انهکوا الشوارب ۔ تم مونچھوں کو خوب پست کرو۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مونچھیں تراشی جائیں گی اور ان کا مونڈنا منع ہے۔ اس مسئلہ میں احناف کے دو قول ہیں:

۱۔ مونچھوں کا تراشنا مسنون ہے۔

۲۔ مونچھوں کا مونڈنا مسنون ہے۔

فائدہ نافعہ: مونچھوں کو ڈاڑھی کی طرح طویل رکھنا کہ کھاتے پیتے وقت وہ کھانے اور مشروب میں پڑتی ہوں' ممنوع ہے۔

2685۔ اخرجه النسائی فی (الکبری) (۱/ ۶۶): کتاب الطهارة: باب: قص الشارب' حدیث (۱۴) و فی (الصغری) (۱/ ۱۵) کتاب الطهارة: باب: قص الشارب' حدیث (۱۳) و احمد (۴/ ۳۶۶' ۳۶۸) و عبد بن حمید ص (۱۱۴) حدیث (۲۶۴)۔

اس کی مذمت و وعید اس مشہور حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من لم یاخذ من شاربه فلیس منا۔ جو شخص اپنی مونچھوں میں سے نہ لے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ

باب 17: ڈاڑھی تراشنا

2686 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِّحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ لَا اَعْرِفُ لَهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ اَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهٖ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ مِنْ لِّحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ هَارُوْنَ وَرَاَيْتُهٗ حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْ عُمَرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ وَّكَانَ يَقُوْلُ الْاِيْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ

حدیثِ دیگر: قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلٰى اَهْلِ الطَّائِفِ

قَالَ قُتَيْبَةُ قُلْتُ لِوَكِيْعٍ مَنْ هٰذَا قَالَ صَاحِبُكُمْ عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ چوڑائی اور لمبائی کی سمت میں ڈاڑھی تراشا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: عمر بن ہارون ''مقارب الحدیث'' ہے۔ میرے علم کے مطابق اُس سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) جسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔ (وہ حدیث یہ ہے) نبی اکرم ﷺ چوڑائی اور لمبائی کی سمت میں اپنی ڈاڑھی تراشا کرتے تھے۔

شرح

ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنا

ڈاڑھی مبارک شعار اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔ ڈاڑھی مرد کی زینت و علامت اور سنت انبیاء علیہم السلام بالخصوص

2686۔ انفرد به الترمذی۔ انظر (التحفة) (٦/٣٠٢) حديث (٨٦٦٢) ذكره صاحب (المشكاة) (٨/٢٢٢ - مرقاة) برقم (٤٤٣٩) وعزاه للترمذی۔ و صاحب (كنز العمال) (٧/١٣٦) برقم (١٨٣١٨) وعزاه للترمذی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کثیر روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب اور اس سے زائد کا طول وعرض سے کاٹنا جائز ہے۔ ڈاڑھی کو تراش کر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور ایسی حرکت کرنے والے کی اقتداء میں نماز ادا کرنا منع ہے اور اگر پڑھ لی ہو تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں احادیث مبارکہ میں چھ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱-دَعُوْا: صیغہ جمع مذکر۔ ثلاثی مجرد امر حاضر معروف ناقص واوی از باب فتح یفتح۔ تم چھوڑ دو۔

۲-اَوْفُوْا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ باب افعال' پورا کرنا' تمام کرنا' کامل کرنا۔

۳-اَعْفُوْا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ از باب افعال۔ تم بڑھاؤ۔

۴-وَفِّرُوْا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ باب تفعیل۔ زیادہ کرو' پورا کرو۔

۵-ارجوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔ تم چھوڑ دو' تم باقی رہنے دو۔

۶-ارخوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔ تم لمبا کرو' تم بڑھاؤ۔

ان الفاظ کے معانی پر بھی غور کیا جائے تو ڈاڑھی مبارک کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ الامر للوجوب یعنی امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ تاہم ایک مشت سے زائد ڈاڑھی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر طول وعرض سے کاٹنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت کا خاص ذوق رکھتے تھے' آپ جب عمرہ یا حج ادا کرتے تو احرام کھولتے تو اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیتے اور جو زائد ہوتی تو اسے کاٹ دیتے تھے۔ (صحیح بخاری' رقم الحدیث ۵۸۹۲)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِعْفَاءِ اللِّحْیَةِ

باب 18: ڈاڑھی بڑھانا

2687 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مونچھیں چھوٹی رکھو اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

2688 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحٰی

2687۔ اخرجه البخاری (۱۰/ ۳۶۳): کتاب اللباس: باب: اعفاء اللحی حدیث (۵۸۹۳) و مسلم (۲/ ۶۶ ۔ الابی): کتاب الطهارة: باب: خصال الفطرة' حدیث (۵۲/ ۲۵۹)' و ابو داؤد (۲/ ۴۸۳) کتاب الترجل: باب: فی اخذ الشارب' حدیث (۴۱۹۹)' و النسائی (الکبری) (۱/ ۶۶) کتاب الطهارة: باب: الامر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحی حدیث (۱۳/ ۴) و النسائی (الصغری) (۱/ ۱۶): کتاب الطهارة: باب: احفاء الشارب و اعفاء اللحی (۱۲۵) حدیث (۱۵)' مالك (۲/ ۹۴۱): کتاب الشعر: باب: السنة فی الشعر' حدیث (۱)' احمد (۲/ ۱۶'۱۵۶/۲)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ هُوَ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ ثِقَةٌ وَّعُمَرُ بْنُ نَافِعٍ ثِقَةٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ يُضَعَّفُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مونچھیں چھوٹی رکھنے کا اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوبکر بن نافع نامی راوی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں' یہ ثقہ ہیں۔ اسی طرح عمر بن نافع بھی ثقہ ہیں' جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ بن نافع کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

ڈاڑھی کو بڑھانا

حدیث باب میں ف فففف نے والے الفاظ: واعفوا اللحی۔ تم ڈاڑھی بڑھاؤ''۔ اس کے وجوب کو ظاہر کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے' اس سے زائد بال کاٹے جاسکتے ہیں لیکن نہ کاٹنا افضل ہے۔

سوال: ماقبل کی حدیث باب سے ڈاڑھی کے کم کرنے (کاٹنے) کا ذکر ہے اور حدیث باب میں اس کے بڑھانے کا ذکر ہے' دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی حدیث کا مصداق ہے: ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا جائز ہے۔ حدیث باب کا مصداق ہے: کم از کم ایک مشت تک ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى مُسْتَلْقِيًا

باب 19: چت لیٹ کر ایک پاؤں' دوسرے پر رکھنے کا حکم

2689 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ

متن حدیث: اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِى الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى

2689۔ اخرجه البخاری (۱/۶۷۷): کتاب الصلاة: باب: الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل' حدیث (۴۷۵) و مسلم (۳/۱۶۶۲): کتاب اللباس و الزینة: باب: فی اباحة الاستلقاء و وضع احدی الرجلین علی الاخری' حدیث (۷۵/۲۱۰۰) و ابوداؤد (۲/۶۸۳): کتاب الادب: باب: فی الرجل یضع احدی رجلیه علی الاخری' حدیث (۴۸۶۶) و النسائی (الکبری) (۱/۳۶۴): کتاب المساجد: باب: الاستلقاء فی المسجد حدیث (۸۰۰) و النسائی (الصغری) (۲/۵۰): کتاب المساجد: باب: الاستلقاء فی المسجد حدیث (۷۲۱) و الدارمی (۲/۲۸۲): کتاب الاستئذان باب: و ضع احدی الرجلین علی الاخری' و احمد (۴/۳۸' ۴۰) و الحمیدی (۱/۲۰۱) حدیث (۴۱۴) و ابن حمید ص (۱۸۴) حدیث (۵۱۷) و مالك (۱/۱۷۲): کتاب قصر الصلاة فی السفر: باب: جامع الصلاة حدیث (۸۷)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ

◆◆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

عباد بن تمیم کے چچا کا نام حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَرَاهِيَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 20: اس عمل کا مکروہ ہونا

2690 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ خِدَاشٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اسْتَلْقٰى اَحَدُكُمْ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَلَا يَضَعْ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى

اسنادِ دیگر: هٰذَا حَدِيْثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا يُعْرَفُ خِدَاشٌ هٰذَا مَنْ هُوَ وَقَدْ رَوٰى لَهٗ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ غَيْرَ حَدِيْثٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنی کمر کے بل، چت لیٹا ہوا ہو، تو وہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر نہ رکھے۔

کئی راویوں نے اسے سلیمان تیمی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

اس کے راوی خداش کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون ہے؟ سلیمان تیمی نے اس راوی کے حوالہ سے دوسری روایات بھی نقل کی ہیں۔

2691 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّاَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اشتمال صماء (کے طور پر) اور احتباء (کے طور پر) ایک ہی کپڑا لپیٹنے سے منع کیا ہے، اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ آدمی جب کمر کے بل چت لیٹا ہوا ہو، اُس وقت ایک پاؤں، دوسرے

2691- اخرجه مسلم (٣/ ١٦٦١)؛ كتاب اللباس و الزينة؛ باب: من منع الاستلقاء على الظهر و وضع احدى الرجلين على الاخرى، حديث (٢٠٩٩/٧٢)، و ابوداؤد (٢/ ٤٦٧) حديث (٤١٣٧)، (٢/ ٤٥٣) حديث (٤٠٨١)، (٢/ ٦٨٣)- حديث (٤٨٦٥)- و النسائي (٨/ ٢١٠)؛ كتاب الزينة؛ باب: النهي عن الاحتباء في ثوب واحد مختصراً حديث (٥٣٤٢) و احمد (٣/ ٣٣٥، ٣٤٤، ٣٤٩، ٣٥٧، ٦٢، ٦٧)-

پاؤں پر رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کا شرعی حکم

پہلے باب کی روایت میں چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔اس کا مصداق چت لیٹنے کی یہ صورت ہے کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا جائے۔اس کے جواز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں ستر کھلنے کا امکان نہیں ہے بلکہ ستر کی حفاظت برقرار رہتی ہے۔

دوسرے باب کی دوسری حدیث میں چت لیٹنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کا مصداق یہ صورت ہے کہ چت لیٹ کر ایک ٹانگ کھڑی کی جائے اور دوسری ٹانگ اس کے اوپر رکھی جائے۔اس صورت کی وجہ ممانعت کشف ستر ہے کیونکہ دور رسالت میں عموماً تہبند استعمال کیا جاتا تھا اور تہبند باندھ کر ایسا لیٹنے سے کشف ستر کا امکان ہی نہیں بلکہ یقین ہوتا ہے۔تاہم اگر شلوار یا پاجامہ استعمال کیا گیا ہو تو ایسا لیٹنے کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ کشف ستر کا امکان باقی نہیں رہتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَى الْبَطْنِ

باب 21: پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا مکروہ ہے

2692 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ لَّا يُحِبُّهَا اللّٰهُ

اسنادِ دیگر: وَفِى الْبَاب عَنْ طِهْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ يَّعِيشَ بْنِ طِهْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ

توضیح راوی: وَيُقَالُ طِخْفَةُ وَالصَّحِيْحُ طِهْفَةُ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ الصَّحِيْحُ طِخْفَةُ وَيُقَالُ طِغْفَةُ يَعِيشُ هُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت طہفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن ابوکثیر نے اس روایت کو ابوسلمہ کے حوالے سے یعیش بن طہفہ کے حوالے سے اُن کے

2692- اخرجه احمد (۲/۲۸۷، ۳۰۴)-

والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق ان کا نام طخفہ ہے' تاہم درست لفظ طہفہ ہے۔

بعض حفاظ نے یہ کہا ہے: صحیح لفظ طخفہ ہے۔ایک قول کے مطابق یہ لفظ طغفہ ہے۔

یعیش نامی راوی صحابی رسول ہیں۔

شرح

پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا منع ہے۔اس ممانعت کی وجہ جہنمی لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے' کیونکہ جہنمی لوگ اس طرح لیٹیں گے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹا ہوا دیکھا تو اس سے یوں فرمایا: یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔علاوہ ازیں لیٹنے کا یہ طریقہ غیر فطری اور معیوب ہے' جو صرف شیطان کو پسند ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب 22: ستر کی حفاظت کرنا

2693 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَاْتِیْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَاهَا اَحَدٌ فَافْعَلْ قُلْتُ وَالرَّجُلُ يَكُوْنُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيَا مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَجَدُّ بَهْزٍ اسْمُهٗ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِیُّ وَقَدْ رَوَى الْجُرَيْرِیُّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ وَالِدُ بَهْزٍ

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی اور اپنی کنیز کے علاوہ ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کرو! تو انہوں نے عرض کی: بعض اوقات آدمی صرف کسی مرد کے ساتھ ہی ہوتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سے ہو سکے' تو ایسا کرو کہ کوئی بھی شخص اسے نہ دیکھ سکے۔میں نے عرض کی: بعض اوقات بندہ تنہائی میں ہوتا ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔

2693- اخرجه البخاری (۱/ ۴۵۸): کتاب الغسل: باب: من اغتسل عریانا وحده فی الخلوة و من تستر فالتستر افضل (تعلیقاً) و عزاه المزی فی (التحفة) الی نسائی (الکبری) (التحفة) (۸/ ۴۲۸) حدیث (۱۱۳۸۰) و ابو داؤد (۲/ ۴۳۷): کتاب الحمام: باب: ماجاء من التعری، حدیث (۴۰۱۷)، و ابن ماجه (۱/ ۶۱۸): کتاب النکاح: باب: التستر عند الجماع، واحمد (۵/ ۴۰۳)-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔
بہز بن حکیم کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری ہے۔
جریری نامی راوی نے حکیم بن معاویہ کے حوالے سے' بھی روایت نقل کی ہے۔ یہ صاحب "بہز" کے والد ہیں۔

شرح

ستر کی حفاظت کرنا

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ حالت نماز اور غیر نماز میں اس حصہ کا چھپانا واجب ہے۔ بلا ضرورت شرعی کشف عورت سخت حرام ہے۔

عورت کا ستر حالت نماز میں اس کا تمام جسم ہے سوائے ہاتھوں' پاؤں اور چہرے کے۔ غیر نماز میں چہرہ بھی ستر میں شامل ہے یعنی عورت کا تمام جسم ستر ہے سوائے ہاتھوں اور پاؤں کے۔

چند صورتوں میں کشف ستر کی اجازت ہے' جو درج ذیل ہیں:

۱- بیوی شوہر کے لیے اور شوہر اپنی بیوی کے لیے بوقت ضرورت
۲- ڈاکٹر سے علاج معالجہ کراتے وقت حسب ضرورت
۳- پیشاب' پاخانہ اور چار دیواری (غسل خانہ) میں غسل کرتے وقت
۴- وضع حمل کے وقت عورت کا دایہ کے لیے کشف عورت حسب ضرورت۔

ان صورتوں کے علاوہ کشف عورت حرام ہے۔ حدیث باب میں درس دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی بھی وقت خواہ آدمی اکیلا ہو' کشف عورت نہ کیا جائے۔

کشف ستر کی حرمت کے حوالے سے ایک مشہور روایت ہے' بیوی کا اپنے شوہر سے نہ ستر ہے اور نہ حجاب لیکن بلا ضرورت ایک دوسرے کے اعضاء کو دیکھنا منع ہے۔ (سنن ماجہ' رقم الحدیث ۶۶۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **مارایت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط۔**
میں نے کبھی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا تھا۔ (مسند امام احمد' ج ۶' ص ۱۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِتِّكَاءِ

باب 23: تکیے کے ساتھ ٹیک لگانا

2694 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْكُوْفِيُّ اَخْبَرَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ

2694- اخرجه ابو داؤد (۲/۴۶۹): كتاب اللباس: باب: من الفرش حديث (۴۱۴۳) و احمد (۵/۱۰۲)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

اختلافِ روایت: قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى يَسَارِهٖ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بائیں جانب تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے اسرائیل کے حوالے سے سماک کے حوالے سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی ہے۔

ان راویوں نے اس روایت میں ”بائیں جانب“ کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

2695 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

تکیہ سے ٹیک لگانا

تکیہ سے ٹیک لگانے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) عام حالت میں تکیہ پر ٹیک لگانا جائز ہے یہ ٹیک دائیں طرف لگائی جاسکتی ہے اور بائیں طرف بھی۔

(۲) کھانا کھاتے وقت تکیہ وغیرہ سے ٹیک لگانے کی اجازت نہیں ہے وجہ ممانعت تکبر وغرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رزق ونعمت کھاتے وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے اترائے اور تکبر وغرور کا مظاہرہ کرے یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو ہرگز ہرگز پسند نہیں ہے۔

2696 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2695- اخرجه مسلم (۲/ ۶۰۹ - الابی) كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: من احق بالامامة، حديث (۲۹۰/ ۶۷۳) و ابو داؤد (۱/ ۲۱۴، ۲۱۵): كتاب الصلاة باب: من احق بالامامة حديث (۵۸۲) و النسائی (۲/ ۷۶) كتاب الامامة: باب: من احق بالامامة، حديث (۷۸۰) و ابن ماجه (۱/ ۳۱۳): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: من احق بالامامة، حديث (۹۸۰) و احمد (۴/ ۱۱۸، ۱۲۱)، (۵/ ۲۷۲) و ابن خزيمة (۳/ ۴) حديث (۱۵۰۷، ۱۵۱۶) و الحميدی (۱/ ۲۱۷) حديث (۴۵۷)۔

متن حدیث: لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کو اس کی حاکمیت میں مقتدی نہ بنایا جائے اور کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر کسی دوسرے کو نہ بٹھایا جائے' البتہ اس کی اجازت کے ساتھ ایسا کیا جاسکتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اجازت کے بغیر کسی کی نشست گاہ پر بیٹھنے کی ممانعت

حدیث باب میں دو اہم امور سے منع کیا گیا ہے:

(۱) جب کسی عالم دین کو صاحب اقتدار کے ہاں جانے کا اتفاق ہو یا اس سے ملاقات کا موقع میسر آئے اور اس دوران نماز کا وقت ہونے پر اس کی اجازت کے بغیر امامت نہیں کرانا چاہیے۔

(۲) جب کسی شخص کو اپنے مخلص کے ہاں جانے کی صورت پیش آجائے' تو صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اجازت کے بغیر امامت کرانے اور مخصوص نشست پر بیٹھنے کی وجہ سے صاحب اقتدار اور صاحب خانہ کو ذہنی اذیت ہوگی جبکہ کسی کو اذیت میں مبتلا کرنا کسی مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الرَّجُلَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهٖ

باب 24: آدمی اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے

2697 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ

متن حدیث: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ اِذْ جَآئَهُ رَجُلٌ وَّمَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ارْكَبْ وَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْتَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ اِلَّا اَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ قَالَ قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ قَالَ فَرَكِبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ اس کا گدھا تھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! سوار ہوجائیے! وہ پیچھے ہٹا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

2697- اخرجه ابوداؤد (۳۲/۲): كتاب الجهاد: باب: رب الدابة احق بصدرها' حديث (۲۵۷۲) و احمد (۳۵۳/۵)۔

تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہو البتہ اگر یہ حق تم مجھے دیدو (تو تمہاری مرضی ہے) اس نے عرض کی: یہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ سوار ہو گئے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ اس سند کے حوالے سے حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے بھی روایت منقول ہے۔

شرح

مالک اپنی سواری کے آگے والے حصہ میں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہونا

الفاظ: تاخر الرجل (آدمی پیچھے ہو گیا) کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(۱) مالک سواری سے نیچے اتر گیا اور اس نے سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خالی کر دی۔

(۲) مالک نے سواری کے آگے والا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خالی کر دیا اور خود سرک کر پیچھے والے حصہ میں ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: لا احق بصدر دابتك۔ اس کے بھی دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حقدار آپ ہیں' لہٰذا میں پیچھے بیٹھوں گا۔

(۲) سواری کے مالک آپ ہیں' لہٰذا اس پر سوار ہونا بھی آپ کا حق ہے مگر جبکہ آپ یہ حق مجھے تفویض کر دیں۔

دونوں جملوں کے دو دو مطالب کا تعین کرنے کا مفاد یہ ہے کہ دراز گوش پر بڑا ایک شخص ہی سوار ہو سکتا ہے۔ موٹر سائیکل اور کار کا بھی یہی حکم ہے کہ مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔ تاہم مالک اگر ایثار کرتا ہوا مہمان کے لیے آگے والی نشست پیش کر دے تو یہ الگ بات ہے۔ پھر اس صورت میں مہمان آگے والی نشست پر بیٹھ سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: گدھے پر سواری کرنا انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ گدھے پر سواری کرنا سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تکبر و غرور کا علاج بھی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ اتِّخَاذِ الْاَنْمَاطِ

باب 25: قالین استعمال کرنے کی اجازت

2698 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: هَلْ لَكُمْ اَنْمَاطٌ قُلْتُ وَاَنّٰى تَكُوْنُ لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اَمَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ اَنْمَاطٌ قَالَ فَاَنَا اَقُوْلُ لِامْرَاَتِيْ اَخِّرِيْ عَنِّيْ اَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ اَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ اَنْمَاطٌ قَالَ فَاَدَعُهَا

2698- اخرجه البخاري (٩/ ١٣٢): كتاب النكاح: باب: الانماط و نحوها للنساء، حديث (٥١٦١) و البخاري ايضاً (٦/ ٧٣٧): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة--- حديث (٣٦٣١) و مسلم (٣/ ١٦٥٠) كتاب اللباس و الزينة: باب: جواز اتخاذ الانماط حديث (٣٩، ٤٠، ٢٠٨٣) و ابوداؤد (٢/ ٤٦٩): كتاب اللباس: باب: في الفرش، حديث (٤١٤٥) والنسائي (٦/ ١٣٦): كتاب النكاح: باب: الانماط، حديث (٣٣٨٦) و احمد (٣/ ٢٩٤، ٣٠١) [illegible]

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس قالین ہے۔ میں نے عرض کی: ہمارے پاس قالین کہاں سے آسکتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تمہیں قالین مل جائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (جب فتوحات نصیب ہوئیں) تو میں نے اپنی بیوی سے کہا قالین نہ لگاؤ! تو اس نے جواب دیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: عنقریب تم لوگوں کو قالین ملیں گے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تو میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

پلنگ پوش کا استعمال جائز ہونا

قرون اولیٰ کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر نہیں تھی' جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو ان کی غربت کا خاتمہ اور مالی حالت بہتر ہونا شروع ہوگئی۔ تاہم اس دور میں بھی مسلمانوں کو پلنگ پوش اور غالیچے میسر نہیں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدام (صحابہ کرام) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غالیچوں کے میسر آنے اور ان کے استعمال کی خوشخبری سنا دی تھی۔ حدیث باب میں اسی حقیقت کی صراحت ہے۔ غالیچہ اور پلنگ پوش وغیرہ کا استعمال مباح ٹھاٹھ میں شمار ہوتا ہے۔ جب تکبر وغرور سے ہٹ کر ان کا استعمال ہو تو اس کے جواز میں کلام نہیں ہے۔ اگر ان کا استعمال تکبر وغرور کی بنیاد پر ہو' تو یہ آدمی کے لیے وبال جان ثابت ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلٰى دَابَّةٍ

باب 26: تین آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا

2699 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَقَدْ قُدْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ حَتّٰى اَدْخَلْتُهُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے خچر کو چلا کر لے جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس پر سوار تھے' یہاں تک کہ میں اسے نبی اکرم ﷺ کے گھر کے اندر لے آیا۔ ان میں سے ایک (صاحبزادے) آپ کے آگے تھے' اور دوسرے آپ کے پیچھے تھے۔

2699- اخرجه مسلم (۱۸۸۳/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضل الحسن و الحسين رضي الله عنهما، حديث (۲٤۲۳/٦۰) عن اياس بن سلمة عن ابيه به-

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

تین آدمیوں کا اکٹھے سوار ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ چھوٹی سواری مثلاً دراز گوش خچر اور گھوڑے پر بیک وقت تین آدمیوں کا سوار ہونا جائز ہے کیونکہ روایت میں صراحت ہے کہ ایک خچر پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تینوں نے اکٹھے سواری کی تھی۔

سوال: حدیث باب سے بیک وقت تین آدمیوں کا سواری پر سوار ہونے کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن دوسری روایات سے اس کی ممانعت بھی بیان کی گئی ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) جب سوار بڑے ہوں اور سواری تین آدمیوں کی متحمل نہ ہو تو منع ہے کیونکہ اس صورت میں بے زبان جانور کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

(۲) اگر ایک سواری بڑی اور دو چھوٹیاں ہوں یا تینوں چھوٹیاں جبکہ سواری بھی تینوں کی متحمل ہو سکتی ہو تو جائز ہے۔ حدیث باب میں تینوں نفوس قدسیہ نے خچر پر اس دور میں اکٹھے سواری کی تھی جب حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچے تھے۔

فائدہ نافعہ: اسلام نے انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی حقوق عطا کیے ہیں۔ دراز گوش کی طرح خچر پر سواری کرنا بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جانوروں پر ظلم و ستم کرنا بھی انسان کے لیے قابل مؤاخذہ جرم ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نَظْرَةِ الْمُفَاجَاةِ

باب 27: اچانک نظر پڑنے کا حکم

2700 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَائَةِ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِىْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ زُرْعَةَ بْنُ عَمْرٍو اسْمُهٗ هَرِمٌ

◆◆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے اچانک نظر پڑنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے مجھے ہدایت کی: میں اپنی نگاہ کو پھیر لوں۔

2700۔ اخرجه مسلم (۳/۱۶۹۹): كتاب الادب: باب: نظر الفجاة' حديث (۴۰/۲۱۵۹) و ابو داؤد (۱/۶۵۲): كتاب النكاح: باب: فيما يومر به من غض البصر' حديث (۲۱۴۸) و الدارمي (۲/۲۷۸): كتاب الاستئذان: باب: في نظر الفجاة' واحمد (۴/۳۵۸' ۳۶۱)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوزرعہ نامی راوی کا نام "ہرم" ہے۔

2701 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَفَعَهُ

متن حدیث: قَالَ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ

◆◆ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے اس روایت کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے علی! تم ایک مرتبہ (اچانک) نگاہ پڑ جانے کے بعد دوسری مرتبہ نظر نہ ڈالو کیونکہ پہلی مرتبہ قابلِ معافی ہے لیکن دوسری مرتبہ کا حق تمہیں نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف شریک کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کا شرعی حکم

غیر محرم مرد و زن کا عمداً ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے اور اسے نظر (آنکھ) کا زنا کہا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرد کی غیر محرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اچانک پہلی نظر غیر محرم خاتون پر پڑ جائے تو نظر فوراً پھیر لینی چاہیے اور یہ معاف ہے کیونکہ یہ نظر غیر اختیاری طور پر پڑ گئی تھی۔ اگر نظر اچانک پڑ جائے تو جلدی سے نہ پھیری یا دوبارہ نظر ڈال لی تو دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ یہ حرام ہے اور قابلِ مؤاخذہ جرم ہے۔ اس کے حرام اور قابلِ مؤاخذہ جرم ہونے کی وجہ اختیاری طور پر نظر ڈالنا ہے۔

فائدہ نافعہ: پہلی طویل نظر کا ابتدائی حصہ تو معاف ہے لیکن آخری حصہ دوبارہ نظر ڈالنے کے برابر ہے کیونکہ پہلے حصہ کے ساتھ آدمی کا کوئی اختیار نہیں ہے اور آخری حصہ کے ساتھ اس کا اختیار متعلق ہے۔ علاوہ ازیں کالجوں یونیورسٹیوں اور کلبوں میں غیر محرم خواتین و حضرات صرف نظروں تک محدود نہیں رہتے بلکہ بلا جھجک مصافحہ معانقہ اور مصادرہ وغیرہ کا ارتکاب کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

باب 28: عورتوں کا مردوں سے حجاب میں رہنا (یعنی مردوں کو نہ دیکھنا)

2702 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَبْهَانَ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ

2701- اخرجه ابو داؤد (۶۵۲/۱): كتاب النكاح: باب: فيما يؤمر به من غض البصر، حديث (۲۱۴۹) و احمد (۳۵۱/۵، ۳۵۳، ۳۷۵)۔

متن حدیث: اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھیں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ آپ کے ہاں تشریف لائے' یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ تو ہمیں دیکھ ہی نہیں سکتے اور ہمیں پہچان ہی نہیں سکتے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خواتین کا مردوں سے حجاب کرنا

عمومی حالات میں خواتین پر پردہ واجب ہے لیکن مردوں پر پردہ واجب نہیں ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- عورت پر وجوب پردہ کا حکم اس کے مزاج کے مطابق ہے' کیونکہ اس کے ذمہ گھریلو امور کی انجام دہی ہوتی ہے' جو پردہ میں رہتے ہوئے انہیں بحسن وخوبی انجام دے سکتی ہے۔ اس کے برعکس مرد کو دنیا بھر کے امور سرانجام دینا ہوتے ہیں جو پردہ میں رہتے ہوئے انجام نہیں دیے جا سکتے۔

۲- خاتون گراں مایہ دولت ہے اور دنیا کا اصول ہے کہ قیمتی چیز چھپا کر رکھی جاتی ہے' تو اس ضابطہ کے مطابق عورت کو چھپ کر یعنی پردہ میں رہنا چاہیے۔

۳- عورت نازک اندام اور پرکشش ہوتی ہے' اس کا اظہار وکشف فتنہ سے خالی نہیں ہے' لہٰذا اسے چھپا کر یعنی پردہ میں رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس مرد کے جسم میں نہ نزاکت ہے اور نہ کشش ہے۔

حدیث باب میں خواتین کو پردہ میں رہنے کا درس دیا گیا ہے' تاکہ ممکنہ فتنہ سے بچا جا سکے۔ پردہ کی اہمیت وافادیت پر زور دیتے ہوئے زبان نبوت سے یہاں تک فرما دیا گیا ہے کہ نابینا لوگوں سے بھی پردہ کیا جائے۔

2702۔ اخرجه ابوداؤد (۴/ ۶۳) : كتاب اللباس : باب : فى قوله تعالى (و قل للمؤمنت يغضضن من ابصارهن) (النور : ۳۱) حديث (۴۱۱۲) و احمد ۶۰/ ۲۹۶) و النسائى فى (الكبرى) كما جاء فى (التحفة) (۱۳/ ۳۵) حديث (۱۸۲۲) من (التحفة)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى النِّسَاءِ اِلَّا بِاِذْنِ الْاَزْوَاجِ

باب 29: شوہر کی اجازت کے بغیر کسی عورت کے ہاں جانے کی ممانعت

2703 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

متنِ حدیث: اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَرْسَلَهٗ اِلٰى عَلِيٍّ يَسْتَاْذِنُهٗ عَلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَاَذِنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ سَاَلَ الْمَوْلٰى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَوْ نَهٰى اَنْ تَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ اِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے غلام بیان کرتے ہیں: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں جانے کی ان سے اجازت لے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب انہوں نے اپنا کام ختم کر لیا تو اس غلام نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے۔

(راوی کو شک ہے' یا شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: ہم کسی عورت کے شوہر کی اجازت کے بغیر اس سے ملیں۔ اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے پاس جانے کی ممانعت

جب کسی شخص نے کسی عورت سے خفیہ اور اہم بات کرنا مقصود ہو' تو ایسی صورت میں اس کے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ شوہر سے اجازت لینا اس لیے شرط قرار دیا گیا ہے کہ بلا اجازت بات کرنے کی صورت میں زوجین کے مابین کسی معاملہ میں غلط فہمی بھی پیدا ہو سکتی ہے' جو تفریق و جدائی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس طرح زوجین کی علیحدگی کے نتیجہ میں دو خاندان متاثر ہو کر پریشانی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي تَحْذِيْرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ

باب 30: عورتوں کے فتنے سے بچنے کی تلقین

2704 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ

عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَا تَرَكْتُ بَعْدِىْ فِى النَّاسِ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ غَيْرُ الْمُعْتَمِرِ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں اپنے بعد لوگوں میں جو آزمائشیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' وہ ان میں مردوں کے لیے' خواتین سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو کئی ثقہ راویوں نے سلیمان تیمی کے حوالے سے' ابوعثمان کے حوالے سے' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس کی سند میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت نہیں کیا۔ صرف معتمر نے اس طرح نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

عورتوں کے فتنہ سے اجتناب کرنا

خواتین کا وجود ہی مردوں کے حق میں فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار اور اطاعت شعار ہو' تو پورا گھر جنت نظیر بن جاتا ہے اور اگر کسی معمولی بات سے نافرمانی پر اتر آئے تو پورے گھر کو جہنم بنا دیتی ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر پر غلبہ حاصل کر کے اپنا تابعدار بنا لے تو دو خاندانوں کی محبت' عداوت میں تبدیل کر سکتی ہے اور دو خاندانوں کے مابین جنگ وجدال کی فضا قائم کر سکتی ہے' لہٰذا اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ رہنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ غیر محرم خواتین سے احتراز کیا جائے اور زوجہ کے حقوق کو پورا

2704- اخرجه البخاری (۹/ ٤۱): كتاب النكاح: باب: ما يتقى من شوم المراة و قوله تعالٰى: (ان من ازواجكم و اولادكم عدوا لكم) (التغابن: ۱٤)، حديث (٥۰۹٦) و مسلم (٤/ ۲۰۹۷): كتاب الذكر و الدعاء و التوبة والاستغفار كتاب الرقاق: باب: اكثر اهل الجنة الفقراء و اكثر اهل النار النساء و بيان الفتنة بالنساء، حديث (۹۷ / ۲۷٤۰) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۲٥): كتاب الفتن: باب: فتنة النساء، حديث (۳۹۹۸) و احمد (٥/ ۲۰۰، ۲۱۰) و الحميدى (۱/ ۲٤۹، ۲٥۰) حديث ٥٤٦)-

کرتے ہوئے اسے اپنی اطاعت گزار اور تابع فرماں بنایا جائے۔ مزید اس سلسلہ میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ حدیث باب میں خواتین کو مردوں کے حق میں فتنہ عظمٰی قرار دیا گیا ہے اور تاحیات اس سے اپنے دامن کو (آلودہ ہونے سے) محفوظ رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ اتِّخَاذِ الْقُصَّةِ

باب 31: بالوں کا گچھا بنانے کی ممانعت

2705 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بِالْمَدِيْنَةِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ هٰذِهِ الْقُصَّةِ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس طرح کے گچھے بنانے (یعنی وگ استعمال کرنے) سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بنی اسرائیل ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے جب ان کی عورتوں نے اسے اختیار کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اپنے بالوں کو دوسرے کے بالوں سے ملانے کی ممانعت

جس طرح سیاہ خضاب کا استعمال کرنا جرم ہے کہ اس سے دوسرے لوگوں کو کم عمر ہونے کے حوالے سے دھوکا ہو سکتا ہے اسی طرح کم بالوں والی خواتین دوسری خواتین و حضرات کے بالوں کو اپنے بالوں سے ملا کر دھوکا دے سکتی ہیں، کیونکہ کثرت بال حسن و جمال میں اضافہ کرتے ہیں اور کم عمر ہونے کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ حدیث باب میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ کوئی عورت اپنے بالوں کے ساتھ کسی دوسرے کے بال ملائے۔

2705- اخرجه البخاری (۱۰/ ۳۸۶): کتاب اللباس: باب: وصل الشعر، حدیث (۵۹۳۳) و مسلم (۳/ ۱۶۷۹): کتاب اللباس و الزینة: باب: تحریم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة...، حدیث (۱۲۲/ ۲۱۲۷) و ابوداؤد (۲/ ۴۷۶): کتاب الترجل: باب: فی صلة الشعر، حدیث (۴۱۶۷) و النسائی (۸/ ۱۴۴): کتاب الزینة: باب: وصل الشعر بالخرق، حدیث (۵۰۹۲) (۵۰۹۳) و احمد (۴/ ۹۵، ۹۷) و مالك (۲/ ۹۴۷): کتاب الشعر: باب: السنة فی الشعر، حدیث (۲) و الحمیدی (۲/ ۲۷۳) حدیث (۶۰۰)۔

فائدہ نافعہ: جب بھی معاشرے میں کوئی فتنہ برپا ہو خواہ انفرادی یا اجتماعی تو اس کی سرکوبی اور اس پر قابو پانے کے لیے اس ضابطہ نبوی پر عمل کیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی برائی کو دیکھو تو اسے اپنی طاقت سے ختم کرنے کی کوشش کرو اگر اس کی ہمت نہ ہو تو اپنی زبان سے اسے روکو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے اپنے دل سے برا سمجھو۔ یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

باب 32: نقلی بال لگانے والی، نقلی بال لگوانے والی، جسم گودنے والی، گدوانے والی خواتین کا حکم

2706 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ مُبْتَغِيَاتٍ لِلْحُسْنِ مُغَيِّرَاتٍ خَلْقَ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنْ مَنْصُورٍ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جسم گودنے والی، جسم گدوانے والی (ابروؤں کے) بال اکھیڑنے والی، حسن کی طلب گار، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شعبہ اور دیگر ائمہ نے اسے منصور کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

2707 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

قَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

اختلافِ سند: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

2706۔ اخرجه البخاری (١٠/ ٣٨٤) کتاب اللباس: باب: المتفلجات للحسن، حدیث (٥٩٣١) و اطرافه من رقم (٥٩٣٩)، مسلم ١٦٧٨/٩) کتاب اللباس و الزینة: باب: تحریم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة۔۔۔ الحدیث (١٢٠/ ٢١٢٥)، و ابو داؤد (٤٧٦/٢): کتاب الترجل: باب: من صلة الشعر، حدیث (٤١٦٩) و النسائی (١٨٨/٨): کتاب الزینة: باب: لعن المتنمصات و المتفلجات، حدیث (٥٢٥٣) و ابن ماجه (٦٤٠/١): کتاب النکاح: باب: الواصلة و الواشمة، حدیث (١٩٨٩) و احمد (٤٣٣/١) (٤١٢٩) (٤١٣٠)، (٤٤٣/١)، (٤٢٣٠) و الدارمی (٢٧٩/٢): کتاب الاستئذان: باب: الواصلة و المستوصلة، و الحمیدی (٥٣/١) حدیث (٩٧)۔

عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ يَحْيٰى قَوْلَ نَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے نقلی بال لگانے والی، نقلی بال لگوانے والی، جسم گودنے والی، جسم گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

نافع کہتے ہیں: لفظ "وشم" کا تعلق مسوڑھوں سے ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

ایک اور سند سے منقول ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔

تاہم اس کی سند میں محدثین نے نافع کا وضاحتی بیان نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اپنے بالوں میں بال ملانے والی اور ملوانے والی، اپنے جسم پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہونا

حدیث باب میں چھ قسم کی بدطینت، کم بخت اور مبغوض عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت برستی ہے۔ ان عورتوں کا تعارف درج ذیل ہے:

۱- اَلنَّامِصَةُ: وہ عورت جو بال اکھاڑنے کا کاروبار کرتی ہے۔ (دکاندار خاتون)

۲- اَلْمُتَنَمِّصَةُ: وہ عورت جو بال اکھڑواتی ہو۔ (گاہک خاتون)

۳- اَلْوَاشِمَةُ: وہ عورت جو جسم کو گود کر اس میں نیل یا سرمہ وغیرہ بھرتی ہو (دکاندار عورت)

۴- اَلْمُسْتَوْشِمَةُ: وہ عورت جو اپنے جسم کو گودوا کر اس میں نیل یا سرمہ بھرواتی ہو (گاہک عورت)

۵- اَلْوَاصِلَةُ: وہ عورت جو بالوں میں دوسرے کے بال ملانے والی ہو۔ (دکاندار عورت)

۶- اَلْمُسْتَوْصِلَةُ: وہ عورت جو بالوں میں بال ملوانے والی ہو۔ (گاہک عورت)

ان چھ عورتوں پر لعنت کرنے یا کیے جانے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کی صنعت وتخلیق میں تبدیلی کرنا۔

۲- اصل حسن کی جگہ مصنوعی خوبصورتی پیدا کرنا۔

اگر یہ دونوں اسباب جمع ہو جائیں تو ناجائز ہے۔ اگر قدرتی بناوٹ میں تبدیلی نہ ہو اور مصنوعی حسن و جمال کی وجہ سے دھوکا بھی نہ ہو تو جائز ہے۔

فائدہ نافعہ: دور جاہلیت میں خواتین اپنے مسوڑھے پر تل بنواتی تھیں جس کا مقصد حسن و جمال میں اضافہ تھا، اپنے جسم کو سوئی

وغیرہ سے گودوا کر اس میں نیل یا سرمہ وغیرہ بھرتی تھیں اور اسی طرح دھاگے کے ذریعے پیشانی کے بال اکھاڑتی یا اکھڑواتی تھیں۔ اسلام نے امور شنیعہ سے منع کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

باب 33: مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین

2708 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین اور خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2709 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ وَّاَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کی وضع قطع اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی وضع قطع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

2708- اخرجه البخاری (١٠/ ٣٤٦): كتاب اللباس: باب: اخراج المتشبهون بالنساء من البيوت، حديث (٥٨٨٦) (١٢/ ١٦٥): كتاب الحدود: باب: نفى اهل المعاصى و المخنثين، حديث (٦٨٣٤) و ابو داؤد (٢/ ٤٥٨) كتاب اللباس: باب: لباس النساء، حديث (٤٩٣٠) و ابن ماجه (١/ ٦١٤): كتاب النكاح: باب: من المخنثين، حديث (١٩٠٤) و الدارمی (٢/ ٢٨٠، ٢٨١) كتاب الاستيذان باب: لعن المخنثين و المترجلات، حديث (١٩٠٤) و احمد (١/ ٢٢٥) (١/ ٢٢٧) (٢١٢٣) (١/ ٣٣٩، ٣١٥١) (١/ ٣٥١، ٣٣٦٣) (١/ ٣٣٠) (١/ ٢٥٤) (٢٢٩١) (١/ ٣٦٥) (٣٤٥٨)۔

شرح

مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا ملعون ہونا

لفظ: المتشبهة: دوسرے کی شکل وصورت اختیار کرنا' دوسرے جیسا بننا۔ لفظ: المخنث: ہجڑا بننا' ہجڑا بنوانا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا:

(۱) مرد (۲) عورت۔

ان میں سے ہر ایک کے کچھ امتیازی اوصاف اور حقوق وفرائض بھی متعین کیے ہیں۔ شریعت اسلامی بھی دونوں اصناف کے امتیازی اوصاف اور حقوق وفرائض کو برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ اگر انسان ان امتیازی اوصاف کو ختم کر کے مرد ہجڑے کی شکل اختیار کریں یا خواتین مردانہ مشابہت اختیار کرلیں تو گویا دونوں قسموں نے اپنے امتیازات کو ختم کر دیا' لہٰذا اس جرم کی پاداش میں ان دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ احادیث باب میں یہی مضمون یا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں یہ درس دیا گیا ہے کہ دونوں اصناف انسان کو اپنی اپنی حدود وقیود میں رہتے ہوئے زندگی گزارنا چاہیے۔ اپنے امتیازی اوصاف ختم کرتے ہوئے حدود سے باہر ہونا' یعنی مردوں کا ہجڑوں کی شکل اختیار کرنا اور خواتین کا مردانہ صورت کو اپنانا' اللہ تعالیٰ کے غضب وعذاب اور لعنت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد وزن پر لعنت فرمائی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ الْمَرْاَةِ مُتَعَطِّرَةً

باب 34: عورت کا خوشبو لگا کر (گھر سے) باہر نکلنا حرام ہے

2710 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَّالْمَرْاَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر آنکھ زنا کرتی ہے' اور جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) محفل کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ہے' اور ویسی ہے (نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی' وہ زنا کرنے والی عورت کی طرح ہے)

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2710۔ اخرجه ابوداؤد (۲/ ۴۷۸): كتاب الترجل: باب: ما جاء في المراة تتطيب للخروج' حديث (۴۱۷۳) و النسائي (۸/ ۱۵۳): كتاب الزينة: باب: ما يكره للنساء من الطيب حديث (۵۱۲۶) و الدارمي (۲/ ۲۷۹): كتاب الاستئذان: باب: في النهي عن الطيب اذا خرجت' و ابن حميد ص (۱۹۶) حديث (۵۵۷) و ابن خزيمة (۳/ ۹۱) حديث (۱۶۸۱)۔

شرح

خوشبو لگا کر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت

بلاشبہ مرد و زن دونوں کے لیے خوشبو کا استعمال جائز ہے' بلکہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مرد تو خوشبو استعمال کر کے گھر سے باہر بھی جا سکتا ہے' کیونکہ اس کے باہر نکلنے میں نہ قباحت ہے اور نہ فتنہ کا خوف۔ تاہم عورت خوشبو استعمال کر سکتی ہے لیکن خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہیں جا سکتی' کیونکہ خوشبو کے سبب اس کی طرف نظریں اٹھیں گی اور یہ صورتحال فتنہ عظیمہ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث باب میں خوشبو استعمال کر کے عورت کو گھر سے باہر جانے سے منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

باب 35: مردوں اور عورتوں کی (الگ' الگ مخصوص) خوشبو

2711 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيْحُهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنِ الطُّفَاوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِلَّا اَنَّ الطُّفَاوِيَّ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَحَدِيْثُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَتَمُّ وَاَطْوَلُ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے' جس کی خوشبو ظاہر ہو۔ اس کا رنگ پوشیدہ رہے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے' جس کا رنگ ظاہر ہو' اور اس کی خوشبو پوشیدہ رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے' جو اسی مفہوم کی حامل ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

طفاوی نامی راوی کو صرف اسی حدیث کے حوالے سے' جانتے ہیں۔ ہمیں ان کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔

اسماعیل بن ابراہیم سے نقل کردہ روایت زیادہ مکمل اور طویل ہے۔

2712 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَ طِيبِ الرَّجُلِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَخَيْرَ

2711- اخرجه النسائی (۱۵۱/۸): كتاب الزينة: باب: الفصل بين طيب الرجال و طيب النساء ' حديث (۵۱۱۷) من طريق ابی نضرة' عن رجل ' عن ابی هريرة' و حديث (۵۱۱۸)' من طريق ابی نضرة' عن الطفاوی' عن ابی هريرة-

2712- اخرجه ابو داؤد (۴۴۶/۲): كتاب اللباس: باب: من كرهه' حديث (۴۰۴۸) و احمد (۴۴۲/۴)-

طِيبِ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ وَنَهَى عَنْ مِيثَرَةِ الْأُرْجُوَانِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مردوں کی سب سے بہترین خوشبو وہ ہے' جس کی خوشبو ظاہر ہو' اور اس کا رنگ پوشیدہ رہے اور عورتوں کی سب سے بہترین خوشبو وہ ہے' جس کا رنگ ظاہر ہو' اور اس کی خوشبو پوشیدہ رہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے سرخ ریشمی چادر استعمال کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

خواتین وحضرات کی خوشبو کا تذکرہ

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ خوشبو دو قسم کی ہے:

(۱) وہ خوشبو ہے' جس کا رنگ نمایاں نہ ہو مگر اس کی بو قرب و جوار میں پھیلتی جائے مثلاً عطر گلاب' عرق گلاب' کافور اور عنبر وغیرہ۔ یہ مرد کی خوشبو ہے۔

(۲) وہ خوشبو ہے' جس کا رنگ نمایاں ہو اور اس کی بو قرب و جوار میں نہ پھیلے مثلاً زعفران وغیرہ۔ یہ عورت کی خوشبو ہے۔ عورت گھر میں بلا امتیاز جو چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ احادیث باب میں جو امتیاز بیان کیا گیا ہے' اس سے مراد خوشبو استعمال کر کے گھر سے باہر جانے کی صورت میں ہے۔ مرد گھر میں اور باہر جاتے وقت جو خوشبو پسند کرے استعمال میں لا سکتا ہے۔ عورت گھر میں جو چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے لیکن باہر جاتے وقت دوسری قسم کی خوشبو استعمال کرے گی تاکہ کوئی فتنہ پیش نہ آئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ

باب 36: خوشبو (کا تحفہ) واپس کرنا مکروہ ہے

2713 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ أَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ ثمامہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو (کا تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بھی خوشبو کا (تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے۔

2713- اخرجه البخاری (۵/۲۴۷): كتاب الهبة: باب: ما لا يرد من الهدية' حديث (۲۵۸۲) و البخاری (۱۰/۳۸۴): كتاب اللباس: باب: من لم يرد الطيب' حديث (۵۹۲۹) و النسائی (۸/۱۸۹): كتاب الزينة: باب: الطيب' حديث (۵۲۵۸) و احمد (۳/۱۱۸' ۱۳۳' ۲۶۱)۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2714 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ الدُّهْنُ يَعْنِي بِهِ الطِّيبَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

وَعَبْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین چیزوں (کو تحفے کے طور پر پیش کیا جائے تو) انہیں واپس نہیں کیا جا سکتا۔ تکیہ، خوشبو اور دودھ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

عبداللہ بن مسلم نامی راوی عبداللہ بن مسلم بن جندب ہیں اور یہ مدنی ہیں۔

2715 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بَصْرِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُ حَنَانًا إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ

توضیحِ راوی: وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلٍّ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرَهُ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ

◆◆ ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو (تحفے کے طور پر) خوشبو دی جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے کیونکہ یہ جنت سے نکلی ہے۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق حنان نامی راوی سے صرف یہی روایت منقول ہے۔

ابوعثمان نہدی نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں کی اور آپ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

2714۔ انفرد به الترمذی كما جاء في (تحفة الاشراف) (٦/٤٨)، حديث (٧٤٥٣)، اخرجه البغوی فی (شرح السنة) (٦/٢٠٦)، حديث (٢٠٦٦)، و الترمذی فی (الشمائل) (١٧٩)، حديث (٢١٩)۔

2715۔ اخرجه ابوداؤد فی (كتاب المراسيل) ص (٤٣٣)، حديث (٥٠١) باب: ما جاء فی الريحان۔

شرح

خوشبو کا تحفہ واپس کرنے کی ممانعت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ تین چیزوں کا تحفہ واپس کرنا منع ہے:

(۱) تکیہ (۲) خوشبو (۳) دودھ۔

تینوں روایات میں جو چیز ترجمۃ الباب سے متعلق ہے وہ خوشبو ہے۔ تینوں چیزوں کا تحفہ مسترد کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) یہ اشیاء معمولی ہوتی ہیں اور بیش قیمت نہیں ہوتیں۔

(۲) ان کا استعمال ہر آدمی کی ضرورت ہے۔ خوشبو کا تحفہ واپس نہ کرنے کی تیسری وجہ بھی ہے وہ اس کا جنت سے متعلق ہونا ہے۔

خرج من الجنة: کے تین مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) خوشبو کا جنت سے خصوصی تعلق و علاقہ ہے۔

(۲) یہ ایک ہر دلعزیز اور پسندیدہ چیز ہے۔

(۳) یہ ایک اچھی چیز ہے اس لیے اس کی نسبت جنت کی طرف کی جاتی ہے، جس طرح بری چیز کی نسبت جہنم کی طرف کی جاتی ہے۔

بَابُ فِيْ كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرِّجَالِ الرِّجَالَ وَالْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ

باب 37: مرد کا مرد کے ساتھ یا عورت کا عورت کے ساتھ مباشرت کرنا حرام ہے

2716 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ حَتّٰى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی عورت کسی دوسری عورت کے اس طرح ساتھ نہ ہو کہ پھر وہ اپنے شوہر کے سامنے اس کی خوبیاں بیان کرے، تو یوں ہو جیسے وہ مرد اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2717 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَخْبَرَنِى الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ اَخْبَرَنِىْ

2716- اخرجه البخاري (۹/ ۲۵۰): كتاب النكاح: باب: لا تباشر المراة المراة فتنعتها لزوجها، حديث (۵۲۴۰) (۵۲۴۱) و ابو داؤد (۱/ ۶۵۲): كتاب النكاح: باب: فيما يؤمر به من غض البصر، حديث (۲۱۵۰) و احمد (۱/ ۳۸۰) و في (۱/ ۳۸۷) و في (۱/ ۴۳۸) (۱/ ۴۴۰) (۱/ ۴۴۰) (۱/ ۴۶۲) و (۱/ ۴۶۴) (۱/ ۴۴۳) (۱/ ۴۶۰)۔

زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا تُفْضِى الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں (برہنہ ہوکر) نہ رہے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں (برہنہ ہوکر) نہ رہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے جماع حرام ہونا

پہلی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایک مرد کا اپنا ننگا جسم دوسرے مرد کے جسم کو اور اسی طرح ایک عورت کا دوسری عورت کو اپنا ننگا جسم لگانا حرام ہے' کیونکہ ایسی صورت زنا کاری یا لواطت کا باعث اور باہم فریفتگی کا سبب بن سکتی ہے' لہٰذا اس سے احتراز واجتناب واجب ہے۔

دوسری حدیث باب میں دو مردوں یا دو عورتوں کا باہم ستر کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے' جس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- دنیا بھر کے مذاہب کی تہذیبیں اعلان کر رہی ہیں کہ ستر عورت کا مظاہرہ کیا جائے اور کشف عورت سے مکمل اجتناب کیا جائے' کیونکہ کشف عورت بے حیائی کا دوسرا نام ہے۔

۲- باہم ستر دیکھنے سے زنا کاری یا لواطت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں' انسان فریفتگی یا عشق میں مبتلا ہوکر ان دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کرسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ حِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب 38: ستر کی حفاظت کرنا

2718 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

2717- اخرجه مسلم (۲/ ۱۸۵- الابی): كتاب الحيض: باب: تحريم النظر الى العورات' حديث (۷۴/ ۳۳۸) و ابوداؤد (۲/ ۴۳۷): كتاب الحمام باب: ما جاء فی التعری' حديث (۴۰۱۸) و ابن ماجه (۱/ ۲۱۷): كتاب الطهارة و سننها باب: النهی ان یری عورة اخيه' حديث (۶۶۱) و ابن خزيمة (۱/ ۴۰) حديث (۷۲) و احمد (۳/ ۶۳)-

متن حدیث: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَاهَا اَحَدٌ فَلَا يَرَاهَا قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِذَا كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم اپنے ستر کو کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے ستر کو اپنی بیوی اور اپنی کنیز کے علاوہ ہر ایک سے چھپاؤ' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر کچھ لوگ ایک ساتھ ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سے ہو سکے' تو کوئی بھی شخص اسے (یعنی تمہاری ستر کو) نہ دیکھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! جب کوئی شخص تنہا ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

ستر کی حفاظت کرنا

حدیث باب میں ستر کی حفاظت کے بارے میں حضرت معاویہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے تین اہم سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ حضرت معاویہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے ستر کہاں کھول سکتے ہیں اور انہیں کہاں چھپانا ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم اپنے ستر کی حفاظت کرو لیکن تم اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے لیے کھول سکتے ہو۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! جب کثیر لوگ جمع ہوں تو تب کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے جواب دیا: اگر تم میں طاقت ہو کہ کوئی ستر نہ دیکھے تو تم ہرگز اپنا کشف ستر نہ کرنا اور کسی کو نہ دکھانا۔ تیسرا سوال یہ کیا تھا: جب آدمی اکیلا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آدمی کے پاس ہوتا ہے اور وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم وحیاء کی جائے یعنی تنہائی میں بھی بلاضرورت کشف ستر نہ کیا جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت ستر کے حوالے سے تین اہم سوالات کے جواب دے کر اسلامی تہذیب کو بام عروج تک پہنچایا اور انسانی وقار کو مجروح کرنے والے تمام اسباب کے دروازے بند کر کے انسان بالخصوص مسلمان کو وہ قدر ومنزلت عطا کی جس کا تصور کسی کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔ کاش! ہم دنیوی رنگینیوں اور رعنائیوں سے متاثر ہونے کی بجائے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ حق نما کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اسی میں ہمارے دارین کی فلاح وکامیابی کا راز مضمر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

باب 39: ران، ستر کا حصہ ہے

2719 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زُرْعَةَ

بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ جَدِّهٖ جَرْهَدٍ قَالَ

متن حدیث: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَرْهَدٍ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَشَفَ فَخِذُهٗ فَقَالَ اِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ مَا اَرٰى اِسْنَادَهٗ بِمُتَّصِلٍ

◆◆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ران' ستر میں داخل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔ میرے خیال میں اس کی سند متصل نہیں ہے۔

2720 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جَرْهَدٍ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ كَاشِفٌ عَنْ فَخِذِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطِّ فَخِذَكَ فَاِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ ابن جریر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے۔ اس وقت انہوں نے اپنی ران سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اپنی ران کو ڈھانپ لو! کیونکہ یہ ستر کا حصہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

2721 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ عبداللہ بن جریر اسلمی اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ران ستر کا حصہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے' اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2722 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ

2719۔ اخرجه ابو داؤد (۲/۴۳۶): کتاب الحمام: باب النهي عن التعري، حديث (۴۰۱۴)، و الدارمي (۲/۲۸۷): کتاب الاستئذان: باب في ان الفخذ عورة و الحميدي (۲/۳۷۸، ۳۷۹) حديث (۷۵۷)، (۸۵۷)، و احمد (۳/۴۷۹، ۴۷۸)۔

2720۔ اخرجه احمد (۱/۲۷۵)۔

توضیح راوی: وَلِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَحْشٍ صُحْبَةٌ وَّلِابْنِهٖ مُحَمَّدٍ صُحْبَةٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ران ستر میں شامل ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

عبداللہ بن جحش اور ان کے صاحب زادے محمد بن عبداللہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

شرح

ران ستر کا حصہ ہونا

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جبکہ عورت کا ستر تمام جسم ہے سوائے اعضاء ثلاثہ یعنی چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے۔ سوال یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے کہ ران بھی ستر کا حصہ ہے یہی وجہ ہے کہ روایات میں اسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: احادیث باب سے ثابت ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے لیکن کچھ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ وہ روایات یہ ہیں:

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے کپڑا اٹھایا تو میں نے آپ کی ران کی سفیدی دیکھی۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۷۱)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران کھول کر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمادی اور اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں بھی اجازت عنایت کردی آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے اجازت طلب کی تو انہیں اجازت دینے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران پر کپڑا ڈال لیا۔ ان دونوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) اثبات والی روایات (احادیث باب) پانچ ہیں جبکہ نفی والی دو ہیں اکثریت کا اعتبار کرتے ہوئے ران کو ستر کا حصہ قرار دیا جائے گا۔

(۲) احادیث باب والی روایات بعد کی اور ناسخ ہیں اور نفی والی روایات پہلے کی اور منسوخ ہیں

(۳) احتیاط کا تقاضا بلکہ احوط یہ ہے کہ ران کو ستر کا حصہ قرار دیا جائے۔

ران ستر کا حصہ ہونے میں مذاہب آئمہ فقہ

کیا ران ستر کا حصہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی اور جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات سے استدلال کیا ہے جن میں ران ستر کا حصہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات مذکورہ بالا جواب میں مذکور ہیں۔ (لہٰذا ایک نظر اوپر سوال و جواب پر ڈال لی جائے)

سوال: گھٹنہ ستر کا حصہ ہے یا نہیں؟

جواب: اس بات میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ گھٹنہ ستر کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: کوئی شخص اس حصہ کو ہرگز نہ دیکھے جو ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گھٹنہ ستر میں شامل نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ گھٹنہ ستر کا حصہ ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گھٹنہ ستر کا حصہ ہے۔ (سنن دارقطنی، ج اول، ص ۲۳۱)

(۲) ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی والی جگہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دونوں یا ایک گھٹنہ کھلا ہوا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فوراً ڈھانپ لیا۔
(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۳۶۹۵)

(۳) احتیاط کا بھی تقاضا ہے کہ گھٹنہ ستر میں شامل کیا جائے۔

(۴) ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر اور مغیا ہے اور گھٹنہ غایت ہے۔ عام اصول ہے کہ غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ گھٹنہ ستر کا حصہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّظَافَةِ

باب 40: پاکیزگی کا بیان

2723 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اِلْيَاسَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِيْ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ

اختلافِ روایت: قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ ابْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

2723- انفرد به الترمذی کما جاء به فی (تحفة الاشراف) (۳/۳۰۰) حدیث (۳۸۹۴) ذکره صاحب (المشکاة) (۸/۳۶۲ - مرقاة) برقم (۴۴۸۷) و عزاه للترمذی۔

توضیح راوی: وَّخَالِدُ بْنُ اِلْيَاسَ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ ابْنُ اِيَاسٍ

◆◆ سعید بن میتب بیان کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے' اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے وہ نظیف ہے' اور نفاست کو پسند کرتا ہے وہ کریم ہے' اور کرم کو پسند کرتا ہے وہ جواد (سخی) ہے' اور جود (سخاوت) کو پسند کرتا ہے' تو تم صفائی اختیار کرو۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے۔انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے تھے۔اپنی عمارتوں کو صاف رکھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ مہاجر بن مسمار سے کیا' تو انہوں نے یہ بات بتائی' عامر بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا" اور تم اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھو"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔

خالد بن الیاس نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ایک روایت کے مطابق اس کا نام خالد بن ایاس ہے۔

شرح

نظافت وصفائی کی اہمیت

لفظ: نظافۃ کا لغوی معنی ہے: پاکیزگی' صفائی۔ اصطلاحی معنی ہے: میل کچیل سے دور رہنا' صاف ستھرا ہونا۔جس طرح طہارت کو اسلام میں اہمیت دی گئی ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں پڑھی جا سکتی' اسی طرح نظافت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔امامت کی ترجیحات کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں: الانظف ثوبا' امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے' جس کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔دینی مدارس کے طلباء کو چاہیے کہ وہ روزانہ غسل کریں' اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھیں اور اساتذہ کے کمروں کی صفائی کا بھی خیال رکھیں اور کمروں کی اشیاء کو بھی سلیقہ سے رکھیں۔

حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کے چار صفاتی اسماء بیان کیے گئے ہیں اور ان کے ساتھ صفات بیان کی گئی ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱-اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ: بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو پسند کرتا ہے۔

۲-نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ: اللہ تعالیٰ ستھرا ہے' وہ صفائی کو پسند کرتا ہے۔

۳-كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ: اللہ تعالیٰ فیاض ہے' وہ فیاضی کو پسند کرتا ہے۔

۴-جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ: بیشک اللہ تعالیٰ سخی ہے' وہ سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

حدیث باب کے آخر میں خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! تم اپنے آنگن وغیرہ کو صاف ستھرا رکھا کرو اور یہود ونصاریٰ کی طرح اپنے آنگن کو نجس وغلیظ نہ رکھا کرو۔ایک روایت میں فرمایا گیا ہے: الطهارة شطر الايمان ۔یعنی صفائی ایمان کا حصہ ہے۔اسلام نے طہارت جسمانی کے ساتھ طہارت فکری وقلبی کا بھی درس دیا ہے' تا کہ انسان کے عقائد وافکار کی بھی اصلاح ہو جائے اور اس میں کفر وشرک کی نجاست وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْجِمَاعِ

باب 41: صحبت کرتے وقت پردہ کرنا

2724 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيزَكَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَيَّاةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ مُحَيَّاةَ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: برہنہ ہونے سے پرہیز کرو کیونکہ تمہارے ساتھ (فرشتے) ہوتے ہیں جو تم سے صرف اس وقت جدا ہوتے ہیں جب کوئی شخص قضائے حاجت کرتا ہے یا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو تم ان سے حیاء کرو اور ان کی عزت افزائی کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابومحیاۃ نامی راوی کا نام یحییٰ بن یعلیٰ ہے۔

شرح

جماع کے وقت پردے کا اہتمام کرنا

زوجین باہم جسم کا ایک ایک حصہ دیکھ سکتے ہیں لیکن سلیقہ مندی و دانشمندی کا تقاضا ہے کہ دوران جماع بھی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھیں بلکہ دوران جماع چادر وغیرہ اوڑھ لیں۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بلاضرورت آدمی کو ننگا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ایسی صورت میں نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے جبکہ ان کے نورانی مخلوق ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرنا چاہیے۔ تاہم مجبوری کی وجہ سے ننگا ہونا جائز بھی ہے مثلاً قضاء حاجت کے وقت کیونکہ ننگا ہوئے بغیر یہ کام ممکن نہیں ہے۔

سوال: حدیث باب کے مضمون کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت نہیں ہے کیونکہ مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو ننگا ہونا جائز ہے جبکہ ترجمۃ الباب سے ثابت ہوتا ہے کہ ننگا ہونا جائز نہیں ہے۔

جواب: حدیث باب کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ جماع کے وقت زوجین ننگے ہوں کیونکہ ملائکہ کے علیحدگی کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) جماع کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت۔

2724۔ انفرد بہ الترمذی کما جاء فی (تحفۃ الاشراف) (۶/۲۰۵) حدیث (۸۳۱۸) ذکرہ البغوی فی (شرح السنۃ) (۵/۲۷) و قال: یروی عن ابن عمر باسناد غریب و عزاہ للترمذی، وصاحب (المشکاۃ) (۶/۲۸۴ - مرقاۃ) برقم (۳۱۱۵) و عزاہ للترمذی۔

ان میں سے پہلی مجبوری کی صورت نہیں ہے لیکن دوسری مجبوری کی صورت ہے۔ اس طرح ہر صورت کا حکم الگ ہے' لہٰذا ترجمۃ الباب اور مضمون حدیث میں تضاد نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي دُخُوْلِ الْحَمَّامِ

باب 42: حمام میں داخل ہونا

2725 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَّمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ طَاؤُسٍ عَنْ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ صَدُوْقٌ وَّرُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَيْثٌ لَّا يُفْرَحُ بِحَدِيْثِهٖ كَانَ لَيْثٌ يَّرْفَعُ اَشْيَاءَ لَا يَرْفَعُهَا غَيْرُهٗ فَلِذٰلِكَ ضَعَّفُوْهُ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ جانے دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند باندھے بغیر حمام میں داخل نہ ہو جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف طاؤس کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: لیث بن ابوسلیم نامی راوی ''صدوق'' ہیں' لیکن بعض اوقات انہیں کسی چیز کے بارے میں وہم ہو جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان کی لیث سے خوشی حاصل نہیں ہوتی۔

لیث بعض اوقات ایسی روایات کو ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کر دیتے ہیں' جنہیں دیگر راویوں نے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہوتا۔ اسی وجہ سے محدثین نے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

2726 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ عُذْرَةَ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ

2725- اخرجه النسائي (۱/۱۹۸): كتاب الغسل و التيمم: باب: الرخصة في دخول الحمام' و الدارمي (۲/۱۱۲): كتاب الاشربة باب: النهي عن القعود على مائدة يدار عليها الخمر' و احمد (۳/۳۳۹) و ابن خزيمة (۱/۱۲٤) حديث (۲٤۹)-

2726- اخرجه ابوداؤد (۲/٤۲۵): كتاب الحمام: باب: الحمام' حديث (٤۰۰۹) و ابن ماجه (۲/۱۲۳٤): كتاب الادب: باب: دخول الحمام' حديث (۳۷٤۹) و احمد (٦/۱۳۲' ۱۳۹)-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَی الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِی الْمَیَازِرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ لَّا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِذَاکَ الْقَائِمِ

ابوعزرہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانۂ اقدس پایا ہے' وہ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: پہلے نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور خواتین کو حمام میں جانے سے منع کیا تھا' پھر آپ نے مردوں کو تہبند باندھ کر جانے کی اجازت دی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث' ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور اس کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

2727 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِی الْجَعْدِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ الْھُذَلِیِّ

متن حدیث: اَنَّ نِسَاءً مِّنْ اَھْلِ حِمْصَ اَوْ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلٰی عَآئِشَۃَ فَقَالَتْ اَنْتُنَّ اللَّاتِیْ یَدْخُلْنَ نِسَاؤُکُنَّ الْحَمَّامَاتِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنِ امْرَاَۃٍ تَضَعُ ثِیَابَھَا فِیْ غَیْرِ بَیْتِ زَوْجِھَا اِلَّا ھَتَکَتِ السِّتْرَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ رَبِّھَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◆◆ ابوملیح ہذلی فرماتے ہیں: حمص کی خواتین (راوی کو شک ہے' یا شاید یہ الفاظ ہیں) شام کی کچھ خواتین سیّدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سیّدہ عائشہ ؓ نے دریافت کیا: تم وہی خواتین ہو کہ تمہاری عورتیں حمام میں جاتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کہیں اپنے کپڑے اتارے گی' تو وہ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان موجود پردے کو فاش کر دے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

غسل خانہ میں جانا

دنیا کے جن خطوں میں پانی کی قلت ہے' وہاں کے لوگ (مرد و زن) ہوٹل میں جا کر غسل کرتے ہیں اور خواتین و حضرات کے اختلاط کی وجہ سے بہت بے پردگی ہوتی ہے' لہٰذا وہاں خواتین کو ہوٹل میں نہیں جانا چاہیے بلکہ گھر میں لنگی وغیرہ باندھ کر باپردہ غسل کرنا چاہیے۔ غسل کرتے وقت خواتین کو جانگھیا چڈی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ساتھ کوئی کپڑا بھی بطور پردہ استعمال کرنا چاہیے۔

2727۔ اخرجہ ابو داؤد (۲/۴۳۵) کتاب الحمام: باب الحمام' حدیث (۴۰۱۰)' و ابن ماجہ (۲/۱۲۳۴): کتاب الادب: باب: دخول الحمام' حدیث (۳۷۵۰) و الدارمی (۲/۲۸۷): کتاب الاستئذان: باب: النہی عن دخول المراۃ الحمام' و احمد (۶/۱۷۳' ۱۹۸) (۶/۴۱)۔

دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ شروع شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و زن سب کو حماموں میں جا کر غسل کرنے سے منع کیا تھا لیکن بعد میں مردوں کو اجازت دے دی اور عورتوں کی ممانعت کو برقرار رکھا تھا۔

فائدہ نافعہ: عورتوں کے لیے غسل کی حد تک بے پردگی سے بچنے کا حکم نہیں ہے' بلکہ جہاں بھی یہ ناسور موجود ہو وہاں سے احتراز کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے مثلاً سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم' ریل کار اور ہوائی جہازوں میں مخلوط سفر اور کلبوں میں مخلوط کھیل وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ

باب 43: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں تصویر یا کتا موجود ہو

2728 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ وَّاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2729 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ اِسْحٰقَ اَخْبَرَهٗ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ طَلْحَةَ عَلٰى اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ نَعُوْدُهٗ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ صُوْرَةٌ شَكَّ اِسْحٰقُ لَا يَدْرِىْ اَيُّهُمَا قَالَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ رافع بن اسحاق بیان کرتے ہیں: میں اور عبداللہ بن ابوطلحہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوئے' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔ فرشتے

2728- اخرجه البخاری (٦/٢٥٩): كتاب بدء الخلق' باب: اذا قال احدكم (آمين)--' حديث (٣٢٢٥) ' (٦/٤١٤) كتاب ابدء الخلق باب: اذا وقع الذباب في شراب احدكم--' حديث (٣٣٢٢) ' (٧/٣٦٧) كتاب المغازى: باب: (١٢) حديث (٤٠٠٢) ' (١٠/٣٩٤): كتاب اللباس: باب: التصاوير حديث (٥٩٤٩) ' و مسلم (٣/١٦٦٥): كتاب اللباس و الزينة: باب: تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة--- حديث (٨٣' ٨٤/٢١٠٦) ' و النسائي (٨/٢١٢): كتاب الزينة: باب: التصاوير ' حديث (٥٣٤٧' ٥٣٤٨) ' و ابن ماجه (٢/١٢٠٣): كتاب اللباس: باب: الصور في البيت' حديث (٣٦٤٩) ' و الحميدى (١/٢٠٦) حديث (٤٣١)-

2729- اخرجه مالك (٢/٩٦٥' ٩٦٦): كتاب الاستئذان: باب: ما جاء في الصورة و التماثيل' حديث (٦)' و احمد (٣/٩٠)-

ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویریں ہوں (یہاں پر حدیث کے ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے: لفظ تماثیل استعمال ہوا ہے، یا صورت استعمال ہوا ہے؟) اسحاق نامی راوی کو یہ شک ہے: اس میں سے کون سا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2730 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنِّىْ كُنْتُ اَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِىْ كُنْتَ فِيْهِ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فِىْ بَابِ الْبَيْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَاْسِ التِّمْثَالِ الَّذِىْ بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُصَيَّرْ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبَذَتَيْنِ يُوْطَاٰنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ذٰلِكَ الْكَلْبُ جَرْوًا لِلْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ تَحْتَ نَضَدٍ لَّهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِىْ طَلْحَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا: میں گزشتہ رات آپ کے پاس آنا چاہتا تھا، لیکن میں آپ کے گھر میں اس لیے داخل نہیں ہوا کیونکہ اس میں کچھ مردوں کی تصویریں موجود تھیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے گھر میں ایک پردے پر یہ تصویریں بنی ہوئی تھیں اور اس گھر میں کتا بھی موجود تھا (حضرت جبریل نے عرض کی) آپ تصویروں کے بارے میں حکم دیں کہ ان کا سر کاٹ دیا جائے۔ اس طرح یہ درخت کی شکل میں ہو جائیں گی اور پردے کے بارے میں یہ حکم دیں کہ اسے کاٹ کر اس کے تکیے بنا لیے جائیں، جنہیں نیچے رکھا جائے اور انہیں روندا جائے اور کتے کے بارے میں حکم دیں کہ اسے باہر نکال دیا جائے، تو نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا وہ کتے کا پلا تھا جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا تھا اور آپ کے پلنگ کے نیچے تھا، آپ ﷺ کے حکم کے تحت اسے نکال دیا گیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

گھر میں کسی جاندار کی تصویر اور کتا ہونے کی وجہ سے ملائکہ رحمت کا نہ آنا

جانداروں کی تصاویر میں مورتیوں کی مشابہت ہے جن کی پرستش کی جاتی ہے، چونکہ غیر اللہ کی عبادت وریاضت شرک ہے اور اس ناسور کے مرتکب لوگ مشرک ہیں۔ فرشتوں کو شرک اور مشرکین سے سخت نفرت ہے، لہٰذا جس گھر میں جاندار کی تصویر موجود ہو

2730- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۴۷۲): كتاب اللباس: باب: الصور، حديث (۴۱۵۸) و النسائي (۸/ ۲۱۶): كتاب الزينة: باب: ذكر اشد الناس عذاباً، حديث (۵۳۶۵) و احمد (۲/ ۳۰۵، ۳۰۸، ۴۷۸، ۴۹۰)۔

اس میں وہ داخل نہیں ہوتے۔ تصویر سازی کی حرمت اور اس کے احکام کتاب اللباس میں تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں' لہٰذا یہاں اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ کتوں کو بڑے شوق سے پالتے تھے' کتا ملعون و منحوس جانور ہے اور اسے شیطان سے مطابقت بھی ہے۔ اسی مناسبت کی بنا پر فرشتے اس گھر سے نفرت کرتے ہیں اور اس میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا موجود ہو۔ کتا کی نحوست کی وجہ سے اسلام نے اسے بلاضرورت پالنے سے منع کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واپس جاتے وقت عرض کیا: یارسول اللہ! میں کل پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ آئندہ دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت نہ ہوئے۔ آئندہ آمد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وعدہ نہ آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب میں عرض کیا: انا لا ندخل بیتا فیہ کلب و لا صورۃ۔ بیشک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر موجود ہو"۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے چھوٹے باغ کے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور بڑے باغ کے کتوں سے اجتناب کیا۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث' ۲۱۰۵)

سوال: جب کتا پالنا منع ہے تو پھر صاحبزادگان نے کتے کا پلا کیوں پالا تھا؟ جب تصویر سازی اور تصاویر کا استعمال کرنا منع ہے تو پھر کاشانہ نبوت کے دروازے پر ایسا کپڑا کیوں لٹکایا گیا تھا جس پر تصاویر موجود تھیں؟

جواب: یہ واقعات اس دور سے متعلق ہیں جب کتوں کو ہلاک کرنے اور تصویر کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاھِیَۃِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ لِلرَّجُلِ وَالْقَسِّیِّ

باب 44: مرد کے لیے "کسم" سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا اور "قسی" استعمال کرنا حرام ہے

2731 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی عَنْ مُّجَاھِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

متنِ حدیث: قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَّعَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ

مذاہبِ فقہاء: وَمَعْنٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّھُمْ کَرِھُوْا لُبْسَ الْمُعَصْفَرِ وَرَاَوْا اَنَّ مَا صُبِغَ بِالْحُمْرَۃِ بِالْمَدَرِ اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُّعَصْفَرًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اس نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے' اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

2731۔ اخرجہ ابو داؤد (۴/۵۰، ۴۵۱): کتاب اللباس: باب: فی الحمرۃ حدیث (۴۰۶۹)۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث کامفہوم یہ ہے: کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننا مکروہ ہے۔انہوں نے یہ رائے اختیار کی ہے: جب سرخ رنگ میں مٹیالا یا اس کے علاوہ کوئی اور رنگ شامل کر کے اسے رنگا جائے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ کسم نہ ہو۔

2732 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ قَالَ قَالَ عَلِىٌّ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ وَعَنِ الْجِعَةِ

قَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ بِمِصْرَ مِنَ الشَّعِيْرِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، ریشمی زین پر بیٹھنے اور "جعہ" سے منع کیا ہے۔

ابواحوص نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ ایک شراب ہے" جو" مصر میں جو کے ذریعے بنائی جاتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2733 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِى وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ اَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالْقَسِّيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ هُوَ اَشْعَثُ بْنُ اَبِى الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ الْاَسْوَدِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا ہے' اور سات چیزوں سے منع کیا ہے۔آپ نے ہمیں جنازے کے ساتھ جانے، بیمار کی عیادت کرنے، چھینکنے والے کو جواب دینے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم پوری کروانے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا ہے' جبکہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے، سونے کا چھلا پہننے، چاندی کے برتن استعمال کرنے، حریر، دیباج، استبرق اور قسی (ریشم کی مختلف قسموں کو) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اشعث بن سلیم نامی راوی اشعث بن ابوشعثاء ہیں۔ابوشعثاء کا نام سلیم بن اسود ہے۔

2732۔ اخرجه ابو داؤد (۲/۴۴۷): کتاب اللباس: باب: من کرهه' حدیث (۴۰۵۱)' و النسائی (۸/۱۶۵): کتاب الزینة: باب: خاتم الذهب' حدیث (۵۱۶۵)' و ابن ماجه (۲/۱۲۰۵): کتاب اللباس: باب: المیاثر الحمر' حدیث (۳۶۵۴)' و احمد (۱/۹۳' ۷۲۲)' (۱/۱۰۴' ۸۱۶)' (۱/۱۲۷' ۱۰۴۹)' (۱/۱۳۷' ۱۱۵۹) و عبد الله بن احمد (۱/۱۳۲' ۱۱۰۲)' (۱/۱۳۲' ۱۱۱۳)۔

شرح

مرد کے لیے رنگے ہوئے اور ریشمی کپڑوں کا استعمال مکروہ ہونا

گہرا سرخ کپڑا مردوں کے لیے استعمال میں لانا منع ہے، یہ وہ کپڑا ہے' جو معصفر (ایک بوٹی کا نام ہے) سے رنگا جاتا تھا اور اس میں کشش پیدا ہو جاتی تھی۔ معصفر کے علاوہ کسی چیز سے رنگا ہوا کپڑا استعمال میں لانا جائز ہے، کیونکہ اس میں کشش نہیں ہوتی۔ اس کی کراہت اور ناپسندیدگی کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے زیب تن کرنے والے کو سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔ تاہم خواتین کے لیے سرخ کپڑے کا استعمال مکروہ نہیں ہے۔

قسی اس کپڑے کو کہا جاتا ہے' جس میں ریشم ملا ہوا ہو۔ اس کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں:

(۱) یہ مصر کے مشہور شہر "قس" کی طرف منسوب ہے۔

(۲) یہ وہ کپڑا ہے' جس میں ریشم کی دھاری ہو اور احتیاط کی بنا پر اس سے منع کیا گیا ہے۔

سات چیزوں کے حکم دینے کا مطلب ان کا جواز و بجالانا ہے اور سات اشیاء سے ممانعت ان کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ سات اشیاء جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) جنازہ کے پیچھے چلنا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) چھینکنے والے کو جواب دینا (۴) دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) قسم پوری کرنا (۷) سلام کا جواب دینا۔

وہ سات اشیا جن سے آپ نے منع فرمایا اور انہیں ناپسند قرار دیا، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) سونے کی انگوٹھی یا چھلہ (۲) چاندی کے برتن (۳) حریر (۴) دیباج (۵) استبرق (۶) استبرق (۷) قسی۔

آئمہ اربعہ کے نزدیک مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام ہے۔ عورتوں کے لیے زیورات کی شکل میں سونے اور چاندی کا استعمال جائز ہے۔ مرد انگوٹھی کی شکل میں چاندی استعمال میں لا سکتے ہیں۔ چاندی کا استعمال برتنوں کی شکل میں منع ہے، کیونکہ یہ جواز اللہ تعالیٰ نے آخرت میں رکھا ہے۔ حریر، دیباج، استبرق اور قسی کپڑوں کے استعمال کی ممانعت ان میں ریشم ہونے کی وجہ سے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لُبْسِ الْبَيَاضِ

باب 45: سفید کپڑا پہننا

2734 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيبٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2734۔ اخرجہ ابن ماجہ (۱۱۸۱/۲): کتاب اللباس: باب: البیاض من الثیاب' حدیث (۳۵۶۷) و احمد (۹۴/۵، ۱۷، ۹۸، ۱۹)۔

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سفید کپڑے پہنا کرو! کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

سفید کپڑے کے استعمال کی فضیلت

جس طرح میت کو کفن کسی بھی رنگ کے کپڑے میں دیا جاسکتا ہے مگر افضل سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا ہے۔ اسی طرح مرد کوئی بھی کپڑا زیب تن کرسکتا ہے لیکن سفید کپڑا بہتر ہے۔ سفید کپڑا بہتر ہونے کی دو وجوہات ہیں:

(۱) یہ زیادہ پاکیزہ ہے (۲) یہ زیادہ صاف ستھرا ہے

کیونکہ سفید کپڑے پر داغ دھبہ جلدی نمایاں ہو جاتا ہے' جس وجہ سے آدمی اسے جلدی دھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس رنگین کپڑے میں میل کچیل زیادہ نمایاں نہیں ہوتا جس وجہ سے وہ ایسا کپڑا کئی ایام تک استعمال کرتا رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ

باب 46: مردوں کے لیے سرخ رنگ پہننے کی اجازت

2735 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْاَشْعَثِ وَهُوَ ابْنُ سَوَّارٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْاَشْعَثِ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی' تو کبھی میں نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا۔ آپ نے سرخ حلّہ پہنا ہوا تھا اور اس وقت آپ مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے' ہم اسے صرف اشعث نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2736 وَرَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

2735- اخرجه الدارمي (۱/۳۰) كتاب: باب: في حسن النبي صلى الله عليه وسلم-

متن حدیث: رَاَيْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً حَمْرَاءَ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ بِهٰذَا وَفِى الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا

قولِ امام بخاری: قَالَ سَاَلْتُ مُحَمَّدًا قُلْتُ لَهٗ حَدِيْثُ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَصَحُّ اَوْ حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فَرَاٰى كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحًا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ الْبَرَاءِ وَاَبِىْ جُحَيْفَةَ

شعبہ اور ثوری نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سرخ حلّہ پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔

میں نے اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: میں نے ان سے کہا ابواسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے یا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے؟ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں روایات کو مستند قرار دیا۔

اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

مردوں کے لیے سرخ لباس زیب تن کرنا جائز ہونا:

مردوں کے لیے تیز سرخ رنگ کا کپڑا زیب تن کرنا منع ہے اور ہلکا سرخ رنگ بلا کراہت جائز ہے۔ خواتین کے لیے دونوں رنگ کے کپڑے استعمال میں لانا جائز ہے۔

سوال: زیر مطالعہ باب سے قبل باب سے متصل باب کی روایات میں سرخ رنگ کے کپڑے کی ممانعت بیان کی گئی تھی اور احادیث باب سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس طرح دونوں قسم کی روایات میں تعارض ہے؟

جواب: ممانعت والی روایات اپنے اصل پر محمول ہیں یعنی مردوں کے لیے تیز سرخ کپڑوں کا استعمال منع ہے۔ جواز والی روایات اس بات پر محمول ہیں کہ اس سے مراد یمن کا بنا ہوا کپڑا ہے جس کی زمین سفید ہوتی تھی اور اس میں سرخ دھاریاں ہوتی تھیں۔

2737- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۴۵۰): كتاب اللباس: باب: فى الخضرة: حديث (۴۰۶۵) و النسائى (۳/ ۱۸۵): كتاب صلاة العيدين: باب: الزينة للخطبة للعيدين' حديث (۱۵۷۲) و اطرافه فى (۸/ ۵۲): كتاب القسامة' باب: هل يوخذ احد بجريرة غيره' (۸/ ۱۴۰): كتاب الزينة: باب: الخضاب بالحناء الكتم' حديث (۵۰۸۳) (۸/ ۲۰۴): كتاب الزينة: باب: لبس الخضر من الثياب' حديث (۵۳۱۹) والدارمى (۲/ ۱۹۹) كتاب الديات: باب: لا يواخذ احد بجناية غيره' واحمد (۲/ ۲۲۶) (۲/ ۲۲۶) (۴/ ۱۶۳) و عبد الله بن احمد (۲/ ۲۲۶) (۲/ ۲۲۷) (۲/ ۲۲۸) و الحميدى (۲/ ۳۸۳) حديث (۸۶۶) لابى داؤد ثلاثة مواضع اخرى وهى (۲/ ۴۸۵) كتب الترجل: باب: فى الخضاب' حديث (۴۲۰۶) (۴۲۰۷) (۲/ ۵۷۵): كتاب الديات: باب: لا يوخذ احد بجريرة اخيه ابيه' حديث (۴۴۹۵)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثَّوْبِ الْأَخْضَرِ

باب 47: سبز کپڑا پہننا

2737 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ إِيَادٍ

توضیحِ راوی: وَأَبُوْ رِمْثَةَ التَّيْمِيُّ يُقَالُ اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ حَيَّانَ وَيُقَالُ اسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيٍّ

◆◆ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا' اس وقت آپ نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہم اسے صرف عبید اللہ بن زیاد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابورمثہ تیمی کا نام حبیب بن حیان ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام رفاعہ بن یثربی ہے۔

شرح

سبز کپڑا زیب تن کرنا

دوسرے رنگوں کی طرح سبز رنگ کا کپڑا زیب تن کرنا بھی جائز و مستحب ہے۔ سبز رنگ اہل جنت کے کپڑوں کا ہے۔ چنانچہ اس کے دلائل یہ ہیں: (۱) ارشادِ ربانی ہے: مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ (الرحمٰن: ۷۶) "وہ لوگ سبز مسہریوں اور نہایت خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔" (۲) ارشادِ خداوندی ہے: عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ (الدھر: ۲۱) "اہل جنت کے کپڑے باریک، سبز ریشم اور دبیز ریشم کے ہوں گے۔" (۳) وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ (الکھف: ۳۱) "وہ سبز رنگ کے باریک اور دبیز ریشم زیب تن کریں گے۔"

فائدہ نافعہ: کچھ ملنگ قسم کے لوگ سبز لباس زیب تن کر کے فخر سے اس لباس کو سنت قرار دیتے ہیں، یہ جہالت پر مبنی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثَّوْبِ الْأَسْوَدِ

باب 48: سیاہ لباس پہننا

2738 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

2738۔ اخرجه مسلم (۱۸۸۳/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضائل اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم' حديث (۶۱/ ۲۴۲۴) و ابوداؤد (۴۴۲/۲): كتاب اللباس: باب: في لبس الصوف و الشعر' حديث (۴۰۳۲) و احمد (۱۶۲/۶)۔

متن حدیث: خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَّعَلَیْهِ مِرْطٌ مِّنْ شَعَرٍ اَسْوَدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ باہر نکلے تو آپ نے سیاہ رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

سیاہ کپڑے کا استعمال کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سیاہ چادر تھی جو اپنے استعمال میں لاتے اور آپ نے سیاہ عمامہ بھی استعمال کیا ہے لیکن سیاہ لباس زیب تن کرنا ثابت نہیں ہے' لہٰذا سیاہ لباس استعمال میں لانا سنت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مکمل سیاہ نہیں تھی بلکہ سیاہ دھاریوں کی وجہ سے اسے سیاہ کہا جاتا ہے۔

بقول شاعر

کبھی پوشش تھی لنگی اور چادر دھاریوں والی
کبھی کملی تھی جسم پاک پر اوڑھے ہوئے کالی

بَابُ مَا جَآءَ فِی الثَّوْبِ الْاَصْفَرِ

باب 49: زرد کپڑا پہننا

2739 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ اَبُوْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَسَّانَ اَنَّهٗ حَدَّثَتْهُ جَدَّتَاهُ صَفِیَّةُ بِنْتُ عُلَیْبَةَ وَدُحَیْبَةُ بِنْتُ عُلَیْبَةَ حَدَّثَتَاهُ عَنْ قَیْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتَا رَبِیْبَتَیْهَا وَقَیْلَةُ جَدَّةُ اَبِیْهِمَا اُمُّ اُمِّهٖ اَنَّهَا قَالَتْ

متن حدیث: قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتِ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ حَتّٰی جَآءَ رَجُلٌ وَّقَدِ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَیْهِ تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْمَالُ مُلَیَّتَیْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَّقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَسِیْبُ نَخْلَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ قَیْلَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَّانَ

◆◆ سیّدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ (اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں) ایک شخص آیا اس وقت سورج چڑھ چکا تھا۔ اس نے کہا السلام علیک یا رسول

2739۔ اخرجه ابو داؤد (۲/ ۱۹۲): کتاب الخراج و الفیء والامارة: باب: فی اقطاع الارضین (۳۰۷۰)۔

اللہ! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ (سیّدہ قیلہ بنت مخرمہ ﷞ بیان کرتی ہیں:) اس وقت نبی اکرم ﷺ نے دو پرانے اور بغیر سلے ہوئے کپڑے پہن رکھے تھے' جو زعفران کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے' اور ان کا رنگ ہلکا پڑ چکا تھا اور آپ کے پاس کھجور کی ایک شاخ بھی تھی۔

سیّدہ قیلہ ﷞ کی نقل کردہ روایت کو ہم صرف عبداللہ بن حسان کی نقل کردہ حدیث کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

زرد کپڑے کا استعمال جائز ہونا:

حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ زعفران سے رنگا ہوا کپڑا جو زرد رنگ اختیار کر چکا ہو، کا استعمال کرنا جائز ہے۔

سوال: حدیث باب سے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور آئندہ روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) بار بار استعمال کرنے یا پرانی ہونے کی وجہ سے اس کا رنگ اڑ گیا تھا اور رنگ گہرا نہیں رہا تھا۔

(۲) منسوخ ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر استعمال فرمائی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوْقِ لِلرِّجَالِ

باب 50: مرد کے لیے زعفران اور خلوق استعمال کرنا حرام ہے۔

2740 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّزَعْفُرِ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا اٰدَمُ عَنْ شُعْبَةَ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَمَعْنٰى كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ يَعْنِيْ اَنْ يَّتَطَيَّبَ بِهٖ

◄► حضرت انس بن مالک ﷜ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مرد کو زعفرانی (رنگ کا کپڑا) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

2740۔ اخرجه البخاری (١٠/٣١٧): كتاب اللباس: باب: النهی عن التزعفر للرجال' حديث (٥٨٤٦) و مسلم (٢/١٦٦٢): كتاب اللباس و الزينة: باب: نهی الرجل عن التزعفر (٧٧ /٢١٠١) و ابوداؤد (٢/٤٧٩): كتاب الترجل باب: من الخلوق للرجال' حديث (٤١٧٩) و النسائی (٥/١٤١): كتاب مناسك الحج: باب: الزعفران للمحرم' حديث (٢٧٠٦) و النسائی (٨/١٨٩): كتاب الزينة: باب: الزعفران' حديث (٥٢٥٦) و احمد (٣/١٠١' ١٨٧)۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شعبہ نے یہ روایت اسماعیل بن علیہ کے حوالے سے، عبدالعزیز بن صہیب کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے:
نبی اکرم ﷺ نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے زعفران استعمال کرنے کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے: مرد خوشبو کے طور پر زعفران لگائے۔

2741 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَفْصِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَقَدِ اخْتَلَفَ بَعْضُهُمْ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مَنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَدِيْمًا فَسَمَاعُهُ صَحِيْحٌ وَسَمَاعُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ صَحِيْحٌ اِلَّا حَدِيْثَيْنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ قَالَ شُعْبَةُ سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ بِاٰخِرَةٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: يُقَالُ اِنَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ كَانَ فِيْ اٰخِرِ اَمْرِهٖ قَدْ سَاءَ حِفْظُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَمَّارٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَاَنَسٍ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ حَفْصٍ هُوَ اَبُوْ حَفْصِ بْنُ عُمَرَ

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے خلوق (نامی خوشبو) لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: جاؤ! اسے دھولو اور پھر دوبارہ نہ لگانا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

اس کی سند کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات نے اسے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید یہ فرماتے ہیں: جس شخص نے پہلے زمانے میں عطاء بن سائب سے احادیث نقل کی تھیں ان کا سماع صحیح ہوگا' اور شعبہ اور سفیان کا عطاء بن سائب سے سماع صحیح ہے۔ ماسوائے دو احادیث کے' جو عطاء بن سائب کے حوالے سے' زاذان سے منقول ہیں۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں روایات کو آخری عمر میں سنا تھا۔

ایک قول کے مطابق عطاء بن سائب کی آخر میں یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ ان کا حافظہ ٹھیک نہیں رہا تھا۔

اس بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2741- اخرجہ النسائی (۸/۱۵۲): کتاب الزینۃ: باب التزعفر و الخلوق: حدیث (۵۱۲۱) (۵۱۲۲) و احمد (۴/۱۷۱، ۱۷۳) و الحمیدی (۲/۳۶۲) حدیث (۸۲۴)۔

ابوحفص نامی راوی ابوحفص بن عمرو ہیں۔

شرح

مرد کے لیے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں اور خلوق (خوشبو) کا استعمال منع ہونا

زمانہ قدیم میں خلوق خوشبو زعفران وغیرہ کو ملا کر تیار کی جاتی تھی، اس میں پیلا اور لال رنگ بھی موجود ہوتا تھا۔ اس کا استعمال عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے۔

سوال: ماقبل حدیث باب سے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور زیر مطالعہ حدیث سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، یہ تو روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: آغاز میں خلوق خوشبو کا استعمال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا لیکن بعد میں اس کی ممانعت آنے پر آپ نے اسے ترک فرما دیا تھا یعنی پہلے باب کی حدیث منسوخ ہے اور زیر مطالعہ حدیث اس کی ناسخ ہے۔

خلوق خوشبو کے استعمال میں مذاہب آئمہ

کیا خلوق خوشبو کا استعمال جسم اور کپڑے پر جائز ہے یا منع ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے زعفران کا استعمال کپڑوں اور جسم دونوں پر جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ممانعت پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اس میں مطلقاً ممانعت ہے، جو کپڑوں اور جسم دونوں کو شامل ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کپڑوں پر استعمال جائز ہے اور جسم پر اس کا استعمال منع ہے۔ انہوں نے سنن ابی داؤد کی اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: **لایقبل اللہ صلوٰۃ رجل فی جسدہ شئی من خلوق** ۔ "یعنی جسم پر خلوق خوشبو استعمال کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔" اس روایت میں کپڑوں کا ذکر نہیں ہے اور نہ حدیث عموم پر دلالت کرتی ہے بلکہ خاص ہے کہ اس کا جسم پر استعمال کرنا منع ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيبَاجِ

باب 51: حریر اور دیباج (مردوں کے لیے) پہننا حرام ہے

2742 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْاَزْرَقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَوْلٰى اَسْمَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2742- اخرجه مسلم (۲/۱۶۴۷): كتاب اللباس والزينة: باب: تحريم استعمال اناء الذهب و الفضة على الرجال و النساء وخاتم الذهب و الحرير على الرجل، حديث (۲۰۶۹/۱۰) و احمد (۳۶/۱) اخرجه بنحوه بلفظه الى الحديث

متن حدیث: مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّحُذَيْفَةَ وَاَنَسٍ وَّغَيْرِ وَاحِدٍ وَّقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِ اللِّبَاسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَاسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَيُكْنٰى اَبَا عَمْرٍو وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ وَّعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشمی لباس پہنے گا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

اس کا تذکرہ ہم نے کتاب اللباس میں کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوعمرو نامی راوی سے منقول ہے۔

سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں ان کا نام عبداللہ ہے' اور ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔

عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار نے ان کے حوالے سے' احادیث نقل کی ہیں۔

2743 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ اَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ فَدَعَوْتُهٗ لَهٗ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَاْتُ لَكَ هٰذَا قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَّابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ

◆◆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کچھ قبائیں تقسیم کیں تو آپ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں دیا۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ بولے: اے میرے بیٹے! تم میرے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلو۔ حضرت مسور بیان کرتے ہیں: میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ انہوں نے فرمایا: اندر جاؤ اور نبی اکرم ﷺ کو بلا کر لاؤ! میں نبی اکرم ﷺ کو بلا کر لایا۔ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس ایک قبا موجود تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو خوش ہو گئے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2743۔ اخرجه البخاری (٥/٢٦٢): كتاب الهبة: باب: كيف يقبض العبد المتاع' حديث (٢٥٩٩) (١٠/ ٢٨٠): كتاب اللباس: باب: القباء و فروج حرير و هو القباء و يقال هو الذى له شق من خلفه' حديث (٥٨٠٠) و مسلم (٢/ ٧٣٧): كتاب الزكاة: باب: اعطاء من سال بفحش و غلظة' حديث (١٢٩/ ١٠٥٨) و ابو داؤد (٢/ ٤٤٧): كتاب اللباس: باب: ما جاء في الاقبية' حديث (٤٠٢٨) و النسائي (٨/ ٢٠٥) كتاب الزينة: باب: لبس الاقبية' حديث (٥٣٢٤) و احمد (٤/ ٣٢٨)۔

ابن ابی ملیکہ نامی راوی کا نام عبداللہ بن عبید اللہ بن ابوملیکہ ہے۔

شرح

حریر اور دیباج کا استعمال حرام ہونا

لفظ: الحریر، کا معنیٰ ہے: وہ ریشم جس کا ابھی کپڑا تیار نہ کیا گیا ہو۔ لفظ: الدیباج، کا معنیٰ ہے: ایسا ریشمی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ پہلی حدیث باب میں وضاحت ہے کہ حریر (ریشم) کا استعمال حرام ہے، جو شخص دنیا میں ریشم استعمال میں لاتا ہے وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: انما یلبس الحریر فی الدنیا من خلاق له فی الآخرة ۔ ''دنیا میں وہ شخص ریشم استعمال کرتا ہے' جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' آخرت میں ریشم کا استعمال جائز ہوگا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ (الحج: ۲۳) ''جنت میں اہل جنت کا لباس ریشم کا ہوگا۔''

سوال: دنیا میں ریشمی لباس استعمال کرنے والا کیا دخول جنت کے بعد بھی اس سے محروم رہے گا؟

جواب: (۱) حدیث باب وعید وزجر کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

(۲) ایک مدت خاص تک وہ محروم رہے گا پھر اسے اس کے استعمال کی اجازت ہوگی۔

(۳) ابتداء تو یہ اہل جنت کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ بعد میں داخل ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ ہیں: من لبس الحریر فی الدنیا البسه الله یوم القیامة ثوباً من نار ۔ ''جس شخص نے دنیا میں ریشم کا لباس استعمال کیا، آخرت میں اسے اللہ تعالیٰ آگ کا لباس پہنائے گا۔'' (۴) اس روایت کا مصداق ہے' جو ریشم کو حلال خیال کرتا ہوا اسے استعمال میں لاتا ہے، تو وہ مسلمان نہیں رہے گا اور جب وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا تو اس کا لباس کیسے پہنے گا؟

بَابُ مَا جَآءَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ

باب 52: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے: اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے

2744 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عمرو بن شعیب' اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے: اس کی دی ہوئی نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے۔

اس بارے میں ابواحوص نے اپنے والد کے حوالے سے' حدیث نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور

2744۔ اخرجه النسائی (۵/ ۷۹): کتاب الزکاة: باب: الاختیال فی الصدقة، حدیث (۵۵۹) و ابن ماجه (۲/ ۱۱۹۲): کتاب اللباس: باب: البس ما شئت، ما اخطاك سرف او مخیلة، حدیث (۳۶۰۵) و احمد (۲/ ۱۸۱) (۲/ ۱۸۲)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت بندے پر نمایاں ہو

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے فضل وکرم سے مادی نعمت سے نوازے تو اس کا اثر واظہار اس کے جسم پر بھی ہونا چاہیے یعنی اس کا لباس وغیرہ معیاری ہونا چاہیے لیکن اس کے خیال میں تکبر وغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار بطور شکر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ایسی صورت کو پسند کرتا ہے اور غرباء وفقراء جب اس سے رجوع کرتے ہیں تو وہ انہیں اپنی قوت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے حصہ عطا کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے بندوں میں تقسیم کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرماتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُفِّ الْاَسْوَدِ

باب 53: سیاہ موزا پہننا

2745 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ دَلْهَمٍ وَّقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ دَلْهَمٍ

◆◆ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نجاشی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موزوں کا ایک جوڑا بھیجا تھا' جو سیاہ رنگ کا تھا اور اس پر کوئی نقش نہیں بنا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں پہنا' پھر آپ نے وضو کیا اور ان پر مسح کر لیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف دلہم نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

محمد بن ربیعہ نے بھی اس روایت کو دلہم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

سیاہ موزوں کا استعمال جائز ہونا

سیاہ عمامہ، سیاہ لباس، سیاہ پاپوش اور سیاہ موزوں کا حکم یکساں ہے۔ تاہم سیاہ لباس اور سیاہ جوتا اہل جہنم اور روافض کے ساتھ

2745۔ اخرجه ابو داؤد (۱/۸۷): كتاب الطهارة: باب: المسح على الخفين' حديث (۱۵۵) و ابن ماجه (۱/۱۸۲): كتاب الطهارة و سننها: باب: ما جاء في المسح على الخفين' حديث (۵۴۹) (۲/۱۱۹۶): كتاب اللباس: باب: الخفاف السود' حديث (۳۶۲۰) و احمد (۵/۳۵۲)۔

مشابہہ ہو تو ناجائز ہے۔

شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف سن کر نہایت عقیدت سے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ دو موزے پیش کیے جو سادہ اور سیاہ رنگ کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ موزے قبول فرمائے اور اپنے استعمال میں بھی لائے۔ آپ نے ان موزوں کو افضل و اعلیٰ قرار دیا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد: ۸، ص: ۲۸۷)

سوال: موزوں کا ہدیہ پیش کرتے وقت نجاشی غیر مسلم تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تحفہ کیوں قبول فرمایا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں خود مختار ہیں اور اس اختیار کے سبب ہدیہ قبول فرمالیا۔

(۲) جب یقین ہو کہ غیر مسلم سے حسن سلوک کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہو کر اسلام قبول کرلے گا تو اس کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی غرض سے اس کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ

باب 54: سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت

2746 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ اِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ مسلمان کا نور ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

عبدالرحمٰن بن حارث اور دیگر راویوں نے اسے عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

سفید بالوں کو چننے کی ممانعت

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے جب کسی مسلمان کی ڈاڑھی یا سر کے بال سفید ہو جائیں تو ان کو اکھاڑنا منع ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ جب بڑھاپے کے سبب کسی مسلمان کے بال سفید ہو جائیں تو ان کا اکھاڑنا

2746۔ اخرجه ابو داؤد (۲/ ۴۸۶): کتاب الترجل: باب: في نتف الشيب، حديث (۴۲۰۲)، و النسائي (۸/ ۱۳۶): کتاب الزينة: باب: النهي عن نتف الشيب، حديث (۵۰۶۸)، و ابن ماجه (۲/ ۱۲۲۶): کتاب الادب: باب: نتف الشيب، حديث (۳۷۲۱)، و احمد (۲/ ۱۷۹)، (۲/ ۲۰۶)، (۲/ ۲۰۷)، (۲/ ۲۱۰)، (۲/ ۲۱۲)۔

منع ہے، کیونکہ قیامت کے دن وہ نور کی شکل میں ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سفید بال اکھاڑے گا، قیامت کے دن وہ بال نیزہ کی شکل اختیار کر لے گا اور اس کے ساتھ اکھاڑنے والے کو اذیت دی جائے گی۔

سفید بالوں کو اکھاڑنے کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- یہ عمل قیامت کے دن ایمان کی روشنی سے محرومی کا باعث ہوگا۔

۲- یہ عمل قیامت کے دن تکلیف واذیت کا سبب ہوگا۔

۳- یہ عمل اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں دخل اندازی کے مترادف ہے۔

وہ شخصیت جس کے سب سے پہلے بال سفید ہوئے

دنیا میں سب سے قبل جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: اے پروردگار! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اے ابراہیم! یہ وقار کی علامت ہے۔ عرض کیا: اے پروردگار! پھر تو میرے وقار میں اضافہ فرمادے۔

فائدہ نافعہ: اگر سفید بال اکھاڑنے کا مقصد زینت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔ عموماً اس کا مقصد زینت ہوتا ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کا حکم ہے۔ تاہم بغلوں کے بال منڈوانے کے بجائے اکھاڑنا مسنون ہے۔

بَابُ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

باب 55: (فرمان نبوی ہے) جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے

2747 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّحْوِيِّ

توضیح راوی: وَشَيْبَانُ هُوَ صَاحِبُ كِتَابٍ وَّهُوَ صَحِيْحُ الْحَدِيْثِ وَيُكْنٰى اَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ اِنِّيْ لَاُحَدِّثُ الْحَدِيْثَ فَمَا اَخْرِمُ مِنْهُ حَرْفًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔

اس حدیث کو کئی راویوں نے شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شیبان ایک کتاب کے مصنف ہیں اور علم حدیث میں مستند ہیں۔ ان کی کنیت ابومعاویہ ہے۔

عبدالجبار نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: عبدالملک بن عمیر نے یہ بات بیان کی ہے۔

2747۔ اخرجہ ابوداؤد (۲/۷۵۵)؛ کتاب الادب؛ باب؛ فی المشورۃ، حدیث (۵۱۲۸) و ابن ماجہ (۲/۱۲۳۳)؛ کتاب الادب، باب؛ المستشار موتمن، حدیث (۳۷۴۵)۔

میں جو بھی حدیث بیان کرتا ہوں اس میں کسی ایک لفظ کی بھی کمی نہیں کرتا۔ (یعنی لفظ بہ لفظ بیان کرتا ہوں)

2748 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ جَدَّتِهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ

◆◆ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے مشورہ لیا جائے' وہ امانت دار ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

مشورہ کی اہمیت

احادیث باب میں مشاورت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ انسان ہمیشہ مشاورت ایسے شخص سے کرتا ہے' جو امانتدار اور رازدار ہوتا ہے۔ اگر وہ دوران مشاورت غلط مشورہ دیتا ہے یا یہ بات دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے' تو یہ جرم اور مشاورت کے تقاضا کے خلاف ہے' کیونکہ مشورہ امانت ہوتا ہے اور اس کا افشاء خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں حکم دیا: وشاورھم بالامر۔ یعنی اے محبوب! آپ لوگوں (اپنے صحابہ) سے مختلف امور میں مشاورت فرمایا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں تخلیق آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مشورہ فرمایا۔ اس سے مشاورت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الشُّؤْمِ

باب 56: نحوست کا بیان

2749 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَّحَمْزَةَ ابْنَىْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلشُّؤْمُ فِىْ ثَلَاثَةٍ فِى الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ

2748- انفرد به الترمذي كما في (التحفة) (٦٦١٢) حديث (١٨٢٩٩) وذكره المتقي الهندي في (الكنز) (٣/٤٠٩) حديث (٧٦٨١) وعزاه للترمذي عن ام سلمة۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

اختلاف سند: وَبَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ لَا يَذْكُرُوْنَ فِيْهِ عَنْ حَمْزَةَ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰكَذَا رَوٰى لَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَّحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ وَرِوَايَةُ سَعِيْدٍ اَصَحُّ لِاَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِيْنِيِّ وَالْحُمَيْدِيَّ رَوَيَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَذَكَرَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ لَمْ يَرْوِ لَنَا الزُّهْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَنْ سَالِمٍ وَّحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِمَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّعَائِشَةَ وَاَنَسٍ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَسْكَنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت' رہائش گاہ اور جانور۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے' اس کی سند میں حمزہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابن ابی عمر نے بھی اسے اسی طرح نقل کیا ہے' جو سفیان بن عیینہ کے حوالے سے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سالم اور حمزہ کے حوالے سے' منقول ہے۔ یہ دونوں حضرات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ' سالم کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

سعید بن عبدالرحمٰن نے اس کی سند میں حمزہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

سعید کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

2749- اخرجه البخاری (۹/ ۴۰) کتاب النکاح: باب: ما یتقی من شوم المراة و قوله تعالیٰ: (ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم) (التغابن: ۱۴) حدیث (۵۰۹۳) البخاری (۱۰ /۲۲۲): کتاب الطب: باب: الطیرة' حدیث (۵۷۵۳) و مسلم ۴/ ۱۷۴۶-۱۷۴۷): کتاب السلام: باب: الطیرة و الفال و ما یکون فیه من الشوم ' حدیث (۱۱۵ /۲۲۲۵) و ابوداؤد (۲/ ۴۱۲): کتاب الطب: باب: من الطیرة' حدیث (۳۹۲۲) و النسائی (۶/ ۲۲۰): کتاب الخیل: باب: شوم الخیل' حدیث (۳۵۶۹) و ابن ماجه (۱/ ۶۴۲) کتاب النکاح: باب: ما یکون فیه الیمن والشوم' حدیث (۱۹۹۵) و احمد (۲/ ۸' ۲/ ۳۶' ۲/ ۱۲۶' ۲/ ۱۵۲) و مالك (۲ / ۹۷۲): کتاب الاستئذان: باب: ما یتقی من الشوم ' حدیث (۲۲) و الحمیدی (۲/ ۲۸۰) حدیث (۶۲۱)۔

اس کی وجہ یہ ہے: علی بن مدینی اور حمیدی نے اسے سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سالم کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور وہ فرماتے ہیں: یہ سالم اور حمزہ کے حوالے سے' منقول ہے۔ یہ دونوں حضرات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے' اسے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کسی چیز میں نحوست ہوگی' تو عورت میں ہوگی' یا جانور میں ہوگی' یا رہائش گاہ میں ہوگی۔

2750 وَقَدْ رُوِیَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَمِّهٖ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

◆◆ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' نحوست کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ البتہ کبھی گھر میں، عورت میں یا گھوڑے میں برکت ہوتی ہے۔

یہ بات علی بن حجر نے اپنی سند کے حوالے سے نقل کی ہے' جو اسماعیل بن عیاش، سلیمان بن سلیم، یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم کے حوالے سے' ان کے چچا حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

دو مسائل کی وضاحت

احادیث باب میں دو مسائل میں تعارض ہے، جن کی وضاحت سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- مرض کا تعدیہ

مرض متعدی ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے مرض متعدی ہوتا ہے اور بعض سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: لا عدوی یعنی مرض متعدی نہیں ہوتا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: فر من المجزوم یعنی تم چھوت کے مرض سے بھاگو'۔ اس تعارض کا ارتفاع یوں پیش کیا جاتا ہے کہ بنفسہ کوئی مرض متعدی نہیں ہے لیکن لغیرہ (مشیت الٰہی سے) متعدی ہوسکتا ہے۔

۲- اشیاء میں نحوست ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ

اشیاء میں نحوست ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں بھی روایات مختلف ہیں۔ بعض سے اس کی نفی ہوتی ہے مثلاً لا طیرۃ یعنی کسی

چیز میں نحوست نہیں ہے۔ بعض میں اس کا ثبوت معلوم ہوتا ہے کہ تین اشیاء میں نحوست ہے:

(۱) گھر (۲) عورت (۳) گھوڑا۔ روایات میں اس تعارض کی متعدد توضیحات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) گھر کی نحوست سے مراد گھر کی تنگی ہے۔ عورت کی نحوست سے مراد اس کی بدمزاجی، بداخلاقی، نافرمانی، اس کا بانجھ پن اور اس کے مہر کی زیادتی ہے۔ گھوڑے کی نحوست سے مالک کی نافرمانی، اس کا شوخ ہونا اور اس کا سست رفتاری میں چلنا ہے۔

(۲) اگر بالفرض اشیاء میں نحوست ہوتی تو ان تین اشیاء میں ہوسکتی تھی مگر کسی چیز میں بھی نحوست نہیں ہے۔

(۳) تین اشیاء کے استثناء کے بعد کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔

(۴) اگر کسی شخص کو کوئی چیز ناپسند ہو تو وہ چھوڑ سکتا ہے مثلاً گھر کو فروخت کر دے، بیوی کو طلاق دے ڈالے اور گھوڑا بیچ ڈالے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ ثَالِثٍ

باب 57: دو آدمی، تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں

2751 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ ح وحَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا وقَالَ سُفْيَانُ فِیْ حَدِيْثِهٖ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُؤْذِی الْمُؤْمِنَ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَكْرَهُ اَذَى الْمُؤْمِنِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم تین افراد موجود ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں۔

سفیان نامی راوی نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں کیونکہ یہ بات اسے غمگین کر دے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2751۔ اخرجه البخاری (۱۱/ ۸۵): كتاب الاستئذان: باب: اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة والمناجاة، حديث (۶۲۹۰) و مسلم (۴/ ۱۷۱۸) كتاب السلام: باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه حديث (۳۸/ ۲۱۸۴) و ابوداؤد (۲/ ۶۷۹): كتاب الادب: باب في التناجي، حديث (۴۸۵۱) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۴۱): كتاب الادب: باب: لا يتناجى اثنان دون الثالث، حديث (۳۷۷۵) و الدارمي (۲/ ۳۸۲) كتاب الاستئذان: باب: لا يتناجى اثنان دون صاحبهما، و احمد (۱/ ۳۷۵، ۴۲۵، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۵) و الحميدي (۱/ ۶۱) حديث (۱۰۹)، كذلك اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص (۳۶۱) حديث (۱۱۷۴)۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمان بھی نقل کیا گیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو آدمی ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں کیونکہ یہ بات مؤمن کو اذیت دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ مؤمن کو اذیت دیے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

تیسرے شخص سے احتراز کرتے ہوئے دو شخصوں کا باہم سرگوشی کرنے کی ممانعت

حدیث باب میں مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی جگہ میں تین آدمی موجود ہوں، ایک کو چھوڑ کر دو باہم سرگوشی کریں تو یہ منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں تیسرے شخص کو ذہنی اذیت ہوگی اور کسی کو تکلیف میں مبتلا کرنا منع ہے۔ اسی طرح چار آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر تین باہم سرگوشی کریں، یہ بھی منع ہے۔ تاہم اگر دو کو چھوڑ کر دو باہم سرگوشی کریں تو منع نہیں ہے، کیونکہ یہ صورت اذیت کی نہیں بنتی۔

فائدہ نافعہ: بعض علماء نے اس ممانعت کو ابتداء اسلام یا حضر کے ساتھ مخصوص کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ تخصیص درست نہیں ہے۔ یہ ممانعت جس طرح ابتداء اسلام میں تھی آج بھی قائم ہے۔ علاوہ ازیں حضر و سفر دونوں میں ممانعت کا حکم یکساں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعِدَةِ

باب 58: (کچھ دینے کا) وعدہ کرنا

2752 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهُ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَمَرَ لَنَا بِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِاِسْنَادٍ لَهُ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ

حدیثِ دیگر: قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَلَمْ يَزِيْدُوْا عَلٰى هٰذَا

◆◆ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ کا رنگ سفید تھا اور بالوں میں بھی کچھ سفیدی آچکی تھی۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تیرہ جوان

2752- اخرجه البخاری (٦/ ٦٥٧): كتاب المناقب: باب: صفة النبی صلی الله علیه وسلم، حدیث (٣٥٤٣، ٣٥٤٤) و مسلم (٤/ ١٨٢٢): كتاب الفضائل: باب: شيبة صلی الله علیه وسلم حدیث (١٠٧/ ٢٣٤٣) و النسائی فی (الكبری) (٥/ ٤٩): كتاب المناقب: باب: فضائل الحسن والحسين، و احمد (٤/ ٣٠٧) و الحميدی (٢/ ٣٩٤) حدیث (٨٩٠)-

اونٹنیاں دینے کا حکم دیا' پھر ہم انہیں وصول کرنے کے لیے گئے' تو اس وقت آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ ہمیں کوئی چیز نہیں دے سکے' جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہوئے' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے کوئی وعدہ کیا تھا وہ آگے آئے' تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا: تو انہوں نے ہمیں وہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

مروان بن معاویہ نے یہ روایت اپنی سند کے حوالے سے نقل کی ہے۔ یہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' اور اسی کی مانند ہے۔

کئی راویوں نے اسے اسماعیل بن ابو خالد کے حوالے سے' حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

ان راویوں نے اس روایت میں مزید کوئی الفاظ نقل نہیں کیے۔

2753 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ

اسنادِ دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هٰذَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

توضیح راوی: وَأَبُو جُحَيْفَةَ اسْمُهُ وَهْبٌ السُّوَائِيُّ

◆◆ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

کئی راویوں نے اسماعیل بن خالد کے حوالے سے' اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا نام وہب سوائی ہے۔

شرح

ایفاءِ وعدہ کی اہمیت اور اس کا تقاضا

وعدہ اخلاقی قرض ہوتا ہے' جس کا ایفاء واجب ہے اور وعدہ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اگر ایفاءِ عہد سے قبل وعدہ کنندہ فوت ہو جائے تو اس کے جانشین اور پسماندگان اس کا وعدہ پورا کریں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیرہ اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن انہیں عطا کرنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف سے ایفاءِ وعدہ کرتے ہوئے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیرہ اونٹنیاں عنایت فرمادیں۔

حدیث باب میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکل وصورت کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں صراحت ہے کہ سینہ سے لے کر سرِ اقدس تک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

ناف سے لے کر قدموں تک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت تھی اور آپ بھی دونوں شہزادوں سے انتہائی درجہ کی شفقت فرماتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

باب 59: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں'' کہنا

2754 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدِ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ

متنِ حدیث: مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَیْهِ لِاَحَدٍ غَیْرَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے لیے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا (میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)

2755 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ وَیَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ سَمِعَا سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ قَالَ عَلِیٌّ

متنِ حدیث: مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهُ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَهُ یَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَقَالَ لَهُ ارْمِ اَیُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنِ الزُّبَیْرِ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِیٍّ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے اپنے والدین کو جمع نہیں کیا (یعنی یہ الفاظ استعمال نہیں کیے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں) نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن ان سے یہ فرمایا: تم تیراندازی جاری رکھو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ (راوی کو شک ہے یا یہ الفاظ ہیں) آپ نے ان سے فرمایا: اے بہادر جوان! تم تیراندازی جاری رکھو۔

اس بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

2756 وَقَدْ رَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ

2754- اخرجه النسائی فی (الکبری) (٦/٥٧): کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: التفدیة: حدیث (١٠٠٢٣/٥)۔

متن حدیث: جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّعَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ

حکم حدیث: وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

کئی راویوں نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے، سعید بن مسیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن اپنے والدین کو میرے لیے جمع کیا تھا آپ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم تیراندازی جاری رکھو!

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن مجھ سے یہ فرمایا تھا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضرت سعد بن ابی وقاص پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ومہربانی کی انتہاء

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی کا نام مالک، ان کے باپ کا نام: وہب تھا جبکہ کنیت ابو وقاص تھی۔ پورا نام یوں ہوا: سعد بن ابی وقاص مالک بن وہب۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے بڑا اعزاز اور خصوصیت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے والدین کو جمع کرتے ہوئے فرمایا تھا: یا سعد فداك ابی و امی یعنی اے سعد تم پر میرے والدین قربان ہوں۔

سوال: احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ: یا سعد فداك ابی و امی، صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کہے تھے، حالانکہ احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھی استعمال فرمائے تھے لہٰذا یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص نہ رہی؟

جواب: (۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں زبان نبوت سے سماعت کیے تھے، اس لیے اسے آگے بیان کر دیا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہو کہ میں نے یہ الفاظ صرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضرور سنے تھے مگر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں براہ راست میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت نہیں کیے تھے۔

2756۔ اخرجه البخاری (۷/ ۴۱۵): کتاب المغازی: باب: اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا ---، حدیث (۴۰۵۶) و کذا اخرجه (۷/ ۱۰۴): کتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب سعد بن ابی وقاص، حدیث (۳۷۲۵) و مسلم (۴/ ۱۸۷۶): کتاب فضائل الصحابة: باب: فضل سعد بن ابی وقاص، حدیث (۴۲/ ۲۴۱۲) و النسائی فی (الکبری) (۶/ ۵۷): کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: التفدیة، حدیث (۱۰۰۲۴/ ۷) و ابن ماجه (۱/ ۴۷) المقدمة: فضل سعد بن ابی وقاص، حدیث (۱۳۰) واحمد (۱/ ۱۷۴، ۱۸۰)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ یَا بُنَیَّ

باب 60: ”اے میرے بیٹے“ کہنا

2757 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ شَیْخٌ لَهٗ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَهٗ یَا بُنَیَّ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنِ الْمُغِیْرَةِ وَعُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَنَسٍ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ عُثْمَانَ هٰذَا شَیْخٌ ثِقَةٌ وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ وَیُقَالُ ابْنُ دِیْنَارٍ وَهُوَ بَصْرِیٌّ وَقَدْ رَوٰی عَنْهُ یُوْنُسُ بْنُ عُبَیْدٍ وَشُعْبَةُ وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے میرے بیٹے“

اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ابوعثمان نامی راوی بزرگ اور ثقہ ہیں۔ یہ جعد بن عثمان ہیں۔

ایک قول کے مطابق یہ جعد بن دینار ہیں۔ یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

یونس بن عبید، شعبہ اور دیگر آئمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”اے میرے بیٹے“ کہنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنی امت کے لیے سراپا رحمت نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ ”اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“ آپ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو شفقت و محبت تھی، اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

لفظ: بنی، ابن کی تصغیر ہے۔ اس کا اطلاق شفقت و پیار کی بنا پر چھوٹے بچے پر ہوتا ہے۔ سحاب نبوت سے صحابہ کرام پر جو ہمہ وقت باران رحمت کا نزول ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”یا بنی“ فرمانا، اس کا ایک قطرہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خادم خاص اور پراعتماد صحابی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باران رحمت کے ایک

2757۔ اخرجہ مسلم (۲/۱۶۹۳): کتاب الادب: باب: جواز قولہ لغیر ابنہ یا بنی و استحبابہ للملاطفۃ، حدیث (۳۱/۲۱۵۷) و ابوداؤد (۲/۷۰۹): کتاب الادب: باب: فی الرجل یقول لابن غیرہ یا بنی، حدیث (۴۹۶۴) و احمد (۲/۲۸۵)۔

قطرے نے انہیں زمین سے اٹھا کر دوشِ ثریا تک پہنچا دیا تھا۔

فائدہ نافعہ: دوسرے شخص کے بیٹے کو شفقت و محبت کی بنا پر بیٹا کہنا جائز ہے بشرطیکہ وہ عمر کے اعتبار سے چھوٹا ہو۔ اگر وہ عمر کے لحاظ سے برابر ہو تو دوستانہ مراسم کی بنا پر اسے بھائی کہا جا سکتا ہے، خواہ وہ باپ شریک یا ماں شریک نہ بھی ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيْلِ اسْمِ الْمَوْلُوْدِ

باب 61: (نومولود) بچے کا نام جلدی رکھنا

2758 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَوَضْعِ الْاَذٰى عَنْهُ وَالْعَقِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ساتویں دن بچے کا نام رکھنے، اس کے بال مونڈنے اور اس کا عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

نومولود کا نام رکھنے میں جلدی کرنا

اولاد اللہ تعالیٰ کا انعام و فضل ہے۔ نومولود خواہ لڑکی ہو یا لڑکا، اس کا نام جلدی تجویز کرنا چاہیے۔ پیدائش سے قبل بھی نام رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ بعض بزرگوں کے نام پیدائش سے قبل رکھے گئے تھے اور بعد میں بھی لیکن اس سلسلے میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ ساتویں روز تک ضرور نام تجویز کر لینا چاہیے۔

نومولود کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کیا جاتا ہے اور اس کے ناخن اور بال ترشوائے جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اگر بچہ صحت مند ہو تو اس کا ختنہ بھی کر دیا جائے اور نام بھی تجویز کیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْاَسْمَاءِ

باب 62: کون سے نام پسندیدہ ہیں؟

2759 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

2759۔ اخرجه مسلم (۳/۱۶۸۲): كتاب الادب: باب: النهي عن التكني بابي القاسم و بيان ما يستحب من الاسماء حديث (۲/۲۱۳۲) و ابو داؤد (۲/۷۰۵): كتاب الادب: باب: في تغيير الاسماء حديث (۴۹۴۹) و ابن ماجه (۲/۱۲۲۹): كتاب الادب: باب: ما يستحب من الاسماء حديث (۳۷۲۸) و الدارمي (۲/۱۹۴): كتاب الاستئذان: باب: ما يستحب من الاسماء و احمد (۲/۲۴، ۱۲۸) عن نافع عن ابن عمر به۔

وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2760 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اِنَّ اَحَبَّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

نومولود کے لیے اچھا نام تجویز کرنا

نومولود اگر بچی ہو' تو اس کا نام حضرات انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات بالخصوص ازواج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ازواج صحابہ کرام یا اولیاء وصالحین کے اصول وفروع سے متعلق خواتین میں سے کسی خاتون کے نام پر تجویز کیا جائے۔ نومولود اگر بچہ ہو' تو اس کے لیے بہترین نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالقیوم یا عبدالغفور وغیرہ میں سے کوئی بھی تجویز کیا جاسکتا ہے۔ یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہیں، جس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کے نام بتوں کی نسبت سے تجویز کر کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے' مثلاً عبدالعزیٰ اور عبدالشمس وغیرہ۔ اسلام نے اولاد کے نام اللہ تعالیٰ کی نسبت سے تجویز کرنے کی تعلیم دے کر شرک کے توڑ کی صورت پیدا کر دی۔

۲- اسلام نے اصلاح معاشرہ کی تدابیر اختیار کرنے کی تعلیم دی تا کہ ذکر الٰہی کو دنیوی معاملات کا حصہ بنایا جائے' لہٰذا عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام تجویز کرنے کی ہدایت کی۔

سوال: عبدالقیوم، عبدالرحیم اور عبدالحلیم وغیرہ کا مفہوم بھی عبداللہ یا عبدالرحمٰن والا بنتا ہے، تو پھر ان دو ناموں پر نام رکھنے کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب: خواہ ان تمام ناموں میں نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے لیکن ایک واضح اور لطیف سا فرق بھی موجود ہے کہ لفظ اللہ

باری تعالیٰ کا ذاتی نام اور "الرحمٰن" صفت خاص ہے جس کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں ہوسکتا۔ باقی اسماء الٰہی صفاتی ہیں جن کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاَسْمَاءِ

باب 63: کون سے نام ناپسندیدہ ہیں

2761 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَاَنْهَيَنَّ اَنْ يُّسَمّٰى رَافِعٌ وَّبَرَكَةُ وَيَسَارٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: هٰكَذَا رَوَاهُ اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَرَوَاهُ غَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ اَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ

وَالْمَشْهُوْرُ عِنْدَ النَّاسِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں اس بات سے منع کرتا ہوں کہ رافع، برکہ اور یسار نام رکھا جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔

ابواحمد نے اسے سفیان کے حوالے سے، ابوزبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابواحمد نامی راوی ثقہ ہیں اور حافظ ہیں۔

لوگوں کے نزدیک یہ بات مشہور ہے: یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واسطہ نہیں ہے۔

2762 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِىِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحٌ وَّلَا اَفْلَحُ وَلَا يَسَارٌ وَّلَا نَجِيْحٌ يُقَالُ اَثَمَّ هُوَ فَيُقَالُ لَا.

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2761۔ اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۲۹) كتاب الادب: باب: ما يستحب من الاسماء، حديث (۳۷۲۹)۔

2762۔ اخرجه مسلم (۳/۱۶۸۵): كتاب الادب: باب كراهة التسمية بالاسماء القبيحة و بنافع و نحوه حديث (۱۲/۲۱۳۷) و ابو داؤد (۲/۷۰۸): كتاب الادب: باب في تغيير الاسم القبيح، حديث (۴۹۵۸) و ابن ماجه (۲/۱۲۲۹) كتاب الادب: باب: ما يستحب من الاسماء، حديث (۳۷۳۰) و الدارمي (۲/۲۹۴): كتاب الاستيذان: باب: ما يكره من الاسماء، و احمد (۵/۷، ۱۰، ۱۲، ۲۱)۔

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم اپنے بچے کا نام رباح، یسار، افلح اور نجیح نہ رکھو کیونکہ جب اس کے بارے میں پوچھا جائے گا' کیا وہ ہے؟ تو جواب دیا جائے گا: نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2763 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ

قَالَ سُفْيَانُ شَاهَانْ شَاهْ وَاَخْنَعُ يَعْنِىْ وَاَقْبَحُ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں' نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں پتہ چلا ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک' سب سے برے نام والا وہ شخص ہوگا' جس کو دنیا میں "ملک الاملاک" کہا جائے گا۔

لفظ "اخنع" کا مطلب سب سے زیادہ قبیح (برا) ہونا ہے۔

سفیان کہتے ہیں: اس کا مطلب شہنشاہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

برے اسماء سے احتراز کرنا

احادیث مبارکہ میں اولاد کے لیے اچھے اسماء تجویز کرنے اور برے اسماء سے احتراز کرنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں' احادیث باب میں سات اسماء سے منع کیا گیا ہے' جو درج ذیل ہیں:

(۱) رَافِعٌ (بلندی) (۲) بَرَكَةٌ (برکت) (۳) يَسَارٌ (فراخی و کشادگی) (۴) رَبَاحٌ (نفع، فائدہ) (۵) اَفْلَحَ (کامیاب و کامران) (۶) نَجِيْحًا (کامرانی و فتح مندی)

ان اسماء کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی مقام (گھر وغیرہ) میں ان میں سے کسی بھی نام والے کے موجود ہونے کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب نفی میں دیا جائے تو اس کا مفہوم معیوب سا ہوگا (مثلاً برکت گھر میں نہیں ہے)

(۷) ملک الاملاک (بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ) اس کی وجہ ممانعت یہ ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ہے' لہٰذا غیر اللہ پر اس کا اطلاق درست نہیں ہے۔

علی هذا القیاس سلطان السلاطین، خالق الخلق، امیر الامراء اور احکم الحاکمین وغیرہ میں سے بھی کوئی نام تجویز کرنا منع

2763- اخرجه البخاري (١٠/٦٠٤): كتاب الادب: باب: ابغض الاسماء الى الله' حديث (٦٢٠٥، ٦٢٠٦) و مسلم (٣/١٦٨٨): كتاب الادب: باب: تحريم التسمي بملك الاملاك و بملك الملوك (٢٠/٢١٤٣) و ابوداؤد (٢/٧٠٨) كتاب الادب: باب: في تغيير الاسم القبيح' حديث (٤٩٦١) و احمد (٢/٢٤٤) و الحميدي (٢/٤٧٨) حديث (١١٢٧)-

ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب سے ان اسماء کے تجویز کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کرنے کا قصد فرمایا تھا لیکن منع کرنے سے قبل آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ دوسری روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دوسری حدیث باب میں ان اسماء کی ممانعت سے ممانعت شرعی نہیں بلکہ ممانعت ارشادی مراد ہے۔ یعنی بہتر یہ ہے کہ ان ناموں میں سے کوئی نام تجویز نہ کیا جائے۔ تاہم ان کے بارے میں ممانعت شرعی نہیں ہے کہ انہیں حرام قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ اسماء تجویز کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَغْيِيرِ الْاَسْمَاءِ

باب 64: نام تبدیل کر دینا

2764 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَاَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ اَنْتِ جَمِيْلَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ سند: وَّاِنَّمَا اَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عُمَرَ مُرْسَلًا

فِى الباب: وَّفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ وَّعَآئِشَةَ وَالْحَكَمِ بْنِ سَعِيْدٍ وَّمُسْلِمٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ وَّشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم جمیلہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یحییٰ بن سعید القطان نے اس کی سند یہ بیان کی ہے: یہ عبیداللہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے عبیداللہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر بھی نقل کیا ہے۔

2764۔ اخرجه البخاري في (الادب المفرد) حديث رقم (٨٢٨)، و مسلم (٣/١٦٨٦): كتاب الاداب: باب: استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن و تغيير اسم برة الى زينب و جو يرية، و نحوهما، حديث (١٤/٢١٣٩) و ابو داؤد (٢/٧٠٦): كتاب الاداب: باب: من تغيير الاسم القبيح، حديث (٤٩٥٢) و ابن ماجه (٢/١٢٣٠): كتاب الادب: باب: تغيير الاسماء، حديث (٣٧٣٣) و الدارمي (٢/٢٩٤): كتاب الاستيذان باب: في تغيير الاسماء، و احمد (٢/١٨)۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت حکم بن سعید رضی اللہ عنہ، حضرت مسلم رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ، شریح بن ہانی کی ان کے والد کے حوالے سے' اور خیثمہ بن عبدالرحمٰن کی ان کے والد کے حوالے سے نقل کردہ روایات بھی منقول ہیں۔

2765 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرُبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ برے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔

ابوبکر بن نافع بیان کرتے ہیں: عمر بن علی نامی راوی بعض اوقات اس روایت کو ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرسل"، حدیث کے طور پر بھی نقل کرتے ہیں: اور اس کی سند میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کرتے۔

شرح

برے نام کو تبدیل کرنا

اولاد کے والدین کے ذمہ کثیر حقوق ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- اچھا نام تجویز کرنا: پہلا اور بنیادی حق یہ ہے کہ اچھا، بابرکت اور خوبصورت نام تجویز کیا جائے مثلاً غلام رسول، غلام مصطفیٰ اور رضاء المصطفیٰ وغیرہ۔

۲- کفالت و پرورش کرنا: والدین اپنی اولاد کی پرورش و کفالت بہترین طریقہ سے کریں، تاکہ مستقبل میں اولاد صحتمند و توانا ہو کر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خدمات انجام دے سکے۔

۳- مذہبی علوم کی تعلیم دینا: والدین کے فرائض اور ان کے ذمہ اولاد کے حقوق میں سے یہ بات بھی ہے کہ انہیں علوم اسلامیہ کی تعلیم دلائیں، تاکہ ان کو دارین کی کامرانی حاصل ہو۔

۴- اچھی خاتون سے نکاح کرنا: والدین کے فرائض میں ہے کہ وہ اپنے لڑکے کا اچھی، نیک اور صالحہ خاتون سے نکاح کریں، تاکہ مستقبل میں دونوں کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزرے اور ان کے ہاں اولاد صالحہ پیدا ہو۔

ان حقوق میں سے پہلا حق اچھا نام تجویز کرنا ہے۔ نومولود کا برا نام تجویز نہ کیا جائے۔ احادیث باب سے عیاں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند اور برے اسماء تبدیل فرما دیتے تھے۔ ایک خاتون کا نام عاصیہ (گناہ کرنے والی عورت) تھا۔ آپ کو علم

2765- انفرد به الترمذی کما جاء فی (التحفة) (۱۲/۱۸۷) حدیث (۱۷۱۲۷) ذکرہ المتقی فی (الکنز) (۷/۱۵۷) حدیث (۱۸۵۰۸) و عزاہ للترمذی عن عائشة۔

ہوا تو اس کا نام تبدیل کر کے "جمیلہ" (نیکوکار خاتون) رکھ دیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر صحابہ اور صحابیات کے اسماء گرامی تبدیل کر دیے تھے۔ معلوم ہوا کہ برے ناموں سے پکارنا ممنوع ہے مثلاً گدو اور پپو وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 65: نبی اکرم ﷺ کے اسماء کا بیان

2766 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ

فی الباب: وَّفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹا دے گا' اور میں حاشر (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں اکٹھا کیا جائے گا' اور میں عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اسماء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کی تعداد ننانوے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ قرآن کریم میں دو اسماء گرامی استعمال ہوئے ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشہور ہیں: (۱) محمد، (۲) احمد۔ یہ آپ کے ذاتی اسماء ہیں جبکہ باقی صفاتی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں ذاتی نام ہے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں ذاتی و مشہور اسم گرامی ہے۔ باقی تمام اسماء گرامی صفاتی ہیں، جو احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔

حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اسماء گرامی بیان کیے گئے ہیں، ان کے مطالب و مفاہیم درج ذیل ہیں:

۱- مُحَمَّدٌ: یہ ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے واحد مذکر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: وہ ذات جس کی خوب تعریف کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد روئے زمین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہے۔

۲- اَحْمَدُ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے واحد مذکر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: وہ ذات جو اللہ

2766- اخرجه البخاری (۸/۵۰۹): كتاب التفسير: باب: یاتی من بعدی اسمه احمد، حدیث (۴۸۹۶) و مسلم (۴/۱۸۲۸): كتاب الفضائل: باب: فی اسمائه صلى الله عليه وسلم، حدیث (۲۳۵۴/۱۲۴) و احمد (۴/۸۰، ۸۴) والحمیدی (۱/۲۵۳) حدیث (۵۵۵)۔

تعالیٰ کی زیادہ تعریف کرنے والی ہو۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء نہیں کی۔

۳- مَاحِیْ: یہ ثلاثی مجرد ناقص واوی محوا سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: مٹانے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کو مٹا دیا اور اسلام کو غالب کر دیا تھا، جس وجہ سے آپ کا یہ نام مشہور ہوا۔

۴- حَاشِرٌ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: جمع کرنے والا، چلنے والا۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ آپ کے حضور جمع کیے جائیں گے۔

۵- عَاقِبٌ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: آخر میں آنے والا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کی تعداد ننانوے ہے، تو پھر حدیث باب میں پانچ پر کیوں اکتفاء کیا گیا ہے؟

جواب: اس حدیث میں تمام اسماء گرامی بیان نہیں کیے گئے بلکہ ان میں سے مشہور ترین کو بیان کیا گیا ہے اور ان کی تعداد پانچ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْجَمْعِ بَیْنَ اسْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکُنْیَتِهٖ

باب 66: نبی اکرم ﷺ کے نام اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے ایک ساتھ استعمال کرنا حرام ہے

2767 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّجْمَعَ اَحَدٌ بَیْنَ اسْمِهٖ وَکُنْیَتِهٖ وَیُسَمِّیَ مُحَمَّدًا اَبَا الْقَاسِمِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ کَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ یَّجْمَعَ الرَّجُلُ بَیْنَ اسْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکُنْیَتِهٖ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے نام اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے ایک ساتھ استعمال کرے اور وہ "ابوالقاسم محمد" نام رکھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے نام مبارک اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے اکٹھا کرلے۔

2767- اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) حدیث رقم (۸۵۲) و احمد (۲/۴۳۳)

جبکہ بعض حضرات نے ایسا کیا بھی ہے۔

2768 متن حدیث: رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا فِي السُّوْقِ يُنَادِيْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ اَعْنِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

قولِ امام ترمذی: وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى كَرَاهِيَةِ اَنْ يُكَنّٰى اَبَا الْقَاسِمِ

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے بازار میں ایک شخص کو بلند آواز میں ''ابوالقاسم'' کہتے ہوئے سنا۔ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے' تو اس نے عرض کی: میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری کنیت کے مطابق کنیت اختیار نہ کرو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے: ابوالقاسم کنیت اختیار کرنا مکروہ ہے۔

2769 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا سَمَّيْتُمْ بِيْ فَلَا تَكْتَنُوْا بِيْ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میرے نام جیسا (اپنے بچوں کا) نام رکھو' تو میری کنیت جیسی کنیت اختیار نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

2770 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنِيْ مُنْذِرٌ وَّهُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

متن حدیث: اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ اُسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا وَّاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِيْ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

محمد بن حنفیہ' حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر آپ کے بعد میرے گھر کوئی بیٹا ہو' تو میں اس کا نام ''محمد'' رکھ سکتا ہوں۔ اور آپ کی کنیت استعمال کر سکتا ہوں؟ تو

2769۔ اخرجه ابوداؤد (۲/ ۷۱۰): كتاب الادب: باب: من رأى ان لا يجمع بينهما' حديث (۴۹۶۶)' و احمد (۳/ ۳۱۳) عن ابى الزبير عن جابر به۔

2770۔ اخرجه ابوداؤد (۲/ ۷۱۰): كتاب الادب: باب: فى الرخصة فى الجمع بينهما' حديث (۴۹۶۷)۔

نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: یہ اجازت میرے لیے تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنے کے بارے میں مذاہب آئمہ فقہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' اور آپ کی کنیت ''ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ پہلی تین احادیث باب میں ان دونوں کو جمع کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے، یہ آپ کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعث الجھن نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو آداب کے پیش نظر اسم گرامی سے نہیں بلکہ یا رسول اللہ! وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے تھے اور یہود ونصاریٰ ''ابوالقاسم'' کے الفاظ سے پکارتے تھے لہٰذا یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن ''ابوالقاسم'' کنیت تجویز کرنے میں اشتباہ کی صورت پیش آتی تھی، اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اسم گرامی اور کنیت دونوں کو جمع کرنے میں اشتباہ یا الجھن کی صورت باقی نہیں رہی، لہٰذا ان کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسم گرامی اور کنیت دونوں کو جمع کرنے کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری وغیرہ کا مؤقف ہے کہ اسم گرامی اور کنیت ابوالقاسم کو جمع کرنے کی ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، بعد میں ان کے جمع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ اب اشتباہ کی صورت باقی نہیں رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو اس کے نام سے پکارا تو آپ اس کی طرف ملتفت ہوئے، عورت نے کہا کہ اس نے تو اپنے بیٹے کو پکارا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، اصحاب ظواہر اور شیخ عبدالحق محدث وغیرہ اہل علم رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر نام رکھنا تو جائز ہے مگر ابوالقاسم کنیت تجویز کرنا درست نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، ج:۴، ص:۴۸)

۳- حضرت امام حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنا تو درست نہیں ہے مگر جس شخص کا نام محمد نہ ہو، اسے ابوالقاسم کنیت اختیار کرنا جائز ہے۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اسم گرامی اور ابوالقاسم کنیت دونوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس کی ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ہاں، تم ایسا کر سکتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بیٹا عطا فرمایا، تو

آپ نے اس کا نام محمد اور ابوالقاسم کنیت تجویز کی تھی۔ (عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، ج:۹، ص:۳۲۸)

بَابُ مَا جَآءَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

باب 67: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں

2771 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى غَنِيَّةَ حَدَّثَنِى اَبِى عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلاف سند: اِنَّمَا رَفَعَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ عَنِ ابْنِ اَبِى غَنِيَّةَ وَرَوٰى غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ اَبِى غَنِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْقُوْفًا وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فى الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَكَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

ابوسعید نے اس حدیث کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے جو ابن ابی غنیہ کے حوالے سے منقول ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو ابن ابی غنیہ کے حوالے سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، کثیر بن عبداللہ کی ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے نقل کردہ روایات بھی منقول ہیں۔

2772 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2771- تفرد به الترمذی كما جاء فی (التحفة) (۷/۲۵) حدیث (۹۲۱۳) ذكره المتقی الهندی فی (الكنز) (۲/۶۰۲) حدیث (۴۸۵۲) و عزاه للطبرانی-

2772- اخرجه ابوداؤد (۲/۷۲۷): كتاب الادب: باب: ما جاء فی الشعر، حدیث (۵۰۱۱) و ابن ماجه (۲/۱۲۳۶): كتاب الادب: باب: الشعر، حدیث (۳۷۵۶) واحمد (۱/۲۶۹، ۲۷۳، ۳۰۳، ۳۰۹، ۳۲۷، ۳۳۲) وكذا اتى فی (الادب المفرد) للبخاری رقم (۸۸۰)-

شرح

مفہوم احادیث اشعار

اشعار، شعر کی جمع ہے۔اس کا معنیٰ ہے: منظوم کلام۔ان دونوں روایات میں "مِنْ" تبعیضیہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے ہر شعر اچھا نہیں ہوتا بلکہ بعض اشعار اچھے اور پر حکمت ہوتے ہیں جبکہ بعض اشعار برے بھی ہوتے ہیں۔ایک مشہور روایت ہے: آدمی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھر جائے جس سے وہ خراب ہو جائے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ (پیٹ برے) اشعار سے بھر جائے۔
(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۷۹۳)

کیا اشعار پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام ابویوسف، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اچھے اشعار پڑھنا جائز ہے جبکہ برے اشعار سے اجتناب ضروری ہے۔

۲۔حضرت امام حسن بصری اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً اشعار کا پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: احادیث باب میں دو طرح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (۱) حکم (۲) حکمۃ۔دونوں مترادف ہیں۔
چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝ (مریم: ۱۲) "اور ہم نے یحییٰ کو بچپن میں ہی حکمت سے سرفراز فرمادیا تھا۔"
بعض اہل علم حکماً جمع حکمۃً قرار دیتے ہیں۔اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب کا محمل و مصداق الگ الگ ہے، اس لیے کہ اشعار منظور کلام ہوتا ہے جو برا ہو سکتا ہے اور اچھا بھی۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اشعار کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ھو کلام، فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح ۔(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۸) اشعار بھی کلام کی ایک شکل ہے، پس اچھے اشعار اچھے ہیں اور برے اشعار برے ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِنْشَادِ الشِّعْرِ

باب 68: شعر موزوں کرنا (یا سنانا)

2773 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُوْسَی الْفَزَارِیُّ وَعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنٰی وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ یَقُوْمُ عَلَیْهِ قَآئِمًا یُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا یُفَاخِرُ اَوْ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰی

2773۔ اخرجہ ابوداؤد (۲/۷۲۲): کتاب الادب: باب ما جاء فی الشعر، حدیث (۵۰۱۵) و احمد (۶/۷۲)۔

اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا کرتے تھے۔ وہ اس پر کھڑے ہو جاتے تھے' اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے فخریہ اشعار پیش کیا کرتے تھے۔

(راوی کو شک ہے' یا شاید یہ الفاظ ہیں) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے' (کفار کے) اعتراضات کے جوابات دیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ روح قدس کے ذریعے' حسان کی تائید کرتا رہتا ہے' جب تک یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے فخریہ کلام کہتا ہے' یا اعتراضات کے جوابات دیتا ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

یہ وہ روایت ہے' جو ابن ابی زناد کے حوالے سے' منقول ہے۔

2774 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهِ ضَرْبًا يُّزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَرَمِ اللّٰهِ تَقُوْلُ الشِّعْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهِيَ اَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَ هٰذَا

حدیث دیگر: وَرُوِيَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

قولِ امام ترمذی: وَهٰذَا اَصَحُّ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ قُتِلَ يَوْمَ مُؤْتَةَ وَاِنَّمَا كَانَتْ عُمْرَةُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ذٰلِكَ

2774۔ اخرجه النسائی (۵/۲۰۲): کتاب مناسك الحج: باب: انشاد الشعر فی الحرم' حدیث (۲۸۷۳) و النسائی (۵/۲۱۱): کتاب مناسك الحج: باب: استقبال الحج' حدیث (۲۸۹۳) و ابن خزیمة (۴/۱۹۹) حدیث (۲۶۸۰) و ابن حمید ص (۳۷۵) حدیث (۱۲۵۷)۔

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عمرہ قضاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے' تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے' اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

''اے کفار کی اولاد! آپ ﷺ کے راستے کو خالی کر دو آج کے دن ان کی تشریف آوری پر ہم تمہیں اس طرح ماریں گے کہ جو مار دماغ کو اس کی جگہ سے ہلا دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی''۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن رواحہ! کیا تم نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں اور اللہ تعالیٰ کے حرم میں اس طرح کے شعر سنا رہے ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اسے رہنے دو یہ ان (کفار) کے لیے تیروں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

عبدالرزاق نے اس روایت کو' معمر کے حوالے سے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں یہ بات نقل کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ جب عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے' تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔

بعض محدثین کے نزدیک یہ روایت زیادہ مستند ہے' کیونکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ غزوہ موتہ کے موقع پر شہید ہو گئے تھے' اور عمرہ قضاء اس کے بعد ہوا تھا۔

2775 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قِيْلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِّنَ الشِّعْرِ قَالَتْ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ وَيَقُوْلُ وَيَاْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ مثال کے طور پر کوئی شعر بھی پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ حضرت ابن رواحہ کا یہ شعر مثال کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

''وہ تمہارے پاس ان چیزوں کی اطلاع لے کر آئے گا جس کی تم نے تیاری نہیں کی''

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

2776 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ

2775- اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) رقم (۸۷۵) و النسائی (۶/ ۲۴۸): کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: ما یقول اذا استراث الخبر، حدیث (۳/ ۱۰۸۳۵) و احمد (۶/ ۱۳۸، ۲۲۲)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی بھی عرب شاعر نے جو کلمات کہے ہیں ان میں سب سے بہترین شعر لبید کا یہ مصرعہ ہے۔

"جان لو! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے فانی ہے"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ثوری اور دیگر راویوں نے اسے عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2777 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَالَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ اَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ اَشْيَاءَ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ اَيْضًا

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک سو سے زیادہ مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوں۔ آپ کے اصحاب شعر سنایا کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ خاموش رہتے تھے۔ بعض اوقات آپ ان کے ساتھ مسکرا دیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہیر نے بھی اسے سماک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اشعار کہنے اور سنانے کا جواز

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اشعار منظوم کرنا اور دوسرے لوگوں کو سنانا جائز ہے۔ دور رسالت کے مشہور شعراء میں سے چار تھے، جو اشعار کہتے تھے اور لوگوں کو سناتے بھی تھے۔

۱۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ کی شاعری کے مشہور موضوع دو تھے: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

2776۔ اخرجه البخاری (۷/۱۸۲): كتاب مناقب الانصار: باب: ايام الجاهلية، حديث (۳۸۴۱) (۱۰/۵۵۲): كتاب الادب: باب: ما يجوز من الشعر و الرجز و الحداء وما يكره منه، حديث (۶۱۴۷) (۱۱/۳۲۸): كتاب الرقاق: باب: الجنة اقرب الى احدكم من شراك نعله و النار مثل ذلك، حديث (۶۴۸۹) و مسلم (۴/۱۷۶۸): كتاب الشعر: باب: (---) حديث (۲/۲۲۵۶) و ابن ماجه (۲/۱۲۳۶): كتاب الادب: باب: الشعر، حديث (۳۷۵۷) و احمد (۲/۳۹۱، ۲۴۸، ۴۴۴، ۴۸۰، ۴۷۰) و الحميدی (۲/۴۵۴) حديث (۱۰۵۲)۔

2777۔ اخرجه مسلم (۲/۶۰۷ - الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل الجلوس فی مصلاة بعد الصبح و فضل المساجد، حديث (۲۸۶ /۶۷۰): و ابو داؤد (۱/۴۱۳) كتاب الصلاة: باب صلاة الضحى، حديث (۱۲۹۴) (۲/۶۷۹) كتاب الادب: باب: فی الرجل يجلس متربعاً، حديث (۴۸۵۰) و النسائی (۳/۸۰): كتاب السهو: باب: قعود الامام فی مصلاه بعد التسليم، حديث (۱۳۵۸) و احمد (۵/۸۶، ۸۸، ۹۰، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۷) و ابن خزيمة (۱/۳۷۲) حديث (۷۵۷)۔

نعت گوئی، (۲) کفار کی طرف سے اسلام، بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات دینا۔ "دیوان حسان" آپ کے کلام کا مجموعہ آج بھی موجود و دستیاب ہے۔ اس کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر متعدد زبانوں میں اس کے تراجم اور شروحات لکھی گئی ہیں۔

۲- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ بھی مشہور شعراء میں سے ایک تھے۔ آپ کا موضوع سخن کفار، مشرکین اور منافقین کی سرزنش اور بیخ کنی تھا۔ آپ شعر گوئی اور دشمن کی سرزنش کرنے میں اس قدر نڈر و بے باک تھے کہ دشمن شعراء آپ کے سامنے آنے سے گھبراتے تھے۔

۳- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ کی شاعری کا موضوع سخن مرثیہ گوئی تھا۔ آپ اپنے موضوع میں اشعار گوئی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔

۴- حضرت لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ایک تھے۔ ظہور اسلام کے وقت قبول اسلام کر لیا تھا۔ اپنی شاعری کو ارتقاء اسلام اور دفاع اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور ایک سو ستاون سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے جس شعر کی تعریف فرمائی تھی، وہ پورا شعر یوں ہے:

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لامحالة زائل

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ختم ہو جانے والی ہے اور دنیا کی ہر نعمت ختم ہو جانے والی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

باب 69: (فرمان نبوی ہے) آدمی کے دماغ کا پیپ سے بھر جانا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے: وہ شعر سے بھر جائے

2778 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا عَمِّيْ يَحْيَى بْنُ عِيْسَى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا يَّرِيَهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے دماغ کا پیپ سے بھر جانا جو اس کو کھا رہی ہو۔ اس کے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھر جائے۔

2778- اخرجه البخاری (۱۰/ ۵٦٤): کتاب الادب: باب: ما یکره ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصده عن ذکر اللّٰه و العلم و القرآن' حدیث (٦١٥٥) و مسلم (٤ / ١٧٦٩): کتاب الشعر: باب ---- حدیث (٧/ ٢٢٥٧) و ابو داؤد: (٢/ ٧٢٧): کتاب الادب: باب: ما جاء فی الشعر' حدیث (٥٠٠٩) و ابن ماجه (٢/ ١٢٣٦): کتاب الادب: باب: ما کره من الشعر' حدیث (٣٧٥٩) و احمد (٢/ ٢٨٨' ٣٥٥' ٣٩١' ٤٧٨' ٤٨٠)۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2779 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

محمد بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے دماغ کا پیپ سے بھر جانا اس شخص کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھر جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

برے اشعار کی ناپسندیدگی و مذمت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ شاعری بنفسہ بری چیز نہیں ہے لیکن اگر اشعار میں برے مضامین بیان کیے جائیں تو وہ برے ہیں جن سے اجتناب واحتراز ضروری ہے۔ اگر اشعار میں اچھے اور خوبصورت مضامین بیان کیے جائیں تو وہ اچھے ہیں، جن کا سننا اور سنانا جائز ہے۔ تاہم برے اشعار اس پیپ سے بھی برے ہیں جن کی وجہ سے پیٹ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَيَانِ

باب 70: فصاحت اور بیان

2780 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ بِشْرِ ابْنِ عَاصِمٍ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَبْغَضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے بلیغ شخص کو ناپسند

2779- اخرجه مسلم (۴/۱۷۶۹): كتاب الشعر: باب: (---) حديث (۸/۲۲۵۸) و ابن ماجه (۲/۱۲۳۷): كتاب الادب: باب: ما كره في الشعر حديث (۳۷۶۰) و احمد (۱/۱۷۵، ۱۷۷، ۱۸۱)۔

2780- اخرجه ابوداؤد (۲/۷۲۰): كتاب الادب: باب: ما جاء في المتشدق في الكلام حديث (۵۰۰۵) واحمد (۲/۱۶۵، ۱۸۷)۔

کرتا ہے جو اپنی زبان کے ذریعے اس طرح باتوں کو لپیٹتا ہے جیسے گائے چارے کو لپیٹتی ہے (یعنی بے معنی اور لایعنی گفتگو کرتا ہے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2781 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: آدمی ایسی چھت پر سوئے جس کے آس پاس دیوار نہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف محمد بن منکدر کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عبدالجبار بن عمر نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

2782 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں (دنوں میں) وقفے وقفے کے ساتھ وعظ کیا کرتے تھے۔ اس اندیشے کے تحت کہ کہیں ہم اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔

2781۔ تفرد به الترمذی كما جاء فی (التحفة) (۲ /۳٦۹) حدیث (۳۰۵۳) ذكره المنذری فی (الترغیب) (۲ /٦۳۵) حدیث (٤۵۱) وعزاه للترمذی عن جابر۔

2782۔ اخرجه البخاری (۱ /۱۹۵): كتاب العلم: باب: ما كان النبی صلی الله علیه وسلم یتخولهم بالموعظة و العلم كی لا ینفروا، حدیث (٦۸)، (۱ /۱۹۷): كتاب العلم باب من جعل لا هل العلم ایاما معلومة، حدیث (۷۰)، (۱۱ /۲۳۱): كتاب الدعوات: باب: الموعظة ساعة بعد ساعة، حدیث (٦٤۱۱)، و مسلم (٤ /۲۱۷۲) كتاب صفات المنافقین و احكامهم: باب: الاقتصاد فی الموعظة، حدیث (۸۲ /۲۸۲۱)، و احمد (۱ /٤۲۵، ٤٤۰)، و الحمیدی (۱ /٦۰)، حدیث (۱۰۷)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

2783 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ قَالَ سُئِلَتْ عَآئِشَةُ وَاُمُّ سَلَمَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تَا مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دِيمَ عَلَيْهِ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ابوصالح بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ کو کون سا عمل زیادہ محبوب تھا' تو ان دونوں نے یہ جواب دیا: جسے باقاعدگی سے کیا جائے اگرچہ وہ کم ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے' اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ تھا' جسے باقاعدگی سے کیا جائے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

2784 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكِئُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيفُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2783۔ اخرجه احمد (٦/٣٢، ٢٨٩)۔

2784۔ اخرجه البخاری (١٠/٩٧): كتاب الاشربة: باب: تغطية الاناء: حديث (٥٦٢٣، ٥٦٢٤) و (١١/٨٨): كتاب الاستئذان: باب: لا تترك النار فی البيت عند النوم: حديث (٦٢٩٥) و (١١/٨٩): كتاب الاستئذان: باب: لا تترك النار فی البيت عن النوم حديث (٦٢٩٦) (٦/٤٠٩): كتاب بدء الخلق: باب: اذا وقع الذباب فی شراب احدكم فليغمسه فان فی احد جناحيه داء و فی الآخر شفاء و خمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم' حديث (٣٣١٦) و مسلم (٣/١٥٩٥): كتاب الاشربة: باب: الامر بتغطية الاناء---' حديث (٩٧/٢٠١٢) و ابو داؤد (٢/٣٦٥): كتاب الاشربة: باب: من ايكا الآنية' حديث (٣٧٣١) و احمد (٣١٩/٢، ٣٦٢، ٣٨٨) و ابن خزيمة (١/٦٨) حديث (١٣١)۔

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سوتے وقت) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو کچھ چیزوں کا منہ بند کر دیا کرو دروازے بند کر دیا کرو، چراغ کو بجھا دیا کرو کیونکہ بعض اوقات کوئی چوہا بتی کو گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور پورے گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2785 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم سبزے کی فراوانی کے دنوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی کے موقع پر سفر کرو تو تیزی کے ساتھ سفر پورا کرنے کی کوشش کرو اور جب تم رات کے وقت پڑاؤ کرو تو راستے سے ایک طرف ہو جاؤ چونکہ یہ رات کے وقت جانوروں اور حشرات الارض کے گزرنے کی جگہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

شرح

چند آداب زندگی

احادیث باب میں چند آداب زندگی بیان کیے گئے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

۱- پرتکلف فصاحت و بلاغت سے اجتناب کرنا: قدرتی فصاحت و بلاغت اور طرز بیان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اپنے کلام میں مصنوعی فصاحت و بلاغت کی صورت پیدا کرنا معیوب ہے۔ مثلاً مترادف الفاظ کا استعمال، گلا پھاڑ پھاڑ کر گفتگو کرنا اور ہر بات پر اشعار کے انبار لگا دینے سے احتراز کرنا چاہیے۔

۲- سپاٹ چھت پر سونے کی ممانعت: ایسی چھت پر رات کے وقت سونا جس کی منڈیر نہ ہو، منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

2785- اخرجه مسلم (۲/ ۱۵۲۵): كتاب الامارة: باب: مراعاة مصلحة الدواب في السير و النهي عن التعرس في الطريق، حديث (۱۷۸/۱۹۲۶) و ابو داؤد (۲/ ۳۲): كتاب الجهاد: باب: في سرعة السير و النهي عن التعرس في الطريق، حديث (۲۵۶۹) و احمد (۲/ ۳۳۷، ۳۷۸) و ابن خزيمة (۱۴۵/۴) حديث (۲۵۵۰) (۱۴۷/۴) حديث (۲۵۵۶) (۲۵۵۷)۔

انسان کسی بھی وقت بیدار ہو اور نیچے گر جائے، جس سے جانی نقصان ہو سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت کی طرف نہ بڑھاؤ۔ (البقرہ:۱۹۵) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے ایسے گھر کی چھت پر سوئے جس کی دیوار نہ ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:۴۷۲۰)

۳-طویل وقت تک پند ونصائح کہنے کی ممانعت: طویل وقت تک پند ونصائح میں مصروف رہنے سے انسانی طبیعت اکتا جاتی ہے اور گفتگو کے مثبت نتائج سامنے نہیں آتے، اس لیے یہ طریقہ کار ناپسندیدہ ومنع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ وقفہ سے مختصر مگر جامع وعظ فرمایا کرتے تھے۔

۴-باقاعدگی سے کیے جانے والا عمل بہتر ہونا: زیادہ دیر کیا جانے والا عمل جو کچھ مدت کے بعد ختم ہو جائے، بہتر نہیں ہے، کیونکہ پہلے تو ذوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر کوئی کام شروع کر دیا لیکن بعد میں اس سے مکمل طور پر ہاتھ کھینچ لیا۔ تاہم اس کے مقابلہ میں وہ کام بہترین ہے، جو تھوڑا تھوڑا کیا جائے اور ہمیشہ کیا جائے، کیونکہ اس صورت میں ذوق بھی باقی رہے گا اور عمل بھی۔

۵-چند اہم آداب زندگی: پانچویں حدیث باب میں چند اہم آداب زندگی بیان کیے گئے ہیں: (۱) گھریلو برتنوں کو رات کے وقت ڈھانپ کر سونا چاہیے، تا کہ کوئی موذی جانوران میں تھوک نہ دے یا اشیاء خوردنی میں زہر نہ ملا ڈالے۔ (۲) رات کے وقت سونے سے قبل گھر کا دروازہ بند کر لینا چاہیے، تا کہ کوئی دشمن یا چور گھر میں داخل ہو کر جانی و مالی نقصان نہ کر سکے۔ (۳) رات کے وقت سونے سے قبل گھر کا چراغ (موجودہ بلب اور ٹیوب وغیرہ بھی) بجھا دینا چاہیے، تا کہ کسی بھی مالی و جانی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ ایک حدیث میں موجود ہے کہ ایک چوہے نے چراغ کی جلتی ہوئی بتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر رکھ دی، جس وجہ سے ایک درہم کی مقدار مصلیٰ جل گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سونے کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا جلتا ہوا چراغ بجھا دے، کیونکہ شیطان اس کے سر کو جلا سکتا ہے۔''

۶-آداب سفر: آخری حدیث باب میں چند آداب سفر بیان کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) سبزہ کی کثرت کے دنوں میں اونٹوں پر سفر کیا جائے تو دوران سفر اونٹوں کو گھاس وغیرہ کھانے کا موقع دینا چاہیے، تا کہ وہ بخوشی سفر کو مکمل کر سکیں۔ اگر خشک سالی کے دنوں میں سفر کیا جائے تو تیز رفتاری سے سفر کیا جائے تا کہ پانی اور چارہ سے نڈھال ہونے سے قبل اونٹ اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔

(۲) رات کے وقت دوران سفر اگر کہیں پڑاؤ ڈالنے کی ضرورت پیش آئے تو راستہ میں نہیں بلکہ کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالا جائے، کیونکہ موذی جانور اور حشرات الارض رات کے وقت راستہ میں آ کر آرام کرتے ہیں۔

